سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

(جمعتہ المبارک29۔نومبر، سوموار2، منگل3، بدھ4،
جمعرات5، جمعتہ المبارک،6۔دسمبر2013)
(یوم الجمع24، یوم الاثنین27، یوم الثلاثہ28، یوم الاربعاء29 محرم الحرام،
یوم الخمیس، یکم یوم الجمع2۔صفر المظفر1435ھ)

سولھویں اسمبلی: پانچواں اجلاس

جلد5(حصہ اوّل): شمارہ جات : 1تا6

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

پانچواں اجلاس

جمعتہ المبارک،29۔نومبر2013

جلد 5 : شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	1
2۔	ایجنڈا	----------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	9
5۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	10
6۔	چیئرمینوں کا پینل	----------	11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	حلف	
7۔	نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف	11
	تعزیت	
8۔	پشاور چرچ میں بم دھماکے میں جاں بحق ہونے والے مسیحیوں کے لئے ایک منٹ کی خاموشی، بلوچستان زلزلے، سانحہ راولپنڈی میں شہید ہونے والوں، جناب جاوید انصاری، ایم پی اے کے بھائی اور ڈاکٹر صلاح الدین، ایم پی اے کے والد محترم کے لئے دعائے مغفرت	12
	سوالات (محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری)	
9۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	18
10۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	50
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
11۔	مجلس خصوصی نمبر1 کے مسودات قوانین کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	56
	تحاریک استحقاق	
12۔	اے سی شکر گڑھ اور ڈی سی او نارووال کا معزز ممبر کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ	57
	تحاریک التوائے کار	
13۔	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کو پی ایم ڈی سی کی منظوری کے بغیر چلایا جانا(۔۔۔جاری)	60
14۔	دریائے راوی لاہور میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے زیر زمین پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ (۔۔۔جاری)	62
15۔	لاہور میں متروکہ وقف (ہندو اوقاف) کی سینکڑوں کنال اراضی خلاف قانون و پالیسی ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے نام منتقل(۔۔۔جاری)	63
16۔	پنجاب میں ہیپاٹائٹس کے مرض میں مسلسل اضافہ (۔۔۔جاری)	66

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
17۔	پنجاب میں لاکھوں گاڑی مالکان قیمت ادا کرنے کے باوجود نمبر پلیٹوں سے محروم(۔۔۔جاری)	67
18۔	جوزف کالونی بادامی باغ لاہور کے متاثرہ افراد کا امدادی چیک نہ ملنے پر شدید احتجاج(۔۔۔جاری)	68
19۔	پنجاب کے ادارہ صحت میں متعدی بیماریوں اور سانپ کے کاٹے کے علاج کے لئے ادویات کی عدم دستیابی(۔۔۔جاری)	69
20۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مین بازار میں سینکڑوں چھابڑی فروش اور ریڑھی بانوں کو بغیر پیشگی نوٹس کے بے دخل کرنے سے پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	70
21۔	مین بازار ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دکانداروں کا ٹی ایم اے کے عملہ سے ساز باز کر کے سینکڑوں چھابڑی فروشوں کو بے دخل کرنا(۔۔۔جاری)	71
22۔	ضلع میانوالی کے حلقہ پی پی۔46 کے قصبہ علووالی کی سڑکوں اور قابل کاشت رقبہ کو مون سون کی بارشوں اور دریائے سندھ کے سیلابی ریلے سے بچانے کے لئے دفاعی بند تعمیر کرنے کا مطالبہ(۔۔۔جاری)	71
23۔	تحصیل شکر گڑھ میں واقع نور کوٹ قلعہ احمد آباد سے گزرنے والے نالہ کی خستہ حال پل کی ہنگامی بنیادوں پر مرمت کا مطالبہ(۔۔۔جاری)	72
24۔	صوبہ میں چکن کے گوشت اور انڈوں کی قیمتوں میں مزید اضافہ(۔۔۔جاری)	73
	رپورٹ(میعاد میں توسیع)	
25۔	تحریک استحقاق نمبر6/13 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	74
	پوائنٹ آف آرڈر	
26۔	سانحہ راولپنڈی پر دیئے گئے توجہ دلاؤ نوٹس پر بات کرنے کا مطالبہ	75
	سرکاری کارروائی	
	ہنگامی قوانین(جو پیش ہوئے)	
27۔	ہنگامی قانون(ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مجریہ2013	85

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
28۔	ہنگامی قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مجریہ 2013	----------	85
29۔	ہنگامی قانون (ترمیم) سوشل سکیورٹی صوبائی ملازمین مجریہ 2013	----------	86
30۔	ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2013	----------	87
31۔	ہنگامی قانون (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2013	----------	87
32۔	ہنگامی قانون (تیسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2013	----------	88
33۔	ہنگامی قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2013	----------	88
	سوموار، 2۔دسمبر 2013		
	جلد 5: شمارہ 2		
34۔	ایجنڈا	----------	91
35۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	95
36۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	96
	حلف		
37۔	نومنتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف	----------	97
	سوالات (محکمہ سکولز ایجوکیشن)		
38۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	----------	98
39۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	128
	پوائنٹ آف آرڈر		
40۔	انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے شیخ زید ہسپتال کے سامنے گھنٹوں ٹریفک بلاک ہونے سے مریضوں، طلباء اور مسافروں کو پریشانی کا سامنا	----------	144
	توجہ دلاؤ نوٹس		
41۔	گجرات: دہشت گردوں کے ہاتھوں چھ افراد کے قتل کی تفصیلات	----------	147
42۔	تھانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ میں شہری کی پولیس تشدد سے ہلاکت و دیگر تفصیلات (۔۔۔جاری)	----------	148

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
43۔	لاہور: نامعلوم موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے وکیل کے قتل کی تفصیلات(۔۔۔جاری)	149
	تحاریک استحقاق	
44۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	150
	تحاریک التوائے کار	
45۔	حلقہ پی پی۔222 ساہیوال کے دیہات حالیہ سیلاب سے شدید متاثر ہونے کی وجہ سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	151
46۔	نالہ لئی راولپنڈی میں ڈوبتے ہوئے شخص کو بچاتے ہوئے ڈوبنے والے شخص کی نعش کی بازیابی کا مطالبہ(۔۔۔جاری)	152
47۔	چیئرمین ہندو وقف املاک اور اس کے ممبران کا ننکانہ صاحب میں گردوارہ کی کئی ایکڑز مین وکلاء ہاؤسنگ کالونی کے نام سے ہڑپ کرنا(۔۔۔جاری)	152
48۔	فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین لاہور میں خاتون کی بجائے مرد پرنسپل کی تعیناتی(۔۔۔جاری)	154
49۔	کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور کے بارہ شعبہ جات کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	59
50۔	لاہور بورڈ اور دیگر بورڈوں کے طلباء کی بہت بڑی تعداد کا لاہور کے کالجوں میں داخلہ سے محروم رہنے کا خدشہ(۔۔۔جاری)	161
51۔	سرکاری گوداموں سے گندم کے اجراء کا مطالبہ(۔۔۔جاری)	162
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)	
52۔	حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات محکمہ جنگلات برائے سال09-2008 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	164

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
53۔	حکومت پنجاب کی مالیاتی سٹیٹمنٹس برائے سال 10-2009 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	165
54۔	حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال 11-2010 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	165
55۔	تونسہ بیراج ایمرجنسی بحالی وجدت پراجیکٹ آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	166
56۔	محکمہ (ورکس) سی اینڈ ڈبلیو، ایچ یو ڈی اینڈ پی ایچ ای، آئی اینڈ پی اور پی اینڈ ڈی حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال 12-2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	166
57۔	کمرشل آڈٹ اینڈ ایولیوایشن (پبلک سیکٹر انٹرپرائزز) حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 12-2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	167
58۔	خشک سالی بحالی معاونتی پروگرام پراجیکٹ (DRAPP) پنجاب، حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	168
59۔	حکومت پنجاب کے مالیاتی گوشوارے برائے سال 11-2010 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	168
60۔	حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال 12-2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	169
61۔	حکومت پنجاب کی مالیاتی سٹیٹمنٹس رپورٹ برائے سال 12-2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	169
62۔	حکومت پنجاب (ورکس ڈیپارٹمنٹ) کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 13-2012 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	170

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
63۔	انصاف تک رسائی پروگرام (سول ورکس اینڈ سافٹ ریفارمز کمپونٹس) محکمہ جات سی اینڈ ڈبلیو، داخلہ، قانون و پارلیمانی امور اینڈ پبلک پراسیکیوشن کی سپیشل آڈٹ رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	170
64۔	ڈومیلی ڈیم ضلع جہلم کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	171
65۔	کورم کی نشاندہی	172
	منگل،3۔دسمبر2013	
	جلد 5:شمارہ 3	
66۔	ایجنڈا	174
67۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	176
68۔	نعت رسول مقبول ﷺ	177
	سوالات (محکمہ صحت)	
69۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	178
70۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	216
71۔	ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت	240
	پوائنٹ آف آرڈر	
72۔	سوالات کی کاپی ایوان میں ایک دن قبل تقسیم کرنے کا مطالبہ	259
	تحاریک التوائے کار	
73۔	پنجاب کے تعلیمی اداروں کی ناقص کارکردگی سے طلباء کے والدین کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	260
74۔	سرکاری کالجوں کے گرتے ہوئے معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے اساتذہ کو واضح ٹارگٹ دینے کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	262

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
75۔	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چک نمبر 69ر۔ب گھسیٹ پورہ فیصل آباد میں حالیہ بارشوں کا پانی داخل ہونے سے قیمتی سامان کا زیاں(۔۔۔جاری)	263
76۔	پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں انجیو گرافی کی مشینیں خراب ہونے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	264
77۔	محکمہ لیبر کی عدم دلچسپی اور سیفٹی آلات کی عدم دستیابی کی وجہ سے فیکٹریوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ(۔۔۔جاری)	264
78۔	صوبہ میں ڈینگی وائرس کے مریضوں میں تیزی سے اضافہ کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	266
79۔	پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جماعت نہم کی انگریزی کی کتاب میں دو جانثاران وطن "نشان حیدر" کا اعزاز پانے والوں کا نام خارج کئے جانے کا انکشاف(۔۔۔جاری)	267
80۔	ڈی سی او کی اسامی پر گریڈ۔17 کے آفیسر کی تعیناتی سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	267
81۔	نہر مرالہ راوی لنک میں ڈسکہ کے مقام پر محکمہ کی ملی بھگت سے کٹ لگانے سے کسان پانی سے یکسر محروم(۔۔۔جاری)	268
82۔	گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کوارٹروں کے درمیان چھوٹے پارکس کو ختم کرنے کی تجویز سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	269
83۔	لاہور میں آٹے اور سبزیوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	270
84۔	گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کو اپ گریڈ کرنے کے ساتھ ساتھ فیسوں میں بھی کئی گنا اضافہ	272
	پوائنٹ آف آرڈر	
85۔	معزز ممبران اسمبلی کو رہائش فراہم کرنے کا مطالبہ	274

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
86۔	کراچی میں ایکسپریس نیوز کے دفتر پر حملے کی مذمت	278
87۔	اخبارات میں شائع ہونے والی قرآنی آیات کو محفوظ کرنے کا مطالبہ	280
88۔	ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کالج جھنگ کو یونیورسٹی کا درجہ دینے اور اس کا نام میاں محمد شریف کے نام سے موسوم کرنا	284
89۔	سیمنٹ کی قیمت کم کرنے کے لئے فیکٹریز کے کارٹل کے خاتمے کا مطالبہ	285
90۔	صوبہ میں قیدی شادی شدہ خواتین کو جیل میں اپنے خاوندوں سے ملاقات کی اجازت کا مطالبہ	288
91۔	فیصل آباد کے صنعتی اداروں کے آلودہ پانی کو سمندری ڈرین میں گرنے سے روکنے اور ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کا مطالبہ	289
	بدھ، 4۔دسمبر 2013	
	جلد 5 :شمارہ 4	
92۔	ایجنڈا	294
93۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	296
94۔	نعت رسول مقبول ﷺ	297
	سوالات (محکمہ جات مال وکالونیز)	
95۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	298
96۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	331
	پوائنٹ آف آرڈر	
97۔	پاکستان میں کرپشن میں کمی کے حوالے سے ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ پر پاکستانی قوم کو مبارکباد کا پیش کیا جانا	347
	تحاریک استحقاق	
98۔	چوکی کھیانہ تھانہ صدر جھنگ کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ	354

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار	
99۔	لاہور میں نام نہاد حکماء کا ہربل اور یونانی ادویات کی آڑ میں Steroids ملی ادویات کا فروخت کرنا	359
100۔	لاہور میں مفکر پاکستان علامہ اقبال کا مسکن کھنڈر میں تبدیل	361
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)	
101۔	ڈھارابی ڈیم، ضلع چکوال کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	366
102۔	روٹ پرمٹس کے اجراء اور تجدید کے ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ، حکومت پنجاب کی سٹڈی رپورٹ برائے سال 10-2009 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	367
103۔	حکومت پنجاب (محکمہ جنگلات) کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال 12-2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	367
104۔	حکومت پنجاب کی ریونیو وصولی کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال 13-2012 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	368
105۔	حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 13-2012 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	368
106۔	پنجاب پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 13-2012 (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلیوایشن) کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	369
107۔	پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	369
108۔	محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	370

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	بحث	
109۔	امن عامہ پر عام بحث	370
110۔	کورم کی نشاندہی	413
	جمعرات،5۔دسمبر2013	
	جلد 5:شمارہ 5	
111۔	ایجنڈا	415
112۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	417
113۔	نعت رسول مقبول ﷺ	418
	سوالات (محکمہ آبپاشی)	
114۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	419
115۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	451
	توجہ دلاؤ نوٹس	
116۔	راولپنڈی: مذہبی گروپوں کے درمیان تصادم سے 10 افراد کی ہلاکت کی تفصیلات	462
117۔	ضلع فیصل آباد: موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے دو پولیس اہلکاران کی ہلاکت کی تفصیلات	471
	تحاریک التوائے کار	
118۔	لاہور میں مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے ایم پی ایز کو ترقیاتی فنڈز کا اجراء	472
119۔	گورنمنٹ انگلش میڈیم گرلز ہائی سکول ''رکھ ماچھیکے'' شیخوپورہ کی ہیڈ مسٹریس کا نصابی کتب کو کباڑیئے کو فروخت کرنا	473
120۔	تحصیل چک جھمرہ کے رہائشی صفدر علی اعوان کی بیٹی کی ڈاکٹروں کی غفلت سے ہلاکت	474

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
121۔	ملک پارک شاہدرہ لاہور میں نام نہاد ادارہ کا مفت علاج کا جھانسہ دے کر گردہ نکالنا ----------	476
122۔	ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی ملتان روڈ کی سوڈیوال تا سمن آباد توسیع نہ کرنے کی وجہ سے مسافروں، طالب علموں اور مریضوں کو پریشانی کا سامنا ----------	477
123۔	لاہور میں غازی آباد پولیس کے نجی ٹارچر سیل سے چودہ سالہ طالب علم برآمد ----------	478
124۔	لاہور، جی او آر۔IV خوشنما کے گراؤنڈ فلور کے رہائشیوں کی تجاوزات سے دیگر الاٹیوں کو مشکلات کا سامنا ----------	479
125۔	لاہور کی منڈیوں میں چین، برما، سنگاپور اور انڈیا سے خریدے گئے غیر معیاری لہسن اور ادرک سے انسانی صحت کو شدید خطرات کا خدشہ ----------	480
126۔	صوبہ کے پنشنرز عدالت عظمیٰ اور محتسب اعلیٰ پنجاب کے حکم کے باوجود پنشن میں اضافہ کی رقم سے محروم ----------	482
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
127۔	مسودہ قانون (ترمیم پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 2 کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	483
128۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی ملازمین سوشل سکیورٹی مصدرہ 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	484
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
129۔	امن وامان پر عام بحث (۔۔۔جاری) ----------	484
	پوائنٹ آف آرڈر	
130۔	صوبہ کے پُرامن رہائشیوں کو Four Schedule سے نکالنے کا مطالبہ ----------	491

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
131۔	امن وامان پر عام بحث(۔۔۔جاری)	492
	جمعتہ المبارک،6۔دسمبر2013	
	جلد 5:شمارہ 6	
132۔	ایجنڈا	519
133۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	521
134۔	نعت رسول مقبول ﷺ	522
	سوالات(محکمہ ہائرایجوکیشن)	
135۔	نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات	523
136۔	نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	566
	رپورٹ(جو پیش ہوئی)	
137۔	مسودہ قانون(ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ2013کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1کی رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا	572
	پوائنٹ آف آرڈر	
138۔	بہاؤالدین ذکریایونیورسٹی کے لاہور کیمپس کواچانک بند کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کو پریشانی کاسامنا	573
	تعزیت	
139۔	جمہوریت کے ہیرو نیلسن منڈیلا کی وفات پر معزز ممبران کاکھڑے ہوکر خاموشی اختیار کرنا	575
	پوائنٹ آف آرڈر	
140۔	بہاؤالدین ذکریایونیورسٹی کے لاہور کیمپس کواچانک بند کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کو پریشانی کاسامنا(۔۔۔جاری)	575
141۔	حالیہ الیکشن کی رزلٹس کی تصدیق کے لئے انگوٹھوں کے نشان کی تصدیق سے قبل چیئرمین نادراکو خلاف قانون برطرف کرنا	578

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
142۔	اے سی شکر گڑھ اور ڈی سی او نارووال کا معزز ممبر کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ(۔۔۔جاری)	582
	تحاریک التوائے کار	
143۔	پنجاب میں غیر معیاری ادویات اور سپرے سے ہونے والی اموات میں مسلسل اضافہ	585
144۔	صوبہ میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے پراپرٹی ٹیکس میں پانچ گنا اضافے کی تجویز	586
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
145۔	امن وامان پر عام بحث(۔۔۔جاری)	588
146۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(38)/2013/960. Dated: 27th November, 2013. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Mohammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Friday, 29th November, 2013 at 03:00 pm in the Provincial Assembly Chambers Lahore."

Dated Lahore, the
27th November, 2013

MOHAMMAD SARWAR
GOVERNOR OF THE PUNJAB

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔نومبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت وسرمایہ کاری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

آرڈیننسوں کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

1۔ آرڈیننس (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2013

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ آرڈیننس شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013

ایک وزیر آرڈیننس شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس (ترمیم) سوشل سکیورٹی صوبائی ملازمین 2013

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) سوشل سکیورٹی صوبائی ملازمین 2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آرڈیننس (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2013

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

5۔ آرڈیننس (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2013

ایک وزیر آرڈیننس (دوسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ آرڈیننس (تیسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2013

ایک وزیر آرڈیننس (تیسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب 2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

7۔ آرڈیننس (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب2013

ایک وزیر آرڈیننس (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب2013ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیر اعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	میاں مناظر حسین رانجھا، ایم پی اے	پی پی۔31
2۔	ملک محمد ظہور انور، ایم پی اے	پی پی۔23
3۔	محترمہ صباء صادق (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے ڈبلیو۔306	
4۔	جناب محمد سبطین خان، ایم پی اے	پی پی۔46

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
2۔	کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ	:	وزیر تحفظ ماحول
3۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر توانائی، کانکنی ومعدنیات*
4۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔جون2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (29۔نومبر تا 13۔دسمبر2013) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	جناب محمد آصف ملک	:	وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری
6۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک / مال و کالونیز*
7۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ وزیر قانون و پارلیمانی امور*
8۔	محترمہ حمیدہ وحید الدین	:	وزیر ترقی خواتین
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ، آبکاری و محصولات*
10۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکول ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن*، امور نوجواناں* کھیلیں*، آثار قدیمہ اور سیاحت*
11۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
12۔	جناب عبدالوحید چودھری	:	وزیر جیل خانہ جات، ایس اینڈ جی اے ڈی*
13۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
14۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر سماجی بہبود و بیت المال
15۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت / صحت*
16۔	جناب آصف سعید منہیس	:	وزیر خصوصی تعلیم
17۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر اوقاف و مذہبی امور
18۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
19۔	چودھری محمد شفیق	:	وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری
20۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی، انفارمیشن و کلچر*
21۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور

7

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب مصطفیٰ رمدے

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : رائے ممتاز حسین بابر

ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ) : جناب عنایت اللہ لک

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

جمعتہ المبارک،29۔نومبر2013

(یوم الجمع،24۔محرم الحرام1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام5بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِى نَعِيمٍ ﴿١٣﴾
وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِى جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمۡ
عَنۡهَا بِغَآئِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَآ أَدۡرَٮٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَآ أَدۡرَٮٰكَ
مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔاۖ
وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٍ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

سورۃ الانفطار13 تا 19

بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت)میں ہوں گے۔ (13)اور بدکردار دوزخ میں (14)(یعنی)جزا کے دن اس میں داخل ہوں گے (15)اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے (16)اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟ (17)پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے(18)جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز صرف اللہ ہی کا ہو گا(19)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضورؐ اپنے کرم کے حصار میں رکھنا
دیارِ نور کے قرب و جوار میں رکھنا
جب آپؐ اپنے غلاموں کو یاد فرمائیں
ہمیں بھی شاہِ مدینہؐ شمار میں رکھنا
جیئوں تو گنبد خضراء کے سائے میں آقاؐ
جو مر بھی جاؤں تو اپنے دیار میں رکھنا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:۔

1۔	میاں مناظر حسین رانجھا، ایم پی اے	پی پی۔31
2۔	ملک محمد ظہور انور، ایم پی اے	پی پی۔23
3۔	محترمہ صباء صادق (ایڈووکیٹ)، ایم پی اے	پی پی۔306
4۔	جناب محمد سبطین خان، ایم پی اے	پی پی۔46

شکریہ

حلف

نو منتخب ممبران اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ نو منتخب ممبران اسمبلی جناب حماد نواز خان ٹیپو صاحب، میاں مرغوب احمد صاحب اور جناب خرم شہزاد صاحب حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور حلف اٹھانے کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب معزز ممبران اسمبلی نے اپنی اپنی نشست کے سامنے کھڑے ہو کر حلف اٹھایا اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

پشاور چرچ میں بم دھماکے میں جاں بحق ہونے والے مسیحیوں کے لئے ایک منٹ کی خاموشی، بلوچستان زلزلے، سانحہ راولپنڈی میں شہید ہونے والوں، جناب جاوید انصاری، ایم پی اے کے بھائی اور ڈاکٹر صلاح الدین، ایم پی اے کے والد محترم کے لئے دعائے مغفرت

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! پشاور چرچ میں ہونے والے بم دھماکے میں جاں بحق مسیحیوں کے لئے ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے یا ان کے لئے دعا کی جائے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! بلوچستان میں آنے والے زلزلے میں شہید ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! راولپنڈی میں دسویں محرم کو ہونے والے سانحہ کے دوران شہید ہونے والوں کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: بلوچستان زلزلے، سانحہ راولپنڈی میں شہید ہونے والے، جناب جاوید انصاری ایم پی اے کے بھائی اور ڈاکٹر صلاح الدین ایم پی اے کے والد محترم کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔ پھر پشاور چرچ میں دھماکوں کے دوران ہلاک ہونے والے غیر مسلموں کے لئے ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی جائے۔ اس کے بعد نئے منتخب ممبران اسمبلی دو دو منٹ کے لئے بات کریں گے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پشاور چرچ دھماکوں میں مرنے والے مسیحیوں کو ہلاک کی بجائے "شہید" کہا جائے۔

جی، آپ کی مرضی، جو آپ مناسب سمجھیں کہہ لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر شہداء اور مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

اب ایک منٹ کے لئے کھڑے ہو کر مرحوم مسیحیوں کے لئے خاموشی اختیار کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ہلاک ہونے والے مسیحیوں کے لئے ایوان میں موجود معزز ممبران اسمبلی نے کھڑے ہو کر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی)

نو منتخب ممبران اسمبلی میں سے اگر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو باری باری دو دو منٹ میں اپنی بات کر لیں۔

جناب حماد نواز خان ٹیپو: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں۔۔۔

جناب سپیکر: اپنا پورا تعارف کرا دیں تاکہ سب کو پتا چل جائے۔

جناب حماد نواز خان ٹیپو: جناب سپیکر! میرا نام حماد نواز ٹیپو ہے۔ میں مظفر گڑھ شہر سے اپنی جماعت کا ایک سیاسی کارکن ہوں اور الحمد للہ مجھے فخر ہے کہ میری تیسری نسل مسلم لیگ سے وابستہ ہے۔ میں اپنے قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور محترم میاں محمد شہباز شریف خادم پنجاب کا انتہائی مشکور اور ممنون ہوں کہ انہوں نے اس علاقے میں میرے جیسے غریب کارکن کو ٹکٹ دیا جہاں feudal lords کی حکمرانی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! الحمد للہ ہم نے ہر دور میں پاکستان مسلم لیگ (ن) سے وابستہ رہنے اور وہاں کی عوام نے میری قیادت کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے کہا تو میں آپ کا اور اپنی قیادت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرے حلقے میں تعلیم اور صحت کے حساب سے جو پسماندگی ہے میں آپ کی وساطت سے اس کا ذکر ضرور کروں گا کہ میرے علاقے میں 1962 میں ایک انٹر کالج بنا تھا جہاں اسی عمارت میں اب ڈگری کالج ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہاں پر کیڈٹ کالج بھی بنے ہوئے ہیں۔

جناب حماد نواز خان ٹیپو: جناب سپیکر! نہیں، وہ پرائیویٹ ہیں۔اسی کے ساتھ ہی میں ایک ہسپتال کا ذکر کروں گا کہ اسے بھی فنڈز فراہم کئے جائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جی، میاں مرغوب صاحب!

میاں مرغوب احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! مجھے میاں مرغوب احمد کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ میں آج اپنی قیادت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ایک بار پھر موقع فراہم کیا اور میں آج اس معزز ایوان میں پہنچا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک سیاسی کارکن ہوں میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے میری وابستگی ہمیشہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کے ساتھ ہی رہی ہے۔ مختلف اُتار چڑھاؤ آتے رہے ہیں، ڈکٹیٹرز کے دور بھی آئے لیکن پایہ استقامت میں کسی قسم کی کوئی لغزش نہ آئی۔ مجھے اس سے پہلے بھی2008 کے انتخابات میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ممبر قومی اسمبلی کے لئے ٹکٹ دیا تھا۔ میں نے پچھلے پانچ سال اپوزیشن میں بطور ممبر نیشنل اسمبلی گزارے اور ایک بار پھر قیادت نے مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا جس کا میں انتہائی مشکور ہوں۔ مجھے یہ بات کہنی ہے کہ آج میاں محمد نواز شریف قوم کی واحد امید ہیں۔ جس طرح سے ہمارے ملکی حالات میں بگاڑ پیدا ہو چکا ہے، ادارے تباہ و برباد ہو چکے ہیں، اس وقت جو ملک کے حالات ہیں چاہے وہ دہشت گردی کا سامنا ہو، توانائی کا بحران ہو یا مہنگائی کی لہر ہو ان حالات میں قوم کو ایک دیانتدار اور تجربہ کار قیادت میسر ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ جو اقدامات کئے جا رہے ہیں اس کے نتیجے میں جلد ہی یہ قوم اپنی منزل کی طرف آگے بڑھے گی اور اس ملک کے اندر امن و امان ہو گا۔اس وقت جو خلاء ہے اور آج وہ لوگ جو کہ خطِ غربت سے نیچے کی زندگی بسر کر رہے ہیں انشاء اللہ وہ خوشحالی کے سفر پر گامزن ہوں گے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ بات بھی کہنی ہے کہ آج میں اس ایوان تک پہنچا ہوں تو اس دوران اپوزیشن کی طرف سے جو واویلا مچایا گیا اور جس طرح جنرل الیکشن کے انتخابات میں تحریک انصاف نے دھاندلی کے نعرے لگا کر اس الیکشن کو داغدار کرنے کی کوشش کی وہی ایک۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر:Interrupt نہ کریں، بڑی مہربانی ہو گی۔No interruption please دیکھیں، ماحول کو خراب نہیں کرنا بلکہ اس کو اچھا رکھنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! ماحول انشاء اللہ اچھا ہی رہے گا۔ میں ریکارڈ کی درستی کے لئے چند ایک گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن نے روایتی طور پر دھاندلی کا شور وغل بلند کیا اور اسی اسمبلی کے سامنے انہوں نے احتجاجی کیمپ بھی لگائے اور یہ کیمپ انہوں نے پنجاب بھر میں لگانے کے دعوے بھی کئے۔ الیکشن کمیشن نے suo moto action لیا تو میرے وکیل نے کہا کہ جس جس پولنگ سٹیشن میں یہ re-counting کروانا چاہتے ہیں کروالیں۔ آخر کار انہوں نے constituency کے تمام پولنگ سٹیشنوں میں re counting کروائی۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کو بہت بہت مبارک ہو کہ ماشاء اللہ آپ جیت گئے ہیں۔

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! مجھے یہ بات کہنی ہے کہ re-counting میں میرے ووٹ بڑھ بھی گئے، اس کے ساتھ ساتھ جو انہوں نے جھوٹا شور وغل اور واویلا کیا تھا اس کے نتیجے میں جو پی ٹی آئی کے rejected ووٹ تھے، یہ بات بھی ایک حسن اتفاق ہے کہ ان کی تعداد 420 بنی۔(نعرہ ہائے تحسین) مجھے یہ بات کہنی ہے کہ آج اداروں کو مضبوط کرنے کی بجائے ان پر انگشت نمائی کرنا، عدلیہ پر انگشت نمائی کرنا، اس دن فوج کا ایک ایک جوان ایک ایک بیلٹ بکس پر کھڑا تھا ان کو تنقید کا نشانہ بنانا اور آج جس سسٹم کے ذریعے سے یہ یہاں تک پہنچے ہیں اس کو داغدار نہ کریں۔ یہ آج اداروں پر اعتماد کریں اور مجھے یہ بات کہنی ہے کہ آج اپوزیشن یہ بھی جرأت کا مظاہرہ کرے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، خرم شہزاد صاحب! آپ میری بات غور سے سنیں، اگر ٹائم ضائع نہیں کریں گے تو بہتر رہے گا۔

جناب خرم شہزاد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میرا نام شیخ خرم شہزاد ہے اور میرا تعلق business community سے ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ وہ سیٹ پچیس سال تک (ن) لیگ کے پاس رہی ہے جو آج ہم نے win کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ سے ڈیسک اچھی طرح سے نہیں بجایا گیا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے بھرپور طریقے سے ڈیسک بجا کر خراج تحسین پیش کیا گیا)

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! اس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ 11۔ مئی والا الیکشن fake تھا۔ جو سیٹ (ن) لیگ نے 32 ہزار ووٹوں سے جیتی آج اس سیٹ پر 70/30 کا مقابلہ ہوا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں میرے خیال میں یہ باتیں چھوڑ دیں۔ جب آپ ایسی بات کریں گے تو دوسری جانب سے بھی ایسی باتیں ہوں گی پھر فائدہ کیا ہو گا؟

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! میں یہ سیٹ اس وجہ سے نہیں جیتا، لوگوں نے مجھے اس وجہ سے ووٹ نہیں ڈالے کہ بجلی کے بل ڈبل ہو گئے ہیں، گیس کے بل ڈبل ہو گئے ہیں بلکہ میں اس وجہ سے جیتا ہوں کہ قائداعظم کے بعد اگر کوئی لیڈر ہے تو وہ عمران خان ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "اک واری فیر۔ شیر" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے

"کون بچائے گا پاکستان۔ عمران خان، عمران خان" کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! کل مورخہ یکم دسمبر کو میرا شہر جو پاکستان کا مانچسٹر کہلاتا ہے 6.5 ملین افراد بے روزگار ہو رہے ہیں۔ وہاں پر گیس کی بندش دو مہینے تک ہونی ہے، انڈسٹریاں بند ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آپ کو ٹائم ملے گا پھر بحث کر لینا، اس وقت اپنی بات ختم کریں۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور عمران خان کی اس تاریخ ساز کامیابی پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اُن کو جا کر مل کر کریں، مجھے کیا اعتراض ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی جانب سے ان تینوں بھائیوں کو جو منتخب ہو کر اس ایوان کا حصہ بنے ہیں اور آج انہوں نے حلف اٹھایا ہے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں امید کرتا ہوں کہ ان کے اس ایوان کا حصہ بننے کے بعد اس ایوان کی جو روایات ہیں، جو یہاں پر discussions ہوں گی، یہاں پر Adjournment Motions, Questions اور جو بھی عمل ہو گا اس سے اس صوبے اور ملک کی بہتری کے لئے جو کام ہو گا وہ ان میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔ میں ان کو ایک بار پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خوش آمدید بھی کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، شاباش! اچھی بات ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں Being Opposition Leader ان تمام نو منتخب ممبران دوستوں کو پنجاب اسمبلی میں welcome کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ جو elected لوگ قطع نظر اس کے کہ ان کا تعلق ٹریژری بنچوں سے ہے یا اپوزیشن بنچوں سے ہے ہم سب کو مل کر rule of law کی بات کرنی ہو گی اور جمہوریت کے ثمرات عام عوام تک پہنچانے کے لئے اپنی جدوجہد کرنا ہو گی۔ عوام سخت مشکلات کا شکار ہیں ہم یہاں اسمبلیوں میں بیٹھ جاتے ہیں لیکن آج جس تیزی کے ساتھ عوام ریلیف چاہتے ہیں، مہنگائی کو دیکھ لیں اور باقی مسائل کو دیکھ لیں، میری درخواست ہو گی کہ نو منتخب ممبران across the board عوامی issues کو address کریں اور ہم مل جل کر عوام کی خدمت کریں اور اس صوبے کو ایک مثالی صوبہ بنائیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: دونوں ہی صاحبان لاء منسٹر اور Leader of the Opposition کا میں بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بڑے اچھے انداز میں اپنی گفتگو کی ہے اور آج دونوں صاحبان مبارکباد کے مستحق ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سوالات

(محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On his behalf.

جناب سپیکر: سب سے پہلے استحقاق ادھر کا ہے اس کے بعد آپ کو مل سکتا ہے۔ اگر ادھر سے کوئی لینا چاہے تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں لینا چاہتے تو پھر آپ لے لیں، سوال نمبر بولئے گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 52 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا گیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور میں صنعتوں کو فروغ دینے کا معاملہ

*52: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں بڑے پیمانے پر بے روزگاری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاولپور میں ماضی میں کوئی بڑی صنعتیں نہ لگائی گئی ہیں؟

(ج) کیا حکومت پنجاب بہاولپور میں بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے بڑی صنعتوں کو فروغ دینے کے لئے آئندہ بجٹ 14-2013 میں اقدامات کے لئے فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ملک کے دوسرے حصوں کی طرح بہاولپور میں بھی بے روزگاری ہے جس کی کئی وجوہات ہیں، مثلاً بڑی صنعتوں کا نہ ہونا اور ہنر مند افراد اور بجلی کی عدم دستیابی۔

(ب) زرعی علاقہ ہونے کی بنیاد پر ضلع میں زیادہ تر Agro based انڈسٹریز موجود ہیں جن میں 154 کاٹن فیکٹریز، 39 فلور ملز، 3 گھی ملز، 10 ٹیکسٹائل ملز، ایک شوگر مل اور 6 رائس ملز موجود ہیں۔ تاہم گورنمنٹ کی طرف سے لبرل پالیسی کے تحت صنعتیں لگانے پر کوئی پابندی نہ ہے لہذا پرائیویٹ طور پر صنعتیں لگانے کی پوری آزادی ہے۔

(ج) بجٹ 14-2013 میں ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز صنعتوں کے فروغ کے لئے کوئی فنڈ مختص نہ کئے ہیں تاہم موجودہ لبرل انڈسٹریل پالیسی کے تحت پرائیویٹ entrepreneurs صنعتیں لگانے کے لئے مکمل طور پر آزاد ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ب) میں یہ کہا ہے کہ صنعتیں لگانے کی پوری آزادی ہے تو کیا اس میں شوگر مل اور fertilizer کی صنعت شامل ہے؟

جناب سپیکر: جی، مجھے بھی پتا ہے، آپ کو بھی پتا ہے اور ان کو بھی پتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں، یہ پوری آزادی تو نہ ہوئی پھر جواب غلط ہے۔

جناب سپیکر: کئی چیزوں پر پابندیاں ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس میں exemption آنی چاہئے تھی کہ سوائے ان چیزوں کے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بتائیں گے۔ آپ ان کی بات بھی تو سنیں۔ آپ اپنی بات کر رہے ہیں۔ منسٹر صاحب! وہ جز(ب) کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں جز(ب) کی بات کروں گا۔ پہلے تو یہ سوال تھا کہ بہاولپور کا جو علاقہ ہے اس میں صنعتوں کی کیوں کمی ہے اور اس کی وجوہات بتائی جائیں۔ میں نے اس کا جواب دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ شیخ صاحب کے ضمنی سوال کا بھی جواب دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان واحد ملک ہے جس میں بغیر کسی علاقے کو assess کئے انڈسٹری لگائی جاتی ہے۔ جیسے انہوں نے شوگر مل کے بارے میں کہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری بد قسمتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے ایک اور بھی کہا ہے۔ انہوں نے دو کا نام لیا ہے، fertilizer کا بھی نام لیا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!اس میں کوئی شک نہیں، میں اس کی بھی بات کروں گا کہ ہمیشہ پوری دنیا میں یہ assess کیا جاتا ہے کہ کہاں کہاں، کس کس انڈسٹری کی ضرورت ہے۔۔۔(شوروغل)

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!کہ کون سے areas کاٹن کے ہیں اور کون سے areas wheat کے ہیں اور کون سے شوگر کین کے ہیں لیکن اگر کسی علاقے میں کسی بھی انڈسٹری کو اتنی تعداد میں لگا دیا جائے کہ دوسرے پراجیکٹ فیل ہونا شروع ہو جائیں۔ اگر کسی جگہ پر شوگر کی فیکٹری لگتی ہے تو وہاں کاٹن کی بجائی کم ہو جاتی ہے جب کاٹن کی کمی آئے گی تو ہماری ٹیکسٹائل مل جو ہمارا زرِمبادلہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اس میں کمی آجاتی ہے لہذاان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے پورے پنجاب اور پورے پاکستان میں اتنی شوگر ملیں لگ چکی ہیں اس لئے حکومت پاکستان یا حکومت پنجاب نے یہ پابندی لگائی ہے تاکہ کسی قسم کا مسئلہ نہ پیدا ہو کیونکہ already ہم بہت سے بحرانوں میں ہیں جس کی وجہ سے اس پر عارضی طور پر پابندی ہے۔ باقی کوئی بھی انڈسٹری لگانے میں کسی قسم کی پابندی نہیں ہے۔ ہمارا ڈیپارٹمنٹ جو NOC دیتا تھا ہم نے تو وہ بھی ختم کر دیا ہے کہ جس شخص نے جس جگہ پر بھی اپنی انڈسٹری لگانی ہے وہ کھلے دل سے لگائے۔ اسی سلسلے کی کڑی ہے کہ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف نے تاجروں کو جو بزنس پیکج دیا ہے وہ اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ انہوں نے کہا ہے آپ آئیں اور اس ملک میں انڈسٹری لگائیں،انرجی سیکٹر میں لگائیں جس جگہ بھی آپ لگانا چاہتے ہیں لگائیں۔ ہم آپ سے پیسے کے بارے میں بھی نہیں پوچھیں گے کہ آپ نے پیسا کہاں سے حاصل کیا ہے۔ ہم نے تاجروں کو benefit ملکی مفاد میں دیا ہے۔ اگر private sector میں انڈسٹری زیادہ لگے گی تو ملک ترقی کرے گا۔یہاں پر جو بے روزگاری پیدا ہو رہی ہے، ہمارے صوبے کی لیبر جو بے روزگار ہے جب private industry لگے گی تو انشاءاللہ تعالیٰ یہ بے روزگاری خود بخود ختم ہو جائے گی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ کو جواب کی کوئی سمجھ آئی ہے؟وہی جواب ہے منسٹر صاحب نے جواب میں خود کہہ دیا ہے کہ ہاں اس پر عارضی پابندی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پھر یہ جواب غلط ہوا ناں کہ صنعتیں لگانے کی پوری آزادی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!۔۔۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ منسٹر صاحب سے فرمائیں کہ ابھی وہ بیٹھ جائیں وہ بات مجھے کر لینے دیں یا خود کر لیں۔جب پوری آزادی ہے تو پھر پوری آزادی کیا ہے؟

جناب سپیکر:یہ تو میرا اختیار ہے۔مہربانی کر کے میرا اختیار آپ استعمال نہ کریں۔جی،فرمائیں!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں بات نہیں کرنا چاہتا تھا انہوں نے خود کاٹن کی بات کی ہے۔کسان کا بیڑہ غرق ہو گیا ہے2200روپے فی من میں اس کی پھٹی بک رہی ہے اور 3500روپے اس کی cost ہے۔یہ کہتے ہیں کہ ہم انڈسٹری لگا رہے ہیں۔انہوں نے خود کہا ہے کہ پوری آزادی ہے یہ مجھے ابھی بہاولپور میں شوگر مل،fertilizerکا NOCدیں اور گیس دیں۔میں انڈسٹری ایک سال میں نہ لگاؤں تو میرا نام بدل دیں۔

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر صنعت ، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!میرے بھائی معزز ممبر بلاوجہ جذباتی ہو رہے ہیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ بات کو کسی اور طرف نہ لے جائیں۔

وزیر صنعت ، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):میں بات کو کسی اور طرف نہیں لے کر جاتا۔آپ بزنس مین ہیں اور میں بھی business community سے تعلق رکھتا ہوں۔آپ تاجر ہیں اور میں بھی تاجر پیشے سے تعلق رکھتا ہوں۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کس لئے کہہ رہے ہیں۔آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ بہاولپور میں already شوگر مل لگی ہوئی ہے اور وہاں 154 کے قریب کاٹن انڈسٹریاں بھی ہیں اور دیگر انڈسٹریاں بھی ہیں۔ہم اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں انرجی کے لئے قائداعظم سولر پارک بھی بنا رہے ہیں۔میرے دوست میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ حکومت۔۔۔

جناب سپیکر:آپ دوست کو نہ بتائیں،آپ مجھے بتائیں۔

وزیر صنعت ، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!حکومت ہمیشہ اپنی پالیسی میں تھوڑی بہت تبدیلی لاتی رہتی ہے جس چیز کو محسوس کرتی ہے۔اگر کسی چیز پر پابندی لگانی پڑتی ہے تو اس پر عارضی طور پر پابندی لگائی جا سکتی ہے کہ اگر ایک چیز وافر ہو گئی ہے تو اس کو ہم کنٹرول کریں۔۔۔

شیخ علاؤالدین:پھر پوری آزادی تو نہ کہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں پوری آزادی کا بھی ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جمہوریت میں پوری آزادی ہے کہ آپ جو مرضی کریں لیکن جمہوریت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ قانون شکنی کریں۔ قانون کس لئے بنائے جاتے ہیں؟ قانون امن وامان کے لئے بنائے جاتے ہیں لہذا اس پر عارضی طور پر پابندی لگی ہوئی ہے اور بھی بہت سارے یونٹس ہیں جن پر عارضی طور پر پابندی ہو سکتی ہے۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, order in the House.

پیر کاشف علی چشتی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پیر کاشف علی چشتی: جناب سپیکر! اگر یہ ٹیکس فری زون declare کریں گے جس طرح انہوں نے خوشاب کو declare کیا ہے تو انڈسٹری زیادہ سے زیادہ لگے گی۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ضمنی سوال کریں تجاویز پھر بعد میں دیں۔ ضمنی سوال اسی سوال کے متعلقہ کریں۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر!۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! پہلے ان کو بولنے دیں۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! میری وزیر موصوف سے گزارش ہو گی کہ چلیں یہ تو ایک بحث ہے کہ آزادی مکمل ہے یا جزوی ہے کیونکہ ہمارے ہاں بے روزگاری یقیناً اپنی انتہا کو ہے اور ہمارا علاقہ بھی agro-based ہے تو وہاں پر انڈسٹری کو Incentive wise کرنے کے لئے کوئی plan ہے؟ وزیر صاحب اپنی سیٹ سے اُٹھ کر گئے ہیں تب تک میں اپنا سوال withhold کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں! ہم سُنتے جائیں گے، ان کو کوئی تھوڑا سا مسئلہ ہوا ہے۔ جی، وہ آ گئے ہیں آپ بات کریں۔ آرام اور اطمینان سے بات کریں تاکہ وہ بھی سن لیں پھر آپ کو جواب دیں۔

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! ہمارا بہاولپور چونکہ agro-based area ہے۔۔۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ اگر گپ شپ لگانی ہے تو آپ لابی میں تشریف لے جائیں۔ ورنہ میں اُٹھوا کر باہر بھجوادوں گا۔ جی، قاضی صاحب!

قاضی عدنان فرید: جناب سپیکر! ہمارا بہاولپور چونکہ agro-based area ہے اور وہاں پر اکثر لوگوں کے روزگار کا ذریعہ کاشتکاری ہے تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہاں پر انڈسٹری کو Incentive دینے کے لئے ان کا کیا plan ہے؟ وہاں پر کچھ ایسا incentive دیا جائے کہ لوگ لاہور، ملتان یا بڑے شہروں کو چھوڑ کر بہاولپور میں انڈسٹری لگائیں تاکہ یہاں پر بھی روزگار کی کوئی صورت نکلے، اس کے علاوہ کیا گورنمنٹ کا tax holiday یا اس قسم کا کوئی اور incentive دینے کا ارادہ ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! ہم نے بہاولپور میں ایک نئی انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا منصوبہ بنا لیا ہے اس کے لئے ہم نے paper work شروع کر دیا ہے، feasibility report تیار ہو رہی ہے تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مواقع فراہم کریں اور وہ انڈسٹری لگائیں۔

MR SPEAKER: It's very good.

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہاولپور سے ایک اور ضمنی سوال آگیا ہے۔ جی، فرمائیں!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ نئی انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے plan تیار ہے۔ اس کی منظوری کب ہو گی اور کب نئی انڈسٹریل اسٹیٹ نصب ہو گی اور یہ بھی بتادیں کہ جو پرانی انڈسٹریل اسٹیٹ ہے وہ معرض وجود میں آئی؟ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ پرانی انڈسٹریل اسٹیٹ کب معرض وجود میں آئی؟ ویسے یہ نیا سوال بنتا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! جو ہماری سابق انڈسٹریل اسٹیٹ ہے سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے نام پر ہے وہ آج سے 20 یا 25 سال پہلے بنی تھی جس میں اس وقت تک تمام انڈسٹریز لگ چکی ہیں اور کام ہو رہا ہے۔ پنجاب سمال انڈسٹریل اسٹیٹ اور ہے، جو ہم حکومت پنجاب کی سطح پر انڈسٹریل اسٹیٹ بنا رہے ہیں وہ اور ہے لہذا اِس میں اور اُس میں فرق ہے۔ انڈسٹریل اسٹیٹ جس میں ہمارا ایک باقاعدہ بورڈ ہے اس میں انجینئر ہیں اور جنرل جاوید صاحب اس کے انچارج ہیں۔ وہ انڈسٹریل اسٹیٹ اور ہوتی ہے جس طرح سے رحیم یار خان میں ہماری انڈسٹریل

اسٹیٹ بن رہی ہے، بھلوال میں بن رہی ہے، پنڈ دادن خان میں ہم بنا رہے ہیں، وہاڑی میں بن رہی ہے تو یہ انڈسٹریل اسٹیٹ جو ہے اس کا رقبہ بھی زیادہ ہوتا ہے اور پوری ڈویلپمنٹ کے ساتھ بنائی جاتی ہے بہاولپور میں تو پہلے ہی پنجاب سمال انڈسٹریل اسٹیٹ موجود ہے اور اب ہم جو انڈسٹریل اسٹیٹ بنا رہے ہیں وہ بہت بڑے رقبہ پر ہے۔

جناب سپیکر: شاباش۔جی، محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلہ اسلم: شکریہ۔جناب سپیکر! سوال نمبر 155 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع وہاڑی میں انڈسٹریل اسٹیٹ کی تفصیلات

*155: **محترمہ شمیلہ اسلم:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں انڈسٹریل اسٹیٹ کس جگہ پر قائم کی گئی ہے اس کا رقبہ کتنا ہے اور یہ کب قائم ہوئی؟

(ب) یہاں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے ہیں؟

(ج) مذکورہ جگہ میں کون کون سی انڈسٹری لگائی جا رہی ہے؟

(د) حکومت پنجاب نے یہاں کیا کیا سہولیات فراہم کی ہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع وہاڑی میں انڈسٹریل اسٹیٹ خانیوال وہاڑی روڈ (11 کلو میٹر وہاڑی شہر) پر واقع ہے اور 1212 ایکڑ رقبہ پر محیط ہے۔ اس کا افتتاح وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 13۔فروری 2013 کو کیا اس وقت سے اس کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے جو کہ دسمبر 2015 کو مکمل ہو گا۔

(ب) ماسٹر پلان کی ڈیزائننگ کا کام مکمل ہونے پر پلاٹ کے سائز اور انڈسٹری کی اقسام کے بارے میں مطلع کیا جائے گا۔

(ج) ایضاً۔

(د) حکومت پنجاب نے ڈیڑھ سو ملین روپے کی رقم بطور loanاور اسٹیٹ لینڈDPACکے بتائے ہوئے ریٹس کے مطابق فراہم کی ہے ۔ علاوہ ازیں اسٹیٹ کے سلسلہ میں تمام سہولیات کی فراہمی PIEDMCکے ذمے ہے اور تمام کام حکومت پنجاب کی سرپرستی اور نگرانی میں کئے جاتے ہیں۔ سہولیات میں سڑکیں، سیوریج، پانی، بجلی، گیس وغیرہ فراہم کئے جائیں گے جس کا کل تخمینہ اندازاً ایک سے ڈیڑھ ارب روپے ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں۔ میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے بلکہ میں اس سوال کے ذریعے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے وہاڑی کو انڈسٹریل اسٹیٹ کی صورت میں گراں قدر تحفہ دیا جو یقیناً بے روزگاری کے خاتمہ میں معاون ثابت ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کو مبارک ہو۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً دس ہزار کنال پر ایک بہت بڑے منصوبے کا آغاز فروری میں کر دیا گیا ہے اور جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ ماسٹر پلاننگ کی ڈیزائننگ کے بعد بتایا جا سکے گا کہ وہاں پر کس قسم کے پلاٹ بنانے ہیں، کس قسم کی انڈسٹری وہاں پر لگائی جائے گی۔2015 میں اس پراجیکٹ کو مکمل کرنا ہے تو اس کی ماسٹر پلاننگ کی ڈیزائننگ مکمل ہونے کا کوئی ٹائم ہے؟ تقریباً ایک سال گزر چکا ہے اور 2014 آ گیا ہے تو ماسٹر پلاننگ کا ٹائم کیا ہے، کب تک مکمل ہو گی؟

جناب سپیکر: کیا آپ کو آئے ہوئے ایک سال گزر گیا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! فروری 2013 میں سی ایم صاحب نے اس کی opening کی تھی۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ پرنٹنگ میں غلطی ہوئی ہے یہ رقبہ 212 ایکڑ ہے 1212 ایکڑ نہیں ہے۔ میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ 13۔فروری 2013 کو میاں محمد شہباز شریف نے اس کا افتتاح کیا تھا۔ اب یہ ہے کہ جیسے انہوں نے ابھی feasibility یا پلاٹ کے بارے میں پوچھا ہے تو ہم نے اس کی تمام working

complete کر لی ہے، رقبہ ہم نے acquire کر لیا ہے اور اس کے فنڈز جاری کر دیئے ہیں جب leveling کا سارا کام ہو جاتا ہے اس کے بعد ہم سڑکیں اور پلاٹ بناتے ہیں لہذا ہمارا کام تیزی سے جاری ہے یہ تقریباً 90 کروڑ روپے کا پراجیکٹ ہے اس وقت تک وہاں تقریباً 10 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ ہمارا کام جاری ہے، انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے اس کو 2015 تک ہر صورت میں مکمل کرنا ہے تو آپ مطمئن رہیں یہ ایک بہت اہم جگہ ہے جہاں ہم یہ انڈسٹریل اسٹیٹ بنا رہے ہیں۔ میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس منصوبہ کو انشاء اللہ تعالیٰ پایہ تکمیل تک بھی پہنچائیں گے اور اپنے تاجران کو سہولتیں بھی فراہم کریں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ ماسٹر پلان کی ڈیزائننگ کا کام مکمل ہونے پر پلاٹ کے سائز اور انڈسٹری کی اقسام کے بارے میں مطلع کیا جائے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ پہلے identify کر چکے ہیں کہ وہاں پر سٹیل مل لگنی ہے، فلور مل لگنی ہے، کوئی پلاسٹک فیکٹری لگنی ہے یا یہ ڈیزائننگ پہلے ہو جائے گی، پلاٹ بن جائیں گے اور اس کے بعد allocate کیا جائے گا کہ وہاں پر کون سی انڈسٹری لگنی ہے؟ میرے خیال میں اگر ایک دفعہ پلاٹ بن جائیں گے تو اس کے اوپر آپ انڈسٹری allocate نہیں کر سکتے۔ میرے نقطہ نظر میں یہ پہلے ہو جانا چاہئے کیونکہ اگر آپ انڈسٹریل اسٹیٹ بنا رہے ہیں تو آپ کو پتا ہونا چاہئے، پچھلے سوال کے جواب میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ ہر ڈویژن میں یہ پہلے identify کیا جاتا ہے کہ وہاں پر کس قسم کی انڈسٹری لگنی ہے، agro-based industry لگنی ہے، labour intensive industry لگنی ہے، کیا plan chalk out کیا گیا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! کوئی بھی انڈسٹریل اسٹیٹ جو بنائی جاتی ہے اس میں یہ identify نہیں کیا جاتا کہ یہاں کون کون سی فیکٹری لگے گی۔ ہر تاجر، بزنس مین اپنی حیثیت کے مطابق جتنا اس کے پاس finance ہوتا ہے، اس سلسلے میں وہ بہتر طور پر جانتا ہے کہ میں نے وہاں پر کون سی فیکٹری لگانی ہے۔ وہاں یہ قطعاً نہیں کہا جاتا کہ یہاں سٹیل مل لگنی ہے، ٹیکسٹائل مل لگنی ہے یا گارمنٹس فیکٹری لگنی ہے۔ It depends upon the businessmen. لہذا اس سلسلے میں ہماری طرف سے کوئی پابندی نہیں ہے چند چیزیں ایسی ہیں جن پر ہم نے عارضی طور

پر پابندی لگائی ہوئی ہے جس میں خطرناک قسم کی چیزیں نہیں بنائی جا سکتیں باقی کسی سلسلے میں ہماری کوئی پابندی نہیں ہے، جو معزز ممبران، ان کے دوست احباب یا جو بھی فیکٹری لگانا چاہیں ان کو پوری آزادی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں محترم منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو plan chalk out کیا ہے کیا اس میں waste disposal کے بارے میں سوچا ہے؟

جناب سپیکر: آپ مجھ سے بات کریں، ادھر آپ بات نہیں کریں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ سے ہی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں، آپ مجھ سے مخاطب ہوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ نے اس کی waste disposal کے بارے میں کیا سوچا ہے؟ یہاں پر مختلف قسم کی انڈسٹریز لگیں گی ان کا solid and liquid waste ہو گا جس طرح پہلے ہی فیصل آباد میں waste disposal کا مسئلہ ہے اور ہم لوگوں کی زندگیاں مشکل میں ہیں۔ کیا وہاڑی کے اندر بھی انڈسٹریل اسٹیٹ جیسے تحفے کے نام پر ہم ان کو موت دیں گے؟

جناب سپیکر: وہ بھی ان کے پروگرام میں ضرور شامل ہو گا۔ پِنڈ وسیا ای نئیں۔ پِنڈ تے وسن دیو۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! جب بھی کوئی انڈسٹریل اسٹیٹ بنتی ہے تو یہ ساری چیزیں plan میں ہوتی ہیں وہاں پر disposal بھی بننا ہوتا ہے، سیوریج سسٹم بھی ہم نے بحال کرنا ہوتا ہے، water supply بھی ہم نے ان کو دینی ہے، roads دینی ہیں، بجلی پہنچانی ہے، جس جگہ گیس نہیں ہے وہاں گیس مہیا کریں گے لہذا ہر چیز وہاں موجود ہوتی ہے اور انشاء اللہ ہم اپنے تاجران کو سکیورٹی بھی دیں گے۔

جناب سپیکر: اب اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی اعجاز خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ جی، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر766 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ خود محترمہ راحیلہ انور بول رہی ہیں یا کسی کے behalf پر سوال کر رہی ہیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں خود راحیلہ انور ہی بات کر رہی ہوں اور میرا ہی سوال ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

موٹروے للہ interchange پر صنعتی زون کے قیام کی تفصیلات

*766: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موٹروے للہ interchange کے دونوں طرف حکومت چائنا کے اشتراک سے صنعتی زون قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) مذکورہ پراجیکٹ کے لئے کس جگہ کتنی اراضی مختص کی گئی ہے اور کیا اس پراجیکٹ کے لئے بجٹ 14۔2013 میں کوئی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ج) حکومت کب تک مذکورہ صنعتی زون قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) حکومت پنجاب موٹروے للہ interchange کے دونوں اطراف صنعتی زون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) مذکورہ پراجیکٹ کے لئے تقریباً دس ہزار ایکڑ اراضی کے لئے کوشش جاری ہے۔ پراجیکٹ کے لئے ADP2013۔14 میں تین ہزار ملین روپے فراہم کئے گئے ہیں اور اس کی منظوری کے لئے چیف منسٹر پنجاب کو ایک سمری ارسال کر دی گئی ہے۔

(ج) فی الحال حتمی طور پر وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا جب تک علاقے کے بارے میں مکمل طور پر feasibility معلومات میسر نہیں ہو پاتیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب والا! جز(ب) کے متعلق میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا دس ہزار ایکڑ اراضی کے لئے متعلقہ ضلع کے ڈی سی او، ای ڈی او کو اس سلسلے میں لیٹر لکھا گیا یا کوئی ہدایات جاری کی گئیں ہیں، اس کے علاوہ چیف منسٹر صاحب کو جو سمری ارسال کی گئی ہے وزیر موصوف اس کا status بتائیں گے ؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف اس کا status بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس سلسلے میں ڈی سی او صاحبان کو لیٹر لکھا گیا اور اگر لکھا گیا تو کوئی بات بنی ؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب والا! میری محترمہ بہن بتائیں کہ ہم نے ڈی سی او صاحبان کو کس سلسلے میں لیٹر لکھنا تھا؟ ان کا سوال کچھ تھا، اب کچھ اور پوچھ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال نمبر 766 ہے اور وہ دس ہزار ایکڑ اراضی کے بارے میں پوچھ رہی ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب والا! محترمہ کا سوال ہے کہ حکومت پنجاب موٹر وے للہ interchange کے دونوں اطراف حکومت چین کے اشتراک سے صنعتی زون قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟ اب یہ مجھ سے ڈی سی او کے بارے میں پوچھ رہی ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: آپ نے جز(ب) میں جو جواب دیا ہے میں اس بارے میں ضمنی سوال پوچھ رہی ہوں۔ مہربانی فرما کر آپ جز(ب) پڑھ لیں کہ اس میں آپ نے کیا جواب دیا ہوا ہے ؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): آپ جواب پڑھ سکتی ہیں ؟

محترمہ راحیلہ انور: میں نے تو کہا تھا کہ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے لیکن اس کے باوجود میں پڑھ دیتی ہوں۔

(ب) مذکورہ پراجیکٹ کے لئے تقریباً دس ہزار ایکڑ اراضی کے لئے کوشش جاری ہے پراجیکٹ کے لئے ADP 2013-14 میں تین ہزار ملین روپے فراہم کئے گئے ہیں اور اس کی منظوری کے لئے وزیر اعلیٰ کو ایک سمری ارسال کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موٹر وے interchange نہ صرف للہ کی جگہ پر بلکہ پوری موٹر وے interchange پر ہم انڈسٹریل اسٹیٹس بنا رہے ہیں اور یہ اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ ہم نے اسی للہ interchange کے قریب، پنڈ دادن خان کے قریب دس ہزار ایکڑ رقبہ acquire کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ رقبہ acquire کر لیا ہے یا ابھی کرنا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب والا! یہ رقبہ acquire کرنے کی آخری stage پر ہے، اس سلسلے میں ہم ڈی سی او صاحبان اور دوسرے متعلقہ محکموں کے ساتھ کام مکمل کر چکے ہیں اور اسی دس ہزار ایکڑ رقبہ کے لئے حکومت پنجاب نے تین ہزار ملین روپے مختص کئے ہوئے ہیں سارا process تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ اس رقم کو release کروانے کے لئے سمری میں نے بذات خود اپنے ہاتھ سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوادی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب والا! میرا بھی اس سلسلے میں ایک ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جن کا اصل سوال ہے پہلے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔ محترمہ! آپ اپنا اگلا ضمنی سوال کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: اسی سلسلے میں جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ فی الحال حتمی طور پر وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا جب تک علاقے کے بارے میں مکمل طور پر feasibility معلومات میسر نہیں ہو پاتیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ابھی تک صنعتی زون کے لئے وقت کا تعین نہیں ہو سکا، یہ مجھے دس سال بتا دیں، بیس سال بتا دیں لیکن کچھ تو بتائیں کہ اس پر کتنا وقت لگے گا؟ پہلے جس طرح سے پراجیکٹ آتے رہے ہیں، اس میں بھی وقت کا تعین نہیں ہو سکا اور وہ پراجیکٹ درمیان میں ہی رہ جاتے ہیں اور کبھی مکمل نہیں ہوتے۔ میرا علاقہ ایک انتہائی remote area ہے ہمیں انڈسٹریل اسٹیٹ کی شدید ضرورت ہے، مہربانی فرما کر آپ ہی بتا دیں کہ کتنے عرصہ میں یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! محترمہ کا سوال انتہائی valid ہے۔ پہلی بات میں ان کو بتاتا چلوں کہ گورنمنٹ آف پنجاب۔۔۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please. Be careful Ministers.

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کوئی ایسی انڈسٹریل اسٹیٹ یا کوئی ایسا پراجیکٹ شروع نہیں کیا جس کو ہم نے پایہ تکمیل تک نہ پہنچایا ہو۔ تمام پراجیکٹ آخری مراحل میں ہیں اور اس کے علاوہ جو دوسری انڈسٹریل اسٹیٹ بن

رہی ہیں وہ بھی مکمل ہو رہی ہیں۔اس کے لئے ایک processضرور ہوتا ہے کیونکہ ہم نے جو رقبےacquireکرنے ہوتے ہیں،ان کو ہم نے paymentبھی کرنی ہوتی ہےprojects lay outکرنے ہوتے ہیں،consultant companiesنے اس پرfeasibility reportبنانی ہوتی ہے۔ہم نے اسی سال2013-14میں یہ پراجیکٹ شروع کیا ہے،آپ دیکھ لیں کہ ابھی دسمبر کا مہینہ ہے اور اس کا تقریباً60فیصدpaper workمکمل ہو چکا ہے،انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے اسے2013-14 میں ہی شروع کرنا ہے۔میں ایوان کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے جو تین ہزار ملین روپے اس سلسلے میں مختص کئے ہیں یہ زمین ان زمینداروں کے لئے ہی رکھی ہے جن کی وہ پراپرٹی ہے تاکہ ان کو بروقت paymentکر سکیں اور اپنا کام شروع کر سکیں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب والا! مجھے بھی ضمنی سوال کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے ان کے ضمنی سوال ہی نہیں ختم ہو رہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب والا! میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: میں کیا کروں؟.You should work yourself یہ سوال ان کا ہے۔محترمہ فرمائیں!

محترمہ راحیلہ انور: جناب والا!انہوں نے جوland acquireکرنے کی بات کی ہے۔میرے پاس ان کا بہت ہیauthentic paperہے۔وہاں پر جس ایریا میں یہ انڈسٹریل زون بنانا چاہ رہے ہیں وہاں پر کسان اس وقت جو اپنی زمینیں بیچ رہا ہے وہ5لاکھ45ہزار روپے فی ایکڑ کے حساب سے بیچ رہا ہے حکومت نے جو اس کی قیمت لگائی ہے وہ3لاکھ50ہزار روپے فی ایکڑ ہے۔آپ کو بھی پتا ہے مجھے بھی پتا ہے کہ آپ جب کوئی پراپرٹی بیچتے ہیں تو ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ آپ اس کی valueکم لگواتے ہیں۔مجھے یہ بتائیں جب مارکیٹ میں زمین کی valueآٹھ لاکھ روپے ہے اور حکومت اس کے3لاکھ50ہزار روپے دے رہی ہے تو کون اپنا نقصان کرنا چاہے گا؟یہی وجہ ہے کہ وہاں کے لوگ بے چین ہیں،وہ لوگ اگر اپنی زمینیں دیتے ہیں تو ان کو اس کے لئے جو رقم دی جا رہی ہے اس سے تو وہ اپنا کوئی کاروبار کر سکیں گے نہ ہی کچھ اور کر سکیں گے لیکن ہمیں انڈسٹریل ایریا کی بھی شدید ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: پھر تھوڑی سی قربانی بھی دے دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: لیکن جناب! جن لوگوں کی زمینیں لی جارہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں، یہ اوسط بیج کا حساب کرتے ہیں اس کے مطابق پھر اس کی مالیت لگاتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب والا! اس بات کا تو حکومت نے تعین کر دیا ہے۔You can take this paper.

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب والا! میں اپنی بہن کو مطمئن کروں گا پہلے تو میں ان کا جو پہلا ضمنی سوال تھا اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ وہاں پر کوئی کام ہی نہیں ہو رہا اب یہ کہہ رہی ہیں کہ وہاں پر زمین کی value بھی لگ چکی ہے کہ اس کی اتنی قیمت ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کا جو پہلا سوال تھا وہ غلط فہمی کی بنیاد پر تھا۔ وہاں پر کام ہو رہا ہے، کوئی کام ہو رہا ہے، paper work ہو رہا ہے تو اس کی price لگی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کی بھی وہاں زمینیں ہوں گی لیکن وہاں پر تو ہزاروں ایکڑ رقبہ غیر آباد پڑا ہوا ہے۔ میں ان کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہمارے پاس وہ دوست احباب بھی آئے ہیں جو ہمیں اپنی زمین دو لاکھ روپے میں بھی دینے کو تیار ہیں۔ ایک اہم آدمی کا ذکر کرتا چلوں وہ بھی ان کے علاقے کا ہی ہے طارق پیرزادہ صاحب جو پچھلے دنوں چیف کمشنر اسلام آباد تھے وہ تو کہتے ہیں ہم اپنی زمینیں ڈیڑھ لاکھ روپے میں بھی دینے کو تیار ہیں تاکہ ہمارا علاقہ develop ہو، یہاں پر انڈسٹری لگے اور لوگوں کو روزگار ملے۔

جناب سپیکر: وہ بھی یہی چاہتی ہیں کہ وہاں پر انڈسٹری لگے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): اس کے علاوہ باقی جس وقت ریٹ طے ہوتا ہے وہ revenue rules کے مطابق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: بس اب آپ اپنی بات ختم کریں۔ مہربانی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب والا! میری زمینیں وہاں پر نہیں ہیں، میری زمینیں جہاں سے شروع ہوتی ہیں شاید اگر وزیر صاحب مجھے جانتے ہیں تو انہیں پتا ہو گا کہ میری زمینیں کہاں سے شروع ہوتی ہیں؟ میں تو عوام کی بات کر رہی ہوں۔ حکومت cultivated اور بنجر زمین کا ایک ہی ریٹ لگاتی ہے یا

تو یہ علیحدہ علیحدہ دو pricesلگائیں۔ جو للہ interchangeکے ساتھ زمینیں ہیں آپ کبھی وہاں سے گزرے ہوں گے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ کتنی کارآمد زمینیں ہیں، ٹھیک ہے میں مانتی ہوں کہ بیچ میں بنجر زمینیں بھی موجود ہیں لیکن ساروں کو ایک ساتھ رگڑا تو نہ دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ قریشی صاحب! آپ کیا ضمنی سوال کرنا چاہتے تھے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب والا! میں یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ یہ Land Acquisition Collectorکے ذریعے زمین acquireکر رہے ہیں یا negotiationکے throughلے رہے ہیں؟ اگر تو یہ Land Acquisition Collectorکے ذریعے لے رہے ہیں پھر تین ہزار ملین روپے لینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اس پر تو پھر ایک سال لگ جائے گا اور اگر negotiationکے ذریعے زمینیں لے رہے ہیں تب تو تین ہزار ملین روپے کی ضرورت پڑ سکتی ہے کیونکہ ابھی تک تو انہوں نے feasibility reportہی تیار نہیں کی۔ میں یہی بات کر رہا تھا کہ کتنی زمین acquireہو چکی ہے اور کتنی compensation payہو چکی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب والا! Land Revenue Actکے تحت Collectorیا DCOاس کی قیمت کو assessکرتا ہے اس کے علاوہ جو پارٹیاں ہیں ان کے ساتھ بھی بیٹھ کر negotiateکرتے ہیں ہم کسی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں جس کی پراپرٹی ہے اس کو اس کا معقول معاوضہ ملے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب میں اگلے سوال پر جا چکا ہوں۔ بہت بہت شکریہ

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! بڑا اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب میں اس پر واپس نہیں جاؤں گا۔ بہت بہت شکریہ

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے صرف اتنی بات کہنا چاہوں گا چونکہ انہوں نے میری constituencyمیں بھی ہزار ایکڑ acquireکیا ہے، kindly یہ اتنا کریں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس سوال کے بارے میں بول رہے ہیں؟ میں نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا سوال بولا ہے کیا آپ اس کے بارے میں بول رہے ہیں؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں پہلے والے سوال پر چھوٹا سا ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

MR SPEAKER: No supplementary question.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 802 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*802: **لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بوائز اور گرلز کے لئے کتنے ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ و کالج ہیں اور کیا یہ پورے ضلع کی عوام کے لئے کافی ہیں؟

(ب) اس ضلع میں موجود ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ و کالجوں میں اساتذہ لیکچرارز یا پروفیسرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں تو حکومت کب تک ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی عوام کے لئے مزید ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ و کمرشل کالج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کل آٹھ ادارے ٹیوٹا کے زیر سایہ کام کر رہے ہیں جن میں تین گورنمنٹ ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین، دو گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ فار بوائز، دو گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر اور ایک گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ہے۔ ٹیوٹا کی پالیسی کے مطابق یہ ادارے کافی ہیں۔

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے آٹھ اداروں میں لیکچرارز کی کل اکیس اسامیاں خالی ہیں اور حکومت پنجاب نے ابھی خالی اسامیوں پر بھرتی کرنے پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ حکومت کی طرف سے پابندی ختم ہونے کے بعد یہ اسامیاں ٹیوٹا پالیسی کے مطابق پُر کر دی جائیں گی۔

(ج) 14۔2013 کی جاری کردہ سکیموں میں حکومت پنجاب نے گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی کمالیہ کی جاری سکیم کے لئے فنڈز مختص کئے ہیں۔ فی الحال حکومت پنجاب کی جانب سے موجودہ مالی سال میں ابھی تک کسی نئی سکیم کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ ایک گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ محکمہ کی پالیسی نہیں ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر ٹیکنیکل کالج یا پولی ٹیکنیکل کالج بنے گا اور کسی دوسری سائیڈ پر یہ نہیں بن سکتا؟ اسے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر نہ بنانے کی وجہ سے ایک far away دوسرے علاقے میں سائیڈ پر جا کر بنایا گیا ہے۔ اس سے تحصیل گوجرہ، شورکوٹ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لوگ مستفید نہیں ہوتے، تو کیا وجہ ہے کہ اسے دور جا کر بنایا گیا اور یہ پالیسی کی خلاف ورزی کیوں کی گئی، اس کے پیچھے کیا ہے اور کیا حکومت کا آئندہ پالیسی کے مطابق ضلعی ہیڈکوارٹر پر ٹیکنیکل یا پولی ٹیکنیکل کالج بنانے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایسی پابندی نہیں ہے کہ ضرور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر ہی بنایا جائے۔ حکومت جس جگہ پر بھی محسوس کرتی ہے یا لوگوں کی حیثیت کے مطابق کہ وہاں کیا کیا ہونا چاہئے ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ادارے بنائے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی کمالیہ میں بنایا ہے وہاں زیر تعمیر ہے جس پر کام جاری ہے ہم نے اس سال اس کے لئے تقریباً 84 ملین روپے رکھا ہے اور اسے 2013-14 میں مکمل کرنا ہے۔ ہمارے محکمہ یا حکومت پنجاب کی کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے کہ ڈسٹرکٹ لیول یا تحصیل لیول پر ہو۔ بہت ساری ایسی جگہیں ہیں جہاں تحصیل میں ضرورت ہوتی ہے لہذا ہم پر ایسی کوئی پابندی نہیں ہے چونکہ یہ already بن رہا تھا اور اس پر کافی پیسے لگ چکے تھے لہذا ہم اسے مکمل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ پنجاب میں اس کے علاوہ اور کتنے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہیں جن کو چھوڑ کر تحصیل یا سب تحصیل میں پولی ٹیکنیکل کالج بنائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ fresh question بنے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: No sir. No sir. Don't talk like this.

جی، احسن ریاض فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس ایوان کے علم کے لئے وزیر صاحب سے ایک چھوٹی سی چیز پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب کے جز(ب) میں کہا کہ 21 اسامیاں خالی ہیں جو ٹیوٹا(TEVTA) پالیسی کے تحت fill کی جائیں گی۔ کیا وہ ہمارے علم میں اضافے کے لئے بتا سکتے ہیں کہ ان کی ٹیوٹا(TEVTA) پالیسی کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ کالج کمالیہ کے اندر چل رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کب سے construction under ہے اور کب تک مکمل کریں گے اور اس کی ongoing سکیم کتنے لوگوں کو cater کرنے کے لئے ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میرے خیال میں پنجاب میں کوئی ایسا ادارہ نہ ہے جہاں کوئی شخص ریٹائر نہ ہوتا ہو، کوئی شخص ادارہ چھوڑ کر بھی چلا جاتا ہے لہذا یہ ایک roundable process ہے جہاں اسامیاں خالی بھی ہوتی رہتی ہیں اور fill بھی ہوتی رہتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سیٹیں خالی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ 68 اسامیاں fill بھی ہیں جہاں کام ہو رہا ہے۔ اگر حکومت پنجاب نے اس پر عارضی پابندی لگائی ہے تو ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کو ان کے لئے سمری بھجوائی ہے کہ یہ پابندی اٹھائی جائے تاکہ جہاں جہاں ہمیں لیکچرار، اسسٹنٹ لیکچرار یا انسٹرکٹر کی ضرورت ہے وہاں تعینات کر کے وہ ضرورت پوری کر سکیں تو یہ سیٹیں چھ ماہ ایک یا دو سال میں خالی نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر: وہ یہ بھی پوچھ رہے ہیں کہ ٹیوٹا(TEVTA) کی پالیسی کیا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ حکومت پنجاب کی پالیسی ہے انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کی نہیں۔ ایک ادارے پر نہیں بلکہ وقتی طور پر انہوں نے تمام اداروں پر پابندی لگائی ہے جونہی پابندی اٹھے گی تو انشاء اللہ ہم ان کے لئے ایڈورٹائز کریں گے اور انہیں بھرتی کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

معزز ممبران: وہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے خود دیکھا ہے آپ کیسے کہتے ہیں کہ نہیں ہیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ راحیلہ خادم حسین ہیں؟(قہقہے)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!On her behalf سوال نمبر 873 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں غیر رجسٹرڈ فیکٹریوں کی تفصیلات

***873: محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔144 یو سی 37 لاہور میں سریامل کتنی ہیں اور کس جگہ اور کتنے رقبہ میں ہیں۔ہر ایک کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں کتنی ملز رجسٹرڈ ہیں؟

(ج) مذکورہ ملوں میں کتنے ملازمین کام کرتے ہیں؟

(د) جو ملز رجسٹرڈ نہ ہیں ان کے خلاف محکمہ نے کیا کارروائی کی، آگاہ کریں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) پی پی۔144 یو سی 37 میں 60 سریا کی ملز موجود ہیں۔ دیگر تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دفتر ہذا کے پاس رجسٹریشن کا اختیار نہ ہے۔یہ اختیار محکمہ لیبر کے پاس ہے۔

(ج) ملازمین کی تعداد تقریباً 1125 ہے۔

(د) جو ملز رجسٹرڈ نہ ہیں ان کے خلاف کارروائی کا اختیار دفتر ہذا کے پاس نہ ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!اس میں ہے کہ پی پی۔144 کی یونین کونسل نمبر 37 لاہور میں کتنی سریا ملز ہیں، کس جگہ اور کتنے رقبے میں ہیں ہر ایک کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟ جز(ب) میں ہے کہ ان میں کتنی ملز رجسٹرڈ ہیں اور جز(ج) میں ہے کہ مذکورہ ملوں میں کتنے ملازمین کام کرتے

ہیں؟ جز(د) میں پوچھا گیا ہے کہ جو ملز رجسٹرڈ نہ ہیں ان کے خلاف محکمے نے کیا کارروائی کی ہے؟ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جواب کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ دفتر ہذا کے پاس رجسٹریشن کا اختیار نہ ہے یہ اختیار محکمہ لیبر کے پاس ہے اور پھر (ج) میں لکھا ہے کہ ملازمین کی تعداد 1125 ہے۔۔۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر: جی، حضرت صاحب!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! جز(د) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ جو ملز رجسٹرڈ نہ ہیں ان کے خلاف کارروائی کا اختیار دفتر ہذا کے پاس نہیں۔ آج ہماری مشکل یہی ہے کہ جو ملز رجسٹرڈ نہیں انہوں نے وہاں پر ٹائر جلا کر لوگوں کی زندگی اجیرن بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح ان ملوں کی لیبر بھی رجسٹرڈ نہ ہے جس کی وجہ سے کسی مزدور کا مفت علاج معالجہ نہیں ہو سکتا اور حکومت کی طرف سے مزدور کو جو دوسری سہولتیں دی جاتی ہیں وہ بھی ان کو مہیا نہیں ہو رہیں۔ کیا وزیر صاحب ان غیر رجسٹرڈ ملز کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: وحید گل صاحب! ساری بات تو آپ نے خود ہی بتا دی ہے۔ اب منسٹر صاحب کیا بتائیں؟ آپ سوال کرتے ہیں اور پھر خود ہی اس کی تفصیل بتانا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ تو تقریر شروع کر دیتے ہیں۔ کیا یہ ضمنی سوال ہے؟ بہر حال اگر منسٹر صاحب جواب دینا چاہتے ہیں تو دیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! پی پی۔144 یو سی 37 لاہور میں اس وقت تک 60 سریا کی ملز موجود ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پہلے Registration Act,1963 کے تحت ملز کی محکمہ صنعت میں رجسٹریشن ہوتی تھی۔ اس وقت چار یا پانچ صنعتیں لگانے پر پابندی ہے اس کے علاوہ اب کسی صنعت کو لگانے کے لئے محکمہ صنعت سے رجسٹریشن حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی ایسی پابندی ہے۔ کوئی صنعتکار جہاں چاہے صنعت لگا سکتا ہے۔ اب صنعتکاروں کو محکمہ صنعت سے این او سی لینے یا رجسٹریشن کرانے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ یہ اختیار لیبر ڈیپارٹمنٹ یا کسی اور محکمہ کے پاس تو ہو سکتا ہے لیکن محکمہ صنعت کے پاس اب ایسا کوئی اختیار نہیں ہے۔ معزز ممبر نے مذکورہ ملوں میں ملازمین کی تعداد کے حوالے سے پوچھا ہے۔ یہ سوال محکمہ صنعت سے متعلقہ نہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے ان ملازمین کی تعداد

لیبر ڈیپارٹمنٹ سے collect کر کے بتادی ہے۔لیبر ڈیپارٹمنٹ ہی سوشل سکیورٹی یا دیگر معاملات کو deal کرتا ہے اس کا محکمہ صنعت سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے۔سوال کے جز(د) میں پوچھا گیا ہے کہ جو ملز رجسٹرڈ نہ ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟جب ہمارے پاس رجسٹریشن کا اختیار ہی نہیں تو پھر ہم کسی کے خلاف کیا کارروائی کر سکتے ہیں؟لہذا ہمارا محکمہ اس حوالے سے کسی ملز کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتا۔مزدور کا کوئی مسئلہ ہے تو اس کو لیبر ڈیپارٹمنٹ deal کرتا ہے اور اگر environment problem ہے تو اس کو محکمہ تحفظ ماحولیات deal کرتا ہے لیکن ان چیزوں سے محکمہ صنعت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ اس کے جواب میں لکھ دیتے کہ یہ محکمہ صنعت سے متعلقہ سوال نہیں ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!ہم نے تمام معلومات collect کر کے اس سوال کا جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!سوال نمبر 1222 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: سمال انڈسٹریل اسٹیٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1222: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع جہلم میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کتنی ہیں؟

(ب) یہ کس کس جگہ واقع ہیں، ہر انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ج) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے تھے؟

(د) ان انڈسٹریل اسٹیٹ میں کون کون سی انڈسٹری ہے؟

(ہ) ان انڈسٹریل اسٹیٹ سے حکومت کو کتنی سالانہ آمدنی حاصل ہوتی ہے اور حکومت کتنی رقم سالانہ ان پر خرچ کرتی ہے؟

(و) ان انڈسٹریل اسٹیٹ پر حکومت کی طرف سے کتنا عملہ تعینات کیا گیا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع جہلم میں پنجاب سمال انڈسٹریل کارپوریشن کی صرف ایک ہی انڈسٹریل اسٹیٹ ہے۔ یہ اسٹیٹ 76۔1975 میں معرض وجود میں آئی

(ب) یہ جی ٹی روڈ، راٹھیان، جہلم پر واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ 52.06 ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ج) کل پلاٹ 288 مختص کئے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

کیٹیگری	اے ایک کنال	بی دو کنال	سی دس مرلہ	ڈی پانچ مرلہ
پلاٹوں کی تعداد	60 پلاٹس	115 پلاٹس	89 پلاٹس	24 پلاٹس

(د) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ، جہلم میں مندرجہ ذیل انڈسٹریز کام کر رہی ہیں۔

1۔	ماربل انڈسٹریز	2۔	کاٹن ویسٹ انڈسٹریز
3۔	کیمیکل انڈسٹریز	4۔	ووڈن فرنیچر
5۔	انجینئرنگ انڈسٹریز	6۔	پی وی سی پائپ
7۔	الیکٹرک کیبل وائر	8۔	سٹون گرائنڈنگ
9۔	پلاسٹر آف پیرس	10۔	ڈرائی ایکسائیڈ کلر
11۔	پری کاسٹ سلیب	12۔	ڈش واشنگ سوپ
13۔	نمک لیمپ	14۔	آفسٹ پرنٹنگ پریس
15۔	ریڈی میڈ گارمنٹس	16۔	منرل واٹر
17۔	آٹا مشین	18۔	نوکہ مشین
19۔	ڈنر سیٹ		

(ہ) ان اسٹیٹس کی سالانہ آمدنی و خرچ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔	سالانہ آمدن برائے 13۔2012	14,23,000/۔ روپے
2۔	سالانہ خرچ 13۔2012	25,50,000/۔ روپے

(و) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ، جہلم میں مندرجہ ذیل سٹاف تعینات ہے۔

نمبر شمار نام / عہدہ / گریڈ

1۔ مسٹر مظفر حسین رندھاوا، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، بی پی ایس 16 منی انڈسٹریل اسٹیٹ، گوجر خان (اضافی چارج ڈپٹی ڈائریکٹر اسٹیٹ جہلم)

2۔ مسٹر عبدالواحد، اکاؤنٹس اسسٹنٹ، بی پی ایس۔14

3۔ مسز مقصود اختر، سٹینو گرافر / کمپیوٹر آپریٹر، بی پی ایس۔12

4۔ مسٹر ظفر اقبال، کلرک، بی پی ایس۔7

5۔ مسٹر ابرار حسین، نائب قاصد، بی پی ایس۔1

6۔ مسٹر اکبر حسین، چوکیدار، بی پی ایس۔1

7۔ مسٹر جاوید مسیح، سویپر (پارٹ ٹائم)

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز(ہ) میں پوچھا ہے کہ "ان انڈسٹریل اسٹیٹ سے حکومت کو کتنی سالانہ آمدنی ہوتی ہے اور حکومت کتنی رقم سالانہ ان پر خرچ کرتی ہے؟" محکمہ نے اس کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کا جواب موجود ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں معذرت چاہتی ہوں۔ واقعی جواب آگے دیا ہوا ہے۔ وہاں پر سوئی گیس کی سہولت بھی میسر نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا حکومت نے ان کو کوئی incentives دیئے ہیں اور کیا ٹیکس میں چھوٹ دی ہوئی ہے؟ یہ چھوٹی چھوٹی صنعتیں ہیں اور وہاں پر گیس بھی مہیا نہیں کی گئی جس کی وجہ سے ان کے لئے بہت سی مشکلات ہیں۔ منسٹر صاحب مہربانی کر کے اس کی وضاحت فرمادیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! میں محترمہ کے ضمنی سوال کو سمجھ نہیں سکا۔

جناب سپیکر: انہوں نے وہاں پر دیئے گئے incentives اور سوئی گیس مہیا کرنے کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! یہ پنجاب سمال انڈسٹریل اسٹیٹ 76-1975 میں بنی تھی۔ اس کے تقریباً 288 کے قریب پلاٹس ہیں۔ اس اسٹیٹ میں ایک کنال، دس مرلے اور پانچ مرلے کے پلاٹس ہیں۔ ہم نے وہاں پر سڑکیں، واٹر سپلائی اور سیوریج کی سہولتیں مہیا کی ہیں۔ اب تمام انڈسٹری لگ چکی ہے اور ہمارا محکمہ یا عملہ وہاں سے مخصوص قسم کے charges وصول کرتا ہے۔ ہم وہاں سے صرف واٹر سپلائی کے bills اور maintenance charges وصول کرتے ہیں۔ ہم پوری کوشش کرتے ہیں کہ ان کے مسائل حل کریں۔ میرے خیال کے مطابق وہاں پر نزدیک سوئی گیس available نہیں ہے اسی لئے اس انڈسٹریل اسٹیٹ کو ابھی تک سوئی گیس مہیا نہیں کی جا سکی۔ جب یہ انڈسٹریل اسٹیٹ بنی تھی تو اس وقت وہاں پر سوئی گیس موجود نہیں تھی۔ لوگوں نے وہاں پر پلاٹ خریدنے کے بعد اپنی صنعتیں لگائی ہیں۔

جناب سپیکر!میں معزز ممبر کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرتا چلوں کہ اب ہم نے سوئی گیس کی فراہمی کے لئےdemand notice جمع کروادیا ہے،اس کیpaymentہو گئی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ جلد ہی سوئی گیس مہیا کر دی جائے گی۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!یہاں پنجاب سمال انڈسٹریز کے حوالے سے جتنے بھی اعداد و شمار دیئے گئے ہیں ان کے مطابق اس معاشی بدحالی کے دور میں حکومت کی آمدن میںdepreciation اور اخراجات میں اضافہ ہو رہا ہے۔میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ وہ اپنیgood governanceکی بنیاد پر کب تک اس خسارے پر کنٹرول کر لیں گے ؟

جناب سپیکر!میں آپ کی اجازت سے یہ تفصیل پڑھ دیتا ہوں۔سمال انڈسٹریل اسٹیٹ جہلم کی سال13-2012کی سالانہ آمدن-/14,23,000روپے جبکہ سالانہ خرچ -/25,50.000 روپے ہے۔اب میں آپ کو منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان کی سال13-2012کی آمدن اور اخراجات بتاتا ہوں۔اس میں اخراجات -/23,00,736روپے جبکہ آمدن -/5,00,116روپے ہے۔اسی طرح سمال انڈسٹریل اسٹیٹ جھنگ بہتر روڈ ٹیکسلا کے13-2012کے اخراجات -/21,54,728روپے اور آمدن-/1,306,662روپے ہے۔میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کب تک اسdeficiency and out of controlاخراجات پر قابو پایا جا سکے گا؟

جناب سپیکر: جی،وزیر صنعت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر!تمامprojects profit کے لئے نہیں بنائے جاتے۔گورنمنٹ آف پاکستان یا گورنمنٹ آف پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ کے projects پر اربوں روپیہ اس حساب سے خرچ نہیں کرتی کہ یہاں سے کتنیincome ہو گی۔اپنے ملک کی معاشی صورتحال کو بہتر کرنے کے لئے یہ انڈسٹریل اسٹیٹ بنائی جاتی ہے۔جہاں تک اخراجات کا معاملہ ہے تو وہاں پر کون سےincome sources ہیں یا وہاں پر کوئی پلانٹ لگا ہوا ہے؟یہ اخراجات محکمہ اور انڈسٹریل اسٹیٹ میں تعینات ملازمین کی تنخواہوں کے ہیں اس کے علاوہ تو وہاں پر کوئی اخراجات ہی نہیں ہیں۔ہم اُن سے maintenance کی مد میں تھوڑے بہت پیسے لیتے ہیں لیکن اس سوال میں معزز ممبر نے جو پوچھا ہے اس کے حوالہ سے ہم نے discussion کی ہے اور محکمہ پنجاب

سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے تمام charges میں اضافہ کر رہا ہے تاکہ آمدن اور خرچ کو برابر کیا جا سکے۔ لوگ آرام سے اپنا کام کریں اور محکمہ کسی کو کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔ محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ!

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1250 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹس کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1250: **محترمہ زیب النساء اعوان:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کتنے ہیں، یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور یہ کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں۔انڈسٹریل اسٹیٹ کی علیٰحدہ علیحدہ تفصیل بیان کریں؟

(ب) ہر انڈسٹریل اسٹیٹ میں کتنے پلاٹ کس کس سائز کے بنائے گئے ہیں؟

(ج) ان انڈسٹریل اسٹیٹس میں کون کون سی انڈسٹری ہے؟

(د) مذکورہ انڈسٹریل اسٹیٹ سے حکومت کو سال 13۔2012 کے دوران کل کتنی سالانہ آمدن حاصل ہوئی ہے اور حکومت نے کتنی رقم سالانہ ان پر خرچ کی ہے؟

(ہ) ان انڈسٹریل اسٹیٹس پر حکومت کی طرف سے کل کتنا عملہ تعینات ہے یہ کہاں کہاں تعینات ہے عہدہ، گریڈ وار بیان کریں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع راولپنڈی کی حدود میں دو سمال انڈسٹریل اسٹیٹس بمطابق تفصیل درج ذیل قائم کی گئی تھیں۔

1- منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان 1978 میں 139 کنال 11 مرلہ رقبہ پر قائم کی گئی۔

2- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ جھنگ بہتر روڈ ٹیکسلا 1991 میں 838 کنال 14 مرلہ رقبہ پر قائم کی گئی۔

(ب)

1- منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان میں مندرجہ ذیل کیٹیگری کے پلاٹ بنائے گئے۔

کیٹیگری	17.7 مرلے	12.8 مرلے	8.5 مرلے	5.3 مرلے	کل پلاٹ
پلاٹس	32	59	56	36	183

2- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ جھنگ بہتر روڈ ٹیکسلا میں مندرجہ ذیل کیٹیگری کے پلاٹ بنائے گئے:۔

کیٹیگری	4کنال	2کنال	ایک کنال	10مرلے	کل پلاٹ
پلاٹس	41	107	167	69	394

(ج)

1- منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان میں

1-	ماربل انڈسٹریز	2-	آئل ملز
3-	فلور ملز	4-	ووڈن فرنیچر
5-	مرچ مصالحہ جات	6-	ٹائیل باتھ
7-	پینٹ اینڈ کیمیکل	8-	لائیٹ انجینئرنگ
9-	کنفیکشنری اور فوڈ پراسیسنگ کی فیکٹریاں کام کر رہی ہیں۔		

2- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ جھنگ بہتر روڈ ٹیکسلا میں

1-	فوڈ پراسیسنگ	2-	ماربل انڈسٹریز
3-	فارماسیوٹیکل	4-	سٹون گرائینڈنگ
5-	سٹیل ورکس	6-	لائیٹ انجینئرنگ
7-	پلاسٹک دانہ اور آئیل ملز کی فیکٹریاں کام کر رہی ہیں۔		

(د)

1- منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان کی 13-2012 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

اخراجات -/23,00,736روپے

آمدن -/5,00,116روپے

2- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ جھنگ بہتر روڈ ٹیکسلا کی 13-2012 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

اخراجات -/21,54,728روپے

آمدن -/1,306,662روپے

(ہ)

1- منی انڈسٹریل اسٹیٹ جی ٹی روڈ گوجر خان میں مندرجہ ذیل سٹاف تعینات ہے:۔

نمبر شمار	نام/عہدہ/گریڈ
1	مسٹر مظفر حسین رندھاوا اسسٹنٹ ڈائریکٹر بی ایس 16
2	مسٹر ناصر رضا سٹینو گرافر بی ایس 12
3	مسٹر سجاد علی، کلرک بی ایس 09
4	مسٹر ناصر احمد، نائب قاصد بی ایس 01
5	مسٹر عبدالمتین نائب قاصد بی ایس 01
6	مسٹر عنصر کھوکھر پارٹ ٹائم سویپر Fixed

2- سمال انڈسٹریل اسٹیٹ جھنگ بہتر روڈ ٹیکسلا میں مندرجہ ذیل سٹاف تعینات ہے۔

نمبر شمار	نام / عہدہ / گریڈ
1	مسٹر خرم رشید ڈپٹی ڈائریکٹر بی ایس 17
2	مسٹر مشتاق احمد سب انجینئر بی ایس 11
3	مسٹر محمد سجاد نائب قاصد بی ایس 01
4	مسٹر ریحان جلیل چوکیدار بی ایس 01
5	مسٹر وقاص محمود پارٹ ٹائم سویپر Fixed

محترمہ زیب النساء اعوان: میرے سوال کا جو جواب دیا گیا ہے میں اُس سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: No Supplementary Question۔اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1398 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: سٹیل ملز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1398: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔144 لاہور میں کل کتنی سٹیل ملز کن کن کی ملکیت ہیں تمام سٹیل ملز کے نام، پتا جات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) سال 13۔2012 میں حلقہ پی پی۔144 میں کتنے مالکان کے خلاف ٹائر جلائے جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والی فضائی آلودگی پر کارروائی عمل میں لائی گئی، کتنے مل مالکان کو جرمانہ اور سزائیں ہوئیں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) حلقہ پی پی۔144 لاہور میں 98 سٹیل ملز ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ تحفظ ماحول 98 سٹیل ملوں کے خلاف کارروائی عمل میں لا چکا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا انہوں نے بتایا ہے کہ ان سٹیل ملز کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے۔ میں نے یہ سوال جو لائی میں submit کرایا تھا کوئی شک نہیں کہ اُس کے بعد ان ملز کے خلاف کارروائی ہوئی تھی اور اُنہیں scrubber technology لگانے

کے لئے کہا گیا تھا مگر میرا سوال یہ ہو گا کہ کتنی ملز میں scrubber technology لگی ہے اور وہ کتنی effective ہے کیونکہ اُس کے ساتھ motors attached ہوتی ہیں اور ملز والے اپنی بجلی بچانے کے لئے اُن موٹرز کو on نہیں کرتے جس کی وجہ سے آج بھی اُس علاقے میں اُسی طرح کالا دُھواں موجود ہے جس کی وجہ سے سانس کی بیماریاں بہت زیادہ ہو گئی ہیں، سکول جانے والے بچے بیمار ہو رہے ہیں، گھروں میں ہر طرف کالک ہے اور فضا اُسی طرح سے آلودہ ہے تو میں نے وزیر موصوف سے اس کی implementation کے بارے میں پوچھنا تھا۔ میرا تعلق شمالی لاہور سے ہے تو یہ بات بھی میرے علم میں ہے کہ کچھ فیکٹریاں سیل بھی ہوئی ہیں لیکن لکھوڈیر روڈ پر اس وقت بھی کچھ ایسی فیکٹریاں چل رہی ہیں، اُن کے سٹوروں میں ٹائر موجود ہیں جو انہوں نے جلانے کے لئے سٹور کئے ہوئے ہیں تو ان بقیہ فیکٹریوں کے خلاف ایکشن کیوں نہیں لیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! پہلے سوال کا جواب ہے کہ حلقہ پی پی۔144 میں تقریباً 98 سٹیل ملز ہیں۔ محترمہ کا ضمنی سوال یہ ہے کہ وہاں ٹائر جلائے جاتے ہیں۔ اب ٹائر جلانے کے دُھوئیں کی وجہ سے environment کا خراب ہونا اس کا ہمارے محکمہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہم نے یہ کام ضرور کیا ہے کہ رہائشی علاقے میں 267 صنعتوں کو نوٹس جاری کئے ہیں کہ ہم آپ کو سُندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں جگہ فراہم کرتے ہیں تو آپ اپنی صنعتوں کو وہاں لے جائیں تاکہ رہائشی علاقے کا خراب ماحول بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر: آپ متعلقہ محکمہ سے تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کا نوٹس لیں۔ آپ یہ لکھ دیں کیونکہ آپ بھی منسٹر ہیں. You are government too.

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ محکمہ صنعت کا سوال ہے اور میں نے اس کا جواب دینا ہے لیکن آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ کیا محکمہ صنعت Environment Department کو instruction دے سکتا ہے؟ میں معزز ایوان کو یہ بات بھی بتادوں کہ Environment Department خاموش نہیں بیٹھا ہوا۔ کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ اور اُن کی پوری ٹیم اس پر دن رات کام کر رہی ہے اور اس وجہ سے صنعتکاروں کی چیخیں نکلی ہوئی ہیں۔ اُن کے بے پناہ چالان اور جرمانے کئے گئے ہیں اور next step یہ ہے کہ اُن کے خلاف ایف آئی آرز بھی کاٹی جائیں گی اور اُن کو اندر بھی کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ٹائروں کو امپورٹ کیا جا رہا ہے اور اس head کے تحت امپورٹ کیا جا رہا ہے کہ ٹائر جلائے جائیں گے۔ وزیر موصوف سے میری گزارش یہ ہے کہ کیا کسٹم نے burning tyres کے دو جہاز release نہیں کئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! شیخ صاحب نے جو سوال کیا ہے میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھتا ہوں کہ کسٹم والوں نے اپنی ڈیوٹی لے کر ٹائر release کئے ہیں تو اُس کا محکمہ صنعت سے کیا تعلق ہے؟ شیخ صاحب ہمارے معزز ممبر ہیں، بزنس مین ہیں، تاجر ہیں لہذا یہ اس معاملہ کو بالکل آگے لے کر جائیں۔ اس معاملہ میں اگر ان کو محکمہ صنعت کی ضرورت ہے تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! ایوان کی میز پر جو لسٹ رکھی گئی ہے اُس کے مطابق لوہا پگھلانے والی 50 فیکٹریاں ہیں جبکہ میرے علم کے مطابق اس وقت لاہور میں ان فیکٹریوں کی تعداد 300 ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس معزز ایوان میں ٹائر جلانے کے حوالے سے کئی مرتبہ سوال آ چکا ہے تو آپ کے توسط سے میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر وزیر متعلقہ اس پر جواب دیں تو وہ زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! زیر غور سوال کا جز (ب) ہے کہ "سال 13-2012 میں حلقہ پی پی۔144 میں کتنے ملز مالکان کے خلاف ٹائر جلائے جانے کی وجہ سے پیدا ہونے والی فضائی آلودگی پر کارروائی عمل میں لائی گئی، کتنے مل مالکان کو جرمانہ اور سزائیں ہوئیں؟" اس کا جواب بڑا گول مول سا آ گیا کہ "محکمہ تحفظ ماحولیات 98 سٹیل ملوں کے خلاف کارروائی عمل میں لا چکا ہے۔" اُن کے خلاف کیا کارروائی ہوئی، سزائیں ہوئیں، جرمانے ہوئے یا warning letter دے کر چھوڑ دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس سوال کا تعلق محکمہ صنعت کے ساتھ نہیں ہے پھر بھی ہم نے اس سوال کا جواب دیا ہے کہ سٹیل ملوں کے خلاف محکمہ تحفظ ماحول نے کارروائی کی ہے۔ ہم نے ان کو ایک information دی ہے کہ محکمہ تحفظ ماحول اُن کے خلاف کارروائی کر رہا ہے لہذا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ نے اگر کوئی کارروائی کی ہوتی، کسی کو جرمانہ کیا ہوتا،

کسی کو سزادی ہوتی یا کسی کے خلاف کوئی ایف آئی آر درج کرائی ہوتی تو میں اپنے دوست احباب کو آپ کی وساطت سے ضرور بتاتا۔

جناب سپیکر: کیا یہ آپ کے ambit میں نہیں آتا؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جی، ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 1432 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: 2012 لوہا پگھلانے والی فیکٹریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1432: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں موجود لوہا پگھلانے والی کل کتنی فیکٹریاں ہیں؟

(ب) ضلع لاہور میں موجود لوہا پگھلانے والی فیکٹریوں نے سال 2012-13 کے دوران کل کتنا ٹیکس جمع کروایا ہر ایک فیکٹری کی الگ الگ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) لاہور میں لوہا پگھلانے والی فیکٹریوں کی تعداد 50 ہے (لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ب) وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ لوہا پگھلانے والی فیکٹریوں نے 2012-13 کے اندر کل کتنا ٹیکس جمع کرایا ہے؟ اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے۔ یہ ذرا اس کی وضاحت فرمادیں کہ کیا انڈسٹری پر کوئی صوبائی حکومت کا ٹیکس لاگو نہیں ہوتا؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!سوال یہ تھا کہ لوہا پگھلانے والی فیکٹریوں نے 13-2012 میں کتنا ٹیکس جمع کرایا؟ میں آپ کی وساطت سے اپنے دوست کو بتاتا ہوں کہ ان کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ ٹیکس وصول کرنے والا ڈیپارٹمنٹ FBR ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!بات FBR کے متعلق نہیں ہے۔یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ سوال ہے۔ میں نے سوال کیا ہے کہ کیا ان فیکٹریوں پر صوبائی حکومت کی طرف سے کوئی ٹیکس لاگو نہیں ہوتا؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!سوال یہ کیا گیا ہے کہ کتنا ٹیکس وصول کیا گیا ہے اور مجھے یہ بھی بتادیں کہ انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کون سا ٹیکس لاگو کرتا ہے؟ ہم تو انڈسٹری لگا کر اپنے تاجروں کے لئے وسائل پیدا کرتے ہیں۔انڈسٹری لگانے کے بعد ہمارا شعبہ ختم ہو جاتا ہے،اس کے بعد لیبر ڈیپارٹمنٹ جانے، سوشل سکیورٹی ڈیپارٹمنٹ جانے، انکم ٹیکس جانے یا جو بھی محکمہ جات ہیں وہ جانیں ہمارا ان کے ساتھ تعلق واسطہ نہیں ہوتا اور نہ ہمارا collection کرنے والا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ ہمارا کام صرف انڈسٹریل اسٹیٹ لگانا اور لوگوں کو سہولیات مہیا کرنا ہے۔

جناب سپیکر:آپ تو لوگوں کو facilitate کرتے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!ہم نے ان کو سہولتیں مہیا کرنی ہیں اور ہم نے ان کو پلاٹ دینے ہیں لہذا ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر:آپ کا کام جرمانہ کرنا نہیں بلکہ آپ لوگوں کو facilitate کرتے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!ہم تاجروں کو جو سہولیات دے سکتے ہیں وہ ہم دیتے ہیں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!میری گزارش یہ ہے کہ ایک دفعہ غور سے دیکھ لیا جائے کہ جواب دیا گیا ہے کہ "وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے" مجھے منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں کہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ بتادیں کہ کیا یہ جواب ٹھیک ہے یا جو منسٹر صاحب فرما رہے ہیں وہ جواب ٹھیک ہے؟

جناب سپیکر:یہ سوال انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع وہاڑی:پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ میں انسٹرکٹر کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا معاملہ

*571:جناب اعجاز خان:کیاوزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ چک نمبر507/EBبورے والا ضلع وہاڑی میں انسٹرکٹر کی کل بارہ اسامیاں ہیں جن میں سے سات پر کنٹریکٹ ملازمین کام کر رہے ہیں اور پانچ اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) کیاحکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک، نہیں توکیوں؟

وزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):

(الف) گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ چک نمبر507/EBبورے والا ضلع وہاڑی میں انسٹرکٹر کی کل 11اسامیاں ہیں یہ ساری اسامیاں پُر ہیں اور ان پر کنٹریکٹ اور مستقل اساتذہ تعینات ہیں لہذا کوئی اسامی خالی نہ ہے ان اسامیوں پر سٹاف کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام اسامیاں پُر ہیں۔

ضلع فیصل آباد:ٹیکنیکل کالجوں میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی تفصیلات

*572:جناب اعجاز خان:کیاوزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل کتنے ٹیکنیکل کالج ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ ٹیکنیکل کالجوں میں پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسرز، لیکچرارز اور دیگر سٹاف کی کل اسامیاں کتنی ہیں، کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ج) کیاحکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کاارادہ رکھتی ہے توکب تک؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل چار ٹیکنیکل کالجز ہیں اور مندرجہ ذیل جگہوں پر واقع ہیں:۔

1۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی (M) سمن آباد فیصل آباد

2۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی (W)، ڈی۔بلاک پیپلز کالونی نمبر 1 نزد خضرا مسجد فیصل آباد۔

3۔ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی (W)، نزد فائر بریگیڈ سٹیشن جڑانوالہ۔

4۔ گورنمنٹ سٹاف ٹریننگ کالج، پیپلز کالونی نمبر 1 حشمت خان روڈ فیصل آباد

(ب) مذکورہ ٹیکنیکل کالجز میں مندرجہ ذیل اسامیاں ہیں:۔

	کل اسامیاں	خالی اسامیاں
پروفیسرز	1	1
اسسٹنٹ پروفیسرز	23	4
لیکچرار	30	6
دیگر سٹاف بشمول اوپر دی گئی اسامیاں	478	116

ادارہ کے حساب سے تمام اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فی الحال موجودہ حکومت کی طرف سے نئی بھرتیوں پر پابندی ہے۔ جونہی پابندی ہٹالی جاتی ہے ان اسامیوں کو بلحاظ ضرورت میرٹ پر پُر کیا جائے گا۔

ضلع راولپنڈی: خواتین کے ٹیکنیکل اداروں کی تعداد و مسائل کی تفصیلات

*1483: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں کتنے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ برائے خواتین ہیں؟

(ب) کتنے انسٹیٹیوٹ ایسے ہیں جن میں بچیوں کے لئے فرنیچر و دیگر بنیادی آلات و مشینری نہ ہے؟

(ج) کتنے انسٹیٹیوٹ ایسے ہیں جن میں strength کے مطابق انسٹرکٹر نہ ہیں؟

(د) کتنی انسٹرکٹرز کی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہوئی ہیں، اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ اداروں کے مسائل کے حل کے لئے فوری اور مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) بارہ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ جی ٹی ٹی آئی (خواتین) ڈھوک سیداں راولپنڈی
2۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان ٹی ٹی آئی (خواتین) مری
3۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان وی ٹی آئی (خواتین) کرتارپورہ راولپنڈی
4۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان وی ٹی آئی (خواتین) راولپنڈی کینٹ
5۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان وی ٹی آئی (خواتین) گوجر خان
6۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان وی ٹی آئی (خواتین) کہوٹہ
7۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان وی ٹی آئی (خواتین۔آباد) دھیال راولپنڈی
8۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان وی ٹی آئی (خواتین۔آباد) کہوٹہ
9۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان وی ٹی آئی (خواتین۔آباد) مندرہ
10۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان وی ٹی آئی (خواتین۔آباد) گوجر خان
11۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان ٹی ٹی آئی (خواتین) کلر سیداں
12۔ جی وی ٹی آئی گوجر خان ٹی ٹی آئی (خواتین) کوٹلی ستیاں

(ب) فرنیچر و دیگر بنیادی آلات و مشینری ہر ادارے میں موجود ہے۔

(ج) نو ادارے جن کی تفصیل جز (د) میں دی گئی ہے۔

(د) مندرجہ ذیل انسٹرکٹرز کی اسامیاں تقریباً پچھلے دو سال سے بوجہ ban خالی ہیں۔

سیریل نمبر	انسٹیٹیوٹ	خالی اسامیاں	تعداد
1	جی ٹی ٹی آئی ڈھوک سیداں	چیف انسٹرکٹر بی ایس 17	1
		سینئر انسٹرکٹر بی ایس 16	1
		انسٹرکٹر بی ایس 14	3
2	جی ٹی ٹی آئی مری	چیف انسٹرکٹر بی ایس 17	3
		سینئر انسٹرکٹر بی ایس 16	1
		انسٹرکٹر بی ایس 14	2
3	جی وی ٹی آئی کرتارپورہ	جونیئر ٹریڈ انسٹرکٹر بی ایس 8	2
4	جی وی ٹی آئی گوجر خان	جونیئر ٹریڈ انسٹرکٹر بی ایس 8	1
5	جی وی ٹی آئی کہوٹہ	ٹریڈ انسٹرکٹر بی ایس 10	1
6	جی وی ٹی آئی آباد مندرہ	انسٹرکٹر بی ایس 14	1
7	جی وی ٹی آئی آباد کہوٹہ	انسٹرکٹر بی ایس 14	2
8	جی وی ٹی آئی آباد گوجر خان	انسٹرکٹر بی ایس 14	3
9	جی ٹی ٹی سی کوٹلی ستیاں	ٹریڈ انسٹرکٹر بی ایس 11	1

(ہ) خالی اسامیاں ban کی وجہ سے پر نہیں کر پائے البتہ کلاسز چلانے کے لئے بعض اسامیوں کے بدلے (daily basis) پر تعیناتی عمل میں لائی گئی ہیں۔

ضلع راولپنڈی: ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ کی تعداد وان میں شعبہ جات کی تفصیلات

*1484: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع راولپنڈی میں کتنے ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹس فار بوائز ہیں؟

(ب) ان انسٹیٹیوٹس میں کون کون سے کتنے شعبہ جات ہیں؟

(ج) کتنے شعبہ جات کے اساتذہ نہ ہیں اور کب سے؟

(د) ان انسٹیٹیوٹس کے انچارج صاحبان نے 2013 کے دوران اساتذہ کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے اپنے ہیڈآفس کو بذریعہ لیٹر اطلاع کی، ان لیٹرز کی کاپیاں لف کریں، اگر ایسا نہیں کیا تو کیوں؟

(ہ) ان اداروں میں جو، جو مسنگ فسلیٹیز ہیں، اس بارے متعلقہ انسٹیٹیوٹس کے سربراہان نے اپنے ہیڈآفس میں بذریعہ لیٹر اطلاع کی، اگر ہاں تو ان لیٹرز کی کاپیاں فراہم کریں اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(و) کیا حکومت ان اداروں کی مسنگ فسلیٹیز کو کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ز) ان اداروں کی مسنگ فسلیٹیز کی ادارہ وار تفصیل سے بھی آگاہ کریں؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع راولپنڈی میں ایک ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ فار بوائز ہے، جس کا نام گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ گوجر خان ہے۔

(ب) جی ٹی ٹی آئی گوجر خان میں درج ذیل شعبہ جات ہیں۔

1)	الیکٹرونک ایپلیکیشن	2)	موٹر وائنڈنگ
3)	ڈرافٹسمین سول	4)	ایچ وی اے سی آر
5)	آٹو اینڈ فارم مشینری	6)	مشینسٹ
7)	آٹو الیکٹریشن	8)	میسن
9)	پینٹر بلڈنگ	10)	پلمبر
11)	فٹر جنرل	12)	ڈریس میکنگ

13)	ویلڈر	14)	کمپیوٹر آپریٹر
15)	موبائل ریپیئر	16)	مکینسٹ
17B)	ڈرافٹسمین سول	18B)	الیکٹریشن

(ج)

1۔	موٹر وائنڈنگ	1
2۔	ڈرافٹسمین (سول)	1
3۔	آٹوالیکٹریشن	1
4۔	الیکٹرونک ایپلیکیشن	1
5۔	کارپینٹر	3
6۔	ویلڈر	2
7۔	الیکٹریشن	2
8۔	آٹومکینک	2
9۔	آٹوانیڈفارم مشینری ریپیئر	1
10۔	شیٹ میٹل	1
11۔	بلڈنگ پینٹر	1
12۔	ٹیلرنگ	1
13۔	پلمبر	1
14۔	مشین شاپ	1
15۔	میسن	1
16۔	ایچ ڈی اے سی آر	1

(د) خالی اسامیوں کے بارے میں ہر ماہ ضلعی آفس ٹیوٹا راولپنڈی کی رپورٹ ٹیوٹا سیکرٹریٹ لاہور بھجوادی جاتی ہے لیکن نئی تقرریوں پر پابندی کی وجہ سے خالی اسامیاں مشتہر نہ کی جا سکیں ہیں۔

(ہ) نصاب کی تبدیلی کی وجہ سے جی ٹی ٹی آئی گوجر خان میں اضافی ٹریننگ سہولیات درکار ہیں ان سہولیات کی نشاندہی متعلقہ ادارہ کے پرنسپل نے کر دی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) جی ٹی ٹی آئی گوجر خان میں درکار اضافی ٹریننگ سہولیات کا کیس فنڈز کی منظوری / دستیابی کے مراحل میں ہے اور درکار اضافی ٹریننگ سہولیات جلد فراہم کر دی جائیں گی۔

(ز) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور: فیکٹریوں میں لگائے گئے بوائلرز کی انسپکشن کی تفصیلات

*1622:ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں سال12-2011 اور2013 کے دوران کل کتنی فیکٹریوں میں بوائلر لگائے گئے نیز کتنی فیکٹریوں میں لگائے گئے بوائلر کی انسپکشن کی گئی اور کتنی فیکٹریوں کی انسپکشن نہیں کی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور میں محکمہ انڈسٹریز کے پاس پورے ڈویژن کے لئے فیکٹریوں کی چیکنگ اور کارروائی کے لئے صرف ایک انسپکٹر موجود ہے کیا حکومت انسپکٹرز کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانون کا عملی نفاذ نہ ہونے کے باعث گنجان علاقوں شاہدرہ، گلبرگ، مصری شاہ، شاد باغ، ٹاؤن شپ، داروغہ والا، ملتان روڈ اور بند روڈ کے ساتھ ساتھ دیگر علاقوں میں استعمال شدہ بوائلرز کی خریداری اور تنصیب کا رجحان عام ہو چکا ہے؟

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق):

(الف) ضلع لاہور میں سال12-2011 اور 2013 کے دوران کل 165 فیکٹریوں میں بوائلرز لگائے گئے نیز160 فیکٹریوں میں لگائے گئے بوائلرز کی انسپکشن کی گئی اور پانچ فیکٹریوں کی انسپکشن نہیں کی گئی یہ پانچ فیکٹریاں گیس اور بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بند ہیں۔

(ب) ایک انسپکٹر کے ساتھ لاہور کا ایک زون ڈپٹی چیف انسپکٹر آف بوائلرز کو بھی دیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ چیف انسپکٹر آف بوائلرز بھی انسپکشن کرتے ہیں۔ فی الحال حکومت بوائلر سرکل (ڈویژن) لاہور میں انسپکٹرز کی تعداد بڑھانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

(ج) فروری2012 میں گورنمنٹ آف پنجاب نے رہائشی علاقوں میں انسپکشن بحال کر دی ہے۔ انسپکٹوریٹ آف بوائلرز نے انسپکشن کرنا شروع کر دی ہے اور تمام یونٹوں کی انسپکشن کی جارہی ہے اور کچھ رہائشی علاقوں میں غیر قانونی بوائلرز کا آپریشن بھی روک دیا ہے۔

چکوال:پولی ٹیکنیکل کالج میں کلاسوں کے اجراء کی تفصیلات

*1935:جناب ذوالفقار علی خان:کیاوزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ تھوہابہادر، ضلع چکوال میں ایک پولی ٹیکنیکل کالج کی عمارت پچھلے سات سال سے 22کروڑ روپے کی خطیر رقم سے مکمل ہے اور خالی پڑی ہے،اب تک اس میں لیب بنائی گئی ہے اور نہ ہی اس میں کلاسیں شروع کی گئی ہیں؟

(ب) اس تاخیر کی کیاوجوہات ہیں اور اس کالج میں کلاسز کا اجراء کب تک ہوسکے گا؟

وزیر صنعت، تجارت وسرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):

(الف) یہ درست نہ ہے۔عمارت کاابھی تک صرف 82فیصد کام مکمل ہواہے اور یہ عمارت اس سال کے اختتام تک مکمل ہو جائے گی۔لیب بنانے کے لئے ضروری آلات وساز وسامان خریداری کے مراحل میں ہے۔

(ب) تاخیر کی وجہ فنڈز کی کمی ہے ۔اِس کالج میں کلاسز کا اِجراء تعلیمی سال15۔2014سے ہو جائے گا۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

مجلس خصوصی نمبر1کے مسودات قوانین کی رپورٹوں کاایوان میں پیش کیاجانا

جناب سپیکر:میاں نصیر احمد صاحب مجلس خصوصی نمبر1کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتاہوں کہ وہ رپورٹیں ایوان میں پیش کریں۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!میں

1. The Punjab Commission on the Status of Women Bill 2013. (Bill No.10 of 2013)
2. The Punjab Payment of Wages (Amendment) Bill 2013. (Bill No.11 of 2013)
3. The Employees Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013. (Bill No.12 of 2013)

4. The Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013. (Bill No.13 of 2013)
5. The Punjab Shops and Establishments (Amendment) Bill 2013. (Bill No.14 of 2013)
6. The Punjab Workmens Compensation (Amendment) Bill 2013. (Bill No.15 of 2013) and
7. The Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013. (Bill No.16 of 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش کر دی گئیں۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ جناب ابو حفص محمد غیاث الدین صاحب کی تحریک استحقاق نمبر10/2013 ہے۔ جی، آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

اے سی شکر گڑھ اور ڈی سی او نارووال کا معزز ممبر کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 25۔نومبر 2013 بروز سوموار اے سی، شکر گڑھ نے تجاوزات ختم کرنے کے سلسلہ میں تقریباً 161 دکانداروں کو نوٹس دیا جس پر تحریر تھا کہ دکاندار مورخہ 27۔نومبر 2013 بوقت 12 بجے تک اپنی دکانوں سے سامان نکال لیں لیکن AC شکر گڑھ نے اپنے اعلان کے برعکس مورخہ 26۔نومبر 2013 کو 12 بجے دن ہمراہ رینجر و پولیس ایکشن کرنے کے لئے مشینری لے کر دکانیں گرانے کے لئے آ گیا۔ دکانداروں نے جواباً عرض کی ابھی چوبیس گھنٹے الٹی میٹم کے بقایا ہیں۔ اے سی نے دکانداروں کی ایک نہ سنی اور دکانیں گرانا شروع کر دیں۔ دکانداروں کی یونین کے عہدیداروں نے مجھ سے بذریعہ فون رابطہ کیا اور تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ میں نے اے سی شکر گڑھ کو فون کیا جو اس نے فون سننے سے انکار کر دیا۔ میں چونکہ لاہور تھا۔ میں نے بالمشافہ ملاقات جناب حمزہ شہباز سے کی جملہ حالات بتائے انہوں نے اپنے پی اے کو ہدایت کی کہ وہ DCO نارووال کو فون کریں کہ جب تک شہری

اپنی دکانوں سے سامان نہ نکال لیں اس وقت تک ایکشن روک دیا جائے۔ محترم حمزہ شہباز کے پی اے کے فون کرنے کے باوجود اے سی نے ایکشن نہ روکا۔اس کے بعد میں نے دکانداروں کے نمائندوں کے ہمراہ DCO کے ساتھ میٹنگ کر کے معاملات سلجھانے کے لئے DCO مذکور کے دفتر آ گئے۔ مورخہ 27۔نومبر 2013 کو دوران میٹنگ DCO نے تلخ کلامی کرتے ہوئے تحکمانہ انداز سے میری اور میرے ساتھ آئے ہوئے تاجر یونین کے احباب کی بے عزتی کی اور دفتر سے چلے جانے کا کہا۔ AC شکر گڑھ اور DCO نارووال نے ایسا کر کے نہ صرف میرا بلکہ جملہ عوامی نمائندوں کا استحقاق مجروح کیا ہے لہذا اے سی شکر گڑھ اور DCO نارووال کے خلاف میری تحریک استحقاق کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور ان دونوں کو معطل یا تبدیل کر کے فوری انکوائری کی جائے اور دکانداروں کا جو کروڑوں کا نقصان کیا گیا ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا نوٹس مجھے ابھی موصول ہوا ہے تو اس کو آپ اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کر دیں تاکہ اس کا جواب حاصل کیا جا سکے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اس میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ روزمرہ کا معمول بن گیا ہے کہ bureaucrats کی طرف سے منتخب نمائندوں کو due respect نہیں دی جاتی اور ان کی تذلیل کی جاتی ہے۔ عوامی منتخب نمائندے عوامی حقوق یا عوامی مسائل کے حل کے لئے جب کہیں جاتے ہیں تو ان bureaucrats کا روّیہ انتہائی غلط ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے فاضل ممبر نے جو تفصیل بتائی ہے کہ prior notice کے بغیر وہاں جا کر لوگوں کا کروڑوں روپے کا نقصان کرنا سخت زیادتی ہے۔ ہم اپوزیشن کی طرف سے ان کو support کرتے ہیں کہ ان کی یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد ہونی چاہئے اور اس میں جو بھی ذمہ داران ہیں ان کو ایوان کے سامنے آنا چاہئے۔ یہ حق bureaucracy کو نہیں دیا جا سکتا کہ وہ لاکھوں ووٹوں سے منتخب ہونے والے ممبران اسمبلی کی توہین اور تذلیل کریں۔

جناب سپیکر: راناصاحب نے جواب کے لئے وقت مانگا ہے لہذا اس تحریک استحقاق کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے بھی ایک تحریک استحقاق آپ کے پاس جمع کرائی تھی جس کو آپ نے approve کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا تھا۔ اس استحقاق کمیٹی کی آج سے دو مہینے پہلے ایک میٹنگ ہوئی تھی جبکہ concerned آفیسر اس میٹنگ میں نہیں آئے تھے اس وعدے پر کہ دس دن بعد وہ میٹنگ میں آئیں گے اور دوبارہ میٹنگ convene کی جائے گی مگر دو مہینے گزر گئے ہیں اور اس پر کوئی action نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: اس کمیٹی کے چیئرمین صاحب اِدھر تشریف فرما ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے پہلے جو بات عرض کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ہم اس پر extension دے رہے ہیں اور اس آفیسر کو حاضر ہونا پڑے گا۔ Don't worry

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں second کرنا چاہ رہا تھا جو بات میں نے پہلے عرض کی ہے۔ جو یہ تحریک استحقاق accept ہوئی تھی اس میں بھی پولیس افسران کے روّیے کو کسی نے serious نہیں لیا اور نیچے سے ایک انسپکٹر level کے بندے کو رپورٹ میں شامل کیا جس میں سارے واقعات مکمل طور پر غلط درج تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کا سب سے معزز ایوان ہے تو اگر اسمبلی کا یہی حال رہنا ہے، یہاں کے منتخب نمائندوں، آپ کے حکم اور یہاں کی کمیٹیوں کا یہ حشر ہونا ہے تو ہمیں اس بات کو سنجیدہ لینا چاہئے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، ہم نے اس کا notice لے لیا ہے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ رانا صاحب! آپ کے پاس تحریک التوائے کار نمبر 18/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہو گی جو بڑی دیر سے چلی آ رہی ہے کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: راناصاحب! جو بات مولاناصاحب نے کی ہے وہ آپ نے بھی سنی ہے لہذا next week تک اس کا ہر صورت مکمل طور پر جواب آنا چاہئے بصورت دیگر جو میں سوچ رہا ہوں اس کے مطابق ہمیں کچھ کرنا پڑے گا۔ اگر کسی ممبر کی تضحیک ہوتی ہے اور ہم خاموش ہو کر بیٹھ جائیں تو it does not look nice.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ یہ معمول بن گیا ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ہمارے پاس جو تحریک آتی ہے اسے ہم کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! دوسری طرف بھی جس طرح یہ معمول بن گیا ہے تو ہماری طرف سے بھی یہ معمول سالہا سال سے بنا ہوا ہے کہ جب یہ لوگ کمیٹی کے سامنے پیش ہوتے ہیں تو وہاں پر معافی تلافی ہو جاتی ہے۔ میں پچھلے پانچ سال اس بات کا انتظار کرتا رہا ہوں کہ استحقاق کمیٹی کسی کے خلاف action propose کر کے معزز ایوان میں بھیجے تو اس پر عملدرآمد ہو۔ معاملہ یہ ہے کہ اگر استحقاق کمیٹی اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کسی بھی معاملے میں کوئی رپورٹ ایوان کو بھیجے گی اور یہ ایوان آپ کی زیر صدارت اور راہنمائی میں اس پر جو بھی action تجویز کرے گا تو میں گورنمنٹ کی طرف سے یہ یقین ہی دلا سکتا ہوں کہ اس کے اوپر من و عن عمل ہو گا اور کسی بھی بیوروکریٹ کو اس بنیاد پر معاف نہیں کیا جائے گا کہ اس نے معزز ممبر کی insult کی ہے لیکن یہ حق میں معزز ممبر سے نہیں چھین سکتا کہ وہ اگر اپنے معاملے میں کسی کو درگزر کرے اور معاف کر دے تو یہ ہر معزز ممبر کا اپنا استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھیں۔

پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کو پی ایم ڈی سی کی منظوری کے بغیر چلایا جانا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ ڈینٹل سیکشن پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد ایک پبلک سیکٹر ادارہ ہے اور یہ 17۔دسمبر 2008 کو بمطابق پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل قائم ہوا ہے۔ ان کے regulations کے تحت اس ادارے کا نام PMDC سے منظور ہونا ضروری تھا۔ پرنسپل میڈیکل کالج فیصل آباد نے ڈینٹل سیکشن کی inspection

کے حوالے سے پنجاب گورنمنٹ کو درخواست ارسال کی جسے حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت وزارتِ صحت کو کارروائی کے لئے ارسال کر دیا۔ بعدازاں پرنسپل نے دوبارہ حکومت پنجاب کو یادداشت مورخہ 14-08-2012 کو ارسال کی کہ ادارہ ہذا کی PMDC سے رجسٹریشن کی منظوری دی جائے تاکہ طالبعلموں کا final year کا امتحان بروقت لیا جا سکے۔ پنجاب حکومت نے دوبارہ PMDC کو بذریعہ مراسلہ مورخہ 13-10-2012 کو یادداشت ارسال کی کہ ڈینٹل سیکشن پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کو رجسٹرڈ کیا جائے تاکہ طلباء کا مستقبل محفوظ ہو سکے۔ PMDC نے بذریعہ مراسلہ 13-10-2012 کو پنجاب حکومت کو مطلع کیا کہ کالج ہذا نے باقاعدہ تفصیلی پر proforma ارسال نہ کیا ہے۔ حکومت پنجاب نے PMDC کا یہ مراسلہ باقاعدہ پرنسپل پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کو ضروری کارروائی کے لئے بھجوا دیا ہے اور اس کی تمام خط و کتابت اور Annexure میرے پاس ہیں۔ اگر محترم ممبر دیکھنا چاہیں تو میں انہیں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس پر اب کیا بحث ہو گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب تین سو طلباء کے بارے میں فرمائیں۔ مراسلے تو آ بھی رہے ہیں جا بھی رہے ہیں جبکہ طلباء کا حشر ہو گیا ہے۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ میں نے تین سو طلباء کی بات کی ہے جس کا مجھے بھی پتا ہے کہ یہ سارا کچھ illegal ہوا ہے لیکن ان طلباء کا کیا قصور تھا جن کو admission دیا گیا جن کا future at stake ہے۔ اس کا منسٹر صاحب کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک پنجاب حکومت کا اس میں عمل دخل ہے اس حد تک اس جواب میں پوری وضاحت سے عرض کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے part پر پورا عمل کیا ہے۔ اب جس ادارے کی طرف سے delay ہو رہا ہے وہ وفاقی ادارہ ہے۔ اس معاملے کو اگر تحریک التوائے کار کے طور پر ہی اٹھانا ہے تو اس کو قومی اسمبلی میں اٹھایا جائے یا پھر اس ادارے کے سربراہ کو اس کی کاپی آپ کی direction کے ساتھ ارسال کر دی جائے یا اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس بارے میں ایک کمیٹی تشکیل دے دیں کیونکہ واقعی یہ معاملہ کافی serious ہے اور تین سو طلباء کا معاملہ ہے۔ کل کو پھر یہ معاملہ agitation میں چلا جائے گا۔ کمیٹی ان کو یہاں پر بلائے یا متعلقہ وفاقی منسٹر ان کے ساتھ بات کریں اس طرح ہی یہ معاملہ resolve ہو سکتا ہے

باقی تحریک التوائے کار کی حد تک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا جو جواب بنتا تھا وہ ان کی خدمت میں عرض کر دیا گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس پر کمیٹی بنائیں کیونکہ تین سو طلباء کا مسئلہ ہے اور جتنا جلدی ہو سکے کچھ کریں کیونکہ یہ جون سے چل رہا ہے اور اب تک ان طلباء کو کچھ پتا نہیں کہ ان کا کیا بننا ہے؟

جناب سپیکر: میں اپنے چیمبر میں بیٹھ کر اس پر کمیٹی بنا دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر21/13 بھی شیخ صاحب کی ہے۔

دریائے راوی لاہور میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے زیر زمین پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس کا جواب بھی موصول ہو چکا ہے۔یہ درست ہے کہ لاہور شہر کی فیکٹریوں، رہائشی آبادیوں اور صنعتی آبادیوں کا گندہ پانی بغیر کسی معالجہ کے مختلف مقامات سے دریائے راوی میں ڈالا جاتا ہے جو کہ آبی آلودگی کا باعث ہے اور اس آلودگی سے مچھلیوں اور سبزیوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔تاہم یہ مکمل طور پر درست نہ ہے کہ دریائی آلودگی کی وجہ سے لاہور شہر کے شہری بیمار ہو رہے ہیں۔جہاں تک زہریلی دھاتوں کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ دریائی پانی کی وجہ سے زہریلی دھاتوں کا ارتقاض ماحولیاتی لحاظ سے تجاوز نہیں کرتا تاہم نامیاتی اور جراثیمی آلودگی ماحولیاتی مسائل کے باعث ہے۔جہاں تک کوڑا کرکٹ دریائے راوی میں ڈالنے کا تعلق ہے تو اس بارے میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور لاہور ویسٹ مینجمنٹ ایجنسی بہتر بتا سکتی ہیں۔راوی کو آلودگی سے پاک کرنے کے سلسلے میں مفادِ عامہ کے تحت استغاثہ نمبر۔۔۔

جناب سپیکر: سندھو صاحب!ذرا دوبارہ پڑھیں۔آپ نے کیا کہا ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ ایجنسی اس بارے میں بہتر بتا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے اُن سے ابھی تک پوچھا کیوں نہیں ہے، یہ کیا بات ہوئی؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پوچھ کر بتا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کچھ خیال کریں۔ پوری تحقیق کرنے کے بعد آپ کو یہاں جواب پڑھنا چاہئے۔ اس کو ہم pending کر دیتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کا جواب آپ کو دو دن کے اندر اندر سو موار کو دینا پڑے گا۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 22/13 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

لاہور میں متروکہ وقف (ہندو اوقاف) کی سینکڑوں کنال اراضی خلاف قانون و پالیسی ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے نام منتقل

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! بمطابق رپورٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور رقبہ ملکیتی ٹھاکر دوارہ نوانکوٹ لاہور واقع موضع مودا سنگھ والا بر مشتمل چار قطعات نمبران خسرہ 194 رقبہ تعدادی پانچ کنال 17 مرلے، خسرہ نمبر 195 رقبہ تعدادی سات کنال دو مرلے، خسرہ نمبر 196 رقبہ تعدادی چھ کنال آٹھ مرلے، خسرہ نمبر 197 رقبہ تعدادی چھ کنال سات مرلے کل رقبہ 25 کنال 16 مرلے منجانب Evacuee Trust Property Board بحق ذوالفقار علی ولد محمد شریف ساکن مکان نمبر 11/1 گلی نمبر 11 گورومانگٹ گلبرگ III لاہور، اظہر اقبال ولد نذیر احمد ساکن ڈیرہ چاہل تحصیل کینٹ ضلع لاہور بحصہ برابر بروئے دستاویز نمبری 776 بہی نمبر 1، بہی نمبر 501 مورخہ 26-01-2005 مصدقہ سب رجسٹرار عزیز بھٹی ٹاؤن بالعوض مبلغ 44 لاکھ 37 ہزار 600 روپے فروخت ہوئی ہے جس کا انتقال نمبر 1022 مورخہ 14-03-2005 تصدیق ہوا۔ نقل دستاویز وغیرہ نقل انتقال لف ہے۔

اسی طرح دستاویز نمبری 7151 بہی نمبر 1 جلد نمبر 566 مورخہ 10-8-2009 مصدقہ سب رجسٹرار واہگہ ٹاؤن کے تحت رقبہ ملکیتی ٹھاکر دوارہ نوانکوٹ لاہور واقع موضع مودا سنگھ والا نمبران

خسرہ 111,112,113,114,116,117,131,132 to 135, 137 to 156,162, 167,169,174,176, من کل رقبہ تعدادی307کنال 9مرلے منجانب Evacuee Trust Property Board بحق ڈی ایچ اے رجسٹرڈ ہوا۔ دستاویز ہذا بغرض ادائیگی اشٹام ڈیوٹی مالیتی 6لاکھ 90ہزار روپے تحریر ہوئی جبکہ Evacuee Trust Property Boardاور ڈی ایچ اے میں یہ معاہدہ طے پایا کہ اس زمین کے عوض ڈی ایچ اے محکمہ Evacuee Trust Property Board کو25فیصد پلاٹ رہائشی بشکل پانچ مرلہ، دس مرلہ، ایک کنال دینے کا پابند ہو گا۔

جناب سپیکر! ما بعد انتقال نمبری 1418 مورخہ 2010-04-10 رقبہ تعدادی 299کنال 9مرلے بحق ڈی ایچ اے تصدیق ہوا۔ دستاویز نمبری 7151 کی کاپی بھی جواب میں لف ہے اور انتقال نمبر 1416 منظور شدہ 2010-04-10 کی evidence بھی لف ہے۔ دستاویز نمبری 7151 متذکرہ بالا میں اجازت منجانب وزارت اقلیتی امور گورنمنٹ آف پاکستان چٹھی نمبر 4/11/2007/P/11 مورخہ 2009-04-28 کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کی کاپی بھی لف ہے۔ رپورٹ موصول ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور کے ساتھ کاپی چٹھی نمبری 4025 مورخہ 2009-08-03 منجانب سید آصف ہاشمی جو اس وقت چیئرمین Evacuee Trust Property Board تھے، منجانب سب رجسٹرار واہگہ ٹاؤن لاہور جس کے تحت مسٹر سلیم مسیح سیکرٹری آئی اینڈ پی Evacuee Trust Property Board کو رجسٹری execution دستخط کرنے کا اختیار دیا تھا جس کی کاپی بھی لف ہے۔ اس طرح ہر دو دستاویزات کی روشنی میں ہر دو انتقالات درج و تصدیق ہونا پائے گئے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! پہلے یہ بتائیں کہ اب یہ محکمہ پنجاب حکومت کے پاس ہے یا نہیں؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہے اور اس کا case بھی چل رہا ہے اور کچھ ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور سید آصف ہاشمی کے بارے میں حکومت نے لکھا ہے کہ انٹرپول کے ذریعے اسے واپس لایا جائے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! وقف کی ہوئی زمین کی sale ہو سکتی ہے اور نہ ہی plotting ہو سکتی ہے کیونکہ یہ ادارہ وفاقی حکومت کے ماتحت ہوتا ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ وفاقی حکومت کے ماتحت نہیں ہے بلکہ یہ صوبوں کے پاس ہےاور Evacuee Property بھی دو قسم کی ہوتی ہے اس لئے کچھ حصہ وفاقی حکومت کے پاس ہوتا ہے اور جو باقی ہے after the Concurrent List ختم ہونے کے بعداور اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ پنجاب کے پاس ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!یہ حقیقت ہے کہ اس پر سپریم کورٹ نے action لیا ہے اور سید آصف ہاشمی کے خلاف انٹرپول کو بھی کہا گیا ہے۔ میری گزارش یہ تھی اور آج بھی یہ ہے اور آپ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ پراپرٹی transfer نہیں ہو سکتی تھی،اگر جمع بندی میں Evacuee Trust Property Board کے نام تھی یا کسی بھی قسم کی، چاہے وہ مسلم اوقاف ہے یا ہندو اوقاف ہے۔آپ خود جانتے ہیں کہ اوقاف کی پراپرٹی جو transfer ہوئی ہے، کیونکہ وہ jurisdiction رجسٹرار کی تھی، وہ پنجاب حکومت کی تھی،اگر وہ نہ کرتا تو یہ اربوں روپے کا نقصان نہ ہوتا۔

جناب سپیکر!دوسری بات ہے کہ اب یہ ساری کی ساری void & null deal ہو گئی ہے لیکن جب میں نے یہ تحریک التوائے کار پیش کی تھی تو میرا اس وقت سوال یہ تھا کہ اس کا کس طرح انتقال ہو گیا اور اس ریونیو افسر سے پوچھنا چاہئے کہ یہ انتقال کیسے ہو گیا جب یہ پراپرٹی جمع بندی میں وقف تھی؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس میں ایف آئی اے نے ان سب کے خلاف مقدمہ درج کیا ہے اور تین لوگ 14 دن کا جسمانی ریمانڈ کاٹ کر judicial lock up میں ہیں جبکہ اس کے چیئرمین سید آصف ہاشمی کی گرفتاری کے بھی سپریم کورٹ نے orders دیئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر:یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے اور اگلی تحریک التوائے کار ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے جس کا نمبر 13/410 ہے۔وہ تو موجود نہیں ہیں لیکن منسٹر صاحب!کیا اس کا جواب آپ کے پاس ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جی،جناب سپیکر!اس کا جواب ہے۔

جناب سپیکر:تو پھر پڑھ دیں۔

پنجاب میں ہیپاٹائٹس کے مرض میں مسلسل اضافہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ ہیپاٹائٹس جیسے موذی مرض کے متعلق پیش کی جانے والی تحریک التوائے کار قابل ستائش ہے اور اس وقت حکومت اس مرض پر قابو پانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے:

صوبے کے تمام ٹیچنگ اور ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں ہیپاٹائٹس فلیگ قائم کئے گئے ہیں جہاں مریضوں کو نہ صرف مفت علاج بلکہ اس موذی مرض سے بچنے کی آگاہی بھی فراہم کی جاتی ہے۔

ہیپاٹائٹس جیسے متعدی مرض سے مناسب احتیاط اپنا کر بخوبی بچا جا سکتا ہے اس سلسلے میں آگہی مہم چلائی جا رہی ہے جس میں مندرجہ ذیل طریقے شامل ہیں:

1۔ ریڈیو اور ٹی وی پر آگہی کے اشتہارات، سکولوں اور کالجوں میں آگہی کے لیکچرارز، تمام اضلاع کے ای ڈی او (صحت) اور ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں کے اندر ورکشاپس اور سیمینارز۔

2۔ ضلعی سطح پر ضلع کے ای ڈی او (صحت) کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ ہر ماہ ہیپاٹائٹس کے ویکسینیشن کیمپ لگائے جائیں گے اور آگہی کے لئے ورکشاپس اور سیمینارز منعقد کئے جائیں گے کیونکہ ہیپاٹائٹس کی آگہی مہم سے ہی اس موذی مرض سے بچا جا سکتا ہے اور تمام اضلاع ایسا ہی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! مندرجہ بالا مقاصد کے لئے گورنمنٹ نے فنڈز مختص کر رکھے ہیں جو ہیپاٹائٹس کی آگہی مہم میں صرف کئے جا رہے ہیں۔اس سال ہر مہینے ہر ضلعی حکومت کی ہدایت کے تحت مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائیں گے:

1۔ ہیپاٹائٹس واک اور سیمینار کروائے گا۔ مزید لیڈی ہیلتھ ورکرز پروگرام کے تحت گھروں میں ہیپاٹائٹس کی آگہی سے متعلق پمفلٹ تقسیم کئے جائیں گے۔

2۔ بی سی سی کے تحت تمام پروگرام بنائے جائیں گے جس میں حجام سے ملاقات، ٹیٹو میکرز سے ملاقات جو جسم کے مختلف حصوں پر ٹیٹو بناتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: حجام سے ملاقات نہ کی جائے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس میں ملاقات ہے۔

جناب سپیکر: اچھا۔ جی، ٹھیک ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): Blood bankers سے ملاقات اور anti-quackery مہم بھی اس میں شامل ہو گی تاکہ اس موذی مرض سے نجات مل سکے۔

جناب سپیکر: شاباش۔ جی ٹھیک ہے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/414 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ اس کا جواب آگیا ہے؟

پنجاب میں لاکھوں گاڑی مالکان قیمت ادا کرنے کے باوجود نمبر پلیٹوں سے محروم

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، جناب سپیکر! اس کا جواب بھی آگیا ہے جس کے مطابق اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ بات درست ہے کہ پنجاب میں تقریباً 17 لاکھ گاڑیوں کو نمبر پلیٹیں نہیں دی جا سکیں تاہم یہ تمام گاڑیاں قانون کے مطابق موٹر رجسٹریشن اتھارٹیز کے پاس رجسٹرڈ ہو چکی ہیں اور مالکان بازار سے بنوائی گئی نمبر پلیٹس گاڑیوں پر آویزاں کر کے اپنی گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں۔ نمبر پلیٹ مہیا نہ کرنے کی وجہ سابقا سپلائر سے 31-10-2011 کو contract ختم ہونا ہے۔ اس کے بعد تین دفعہ ٹینڈرز call کئے مگر تینوں دفعہ process مکمل نہ ہو سکا جس کی وجہ bids کا Technical evaluation کے معیار پر پورا نہ اترنا تھا۔ چوتھی دفعہ ٹینڈر process ہو رہا ہے اور تھری ایم کمپنی کو محکمہ نے blacklist کر دیا تھا جس کے خلاف کمپنی نے ہائیکورٹ میں Writ Petition فائل کی جسے ہائیکورٹ نے مورخہ 20-06-2013 کو dismiss کر دیا۔ نئے ٹینڈر میں تھری ایم کا شرکت کرنے کی بجائے لاہور ہائیکورٹ کا مورخہ 23-08-2012 کو جاری کردہ حکم امتناعی تھا۔ تھری ایم کو pre qualification میں تکنیکی بنیاد پر مورخہ 24-05-2013 کو disqualify کر دیا گیا ہے لہذا اسے ٹینڈر کا ایوارڈ ہونا بعد از قیاس ہے۔ موٹر مالکان کو گاڑیوں کی نمبر پلیٹس کی مسلسل دستیابی کے لئے ٹینڈر under process ہے جس میں technical evaluation مکمل ہو چکی ہے اور اب صرف financial evaluation ہونا باقی ہے۔ نیز نمبر پلیٹوں کی Out Sourcing کے

لئے بھی چیف منسٹر صاحب کے حکم کے مطابق کمیٹی تشکیل دی جاچکی ہے جس کا کام آخری مراحل میں ہے۔مزید برآں 06-05-2013 سے موٹر مالکان سے نمبر پلیٹوں کی قیمت بھی نہیں لی جارہی ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک Standardized Number Plates کی فراہمی کا مسئلہ ہے اس کو حل کرنے کے لئے محکمہ ٹینڈر کو final کرنے جارہا تھا مگر چیف منسٹر پنجاب نے مورخہ 26-07-2013 کو ایک سترہ رکنی کمیٹی بنادی ہے جو لاء اینڈ آرڈر، سکیورٹی اور دہشت گردی کی موجودہ گھمبیر صورتحال کے تناظر میں "نئے نمبر پلیٹ فراہمی سسٹم" کو Information Technology کی بنیاد پر منظم و مربوط نظام پر استوار کرنے کے لئے اپنی سفارشات پیش کرے گی۔ان سفارشات کے آنے تک نئی فرم سے نمبر پلیٹیں فراہمی کے عمل کو روکنے کا کہا گیا ہے لہذا اب اس کمیٹی کی سفارشات کا انتظار ہے جس کے بعد ہی اس مسئلہ کا قطعی حل ممکن ہے۔شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات تو مان لی کہ 17 لاکھ گاڑیوں کی نمبر پلیٹیں جن کے عوام سے پیسے لئے گئے ہیں وہ نہیں دی گئیں۔دوسری بات یہ ہے کہ ایک طرف ہم دہشت گردی روکنے کی بات کرتے ہیں تو جب ہم نمبر پلیٹیں نہیں دے سکتے تو ہم مجرموں کو کیسے پکڑ سکتے ہیں جو اپنی مرضی کی پلیٹیں لگا کر گاڑیاں چلاتے ہیں؟ میں یہ کہتا ہوں کہ پوری دنیا میں کوئی گاڑی سڑک پر نہیں آسکتی جب تک کہ اس کی نمبر پلیٹ نہ لگے اور یہاں گورنمنٹ یہ مسئلہ حل کرنے میں کمیٹیاں بناتی ہے۔جو 17 لاکھ لوگوں سے پیسا لیا گیا یہ کس کی جیب میں گیا؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ٹائم کا خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھیں تو سہی کہ 17 لاکھ لوگوں کا پیسا کس کے پاس گیا؟

جناب سپیکر: Rule 83(g) کے تحت اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب تحریک التوائے کار کا ایک بڑا خوبصورت نمبر ہے یہ تحریک چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی اور ڈاکٹر محمد افضل کی طرف سے تھی۔اس تحریک التوائے کار کا نمبر 421/13 ہے۔جی، منسٹر صاحب!

جوزف کالونی بادامی باغ لاہور کے متاثرہ افراد کا امدادی چیک نہ ملنے پر شدید احتجاج

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!بحوالہ قومی اخبارات مورخہ6۔اگست 2013کو شائع ہونے والی خبر کے ضمن میں عرض ہے کہ جوزف کالونی بادامی باغ کے تمام متاثرہ خاندانوں کو مالی امداد Christian Community کے مقامی لوگوں پر مشتمل کمیٹی کی تجویز و تصدیق کردہ لسٹ کے مطابق ادا کر دی گئی ہے۔اس بات میں کوئی حقیقت نہ ہے کہ جاری کردہ چیک dishonour ہو گئے ہیں بلکہ تمام جاری کئے ہوئے چیک clear بھی ہو گئے ہیں۔اس سلسلے میں کسی فرد کی جانب سے بھی چیک dishonour ہونے کی اب تک کوئی ایک شکایت بھی موصول نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر!جو اس وقت کی فیڈرل گورنمنٹ تھی ان کے چیک dishonour ہوئے تھے ہماری پنجاب حکومت نے ہر ایک گھر کو امداد دی ہے۔اگر ایک گھر میں پانچ خاندان ہیں تو ان کو پانچ لاکھ کے حساب سے 25لاکھ روپے دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔کیا اگلی تحریک التوائے کار نمبر422/13کا جواب آگیا ہے؟

پنجاب کے ادارہ صحت میں متعدی بیماریوں اور سانپ کے کاٹے کے علاج کے لئے ادویات کی عدم دستیابی

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!جی،اس کا جواب آگیا ہے۔ اس ضمن میں گزارش ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں سانپ کے کاٹے کی ویکسین دستیاب ہے جو کہ بھارت کی بنی ہوئی ہے۔اب NIH کی تیار شدہ ویکسین وافر مقدار میں موجود ہے جو کہ اضلاع اپنی ضرورت کے مطابق خرید رہے ہیں جبکہ دیگر متعدی امراض کے علاج کے لئے ادویات وافر مقدار میں موجود ہیں اور تمام مریضوں کو مفت مل رہی ہیں۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ اب تک 56افراد سانپ کے کاٹنے سے ہسپتالوں میں آئے اور تمام لوگ صحت یاب ہو کر واپس گئے اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اب تک سانپ کے کاٹنے سے کوئی ہلاکت کی رپورٹ موصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 426/13جناب امجد علی جاوید کی ہے۔اس کا جواب پڑھ دیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مین بازار میں سینکڑوں چھابڑی فروش اور ریڑھی بانوں کو بغیر پیشگی نوٹس کے بے دخل کرنے سے پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جو رپورٹ موصول ہوئی ہے اس کے مطابق تحریر ہے کہ ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ عوام الناس کی آمد و رفت میں سہولت کے لئے گورنمنٹ کی ہدایات کی روشنی میں شہر میں وقتاً فوقتاً ناجائز تجاوزات کے خلاف کارروائی کرتی رہتی ہے۔ متذکرہ صدر بازار کے ریڑھی، چھابڑی والوں کو بھی متعدد بار کہا گیا کہ رمضان کے دنوں میں بازار میں لوگوں کا رش ہوتا ہے اس لئے آپ اپنی ریڑھی، چھابڑیوں کو محدود حصہ میں رکھیں اور لوگوں کی آمد و رفت میں آسانی پیدا کریں۔ اس ضمن میں میونسپل / ضلعی انتظامیہ نے بھی نمائندگان ریڑھی، چھابڑیوں سے میٹنگ کر کے میونسپل انتظامیہ سے تعاون کے لئے کہا مگر انہوں نے صدر بازار میں بہتری لانے کی بجائے بضد ہو کر بازار کو ریڑھی، چھابڑیوں سے بند کر دیا اور پبلک کی گزرگاہ میں انتہائی رکاوٹ کا باعث بنے لہذا عوام الناس کی شکایت اور پریشانی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ٹی ایم اے نے ضلعی انتظامیہ اور پولیس کی معاونت سے مورخہ 21-07-2013 کی شام کارروائی کرتے ہوئے ناجائز تجاوزات کو ختم کر دیا اور صدر بازار کو عوام الناس کی سہولت اور گزرگاہ کے لئے کھول دیا جسے عوام الناس نے سراہا۔ ٹی ایم اے کا یہ اقدام پبلک کے بہترین مفاد میں تھا اور سامان جو موقع سے اٹھایا گیا تھا اصل مالکان کے حوالے کر دیا گیا۔ اب یہ ریڑھی، چھابڑی والے مین جھنگ روڈ نزد ماڈل بازار میں ریڑھی، چھابڑی لگا کر کاروبار کر رہے ہیں۔ ناجائز تجاوزات کے خلاف ٹی ایم اے کی مہم جاری ہے جس میں صدر بازار اور دیگر ملحقہ بازاروں سے پختہ و عارضی ناجائز تجاوزات ختم کروائی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 428/13 میاں محمد رفیق آف ٹی ٹی سنگھ کی ہے۔ اس کا جواب پڑھ دیں۔

مین بازار ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دکانداروں کا ٹی ایم اے کے عملہ سے ساز باز کر کے سینکڑوں چھابڑی فروشوں کو بے دخل کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر اقلیتی امور اور انسانی حقوق (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن ٹوبہ ٹیک سنگھ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق عرض ہے کہ ٹی ایم اے ٹوبہ ٹیک سنگھ عوام الناس کی آمد و رفت میں سہولت کے لئے گورنمنٹ کی ہدایات کی روشنی میں شہر میں وقتاً فوقتاً ناجائز تجاوزات کے خلاف کارروائی کرتی رہتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ تحریک بالکل ویسی ہی ہے جیسی جناب امجد علی جاوید کی تھی اور اس کا جواب بھی ویسا ہی ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کو rule 83 (c) کے تحت dispose of کیا جاتا ہے۔ میاں صاحب کہاں ہیں، کیا وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ باہر نہیں گئے ہیں بلکہ ان کو چیف منسٹر صاحب نے بلایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار 436/13 جناب محمد سبطین خان کی ہے۔ وہ یہاں نہیں ہیں لیکن منسٹر صاحب! آپ اس کا جواب پڑھ دیں۔

ضلع میانوالی کے حلقہ پی پی۔46 کے قصبہ علو والی کی سڑکوں اور قابل کاشت رقبہ کو مون سون کی بارشوں اور دریائے سندھ کے سیلابی ریلے سے بچانے کے لئے دفاعی بند تعمیر کرنے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار ہذا کے ضمن میں عرض ہے کہ حلقہ پی پی۔46 میں واقع قصبہ علو والی تحصیل پپلاں ضلع میانوالی مون سون کی بارشوں کی وجہ سے دریائے سندھ کے سیلابی ریلے سے شدید کٹاؤ کی زد میں ہے۔ اس صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے علو والی کے مقام پر ہنگامی طور پر flood fighting کی جا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے

فضل وکرم سے موضع علووالی سیلاب سے محفوظ ہے۔ علاوہ ازیں اس علاقے کو مکمل طور پر محفوظ بنانے کے لئے ایک J-Head Spur مع کھدائی تعمیر کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ اس کے لئے 357.922 ملین روپے تخمینہ لاگت کا PC-1 تیار ہو چکا ہے۔ منظوری اور فراہمی فنڈز کے بعد موقع پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 438/13 جناب منان خان کی ہے۔ منسٹر صاحب! اس کا جواب بھی پڑھ دیں۔

تحصیل شکر گڑھ میں واقع نور کوٹ قلعہ احمد آباد سے گزرنے والے نالہ کی خستہ حال پل کی ہنگامی بنیادوں پر مرمت کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ مذکورہ پُل انتہائی خستہ حالت میں ہے اور اس کے دو درے (Span) خطرناک حالت میں ہیں۔ پل کی مخدوش حالت کے پیش نظر اس کو ہر قسم کی heavy traffic کے لئے بند کر دیا گیا ہے اور اس کے دونوں اطراف barrier لگا کر رکاوٹ بنا دی گئی ہے۔ متبادل راستہ diversion کے لئے تخمینہ لاگت 9,81,000 روپے تیار کر لیا گیا ہے۔ کام الاٹ کرنے کے لئے 20۔ دسمبر کا اشتہار اخبار میں بھجوا دیا گیا ہے اور diversion کا کام مکمل ہونے کے بعد ہر قسم کی ٹریفک کے لئے بند کر دیا جائے گا۔ چونکہ یہ پل انتہائی اہم ہے اس لئے اس پل کی مرمت کے لئے Director Bridges Highway Department سے رابطہ کیا گیا ہے اور ان کی demand کے مطابق مکمل survey mapping کروا کر ان کے دفتر جمع کروا دیا گیا ہے جن کی تفصیل تتمہ (الف) پر لف ہے۔ جونہی Director Bridges کے آفس سے اس کی مستقل مرمت کا estimates ملتا ہے تو اس کے مطابق ضلعی حکومت نارووال سے فنڈز حاصل کر کے پل کی مرمت کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ اس کام کو expedite کروا دیں اور اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 441/13 ہے۔ منسٹر صاحب! کیا اس کا جواب ہے؟

صوبہ میں چکن کے گوشت اور انڈوں کی قیمتوں میں مزید اضافہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس کا جواب ہے۔اس ضمن میں عرض ہے کہ مرغی کے گوشت کی قیمت کا تعین ایک طے شدہ کمیٹی کرتی ہے جس میں پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن،پولٹری ٹریڈ ایسوسی ایشن،پولٹری فارمز ایسوسی ایشن کے نمائندے اور سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا نمائندہ شامل ہوتا ہے۔یہ کمیٹی طلب ورسد کی بنیاد پر form rates نکالتی ہے جو بعد ازاں طے شدہ calculation کے بعد زندہ مرغی اور گوشت کی قیمت مارکیٹ کمیٹی کو بھیجی جاتی ہے جس سے ہر دن مرغی کی قیمت عوام تک پہنچ جاتی ہے لہذا قیمت کے اُتار چڑھاؤ کا تعین مکمل طور پر طلب اور رسد کی بنیاد پر ہوتا ہے۔مثال کے طور پر 31۔اگست 2013 کو بالترتیب زندہ مرغی اور گوشت مرغی کی قیمت 137 روپے اور 199 روپے تھی جو کہ نہایت ہی مناسب تھی۔

جناب سپیکر!اس سلسلے میں جواب سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی جانب سے موصول ہوا ہے اور ہم نے طلب ورسد کی بنیاد پر ان کی قیمتوں کا تعین کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 449 ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار ہذا کے ضمن میں عرض ہے کہ موضع جوگیرہ تحصیل و ضلع جھنگ میں دریا چناب کے بائیں کنارے پر کٹاؤ کی وجہ سے آبادی وزرعی رقبہ جات کا جو نقصان ہو رہا ہے اس کے متعلق چیف انجینئر اریگیشن سرگودھا نے وقف تجویز کر کے سیکرٹری محکمہ آبپاشی کو ورکنگ پیپر بحوالہ نمبری 538/25/M مورخہ 01-08-13 ارسال کئے ہیں جو محکمہ میں عملدرآمد کے لئے زیر غور ہیں۔ موضع جوگیرہ میں دریائے چناب کے بائیں کنارے پر کٹاؤ کی اریگیشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے ماڈل سٹڈی کروائی جارہی ہے جس کے بعد مسئلے کا درست حل تجویز کیا جائے گا۔مزید برآں علاقہ میں سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ اور دریا میں کسی جگہ پر کشتیوں کا عارضی پل بنانا محکمہ مواصلات کے ذمہ ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، Not moved and dispose of

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب ملک مظہر عباس راں صاحب مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر6/13 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر6 بابت2013 پیش کردہ ڈاکٹر نوشین حامد ایم پی اے صاحبہ کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر6 بابت2013 پیش کردہ ڈاکٹر نوشین حامد ایم پی اے صاحبہ کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر6 بابت2013 پیش کردہ ڈاکٹر نوشین حامد ایم پی اے صاحبہ کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

سانحہ راولپنڈی پر دیئے گئے توجہ دلاؤ نوٹس پر بات کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ ہم نے اور ہمارے راولپنڈی کے دوستوں کی طرف سے ایک توجہ دلاؤ نوٹس جمع کروایا ہوا ہے جو سانحہ راولپنڈی سے متعلق ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ چونکہ current واقعہ ہے اور اس کے اثرات نہ صرف پورے صوبے بلکہ پورے ملک کے اندر محسوس کئے جا رہے ہیں تو میں اس حوالے سے آپ سے گزارش کروں گا کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس پر ہمیں بات کرنے کی اجازت دیں۔ اس میں ایک تو بڑی سیدھی سی بات ہے کہ حکومت نے 9 اور 10 محرم کو ڈبل سواری پر پابندی لگائی، موبائل سروس پورے دو دن بند کی اور پورے ملک کا رابطہ کٹ گیا۔ زندگی رُک کر اور تھم کر رہ گئی۔ یہاں بڑے بلند و بانگ دعوے ہوئے کہ اپوزیشن دیکھے گی کہ کس طرح سے حکومت نے فول پروف انتظامات کئے۔۔۔

جناب سپیکر: میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار یا کوئی چیز اس بارے میں میرے پاس موجود نہیں ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کس کے پاس ہے؟ جی، ہمیں دکھائیں۔ ہمارے پاس اس کا کوئی توجہ دلاؤ نوٹس ہے؟

(اس مرحلہ پر سیکرٹری اسمبلی نے جناب سپیکر کو بتایا کہ یہ نوٹس ہمیں آج 6:00 بجے موصول ہوا ہے)

چلیں! اب آپ جو فرمانا چاہتے ہیں آپ کہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم نے آج بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات کی تھی کہ ہمارے راولپنڈی کے دوست اس پر ضرور بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں دو منٹ میں اس کو open کرتا ہوں پھر جو متعلقہ ہمارے ایم پی اے ہیں اور جن کے حلقے میں یہ سارا سانحہ ہوا ہے وہ اس پر اظہار خیال کریں گے۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حکومت کی تمام تر احتیاطی تدابیر۔۔۔

جناب سپیکر: بہتر رہے گا کہ Monday کو اور پھر اس کے بعد Thursday کو بھی آپ کو ٹائم ملے گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ ہم نے جو بات آپس میں کی تھی کہ یہ مسئلہ اس طرح کا ہے اب بھی وہاں پر حالات نارمل نہیں ہیں اور ہمارے معزز ممبران جو وہاں سے elect ہو کر آئے ہیں وہ اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے جواب میں رانا ثناء اللہ خان جو وزیر قانون ہیں وہ جو بھی مؤقف دیں لیکن ہم نے آپس میں یہی بات کی تھی کہ اس پر بات آج ضرور ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ آپ جیب میں ڈالے پھر رہے ہیں۔ میرے تک تو آپ نے ابھی پہنچایا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ آپ کے ہاں جمع ہے۔ آپ ہمیں اس پر دو منٹ دے دیں اور متعلقہ جو ہمارے ممبر صاحبان ہیں۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: Let me hear also.

جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں تو یہ بات ہوئی تھی کہ اس سے متعلقہ جو دوسرے معاملات بھی ہیں اس کے لئے اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ایک دن بلکہ محترم قائد حزب اختلاف نے فرمایا تھا کہ دو دن رکھیں تو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ آپ ایک دن جو بعد میں بدھ کا دن مختص ہوا ہے اس دن بھی اس پر بات کر لیں۔ اگر سپیکر صاحب نے یہ محسوس کیا کہ اس پر ایک اور دن کا اضافہ کیا جائے تو پھر ایک اور دن کا اضافہ کرتے ہوئے جمعرات تک لے جائیں گے اور اس دن ہم legislation نہیں کریں گے۔ اسی طرح سوموار کا دن price hike پر discussion کے لئے مقرر ہوا ہے۔ اب اس میں یہ ہے کہ اگر تو سانحہ راولپنڈی میں جو واقعات اب تک ہوئے ہیں ان کے متعلق کوئی short information جو میرے پاس آج تک ہے وہ لینا چاہتے ہیں تو وہ میں دینے کو تیار ہوں لیکن اگر یہ اس پر detailed information چاہتے ہیں اور in black and white چاہتے ہیں تو وہ جس طرح سے طے ہوا ہے کہ آج یا کل توجہ دلاؤ نوٹس جمع کروا دیں اور next Thursday کو اس پر جو مفصل حقائق ہیں اس سے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے گا۔ اگر انہوں نے سیاسی تقریر کرنی ہے اور اس میں پھر ڈبل سواری تک جانا ہے تو وہ پھر اور بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، تھوڑا سا ہمیں rules کو بھی follow کرنا ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میری ایک بات سنیں۔ میں Monday کو آپ کی بات مکمل سنوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری آپ ایک request سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! پہلے میری بات سنیں۔ یہ Rule 64 ہے۔ Time of calling attention, Rule 64 کے تحت آپ بحث Monday اور Thursday کو کر سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری ایک عرض سن لیں۔ جب ہم نے وہاں پر بات کی تھی تو اس پر وزیر قانون۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ بولیں جو مرضی بولنا چاہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ ایک اتنا important issue ہے اور ہمیں اگر rules suspend کر کے بھی اس پر بات کرنی پڑے تو ہمیں بات کرنی چاہئے۔ ایوان میں ہم کس لئے آئے ہیں؟ ہم اس ایوان کے اندر پنجاب کے عوام کے custodian ہیں۔ اگر پنجاب کے عوام کے جان و مال کا تحفظ حکومت دینے میں ناکام ہے، انتظامیہ ناکام ہے، وہاں پر درجنوں لوگ مارے گئے ہیں، کروڑوں روپے کی املاک تباہ و برباد ہوئی ہیں اور یہاں پر ہمیں یہ کہا گیا کہ یہ فول پروف سکیورٹی سسٹم ہے۔ کسی جگہ 10 ہزار، کسی جگہ 8 ہزار کی سکیورٹی تعینات ہے۔ میڈیا پر روز چل رہا ہے کہ اتنے لوگ محرم کے جلوسوں کے ساتھ ساتھ ہیں اور ہر طریقے سے ہم نے بندوبست کر لیا ہے۔ آپ دیکھئے کہ خود وزیر قانون نے پریس کانفرنس کے اندر کہا کہ جس روز یہ واقعہ ہوا پونے دو بجے کے قریب فوارہ چوک کے پاس اہل تشیع حضرات کافی تعداد میں جمع تھے، وہاں سے 100 سے ڈیڑھ سو افراد کی ٹولی گئی اور انہوں نے مدرسہ تعلیم القران پر حملہ کیا۔ وہاں پر جو ذمہ داران تھے جن میں کمشنر صاحب، CCPO صاحب اور دیگر ذمہ داران اڑھائی بجے پہنچے۔ رانا ثناء اللہ خان نے پریس کانفرنس میں جو سارے واقعات اور شواہد بتائے ہیں میں ان کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ اندھیر خدا کا کہ اگر وہاں 100 سے 150 بندوں کو روکنے کے لئے 10 سے 20 پولیس والے بھی ہوتے تو یہ اس طرح کا دردناک اور افسوسناک واقعہ رونما نہ ہوتا۔ یہ صرف راولپنڈی کی بات نہیں کر رہا پورے ملک میں sectarian کی یہ صورتحال پیدا ہو گئی، سارے ملک کے اندر شیعہ سنی فساد ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا اور ہر طرف عوام

پریشان ہو گئے کہ یہ کیا ہے؟ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم یہاں پر بیٹھے ہیں تو routine سے ہٹ کر کسی بھی اس طرح کے اہم واقعہ پر بات کرنا پنجاب کے منتخب لوگوں کا حق ہے اور اس پر بات ہونی چاہئے اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ یہ اس طرح کا جو واقعہ ہے اگر ہم یہاں پر discuss نہیں کرتے تو ہم یہاں پر کس لئے بیٹھے ہیں؟ ہمیں سب کو مل کر دیکھنا ہو گا کہ عوام کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری آپ نے انتظامیہ، پولیس، کمشنر اور سکیورٹی ایجنسیوں پر ڈال دی لیکن یہ کس جگہ flop ہوا؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ total collapse تھا اور جس طرح سے ان دو دنوں کے اندر جنگل کا قانون راولپنڈی کے اندر رہا میرے فاضل دوست جن کا یہ حلقہ ہے وہ بتائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر detailed بات ہونی چاہئے اور جو ذمہ داران ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جانی چاہئے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پھر ہم جمعرات کو اس پر بحث نہ رکھیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اتنا بڑا حادثہ ہو گیا اور ہم چپ کر کے بیٹھیں رہیں؟ ہمیں یہاں پر بھی بات کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ میرا mike کھولا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کا mike کھول دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! خُدا کے لئے ہماری بات سُنیں، انتظامیہ ہماری بات نہیں سُنتی، آپ ہماری بات نہیں سُنتے تو ہم لوگ کہاں جائیں؟ یہ جو دس محرم کا واقعہ ہے۔ یہ واقعہ کوئی حادثاتی طور پر نہیں ہوا، یہ واقعہ انتظامیہ کی نااہلی اور انتظامیہ کی نالائقی کی وجہ سے ہوا ہے، اس کی سب سے بنیادی وجہ 11۔ مئی کا الیکشن تھا۔ 11۔ مئی کے الیکشن کے بعد راولپنڈی کے ساتھ لاوارثوں جیسا سلوک کیا گیا۔ راولپنڈی کی انتظامیہ اور راولپنڈی کے منتخب نمائندوں کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے۔ انتظامیہ نے راولپنڈی کے منتخب نمائندوں کو پچھلے چھ مہینے سے کسی معاملے میں اعتماد میں نہیں لیا، محرم آیا مگر انتظامیہ ڈینگی کے پیچھے لگی ہوئی تھی، انتظامیہ بلدیاتی حلقے بنا رہی تھی، ایک بھی اجلاس انتظامیہ اور منتخب نمائندوں کا نہیں ہوا۔ اس مقدس دن کو ہم کس طرح پُر امن طور پر گزاریں؟ جہاں حادثہ ہوا وہ کوئی بہت بڑی جگہ نہیں تھی، وہاں کوئی لاکھوں لوگ نہیں تھے، صرف اور صرف غفلت، نااہلی، بے حسی اور غیر ذمہ داری کی وجہ سے گیارہ لوگ مر گئے، چالیس لوگ لاپتا ہیں، چار دن شہر جام رہا اور ہم گھروں میں بند رہے۔ ہمارا کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ خُدا کے لئے آپ جو سزا ہمیں پچھلے چھ مہینے سے دے

رہے ہیں وہ صرف اور صرف اس لئے کہ شاید راولپنڈی کی عوام نے ن لیگ کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے۔اس کی ہمیں اتنی سزا تو نہ دیں اور ہماری زندگیوں کے چراغ تو نہ گل کریں۔

جناب سپیکر: کوشش کریں کہ اس کو politicize نہ کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں politicize نہیں کر رہا بلکہ میں آپ کو facts بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ سے جو بات کر رہا ہوں اس کے مطابق چلیں۔ ایسے میں اجازت نہیں دوں گا۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد عارف عباسی: اگر انتظامیہ منتخب نمائندوں کے ساتھ رابطہ میں رہتی، ہم بیٹھ کر معاملات کو سلجھاتے تو یہ دردناک واقعہ، پنڈی کی تاریخ کا بدترین واقعہ کبھی پیش نہ آتا۔

محترمہ تحسین فواد: بھائی! جب یہ واقعہ ہوا تب تو آپ کہیں نظر نہیں آئے۔اب آپ یہاں آکر باتیں کر رہے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: میری بہن! میں وہیں پر تھا۔آپ لوگ یہاں بھی نہیں سُن سکتے؟ آپ حوصلہ پیدا کریں۔گیارہ لوگ شہید ہوئے ہیں، آپ حوصلہ پیدا کریں۔ آپ لوگوں کی نااہلی کی وجہ سے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ صرف مجھ سے بات کریں۔Order please, order in the House.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں آپ کو انتقام کی مثالیں دینا چاہتا ہوں۔پنڈی کا شہر گندگی کا گڑھ بنا رہا، ہم نہیں بولے۔ ہماری اسّی فیصد lights بند رکھی گئیں، ہم نہیں بولے لیکن یہ جو حادثہ ہوا ہے، یہ جو واقعہ ہوا ہے ہماری پنڈی کی تاریخ کا بدترین حادثہ تھا، پنڈی پُرامن شہر تھا کبھی یہاں پر ایسے واقعات نہیں ہوئے۔ ہمارے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔ خدا کے لئے سیاست سے ہٹ کر سوچیں، خدا کے لئے ہمیں اتنی سزا نہ دیں کہ ہمیں کوئی اور طریقہ اختیار کرنا پڑے۔پنڈی کے لوگوں کا فیصلہ دل سے مان لیں اگر انہوں نے (ن) لیگ کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انتظامیہ کو یہ instructions دی جائیں کہ آپ منتخب نمائندوں کے ساتھ نہ ملیں، آپ منتخب نمائندوں کو ساتھ لے کر نہ چلیں، میں آپ کو پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں اگر انتظامیہ اور شہر کے منتخب نمائندے

ایک جگہ بیٹھتے،اس چیز کو plan کرتے تو یہ واقعہ کبھی نہ ہوتا۔ میری آپ سے صرف یہ دردمندانہ التماس ہے کہ خُدا کے لئے اس شہر کو مزید تباہی کی طرف نہ لے کر جائیں۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔

جناب محمد عارف عباسی: اب بھی وقت ہے انتظامیہ اور منتخب نمائندے مل بیٹھیں تاکہ آئندہ آنے والے وقت میں ہم ان چیزوں سے بچ سکیں۔

جناب سپیکر: جنہوں نے اس میں تعاون کیا ہے ان سب کا شکریہ اور علماء کرام کا بھی شکریہ۔آپ کی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: لاء منسٹر سے کہیں کہ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی،لاء منسٹر بولیں گے،وہ اس کا جواب دیں گے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ دوبارہ تقریر کریں، سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر: ایسے نہ کریں،آرڈر پلیز۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو واقعہ راولپنڈی میں ہوا اس پر پوری قوم کو افسوس ہے اور جو واقعات ہوئے وہ میڈیا کے ذریعے تمام لوگوں تک پہنچے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں پر کس سے کیا کوتاہی ہوئی، کس نے اپنے فرض کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیا؟ وہ رپورٹس آچکی ہیں،اس سے متعلق معزز ایوان کو بھی اور عوام کو بھی آگاہ کیا جائے گا لیکن اگر آپ اس واقعہ کو کسی اور طرف کھینچنا یا گھسیٹنا چاہیں اور اس کے بعد آپ اتنے جذباتی انداز میں گفتگو کریں کہ آپ کی بات کسی کو سمجھ نہ آئے۔

MR SPEAKER: All of us are Pakistani.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس معزز ایوان کے شایانِ شان روّیہ نہیں ہے۔ میں یہ عرض کروں کہ پورے پنجاب کی بات ہوئی۔پورے پاکستان،پورے پنجاب میں دہشت گردی کا threat تھا، خودکش حملے کا threat تھا، کہیں بم بلاسٹ کا threat تھا،اس سے متعلقہ جو arrangements کئے گئے تھے ان arrangements میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ پورے پنجاب پر بھرپور توجہ دی گئی، عوامی نمائندوں کو اس میں شامل رکھا گیا

اب اگر ہمارے بھائی یہ سمجھتے ہیں کہ انتظامیہ ان کو بھی انتظامی امور میں شامل رکھے تو آپ کسی دن debate کر لیں اور اس بات کا فیصلہ کر لیں کہ اپوزیشن کا role کیا ہے اور حکومت کا role کیا ہے ؟ اگر میرے ان بھائیوں کا حکومتی اختیارات استعمال کرنے کو دِل چاہتا ہے تو میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ یہ حکومت میں شامل ہو جائیں، ہم ان کو شامل کرنے کے لئے تیار ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

اور یہ کہنا کہ ہمارے ساتھ مشورہ نہیں کیا گیا۔ بات یہ ہے کہ اس واقعہ میں پورے پنجاب میں 7 بجے تک ہر طرف سے مکمل اَمن وامان اور peace کی رپورٹ تھی۔ ماسوائے اس ایک واقعہ کے جو راولپنڈی میں ہوا اور اس واقعہ کی جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے۔ اس جوڈیشل انکوائری سے پہلے میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جو sub-judice معاملہ کے اوپر ایک رائے کے مترادف ہو لیکن میں اتنا عرض کر دوں کہ وہاں موقع پر دو ایس پی صاحبان کی ڈیوٹی تھی، وہاں پر دو reserves موجود تھے۔ یہ جلوس فوارہ چوک پر رُکتا ہے اور وہاں پر نماز ظہرین ادا کرنے کے بعد یہ جلوس تقریباً تین ساڑھے تین بجے اس مسجد کے سامنے سے گزرتا ہے اس دن جلوس بھی اپنی جگہ پر بالکل ٹھیک روکا گیا اور وہیں پر انہوں نے نماز ظہرین ادا کی۔ مسجد میں دو بجے تک جمعہ ختم ہونا تھا کوئی تقریباً ڈیڑھ اور دو بجے کے درمیان مبینہ طور پر، میں اس کے اوپر کوئی رائے قائم نہیں کرتا وہاں پر یہ کہا گیا کہ مسجد سے کوئی تقریر ایسی ہوئی ہے جس پر باہر جو لوگ تھے وہ مشتعل ہوئے وہاں پر یہ واقعہ ہوا، کچھ لوگوں نے مسجد پر پتھراؤ کیا، کچھ مسجد کے اندر سے نعرہ بازی ہوئی اور یہ معاملہ بڑھتے بڑھتے آگے گیا جس کے نتیجے میں لوگوں کو شہید کیا گیا، مسجد اور مارکیٹ کو آگ لگائی گئی۔ وہاں پر پورے جلوس کو CCTV coverage حاصل تھی اور اس کے علاوہ سپیشل برانچ کی coverage تھی۔ ہمارا پرائیویٹ میڈیا وہاں پر موجود تھا وہاں پر جو footage بنی ہے، اس footage سے وہ تمام لوگ جو پولیس سے بندوقیں چھین رہے ہیں، جو فائرنگ میں ملوث ہیں، جو آگ لگانے میں ملوث ہیں، جن لوگوں نے اس معاملے کو اس حد تک پہنچایا ان تمام کی identification ہو چکی ہے ان میں سے بہت سارے لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے اور جن کے خلاف جرم یا الزام ثابت ہو رہا ہے ان کو گرفتار بھی کیا گیا ہے۔ یہ تفصیل، جس طرح میں نے عرض کیا ہے کہ جس دن توجہ دلاؤ نوٹس آئے گا تو میں اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ اب اس میں معاملہ یہ ہے کہ وہاں پر اگر کسی آفیسر نے اپنے فرض میں غفلت برتی ہے تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس کی fact finding کروائے اور اس کے بعد اس کے خلاف جو Rules اور قانون کے مطابق ایکشن بنتا ہے وہ کیا جائے لیکن اس سارے معاملہ میں یہ کہنا کہ راولپنڈی کو سزا نہ دی جائے، یہ کہنا کہ معلوم ہوتا

ہے راولپنڈی اس ملک کا حصہ نہیں ہے، جس دن یہ واقعہ ہمیں رپورٹ ہوا اسی وقت within one hour میں آئی جی پنجاب، چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری، اور وزیر تحفظ ماحول کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب ہم وہاں پر پہنچے، وہاں پر ہماری تمام political قیادت موجود تھی اور جو وہاں کی انتظامیہ ہے وہ بھی موجود تھی۔ یہ فیصلہ خالصتاً انتظامیہ کا تھا، یہ professional decision تھا اس میں ٹرپل بریگیڈ کے کمانڈر سرفراز، ریینجرز کے بریگیڈیئر خالد اور تمام متعلقہ لوگوں کی رائے تھی کہ جو صورتحال پیدا ہوئی ہے اس کی بنیاد پر فوری طور پر کرفیو کا نفاذ کیا جائے تاکہ امن کو restore کیا جائے اور لوگوں کی جائیداد کی حفاظت کی جائے۔ اس کے بعد جس طرح سے تمام معاملات کو کنٹرول کیا گیا ہے، اس دن یعنی جس دن لیاقت باغ میں نماز جنازہ تھی تو یہ پورا خطرہ موجود تھا کہ جب dispersal ہوگا تو پورے شہر میں ہنگامے نہ پھوٹ پڑیں، لوگوں کو نقصان نہ پہنچے یا کوئی اس قسم کے واقعات نہ ہوں۔ اس کو manage کیا گیا، کنٹرول کیا گیا، لوگوں کے ساتھ بات چیت کی گئی، لوگوں کو involve کیا گیا، engage کیا گیا اور اس معاملے میں خود چیف منسٹر صاحب وہاں پر تشریف لے گئے۔ ان لوگوں کے ساتھ جو اس معاملے کو سلجھا سکتے تھے، تقریباً تین گھنٹے تک انہوں نے بات کی اور اس کے بعد وہ معاملہ بالکل پُرامن طریقے سے disperse ہوا۔ اس کے بعد احتجاج بھی آپ کے سامنے ہے کیونکہ احتجاج کی کال تھی، اس کو بھی بہتر انداز سے manage کیا گیا۔ اب بات یہ ہے کہ اس معاملے پر سیاست کرنا یا اس قسم کی گفتگو کرنا، وہاں پر ایک خود ساختہ فرزند راولپنڈی ہیں انہوں نے بھی عجیب قسم کی باتیں کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لوگ باہر سے آ گئے تھے، لوگ ادھر سے آ گئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: چھوڑیں ان کو A man who is not a member of this House ان کے متعلق بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ اس قسم کی گفتگو، اس قسم کے حساس اور نازک معاملے میں، جس میں فرقہ واریت بھی ہے جس میں لوگوں کے stake بھی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں ہمیں اس قسم کی گفتگو نہیں کرنی چاہئے بلکہ جو حقائق ہیں ان کو آپ سامنے رکھیں۔ میں حکومت پنجاب اور وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں جن لوگوں سے غفلت ہوئی ان لوگوں کو بھی، جو لوگ مجرم ہیں، جن لوگوں نے یہ جرم کیا ہے، جن لوگوں نے مسجدوں کو آگ لگائی ہے، جن لوگوں نے امام بارگاہوں کو آگ لگائی ہے، جن لوگوں نے پرائیویٹ پراپرٹی کو آگ لگائی

ہے ان لوگوں کو identify کر کے سزا دیں گے اور کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہو گی۔ اس کے علاوہ جوڈیشیل انکوائری ہو رہی ہے facts finding commission نے انکوائری کی ہے اور ایک بہترین dedicated officers کی ٹیم جو کہ under the command of additional IG (CTD) تفتیش کر رہی ہے۔ اس میں انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کیا جائے گا اور اس کے مطابق جس کا جو کردار ہے اس کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

MR SPEAKER: He should be satisfied now. (Intrupption)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! ابھی وزیر قانون نے یہ کہا کہ وہاں پر سیاسی قیادت بھی موجود تھی ہم نے لوگوں کو on-board لیا، مقامی لوگوں کو ساتھ لیا، ہمارے دوستوں کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں کے جو elected لوگ ہیں، ممبران اسمبلی ہیں اگر ان کا تعلق تحریک انصاف سے ہے تو کیا وہ دائرہ پاکستان سے خارج ہیں؟ کہیں پر کوئی واقعہ ہوتا ہے، اس حلقہ سے پی پی پی، تحریک انصاف یا مسلم لیگ (ق) کا کوئی شخص، ایم پی اے یا ایم این اے elected ہے تو اس کو onboard لیا جانا چاہئے۔ وزیر موصوف خود بھی وہاں پر گئے ہیں، ساری سیاسی قیادت بھی وہاں پر گئی ہے لیکن وہاں کے جو elected نمائندے ہیں وہ وہاں پر ٹکریں مارتے رہے ہیں مگر کسی نے انہیں پوچھا تک نہیں۔ ہم بات یہ کر رہے ہیں کہ جو وہاں کے elected لوگ ہیں اور اسی شہر کے جو elected members ہیں ان کو on board لیا جائے۔ جہاں کہیں بھی اس قسم کا واقعہ ہو وہاں کے elected لوگوں کو on-board لیا جائے۔

چودھری سرفراز افضل: یہ وہاں پر آئے ہی نہیں تو انہیں on-board کیسے لیتے؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): اس کا تعلق کسی بھی جماعت سے ہو اگر وہ وہاں کا elected نمائندہ ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): ان منتخب ممبران کو بھی اگر رانا ثناء اللہ خان صاحب اور وہاں کی انتظامیہ confidence میں لے لیتے اور انہیں بھی on-board لیتے تو شاید اس سے عوام کی مشکلات کم ہو جاتیں اور ان کو شکایت کرنے کا موقع نہ ملتا۔ میری آئندہ کے لئے بھی یہی استدعا ہے کہ پورے پنجاب کے اندر کسی بھی ایریا میں اس قسم کا کوئی واقعہ ہوتا ہے تو اس میں وہاں کے elected لوگوں کو شامل کیا جانا چاہئے، چاہے ان کا تعلق کسی بھی پارٹی سے ہو حکومت کو on board لینا چاہئے اور

ان کے ساتھ negotiate کرنا چاہئے تاکہ ان کو احساس ہو کہ ہم بھی لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی نیت اور خواہش کو بھی appreciate کرتا ہوں لیکن دیکھیں گزارش یہ ہے کہ وہاں پر جو سانحہ ہوا اور اس کے جو متعلقہ فریق بنتے تھے ماسوائے ان لوگوں کے جنہوں نے پیچھے بیٹھ کر منصوبہ سازی، سازش میں حصہ لیا ہوگا، یہ سب چیز اب سامنے آ جائے گی لیکن میری گزارش یہ ہے کہ ٹھیک ہے، انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کو بھی جو اس حلقہ سے تعلق رکھتے ہوں on-board لیا جائے حالانکہ یہ professionally خالصتاً انتظامی معاملہ ہے لیکن انہوں نے کہا کہ ان کو بھی confidence میں لے لینا چاہئے۔ میری ان سے بھی یہ گزارش ہے کہ جو اس حلقے سے لوگ ہوں، جہاں پر خدانخواستہ کوئی واقعہ پیش آئے انہیں بھی چاہئے کہ یہ وہاں پر چلے جایا کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین) وہاں پر زخمیوں کو اُٹھایا کریں اور وہاں پر لوگوں کو سمجھایا کریں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کیونکہ میں وہاں پر تقریباً دس دن بیٹھا رہا ہوں مجھے یہ بتائیں کہ جب یہ واقعہ ہوا تو وہاں کی جو منتخب قیادت تھی جس کا میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے۔ پہلے دن سے لے کر پورے دس دن تک ان میں سے کوئی آدمی موقع پر گیا ہو، موصوف مجھے بتائیں کہ کتنے دن یہ ہسپتالوں میں گئے ہیں، کتنے زخمیوں کی انہوں نے مرہم پٹی کی ہے، کتنے لوگوں کو انہوں نے اس معاملے میں relief فراہم کیا ہے؟ صرف political point scoring کے لئے ایک سیاسی تقریر کرنے سے سارے معاملات حل نہیں ہو جاتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! اگر آپ مجھے موقع دیں تو اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں اب آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! میں صرف ایک منٹ بات کروں گا۔

جناب آصف محمود: جناب والا! میں بھی اس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ Please have your seats. I say, have your seats.

جناب آصف محمود: جناب والا! اب جواب تو دینے دیں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں ۔ میں جواب الجواب نہیں سننا چاہتا۔ قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون نے بہت اچھی بات کی ہے۔اب آپ مہربانی فرمائیں اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔بہت شکریہ

جناب آصف محمود:جناب والا!آپ جواب تو دینے نہیں دیتے۔

سرکاری کارروائی

ہنگامی قوانین

(جو پیش ہوئے)

ہنگامی قانون(ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مجریہ2013

جناب سپیکر:میں نے یہاں پر اکھاڑہ نہیں بنانا،آپ کی مہربانی اور شکریہ۔ایوان کا وقت ختم ہونے میں ابھی تین منٹ باقی ہیں۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔ سب سے پہلےLahore Development Authority (Amendment) Ordinance 2013کو لیتے ہیں۔

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Lahore Development Authority (Amendment) Ordinance 2013.

MR SPEAKER: The Lahore Development Authority (Amendment) Ordinance 2013 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill, introduced in the House, under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Special Committee No.1, with direction to submit its report within one month.

ہنگامی قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مجریہ2013

MR SPEAKER: Now, the Punjab Transparency and Right to Information Ordinance 2013. Minister for Law may lay the Punjab Transparency and Right to Information Ordinance 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Transparency and Right to Information Ordinance 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Transparency and Right to Information Ordinance 2013 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill, introduced in the House, under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Special Committee No.1, with direction to submit its report within one month.

ایوان کا ٹائم پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ہنگامی قانون (ترمیم) سوشل سکیورٹی صوبائی ملازمین مجریہ 2013

MR SPEAKER: Now, the Provincial Employees Social Security (Amendment) Ordinance 2013. Minister for Law may lay the Provincial Employees Social Security (Amendment) Ordinance 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Provincial Employees Social Security (Amendment) Ordinance 2013.

MR SPEAKER: The Provincial Employees Social Security (Amendment) Ordinance 2013 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill, introduced in the House, under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it

is referred to the Special Committee No.1, with direction to submit its report within one month.

ہنگامی قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مجریہ2013

MR SPEAKER: Now, the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2013. Minister for Law may lay the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2013 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill, introduced in the House, under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Special Committee No.2, with direction to submit its report within one month.

ہنگامی قانون(دوسری ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مجریہ2013

MR SPEAKER: Now, the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 2013. Minister for Law may lay the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PPARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Local Government (Second Amendment) Ordinance 2013 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill, introduced in the House, under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Special Committee No.2, with direction to submit its report within one month.

ہنگامی قانون (تیسری ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2013

MR SPEAKER: Now, the Punjab Local Government (Third Amendment) Ordinance 2013. Minister for Law may lay the Punjab Local Government (Third Amendment) Ordinance 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PPARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Local Government (Third Amendment) Ordinance 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Local Government (Third Amendment) Ordinance 2013 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill, introduced in the House, under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Special Committee No.2, with direction to submit its report within one month.

ہنگامی قانون (چوتھی ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2013

MR SPEAKER: Now, the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Ordinance 2013. Minister for Law may lay the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Ordinance 2013.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PPARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Local Government (Fourth Amendment) Ordinance 2013.

MR SPEAKER: The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Ordinance 2013 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill, introduced in the House, under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to the Special Committee No.2, with direction to submit its report within one month.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا۔اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 2۔دسمبر2013 سہ پہر 3:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

91

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،2۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولزایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

آڈٹ رپورٹس کاایوان کی میز پر رکھاجانا

(i) مدبندی حسابات و مدبندی حسابات (جنگلات)آڈٹ رپورٹس، فنانشل سٹیٹمنٹس اور پراجیکٹ آڈٹ رپورٹس کے موضوع پر حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ

1۔ حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات محکمہ جنگلات برائے سال09-2008

ایک وزیر حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات محکمہ جنگلات برائے سال09-2008ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ حکومت پنجاب کی مالیاتی سٹیٹمنٹس برائے سال10-2009

ایک وزیر حکومت پنجاب کی مالیاتی سٹیٹمنٹس برائے سال10-2009ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال11-2010

ایک وزیر حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال11-2010ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

4۔ تونسہ بیراج ایمر جنسی بحالی وجدت پراجیکٹ،آئی اینڈپی ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010

ایک وزیر تونسہ بیراج ایمر جنسی بحالی وجدت پراجیکٹ آئی اینڈپی ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

92

5۔ محکمہ (ورکس) سی اینڈ ڈبلیو،ایچ یو ڈی اینڈپی ایچ ای،آئی اینڈپی اورپی اینڈ ڈی حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس

پر برائے آڈٹ رپورٹس سال 12-2011

ایک وزیر محکمہ (ورکس) سی اینڈ ڈبلیو،ایچ یو ڈی اینڈپی ایچ ای،آئی اینڈپی اورپی اینڈ ڈی حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال 12-2011 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

6۔ کمرشل آڈٹ اینڈ ایوالیوشن (پبلک سیکٹر انٹر پرائزز) حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 12-2011

ایک وزیر کمرشل آڈٹ اینڈ ایوالیوشن (پبلک سیکٹر انٹر پرائزز) حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 12-2011 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

7۔ خشک سالی بحالی معاونتی پروگرام پراجیکٹ (DRAPP) پنجاب ،حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010

ایک وزیر خشک سالی بحالی معاونتی پروگرام پراجیکٹ (DRAPP) پنجاب ،حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(ii) مالیاتی سٹیٹمنٹس برائے مالی سال 11-2010 حکومت

پنجاب

کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹ

8۔ حکومت پنجاب کے مالیاتی گوشوارے برائے سال 11-2010

ایک وزیر حکومت پنجاب کے مالیاتی گوشوارے برائے سال 11-2010 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(iii) مدبندی حسابات،مدبندی حسابات (محکمہ جنگلات) مالیاتی سٹیٹمنٹس، سپیشل آڈٹ

رپورٹ،

سٹڈی رپورٹس اور پراجیکٹ آڈٹ رپورٹس کے موضوع پر حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹس

9۔ حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال12-2011

ایک وزیر حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال12-2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

10۔ حکومت پنجاب کی مالیاتی سٹیٹمنٹس برائے سال12-2011

ایک وزیر حکومت پنجاب کی مالیاتی سٹیٹمنٹس برائے سال12-2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

11۔ حکومت پنجاب(ورکس ڈیپارٹمنٹ)کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال-2012 13

ایک وزیر حکومت پنجاب(ورکس ڈیپارٹمنٹ)کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال-2012 13ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

93

12۔ انصاف تک رسائی پروگرام(سول ورکس اینڈ سافٹ ریفارمز کمپونینٹس)محکمہ جات سی اینڈ ڈبلیو،داخلہ،قانون وپارلیمانی امور اینڈ پبلک پراسیکیوشن کی سپیشل آڈٹ رپورٹ

ایک وزیر انصاف تک رسائی پروگرام(سول ورکس اینڈ سافٹ ریفارمز کمپونینٹس)محکمہ جات سی اینڈ ڈبلیو،داخلہ،قانون وپارلیمانی امور اینڈ پبلک پراسیکیوشن کی سپیشل آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

13۔ ڈومیلی ڈیم ضلع جہلم کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ

ایک وزیر ڈومیلی ڈیم ضلع جہلم کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

14۔ ڈھارابی ڈیم، ضلع چکوال کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ

ایک وزیر ڈھارابی ڈیم، ضلع چکوال کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

15۔ روٹ پرمٹس کے اجراء اور تجدید کے ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ،حکومت پنجاب کی سٹڈی رپورٹ برائے سال10-2009

ایک وزیر روٹ پرمٹس کے اجراء اور تجدید کے ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ ،حکومت پنجاب کی سٹڈی رپورٹ برائے سال10-2009ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

16۔ حکومت پنجاب (محکمہ جنگلات) کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال12-2011

ایک وزیر حکومت پنجاب(محکمہ جنگلات) کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال 12-2011 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

17۔ حکومت پنجاب کی ریونیو وصولی کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال13-2012

ایک وزیر حکومت پنجاب کی ریونیو وصولی کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال 13-2012 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

18۔ حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012

ایک وزیر حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

19۔ پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012 (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلیوایشن)

ایک وزیر پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012 (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلیوایشن)ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

94

(بی) دیگر رپورٹس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

1۔ پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011

ایک وزیر پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011

ایک وزیر محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) عام بحث

پرائس کنٹرول پر عام بحث

95

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

سوموار،2۔دسمبر2013

(یوم الاثنین،27۔محرم الحرام1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام4بج کر25منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ
فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيْمٍ ﴿٣٥﴾

سُوْرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 33تا35

اوراس شخص سے بات کااچھاکون ہو سکتاہے جواللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں(33)اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو(سخت کلامی کا)ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو(ایسا کرنے سے تم دیکھو گے)کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویاوہ تمھارا گرم جوش دوست ہے(34)اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اوران ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں(35)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

اے خاصہ خاصانِ رُسل وقت دُعا ہے
اُمت پر تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اُس دین میں تفرقہ اب آ کے پڑا ہے
جو دین کہ ہمدردِ بنی نوع بشر تھا
اب جنگ و جدل چاروں طرف اس میں بپا ہے

حلف

نو منتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے علم میں آیا ہے کہ ایک نو منتخب ممبر محترمہ شمعونہ بادشاہ قیصرانی حلف اُٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ حلف اُٹھانے کے لئے اپنی نشست کے سامنے کھڑی ہو جائیں اور حلف اُٹھائیں اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب معزز ممبر محترمہ شمعونہ بادشاہ قیصرانی پی پی۔240 نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

آپ کو مبارک ہو۔

محترمہ شمعونہ بادشاہ قیصرانی: شکریہ

جناب سپیکر: اِدھر سے تو انہوں نے ڈیسک بجائے ہیں، آپ کو کیا ہوتا ہے یہ تو مجھے بتائیں؟ ایک معزز ممبر ایوان کا ممبر بنتا ہے تو کم از کم اس کی آمد پر آپ خوش تو ہوں۔ محترمہ شمعونہ بادشاہ قیصرانی صاحبہ آپ کچھ بولنا چاہیں یا کسی کا شکریہ ادا کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں لیکن ایوان کے تقدس کو سامنے رکھئے گا۔

محترمہ شمعونہ بادشاہ قیصرانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے پارٹی قائدین کی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کا اظہار کیا اور مجھے ٹکٹ دیا اور آپ سب کا شکریہ کہ آپ سب نے میری اتنی حوصلہ افزائی کی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی پارٹی کی تمام پالیسیوں پر عمل کرتے ہوئے اپنے ملک اور اپنے حلقے کی عوام کی خدمت کا جذبہ دے۔ انشاء اللہ میں اپنے ہر عمل، ہر قدم سے مثبت اور تعمیری کردار ادا کروں گی۔

سوالات

(محکمہ سکولزایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: شاباش، زندہ باد، مہربانی۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ سکولزایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔میاں نصیر احمد صاحب!۔۔۔

MRS AYESHA JAVED: Mr. Speaker! On his behalf.

(معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

MRS AYESHA JAVED: Mr. Speaker! Question No. 104. Question and answer both be taken as read.

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف سے نصابی کتب کی تیاری و دیگر تفصیلات

*104: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کون کون سی جماعت کے لئے کتابیں تیار کرواتا ہے ہر کلاس کے مطابق تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کتنے سال کے بعد سلیبس کو دوبارہ مرتب کرتا ہے؟

(ج) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے پانچویں، آٹھویں اور میٹرک کی کلاسوں کے لئے آخری مرتبہ سلیبس میں کب ردوبدل کیا، اس سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں ریسرچ کے لئے کوئی ڈیپارٹمنٹ موجود ہے اور نصابی کتب کے لئے ریسرچ کام کر رہے ہیں؟

(ہ) اگر جز(د) کا جواب اثبات میں ہے تو اس ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے کون سے ریسرچ کام کر رہے ہیں، ان کے نام اور تجربہ سے متعلق تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) صوبہ پنجاب میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ پہلی سے بارہویں جماعت کی تمام کتابیں تیار کرواتا ہے۔ہر کلاس کے مطابق کتابوں کی تفصیل(Annex-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نصاب مرتب نہیں کرتا تاہم اٹھارہویں ترمیم سے قبل نصاب کی تیاری1976 کے وفاقی ایکٹ کے تحت وفاقی وزارت تعلیم کے دائرہ کار میں شامل تھی۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد اب نئے نصاب کی تیاری کی ذمہ داری پنجاب کریکولم اتھارٹی کے دائرہ کار میں شامل ہے۔ابھی پچھلے قومی نصاب پر مرحلہ وار عملدرآمد جاری ہے۔ صوبہ پنجاب، پنجاب کریکولم اتھارٹی کے توسط سے نیانصاب مرتب کرے گا۔

(ج) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ سلیبس تیار نہیں کرتا البتہ پانچویں، آٹھویں اور میٹرک کی کلاسوں کے لئے آخری مرتبہ سلیبس میں ردوبدل وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد نے2006 میں کیا تھا۔

(د) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں ریسرچ کے لئے کوئی ڈیپارٹمنٹ موجود ہے اور نہ ہی کوئی ملازم تحقیق سے متعلق کوئی کام کر رہا ہے۔

(ہ) جواب جز(د) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے چھوٹا سا ضمنی سوال ہے کہ یہ جز(ب) میں یہ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نصاب مرتب نہیں کرتا اور اٹھارہویں ترمیم کے بعد نصاب کی تیاری کی ذمہ داری صوبوں کو منتقل ہو چکی ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ اس میں اب تک کتنی پیشرفت ہوئی ہے اور جو کریکولم ریگولیٹری اتھارٹی ہے کیا اس کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے یا لایا جا رہا ہے؟

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں کریکولم اتھارٹی کا ذکر کیا گیا ہے۔2011 میں after devolution اسی اسمبلی، اسی معزز ایوان نے پنجاب کریکولم اتھارٹی کا قانون پاس کیا تھا۔اس کا قیام عمل میں آ چکا ہے اور وہ اس وقت سلیبس پر کام کر رہی ہے، یہ پہلی کریکولم اتھارٹی ہے جو کسی بھی صوبے نے قائم کی تھی، پنجاب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سب سے پہلی کریکولم اتھارٹی پنجاب میں قائم ہوئی اور نصاب پر کام شروع ہوا وہ اپنی تجاویز مرتب کر کے اگلے تین سے چار مہینے میں سلیبس فائنل کر دے گی۔

MR SPEAKER: Further supplementary question?

MRS AYESHA JAVED: Yes another supplementary question. Thank you Minister Sahib!

میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ریگولیٹری اتھارٹی بنائی گئی ہے کیا یہ research facilities بھی دیتی ہے کیونکہ اس وقت ہمارے پاس curriculum میں کہیں research facilities موجود نہیں ہیں اور سوال کے جواب میں بھی کہا گیا ہے کہ ریسرچ کے لئے کوئی ڈیپارٹمنٹ موجود نہیں ہے۔ ریسرچ کی غیر موجودگی میں نصاب ترتیب دینا بہت مشکل ہے تو کیا حکومت آئندہ آنے والے وقت میں کوئی ایسا پروگرام رکھتی ہے کہ کریکولم کی مد میں بھی research facilities رکھی جائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! میرے خیال میں کوئی بھی ادارہ جب تک اس پر proper research نہ کرتا ہو وہ کام نہیں کر سکتا۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے قوانین کو اگر دیکھیں تو وہ بھی Curriculum Authority سے ملتے جلتے ہیں لیکن ریسرچ کا factor اس میں missing تھا Curriculum Authority نے جب سلیبس بنانا ہے تو وہ ریسرچ کے بغیر بن ہی نہیں سکتا اس لئے اس میں proper research رکھی گئی ہے اور ریسرچ کے بعد ہی نیا سلیبس formulate ہو گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر: جس طرف کا سوال ہو ان کا زیادہ حق بنتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا پہلا سوال یہ ہے کہ جز(ب) کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: جو بھی آپ نے سوال کرنا ہے یہ آخری سوال ہو گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں دو چھوٹے چھوٹے سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، صرف ایک سوال۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! اگر ایک ہی سوال کرنا ہے تو پھر میرا سوال یہ ہے کہ ابھی وزیر موصوف نے خود فرمایا ہے کہ 2011 میں Curriculum Authority بنادی گئی تھی اس کو بنے ہوئے تقریباً پونے دو، تین سال کا وقت ہو چلا ہے تو اس اتھارٹی نے ابھی تک کیا کام کیا ہے، 2006 سے

اب تک نصاب revise نہیں ہوا ہے ؟ دنیا اتنی تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور ہم اپنے بچوں کو پتا نہیں ابھی تک کون سا نصاب پڑھا رہے ہیں اور میں آپ کو بہت ساری چیزیں categorically pin point کر سکتی ہوں ملک میں فرقہ واریت بڑھانے میں اس نصاب کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے اور کتابیں اس وقت پڑھائی جا رہی ہے ان کا بھی ہاتھ ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2011 سے اب تک Curriculum Authority کی کیا input ہے اور اس نے آج تک اس پر کیا کام کیا ہے، مہربانی فرما کر وہ بتادیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو یہ پتا ہونا چاہئے کہ 2011 میں جب اس پر legislation ہوئی، ایوان نے جب یہ بل پاس کیا اور جب یہ بل گورنر صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے اس بل کو دوبارہ واپس بھیج دیا تھا پھر اس Curriculum Authority پر چھ مہینے اور لگ گئے تھے۔ اس معزز ایوان نے جب دوبارہ اس کو approve کر کے بھیجا تو 2012 کے اندر یہ approve ہو گیا پھر اس کے بعد اس پر کام شروع ہوا۔ کوئی بھی اتھارٹی دِنوں میں کھڑی نہیں ہو جاتی، محترمہ بھی میرے ساتھ تیسری دفعہ ایم پی اے بنی ہیں ان کو مجھ سے زیادہ Rules and Regulations کا پتا ہے ۔ میں یہاں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اتھارٹی کا actual work 2012 میں شروع ہوا اور نئے سلیبس بنانے کے لئے دو سے اڑھائی سال کا عرصہ چاہئے ہوتا ہے۔ ان کو تو 2006 کے سلیبس پر appreciate کرنا چاہئے کہ This is the first Provincial Government جو اس پر کام کر رہی ہے۔ شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں نے بڑا categorical سوال کیا تھا اور مجھے Rules بھی معلوم ہیں، میں یہ بھی جانتی ہوں کہ کس طرح سے proceedings چلتی ہیں لیکن میری یہ گزارش ہے کہ میں اگر وزیر موصوف کا جواب صحیح بھی مان لوں تب بھی 2012 سے اب تک ڈیڑھ پونے دو سال بیت چکے ہیں اور میں نے تو بڑا سادہ سا سوال پوچھا ہے کہ مجھے Curriculum Authority کی اب تک کی input بتا دیجئے کہ اس نے ان پونے دو سالوں میں کیا کچھ کیا ہے، اس کے اندر جو لوگ آپ نے appoint کئے ہوئے ہیں ان پر بھی بات کی جا سکتی ہے لیکن فی الحال مجھے Curriculum Authority کی input درکار ہے۔

جناب سپیکر: وہ بھی پوچھ لیتے ہیں، ابھی وزیر موصوف بتاتے ہیں کہ پونے دو سالوں میں اس اتھارٹی نے کیا کارکردگی دکھائی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب والا!میں نے جس طرح پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ابھی تو اتھارٹی کو بنے دو سال بھی نہیں ہوئے۔دنیا کے کسی بھی خطے میں جس curriculum کو develop کیا جاتا ہے،آپ دنیا کے تمام models اُٹھا کر دیکھ لیں ایک نئے curriculum کو دو سے اڑھائی سال لگ جاتے ہیں اور یہ چونکہ بالکل ایک نیا کام ہو رہا ہے۔جب ایک دفعہ پہلا curriculum in place ہو جائے گا تو پھر اس کے اندر تبدیلیوں کے لئے تھوڑا ٹائم چاہئے ہوتا ہے لیکن پہلے curriculum کے لئے آپ کو کم از کم اڑھائی سال درکار ہیں اور ابھی تو اس کو ڈیڑھ سال بھی نہیں ہوا۔ بہت شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب والا!میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں مجھے اس کا categorical جواب چاہئے کہ اس اتھارٹی کی اب تک input کیا ہے؟وزیر موصوف کی باتوں سے مجھے یہ impression مل رہا ہے کہ زیرو جمع زیرو is equal to zero ہے کیا انہوں نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا ہے؟(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ کو اب تک کی input بتائی جائے۔محترمہ!آپ تشریف رکھیں اور وزیر موصوف کی بات سُنیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب والا!میرا خیال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:آپ output بتا رہے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب والا!اگر معزز ممبر input کا بھی پوچھنا چاہتی ہیں اور output کا بھی پوچھنا چاہتی ہیں تو میں دونوں ہی بتانے کو تیار ہوں۔اس کے متعلق میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس کو کم از کم اڑھائی سال لگتے ہیں یہ لوگ ایسے نہیں بیٹھے ہوئے۔اس وقت اس کا ایک ریسرچ ونگ بنا ہے اس کے علاوہ Curriculum Authority کے اندر جتنے لوگ چاہئے تھے ان کو place کیا گیا۔میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ پورے پنجاب سے talent کو چن چن کر یہاں پر لایا گیا پھر ٹیکسٹ بک بورڈ اور Curriculum Authority کے جو issues آپس میں موجود تھے اس کو resolve کرنے کے لئے محکمہ تعلیم کے اندر یہ پہلی دفعہ ہوا کہ اس کے متعلق ایک Steering Committee بنائی گئی جس کے اندر eminent educationist بیٹھے ہیں جو ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ سیکرٹری تعلیم کی سربراہی میں یہ کمیٹی بنائی گئی ہے جو ان تمام issues کو دیکھ رہی ہے اور یہ روزانہ کی

بنیاد پر کام کر رہی ہے۔یہاں پر issues کو روزانہ کی بنیاد پر resolve کیا جاتا ہے۔پوری دنیا کے اندر یہ ہوتا ہے کہ اس کے لئے کم از کم اڑھائی سال چاہئے ہوتے ہیں لیکن ہم تو اس کے باوجود اس پر war footing کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ فروری مارچ تک نیا سلیبس لے کر آئیں گے۔

جناب سپیکر: آپ فروری مارچ تک تھوڑا سا انتظار کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں اور لوگوں کے بھی سوالات ہیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ڈیڑھ دو سال میں یہ اتھارٹی کتنا کام کر چکی ہے؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ مارچ تک بیس فیصد کام ہو جائے گا۔اس کا بڑا آسان جواب یہ تھا لیکن وزیر موصوف کے جواب سے تو مجھے لگ رہا ہے کہ zero is equal to zero ہی ہے اور ابھی تک کچھ نہیں ہوا، مارچ کے بعد بھی ہمیں ایسی ہی باتیں سنائیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کے پرانے colleague ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میں آپ کو یہ بتادوں کہ I am not satisfied with the answer of this question. میں اس اتھارٹی کی کارکردگی سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔آپ کو اس سوال کے جواب سے مطمئن ہونا چاہئے۔اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کی طرف سے ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: On his behalf. جناب سپیکر! سوال نمبر 115 ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! دیکھیں ایک اصول پہلے سے وضع کیا گیا ہے کہ اگر آپ کی طرف سے سوال ہوگا تو پہل بھی آپ کی ہوگی۔اب سوال ان کی طرف سے ہے تو پہل بھی انہی کی ہوگی۔ محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 115 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ میں موجود ایم اے پاس کلیریکل سٹاف کو تدریسی عملہ میں شامل کرنے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*115: میاں نصیر احمد: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں کلرک اور دیگر اہلکاران میں بی ایڈ، ایم ایڈ اور ایم اے تعلیم کے حامل اہلکار موجود ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی حکومت محکمہ تعلیم میں اپنے تعلیم یافتہ اہلکاران کو اپنے ہی محکمہ میں ان کی تعلیمی قابلیت کے مطابق تدریسی ذمہ داری سونپنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز کیا ایسے اہلکاران کے لئے بھی سپیشل کوٹا مقرر کیا جارہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس منصوبے پر عملدرآمد شروع کردے گی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ صوبائی حکومت محکمہ تعلیم میں اپنے تعلیم یافتہ اہلکاران کو اپنے ہی محکمہ میں ان کی تعلیمی قابلیت کے مطابق تدریسی ذمہ داری سونپنے اور نہ ہی کلیریکل سٹاف کے لئے تدریسی سپیشل کوٹا مقرر کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔

(ج) جواب جز(ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! محکمہ تعلیم سے متعلق جو میں نے سوال پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں کلرک اور دیگر اہلکاران میں بی ایڈ، ایم ایڈ اور ایم اے تعلیم کے حامل اہلکار موجود ہیں؟ جس کا جواب دیا گیا ہے کہ اہلکار موجود ہیں اور کام کرتے ہیں۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا ان کی تعلیمی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے تدریسی کام کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ جس کا جواب "نہیں" میں دیا گیا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ایک نائب قاصد میٹرک کے بعد اگر محکمہ تعلیم میں induct ہو جاتا ہے۔ وہ شخص محنت کر کے اگر بی اے یا ایم اے کر لے تو کیا اس کو اس بات کی اجازت نہیں ہونی چاہئے کہ اسے ترقی ملے؟

جناب سپیکر:انہوں نے کہہ دیاہے کہ تجویززیر غور ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:جناب والا!یہ بات ہی غلط ہے اور یہbasic human rightsکی violationہے۔ایک آدمی اگر محنت کرکے، تعلیم حاصل کرکے ایکcategoryپر تعلیمی قابلیت کے لحاظ سےmeetکرتاہے تواس کے خلافdiscriminationکیوں ہے؟ مجھے اس کا جواب چاہئے؟

جناب سپیکر:جی،وزیر تعلیم!

وزیر سکولزایجوکیشن(رانامشہوداحمد خان):جناب والا!میں معزز ممبر کا بہت احترام کرتاہوں۔ہم اس ایوان کے پرانے ساتھی ہیں۔

جناب سپیکر:سب ہی احترام کرتے ہیں۔

وزیر سکولزایجوکیشن(رانامشہوداحمد خان):ہم پچھلے تین ادوار سے اکٹھے ہیں۔ میں اس معزز ایوان میں سوالات کا جواب دینے کے لئےboundہوں اور اگر محکمہ کوئی غلط جواب دے گا تواس کے خلاف کارروائی کی جائے گی لیکن میں سمجھا نہیں کہ ان کا غصہ کس بات پر ہے؟میں یہاں پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:غصے کی بات چھوڑیں۔آپ ان کے سوال کا جواب اچھے طریقے سے دیں ان کو کیوں غصہ ہے؟(قطع کلامیاں)

وزیر سکولزایجوکیشن(رانامشہوداحمد خان):جناب والا!میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:اب ان کو بولنے دیں۔ان کو بات کرنے کا موقع تو دیں۔

وزیر سکولزایجوکیشن(رانامشہوداحمد خان):جناب سپیکر!محکمہ کیtransparentاور میرٹ کی بنیاد پر ایک پالیسی موجود ہے جو محکمہ تعلیم کے ملازمین ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں،ان کی خدمات کو بھی سراہتے ہیں لیکن اوپن مارکیٹ کے اندر وہ بچے اور بچیاں جو محنت کرکے تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کو ان کے ساتھ at par کیسے کیا جا سکتا ہے؟ مجھے ان کی logic سمجھ میں نہیں آتی ہے لیکن اس وقت محکمہ تعلیم کے اندراس حوالے سے تجاویز مرتب ہو رہی ہیں اس میں ایک یہ تجویز بھی شامل ہے جیسے ہی اس پر کوئی پالیسی بنے گی.That will be policy decisionوہ ہم ایوان کے سامنے لے کر آجائیں گے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یقیناً میں بھی اس معزز ایوان کی ممبر ہوں اگر کسی issue کے اوپر اور کارکردگی پر question mark لگتا ہے تو میں بات کرنے کا حق رکھتی ہوں۔اس سوال کے ذریعے جو میں نے جاننا چاہا تھا، مجھے افسوس ہوا کہ ایک طرف تو وزیر صاحب تعلیم کے منسٹر ہیں اور یہ تعلیم سب کے لئے ہے، آئین بھی تعلیم سب کے لئے کہتا ہے اور اگر ایک غریب peon میٹرک کر کے بھرتی ہونے کے بعد بی ایڈ، ایم ایڈ کر لیتا ہے تو اس کو وہ حق کیوں نہیں مل سکتا؟ اوپن مارکیٹ میں جو بچے بچیاں ہیں ان کو بھی induct کرنا چاہئے لیکن ان لوگوں کے لئے بھی کوئی سپیشل کوٹا ہونا چاہئے یا پھر کہہ دیجئے کہ ایک دفعہ جنہوں نے ملازمت اختیار کر لی وہ آگے نہ پڑھیں، ان کے لئے پڑھائی کے راستے بند ہو گئے ہیں، ان کے لئے آگے ترقی کا کوئی چانس نہیں ہے یا تو یہ ہونا چاہئے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ تعلیم کی سروس نہیں ہے اور آپ کو ان لوگوں کو بھی اتنا ہی accommodate کرنا چاہئے۔ جو بھی پڑھے اور جہاں بھی پڑھے اور میں اس سلسلے میں بہت ساری examples بھی quote کر سکتی ہوں کہ غریب آدمی جو صبح کے وقت نوکری کرتا ہے اور شام کو پڑھتا ہے تو اس کو بھی ملازمت میں ترقی کا حق ملنا چاہئے اور اس کے لئے سپیشل کوٹا ضرور منظور کرنا چاہئے تاکہ وہ لوگ بھی ترقی کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ملازم پر پابندی نہیں ہے کہ جب ایک نوکری ایڈورٹائز ہوتی ہے تو وہ اس میں درخواست نہیں دے سکتا۔ایوان کو یہ چیز سمجھنی چاہئے کہ اگر اس نے بی اے ایم ایڈ کر لیا اور جس job کے لئے جو requisite qualification ہے اگر وہ اس پر پورا اترتا ہے تو اس کے apply کرنے پر bar نہیں ہے بلکہ اسے ایک طرح کا benefit ہوتا ہے کہ already اسے محکمے کی working کا پتا ہوتا ہے اور جب وہ اس exam یا اس qualification process کے اندر جاتا ہے تو میرے خیال میں اسے دوسروں کے اوپر ویسے ہی فوقیت حاصل ہوتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے اندر اس کی کوئی حق تلفی ہو رہی ہے۔اگر وہ پڑھ لیتا ہے اور محکمے کی جتنی jobs نکلتی ہیں ان میں apply کرنے پر اس پر کوئی bar نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وزیر صاحب پچھلا نہیں بلکہ اپنے دور حکومت کا بتا دیں کہ اب تک کتنے لوگوں کو accommodate کیا گیا ہے؟ کون سے ایسے ملازمین ہیں جنہوں نے ایم اے ایم ایڈ کیا ہے اور انہیں بعد میں ترقی ملی ہو؟

جناب سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جو سٹیٹمنٹ دی ہے اس پر کتنا عملدرآمد ہوا ہے اور کتنے لوگوں کو ترقی ملی ہے؟

جناب سپیکر: آپ کا یہ fresh question بنتا ہے۔ آپ ایسے نہ کریں۔ بڑی مہربانی

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ انہیں بچا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اس پر بالکل respond کرنا چاہوں گا۔ بچانے والی بات نہیں ہے آپ نے بالکل ٹھیک بات کی ہے کہ ایوان کے رولز کے مطابق یہ fresh question بنتا ہے۔ معزز ممبر fresh question لے کر آئیں میں اس پر بالکل جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ fresh question نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بیٹھیں۔ بڑی مہربانی، انہوں نے اپنی بات بتا دی ہے کہ کسی پر bar نہیں ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! سوال نمبر 334 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ: سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*334: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں کتنے ایسے بوائز/گرلز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول ہیں جو بغیر عمارات، واش رومز اور چار دیواری کے ہیں، ان سکولوں کے نام بتائیں؟

(ب) کیا حکومت ان سکولوں کو missing facilities کے تحت عمارات، واش رومز اور چار دیواری دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں بغیر عمارت کے کوئی سکول نہ ہے۔ درج ذیل 6 سکولوں میں واش رومز اور چار دیواری موجود نہ ہے۔

1- GES ورن 2- GPS کاہنیانوالہ 3- GPS ہوئیکے
4- GPS کھوکھر کی ملیاں 5- GPS تارے والہ 6- GPS ڈیرہ گولیاں والہ

(ب) حکومت کی جانب سے گرلز سکولوں میں واش رومز اور چار دیواری مستقبل قریب میں مہیا کر دی جائے گی جبکہ بوائز سکولوں میں اس کے بعد فنڈز کی فراہمی پر یہ سہولیات مہیا کر دی جائیں گی۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک چیز ضرور کہوں گا، ضمنی سوال تو بعد میں کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ تین ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے پہلے ایک چیز پوچھنا چاہوں گا کہ ان کا محکمہ جو جواب دے رہا ہے اس میں انہوں نے کسی اور حلقے کے سکول لکھ دیئے ہیں۔ ضمنی سوال تو بعد میں ہو گا یہاں تو سکول بھی اور آ گئے ہیں۔ کچھ سکول میرے حلقے کے ہیں اور کچھ دوسرے حلقے کے آ گئے ہیں۔ ان کے گاؤں کے نام بھی اور ہیں وہ میرے حلقے کے ہیں ہی نہیں۔

جناب سپیکر: کیا یہ حلقہ پی پی۔166 کے نہیں ہیں؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ہوئیکے سکول پی پی۔168 کا ہے کیونکہ گاؤں ادھر کا ہے تو ظاہر ہے پھر سکول بھی ادھر کا ہی ہو گا میرے حلقے کا تو نہیں ہو گا۔ اگر انہوں نے اسی طرح کیا ہے تو میرے خیال میں شاید سکول بھی چھ کی بجائے سات ہی نکل آئیں یہ بھی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ میں باقی باتیں منسٹر صاحب سے پھر کر لوں گا۔ ابھی یہ اپنے محکمے سے اتنا ہی پوچھیں کہ ان کو اتنا بھی نہیں پتا کہ پی پی۔166 میں کون سے سکول ہیں اور پی پی۔168 میں کون سے سکول ہیں؟ میں اتنا ہی کہوں گا۔

جناب سپیکر: ضلع تو آپ کا ہے یا کسی اور کا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): یہ سوال نمبر 166 ہے لیکن حلقہ نمبر اور ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا حلقہ پی پی۔166 ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 334 ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): Sorry

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! لگتا ہے منسٹر صاحب کچھ پریشان ہو گئے ہیں، میں باقی سوال نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ کوئی بات نہیں، انسان سے بھول ہو جاتی ہے۔ آپ کو ابھی satisfy کرتے ہیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! آپ خود ہی دیکھ لیں باقی میں ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لوں گا۔ مہربانی

جناب سپیکر: یہ آپ کے ضلع میں نہیں ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): آپ کے کون سے سکول اس میں fall نہیں کرتے؟

جناب فیضان خالد ورک: ہوئیکے۔ گاؤں میرے حلقے میں ہے ہی نہیں۔ باقی چیزیں آپ دیکھ لیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): ہوئیکے آپ کے ضلع میں ہے کہ نہیں؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرے ضلع میں ہے لیکن میں نے سوال کیا تھا کہ حلقہ پی پی۔166 میں کتنے بوائز اور گرلز سکول ہیں کہ جن میں واش رومز اور باؤنڈری وال کا مسئلہ ہے۔ جس میں پرائمری سکول، مڈل سکول اور ہائی سکول کا ذکر کیا تھا لیکن یہ پی پی۔166 سے نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے بات تو کر رہا ہوں لیکن میں چاہوں گا کہ میں بعد میں وزیر تعلیم کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لوں۔ ابھی اتنا ہی کافی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سیکرٹری سکولز یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جو سکول غلط mention کیا ہوا ہے میں اس پر بالکل محکمے سے رپورٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے پی پی کوئی اور ہو؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): دیکھیں گے کہ اگر پی پی اور ہے تو شاید وہ اندر mention ہو گیا ہو گا۔

جناب سپیکر: ہو جاتا ہے۔ اگلا سوال راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر366 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ قادریہ سکول کے سٹاف کی تعداد و دیگر تفصیلات

*366: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ قادریہ سکول لاہور پی پی۔144 یو سی 37 میں گریڈ وار کتنا سٹاف ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اکثر اساتذہ سکول سے غیر حاضر رہتے ہیں؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سکول کے سٹاف کی تفصیل اور ڈیوٹی سے غیر حاضر رہنے والے ملازمین کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ قادریہ پرائمری سکول میں گریڈ وار سٹاف کی تفصیل درج ذیل ہے:-

پی ایس ٹی گریڈ14	=	2
پی ایس ٹی گریڈ12	=	4
پی ایس ٹی گریڈ09	=	8
ای ایس ای گریڈ09	=	1
نائب قاصد گریڈ02	=	1
کل سٹاف	=	16

سٹاف کے ناموں کی لسٹ (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ کوئی ٹیچر سکول سے غیر حاضر نہیں رہتا۔

(ج) جواب جز (الف و ب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میں جواب سے مطمئن ہوں۔ میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر367 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پی پی۔144 میں پرائمری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*367: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144 لاہور میں کتنے پرائمری سکول کہاں کہاں واقع ہیں، علاقہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان پرائمری سکولوں کو سال میں کتنا فنڈ دیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائمری سکولوں کا فنڈ سکولوں پر استعمال نہیں کیا جاتا اور محکمہ تعلیم کے افسران اور سکول کے ہیڈ ماسٹر مل کر فنڈ کھا جاتے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولوں کے سالانہ فنڈ کی تفصیل دینے اور فنڈ کا غلط استعمال کرنے والے افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔144 میں کل پرائمری سکول 15 ہیں۔ تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پرائمری سکولوں کو مبلغ 20 ہزار روپے فی سکول Grant in Aid to School Council کے تحت دیا جاتا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ پرائمری سکولوں کا فنڈ سکولوں پر ہی خرچ کیا جاتا ہے محکمہ تعلیم کے افسران اور سکولوں کے ہیڈ ماسٹر مل کر فنڈ نہیں کھاتے بلکہ سکول کونسل کے ممبران کے ذریعے فنڈ سکول کی عمارت وغیرہ پر خرچ کیا جاتا ہے اور اس کا ریکارڈ بھی مرتب کیا جاتا ہے۔

Grant in Aid to School Council کی کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جز(ب وج) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: میں جواب سے مطمئن ہوں۔ میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 390 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پی پی۔12 راولپنڈی: گرلز / بوائز سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*390: جناب اعجاز خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پی پی۔12 راولپنڈی میں کتنے گرلز، بوائز ہائی اور مڈل سکول ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں کل کتنی ایس ایس ٹی سائنس اور ای ایس ٹی ٹیچرز کی اسامیاں ہیں، کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں، علیحدہ علیحدہ سکول وار تفصیل بیان کریں؟

(ج) اگر حکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔12 راولپنڈی میں گرلز و بوائز ہائی اور مڈل سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سکول لیول	گرلز	بوائز	ٹوٹل
ہائی	13	12	25
مڈل	3	2	5
میزان	16	14	30

(ب) ان سکولوں میں کل 41 ایس ایس ٹی سائنس اور 373 ای ایس ٹی ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ ایس ایس ٹی سائنس کی کوئی اسامی خالی نہ ہے جبکہ ای ایس ٹی ٹیچرز کی 19 اسامیاں خالی ہیں، سکول وار تفصیل (Annex–A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) حکومت پنجاب محکمہ تعلیم مستقبل قریب میں بھرتیاں کر رہی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر: جواب کے جز (ج) میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ تعلیم میں مستقبل قریب میں بھرتیاں کر رہی ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ کافی دیر سے سنتے آ رہے ہیں کہ بھرتیاں کھلیں گی، بھرتیاں کھلیں گی تو یہ کب کھلیں گی؟ اس پر کوئی deadline ہے اور اس کے اندر کوئی time frame ہے؟ qualified لوگ بیٹھ کر government jobs کا انتظار کر رہے ہیں۔ مجھے اتنے qualified لوگ روزانہ فون کرتے ہیں کہ پتا کریں کہ پابندی کب کھلنی ہے۔ اس میں کوئی deadline اور پروگرام نہیں ہے۔ حکومت کو کم از کم اتنا تو بتانا چاہئے کہ آج سے تین ماہ، چار ماہ یا چھ ماہ کے بعد پابندی کھلے گی۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ آپ یکدم ساری چیزیں کھول دیں۔

جناب سپیکر: چلیں، پوچھ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس:ایک limit رکھ کر ہر ڈیپارٹمنٹ کے اندر تھوڑے تھوڑے سیکشنز کھولیں تاکہ qualifiedلوگ آگے آئیں۔

جناب سپیکر:ابھی ایجوکیشن کی بات ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جی، میں ایجوکیشن پر ہی کہہ رہا ہوں۔شکریہ

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!یہ بڑا pertinent question ہے اگر آپ دیکھیں تو اس میں حکومت نے 72 ہزار ایجوکیٹرز کی بھرتی کی تھی۔ان کے اندر سائنس اور آرٹس کے بھی ٹیچرز تھے۔اس وقت rationalization کی پالیسی جس کے تحت ہمارے جتنے ٹیچرز موجود ہیں اور سکولوں میں جو سٹوڈنٹس ٹیچر ratio ہے ہم اس کے حوالے سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ کن سکولوں میں کتنے بچے ہیں اور ادھر کتنے اساتذہ کی ضرورت ہے۔اس پر ایک جامع قسم کا پلان بنا ہے،اس پر بڑی study ہوئی ہے اور اس کے بعد ہماری جو shortcoming ہے جو shortfall ہے اس پر working complete ہو چکی ہے after rationalization policy ہم نے اس کے مطابق اخبارات میں ایڈورٹائز کرنے کے لئے تمام اضلاع کو کہہ دیا ہے۔یہ ایک بہت tedious قسم کا process تھا جس کے اندر ہم نے ایک ایک سکول کو،ایک ایک ڈسٹرکٹ کو study کیا اس کے بعد ہم نے تعداد نکالی کہ اس وقت کتنے سائنس ٹیچرز کی ضرورت ہے اور کتنے آرٹس کے ٹیچرز کی ضرورت ہے اس حساب سے working کرنے کے بعد اب بھرتی کی طرف جا رہے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ اگلے دو سے تین ماہ کے اندر یہ سارا initiate process ہو گا،اس پر بھرتیاں بھی ہوں گی اور جو بھرتیاں ہوں گی ان کی pre service training کے بعد انہیں سکولوں میں بھیجا جائے گا۔

جناب سپیکر:مہربانی۔شاباش۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!آخری بھرتیاں کب کی گئی تھیں،درمیان میں کتنا gap آ گیا ہے اور پنجاب کو different districts پر divide کر کے کیوں نہیں کیا گیا؟ سارے پنجاب میں یکدم سب نوکریاں بند کر کے اس پراجیکٹ پر کام کرنا کیوں شروع کر دیا گیا؟ یہ divide کیا جا سکتا تھا کہ اتنے علاقے کو پہلے کر لیتے ہیں پھر اس علاقے کو بھرتیوں کے لئے کھول دیں۔سارے پنجاب کو بند کر کے اس پراجیکٹ پر کام کرنا کیوں شروع کر دیا اور یہ بھی بتا دیں کہ آخری دفعہ لوگوں کو کب hire کیا گیا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!2012 کے اندر آخری بھرتیاں کی گئی تھیں۔ میں ایوان کو apprise کرنا چاہتا ہوں کہ میں جو بار بار سٹیرنگ کمیٹی کی بات کرتا ہوں چونکہ یہ ایجوکیشن کی بات ہے یہ پہلی دفعہ ہے کہ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے اندر اس طرح eminent educationist، کی ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ ہم اس کے علاوہ مختلف تنظیموں کے ساتھ بھی کام کر رہے ہیں۔ ہمارے جو allied departments ہیں ان کے اندر بھی یہ ایک بڑی working thorough کی گئی ہے جس میں ایک ایک سکول کو دیکھا گیا ہے اور پھر اس میں ایک اور issue بھی سامنے آیا وہ issue یہ تھا کہ جب آپ امتحان لیتے ہیں تو جو لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں پھر وہ سفارشیں کرانا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں فلاں علاقہ میں بھیج دیں یا فلاں علاقہ میں بھیج دیں تو ان تمام چیزوں کا احاطہ کرتے ہوئے ہمیں تھوڑا ٹائم تو لگا ہے لیکن اب جس پالیسی کے تحت ہماری بھرتیاں ہوں گی تو آنے والے دنوں میں ہمیں اس طرح کی problems کو face نہیں کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ بات on record آ گئی ہے کہ منسٹر صاحب نے دو سے تین مہینے کا کہا ہے تو ہم اس کو دو سے تین مہینے اور دیکھ لیتے ہیں۔ دو سے تین مہینے کے بعد ہم پھر یہیں پر نہ کھڑے ہوں۔ Hopefully اس پر کوئی نہ کوئی ایکشن ضرور ہوا ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ بات ایوان میں بتا رہا ہوں کہ جب میں نے دو سے تین ماہ کا کہا ہے تو ان سیٹوں پر ٹیچرز کی بھرتیوں کا process یکم مارچ تک ہو چکا ہو گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ٹیچرز کی بھرتیاں دوبارہ contract based ہوں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! شروع میں تو teachers contract کے اوپر ہی آتے ہیں۔

(اذانِ مغرب)

جناب سپیکر: نمازِ مغرب کے لئے20منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 5بج کر34منٹ پر
کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا اس سوال پر ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ادھر سے ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر460ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: ٹھٹھہ پوڑ کے گرلز پرائمری سکول کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*460: میاں طارق محمود: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت ٹھٹھ پوڑ تحصیل و ضلع گجرات میں قائم گرلز پرائمری سکول کو مالی سال 14-2013میں upgrade کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

حکومت ٹھٹھہ پوڑ تحصیل و ضلع گجرات میں قائم گرلز پرائمری سکول کو مالی سال 14-2013میں upgrade کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جواب میں کہا گیا ہے کہ ہم اس سکول کو 14-2013میں upgrade کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا یہ ارادہ ہی رکھیں گے یا کر دیں گے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ کیا فرما رہے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ سوال نمبر460ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسے upgrade کرنے کا ارادہ ہی رکھتے ہیں یا کچھ کریں گے بھی؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):جناب سپیکر!میاں صاحب کے جتنے بھی کام ہیں اُن پر ہمارا ارادہ بھی مصمم ہوتا ہے اور اس پر کام بھی ہوتا ہے۔اس بات کا میاں صاحب کو پتا ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ یہ ہو گا۔

میاں طارق محمود:جناب سپیکر!یہ صرف اتنا کہہ دیں کہ ہم اس سال کر دیں گے۔یہ آپ کو ضرور کہنا پڑے گا۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!وہ assurance چاہتے ہیں۔

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ اگر آج تک میاں صاحب کا کوئی کام رکا ہے تو بتادیں۔ویسے یہ اس سال ہو جائے گا۔

جناب سپیکر:وہ دوسرے کاموں کی بات نہیں بلکہ اس سکول کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):جناب سپیکر!یہ بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر:اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔

میاں طاہر:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 547 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد:شیلٹر لیس سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*547:میاں طاہر:کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔69 فیصل آباد میں shelterless سکولوں کی تعداد اور نام بتائیں؟

(ب) ان shelterless سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے کتنی رقم درکار ہے؟

(ج) حکومت کب تک shelterless سکولوں کی عمارات تعمیر کر دے گی؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔69 فیصل آباد میں کوئی (بوائز/گرلز) ہائی/ہائر سیکنڈری/ایلیمنٹری/پرائمری سکول shelterless نہ ہے۔

(ب) جواب جز(الف) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) جواب جز(الف وب) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت کے کسی نمائندے جس نے بھی یہ جواب لکھ کر دیا ہے، اس نے میرے حلقہ میں جاکر visit کرنا پسند کیا ہے کیونکہ جو جواب یہاں ایوان میں دیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ [*****]

جناب سپیکر: آپ بتائیں کہ کون سا جھوٹ پر مبنی ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! اس میں یہ کہا گیا ہے کہ پی پی۔69 میں کوئی بوائز و گرلز ہائی سکول، ہائر سیکنڈری، ایلیمنٹری اور پرائمری سکول shelterless نہ ہے جبکہ میں منسٹر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جھوٹ والی بات کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ منسٹر صاحب آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پچھلے ہفتے میں اپنے حلقہ میں گیا تھا اور وہاں پر visit کیا تو وہاں کے بچے بے چارے باہر بیٹھ کر پڑھنے پر مجبور تھے۔ عمارتوں کا یہ حال تھا کہ ان کی چھتیں گری ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کسی سکول کی نشاندہی کریں۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول، سی بلاک علامہ اقبال کالونی میں واش روم نہ ہیں اور اس کی چھتوں میں سوراخ نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد گورنمنٹ ایم سی پرائمری بوائز سکول، ڈی بلاک میں دو کلاسوں کے بچے باہر بیٹھ کر پڑھنے پر مجبور ہیں۔ گورنمنٹ جوہر پبلک ہائی سکول کی چار کلاسوں کے بچے باہر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول میں ایڈمن بلاک ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد ایم سی پرائمری سکول، آئی بلاک میں بھی عمارت ناکافی ہے اور بچے باہر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ چونکہ آج کل سردی ہے صبح صبح جب چھوٹے بچے سکول جاتے ہیں تو بہت problem کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کے بعد گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ملکھاں والا میں پینے کا پانی ہے اور نہ ہی چار دیواری نام کی کوئی چیز ہے۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول ملکھاں والا میں گندا پانی کھڑا ہوا ہے اور عمارت بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ پرائمری سکول نظیر کالونی میں بھی

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بلڈنگ کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ جواب لکھ کر دیا ہے اس حوالے سے میں منسٹر صاحب سے request کروں گا کہ مہربانی کر کے ان کے خلاف کارروائی بھی کریں۔ میں نے تقریباً 9 سکول point out کئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے shelterless سکولوں کی بات کی ہے۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! کیا مجھے جواب دینے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! آپ نے بالکل صحیح point out کیا ہے جبکہ میرے معزز ساتھی کا سوال shelterless schools کے متعلق تھا اور shelterless schools وہ ہوتے ہیں جن میں کمرے نہ ہوں۔ اگر یہ missing facilities کے حوالے سے سوال کرتے تو میں ان کے سوال کا جواب دیتا۔ یہ جتنی بات کر رہے ہیں یہ missing facilities کے حوالے سے ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے جب یہاں پر بجٹ announce کیا تو اس میں انہوں نے ایک تاریخی اعلان کیا تھا کہ سکولوں کی missing facilities کے لئے 7.5۔ارب روپے اس سال کے لئے رکھے گئے ہیں جس میں پنجاب کے 57 ہزار سکولوں میں سے جو 28 ہزار بچیوں کے سکول ہیں، ان میں تمام missing facilities مثلاً چار دیواری، electricity, clean drinking water, furniture اساتذہ کی کمی اور کمروں کی کمی کو cater کیا جائے گا اور جنوبی پنجاب کے تینوں ڈویژنوں کے لڑکے اور لڑکیوں کے سکولوں میں یہ چیزیں مہیا کی جائیں گے۔ معزز ممبر نے جو بات point out کی ہے اس کے لئے اگلے سال باقی پنجاب کے تمام لڑکوں کے سکولوں کے اندر ان تمام missing facilities کو پورا کر دیا جائے گا۔ معزز ممبر missing facilities کی بات کر رہے ہیں shelterless schools کی بات نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد عارف عباسی صاحب کا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 552 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی: پانچ سال سے زائد ایک جگہ پر تعینات آفیسر کی ٹرانسفر کا معاملہ

*552: جناب محمد عارف عباسی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں موجودہ ای ڈی او ایجوکیشن کب سے تعینات ہے؟
(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کی تعیناتی پانچ سال سے زیادہ ہو چکی ہے؟
(ج) کیا مندرجہ بالا ای ڈی او کا عرصہ تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد وضوابط کے مطابق ہے، اگر نہیں تو کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) موجودہ ای ڈی او ایجوکیشن قاضی ظہور الحق مورخہ 15-12-2010 تا 15-04-2013 ضلع راولپنڈی کے ای ڈی او ایجوکیشن رہے۔ مورخہ 20-06-2013 کو انہیں دوبارہ ای ڈی او ایجوکیشن راولپنڈی تعینات کر دیا گیا جہاں وہ 21-06-2013 سے تاحال اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ کاپی (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) جز (الف) میں دی گئی تفصیل کے مطابق ای ڈی او ایجوکیشن راولپنڈی کی پہلی تعیناتی کا عرصہ 2 سال 4 ماہ بنتا ہے۔ دوسری تعیناتی کا عرصہ تقریباً 2 ماہ بنتا ہے۔
(ج) ای ڈی او ایجوکیشن راولپنڈی کی تعیناتی حکومتی پالیسی اور قواعد وضوابط کے مطابق ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال کریں گے؟

جناب محمد عارف عباسی: نہیں۔ جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کو مبارک ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگلا سوال محمد ثقلین انور سپرا صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہ ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلا سوال محترمہ ثوبیہ انور ستی صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہ ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 638 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کے سکولوں میں قرآن مجید کی تعلیم کو لازمی قرار دینے کی تفصیلات

*638: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام سکولوں میں پرائمری تعلیم کے ساتھ انگریزی کو لازمی مضمون قرار دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انگریزی کی طرح قران مجید کی تعلیم کو بھی لازمی قرار دینے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت ابتدا ہی سے انگریزی کو لازمی قرار دے چکی ہے لیکن انگریزی پڑھانے کے لئے پہلے سے تعینات اساتذہ انگریزی پڑھانے کے اہل نہ ہیں کیا حکومت اس مقصد کے لئے ایم اے انگلش اساتذہ کو مستقل بنیادوں پر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب پرائمری سکولوں میں انگریزی کی طرح قرآن مجید کی تعلیم کو 1994 سے لازمی قرار دے چکی ہے جس کے مطابق سکول میں ہر طالب علم تیسری جماعت سے آٹھویں جماعت تک مکمل قرآن مجید (ناظرہ) ختم کر لیتا ہے۔ نوٹیفکیشن کی کاپی (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکول ایجوکیشن میں انگلش پڑھانے کے لئے اساتذہ کی بنیادی تعلیم میٹرک/ایف اے کی بجائے کم از کم بی اے کی جا چکی ہے لہذا تمام ایجوکیٹرز (جو کہ اب ریگولر بھی ہو چکے ہیں) بی اے اور ایم اے پاس ہیں جبکہ میٹرک/ایف اے تعلیم کے حامل پرانے اساتذہ بہت کم تعداد میں ہیں جن کی تربیت کے لئے DTEs کا نظام قائم کیا گیا ہے اور وہ 176000 اساتذہ کو تربیت دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جواب کی تفصیل میں کہا گیا ہے کہ انگریزی کے ساتھ قرآن پاک کی عربی تعلیم بھی دی جا رہی ہے۔ جز(ج) کے جواب سے متعلق اساتذہ کی qualification کے حوالے سے بات کروں گی کہ بچوں کو انگلش پڑھانے کا جو level ہے وہ صحیح نہ ہے اور جواب میں کہا گیا ہے کہ ہم نے جو ایجوکیٹرز بھرتی کئے تھے وہ ماسٹر تھے اور انہیں انگلش پڑھانے کے لئے تعینات کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ جو اساتذہ ایف اے یا بی اے پہلے سے موجود تھے، ان کی ٹریننگ ہم نے کر دی ہے اور ان کی کارکردگی مزید بہتر بنانے کی حکومت نے کوشش کی ہے۔ گزارش

یہ ہے کہ ان کی کارکردگی بہتر کر کے اساتذہ کی وہ کمی جو سکولوں میں ہے، وہ پھر بھی پوری نہیں ہوئی اور آج بھی بہت سارے ایسے سکول ہیں جہاں انگلش تو کیا دوسرے مضامین بھی پڑھانے کے لئے اساتذہ دستیاب نہ ہیں۔ منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ کمی حکومت کب تک پوری کرے گی؟

جناب سپیکر: محترمہ! اس کا جواب ایوان میں آ چکا ہے اور آپ اس وقت ایوان میں موجود نہیں تھیں تو میں کیا کروں؟ اس کا جواب وزیر موصوف نے دے دیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا سوال تو یہی ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، یہ ایوان کی پراپرٹی ہے اور یہاں پر اس کا جواب آ چکا ہے جو میں گزارش کر رہا ہوں۔ آپ اسے پڑھ لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ پہلے محترمہ سے پوچھ لیں کہ انہوں نے کوئی مزید ضمنی سوال تو نہیں کرنا؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے مجھے اجازت دے دی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اساتذہ کو دی گئی ٹریننگ کس قسم کی تھی اس کی تفصیل بتا دیں؟ شکریہ

جناب سپیکر: محترم! ریفریشر کورس ہوتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! خاص طور پر میری بہن نے جو بات کی تھی تو اس میں ایک تو پرانے اساتذہ بہت کم رہ گئے ہیں یعنی ان کی تعداد کم ہے اور اس وقت نئے اساتذہ آ رہے ہیں جن کی ٹریننگ کے حوالے سے بتاؤں کہ جنہیں بھرتی کیا گیا ہے پہلے ہم نے ان کی pre-service training کرائی ہے۔ ان کی ٹریننگ DSD کے اندر جو ہمارا ادارہ ہے وہاں پر ہوتی ہے اور انگلش کے حوالے سے specifically جو سوال ہے تو اس وقت ہم ایک لاکھ 76 ہزار اساتذہ کو انگلش کی ٹریننگ دے رہے ہیں جس کے لئے پہلے ہم نے ماسٹر ٹرینرز تیار کئے تھے۔ اس میں ہم نے مختلف آرگنائزیشن کے ساتھ collaborations کی تھیں اور ان آرگنائزیشنز کی collaboration کے ساتھ ہمارے ماسٹر ٹرینرز تیار ہوئے۔ پھر صوبائی سطح پر اور اس کے بعد ضلعی سطح پر یہ trainings کروائی گئیں اور پھر اس کے بعد باقاعدہ ان کے ٹیسٹ لئے گئے۔ ہم نے key performance indicators رکھے ہیں کہ آئندہ ان کی ترقی اور ان کے باقی تمام معاملات بھی performance کی بنیاد پر ہونے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! محکمہ کی طرف آنے والے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ہم نے جو ایجوکیٹرز بھرتی کئے تھے انہیں ریگولر کر دیا ہے لیکن میری اطلاع کے مطابق وہ ایجوکیٹرز ریگولر نہیں ہوئے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ wedlock policy کے تحت جو بھرتیاں کی جاتی ہیں ان کی transfer نہیں ہوتی اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اساتذہ کی transfers نہ ہونے سے وہ مسائل کا شکار ہوتے ہیں تو کیا اس حوالے سے حکومت کوئی سوچ رکھتی ہے کہ اس پالیسی میں کوئی تبدیلی لائے؟ اگر ایسا ہو جائے تو ان اساتذہ کی کارکردگی کو ہم زیادہ بہتر کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! transfer policy کے اوپر میرا خیال ہے کہ پورے ایوان کو کافی زیادہ reservations ہیں اور ایک محکمے کی طرف سے transfer policy کو زیادہ اچھے طریقے سے explain بھی نہیں کیا جا سکا۔ آج سیکرٹری سکولز کے ساتھ بیٹھ کر ہم نے ایک plan بنایا کہ آئندہ آنے والے دنوں میں ایک orientation کا سیشن رکھیں گے جس میں ایوان کے تمام معزز ممبران کو بلایا جائے جہاں سکول ایجوکیشن اور ہائر ایجوکیشن کے حوالے سے transfer policy and rationalization policy پر معزز ممبران کے ساتھ share بھی کیا جا سکے اور انہیں اساتذہ کی طرف سے transfer کے حوالے سے جو مسائل آ رہے ہیں وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کے گوش گزار کر دیں گے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ایجوکیٹرز کے ریگولر ہونے کے حوالے سے غلط جواب کیوں دیا گیا ہے کیونکہ ابھی وہ ریگولر نہیں ہوئے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ تمام ایجوکیٹرز کو ریگولر کر دیا گیا ہے اور اگر کہیں پر کوئی ایسی مثال موجود ہے جسے ریگولر نہیں کیا گیا تو یہ point out کریں ہم انہیں بھی ریگولر کریں گے کیونکہ ریگولر کرنے کا باقاعدہ اعلان کیا گیا ہے اور سب کو ریگولر کر دیا گیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شہاب الدین صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ جیسا کہ انہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ recruitment اور transfer policy آئی ہے اس میں ایوان کو اعتماد میں نہیں لیا گیا۔ جنوبی پنجاب کے حوالے سے جو recruitment policy میری نظر سے گزری ہے اس میں انہوں نے ایک NTS Test رکھا ہے کہ لاہور سے ایک کمیٹی جائے گی جو وہاں جا کر ایجوکیٹرز کا انٹرویو کرے گی اور جو پچاس فیصد نمبر qualify کرے گا پھر وہ apply کر سکے گا۔ میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہو گی کہ سنٹرل پنجاب اور جنوبی پنجاب میں literacy rate میں بہت فرق ہے جنوبی پنجاب میں literacy rate بہت کم ہے۔ پچھلی حکومت میں یا اُس سے بھی پچھلی حکومت میں جب بھی recruitment ہوئی ہے تو ہمارے زیادہ تر سکول خالی رہے ہیں۔ اس پالیسی پر ہمارے بچے اور بچیاں پورے نہیں اترتے۔ میری آپ کے توسط سے جناب وزیر موصوف سے یہ گزارش ہو گی کہ اگر وہ اس پالیسی کو جنوب کے حوالے سے تھوڑا relax کر لیں گے تو ان کی بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جنوبی پنجاب میں جو ایم اے یا بی اے کرتے ہیں کیا وہ کوئی دوسرا کورس پڑھتے ہیں؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں نے NTS کے حوالے سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، منسٹر صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! already district to district جو پالیسی بنائی ہوئی ہے اس میں ہم نے ان چیزوں کا خیال رکھا ہے۔ جب ہم orientation کریں گے تو اپنے معزز ممبران کے ساتھ share کریں گے۔ میں اپوزیشن لیڈر سے بھی گزارش کروں گا کہ جب اس کا وقت آئے گا تو ہم پہلے ہی آپ کو آگاہ کر دیں گے تاکہ ہمارے اپوزیشن کے ممبران بھی اس میں share کریں۔ اس میں جو تجاویز آئیں گی اور اگر ہم سمجھیں گے کہ ان تجاویز کو شامل کرنا ہے تو وہ ہم ضرور شامل کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب اجازت ہے؟

جناب سپیکر: کس بات کی؟ (قہقہہ)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ضمنی سوال کرنے کی۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!اس میں ایک پالیسی ہے میں نے یہاں بیٹھ کر آپ کے سامنے ایک بات کی ہے کہ جو سوال آپ کی طرف سے آتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سوال سارے ایوان کی پراپرٹی ہوتا ہے لیکن کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو openly نہیں کی جا سکتیں،آپ کی مہربانی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا میرے سوال ہی میں open اور secrete ہو جاتا ہے؟

جناب سپیکر: بس،آپ تشریف رکھیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،وقاص صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ بے شک انہوں نے انگلش لازمی کر دی ہے اس کا curriculum کیا ہے، کیا وہ پرائیویٹ سکول والا ہے یا جو پچھلی Curriculum Authority اس کو بنا رہی ہے،اگر بنا رہی ہے تو پھر implement کون سا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کتنی دیر سے ایوان میں بیٹھے ہیں،ایوان میں آئے ہوئے کتنی دیر ہو گئی ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! جب سے ایوان شروع ہوا ہے میں اس وقت سے بیٹھا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے پہلے بات نہیں سنی تھی؟انہوں نے اس بارے میں بات تو کر لی ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! انہوں نے نصاب کے بارے میں بات نہیں کی بلکہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ پرائمری سکول میں انگلش کو لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس کا نصاب کون سا ہے، کیا پرانا ہے کیونکہ پہلے سوال میں تھا کہ ایک Curriculum Authority ہے جو نصاب بنائے گی؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب National Curriculum Authority تھی اس وقت 2006 کے نصاب میں انگریزی کو لازمی قرار دیا گیا تھا اس کے بعد جب devolution ہوئی ہے تو اس پر کام ہو رہا ہے۔ میں اس پر ایوان کو apprise کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر ابھی تک جو working اور research ہو رہی ہے اس میں ایک suggestion بہت زیادہ آ رہی ہے

کہ پہلی سے تیسری جماعت تک کا نصاب اردو میں کیا جائے اور اس کے بعد انگلش میں کیا جائے۔اس پر ابھی ہماری deliberations چل رہی ہیں اور جب ہم Curriculum Authority اور باقی معاملات کو فائنل کریں گے تو پہلے اس معزز ایوان کے ساتھ share کریں گے پھر اس کے بعد اس کا نفاذ کریں گے۔National Curriculum Authority نے 2006 کی پالیسی کے تحت انگلش کو لازمی قرار دیا تھا لیکن اب جو working اور deliberations ہو رہی ہیں وہ ہم ایوان کے ساتھ share کرنے کے بعد فائنل کریں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 641 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں خواتین کے تعلیمی اداروں کے دفاتر میں خواتین اہلکاران کی تعیناتی کی تفصیلات

*641: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی مروجہ پالیسی کے مطابق خواتین کے تعلیمی اداروں یا دفاتر میں مرد اہلکار تعینات نہیں کئے جا سکتے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پورے صوبے میں خواتین تعلیمی اداروں یا دفاتر میں کہیں پر بھی اس پالیسی پر عمل نہیں ہو رہا؟

(ج) کیا حکومت مستقبل میں خواتین کے تعلیمی اداروں اور دفاتر میں سے مرد اہلکاران کو ٹرانسفر کر کے وہاں پر خواتین کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔خواتین کے تعلیمی اداروں میں خواتین اساتذہ کی پوسٹوں پر صرف خواتین تعینات ہوتی ہیں اور اسی طرح خواتین کے دفاتر میں بھی خواتین کی مخصوص پوسٹوں پر زنانہ اہلکاران ہی تعینات ہیں تاہم کلیریکل کیڈر یا درجہ چہارم کی پوسٹیں خواتین کے لئے مخصوص نہ

ہیں اس لئے خواتین کے تعلیمی اداروں یا دفاتر میں مذکورہ پوسٹوں پر مرد اہلکاران تعینات ہو سکتے ہیں۔

(ج) چونکہ خواتین اہلکاران کی تعداد مرد اہلکاران سے بہت کم ہے جس کے باعث زنانہ تعلیمی اداروں اور دفاتر میں کلیریکل، نائب قاصد، سکیورٹی گارڈ، مالی اور بیلدار کی پوسٹوں پر خواتین اہلکاران کی عدم دستیابی کی وجہ سے مرد اہلکاران تعینات ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرے سوال کا جو جواب دیا گیا ہے میں آپ کے توسط سے وزیر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گی کہ میں نے جن سکولوں کا کہا ہے کہ وہاں پر خواتین اساتذہ کے ساتھ male teachers بھی ہیں تو یقیناً پنجاب کے بہت سارے سکولوں میں ایسا ہو گا۔ اگر ہم پہلے لاہور کی بات کریں تو لاہور میں بہت سارے بچیوں کے ایسے سکول ہیں جن میں male teachers بھی ہیں۔ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں یہ جواب صحیح نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ clerical posts پر male بھرتی کئے جاتے ہیں ان پوسٹوں پر خواتین بھرتی نہیں ہو سکتیں۔ ہمارے official rules میں یہ چیز کہاں پر define کی گئی ہے کہ خواتین درجہ چہارم یا کسی clerical post کے لئے suitable نہیں ہوتیں یا وہ qualify نہیں کر سکتیں؟ میرے سوال میں تو یہ تھا کہ خواتین کے سکولوں میں خواتین عملہ کو بھرتی کیا جائے لیکن محکمے کی طرف سے اس کا یہ جواب دینا انتہائی افسوسناک ہے کہ خواتین میں یہ اہلیت نہیں ہوتی کہ وہ درجہ چہارم یا اس سے اوپر کی پوسٹوں پر کام کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ 2012 میں چیف منسٹر پنجاب women empowerment کے تحت ایک پالیسی لے کر آئے تھے جس میں پہلی دفعہ ملازمتوں میں خواتین کے لئے 33 فیصد کوٹا رکھا گیا تھا۔ خواتین کے کالج اور سکولوں میں اساتذہ کی پوسٹوں پر خواتین کو ہی تعینات کیا جاتا ہے۔ جو clerical پوسٹیں مخصوص ہیں ان پر بھی خواتین کو ہی لایا جاتا ہے لیکن جو مالی، سکیورٹی گارڈ اور بیلدار کی پوسٹوں ہیں ان پر خواتین apply بھی نہیں کرتیں اس لئے درجہ چہارم کی کچھ پوسٹیں ایسی ہیں جن پر مرد حضرات ہی آتے ہیں۔ جتنے بھی اشتہارات آتے ہیں ان میں خواتین کے 33 فیصد کوٹے کا خیال رکھا جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! clerical post کی کیا definition ہے؟ clerical post میں چوکیدار آتا ہے نہ مالی آتا ہے بلکہ clerical post وہ ہوتی ہیں جنہوں نے آفس میں بیٹھنا ہوتا ہے۔ میرا سوال ہے کہ clerical post پر خواتین کو کیوں نہیں consider کیا جاتا ہے؟

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مسعود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے جو ابھی ایوان کو apprise کیا ہے کہ clerical post میں خواتین کا 33 فیصد کوٹہ پہلی دفعہ دیا گیا ہے۔ جتنی بھی advertisements آتی ہیں ان پر جتنی خواتین apply کرتی ہیں ان کی تعداد کم ہوتی ہے پوسٹیں اس سے زیادہ ہوتی ہیں اور اب ہم ان clerical post کی طرف بھی آ رہے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ تین سال سے یہ کوٹا مخصوص کیا گیا ہے اور خواتین کی ترقی کے لئے جو خواب پنجاب کی خواتین کو دکھایا گیا ہے اس کو تیسرا سال ہے۔ آخری دو سالوں میں ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ پنجاب میں خواتین کی ترقی کے لئے ایک women package introduce کروایا جا رہا ہے لیکن مجھے تو کسی بھی جگہ پر وہ implement ہوا نظر نہیں آیا۔ ہم باہر کی بات تو بعد میں کریں گے ہمیں تو پنجاب اسمبلی کے اندر بھی ابھی تک women package کی کوئی شکل نظر نہیں آئی۔ آئینی طور پر اور نہ ہی قانونی طور پر نظر آئی جبکہ کسی ملک اور معاشرے کی ترقی کے لئے ایجوکیشن بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم بچیوں کے سکولوں میں خواتین کو oblige نہیں کر سکتے اور اُن کو اُن کا حق نہیں دے سکتے تو یہ خواتین کے ساتھ کتنی بڑی زیادتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرا پہلے والا جو سوال ہے کہ خواتین کے سکول اور کالج میں مرد کو بطور ٹیچر بھرتی کیا گیا ہے تو پھر اس کا کیا جواب ہے؟ محکمہ کہہ رہا ہے کہ وہاں پر مرد کو بھرتی نہیں کیا گیا جبکہ ہمارے بہت سارے پرائیویٹ اور سرکاری سکول ایسے ہیں جہاں پر مرد ٹیچر موجود ہیں۔ اگر محکمہ اس طرح سے غلط جواب دے گا اور اس معزز ایوان کے ساتھ اس طرح کا مذاق کرے گا بے شک منسٹر صاحب بہت competent ہیں اور ہمیں بہت اچھے طریقے سے تمام سوالوں کے جواب دینے کی کوشش بھی کر رہے ہیں لیکن کم از کم اپنے محکمے کو اتنا کنٹرول میں رکھیں کہ جو سوال پوچھا جائے اس پر ایوان کو گمراہ نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!اس کے اندر میں صرف اتنا کہوں گا کہ محترمہ نشاندہی کر دیں کہ جہاں پر خواتین کے سکولوں کے اندر اگر کوئی مرد ٹیچرز ہیں تو ہم بالکل اس کو دیکھیں گے اور وہاں پر کوشش کریں گے کہ خواتین اساتذہ کو تعینات کریں لیکن as such محکمے کی جتنی بھی working ہے اس میں اس طرح کی کوئی چیز ابھی تک سامنے نہیں آئی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ Question hour is over now.

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: گرلز ہائی / مڈل سکولوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*166:جناب اعجاز خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) فیصل ٹاؤن، ٹاؤن شپ، جوہر ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن اور گرین ٹاؤن لاہور میں کل کتنے گرلز ہائی / مڈل سکول ہیں، علیٰحدہ علیٰحدہ ٹاؤن وار تفصیل بیان کریں؟

(ب) ان سکولوں میں کل کتنی ایس ایس ٹی سائنس کی اسامیاں کب سے خالی ہیں، علیٰحدہ علیٰحدہ ٹاؤن و سکول وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا حکومت ان اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع لاہور، ٹاؤن شپ، جوہر ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن، گرین ٹاؤن میں کل 15 گرلز سکولز ہیں ان میں 4 مڈل اور 11 ہائی سکولز ہیں۔ ٹاؤن وار لسٹ (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایس ایس ٹی سائنس کی خالی اسامیاں صرف تین ہیں۔ لسٹ (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ایس ایس ٹی سائنس کی خالی اسامیوں کو نئی بھرتی کے ذریعے جلد پر کر دیا جائے گا۔

ضلع چنیوٹ: گرلز پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا معاملہ

*615:جناب محمد ثقلین انور سپرا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر247،ج۔ب گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر198،ج۔ب اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر197، ج۔ب تحصیل بھوانہ ضلع چنیوٹ کی بچیوں کی تعلیم کے حصول کے لئے ان چکوک میں کوئی مڈل سکول نہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان مذکورہ بالا تینوں سکول جو مختلف علاقوں میں واقع ہیں انہیں حکومت کب تک گرلز مڈل سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے کہ ان علاقوں میں ابھی تک کوئی گرلز مڈل سکول نہ ہے۔

(ب) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر198 اور247 ج ب تحصیل بھوانہ ضلع چنیوٹ اپ گریڈیشن کے لئے فی الحال فیزیبل نہیں ہیں البتہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر197 ج ب کی اپ گریڈیشن کے لئے کارروائی زیر عمل ہے۔

ضلع چنیوٹ: گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول چک نمبر 203 کی اپ گریڈیشن کا معاملہ

*616:جناب محمد ثقلین انور سپرا: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکول چک نمبر203 تحصیل بھوانہ ضلع چنیوٹ کی بچیاں مڈل تک تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق پورے پنجاب میں ہر یونین کونسل کی سطح پر بچیوں کی تعلیم کے لئے ایک گرلز ہائی سکول قائم کیا جانا ضروری ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اپنی پالیسی پر عملدرآمد کرتے ہوئے مذکورہ سکول کو اپ گریڈ کر کے ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست ہے کہ اس سکول میں بچیاں مڈل تک تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

(ب) درست ہے۔ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک گرلز ہائی سکول ہونا ضروری ہے۔

(ج) مذکورہ سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے کارروائی زیر عمل ہے۔مالی سال15-2014 میں اس سکول کی اپ گریڈیشن کر دی جائے گی۔

راولپنڈی: پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت سکولوں کو ملنے والی امداد کی تفصیلات

*619: محترمہ ثوبیہ انور ستّی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

سال13-2012 کے دوران راولپنڈی شہر کے کن سکولوں کو پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت امداد فراہم کی گئی،ان سکولوں کو ملنے والی امداد کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

سال13-2012 کے دوران راولپنڈی شہر کے درج ذیل 9 سکولوں کو پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت امداد دی گئی۔

1-	شعور ماڈل سکول	2-	گرین لینڈ پبلک سکول
3-	ساجد آئیڈیل ماڈل سکول فار گرلز	4-	سواں مسلم سکول سہال
5-	جناح پبلک سیکنڈری سکول	6-	پاک چلڈرن پرائمری سکول
7-	ایسٹ وارڈ سکول سسٹم	8-	دی بیکن ہال پبلک ایلیمنٹری سکول
9-	البیرونی ماڈل سکول		

سکول وار تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی: ہائی سکولوں کی تعداد و خالی اسامیوں کی تفصیلات

*620: محترمہ ثوبیہ انور ستّی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع راولپنڈی کی تحصیل کہوٹہ اور کوٹلی ستیاں میں طلباء و طالبات کے کتنے ہائی سکول ہیں، نیز ان سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد بمطابق سکول کیا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

ضلع راولپنڈی کی تحصیل کہوٹہ اور کوٹلی ستیاں میں طلباء و طالبات کے سکولوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:

نام تحصیل	بوائزہائی/ہائر سیکنڈری سکولز	گرلزہائی/ہائر سیکنڈری سکولز
کوٹلی ستیاں	14	08
کہوٹہ	20	08

ان سکولوں میں خالی اسامیوں کی کل تعداد328ہے۔سکول وار تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کے پرائیویٹ سکولوں میں عدالت کے فیصلہ پر عملدرآمد کی تفصیلات

*650: مخدوم سید مرتضیٰ محمود: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ لاہور ہائیکورٹ پرائیویٹ سکولز کے بارے میں فیصلہ دے چکی ہے کہ جہاں دو بھائی یا بہن اکٹھے پڑھتے ہوں گے ان میں سے ایک کی مکمل فیس معاف ہو گی؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ پورے صوبے میں کہیں پر بھی اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا جو کہ کھلم کھلا عدلیہ کے احکامات کی توہین ہے؟

(ج) کیاپنجاب حکومت مستقبل میں ان احکامات پر عملدرآمد کروانے کاارادہ رکھتی ہے،اگرہاں تو کب تک،نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) ہائیکورٹ کاایساکوئی فیصلہ علم میں نہ آیاہے۔

(ب) جواب جز(الف)"کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) اگرہائیکورٹ کی طرف سے اس ضمن میں کوئی فیصلہ صادر ہواتواس پر ضرور عملدرآمد کروایا جائے گا۔

فیصل آباد:پی پی۔69کے سرکاری سکولوں کی تفصیلات

*670: میاں طاہر: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔69(فیصل آباد)میں واقع سرکاری سکولوں کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) ان سکولوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل عہدہ اور گریڈوار بتائیں؟

(ج) کس کس سکول میں ہیڈماسٹر/ہیڈمسٹریس کی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(د) حکومت ان سکولوں میں خالی اسامیاں کب تک پُر کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔69 فیصل آباد میں واقع سرکاری سکولوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

	ہائر سیکنڈری سکولز	ہائی سکولز	ایلیمنٹری سکولز	پرائمری سکولز	کل تعداد
بوائز	01	03	02	07	13
گرلز	01	04	03	04	12
کل تعداد	02	07	05	11	25

سکولوں کی فہرست (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پی پی۔69 فیصل آباد میں سرکاری سکولوں میں خالی اسامیوں کی فہرست (Annex-B,C,D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پی پی۔69 فیصل آباد میں کسی بھی سرکاری سکول میں ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس کی اسامی خالی نہ ہے۔ سرٹیفکیٹ (Annex-E) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) خالی اسامیاں مستقبل قریب میں نئی تقرری کے ذریعے پُر کی جائیں گی۔

مظفر گڑھ: ہائی سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*693: **ملک احمد یار ہنجرا:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔251 مظفر گڑھ میں بوائز اور گرلز کے کتنے ہائی سکولز ہیں، تفصیل الگ الگ سکول وار فراہم کریں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔251 مظفر گڑھ میں بوائز اور گرلز کے ہائی سکولز کی تعداد آبادی کے مطابق ناکافی ہے؟

(ج) کیا حکومت پی پی۔251 مظفر گڑھ میں بوائز / گرلز کے مزید ہائی سکول بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔251 مظفر گڑھ میں 08 بوائز اور 05 گرلز ہائی سکول ہیں سکول وار تفصیل درج ذیل ہے۔

مردانہ	زنانہ
1۔ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کوٹ ادو۔	1۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موچی والہ۔
2۔ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کوٹ ادو نمبر 1۔	2۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پتل کوٹ ادو۔

3۔گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کوٹ ادو نمبر2۔ 3۔گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کوٹ ادو۔
4۔گورنمنٹ بوائز ہائی سکول تونسہ بیراج۔ 4۔گورنمنٹ گرلز ہائی سکول دائرہ دین پناہ۔
5۔گورنمنٹ بوائز ہائی سکول دائرہ دین پناہ۔ 5۔گورنمنٹ گرلز ہائی سکول احسان پور۔
6۔گورنمنٹ بوائز ہائی سکول احسان پور۔
7۔گورنمنٹ بوائز ہائی سکول صالح والا
8۔گورنمنٹ بوائز سکول یارے والا

(ب) آبادی کے لحاظ سے بوائز/گرلز ہائی سکولوں کی تعداد کافی ہے۔

(ج) چونکہ اس حلقہ میں آبادی کے لحاظ سے بوائز/گرلز ہائی سکولوں کی تعداد کافی ہے لہذا مزید سکول بنانے کی ضرورت نہ ہے۔

ضلع مظفر گڑھ: پی پی۔251 میں چار دیواری، بیت الخلاء سے محروم سکولوں کی تفصیلات

*694: **ملک احمد یار ہنجرا:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔251 ضلع مظفر گڑھ میں کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز ایسے ہیں، جن میں عمارات، چار دیواری، بیت الخلاء اور پینے کے پانی جیسی بنیادی سہولتیں نہ ہیں، تفصیل الگ الگ سکول وار فراہم کریں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ مسائل کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔251 مظفر گڑھ میں تمام بوائز/گرلز ہائی و مڈل سکولز مطلوبہ سہولیات رکھتے ہیں۔ صرف گورنمنٹ ہائی سکول یارے والہ کی چار دیواری نہ ہے جسے جلد تعمیر کر دیا جائے گا۔تاہم بوائز و گرلز پرائمری سکولز جو بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

بغیر عمارت سکولز (بوائز)

1۔ گورنمنٹ پرائمری سکول حیات دان والا
2۔ گورنمنٹ پرائمری سکول ٹیکی والا

بغیر عمارت سکولز (گرلز)

1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چاہ بصیرہ
2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کانجو والا
3۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول تاتارے والا

بغیر چار دیواری سکولز (بوائز)

1۔ گورنمنٹ ایلیمنٹری سکول عبدالرحمان والا
2۔ گورنمنٹ پرائمری سکول حسام والا
3۔ گورنمنٹ پرائمری سکول ملک آباد نمبر1
4۔ گورنمنٹ پرائمری سکول شاہ والا
5۔ گورنمنٹ پرائمری سکول ملانے والا
6۔ گورنمنٹ پرائمری سکول خدا بخش والا
7۔ گورنمنٹ پرائمری سکول لون والا
8۔ گورنمنٹ پرائمری سکول راحموں والی

بغیر چار دیواری سکولز (گرلز)

1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول اختر آباد
2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول گڑھی قریشی
3۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول حافظ آباد
4۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کلاچی والا

(مذکورہ بالا سکولوں کی عمارت، چار دیواری کی تعمیر اور تمام بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لئے ADP 14-2013 میں ضلع ہذا کے لئے مجموعی طور پر 264.850 (M) فنڈز جاری ہوئے ہیں جن سے مذکورہ سکول کی missing facilities پوری کر دی جائیں گی۔)

(ب) جواب جز (الف) کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

صوبہ میں سیلاب سے سکولوں کی عمارات کو پہنچنے والے نقصان کی تفصیلات

*708: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیلاب 2010 میں پنجاب میں کل کتنے پرائمری، مڈل، ہائی سکولوں گرلز و بوائز کو نقصان پہنچا ہے؟

(ب) بجٹ 11-2010 تا 13-2012 میں کتنی رقم ان سکولوں کی تعمیر و مرمت کے لئے رکھی گئی اور کتنی خرچ کی گئی؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) سیلاب2010 کے دوران پنجاب کے 18 اضلاع میں کل3350 سکولوں کی عمارات کو نقصان پہنچا ان میں2825 پرائمری، 345 ایلیمنٹری اور 180 ہائی و ہائر سیکنڈری سکول شامل ہیں۔ متاثرہ سکول کی ضلع وار تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال 11-2010 تا 13-2012 سکولوں کی بحالی کے لئے 138.846 ملین روپے دیئے گئے اور ان میں سے اب تک 117.888 ملین تعمیر و مرمت پر خرچ ہو چکے ہیں۔

فروغ تعلیم کے لئے شروع کئے گئے منصوبوں کی تفصیلات

*715: باؤ اختر علی: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے 2008 سے 2012 تک فروغ سکولز ایجوکیشن کے کون کون سے منصوبے شروع کئے؟

(ب) ان منصوبوں کے لئے مالی سالوں کے مطابق جو بجٹ مختص کیا گیا اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) 2008 تا 2012 سے فروغ سکولز ایجوکیشن کے لئے ایک ادارہ پروگرام مانیٹرنگ اینڈ امپلیمنٹیشن یونٹ کام کر رہا ہے جو 2008 سے تاحال ایک منصوبے پنجاب ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام پر عملدرآمد جاری رکھے ہوئے ہے۔

(ب) مالی سال 2008 تا 2012 اور 13-2012 کے دوران اس منصوبے پر جو بجٹ مختص کیا گیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مالی سال	مختص شدہ رقم (روپے)
1	2008-09	9,507,820,000
2	2009-10	9,015,000,000
3	2010-11	6,023,551,000
4	2011-12	6,381,536,000
5	2012-13	7,094,085,000

ضلع خوشاب، گرلز مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دینے کی تفصیلات

*732: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع مردوال ضلع خوشاب کے گرلز مڈل سکول کو ہائی کا درجہ کب دیا گیا اور اس پر اب تک کتنے اخراجات آئے ہیں؟

(ب) گرلز ہائی سکول مردوال کی بلڈنگ کب مکمل ہوئی؟

(ج) اس سکول کی کلاسوں کا اجراء کب ہوا ہے، اگر نہیں ہوا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) موضع مردوال خوشاب کے گرلز مڈل سکول کو 15-07-2013 سے ہائی سکول کا درجہ دے دیا گیا ہے اور اب تک 3.749 ملین خرچ ہو چکے ہیں۔

(ب) مذکورہ گرلز ہائی سکول مردوال کی بلڈنگ 16.02.2012 کو مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) اس سکول میں کلاسوں کا اجراء نہ ہو سکا ہے کیونکہ 8th کلاس کا رزلٹ 2013/03 میں آیا تھا اور اسامیوں کی منظوری 15.07.2013 کو ہوئی جس کی وجہ سے سکول میں 8th کلاس کے بچوں کا داخلہ نہ ہو سکا تاہم اعلان کروا دیا گیا ہے کہ 16-09-2013 سے داخلہ جاری ہے۔

ضلع خوشاب: موضع دھدھڑ کے گرلز پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دینے کی تفصیلات

*733: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع دھدھڑ خوشاب کے گرلز پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ کب دیا گیا ہے؟

(ب) اس کی عمارت کی تعمیر کا کام کب سے شروع ہے اور اس پر آج تک کتنی لاگت آ چکی ہے؟

(ج) مڈل سکول میں کلاسوں کا اجراء کب سے ہو رہا ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) موضع دھدھڑ خوشاب کے گرلز پرائمری سکول کی عمارت زیر تعمیر ہے مکمل ہونے کے بعد مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔

(ب) اس مذکوہ سکول کی تعمیر کا کام 29.04.09 سے شروع ہوا اور اب تک اس کی تعمیر پر 0.799 ملین خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) کلاسوں کا اجراء عمارت کی تعمیر اور PC-IV پر کام مکمل ہونے کے بعد بلڈنگ محکمہ تعلیم کے حوالے ہونے پر محکمہ فنانس سے پوسٹوں کی منظوری کے بعد ہو سکے گا۔

راولپنڈی: پی پی۔8 میں بوائز و گرلز ہائی سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*758: **ملک تیمور مسعود:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔8 راولپنڈی میں موجود بوائز اور گرلز ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے اور ان میں سے کتنے سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے؟

(ب) مذکورہ سکولوں میں اساتذہ کی تعداد کتنی ہے نیز ان میں کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔8، راولپنڈی میں کل بوائز و گرلز ہائی سکولز کی تعداد 9 ہے جن میں سے پانچ بوائز اور چار گرلز سکولز ہیں۔ ایک بوائز گورنمنٹ انجمن اسلامیہ کو ایلیمنٹری سے ہائی سکول کا درجہ دیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں منظور شدہ اساتذہ کی کل تعداد 185 ہے جبکہ اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تعداد 7 ہے۔ سکول وار بوائز و گرلز ہائی سکولوں میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ (الف وب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راولپنڈی: گورنمنٹ بوائز ہائی سکول گڑھی افغاناں کے مسائل کی تفصیلات

*759: **ملک تیمور مسعود:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائی سکول گڑھی افغاناں تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی میں طلباء کے لئے فرنیچر نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم کے احکامات کے مطابق پہلی سے دسویں کلاس کے طلباء کو مفت کتابیں فراہم کرنا ضروری ہے، مگر مذکورہ سکول میں ابھی تک پانچویں اور دسویں کلاس کو کتابیں مہیا نہیں کی گئیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں طلباء کو کمپیوٹر کی تعلیم دینے کے لئے 16 عدد کمپیوٹر تو موجود ہیں مگر تاحال انہیں چلانے والا کوئی استاد نہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں طلباء کی ضرورت کے مطابق فرنیچر، کتابیں مہیا کرنے اور کمپیوٹر اساتذہ تعینات کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) درست نہ ہے گورنمنٹ بوائز ہائی سکول گڑھی افغاناں تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی میں طلباء کے زیر استعمال 50 عدد تین نشستی ڈیسک / بنچ 40 عدد کرسیاں اس کے علاوہ ٹاٹ / چٹائی کی سہولت بھی موجود ہے۔

(ب) کتابوں کی مفت فراہمی درست ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ سکولوں کو پانچویں اور دسویں کلاس کی کتابیں مہیا نہیں کی گئیں۔

(ج) درست ہے۔ سکول ہذا میں 16 عدد کمپیوٹر موجود ہیں البتہ کمپیوٹر استاد کی تقرری نئے اساتذہ کی بھرتی ہونے پر کر دی جائے گی۔

(د) فرنیچر اور کتابوں کے متعلق جز (الف وب) میں وضاحت کر دی گئی ہے البتہ کمپیوٹر استاد کی تقرری نئے اساتذہ کی بھرتی ہونے پر کر دی جائے گی۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: پی پی۔87 میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*806: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔87 ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے گرلز و بوائز پرائمری، مڈل اور ہائر سیکنڈری سکول ہیں نیز یہ سکول کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) پی پی۔87 میں مذکورہ گرلز سکولوں کی نامکمل چار دیواری، ٹائلٹ بلاک اور فرنیچر کے حوالے سے سکول وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا حکومت سکولوں میں نامکمل چار دیواری، ٹائلٹ بلاک اور فرنیچر جیسی missing facilities کو پورا کرنے کے لئے کام کیا جا رہا ہے تو یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا، اگر ابھی کام شروع نہیں کیا گیا تو حکومت کب تک کام شروع کرنے اور ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) حلقہ پی پی۔87 ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں گرلز و بوائز پرائمری، مڈل، ہائی، اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکولز	60		گورنمنٹ بوائز پرائمری سکولز	50
گورنمنٹ گرلز ایلیمنٹری سکولز	24		گورنمنٹ بوائز ایلیمنٹری سکولز	21
گورنمنٹ گرلز ہائر اور ہائی سکولز	25		گورنمنٹ بوائز ہائر اور ہائی سکولز	17
میزان:	109	+		88

حلقہ پی پی۔87 کے جن علاقہ جات میں مذکورہ سکولز واقع ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔87 میں گرلز سکولوں کی چار دیواری، ٹائلٹ بلاک، اور فرنیچر وغیرہ کی تفصیل ضمیمہ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مالی سال 14-2013 حکومت پنجاب نے ڈویلپمنٹ پروگرام ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لئے -/252.000 ملین روپے مختص کئے ہیں۔ جن میں سے -/63.000 ملین روپے برائے missing facilities چار دیواری، بجلی، ٹائلٹ بلاک اور پینے کا پانی کے لئے رقم جاری کر کے کام شروع کر دیا ہے تفصیل ضمیمہ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، دوسری سکیموں کی identification کی جارہی ہے۔

لاہور: پی پی۔160 میں سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*847: ملک سیف الملوک کھوکھر: کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔160 لاہور میں لڑکوں اور لڑکیوں کے کل کتنے پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) لڑکوں اور لڑکیوں کے ہر سکول کے مطابق طلباء کی تعداد اور عملہ کی تعداد گریڈ وار بیان کی جائے؟

(ج) لڑکوں اور لڑکیوں کے مذکورہ سکولوں میں سے مالی سال 14-2013 میں کس کس سکول کو اپ گریڈ کیا جارہا ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) پی پی۔160 لاہور میں لڑکوں اور لڑکیوں کے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کی تعداد 111 ہے جبکہ کوئی ہائر سیکنڈری سکول نہ ہے۔ یہ سکول پی پی۔160 رائیونڈ میں واقع ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

Annex-Aایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے

پرائمری سکولز		مڈل سکولز		ہائی سکولز		ہائر سیکنڈری سکولز		ٹوٹل سکولز
گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	
39	37	10	03	12	10	-	-	111

(ب) لڑکے اور لڑکیوں کے ہر سکول میں طلباء کی تعداد اور عملہ کی گریڈ وار تعداد درج ذیل ہے۔ البتہ طلباء کی تعداد اور عملے کی گریڈ وار ہائی، مڈل اور پرائمری سکول کی تفصیل بالترتیب (Annex-B, Cاور D)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ہائی		مڈل		پرائمری		ٹوٹل		کل میزان
گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	
8638	21154	2971	1500	6254	7671	17863	21325	39188

Sr.H.M	H.M.	SST.	EST	AT/OT/PET	PST.	PST.	PST.	PST.	Clerk	Class IV	Total
BS.18	BS.17	BS.16	BS.15	BS-14	12	11	10	09	BS.7	BS.1	
11	11	112	01	288	57	02	06	506	18	151	1163

(ج) سال2013-14 میں مذکورہ سکولوں میں سے کسی سکول کو اپ گریڈ کرنے کی تجویز زیر غور نہ ہے۔

ضلع لاہور: رجسٹرڈ کئے گئے پرائیویٹ سکولز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*862: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پرائیویٹ سکولوں کا رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے؟

(ب) کون سی اتھارٹی پرائیویٹ سکولوں کو رجسٹرڈ کرنے کی مجاز ہے؟

(ج) سال2012-13 کے دوران ضلع لاہور میں کتنے پرائیویٹ سکول رجسٹرڈ کئے گئے؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) Punjab Private Educational Institution (Promotion & Regulation) Rules 1984 کے تحت پرائیویٹ سکول کا رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے۔

(ب) ضلع میں ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ایجوکیشن) پرائیویٹ سکولوں کو رجسٹرڈ کرنے کی مجاز اتھارٹی ہے۔

(ج) سال2012-13 کے دوران ضلع لاہور میں228 پرائیویٹ سکول رجسٹرڈ کئے گئے جن کی تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: سال2012-13 میں سکولوں کی مرمت و تعمیر کے لئے مختص کی گئی رقم کی تفصیلات

*866: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور مالی سال2012-13 میں سکولوں کی مرمت اور تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی؟

(ب) سکولوں کی مرمت اور تعمیر/از سر نو تعمیر کے لئے سال2012-13 کے دوران کل کتنی رقم جاری کی گئی؟

(ج) اس وقت کون کون سے سکولوں کی بلڈنگ زیر تعمیر/از سر نو تعمیر یا زیر مرمت ہیں؟

(د) کتنے سکولوں کی تعمیر/از سر نو تعمیر اور مرمت کا کام مکمل ہو چکا ہے، تفصیلات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) لاہور میں سال2012-13 کے دوران سکولوں کی مرمت اور تعمیر کے لئے271.632 ملین روپے مختص کئے گئے۔

(ب) سال2012-13 کے دوران سکولوں کی مرمت اور تعمیر/از سر نو تعمیر کے لئے 188.219 ملین رقم جاری کی گئی۔

(ج) اس وقت 15 سکولوں کی بلڈنگ زیر تعمیر/از سر نو تعمیر ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت تک 32 سکولوں کی تعمیر اور مرمت/از سر نو تعمیر کا کام مکمل ہو چکا ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل جہلم: سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*884: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل جہلم میں کتنے بوائز اور گرلز پرائمری، مڈل/ہائی/ہائر سیکنڈری سکول ہیں؟

(ب) ان تمام سکولز میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) حکومت کب تک ٹیچرز کی کمی پوری کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) تحصیل جہلم میں بوائز اور گرلز پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد 520 ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سکول لیول	بوائز	گرلز	ٹوٹل
پرائمری	197	175	372
مڈل	59	39	98
ہائی	23	23	46
ہائر سیکنڈری	01	03	04
میزان	280	240	520

(ب) مندرجہ بالا سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد 229 ہے۔

(ج) سال 2013 میں جاری کی گئی ریکروٹمنٹ پالیسی کے تحت ان خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

ضلع فیصل آباد: چک نمبر 388 گ۔ب کے مڈل سکول کی اپ گریڈیشن کا مسئلہ

*1017: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یو سی 124 چک نمبر 388 گ ب سمندری ضلع فیصل آباد میں مڈل سکول برائے گرلز کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت انتہائی خستہ حال ہے؟

(ج) اس عمارت کی مرمت آخری دفعہ کب کی گئی اور اس پر کتنے اخراجات آئے، اس کی تفصیل لف کریں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ کی اکثر بچیوں کو 9th اور 10th کے لئے سمندری جانا پڑتا ہے جو خصوصاً بچیوں کے لئے انتہائی مشکل ہے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ مسئلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ مڈل سکول برائے خواتین کو ہائی سکول کا درجہ دینے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) یو سی124 چک نمبر 388گ ب سمندری ضلع فیصل آباد میں گورنمنٹ گرلزمڈل سکول 1968 میں قائم ہوا۔

(ب) مذکورہ سکول کی عمارت آٹھ کمروں پر مشتمل ہے جن میں چار عدد کمروں کی حالت خستہ حال ہے جنہیں گرانے کے لئے نیلامی کروادی گئی ہے۔

(ج) اس عمارت کی مرمت آخری دفعہ جنوری ، فروری2012-13میں ہوئی اور اس پر -/4,00,000روپے کی رقم خرچ ہوئی۔ تفصیل ضمیمہ (اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) جی ہاں! فیزیبلٹی رپورٹ / فنڈز کی دستیابی پر سکول کو ہائی کا درجہ دیا جائے گا۔

گوجرانوالہ: سکولوں کی تعمیر وسٹاف کی منظوری کی تفصیلات

*1023: جناب عبدالرؤف مغل: کیاوزیر سکولزایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

گورنمنٹ گرلزہائی سکول رتہ باجوہ گوجرانوالہ اور گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول نزد قبرستان رتہ باجوہ کی تعمیر کب مکمل ہوئی،ان سکولوں کے لئے فرنیچر اور سٹاف کی منظوری کس مرحلے میں ہے اور کلاسز کا آغاز کب تک ہو جائے گا؟

وزیر سکولزایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

گورنمنٹ گرلزہائی سکول رتہ باجوہ کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور عمارت کا تکمیلی سرٹیفکیٹ PC-IVاور BM16 جناب انڈر سیکرٹری(SNE)سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ لاہور کو مورخہ24.06.2013زیر نمبر5455بھیجا جا چکا ہے۔ سیکشن آفیسر(SNE)سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو مطلوبہ پوسٹوں کی منظوری کے لئے لیٹر نمبر2012/SO(SNE)GRW مورخہ16-07-13 جاری کر دیا ہے۔کاپی(Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، سٹاف مہیاہونے پر کلاسز کا آغاز کر دیا جائے گا۔

گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول رتہ باجوہ کی عمارت کا تکمیلی سرٹیفکیٹ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے وصول نہ ہوا ہے۔یعنی بجلی کے میٹر کی تنصیب اور سپلائی کا کام باقی ہے۔ جونہی

عمارت مکمل ہو کر handover کی جائے گی اس کا کیس (SNE) کے لئے بھیج دیا جائے گا اور فنڈز کی دستیابی پر فرنیچر کی خریداری کا عمل شروع کر دیا جائے گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے شیخ زید ہسپتال کے سامنے گھنٹوں ٹریفک بلاک ہونے سے مریضوں، طلباء اور مسافروں کو پریشانی کا سامنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج لاہور میں ایک انتہائی افسوسناک واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ سارا دن اپنی گاڑیوں میں پھنسے رہے، ہزاروں students اپنے گھر پہنچ کر کھانا نہیں کھا سکے، درجنوں ایمبولینس نہر کے اوپر اور شیخ زید ہسپتال کے سامنے گارڈن ٹاؤن میں پھنسی رہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کچھ آج ہوا ہے کسی بھی اتنے بڑے شہر میں کسی مہذب ملک میں اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ ایک ایسا شہر جو ہمارا provincial capital ہے وہاں پر 20، 10 اور 50 طلباء باہر نکلتے ہیں اور آ کر بسوں کو جلاتے ہیں، وہاں دندناتے ہیں، وہاں سے گاڑیوں کی چابیاں نکالتے ہیں، ٹریفک جام ہوتی ہے، لاکھوں لوگ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور آٹھ گھنٹے تک پورا جنوبی لاہور مفلوج رہتا ہے۔ وہ میرا حلقہ انتخاب ہے، وہاں پر ایمبولینسوں کے اندر دو تین اموات ہوئی ہیں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ حکومت جو کروڑوں اور اربوں روپیہ پولیس پر لگا رہی ہے، اتنی بھاری رقم پر ہم نے پوری فوج بھرتی کی ہوئی ہے اگر یہ پچاس طلباء کو نہیں سنبھال سکتے تو یہ پورا ملک کیسے سنبھالیں گے، یہ ڈاکوؤں سے کیسے نمٹیں گے؟ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ یہ جو ہزاروں کی نفری بتاتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ ناکوں پر لاہور کے شہریوں کی تذلیل کی جاتی ہے۔ یہ درجنوں نہیں بلکہ سینکڑوں ناکے لگے ہوئے ہیں۔ VVIP duties پر چار چار روٹ لگے ہوئے ہیں۔ یہ پرائم منسٹر کا روٹ ہے، یہ چیف منسٹر کا روٹ ہے اور یہ ان کی فیملی کا روٹ ہے اور ہزاروں اہلکار ان روٹ پر لگے ہوئے ہیں ان کے اندر اتنی اہلیت نہ ہے کہ جس طرح سے بھی جتنی جلد ہو سکے وہاں پر ٹریفک کے سسٹم کو بحال کرتے۔ یہ بڑی دفعہ پہلے بھی ہو چکا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاہور میں جتنے بھی ذمہ داران ہیں یہاں پر جو لاء اینڈ

آرڈر جیسا کہ CCPO،SSPاور DIG Operation ہیں ان سب کو resign کرنا چاہئے اور حکومت کو انہیں dismiss کرنا چاہئے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ پورا دن لاہور مفلوج ہو کر رہ جائے۔ وہ ایسا ایریا ہے کہ جہاں پانچ ہسپتال ہیں، شیخ زید ہسپتال ،انمول کینسر ہسپتال، ڈاکٹرز ہسپتال، جناح ہسپتال، شوکت خانم کینسر ہسپتال اور وہاں پر درجنوں تعلیمی ادارے ہیں۔ میں آج اس ایوان کے توسط سے پنجاب کے حکمرانوں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ لاہور میں جہاں اربوں روپے لگا رہے ہیں وہاں پر ایک فلائی اوور بنا دیں تاکہ یہ جو سینکڑوں لوگ روز شیخ زید ہسپتال والی روڈ کے پل پر پریشان ہوتے ہیں۔ یہ از حد ضروری ہے کہ ہنگامی بنیادوں پر وہاں انڈر پاس اور فلائی اوور تعمیر کیا جائے تاکہ جو تماشا آج ہوا ہے وہ تماشا دوبارہ repeat نہ کیا جا سکے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ تمام پولیس افسران جن کے ذمے وہ ایریا ہے ان کو فی الفور suspend کیا جائے اور اس واقعہ کی انکوائری کرائی جائے کہ لاہور کے لاکھوں لوگ کیوں پریشان رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کے سامنے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو آج کا واقعہ ہوا ہے جس کی طرف قائد حزب اختلاف نے نشاندہی کی ہے۔ قائد حزب اختلاف ہمارے لئے بہت قابل احترام ہیں لیکن کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن پر Rule of Law اور میرٹ کی بات جب کی جائے تو اس پر عمل بھی ہونا چاہئے۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی کے اندر پچھلے دنوں تمام چینلز پر دیکھا ہوگا کہ وہ اساتذہ جو تعلیم دیتے ہیں ان کے ساتھ جس طرح ناروا رویّہ اختیار رکھا گیا اور جس طرح ان کو کمروں میں بند کیا گیا اور جس طرح ان کو جان سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ یہ دنیا کے کس ملک میں ہوتا ہے کہ تعلیم کے نام پر سیاست کی جائے اور تعلیم کے نام پر اس طرح کی حرکات کی جائیں؟ اس پر حکومت پنجاب کا مؤقف بڑا واضح ہے جن لوگوں نے قانون کو ہاتھ میں لیا ہے ان کے خلاف 78A کے پرچے ہوئے ہیں جب ان کو گرفتار کیا گیا، آپ یہ بھی ذہن میں رکھئے گا کہ پنجاب یونیورسٹی کے ہاسٹل ہی تھے جہاں سے کالعدم تنظیم سے تعلق رکھنے والے لوگ برآمد ہوئے، state with in state بنانے کی اجازت کبھی بھی نہیں دی جا سکتی اور ان تعلیمی اداروں کو ہم نے سنٹرز آف ایکسیلینس بنانا ہے تو اس پر قانون کی حکمرانی کے لئے جہاں تک بھی جانا پڑا ہم جائیں گے۔ میں یہاں پر اس معزز ایوان کے ذریعے تمام اپنے بہنوں، بھائیوں اور معزز ممبران سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر آپ کہیں پر دیکھیں کہ ہم نے کوئی زیادتی کی ہے تو بالکل اس پر آپ انگلی اٹھائیں لیکن اگر ہم

یونیورسٹیوں کے اندر سے غنڈہ گرد عناصر کو ختم کرنا چاہ رہے ہیں تو اس پر irrespective of the divide ہم سب کو مل کر اس کے خلاف کھڑے ہونا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ وزیر موصوف نے بڑا اچھا گول مول سا جواب دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دس گھنٹے پورا لاہور چونک رہا ہے، بھائی! آپ کے جو ٹریفک وارڈن ہیں اور لاہور میں ٹریفک کے انچارج ہیں، جو پولیس کے انچارج ہیں جن کی ذمہ داری تھی کہ اس ٹریفک flow کو بحال کرتے۔ دس گھنٹے تک جو وہاں پر تماشا بنا رہا ہے ان کے ذمہ داران کو تو آپ suspend کریں، آپ ان لوگوں کو کیوں protect کر رہے ہیں آپ یہاں کہیں کہ ہم ان کو suspend کرتے ہیں اور اس کی انکوائری کروائیں گے تاکہ آئندہ جو لوگ وہاں تعینات ہیں ان کو کان ہوں کہ یہ sensitive area ہے اور ہمیں یہاں پر alert ہو کر ڈیوٹی دینی ہے۔ ایک آدھ گھنٹہ تو سمجھ میں آ سکتا ہے کہ آپ کے پاس کرینیں نہیں ہیں، آپ اس کے alternative routes نہیں بنا سکے لیکن دس گھنٹے تک شہر کا وہ پورا ایریا مفلوج رہا ہے۔ میرا وہ حلقہ انتخاب ہے مجھے درجنوں لوگوں کی طرف سے وہ لعن طعن ہوئی ہے کہ آپ اسمبلی کے اجلاس میں ہیں یہاں ہمارے بچے پانچ بجے تک گاڑیوں میں بیٹھے رہے ہیں اور وہ کھانا نہیں کھا سکے۔ یہ اعلان کریں کہ ہم ذمہ داران کو suspend کرتے ہیں تاکہ آئندہ لوگ اپنی ڈیوٹی صحیح طرح سے سرانجام دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ جماعت یا طلباء کی وہ تنظیم جس نے سڑک کو بلاک کیا، لاہور میں دفعہ 144 لگی ہوئی ہے، وہاں پر بس جلائی گئی ہے، وہاں پر گاڑیوں کی چابیاں چھین کر لوگوں کو مجبور کیا گیا اور ان کی گاڑیوں سے روڈ بلاک کیا گیا۔ اس وقت لاہور کی عوام کے جذبات ان لوگوں کے خلاف ہیں جنہوں نے قانون کو ہاتھ میں لیا، قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں، میں چونکہ اس سارے process کو خود مانیٹر کرتا رہا ہوں کہ یہ جو قانون نافذ کرنے والے ادارے ہیں اگر ان کا پچھلے دو دن کا ریکارڈ دیکھیں تو جس طرح سے انہوں نے ان غنڈہ گرد عناصر پر ہاتھ ڈالا ہے اور آہنی ہاتھ سے ان سے نمٹا جا رہا ہے یہ اس کا reaction ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ لاہور کی عوام اس لڑائی اور اس جنگ میں ہمارے ساتھ ہیں۔ یہ کسی جماعت کی بات نہیں ہے ہم سب اس کے خلاف ہیں، غنڈہ گردی ایجوکیشن انسٹیٹیوشن کے اندر نہیں ہونی چاہئے اس پر ہمیں مل کر آواز اٹھانی چاہئے اور آج جو لاہور کے عوام کا راستہ روکا گیا جن لوگوں نے روکا اس کی بھی CCTV۔۔۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی،ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!اس کی بھی CCTV footage لے لی گئی ہے ان عناصر کے خلاف بھی آج رات کارروائی ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں Call Attention Notices لیتے ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!ایک منٹ کی بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے Call Attention Notices کا اعلان کر دیا ہے۔اس کے بعد آپ کو موقع دیں گے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!آپ مجھے تو موقع دیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں جناب، محترمہ!آپ بھی تشریف رکھیں۔میاں طارق محمود صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔جی، پڑھئے گا۔

گجرات: دہشت گردوں کے ہاتھوں چھ افراد کے قتل کی تفصیلات

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 8۔ستمبر 2013 روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی خبر کے مطابق گجرات تھانہ کنجاہ کے گاؤں جسوکی میں موٹر سائیکل سوار دہشت گردوں نے پیر پھول سمیت اس کے 6 رشتہ داروں کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پیر صاحب نماز جمعہ کے بعد اپنے ڈیرے پر بیٹھے ہوئے تھے؟

(ج) حکومت نے اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب!توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 200 ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 200 ہے۔اس کے جز (الف) کا جواب 'درست ہے۔' یہ incident ہوا ہے، یہ target killing incident تھا اور یہ بھی درست ہے کہ مقتول پیر صاحب نماز جمعہ ادا کرنے

کے بعد اپنے ڈیرے پر بیٹھے ہوئے تھے تو اس سلسلہ میں اس مقدمہ کی ایک comprehensive investigation عمل میں لائی گئی ہے اس کے علاوہ جتنے بھی دہشت گردی کے cases ہیں ان کے لئے صوبائی سطح پر ایک joint investigation team جو ہے وہ under the supervision of Additional IG(CTD) بنائی گئی ہے۔اس میں کچھ لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔مختلف لوگوں کا موبائل فون ڈیٹا لیا گیا ہے، مقتولین کا بھی لیا گیا ہے جو ان کو پہلے سے threats وغیرہ موصول ہو رہے تھے، اس سلسلے میں کسی حد تک ان عناصر کی نشاندہی ہوئی ہے جو نہ صرف اس مقدمے بلکہ اس region میں جو پے در پے دہشت گردی کی وارداتیں پچھلے تقریباً آٹھ نو ماہ میں ہوئی ہیں/ان کی نشاندہی ہوئی ہے اور اس بارے میں Enforcing Agencies Law بھرپور طریقے سے تفتیش کے عمل کو بھی اور ان کی گرفتاری کے عمل کو بھی آگے بڑھا رہی ہیں۔انشاء اللہ جلد ان ملزموں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر203 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان کی طرف سے ہے۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!۔۔۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! وہ موجود نہیں ہیں۔کیا میں ان کے behalf پر پڑھ سکتی ہوں؟

جناب سپیکر: نہیں۔ .She is not present so it is disposed of اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر168 جناب شہزاد منشی کی طرف سے ہے۔کیا آپ کے پاس اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

تھانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ میں شہری کی پولیس تشدد سے ہلاکت و دیگر تفصیلات

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 168 جو جناب شہزاد منشی کی طرف سے ہے اس میں police custody میں

ہلاکت کی بات اُٹھائی گئی تھی تو اس سلسلے میں جوڈیشل انکوائری کے آرڈر ہو گئے ہیں۔Judicial inquiry is in progress.اس کی جو رپورٹ آئے گی اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! اس حوالے سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: pending adjudication.آپ تشریف رکھیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اب حل ہو چکا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بہر حال اس کی جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے۔ میرے علم میں بھی ہے کہ جوڈیشل انکوائری میں انہوں نے statement دے دی ہے لیکن جب تک جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ فائنل ہو کر نہیں آئے گی اس وقت تک کوئی حتمی بات نہیں کہی جا سکتی۔

جناب سپیکر: جی، اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 172 ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔ کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

لاہور: نامعلوم موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے وکیل کے قتل کی تفصیلات

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جی، یہ ایک وکیل صاحب کی ہلاکت کا معاملہ تھا۔ یہ درست ہے کہ یہ واقعہ ہوا اور اس کے اوپر مقدمہ نمبر 577/13، مورخہ 13-08-28 بجرم 302/34 تھانہ مصری شاہ درج ہوا اس کی تفتیش عمل میں لائی گئی۔ ابتدائی طور پر اس کے متعلق یہ تھا کہ شاید یہ کوئی target killing ہے لیکن بعد میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ کوئی family dispute تھا اور مقتول کے پراپرٹی سے متعلقہ dispute اپنے ہی عزیزوں کے ساتھ چل رہے تھے تو اس لئے ان لوگوں کو بھی شامل تفتیش کیا گیا ہے اور بہت جلد اس مقدمے کو یکسو کر کے عدالت میں چالان پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ کھلی کچہری میں آئی جی صاحب کو 21۔نومبر 2013 کو اس کی application جمع کروائی گئی تھی جس میں نامزد کیا گیا ہے اور ثبوت پیش کئے گئے ہیں مگر اس کے باوجود کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ہے بلکہ جو بیوہ ہے اس کو دھمکیاں مل رہی ہیں کہ اپنا کیس واپس لو نہیں تو تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: راناصاحب!اس کو نوٹ کریں اور مدعیوں کی پوری طرح سے مدد کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر !میرا خیال ہے کہ رانا صاحب نے سُنا نہیں ہے،کیا میں اپنی بات repeat کر دوں؟

جناب سپیکر: راناصاحب!کیاآپ نے سُن لیا ہے ؟ میرے خیال میں وہ اپنے کسی حساب کتاب میں ہیں۔(قہقہہ)

راناصاحب! محترمہ نشاندہی کروارہی ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو کہا ہے میں نے نوٹ کر لیا ہے، میں اس پر نوٹس لوں گا۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اب جناب ابو حفص محمد غیاث الدین کی تحریک استحقاق نمبر 10 ہے۔یہ پڑھی جاچکی ہے اور pending کی گئی تھی، کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بھجوائی گئی ہے لیکن ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔اس کو آپ جمعہ تک pending فرمادیں۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت تک جواب آجائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔Kept pending till Friday.

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 21/13 ہے۔یہ پڑھی جاچکی ہے۔کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا تھا اور میں نے اس دن اس کا جواب پڑھ دیا تھا۔

شیخ علاؤ الدین :جناب سپیکر !نہیں۔میں اس سے satisfy نہیں تھا۔ اس میں آپ نے کچھ instructionsدی تھیں۔

جناب سپیکر: جی،وزیر صاحب!آپ نے کچھ چیزوں کا پتا کر کے اس کا دوبارہ جواب دینا تھا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میری humble submission ہے کہ اس کو جمعہ تک pending کر دیں then I'll give the detailed answer.

MR SPEAKER: Ok. Kept pending till Friday.

اس کے بعد اگلی تحریک التوائے کار نمبر 459/13جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

حلقہ پی پی۔222 ساہیوال کے دیہات حالیہ سیلاب سے شدید متاثر ہونے کی وجہ سے اہل علاقہ کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس کا جواب آگیا ہے۔اس میں لکھا ہے کہ یہ درست ہے کہ حالیہ دِنوں میں دریائے راوی سے اونچے درجے کا سیلاب گزرا ہے جس کا ڈسچارج 97870کیوسک مورخہ 09-08-2013 کو پیمائش کیا گیا۔حالیہ سیلاب کی وجہ سے موضع نتھو وسلی کی آبادی اور زرعی زمین کو نقصان پہنچا ہے۔حکومت پنجاب لوگوں کو دریاؤں کے کناروں پر غیر قانونی طور پر آباد ہونے سے منع کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً ہدایات جاری کرتی ہے۔ان پر عملدرآمد کروانے کی ذمہ داری متعلقہ ضلعی حکومت کی ہے۔مال مویشی اور مکانات و تعمیرات کے نقصانات کا تخمینہ لگانا اور ازالہ کرنا متعلقہ مقامی ضلعی حکومت PDMAاور Relief Commissioner کی ذمہ داری ہے۔بیان کردہ علاقہ میں فی الحال کوئی جانی نقصان رپورٹ کیا گیا ہے نہ اس کا اندیشہ ہے۔اس سلسلہ میں معزز وزیراعلیٰ کے دفتر سے ایک ڈائریکٹو بھی موصول ہوا ہے جس پر مناسب کارروائی کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر464/13جناب محمد عارف عباسی صاحب کی طرف سے ہے۔اس کا جواب موصول ہو گیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جی،جواب موصول ہوگیاہے۔

جناب سپیکر:جواب پڑھ دیں۔

نالہ لئی راولپنڈی میں ڈوبتے ہوئے شخص کو بچاتے ہوئے ڈوبنے والے شخص کی نعش کی بازیابی کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس سلسلے میں گزارش ہے کہ تحریک التوائے کار زیر بحث موصول ہونے پر برائے ضروری کارروائی اور رپورٹ ایس پی راول ڈویژن کو بھجوائی گئی تھی۔ بمطابق رپورٹ مورخہ 13۔اگست2013 کو بارش کی وجہ سے نالہ لئی میں طغیانی آ گئی اور ایک لڑکا جس کا بعد میں نام یوسف خان لاہوری معلوم ہوا پانی میں ڈوب گیا جس کو بچانے کے لئے روح اللہ ولد خضر خان قوم کوہستانی سکنہ کچی آبادی سیکٹر4-B خیابان سر سید راولپنڈی نے پانی میں چھلانگ لگادی، پانی زیادہ تیز ہونے کی وجہ سے دونوں لڑکے پانی میں بہہ گئے۔یوسف خان کی نعش علاقہ تھانہ گنج منڈی سے جبکہ روح اللہ کی نعش اڈیالہ گاؤں کے قریب نالہ لئی سے مل گئی ہے۔دونوں نعشیں ورثاء کے حوالے کر دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر:یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے ۔اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر465/13جناب رمیش سنگھ اروڑا کی طرف سے ہے۔

چیئرمین ہندو وقف املاک اور اس کے ممبران کا ننکانہ صاحب میں گردوارہ کی کئی ایکڑز مین وکلاء ہاؤسنگ کالونی کے نام سے ہڑپ کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ اٹھارہویں ترمیم مجریہ2010 کے بعد محکمہ متروکہ وقف املاک بورڈ کے اختیارات مرکز سے صوبوں کو تفویض ہو چکے ہیں لیکن سابقا حکومت نے ترمیم کے برعکس محکمہ ہذا کے اختیارات وزارت انسانی حقوق ،بعد ازاں وزارت قومی ہم آہنگی تفویض کر دیئے۔ حکومت پنجاب اس ضمن میں سینیٹر میاں رضا ربانی چیئرمین عملدرآمد کمیشن حکومت پاکستان کو اٹھارہویں ترمیم پر عملدرآمد کی درخواست گزاری اور

سابق وزیر اعظم پاکستان کو بھی اس سلسلے میں تحریر کیا جس پر تا حال عملدرآمد نہ ہوا ہے۔مزید برآں حکومت پنجاب نے صوبہ کے تمام ڈسٹرکٹ کلکٹرز کو ہدایات جاری کی ہیں کہ متروکہ وقف املاک بورڈ کی زمین کا اندراج محکمہ مال کے ریکارڈ میں سرخ سیاہی سے کیا جائے اور تاحکم ثانی محکمہ ہذا کی زمین کو ٹرانسفر اور نہ ہی ریکارڈ میں کسی قسم کی تبدیلی لائی جائے جو کہ عدالت عظمیٰ نے معطل کر دی ہے۔ حکومت پنجاب نے اس ضمن میں ایک آئینی درخواست بھی معزز عدالت سپریم کورٹ میں دائر کر رکھی ہے جو ابھی تک شنوائی کے لئے پیش نہ ہوئی ہے۔بمطابق درآمدہ رپوٹ ریونیو فیلڈ سٹاف از دفتر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر ننکانہ صاحب متذکرہ رقبہ 50ایکڑ متروکہ وقف املاک بورڈ کے زیر انتظام و انصرام ہے جو کہ دربار مالجیو صاحب کی ملکیت ہے۔ متذکرہ رقبہ پر کل 21اشخاص بطور پٹہ دار قابض و کاشتکار ہیں۔رقبہ متذکرہ بالا ڈسٹرکٹ آفس متروکہ وقف املاک کے زیر کنٹرول ہے جس کے بارے میں متعلقہ دفتر سے معلومات حاصل کی گئی ہیں۔رقبہ مذکورہ ڈسٹرکٹ بار ننکانہ صاحب کی طرف سے وکلاء کالونی بنانے کے لئے صدر دفتر متروکہ وقف املاک بورڈ9۔کورٹ سٹریٹ لاہور میں درخواست گزاری گئی ہے۔اس پر بعد از کارروائی متروکہ وقف املاک بورڈ پر زیر سرپرستی چیئرمین، متذکرہ رقبہ عرصہ تیس سال long lease کی منظوری کرتے ہوئے حتمی منظوری کے لئے Ministry of National Harmony Islamabad کے پاس بھیجا گیا ہے۔

جناب سپیکر! بروئے آمدہ رپورٹ و فیلڈ سٹاف، ڈسٹرکٹ کلکٹر سیالکوٹ کو گردوارہ دربار صاحب پیر بابا نانک واقع موضع حمزہ غوث تحصیل و ضلع سیالکوٹ کا کل رقبہ تعدادی بمطابق رجسٹرڈ حقداران زمین 66/2010-11 تین سو مرلہ ہے اور خانہ ملکیت میں دربار صاحب پیر بابا نانک کا اندراج ہے۔اس موقع پر سات کنال رقبہ کی جگہ محفوظ اور زیر قبضہ دربار ہے اور بقیہ رقبہ 59 کنال 3مرلہ پر مختلف لوگوں کے مکانات ہیں جو کہ تعمیر شدہ ہیں۔اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ جب تک مرکزی حکومت از خود یا عدالت عظمیٰ پاکستان زیر سماعت آئینی درخواست کا فیصلہ فرماتے ہوئے صوبائی حکومت کو اختیارات تفویض نہ کر دے صوبائی حکومت معاملات میں کوئی کارروائی کرنے کی مجاز نہ ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 466/13 ہے۔

فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین لاہور میں خاتون کی بجائے مرد پرنسپل کی تعیناتی

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب والا!معزز ممبر شیخ علاؤالدین صاحب نے جو تحریک التوائے کار نمبر466/13پیش کی ہے وہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی خواتین کے بارے میں ہے۔اس میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج/گنگارام ہسپتال کو بذریعہ MLR No 18 کے تحت پنجاب گورنمنٹ میں80-7-1 کو مدغم کر دیا گیا۔اس وقت ڈاکٹر نذیفہ احمد بطور میڈیکل آفیسر کام کر رہی تھیں۔اس دوران محکمہ صحت نے پنجاب کے میڈیکل کالجوں کے لئے اسسٹنٹ پروفیسر کی اسامیاں بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمیشن مشتہر کی تھیں۔ڈاکٹر نذیفہ احمد بھی اس process کے تحت بطور اسسٹنٹ پروفیسر تعینات ہوئی تھیں اور ان کے آرڈر مورخہ 1987-02-16 کو جاری ہوئے۔اس طرح1987-02-16 سے ہی ڈاکٹر نذیفہ احمد کا فاطمہ جناح کیڈر ختم ہو گیااور وہ حکومت پنجاب کے جنرل کیڈر میں شامل ہو گئیں۔بعد ازاں اسی بناء پر پی پی ایس سی کے تحت ان کی بھرتی بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر جنرل ٹیچنگ کیڈر میں ہوئی اور اس کے بعد اسی کیڈر کے تحت کام کرتے ہوئے ان کی ترقی بطور پروفیسر ہوئی۔ہاں!یہ حقیقت ہے کہ ان تمام مراحل میں پوسٹ کی دستیابی فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں پوسٹ ہوتی رہیں۔ڈاکٹر نذیفہ احمد نے فاطمہ جناح میڈیکل کالج کیڈر میں جانے کے لئے عدالت سے رجوع بھی کیا مگر عدالت نے1988 میں ان کو کوئی ریلیف نہ دیااور ڈاکٹر صاحبہ کو جنرل ٹیچنگ کیڈر میں ہی شمار کرنے کا حکم برقرار رکھالہذامذکورہ ڈاکٹر کا یہ دعویٰ کہ وہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کیڈر کی ہیں،یہ غلط ہے۔جہاں تک مذکورہ ڈاکٹر کی بطور پرنسپل تعیناتی کا تعلق ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں بھی دیگر میڈیکل کالجوں کی طرح پرنسپل لگنے کے لئے سنیارٹی اور قابلیت کو مدنظر رکھا جاتا ہےاور notified seniority مورخہ 2012-04-09 کے مطابق ڈاکٹر نذیفہ کا سنیارٹی نمبر 90 ہے جبکہ لاہور میں تعینات پرنسپل صاحبان کی تعداد اور نام درج ذیل ہے:

1۔	پروفیسر فیصل مسعود، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	10
2۔	پروفیسر سردار فخرامام، فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور	36
3۔	پروفیسر انجم حبیب بھورا،پی ایم جی،لاہور جنرل ہسپتال	63

مندرجہ بالا حقائق اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہیں کہ ڈاکٹر نذیفہ احمد جن کا سنیارٹی نمبر 90 ہے ان سے کسی قسم کا کوئی امتیازی سلوک نہ کیا گیا ہے اور دیگر لگائے گئے پرنسپل بھی ان سے سینئر ہیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سُنیں۔

جناب سپیکر: یہ Rules میرے اور آپ سب کے لئے برابر ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ خواتین کا کالج ہے۔اس میں request یہ تھی کہ کسی بھی خاتون کو وہاں پر نسپل لگایا جائے۔ایک تو ان کی سروس کو توڑا گیا،ان کو 1980 میں لیا گیا اور 1987 میں consider کیا گیا۔ خود وزیر صاحب اس بات کو مانتے ہیں تو آپ اس معاملہ پر کمیٹی بنائیں۔آپ یہ کام خواتین کو دے دیں،یہاں جو اتنی خواتین بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں،انہوں نے سن لیا ہے۔یہ بات ان کے نوٹس میں آ گئی ہے اب وہ خود اس معاملہ کو دیکھیں گے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!اس پر کمیٹی بنائی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ ہائی کورٹ۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہاں پر کسی بھی خاتون کو پرنسپل لگایا جائے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!آپ اس معاملہ پر کمیٹی بنائیں تاکہ صحیح فیصلہ ہو۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں نے بالکل بات نہیں کرنی تھی کیونکہ Rules سب کے لئے ایک ہیں لیکن جب وزیر صاحب statement دیں گے اور اس ایوان کی proceedings میں وہ statement record ہو گی تو یہ بات on three grounds بڑی مضحکہ خیز لگے گی۔پہلی بات یہ ہے کہ Eighteenth amendment of the Constitution empowers the Provincial Government اور یہ اس Chairman Implementation Committee سے اختیارات مانگنے جاتے ہیں۔کیا سپریم کورٹ اس اپیل جس میں گورنمنٹ آف پنجاب گئی ہے جو متروکہ وقف املاک والی بات ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترم! یہ اور بات ہو رہی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! مہربانی کر کے آپ میری بات سُن لیں۔ میں relate کر رہا ہوں، میں آپ کی proceedings کو interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، کورٹ میں فیصلہ ہو گیا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری ایک گزارش سُن لیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ Thank you very much.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کی بات تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! اٹھارہویں ترمیم کے بعد معاملہ سپریم کورٹ میں گیا۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ اس پر بحث نہیں کر سکتے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اس پر کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کس بات کی کمیٹی چاہتی ہیں؟ تشریف رکھیں۔

(اذان عشاء)

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری ایک submission ہے۔ میرا اس میں کوئی ذاتی interest نہیں ہے لیکن اس اسمبلی کے floor پر وزیر صاحب جو جواب دیں گے وہ ریکارڈ کا حصہ بن جائے گا اور آپ اس ریکارڈ کے Custodian ہیں اور ہم پاس بیٹھے ہیں۔ میں point of clarification پر بات کر رہا ہوں۔ شیخ صاحب اور رمیش سنگھ اروڑا کو خود چاہئے تھا کہ یہ آپ سے کہتے کہ اسے floor پر put کر دیں چونکہ یہ اس بات کے mover تھے۔ میری submission کیا ہے؟ whether an Article of Constitution which has not been suspended by the Supreme Court کیا اس کے تحت ان کو اختیار مانگنے کی ضرورت ہے؟ محکمہ جو جواب لکھ کر بھیجے گا کیا ہم سارے اسے من و عن yes sir کر کے، تسلیم کر کے اٹھ جائیں گے؟ یہ تینوں باتیں ہی غلط ہیں۔ Neither رمیش سنگھ اروڑا کے سوال کا جواب درست دیا گیا لیکن شیخ صاحب فاطمہ جناح میڈیکل کالج کے متعلق جو کہہ رہے ہیں وہ بات پہلے محترمہ فائزہ نے بھی اٹھائی۔ تین

different proceedings ہیں میں آپ کی proceedings interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا کہ smoothly چل رہی ہے۔اگر تو ایسی situation ہے نمبر 1 کہ جو اختیارات صوبائی حکومت کو اٹھارہویں ترمیم نے تفویض کر دیئے اس کے لئے انہیں چیئرمین Implementation Commission سے اختیار مانگنے کی ضرورت ہے؟ نمبر 2 یہ سپریم کورٹ کی جس آئینی پٹیشن کا حوالہ دے رہے ہیں کیا اس کے اندر آئین کے اس آرٹیکل کو معطل کیا گیا ہے؟ جب یہ نہیں کیا گیا تو کیا صوبائی حکومت کو عملدرآمد کرنے کے لئے ایسی ایسی تاویلیں ڈھونڈنے کی ضرورت ہے؟ متروکہ وقف املاک کی پراپرٹی کے ساتھ جو کھلواڑ پیپلز پارٹی کے دور میں کیا گیا ہے۔اگر یہ ایسے ہی unnoticed جاتا رہا اور doldrums میں رہا، سارا ڈیفنس لوٹ کر لے گئے، ننکانہ صاحب پر ان کی نظر، قصور میں متروکہ وقف کی جتنی پراپرٹیز ہیں وہ سب کو کسی نہ کسی کھاتے میں ڈال چکے ہیں تو پنجاب گورنمنٹ کے پاس ریونیو ریکارڈ میں ڈالنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہو گی اور وہ سب جا چکی ہو گی۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ unnoticed نہیں ہے۔ معزز ممبر ہمارے سینئر ایڈووکیٹ ہیں شاید ان کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ ایف آئی اے already اس بارے میں investigation کر رہی ہے۔تین ملزمان گرفتار کئے گئے ہیں۔آصف ہاشمی جسے پیپلز پارٹی نے متروکہ وقف املاک کا چیئرمین لگایا تھا اور جس نے یہ ساری لوٹ مچائی تھی وہ انگلینڈ بھاگا ہوا ہے۔اس کی گرفتاری کے لئے انٹرپول سے رابطہ کیا گیا ہے۔سپریم کورٹ نے حکم دیا ہے کہ اسے گرفتار کر کے واپس لایا جائے۔اس نے بہت زیادہ embezzlement کی ہے۔میرے بھائی سینئر ایڈووکیٹ ہیں ان کو بھی پتا ہے کہ آصف ہاشمی کیا سے کیا بن گیا ہے۔ایک وقت تھا کہ وہ پانچ ہزار کی نوکری کرتا تھا اس کے بعد وہ پانچ پانچ کروڑ روپے کی گاڑی رکھتا ہے۔اب اس نے جو انگلینڈ میں تین گھر لئے ہیں وہ کہاں سے لئے ہیں؟ ہم اسے واپس لا رہے ہیں اور ایف آئی اے already اس میں کارروائی کر رہی ہے۔تین بندے جو گرفتار ہوئے ہیں مجھے ان کے نام بھی یاد ہیں۔تینوں بندے چودہ دن کے جسمانی ریمانڈ پر ہیں Now they are in judicial lock up ان کا کیس سنٹرل جج کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے بات مکمل کر لی ہے اور انہوں نے سن لیا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ایوان کے floor پر جو سوال کا جواب دیا گیا ہے وہ درست نہ ہے وزیر صاحب اس کا notice لیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! وہ درست ہے۔
There are two kinds of Evacuee Property Board

جناب سپیکر: وہ تحریک التوائے کار dispose of ہو چکی ہے۔آپ اسے چھوڑیں،آپ کی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 466 آپ کی تھی اب میں اسے dispose of کرنے لگا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ایک ڈاکٹر نذیفہ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ اس ملک کی پوری خواتین کا مسئلہ ہے۔ وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے اس کے اندر بہت lacunas ہیں۔ میری استدعا ہے کہ آپ اسے کل تک کے لئے pending کر دیں میں اس کا جواب دے دوں گا اور میں ثابت کروں گا کہ انہوں نے غلط جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! شیخ صاحب نے کل کے لئے request کی ہے آپ بھی ذرا دیکھ لیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): ٹھیک ہے آپ اسے کل کے لئے رکھ لیں۔ میں بھی اس کا جواب لے آتا ہوں۔ کہیں کسی جگہ بھی hard and fast rules نہیں ہیں کہ اگر خواتین کا کالج ہے تو وہاں خاتون کو ہی پرنسپل لگایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ کوئی قانون لے کر آئیں گے ناں۔

شیخ علاؤالدین: پھر خواتین کو empower کرنے کا ڈھکوسلا بند کریں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شیخ صاحب! آپ اکیلے خواتین کے محافظ نہیں ہیں۔ ساری ہماری بھی بہنیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شیخ صاحب! law کے مطابق بات کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو کل تک کے لئے pending کرتے ہیں۔آپ دونوں صاحبان کل میرے پاس آ جائیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ !آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا۔آپ تشریف رکھیں۔ آپ ایسے نہ کیا کریں۔ شیخ صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 470 بھی آپ کی ہے۔ منسٹر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 470 کا جواب آیا ہے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھی بھی نہیں گئی۔

جناب سپیکر: یہ 22۔اگست کو move ہو چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یہ پڑھی نہیں گئی۔

جناب سپیکر: بھائی!پڑھی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور کے بارہ شعبہ جات کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! محترم شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے جو یہ تحریک التوائے کار ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب تمام میڈیکل کالجوں میں ہر سطح کے تدریسی عملہ کی دستیابی کو ہر ممکن طریقے سے پورا کرنے کی سنجیدہ کوششیں کرتی ہے۔حال ہی میں تمام خالی پوسٹوں کو ایڈہاک تعیناتی کے ذریعے پُر کرنے کی عمومی اجازت دی گئی اور مزید یہ کہ پروموشن کے ذریعے تمام اہل ڈاکٹروں کے پروموشنز کیسز متعلقہ پروموشن بورڈ کو نہ صرف بھیجے جا رہے ہیں بلکہ کافی زیادہ پروموشنز ہو چکی ہیں تاہم جو پوسٹیں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ابھی تک پر نہیں کی جا سکیں ان کو بھی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے مشتہر کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں خالی بارہ پروفیسروں کی پوسٹوں کا تعلق ہے اس ضمن میں

عرض ہے کہ مجموعی طور پر ایسی سینئر پوسٹوں کو خالی نہیں رکھا جاتا تاہم اس وقت کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں خالی پوسٹوں کی تفصیل اور وجوہات درج ذیل ہیں:

1۔ ڈاکٹر ریاض احمد وڑائچ Professor of Oral and Maxillofacial نے بطور ڈائریکٹر PIMS اسلام آباد join کر لیا ہے جس کی بناء پر پوسٹ خالی ہے۔ متعلقہ شعبے میں اہل ڈاکٹر کی پروموشن کے بعد پوسٹ پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

2۔ Professor of Ophthalmology کی تین اسامیاں ہیں جن میں سے دو اسامیوں پر پروفیسر کام کر رہے ہیں جبکہ ایک پوسٹ پروفیسر تحسین نبی ساہی کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے خالی ہے۔

3۔ پروفیسر آف کارڈیک سرجری کی ایک پوسٹ ہے جس پر پہلے ڈاکٹر سید مسعود حسین کو بطور پروفیسر کنٹریکٹ پر لگایا گیا تھا مگر بعد ازاں انتظامی بناء پر ان کو اس عہدہ سے ہٹا دیا گیا۔

4۔ پروفیسر آف انستھیزیا کی تین پوسٹیں ہیں جن میں سے ایک پروفیسر خاور علی کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں جبکہ دو پوسٹیں خالی ہیں جن میں ایک پروفیسر اصغر علی رندھاوا کی ٹرانسفر کی وجہ سے خالی ہوئی ہے جو ان کی اپنی درخواست پر PMC میں کی گئی ہے۔

5۔ پروفیسر آف پیڈ سرجری کی صرف ایک پوسٹ ہے جو کہ پروفیسر ڈاکٹر محمود شوکت کو بطور پرنسپل علامہ اقبال میڈیکل کالج تعیناتی کی وجہ سے خالی ہوئی ہے۔

6۔ پروفیسر آف نیورالوجی کی ایک پوسٹ ہے بار بار کوشش کے باوجود مناسب امیدوار دستیاب نہ ہونے کی بناء پر خالی پڑی ہے۔

7۔ پروفیسر آف پیتھالوجی کی تین پوسٹیں ہیں جن میں سے دو پر ہیں جبکہ ایک پوسٹ پروفیسر ڈاکٹر منیر احمد کی ریٹائرمنٹ کی وجہ سے خالی ہوئی ہے۔

8۔ پروفیسر آف فارماکالوجی کی صرف ایک ہی پوسٹ ہے جو کہ مناسب مطلوبہ امیدوار کی عدم دستیابی کی بنیاد پر خالی ہے۔

9۔ پروفیسر کمیونٹی میڈیسن کی ایک پوسٹ ہے جو کہ پروفیسر معاذ احمد کی بطور IPH لاہور ڈین تعیناتی کی وجہ سے خالی ہوئی ہے۔

10۔ پروفیسر آف بائیو کیمسٹری کی بھی ایک پوسٹ ہے جو کہ مناسب اہلیت کے امیدوار دستیاب نہ ہونے کی بناء پر خالی پڑی ہے۔

11۔ پروفیسر آف میڈیسن کی چار پوسٹیں ہیں جن میں سے دو خالی ہیں جن میں، میں ایک ڈاکٹر فاطمہ محبوب کی ٹرانسفر کی وجہ سے خالی ہے۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ خالی ہونے والی پوسٹوں پر تعیناتی نہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ موجودہ پالیسی کے مطابق پروفیسر کی پروموشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سلیکشن ہونے پر ان کی تعیناتی عرصہ دو سال کے لئے ساؤتھ پنجاب میں کی جاتی ہے۔مزید یہ کہ صوبہ پنجاب میں قائم ہونے والے چار نئے میڈیکل کالجوں میں ٹیچنگ سٹاف ترجیحی بنیاد پر لگایا جاتا ہے تاہم جونہی مناسب اہلیت کے امیدوار دستیاب ہوئے تو ان کی کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں بطور ایڈہاک تعیناتی کر دی جائے گی۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو واضح ہو گیا کہ سیٹیں خالی ہیں۔آپ خود اندازہ لگالیں کہ اگر ایک پروفیسر نہیں ہو گا تو اس کا حال کیا ہو گا اور کہیں نہیں بتایا گیا کہ طاہرہ مرتضیٰ کتنی چھٹی پر ہیں اور بھی بہت سے لوگ چھٹیوں پر ہیں۔آپ یہ خود اندازہ لگالیں کہ اتنے اہم ہسپتال میں یہ حال ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ شیخ صاحب! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 471 بھی آپ کی ہے۔

لاہور بورڈ اور دیگر بورڈوں کے طلباء کی بہت بڑی تعداد کا لاہور کے کالجوں میں داخلہ سے محروم رہنے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ کالجوں میں سال اول کا داخلہ واقعی بڑی اہمیت کا حامل ہے اور دن بدن طلباء کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومتِ پنجاب ہر سال نئے کالج کھولتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ طلباء کو داخلہ دیا جا سکے۔ حکومتِ پنجاب نے 2011 سے online admission system متعارف کروایا ہے جس کے تحت اب تک 230 کالجوں کو online کیا جا چکا ہے۔ان کالجوں

کی تفصیل ہمارے پاس ہے جو کہ مختصر عرصہ تک پورے پنجاب میں متعارف کروادیا جائے گا جس سے داخلہ میں سہولت اور آسانی پیدا کی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بھی زیادتی ہے کہ بچوں کو داخلے نہیں مل رہے اور وزیرِ موصوف نے یہ کہہ دیا کہ ہم نے تو کالج پورے کر دیئے۔ آپ کے پاس بھی بے شمار اور ہر معزز ممبر کے پاس سارا دن یہی کام ہے کہ بچوں کے داخلے کرائے جائیں۔ بچوں کو داخلے نہیں مل رہے نتیجتاً پرائیویٹ کالج سٹوڈنٹس کے ساتھ جو کر رہے اور اصل میں اُن کے parents کے ساتھ جو کر رہے ہیں اُس کے اوپر آپ خود غور کر لیں کہ اتنی تعداد میں بچے ورکشاپوں میں جائیں گے اور مزدور بنیں گے۔ تعلیم کا کیا فائدہ کہ اگر کالج اُنہیں accommodate نہیں کر رہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ معاملہ گورنمنٹ کے نوٹس میں آ چکا ہے اب گورنمنٹ اپنی کارروائی کرے گی۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ہم نے contract پر 2400 ڈاکٹر بھرتی کر کے اُن کو مختلف جگہوں پر لگایا ہے۔ اس کے علاوہ شیخ علاؤالدین صاحب جو فرما رہے ہیں جب admission ہوتا ہے اُس وقت aggregate بنتا ہے تو جس طالب علم نے aggregate کے مطابق آنا ہے اُس کو داخلہ ملنا ہے۔ اگر 80% aggregate ہے اور کسی کے 50 فیصد نمبر ہیں تو اُس کو تو داخلہ نہیں ملے گا۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔ محترمہ کنول نعمان!

سرکاری گوداموں سے گندم کے اجراء کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 473 ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب کا کام صرف food security کے تحت گندم کی خرید اور مارکیٹ میں آٹے کی مقررہ نرخوں پر فروخت کو یقینی بنانا ہے۔ آٹے کی قیمت میں اضافہ اور گندم جاری کرنے کے سلسلہ میں وضاحت ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب نے مورخہ 4۔ ستمبر 2013 سے پنجاب کی فلور ملز کو گندم کا اجراء شروع کر دیا ہے اور 20 کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت کم از کم 763 روپے سے 785 روپے تک رکھنے کی ہدایات جاری کی ہیں۔ اس کے برعکس پاکستان

کے دوسرے صوبوں میں 20 کلو آٹے کا تھیلا 820 روپے سے لے کر 880/860 روپے میں فروخت ہو رہا ہے اگرچہ پنجاب میں آٹے کے نرخ دوسرے صوبوں کی نسبت انتہائی کم سطح پر ہیں پھر بھی حکومتِ پنجاب نے آٹا صارفین کو ریلیف فراہم کرنے اور آٹے کی قیمتوں میں اضافہ کر کے اس رجحان کو ختم کرنے کے لئے اپنے ذخائر سے گندم فلور ملز کو جاری کرنی شروع کر دی ہے۔ مزید برآں فلور ملز کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ حکومت کے ذخائر سے اجراء کردہ گندم کے مطابق supply کریں گے اور لوکل مارکیٹ میں حکومتِ پنجاب کے مقررہ نرخوں پر آٹا فروخت کریں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار نمبر 473 بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا ٹائم بھی ختم ہو رہا ہے اس سے پہلے کہ ان کا ٹائم ختم ہو، میں معزز ممبران کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 83(E) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اُٹھائے گئے معاملے پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں۔ چونکہ مہنگائی کے حوالے سے بحث کے لئے آج کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ تحریک التوائے کار نمبر 13/655۔ محترمہ شُنیلا رُوت، ڈاکٹر نوشین حامد اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی ہے۔ ایک تحریک التوائے کار نمبر 13/679۔ شیخ علاؤالدین اور دوسری تحریک التوائے کار نمبر 852۔ میاں محمود الرشید صاحب کی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! اللہ خیر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے کہ آپ مجھے موقع دے رہے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں کچھ عرض کر سکوں۔ مورخہ 29۔ نومبر بروز جمعہ کے اجلاس کے دورانیہ میں جناب چیف منسٹر کے ساتھ میری scheduled meeting تھی اور یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ میری عدم حاضری میں میری ایک نہایت ہی اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار کو جناب نے مجھے موجود نہ پا کر dispose of کر دیا۔

جناب سپیکر: جناب نے اس بارے میں مجھے کوئی ارشاد فرمایا تھا؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!ٹوبہ ٹیک سنگھ کے حوالے سے جناب امجد علی جاوید اور میاں محمد رفیق صاحب کی تحریک identical تھی۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میری تحریک identical نہیں تھی۔

جناب سپیکر:تو پھر آپ کو چاہئے تھا کہ آپ مجھے کہتے۔میرا ٹیلی فون نمبر آپ کے پاس نہیں ہے؟

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میں آپ کو کیسے کہتا کیونکہ وہاں پر 5:30 بجے میٹنگ تھی۔آپ مہربانی کر کے میری تحریک کو بحال کر دیں۔

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)

جناب سپیکر:.I am sorry. Thank you very much اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔Laying of Audit Reports. Laying of other Reports. اور اُس کے بعد پرائس کنٹرول پر عام بحث ہو گی۔

حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات محکمہ جنگلات

برائے سال 09-2008 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Appropriation Accounts, Forest Department on the Accounts of the Government of Punjab for the year 2008-09. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Appropriation Accounts, Forest Department on the Accounts of the Government of Punjab for the year 2008-09.

MR SPEAKER: The Appropriation Accounts, Forest Department on the Accounts of the Government of Punjab for the year 2008-09 has been

laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

حکومت پنجاب کی مالیاتی سٹیٹمنٹس برائے سال2009-10 کاایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Financial Statements of the Government of the Punjab for the year 2009-10. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Financial Statements of the Government of the Punjab for the year 2009-10.

MR SPEAKER: The Financial Statements of the Government of the Punjab for the year 2009-10 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال2010-11 کاایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Appropriation Accounts on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2010-11. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Appropriation Accounts on the accounts of Government of the Punjab for the year 2010-11.

MR SPEAKER: The Appropriation Accounts on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2010-11 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

تونسہ بیراج ایمرجنسی بحالی وجدت پراجیکٹ،آئی اینڈپی ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Project Audit Report on the Accounts of Taunsa Barrage Emergency Rehabilitation and Modernization Project, I & P Department Government of the Punjab for the year 2010-11. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Project Audit Report on the Accounts of Taunsa Barrage Emergency Rehabilitation and Modernization Project, I & P Department Government of the Punjab for the year 2010-11.

MR SPEAKER: The Project Audit Report on the Accounts of Taunsa Barrage Emergency Rehabilitation and Modernization Project, I & P Department Government of the Punjab for the year 2010-11 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

محکمہ (ورکس) سی اینڈ ڈبلیو،ایچ یو ڈی اینڈ پی ایچ ای،آئی اینڈ پی اور پی اینڈ ڈی حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال 12-2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Audit Reports on the Accounts of Government of the Punjab (Works) C & W, HUD & PHE, I & P and P & D Department for the Audit year 2011-12. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Reports on the Accounts of Government of the Punjab(Works) C & W, HUD & PHE, I & P and P & D Department for the Audit year 2011-12.

MR SPEAKER: The Audit Reports on the Accounts of Government of the Punjab(Works) C & W, HUD & PHE, I & P and P & D Department for the Audit year 2011-12 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلیوایشن (پبلک سیکٹر انٹر پرائزز) حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 12-2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Commercial Audit and Evaluation (Public Sector Enterprises) for the Audit year 2011-12. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Reports on the Accounts of Government of the Punjab Commercial Audit and Evaluation (Public Sector Enterprises) for the Audit year 2011-12.

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Commercial Audit and Evaluation (Public Sector Enterprises) for the Audit year 2011-12 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

خشک سالی بحالی معاونتی پروگرام پراجیکٹ(DRAPP)پنجاب، حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 11-2010کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab, Drought Recovery Assistance Programme Project (DRAPP) Punjab for the Audit year 2010-11. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab, Drought Recovery Assistance Programme Project (DRAPP) Punjab for the Audit year 2010-11.

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab, Drought Recovery Assistance Programme Project (DRAPP) Punjab for the Audit year 2010-11 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

حکومت پنجاب کے مالیاتی گوشوارے برائے سال 11-2010 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Financial Statements of the Government of the Punjab for the year 2010-11. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Financial Statements of the Government of the Punjab for the year 2010-11.

MR SPEAKER: The Financial Statements of the Government of the Punjab for the year 2010-11 has been laid and referred to the Special Committee No. 1 for report within one year.

حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال2011-12 کاایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Appropriation Accounts on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2011-12. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Appropriation Accounts on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2011-12.

MR SPEAKER: The Appropriation Accounts on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2011-12 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

حکومت پنجاب کی مالیاتی سٹیٹمنٹس رپورٹ برائے سال2011-12 کاایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Financial Statements of the Government of the Punjab for the year 2011-12. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Financial Statements of the Government of the Punjab for the year 2011-12.

MR SPEAKER: The Financial Statements of the Government of the Punjab for the year 2011-12 has been laid and referred to the Special Committee No. 1 for report within one year.

حکومت پنجاب(ورکس ڈیپارٹمنٹ)کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab (Works Department) for Audit year 2012-13. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab (Works Department) for Audit year 2012-13.

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab (Works Department) for Audit year 2012-13 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within year.

انصاف تک رسائی پروگرام(سول ورکس اینڈ سافٹ ریفارمز کمپونٹس) محکمہ جات سی اینڈ ڈبلیو،داخلہ،قانون و پارلیمانی امور اینڈ پبلک پراسیکیوشن کی سپیشل آڈٹ رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Special Audit Report, Access to Justice Programme (Civil Works and Soft Reforms Components), C&W, Home, Law & PA and Public Prosecution Departments. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Special Audit Report, Access to Justice Programme (Civil Works and Soft Reforms Components), C & W, Home, Law & PA and Public Prosecution Departments.

MR SPEAKER: The Special Audit Report, Access to Justice Programme (Civil Works and Soft Reforms Components), C & W,

Home, Law & PA and Public Prosecution Departments has been laid and referred to the Special Committee No. 1 for report within one year.

ڈومیلی ڈیم ضلع جہلم کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, Project Audit Report, Construction of Domeli Dam, District Jhelum, I & P Department.

جناب حماد نواز خان ٹیپو: جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔ گنتی کرائی جائے۔

MR SPEAKER: Listen my dear! While Speaker is speaking, you can't speak, you can't object; you can't interrupt. Sorry, have your seat.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج پرائس کنٹرول پر بحث ہے اگر اپوزیشن کورم کی نشاندہی کر کے بحث سے جان چھڑانا چاہتی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جب question put ہو رہا ہو تو کورم point out نہیں ہو سکتا۔

Mr Speaker! I lay the Project Audit Report, Construction of Domeli Dam, District Jhelum, I&P Department.

MR SPEAKER: Project Audit Report, Construction of Domeli Dam, District Jhelum, I & P Department has been laid and referred to the Special Committee No. 1 for report within one year.

جی، اب کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس وقت ایک معزز ممبر نے اُٹھ کر بات کرنے کی کوشش کی اُس وقت چونکہ question put ہو رہا تھا تو کورم point out نہیں ہو سکتا تھا۔ آپ نے اُس معزز ممبر سے کہا تو وہ بیٹھ گئے۔ اب انہوں نے دوبارہ اُٹھ کر کورم point out نہیں کیا۔ اگر وہ اب کورم point out کرنا چاہیں تو ٹھیک ہے آپ اُس کو take up کر لیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہاں پر آج اتنے اہم issue پر بحث ہونی ہے اور آپ معزز ممبران حزبِ اقتدار کی دلچسپی کا حال دیکھ لیں، ہم نے اس لئے کورم کی نشاندہی کی ہے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اس لئے 15 منٹ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(15 منٹ کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 6 بج کر 25 منٹ
پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، گنتی کی گئی ہے اور کورم پورا نہ ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 3۔دسمبر 2013 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

174

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

2013۔دسمبر3منعقدہ،

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1۔ جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: اس ایوان کی رائے ہے کہ اخبارات میں شائع ہونے والی قرآنی آیات اور ان کے ترجمے کو محفوظ بنانے اور بے حرمتی سے بچانے کے لئے تمام اخبارات کو اس امر کا پابند بنایا جائے کہ قرآنی آیات و ترجمہ کے گرد کوپن اور کاؤنٹر فوائل کی طرز پر ڈاٹ بنا کر Scissor and cutting marks لگائیں تاکہ انہیں بآسانی کاٹ کر محفوظ کیا جاسکے۔

2۔ جناب محمد ثقلین انور سپرا: اس ایوان کی رائے ہے کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے جھنگ میں واقع کیمپس کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا چارٹر / درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی رکھا جائے۔

3۔ شیخ علاؤالدین: یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ Competition Commission of Pakistan کے ذریعے سیمنٹ Factories کے کارٹل کا فی الفور خاتمہ کیا جائے تاکہ سیمنٹ کی فی بوری قیمت 120 روپے تک کم ہو سکے۔

4۔ محترمہ ثریا نسیم: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں قید ایسی شادی شدہ خواتین جو دس سال یا زاید کی قید کاٹ رہی ہیں، انہیں ہر ماہ ایک مرتبہ اپنے خاوند سے جیل میں ملنے کی اجازت دینے کے لئے متعلقہ قوانین و قواعد میں گنجائش پیدا کی جائے۔

5۔ جناب احسن ریاض فتیانہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ فیصل آباد ضلع میں 144 کے قریب صنعتی ادارے جن کا زہر آلودہ پانی سمندری ڈرین میں گرتا ہے جس سے ہر سال ہزاروں افراد مختلف قسم کے موذی امراض میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو رہے ہیں، ان کو بند کیا جائے یا پھر اس زہر آلودہ پانی کے لئے Treatment Plant لگایا جائے۔

176

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

منگل،3۔دسمبر2013

(یوم الثلاثہ،28۔محرم الحرام1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

سُنَّةَ مَنۡ قَدۡ اَرۡسَلۡنَا قَبۡلَكَ مِنۡ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِيۡلًا ﴿۷۷﴾
اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ
اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ﴿۷۸﴾ وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً
لَّكَ ۖ عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾ وَقُلۡ
رَّبِّ اَدۡخِلۡنِىۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِىۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ
وَّاجۡعَلۡ لِّىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِيۡرًا ﴿۸۰﴾ وَقُلۡ جَآءَ
الۡحَـقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا ﴿۸۱﴾
وَنُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۙ وَلَا
يَزِيۡدُ الظّٰلِمِيۡنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

سُوْرَۃُ بنیٓ اسرآئیل آیات 77تا 82

جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے ان کا (اور ان کے بارے میں ہمارا یہی) طریق رہا ہے اور تم ہمارے طریق میں تغیر وتبدل نہ پاؤ گے (77) (اے محمد ﷺ) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (ظہر، عصر، مغرب، عشا کی) نمازیں اور صبح کو قرآن پڑھا کرو۔ کیونکہ صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا موجب حضور (ملائکہ) ہے (78) اور بعض حصہ شب میں بیدار ہوا کرو (اور تہجد کی نماز پڑھا کرو)۔ یہ (شب خیزی) تمہارے لئے (سبب) زیادت (ثواب اور نماز تہجد تم کو نفل) ہے قریب ہے کہ اللہ تم کو مقام محمود میں داخل کرے (79) اور کہو کہ اے پروردگار مجھے (مدینے میں) اچھی طرح داخل کیجیو اور (مکے سے) اچھی طرح نکالیو اور اپنے ہاں سے زور وقوت کو میرا مددگار بنائیو (80) اور کہہ دو کہ حق آگیا اور

باطل نابود ہوگیا۔ بے شک باطل نابود ہونے والا ہے(81) اور ہم قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفااور رحمت ہے اور ظالموں کے حق میں تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے(82)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

وہ کیسا سماں ہوگا کیسی وہ گھڑی ہوگی
جب پہلی نظر اُن کے روضے پہ پڑی ہوگی
یہ کوچہ جاناں ہے آہستہ قدم رکھنا
ہر جا پہ ملائک کی بارات کھڑی ہوگی
کیا سامنے جاکے ہم حال اپنا سنائیں گے
سرکارؐ کا در ہوگا اشکوں کی جھڑی ہوگی
ہو جائے جو وابستہ سرکارؐ کے قدموں سے
ہر چیز زمانے کی قدموں میں پڑی ہوگی

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!.on his behalf (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی،.on his behalf سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 76 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں مریضوں کو سہولیات کی فراہمی کی تفصیلات

*76: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جو مریض سرکاری ہسپتالوں میں علاج کے لئے آتے ہیں اور جن کو ادویات کی خرید کی سکت نہیں ہوتی، ان کے علاج اور آپریشن کے لئے حکومت نے کیا نظام وضع کیا ہوا ہے؟

(ب) میو ہسپتال، گنگارام ہسپتال، سروسز ہسپتال، جنرل ہسپتال، جناح ہسپتال، لاہور، نشتر ہسپتال ملتان، بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور، ہولی فیملی ہسپتال اور جنرل ہستپال مری روڈ پنڈی کی علیحدہ علیحدہ Bed strength کیا ہے؟

(ج) 2011-12 میں حکومت پنجاب نے غریب مریضوں کے مفت علاج کے لئے زکوٰۃ، بیت المال و دیگر مدات سے ان ہسپتالوں کو کتنے مالی وسائل فراہم کئے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سرکاری ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں کو تمام ادویات اور علاج معالجہ کی سہولیات بلا معاوضہ / مفت فراہم کی جاتی ہیں جس کے لئے حکومت پنجاب کثیر بجٹ فراہم

کرتی ہے۔اس کے علاوہ اِن ڈور اور آؤٹ ڈور کے مریضوں کو ہسپتالوں کی فارمیسی میں موجود ادویات مفت فراہم کی جاتی ہیں اور علاج کے دوران زیادہ سے زیادہ ادویات ہسپتال سے فراہم کی جاتی ہیں۔ جن مریضوں میں ادویات خریدنے کی سکت نہیں ہوتی ان کے علاج معالجہ کے لئے فنڈز حکومت پنجاب زکوٰۃ اور بیت المال سے فراہم کرتی ہے۔

(ب) مذکورہ ہسپتالوں کی بیڈز کی تعداد درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ہسپتال	بیڈز کی تعداد
1۔	میو ہسپتال لاہور	2060
2۔	سر گنگا رام ہسپتال لاہور	862
3۔	سروسز ہسپتال، لاہور	1196
4۔	لاہور جنرل ہسپتال، لاہور	900
5۔	جناح ہسپتال، لاہور	1250
6۔	نشتر ہسپتال ملتان	1103
7۔	بہاول وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور	1410
8۔	ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی	864
9۔	بے نظیر بھٹو ہسپتال راولپنڈی (راولپنڈی جنرل ہسپتال)	680

(ج) 12۔2011 میں حکومت پنجاب کی طرف سے غریب مریضوں کے مفت علاج کے لئے زکوٰۃ، بیت المال و دیگر مدات سے ان ہسپتالوں کو فراہم کئے گئے مالی وسائل کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں mention کیا گیا ہے کہ ہسپتال کی فارمیسی سے ادویات مفت فرہم کی جاتی ہیں۔ جہاں تک میرے علم میں ہے کہ VIP اور بیوروکریسی کو ہسپتال سے باہر کسی فارمیسی سے branded medicine منگوا کر دی جاتی ہیں تو کیا اس سے ہم یہ سمجھیں کہ جو ہسپتال کی فارمیسی میں medicine ہیں ان کی کوالٹی اس قابل نہیں ہے کہ ان کو VIPs استعمال کر سکیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جس طرح جواب میں لکھا ہے ہسپتال کی ایمرجنسی میں آنے

والے مریضوں کو 100 فیصد میڈیسن فری دی جاتی ہیں لیکن جو مریض indoor میں جاتے ہیں یا جو مریض outdoor میں جاتے ہیں ان کو جو medicine available ہو وہ دی جاتی ہے اور جہاں تک یہ تعلق ہے کہ VIPs کے لئے branded medicine بازار سے خریدی جاتی ہیں تو اس بارے میں، میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف نے پہلی دفعہ LP کو limited کیا ہے کہ LP جو بڑے ہسپتال میں ہے وہ ٹوٹل بجٹ کا 25 فیصد سے زائد نہیں ہو سکتی اور جو ڈسٹرکٹ ہسپتال میں ہے وہ LP پورے بجٹ کا 15 فیصد سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور جو ادویات ایک غریب آدمی، ایک محنت کش مزدور کو ہسپتال کے اندر ملتی ہیں۔VIP شخصیات کو دوا ملتی ہے اور نہ ہی ان کے لئے branded medicine منگوائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! بات سنیں۔ سوال ادھر کا ہے۔ میں نے کل بھی آپ کو یہ بات بتائی تھی اور آج بھی بتا رہا ہوں کہ priority ان کی ہے اگر ان کی طرف سے سوال نہیں آتا تو پھر آپ سوال کر سکتی ہیں لہذا ادھر سے سوال نہیں آ رہا تو آپ کو میں اجازت دیتا ہوں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ آ گئی ہیں۔ دیکھیں! آپ بعد میں کھڑی ہوئی ہیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں پہلے سے کھڑی تھی آپ نے دیکھا نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں! پہلے آپ سوال کریں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! میں نے بھی تو ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: sorry میں دیکھوں گا کہ اگر انہوں نے تین ضمنی سوال نہ کئے تو پھر آپ کو موقع مل جائے گا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! مجھے موقع دینے کا شکریہ۔ میرا وزیر صحت سے ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ غریب مریضوں کے مفت علاج کے لئے زکوٰۃ اور بیت المال وغیرہ سے امداد دی جاتی ہے۔ میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ یہ امداد کیا اقلیتوں کے لئے بھی میسر ہے کیونکہ عام تاثر یہ ہے کہ اقلیتوں کے لئے یہ امداد میسر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپArticle-25 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan پڑھیں۔اس کے مطابق کوئیdistinction نہیں ہو سکتی۔

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے ابھی کہا ہے کہ دوائیاں مفت دی جاتی ہیں اور جہاں تک ہو سکےhelp out کیا جاتا ہے۔ابھی یہ کوئی دو مہینے کی بات ہے میرے اپنے گاؤں کا ایک بندہ ہسپتال میں admit ہوا اور اس کا ایکسرے کروانا تھا تو اس سے -/600روپے charge کئے گئے۔ میں جب وہاں گئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم سے ایکسرے فیس -/600روپے charge کئے گئے ہیں۔ جب میں نے اس بارے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس ایکسرے کی فلمیں نہیں ہیں،وہ ہم نے انہیں باہر سےpurchase کرنے کو کہا ہے تو یہ purchase کر کے لائے ہیں اس کا ہم نے ان سےcharge کیا ہے تو میںkindly یہ پوچھوں گی کہ جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ مریضوں کوhelp out کرتے ہیں تو یہ کس قسم کیhelp ہے کہ انہیں ہر چیز باہر سے لانی پڑتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں۔ انہوں نےparticular بتایا ہے۔ اب آپ جواب دیں جس طرح سے آپ دے سکتے ہیں۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اگر۔۔۔

جناب سپیکر: کون سے ہسپتال کی بات ہے، کدھر کی بات ہے اور کون شخص تھا؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سول ہسپتال کاoverall سوال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں اپنی بہن سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ مجھے ہسپتال کا نام، مریض کا نام اور date کے حوالے سےcomplaint لکھ کر دیں۔

جناب سپیکر: پوچھی تو میں نے بھی یہی بات ہے لیکن وہ گول مول کر گئی ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے شاید صحیح بات follow کی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: میری بہن! میں نے انگریزی میں بات تو نہیں کی، اردو میں کی ہے۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ -/600 روپے میں کوئی بھی ایکسرے فلم نہیں آتی۔

جناب سپیکر: چلیں! Be careful in future.

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں آپ خاموشی اختیار کریں کیونکہ تین سوال ہو چکے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

MR SPEAKER: No supplementary on it now.

ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا دوسرا سوال ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے میاں نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، on his behalf سوال نمبر بولئے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 106 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جعلی ادویات کی فروخت و دیگر تفصیلات

*106: میاں نصیر احمد: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں جعلی ادویات کی فروخت ہوتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو محکمہ اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھا رہا ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید)

(الف) صوبہ پنجاب میں جعلی ادویات کی تیاری اور خرید وفروخت کی روک تھام کے لئے ایک مخصوص طریق کار موجود ہے اور حکومت پنجاب جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے کوشاں ہے۔تاہم کچھ عناصر دولت و دنیا کی ہوس میں یہ گھناؤنا کاروبار کرتے ہیں جن کے بروقت تدارک کے لئے ڈرگز انسپکٹرز وقتاً فوقتاً میڈیکل سٹورز اور میڈیکل کمپنیوں کی چیکنگ کرتے رہتے ہیں اور اگر کوئی بھی شخص اس گھناؤنے کاروبار میں ملوث پایا جائے تو اس کے خلاف سخت قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(ب) جعلی ادویات کی تیاری وفروخت روکنے کے لئے Drugs Act 1976 کے تحت اقدامات کئے جاتے ہیں۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے اس Act کے تحت ڈرگز رولز 2007 بنائے ہیں۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے جامع پروگرام ترتیب دیا ہوا ہے جس میں صوبہ بھر کے ڈرگز انسپکٹرز کی کارروائی کو کمپیوٹرائزڈ کیا جائے گا۔ پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے تعاون سے Drug Inspection Monitoring Evaluation(DIME) سسٹم متعارف کروادیا گیا ہے جس پر مرحلہ وار عملدرآمد شروع ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ صوبے کے تمام ڈرگز انسپکٹرز کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ ادویات کی سٹوریج کے لئے تمام ممکنہ کارروائیوں کو یقینی بنایا جائے۔مزید برآں ڈرگز انسپکٹرز کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ اپنے ایریا میں موجود تمام میڈیکل سٹورز، ڈسٹری بیوٹرز اور فارمیسز کو چیک کر کے اس کی رپورٹ محکمہ صحت کو بھیجے۔ ادویات کا معیار بہتر بنانے کے لئے پنجاب ڈرگز رولز 2007 میں ضروری اقدامات کئے گئے ہیں۔

حکومت پنجاب جعلی ادویات کی تیاری اور روک تھام کے لئے مسلسل کوشاں ہے اور اس سلسلے میں جنوری 2012 سے لے کر اگست 2013 کے عرصہ کے دوران صوبہ بھر میں 87362 میڈیکل سٹورز کی چیکنگ کی گئی۔54801 ادویات کے نمونہ جات برائے تجزیہ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری بھجوائے گئے جن میں سے 1025 ادویات غیر معیاری قرار پائی گئیں جبکہ 91 نمونہ جات جعلی ثابت ہوئے۔7359 میڈیکل سٹورز کے چالان کئے گئے جبکہ

2852میڈیکل سٹورز کو سر بمہر کیا گیا۔ اس دوران ڈرگز انسپکٹرز کی طرف سے دائر کردہ 2502مقدمات پر مبلغ5کروڑ70لاکھ8ہزار روپے جرمانہ کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(الف)کا جواب دیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں جعلی ادویات کی تیاری اور خرید وفروخت کی روک تھام کے لئے ایک مخصوص طریق کار موجود ہے اور حکومت پنجاب جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے کوشاں ہے تاہم کچھ عناصر دولت ودنیا کی ہوس میں یہ گھناؤنا کاروبار کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کی تفصیل ہے۔ میری وزیر موصوف سے یہ درخواست ہے کہ جو جعلی ادویات کی تیاری اور خرید وفروخت کی روک تھام کے لئے مخصوص طریق کار ہے اس کی ذرا وضاحت فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، وضاحت فرمادیں۔ان کو بھی کسی میٹنگ میں بلالیا کریں۔ جب آپ ایسا کام کرتے ہیں تو کبھی ان کے notice میں بھی لے آیا کریں۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!ہم نے Information Technology Board کے ساتھ مل کر ڈرگ انسپکٹر کی مانیٹرنگ کا انتظام کیا ہے کہ وہ کہاں جاتے ہیں، کہاں raid کرتے ہیں اور کہاں inspection کرتے ہیں تو ہمارے dashboard پر اس کی اطلاع خود بخود آجائے گی۔ یہ نیا طریق کار ہم وضع کر رہے ہیں اور بہت جلد یہ implement ہو جائے گا۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب میں اس وقت جعلی ادویات کی خرید وفروخت کا کاروبار نہ ہونے کے برابر ہے۔

جناب سپیکر: جی، جب House adjourn ہو گا تو میں آپ سے دو منٹ لوں گا۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آنا میں نے آپ سے کچھ گفتگو کرنی ہے۔ جی، ضمنی سوال۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ خود آگئے ہیں؟ آپ محترم تشریف رکھیں، اصل مالک آگئے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا تو ابھی سوال پورا نہیں ہوا۔ انہوں نے جو جواب دیا ہے میں اس سے satisfy نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان کو satisfy کریں، آپ کس طرح satisfy کر سکتے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ یہاں جو questions and answers ہوتے ہیں اس کا مقصد محکمے کی کارکردگی کو بہتر بنانا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے جعلی ادویات کے حوالے سے پورے صوبہ میں بہت زبردست campaign launch کی ہوئی ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ محکمے نے جو جواب دیا ہے اس بارے میں ذرا بتادیں کیونکہ مخصوص طریقے کے بارے میں ابھی بتایا نہیں گیا کہ وہ کیا ہے؟ ابھی ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم طریقہ adopt کرنے جا رہے ہیں۔ منسٹر صاحب اس کی ذرا وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: پہلے میری بات سُنیں۔ میرے علم میں لایا گیا ہے کہ پریس گیلری کے صاحبان یہاں سے تشریف لے گئے ہیں انہوں نے بائیکاٹ کیا ہے تو اس کے لئے ملک ندیم کامران، اپوزیشن سے ڈاکٹر مراد راس اور میرے خیال میں آج ہم ایک اور شخصیت کو دعوت دیتے ہیں چودھری محمد اقبال صاحب کو ساتھ لے جائیں وہ پریس گیلری کے صاحبان کی بات سُنیں اور ان کو منا کر لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران، معزز ممبران چودھری محمد اقبال اور ڈاکٹر مراد راس پریس گیلری کے صاحبان کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جب تک وہ نہیں آتے تو ہم تھوڑا سا انتظار کر لیں، بہتری رہے گی یا منسٹر صاحب اگر آپ ان کو satisfy کر سکتے ہیں تو کر دیں۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہم اس میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کو لا رہے ہیں، یہ ہم innovation کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ایڈیشنل سیکرٹری ڈرگ کی ایک نئی پوسٹ create کی گئی ہے۔ ایک پورا ونگ create کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے ایڈیشنل سیکرٹری ڈرگ کی کوئی پوسٹ نہیں تھی اب ایڈیشنل سیکرٹری ڈرگ کی ایک علیحدہ پوسٹ create کی گئی ہے جو اسی کو monitor کریں گے اور اسی کو دیکھیں گے۔ یہ اس سے پہلے نہیں ہوتا تھا یہ نیا کام ہے جو ہماری حکومت نے کیا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے وہ تو کھڑے ہیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرے دوست بھی بار بار وزیر موصوف سے پوچھنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ انہوں نے جز(الف) میں فرمایا ہے کہ ان کے خلاف سخت قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ بظاہر جو سخت ترین کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے، جو routine practice ہے وہ یہ ہے کہ ان کو دو تین دن کے لئے seal کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد یہ دوبارہ کھول دیئے جاتے ہیں۔ معزز ممبران بھی بار بار پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ وہ جو سخت ترین قانونی کارروائی ہے وہ کیا ہے، اس سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: پکڑ کر جیل میں ڈال دیتے ہوں گے اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ جی، وزیر موصوف!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس میں sampling کرتے ہیں اس کے بعد جو رزلٹ آتا ہے اگر وہ ثابت کرتا ہے کہ یہ جعلی ادویات ہیں تو اس کے خلاف ایف آئی آر کاٹی جاتی ہے، بندہ arrest ہوتا ہے ہم کیس کو بھرپور طریقے سے ڈرگ کورٹ میں prosecute کرتے ہیں۔ اب یہ عدالتوں کا کام ہے کہ وہ بندے کو چھوڑتی ہیں یا اس کو سزا دیتی ہیں۔ ہمارا محکمہ بھرپور طریقے سے کیس کو prosecute کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، جن کا سوال ہے ان کو بات کرنے دیں پھر آپ بات کریں۔ آپ اپنا سوال دیا کریں۔ جی، میاں نصیر احمد!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ ایف آئی آر بھی کاٹی جاتی ہے اور بندے پکڑ کر اندر بھی کئے جاتے ہیں تقریباً آدھے صفحے کا جواب دیا گیا ہے اور اس میں جس چیز پر زور دیا گیا ہے میں اس پر ایوان اور آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں، اگر آخر میں دیکھا جائے تو اڑھائی ہزار مقدمات میں بندوں کا ذکر نہیں ہے کہ کتنوں کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ہے اور کتنوں کو پکڑ کر اندر کیا ہے؟ یہ ضرور بتا دیا گیا ہے کہ مبلغ 5 کروڑ 70 لاکھ 8 ہزار روپے کے جرمانے کئے گئے ہیں لہذا میری گزارش یہ ہے کہ یہ ذمہ داری سے جواب فرمادیں کہ یہ جو 5 کروڑ روپے کے جرمانے کئے گئے ہیں کیا آپ نے یہ وصول بھی کئے ہیں؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ جس طرح آپ نے خود فرمایا کہ ایف آئی آر بھی درج کی جاتی ہے یہ جو لوگ انسانی زندگیوں سے کھیلتے ہیں صرف ان کے سٹور نہیں seal کئے جاتے ان کو گرفتار بھی

کیا جاتا ہے تو اب تک کتنے بندے گرفتار ہوئے ہیں؟ٹھیک ہے عدالتوں نے چھوڑ دیا ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر یہ بتائیں کہ اب تک کتنے بندے گرفتار ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں،اب آپ کتنوں کی بات نہ کریں؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!میں تو کہہ رہا ہوں کہ کسی ایک کا بتادیں۔

جناب سپیکر: یہ fresh question بنتا ہے۔

میاں نصیر احمد: اچھا،چلیں!یہ بتادیں کہ کتنی وصولی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی،بتائیں کتنی وصولی ہوئی ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!میں نے اپنے بھائی سے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ عدالتوں کا کام ہے۔عدلیہ آزاد ہے ہم ان کے معاملات میں interfere نہیں کر سکتے۔وہ کسی آدمی کو سزا دیتی ہے،کسی کو جرمانہ کرتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جرمانے تو آپ نے وصول کر لئے ہوں گے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی،جرمانے ہم نے وصول کر لئے ہیں۔

جناب سپیکر: یقیناً گئی اپیل میں بھی گئے ہوں گے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر!میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی،قریشی صاحب!آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر!آپ کی اجازت سے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ابھی فرمایا ہے کہ ایف آئی آر کاٹی جاتی ہے،حالانکہ ایسے cases میں کوئی ایف آئی آر نہیں کاٹی جاتی بلکہ باقاعدہ میٹنگ ہوتی ہے اور ڈی سی او اس کو preside کرتا ہے اس کے بعد اس کیس کو ڈرگ کورٹ میں بھیجا جاتا ہے۔فوری طور پر پتا نہیں چلتا کہ دوائی جعلی ہے یا نہیں وہ تو analysis کے بعد پتا چلے گا،public analyst report بھیجے گا تو اس پر کارروائی ہو گی۔یہ بات انہوں نے صحیح نہیں فرمائی۔دوسرا انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ 5 کروڑ روپے جرمانہ recover کیا گیا ہے جب تک deterrent punishment نہیں ہو گی،اس کو imprisonment نہیں ہو گی اس وقت تک یہ کام کبھی نہیں رُکے گا۔اس وقت بھی آپ جا کر دیکھیں کہ ادویات کی دُکانوں پر مویشیوں کی دوائیاں فروخت ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: تجاویز علیحدہ بات ہے، ضمنی سوال پر بات کریں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! اس طرح سے quackery کو فروغ ملے گا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ آپ کی بات سُن لی ہے۔ شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کو کیا ہوا ہے؟ اب تو آپ ٹھیک ٹھاک ہیں، ماشاء اللہ آپ کی ٹانگ بھی ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر نے آپ پر بہت محنت کی ہے، دوائیاں بھی آپ کو صحیح ملی ہیں۔ (قہقہہ)

اب آپ بتائیں کہ کیا ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے پچھلے سوال پر بھی ضمنی سوال کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ اب میری بات سُن لیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں خود بھی سرکاری ہسپتال میں اپنی ٹانگ کی ایم آر آئی کروانے گیا تھا اور شیخ زید ہسپتال والوں نے مجھ سے بھی 8ہزار 4چار سو روپے charge کئے تھے حالانکہ میرا استحقاق بھی تھا۔

جناب سپیکر: شیخ زید ہسپتال حکومت پنجاب کے under نہیں ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری عرض تو سُن لیں اس کے باوجود انہوں نے بتایا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بعد میں reimburse بھی ہو جاتے ہیں، آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں، اس سوال پر بہت ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔ جناب جاوید اختر!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے جناب جاوید اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سوال نمبر 290 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*290:جناب جاوید اختر:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان کب تعمیر کیا گیا،اس پر کل کتنے اخراجات آئے؟

(ب) اس میں کل کتنے ڈاکٹرز، پروفیسرز اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) اس ہسپتال میں کون کون سے شعبہ جات ہیں؟

(د) یہ ہسپتال مریضوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کر رہا ہے؟

(ہ) اس ہسپتال میں ڈاکٹرز، پروفیسر کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے،ان اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے اور یہ کب تک پر ہو جائیں گی؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان کا تعمیراتی کام 04-06-12 کو شروع کیا گیا اور 05-08-08 کو آؤٹ ڈور شروع ہوا۔اس پر 1100.360 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ب) اس میں 78 میڈیکل آفیسرز، تین پروفیسرز، دو ایسو سی ایٹ پروفیسرز، 16 اسسٹنٹ پروفیسرز اور 11 سینئر رجسٹرار اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

(ج) مذکورہ ہسپتال میں درج ذیل 10 شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

کارڈیالوجی، کارڈیک سرجری، ریڈیالوجی، انجیوگرافی، انجیوپلاسٹی، پیتھالوجی، نیوکلیئر کارڈیالوجی، ڈینٹل ڈیپارٹمنٹ، ایکوکارڈیوگرافی، ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ، ای این ٹی

(د) یہ ہسپتال دل کے متعلق امراض کے لئے ہمہ اقسام سہولیات فراہم کر رہا ہے۔جن میں انجیوگرافی، انجیوپلاسٹی، ECHO، Echocardiography، CABG وغیرہ شامل ہیں۔

(ہ) اس ہسپتال میں میڈیکل آفیسرز کی آٹھ، پروفیسرز کی پانچ، ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی آٹھ، اسسٹنٹ پروفیسرز کی پانچ اور سینئر رجسٹرار کی 18 اسامیاں خالی ہیں۔میڈیکل آفیسرز کی 2000 اسامیوں جبکہ وومن میڈیکل آفیسرز کی 400 اسامیوں پر بذریعہ PPSC مستقل بنیادوں پر بھرتی جاری ہے۔جیسے ہی بھرتی کا عمل مکمل ہو گا میڈیکل آفیسرز کی خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی جبکہ دیگر اسامیوں پر بھرتی کے لئے اخبار میں اشتہار دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ملتان ہے اس سے جنوبی پنجاب کے 17 اضلاع ہائے اور دوسرے صوبوں والے بھی فائدہ اُٹھاتے ہیں مگر وہاں پر 45 ڈاکٹر نہیں ہیں، پروفیسر حضرات کی کمی ہے اور اگر آپ وہاں جا کر دیکھیں تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ فرشوں پر لیٹے ہوئے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر کی 45 اسامیاں خالی ہیں۔ پوچھا گیا ہے کہ یہ کب سے خالی ہیں مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں اور کب تک پُر ہوں گی۔ یہ دونوں چیزیں نہیں بتائی گئیں۔ اتنا اہم کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ ہے، مہربانی کریں کہ تاریخ بتائی جائے کہ کب تک یہ اسامیاں پُر کر دی جائیں گی؟ وہاں سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف! بتائیں کہ وہ 45 اسامیاں کب تک پُر ہو جائیں گی؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ نے خصوصی طور پر ان کی اجازت سے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ابھی 2 ہزار کے قریب میڈیکل آفیسر بھرتی کئے ہیں جو ہر ڈویژن میں کمشنر صاحب کی disposal پر بھیج دیئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ need base کے تحت جہاں ان کی ضرورت ہے وہاں پر بھی deputeکئے جاتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ 2 ہزار ڈاکٹروں میں سے ان کے ہسپتال میں بھی ڈاکٹر جائیں گے اور 8 سو WMO پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی ہونے جا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری حکومت نے ایڈہاک سسٹم کے تحت کالج کی سلیکشن کمیٹی یا مینجمنٹ بورڈ کو اجازت دے دی ہے کہ وہ ٹیچنگ سٹاف جس میں اسسٹنٹ پروفیسر، رجسٹرار اور پروفیسر حضرات آتے ہیں ان کو اشتہارات کے ذریعے رکھ سکتے ہیں، اس کی اجازت دے دی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ کمی پوری ہو جائے گی۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! 26۔نومبر کو بھی انہوں نے یہی بات کی ہے، یہ اس سے پہلے کا process ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ 2 ہزار میڈیکل افسران کی بات نہیں ہے۔ یہاں پر تو پروفیسر، اسسٹنٹ پروفیسر، کارڈیالوجی کے پروفیسر وہاں پر نہیں ہیں۔ میں بلکہ آپ کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہاں جا کر دیکھیں کہ کارڈیالوجی کا کیا حشر ہو رہا ہے؟ وہاں پروفیسر نہیں ہیں لوگ بہت پریشان ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس کو کار خیر سمجھتے ہوئے، میڈیکل آفیسر تو ہوتے رہیں گے وہاں پر پروفیسروں کی اسامیاں پُر کروائی جائیں۔ میں اس معزز ایوان کے توسط سے آپ سے درخواست کرتا

ہوں کہ پروفیسروں کی اسامیوں کے لئے تاریخ دی جائے کہ کب تک وہاں پر پروفیسر تعینات ہو جائیں گے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب والا! پروفیسر صاحبان کے انٹرویو کی تاریخ 14اور 16۔دسمبر آچکی ہے۔اس تاریخ کو ہمارا جو criteria demanded ہے اس حساب سے اگر کوئی پروفیسر صاحبان select ہو گئے تو انشاء اللہ وہ join کر لیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! سوال نمبر333 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شیخوپورہ:بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*333:**جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں کتنے بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز ہیں ان کے ناموں سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایسے بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز ہیں جن میں ڈاکٹرز اور متعلقہ سٹاف موجود نہ ہے اور ادویات کی سہولت بھی نہ ہے ایسے سنٹرز کے نام بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت ان سنٹرز میں ڈاکٹرز، متعلقہ سٹاف اور ادویات کی دستیابی کو یقینی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں ایک آر ایچ سی جنڈیالہ شیر خان ہے جبکہ 10بی ایچ یوز ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔عمونکے، چھاپہ، مرزا ورکاں، ورن، کالوکے، گھنک، رنیکے، مدوالہ خورد، ملیاں کلاں اور ساہو کی ملیاں۔

(ب) بی ایچ یو کالوکے، عمونکے، مدوالہ خورد اور ساہو کی ملیاں میں ڈاکٹر کی اسامی خالی ہے جبکہ اس کے علاوہ تمام بی ایچ یوز پر ڈاکٹرز اور دیگر سٹاف تعینات ہے RHC جنڈیالہ شیر خان میں

SMOاور WMOکی اسامی خالی ہے تاہم تمام مراکز صحت میں RHCاور BHUلیول کی تمام ادویات وافر مقدار میں موجود ہیں۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب مستقبل بنیادوں پر 2000میڈیکل آفیسرز اور 400وومن میڈیکل آفیسرز بذریعہ PPSCبھرتی کر رہا ہے اور بھرتی کا عمل جلد ہی مکمل ہو جائے گا جس سے ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں جلد ہی پُر کر دی جائیں گی۔اس کے علاوہ ماہانہ بنیاد پر واک ان انٹرویو کے تحت ڈاکٹرز کی بھرتی کی جارہی ہے۔ ڈاکٹر کی دستیابی کی صورت میں خالی اسامی کو فوراً پُر کر دیا جائے گا۔

وہ تمام ادویات جو کسی بھی BHUاور RHCکو مہیا کی جاتی ہیں وہ تمام ادویات مذکورہ سنٹرز پر بھی دستیاب ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب والا!انہوں نے جواب کے جز(ب) میں بتایا ہے کہ اس کے علاوہ تمام BHUsپر ڈاکٹر اور دیگر سٹاف تعینات ہے۔چند BHUsکے متعلق انہوں نے کہا کہ وہاں پر ڈاکٹر تعینات نہیں ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر ڈاکٹر کیوں موجود نہیں ہیں؟ میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ایسی جگہیں ہیں جہاں پر میں خود وقتاً فوقتاً visitکرتا رہتا ہوں۔ کم از کم دو ماہ سے زائد ہو چکے ہیں اور یہاں پر پوسٹیں خالی ہیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران، معزز ممبران چودھری محمد اقبال اور ڈاکٹر مراد راس ایوان میں تشریف لائے)

جناب سپیکر: ایک منٹ کے لئے آپ تشریف رکھیں۔ ملک ندیم کامران صاحب تشریف لے آئے ہیں پہلے میں ان کی بات سن لوں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اپوزیشن کے کچھ دوست، میں اور چودھری اقبال صاحب آپ کے حکم کے تحت پریس گیلری کے دوستوں کے پاس گئے تھے،ان سے بات ہوئی ہے پانچ منٹ کے بعد وہ تشریف لے آئیں گے۔ اس کے بعد ہماری ان سے جو بات ہوئی ہے وہ آپ کے سامنے رکھ دی جائے گی۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب فیضان خالد ورک:جناب والا!میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ مختلف گاؤں میں جو سیٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں جن کو BHU کا نام دیا گیا ہے ان کو خالی کیوں رکھا گیا ہے، ان پوسٹوں کو خالی پڑے ہوئے دو ماہ سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن وہاں پر ابھی تک کوئی ڈاکٹر تعینات نہیں ہوا ہے، کیا ان لوگوں کو علاج معالجہ کی ضرورت نہیں ہے؟

جناب سپیکر:وہ تو انہوں نے پہلے ہی بتا دیا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب والا!آپ یہ بھی دیکھیں کہ وہاں پر کوئی ڈاکٹر ہی موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر:وزیر صاحب!ان کو بتا دیں تاکہ ان کی تسلی ہو جائے۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب والا!میں نے پہلے بھی آپ کی وساطت سے گزارش کی ہے کہ دو ہزار کے قریب میڈیکل آفیسر زپبلک سروس کمیشن کے ذریعے select ہو کر متعلقہ ڈویژن میں جا چکے ہیں اور need base system کے تحت RHC اور BHU میں ان کی تعیناتی کی جا رہی ہے۔اس میں سے 800 وومن میڈیکل آفیسر ز بھی موجود ہیں، مجھے یہ بھی امید ہے کہ 2800 ڈاکٹروں کی بھرتی ہونے کے بعد ان کے جو BHUs اور RHCs ہیں وہ بھی خالی نہیں رہیں گے اور کافی حد تک ان کی demand پوری ہو جائے گی۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب والا!اگر ان دنوں وہاں پر کوئی بھی ایمر جنسی ہو جائے تو پھر لوگ کیا کریں گے؟ پچھلے دنوں میں خود RHC جنڈیالہ شیر خان میں رات تقریباً دس بجے گیا لیکن وہاں پر کوئی ڈاکٹر موجود نہیں تھا۔۔۔

جناب سپیکر:جنڈیالہ شیر خان اور شیخوپورہ کا کتنا فاصلہ ہے؟

جناب فیضان خالد ورک:جناب والا!یہ کوئی سولہ کلو میٹر کا فاصلہ بنتا ہے۔

جناب سپیکر:میرے خیال میں اس سے بھی کم ہو گا۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب والا!کم از کم اتنا ضرور ہے۔

جناب سپیکر:وزیر موصوف اگر اچھا کام کر رہے ہیں تو انہیں کرنے دیں۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب والا!RHC میں خود جاتا رہا ہوں ابھی کچھ دن پہلے میں وہاں پر گیا تو وہاں پر اندر جانور ایسے پھر رہے تھے جیسے کوئی چراغاں ہو۔میں نے ہسپتال کے عملے کا Attendance

Registerدیکھا تو وہاں پر حاضری والے خانے خالی پڑے ہوئے تھے اور کئی دنوں کی حاضری ہی نہیں لگی تھی۔ میں نے خود وہاں پر ان خانوں میں absentلگائی اور بے شمار لوگوں کی غیر حاضری لگا کر میں وہاں سے نکلا ہوں۔اس پر کیاactionلیا گیا ہے؟میں نے وہاں پر کوئی ہیلتھ سنٹر نہیں چھوڑا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بھی اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کیا کریں، یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔اپنے اختیارات سے تجاوز کرنا مناسب بات نہیں ہے۔آپ ویسے ہی لکھ دیتے یاان کیcomplaintکر دیتے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب والا!میں وہاں پر نوٹ بھی لکھ کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کی اتھارٹی آپ کے پاس نہیں ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: چلیں!ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا!کیا وزیر صاحب ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ جن چار Basic Health Unitsکے اندر ڈاکٹر ہی موجود نہیں ہیں تو کیا ڈاکٹروں کا تعینات نہ کیا جانا ایسے نہیں construeکیا جائے گا کہ وہاں پر عطائیت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔اس پر statementدے دیں کہ اگر وہاں پر کوئی ڈاکٹر ہی موجود نہیں ہے تو میں کس سے جا کر اپنا علاج کرواؤں گا، یہ بھی مجھے بتا دیں کہ کیا quackeryکوpromoteکیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: اللہ کرے کہ آپ کو کچھ بھی نہ ہو اور آپ کسی ڈاکٹر کی تلاش میں نہ ہی ہوں تو بہتر ہے۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب والا!ڈاکٹروں کی کمی بڑی دیر کا backlogچلا آ رہا تھا ہم نے ہی پہلی دفعہ اس کو پورا کیا ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو شاباش دیتا ہوں۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب والا!یہ 2800ڈاکٹر انہی کے لئے بھرتی کئے گئے ہیں یہ تمام کے تمام BHUsکے لئے بھرتی کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت اچھا، شاباش۔اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ کی طرف سے ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!سوال نمبر 379 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ خطرناک جرم ہے؟(قہقہ)

جناب احمد شاہ کھگہ: کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ بچائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن ملکہ ہانس میں سینئر میڈیکل آفیسر کی اسامی کو پُر کرنے کا معاملہ

*379: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملکہ ہانس، پاکپتن میں رورل ہیلتھ سنٹر میں ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کافی عرصہ سے اس RHC میں سینئر میڈیکل آفیسر کی سیٹ خالی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب RHC ملکہ ہانس میں سینئر میڈیکل آفیسر کی خالی اسامی پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مذکورہ آر ایچ سی میں سینئر میڈیکل آفیسر، میڈیکل آفیسر، وومن میڈیکل آفیسر، ڈینٹل سرجن، کی ایک ایک اسامی جبکہ چارج نرسز کی 6 اسامیاں، لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کی 2 اسامیوں سمیت مختلف گریڈز کی کل 61 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے 53 اسامیاں پُر شدہ جبکہ 8 اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب،ج) SMO کی اسامی پر تعیناتی بذریعہ پروموشن کی جاتی ہے۔ جیسے ہی میڈیکل آفیسرز کی ترقی گریڈ 18 میں بطور SMO ہو گی تو مذکورہ RHC پر SMO تعینات کر دیا جائے گا۔ مزید عرض ہے کہ ڈاکٹر عبدالمجید، میڈیکل آفیسر بطور انچارج RHC ملکہ ہانس کام کر رہے ہیں۔ اور مریضوں کو طبی سہولیات سمیت مذکورہ RHC کے انتظامی امور کو احسن طریقے سے چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب والا! میں نے سوال کیا تھا کہ ملکہ ہانس ہمارا ایک قصبہ ہے جس کی آبادی تقریباً پچاس ہزار کے قریب ہے۔ وہاں پر یہ ہسپتال ہے اور وہاں پر عرصہ تقریباً چار سال سے سینئر ڈاکٹر کی پوسٹ خالی چلی آ رہی ہے جس کو پُر کرنا بہت ضروری ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ جواب لینا چاہتا

ہوں کہ یہ پوسٹ کتنے عرصہ سے خالی ہے اور جو جونیئر ڈاکٹر وہاں پر تعینات ہے وہ کتنے عرصہ سے ادھر کام کر رہا ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب والا! میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ SMO کی جو پوسٹ ہوتی ہے یہ promotion کے ذریعے پُر کی جاتی ہے، ان کی direct induction نہیں ہوتی۔ ہم نے promotion کے لئے محکمہ کو کہا ہوا ہے اور اس سلسلے میں پندرہ سو سے زائد ڈاکٹروں کی reports بن چکی ہیں جن کی سترہ گریڈ سے اٹھارہ گریڈ میں promotion ہو رہی ہے، جیسے ہی promotion ہوتی ہے تو انشاء اللہ ان کو SMO لگا دیا جائے گا۔ ایک مہینہ تک ان کی promotion ہو جائے گی۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب والا! آپ کی وساطت سے میری یہ گزارش ہو گی کہ جس جونیئر ڈاکٹر عبدالمجید کا نام یہاں پر بتایا گیا ہے، یہ عرصہ چار سال سے لگے ہوئے ہیں اور یہ وہاں کے مقامی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہاں پر سینئر ڈاکٹر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب وہاں پر چار سال گزار چکے ہیں اب بے شک یہ پاکپتن ہی چلے جائیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہاں پر اعلان کیا تھا کہ بجلی چوری سے متعلقہ لوگوں کی کبھی معافی نہیں ہو گی۔ حالانکہ اس ڈاکٹر پر بجلی چوری کی ایف آئی آر بھی درج ہے، یہ مقامی ہے وہاں یہ ہڈیاں توڑ کر لوگوں کو رزلٹ دے دیتا ہے۔ میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ اس کو کسی اور جگہ بھیج کر پنجاب کے کسی بھی حصہ سے کسی اور ڈاکٹر کو وہاں پر لگانا بہت ضروری ہے۔ اگر وزیر موصوف کہیں تو میں ان کو ایف آئی آر کا نمبر بھی بھجوا دوں گا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو وہاں سے تبدیل کیا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب تو آپ کے ضلع کے ہیں اور آپ کو نزدیک ہی مل جاتے ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب والا! ان کو پتا ہے۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب والا! یہ جو بجلی چوری کا یا medico legal غلط دینے کا بتا رہے ہیں یہ ان کے خلاف complaint کریں ہم اس پر action لیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلا سوال بھی جناب احمد شاہ کھگہ کا ہے اور دونوں سوالات کی دفعات بڑی عجیب ہیں۔ (قہقہے)

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 380 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن: پی پی۔229 میں بی ایچ یوز اور آر ایچ سیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*380: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔229 پاکپتن میں کتنے BHUs اور RHCs ہیں، نام مع پتاجات بتایا جائے؟

(ب) حلقہ میں موجود BHUs اور RHCs میں میڈیکل و پیرا میڈیکل سٹاف مع نام و تعداد کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) جن BHUs اور RHCs میں میڈیکل و پیرا میڈیکل سٹاف کی کمی ہے کیا حکومت ان میں اس کمی کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) حلقہ پی پی۔229 پاکپتن میں 2 آر ایچ سیز جبکہ 11 بی ایچ یوز ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آر ایچ سی ملکہ ہانس اور آر ایچ سی 93/D نور پور جبکہ BHU جعفر علی شاہ، 72/D BHU، BHU چک شاہ کھگہ، 22/EB BHU، 16/EB BHU، BHU چک شفیع، BHU کوٹ ہیرا سنگھ، 80/D BHU، 84/D BHU، 62/SP BHU، 102/D BHU

(ب) مذکورہ بالا طبی سنٹروں پر تعینات میڈیکل و پیرا میڈیکل سٹاف کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز پر ڈاکٹروں کی اسامی پُر ہیں صرف RHC ملکہ ہانس پر SMO کی سیٹ خالی ہے۔ جس کو بذریعہ ترقی پُر کیا جائے گا۔ پیرا میڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں پر حکومت وقتاً فوقتاً بھرتی کرتی رہتی ہے تاہم بعض اوقات کسی اہلکار کی ٹرانسفر، ریٹائرمنٹ یا دیگر کسی وجہ سے اسامیاں خالی ہوتی رہتی ہے۔ اس وقت پیرا میڈیکل سٹاف کی بھرتی پر حکومت پنجاب کی جانب سے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبری SOR-IV(S&GAD)10-5/2013 (BAN) مورخہ 28-06-2013 سے پابندی ہے۔ جیسے ہی پابندی ختم ہو گی تو خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب والا!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اسامیاں بتائی گئی ہیں یہ کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

جناب سپیکر: آپ ابھی آئے ہیں یا پہلے سے یہاں تشریف فرما تھے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب والا!میں پہلے سے بیٹھا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ تو پہلے ہی اس کا جواب دے چکے ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: اگر بتا دیا ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ان کو بتا دیں اور remind کروا دیں۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب والا!میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ وہ ڈاکٹر ان کے ڈسٹرکٹ میں بھی جا چکے ہیں، کمشنر صاحب نے ان کو appoint کر دیا ہے۔ میرے ذاتی علم میں ہے کہ وہ ڈاکٹر حضرات BHUs اور RHC اور THQ میں اس وقت join کر چکے ہیں۔ اگر ان کے علاقہ میں انہوں نے join نہیں کیا تو وہ جلدی join کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جناب اعجاز خان!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اس کے بعد اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر مراد راس کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!سوال نمبر 524 ہے۔

(اس مرحلہ پر صحافی صاحبان واک آؤٹ ختم کر کے گیلری میں واپس تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: Welcome جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: میں سمجھ رہا ہوں کہ میں نے سوال نمبر بتایا ہے تو سارے میرے لئے کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میڈیا کا welcome تھا اور آپ بھی ساتھ کر رہے تھے۔

DR MURAD RAAS: I want to thank.

جناب سپیکر: میڈیا کو welcome کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی آپ نے مجھے اور دیگر ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ ہم صحافی برادری سے بات کریں تو ایوان کے کہنے اور آپ کے حکم پر ہم لوگ ان کے پاس گئے۔ یہ protest میں شامل تھے جس میں ہم بھی شامل ہوئے اور ان کو یقین دہانی کرائی کہ کراچی میں ایکسپریس پر جو واقعہ ہوا ہے وہ شرمناک بھی ہے اور alarming بھی۔ اس واقعہ کی ہمارا پورا ایوان unanimously مذمت کرتا ہے اور آپ کے اس protest میں شامل ہے۔ ہم نے ان سے بات کی ہے کہ اسمبلی میں ایک متفقہ قرار داد منظور کی جائے گی جس میں حکومت سندھ سے request کی جائے گی کہ culprits کو کیفر کردار تک پہنچائے اور آئندہ آنے والے دنوں میں ان چیزوں سے اجتناب کیا جائے، نہ صرف سندھ بلکہ باقی ملک اور خصوصی طور پر پنجاب میں بھی ایسے انتظامات کئے جائیں جن سے صحافی برادری مطمئن ہو سکے کہ ایسے واقعات دوبارہ نہیں ہوں گے اور ایسے سنگین واقعات سے ملک میں جو انارکی پھیلنے کا اندیشہ ہے اس سے بچا جائے۔ اپوزیشن لیڈر نے بھی ان سے یہ بات کی ہے۔ ابھی رانا ثناء اللہ خان صاحب تشریف لے آتے ہیں تو ہماری خواہش ہے کہ اس سلسلے میں ایک متفقہ قرار داد منظور کی جائے جس میں پورے ایوان کی consensuses ہو اور ہم ان کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور اس کے لئے تمام تر عملی اقدامات جو ہو سکتے ہیں وہ کئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: مراد راس صاحب! ٹھیک ہے؟ Agreed??

ڈاکٹر مراد راس: جی، Agreed

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، قائد حزب اختلاف آ گئے ہیں اور ابھی لاء منسٹر صاحب آتے ہیں تو ایک متفقہ قرارداد ہو گی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): شکریہ

جناب سپیکر: جی، مراد راس صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 524 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا معاملہ

*524:ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب میں کتنے میڈیکل کالج ہیں ان کے نام و مقام سے آگاہ کریں؟

(ب) ان کالجوں میں سپرنٹنڈنٹ اور ایڈمن آفیسرز کی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں، ان کی علیحدہ علیحدہ کالج وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) کیا کالج انتظامیہ ان اسامیوں کو fill کرنے کا اختیار رکھتی ہے اگر ہاں تو ان اسامیوں کو بروقت fill نہ کرنے والے ذمہ داران کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

(د) مذکورہ کالجوں کی انتظامیہ نے ان خالی اسامیوں کو fill کرنے کے لئے کتنی دفعہ ڈی پی سی کی میٹنگز منعقد کیں تاریخ وسال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب میں اس وقت 14 میڈیکل کالج کام کر رہے ہیں جن کے نام و مقام کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ اسامیوں کی کالج وار تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میڈیکل کالج ایڈمن آفیسرز کو ڈائریکٹ ملازم رکھنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ یہ پوسٹ پروموشن پوسٹ ہے جو کہ انہیں میڈیکل کالجوں میں تعینات سپرنٹنڈنٹس کی سنیارٹی تمام ٹیچنگ کالج / ہسپتال کی مشترکہ ہے جو کہ محکمہ صحت کی نوٹیفائیڈ ہے۔ ان خالی اسامیوں کو ترقی کے ذریعے پُر کر لیا جائے گا۔ اس سلسلے میں سنیارٹی لسٹ کو نوٹیفائی کیا جا رہا ہے۔ سکیل 1 سے 15 تک تمام اسامیوں کی ترقی کے کیسز متعلقہ میڈیکل کالجوں / ہسپتال کے سربراہان خود کرتے ہیں۔ تاہم سکیل 16 کا کیس ان تمام سربراہان نے بنا کر محکمہ صحت کو ارسال کرنا ہوتا ہے جس کے بعد محکمہ صحت اس پر DPC بلاتا ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں کی ترقی کے آرڈرز ہوتے ہیں جن کی DPC نے سفارش کی ہوتی ہے۔ جو کہ ابھی تک محکمہ صحت کو کوئی کیس نہ آیا ہے۔ تاہم تمام سربراہان کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ ان لوگوں کے پروموشن کیسز مکمل کر کے محکمہ صحت کو ارسال کریں تاکہ ان پر غور کر کے DPC منعقد کر کے ان کو بطور سپرنٹنڈنٹ ترقی دی جا سکے۔ اس معاملے میں محکمہ صحت کا کوئی بھی آفیسر رکاوٹ نہ ہے۔

(د) آخری دفعہ ڈی پی سی2000 میں ہوئی تھی۔ جس میں آفس سپرنٹنڈنٹس کو بطور ایڈمن آفیسرز ترقی دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 29 نوکریاں ہیں جو کہ 2000 سے خالی پڑی ہیں۔ میں اس سلسلے میں تھوڑی سی history دینا چاہتا ہوں کہ انہیں خالی پڑے تیرہ سال ہو گئے ہیں۔ تیرہ سال سے یہ 29 کی 29 اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ جنوری 2012 کے اندر صلاح الدین صاحب اور عامر صاحب نے اس پر سوال جمع کرایا تھا جس کے جواب میں کہا گیا تھا کہ مارچ تک اس کی میٹنگ بلائی جائے گی اور یہ fill posts کر دی جائیں گی اس بات کو بھی دو سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک اس پر کوئی action نہیں لیا گیا۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس پر آج بھی کوئی date دی جائے گی یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ ایڈمن آفیسر کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ یہ پروموشن پوسٹ ہے، یہ direct induction نہیں ہوتی بلکہ یہ پروموشن کے ذریعے ہوتی ہے تو میں اپنے بھائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک بہت اچھے مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے۔ ہم اسے پہلے ہی دیکھ رہے ہیں لیکن اب اس کو fast track پر کر دیں گے اور میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ جلد ان کی DPC منعقد کی جائے گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جنہوں نے نیچے سے اوپر level پر آنا تھا وہ تیرہ سال سے بوڑھے ہو کر گھر چلے گئے ہیں جو امید کر رہے تھے کہ ان کو یہ نوکریاں ملیں گی وہ ریٹائر ہو چکے ہیں۔ تیرہ سال سے ایک issue کو نہیں اٹھایا گیا اور یہ اسامیاں خالی رکھی گئی ہیں۔ میں آپ کو کچھ information دینا چاہتا ہوں جو اسی ایوان کی information ہے اور جو چیزیں یہاں پر ہوئی تھیں۔ اگست 2013 کے اجلاس میں بھی صلاح الدین صاحب نے یہ سوال اٹھایا تھا اور اس پر یہ کہا گیا تھا کہ DPC کی میٹنگ کبھی ہوئی ہی نہیں حالانکہ جنوری 2012 میں انہوں نے کہا تھا کہ یہ میٹنگ ہوئی ہے۔ مجھے صرف یہ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ میٹنگ ہوئی، نہیں ہوئی، کب بلانی ہے یا کیوں کرنی ہے۔ ہمیں یہاں پر غلط information کیوں دی جا رہی ہے؟ میں سارا ریکارڈ ساتھ لے کر آیا ہوں۔ یہ یہاں کے جوابات کا ریکارڈ ہے۔ ہمیں یہاں پر

غلط information دی جارہی ہے پہلے کہا گیا کہ یہ میٹنگ بلائی گئی ہے اس کے بعد کہا گیا کہ یہ میٹنگ نہیں بلائی گئی پھر کہا گیا کہ اسامیاں بھر دیں گے اب دو سال ہو گئے ہیں لیکن اسامیاں نہیں بھری گئیں۔ یہاں صرف بیوروکریسی کے ذریعے جوابات لے کر ہمیں اس طرح satisfy نہ کریں تو بہتر ہے۔ لوگ تیرہ سال سے نوکریوں کا انتظار کر رہے ہیں لیکن ابھی تک ان کو adjust نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: وہ پروموشن کی بات کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! تیرہ سال کے اندر کسی کی پروموشن نہیں ہوئی، میرا یہ سوال ہے کہ تیرہ سالوں میں کسی کی پروموشن نہیں ہوئی؟ منسٹر صاحب! آج یہاں پر date دیں کہ کس دن میٹنگ ہونی ہے۔ ہمیں مہینہ نہیں بلکہ date چاہئے کہ کس date کو میٹنگ ہو گی؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس کی سنیارٹی لسٹ بن چکی ہے۔ اعتراضات کے لئے ایک مہینے کا ٹائم دینا ضروری ہوتا ہے۔ ہم نے وہ ایک مہینے کا ٹائم دیا ہے اس کے بعد DPC منعقد ہو گی اور اس کے بعد پروموشن ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس پر کوئی date کوئی time frame نہیں دیا گیا۔ میری صرف اتنی استدعا ہے کہ اس پر کوئی date کوئی time frame دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ ایک مہینے کا ٹائم بھی تو دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: ایک مہینہ مطلب تین جنوری تک ہو جائے گا؟

MINISTER FOR AGRICULTURE/HEALTH (Dr Farakh Javed)**:** Mr Speaker! By the end of January

جناب سپیکر: یہ کوئی حق تو نہیں ہوتا بہر حال اگر آپ نے DPC کرنی ہے تو وہ کر کے اسے نمٹائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ 3۔جنوری تک ہو جائے گی۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں نے by the end of January کہا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ ان کی بات غور سے سنیں۔ منسٹر صاحب! فارمولا بتا دیں کہ کیا کرنا چاہتے ہیں، کب تک ہو جائے گی؟ بس اتنی بات ہے۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اعتراضات ہماری قانونی مجبوری ہے ہمیں وہ اعتراضات collect کرنا پڑتے ہیں۔ ہم اس کے بغیر DPC نہیں کر سکتے۔ لسٹ notify کرنا ہوتی ہے تو by the end of January انشاء اللہ یہ DPC ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 526 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں خالی اسامیوں کو بروقت پُر نہ کیا جانا

***526: سردار وقاص حسن مؤکل:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سپرنٹنڈنٹ اور ایڈمن آفیسرز کی خالی اسامیوں کو fill کرنے کے لئے مورخہ 12-02-06 کو ڈی پی سی کی میٹنگ طلب کی گئی تھی تاکہ ان اسامیوں کو fill کیا جا سکے؟

(ب) مذکورہ میٹنگ میں کن کن اسامیوں کو ترقی کے ذریعے fill کیا گیا، اگر نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اسامیوں کو پُر نہ کرنے میں چند افسران بالا رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، کیا محکمہ ان ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مورخہ 2010-02-06 کو سپرنٹنڈنٹ اور ایڈمن آفیسرز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے محکمہ صحت میں ڈی پی سی طلب نہ کی گئی۔

(ب) مذکورہ تاریخ کو سپرنٹنڈنٹ / ایڈمن آفیسر کی ترقی کے لئے کوئی کیس زیر غور نہ آیا تھا۔ تاہم اب ایڈمن آفیسرز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے ڈی پی سی جلد ہی منعقد کر لی جائے گی۔ اس سلسلے میں سنیارٹی لسٹ نوٹیفائی کی جا رہی ہے۔

(ج) چونکہ کوئی بھی ڈی پی سی برائے ترقی سپرنٹنڈنٹ /ایڈمن آفیسر نہ ہوئی ہے لہذا کوئی بھی آفیسر ان کی ترقی میں حائل نہ ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! چونکہ میرا سوال بھی ڈاکٹر مراد صاحب کے سوال سے بڑا related ہے اس لئے میں اس پر زیادہ بات نہیں کروں گا لیکن اس کے جواب پر یہ ضرور کہوں گا کہ منسٹر صاحب کی طرف سے جو جواب آئے ہیں ان کے اندر یہی لکھا گیا ہے کہ DPC طلب نہ کی گئی ہے جبکہ میرے پاس بھی evidence ہے، exact date, exact time ہے۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب نے بروز منگل مورخہ 24۔جنوری 2012 کو exactly یہی سوال کیا تھا، سوال نمبر 4890 تھا جس کے جواب میں لکھا گیا اور یہ on record ہے کہ DPC کی میٹنگ 6۔فروری بروز سوموار طلب کی گئی ہے۔کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کون سے سال کی بات کر رہے ہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: میں 24۔جنوری 2012 کی بات کر رہا ہوں۔میں صرف اس کی clarification چاہوں گا۔اسی کے last میں لکھا گیا ہے کہ Departmental Promotion Committee کی سفارش پر قواعد وضوابط کی کارروائی کے بعد مارچ 2012 تک vacant seats پُر کر دی جائیں گی۔ ہم کس چیز کو consider کریں؟

جناب سپیکر: کس چیز کو؟

سردار وقاص حسن مؤکل: ہم کس چیز کو consider کریں کہ انہوں نے جو 2012 میں لکھا تھا وہ ٹھیک ہے یا جو اب کہہ رہے ہیں، وہ ٹھیک ہے، کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اسمبلی کا یہ ایوان ہمارے لئے بڑا مقدس ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کوئی ambiguity ہے یا اس میں کوئی غلطی ہے ہم اسے چیک کر لیتے ہیں کہ آیا پہلے ایسا جواب آیا ہے یا نہیں؟ اور جو جواب اب آیا یہ مختلف کیوں ہے۔ہم اسے ضرور چیک کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی سے متعلق ہے کہ ہم یہاں پر پچھلے چار چھ ماہ سے دیکھ رہے ہیں کہ سوالات کے جوابات سے ممبران کا قطعی طور پر اطمینان نہیں ہوتا۔اب یہ اتنی واضح contradiction ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا اطمینان نہیں ہوتا یا تمام ممبران کا نہیں ہوتا؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! دو ممبران کی طرف سے یہ اتنی واضح contradiction ریکارڈ کے ساتھ آئی ہے۔ یہ اس ایوان کا breech of privilege ہے، ایوان کی توہین کی گئی ہے۔آپ نے دو سال پہلے ایک بات کی اور دونوں ممبران اس کا تحریری ثبوت پیش کر رہے ہیں۔اگر آپ بات کو اس طرح گول مول کر کے ٹالیں گے تو مناسب نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اس پر سنجیدہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو بات کی ہے اس پر بھی ذرا غور فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): رانا صاحب! میری گزارش صرف یہ ہے کہ ماضی کے اندر بھی یہی بات کہی گئی، دو سال پہلے بھی یہی بات کہی گئی اور آج بھی وہی جواب دیا جا رہا ہے۔ایوان کے اندر اس طرح کی غلط بیانی نہیں ہونی چاہئے۔اگر نہیں ہوا تو آپ اعتراف کر لیں اور یہ admit کر لیں۔دو سال پہلے جو جواب دیا گیا تھا آج بھی بالکل من و عن وہی print کر کے یہاں بھیج دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب اس کی ساری تفصیل آپ کو بتائیں گے۔وہ اس کو مکمل طور پر چیک کر لیں گے۔اصل میں seniority cum fitness کی بنیاد پر یہ promotion ہوتی ہے۔ بعض اوقات کسی کے خلاف کوئی ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ جن کی وجہ سے رکاوٹ آ جاتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب اس کو جلد کروا دیں گے۔آپ کیوں اتنا پریشان ہو رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): پریشانی والی بات نہیں بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جو نہیں ہو سکا اس کو admit کر لیں کہ یہ نہیں ہو سکا اور آئندہ ہو گا۔غلط بیانی نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب اس کو چیک کریں گے اور اگر غلط بیانی ثابت ہوئی تو اس کا notice لیا جائے گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آپ ہمیں ان سے deadline دلوا دیں کہ کب تک یہ ہمیں چیک کر کے بتا دیں گے؟ کیا یہ ہمیں سات دن یا دس دن بعد بتائیں گے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کو کچھ بتانا چاہتے ہیں تو بتادیں۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کو مطمئن کر دوں گا۔ میں ان کے ساتھ خود محکمہ میں جاؤں گا اور اگر کوئی پرانا جواب اس موجودہ جواب کی contradiction میں دیا گیا ہے تو اس پر action لیا جائے گا کہ اس معزز ایوان میں غلط بیانی کیوں کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ کا ہے۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ کا ہے اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ Gone with the winds. اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! سوال نمبر 599 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: ہیپاٹائٹس کے خاتمہ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*599: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" کی ویکسین انتہائی مہنگی ہے اور غریب مریضوں کی پہنچ سے بہت دور ہے؟

(ب) ضلع شیخوپورہ میں گزشتہ دو سالوں کے دوران مذکورہ بیماری کے کتنے مریضوں کا مفت علاج کیا گیا؟

(ج) کیا شیخوپورہ کے سرکاری ہسپتالوں میں مذکورہ بالا بیماریوں کی ویکسین دستیاب ہے تو کون کون سے ہسپتالوں میں، نیز کیا حکومت اس کے دائرہ کار کو یونین کونسل کی سطح تک وسیع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) یہ درست ہے کہ ہیپاٹائٹس "بی" اور "سی" کی ویکسین انتہائی مہنگی ہے، ہیپاٹائٹس "بی" کی ویکسین کا کورس تقریباً 2500 روپے سے لے کر 3500 روپے تک جبکہ ہیپاٹائٹس "سی" کے

علاج پر تقریباً 4,50,000/روپے خرچ آتے ہیں۔ حکومت پنجاب محکمہ صحت کی جانب سے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال شیخوپورہ میں ہیپاٹائٹس "بی"اور "سی"کی ویکسین تمام مریضوں کو مفت فراہم کی جارہی ہے۔

(ب) سال2012میں ہیپاٹائٹس "بی"کے81اور ہیپاٹائٹس "سی"کے1216مریضوں کا مفت علاج کیاگیا جبکہ سال2013کے دوران ہیپاٹائٹس "بی"کے1328اور ہیپاٹائٹس "سی"کے 361مریضوں کامفت علاج کیاجارہاہے۔

(ج) حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق مذکورہ بیماریوں کی ویکسین صرف ضلعی ہیڈکوارٹرز ہسپتالوں کو مہیا کی جاتی ہے۔ جوکہ ضلع بھر کے مریضوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(الف)کاانہوں نے یہ جواب دیاہے کہ "تقریباًسب مریضوں کوہیپاٹائٹس "بی"اور "سی"کی ویکسین مفت فراہم کی جاتی ہے۔"میں نے جوسُنااور دیکھاہے اس کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سننے کی بات نہ کریں کیونکہ .Hearsay is no evidence

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ہمیں جولوگ بتاتے ہیں ہم وہی یہاں آکر بیان کرتے ہیں۔ ہم عوام کے نمائندے ہیں اور جو کچھ عوام ہمیں بتائیں گے ہم اسی کا یہاں پر ذکر کریں گے۔ بہر حال میں ان کے جواب سے توکافی حد تک مطمئن ہوں لیکن ایک چیز میں ضرور ان سے کہوں گاکہ ہمارے شیخوپورہ ڈسٹرکٹ ہسپتال کےCCUمیں پچھلے چھ ماہ سے کوئیHeart specialistتعینات نہیں ہے اس لئے میں گزارش کروں گاکہ ڈسٹرکٹ ہسپتال شیخوپورہ میں کم ازکم ایکHeart Specialistضرور دے دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو نوٹ فرمائیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ڈاکٹر فاروق کے بعد ابھی تک کوئی ڈاکٹر وہاں پر نہیں آیا۔اب تقریباًچھ ماہ سے زیادہ کاعرصہ ہوچکاہے۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! انشاءاللہ یہ خالی اسامی جلدfillکر دی جائے گی۔ ویسے پچھلے دنوں ڈینگی کی checkingکے سلسلے میں میراڈسٹرکٹ ہسپتال شیخوپورہ جانے کا

اتفاق ہوا ہے اور میں نے باقاعدہ CCU کا visit بھی کیا تھا تو وہاں ایک کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر صاحب کام کر رہے تھے۔انہوں نے لندن سے کارڈیالوجی میں ڈپلومہ کیا ہوا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: شاید منسٹر صاحب کو ڈاکٹر نعمان شہباز ملے ہوں گے۔وہ Heart Specialist نہیں ہیں۔اس ڈاکٹر کے خلاف دو سال پہلے جب فواد احمد فواد سیکرٹری صحت تھے ایک درخواست بھی آچکی ہے اور اس کی ڈگری جعلی ثابت ہوئی تھی۔اب دوبارہ وہ ڈاکٹر وہیں پر آکر لگ گیا ہے۔میں نہیں سمجھ سکا کہ وہ دوبارہ وہاں پر کیسے تعینات ہو گیا ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ اس حوالے سے نیا سوال کر دیں یا complain کر دیں تو اس کا جواب دے دیا جائے گا۔جب میں وہاں پر visit کرنے گیا تو میرے ساتھ بہت سے شہری اور ہسپتال کا عملہ بھی تھا۔مجھے تعارف کرایا گیا کہ یہ ڈاکٹر صاحب کارڈیالوجسٹ ہیں اور انہوں نے لندن سے ڈپلومہ کیا ہوا ہے۔اگر معزز ممبران ان کے خلاف تحریری طور پر شکایت کریں گے تو پھر ہم اس پر جعلی ڈگری کے حوالے سے ضرور action لیں گے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! وہاں پر دل کی وارڈ میں ایک انجکشن لگایا جاتا ہے وہ کافی مہنگا ہے اور یہ انجکشن ہمارے DHQ میں مہیا ہی نہیں ہے۔ہم لوگ اپنے طور پر مریضوں کے لئے یہ انجکشن اپنی جیب سے مہیا کرتے ہیں۔پہلے یہ انجکشن سرکاری طور پر ملتا رہا ہے لیکن آج کل یہ نہیں مل رہا۔ذرا منسٹر صاحب اس بارے میں مہربانی فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! Cardiac disease کے لئے کوئی انجکشن مریض کو لگوانا ضروری ہوتا ہے جو کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال شیخوپورہ میں نہیں مل رہا۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! Cardiac disease کے لئے Streptokinase Injection دیا جاتا ہے۔یہ تقریباً چار یا پانچ ہزار روپے میں آتا ہے۔اسی visit کے دوران میں نے پتا کیا تھا اور ان کے پاس یہ انجکشن بھی available تھے۔

جناب سپیکر: آپ نے اس ہسپتال کا کب visit کیا ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں ایک ماہ پہلے وہاں پر گیا ہوں۔وزیر اعلیٰ صاحب نے میری ڈیوٹی لگائی تھی اور میں وہاں پر visit کرنے گیا تھا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں ایک ہفتہ پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ میں گاہے بگاہے اس ہسپتال کو چیک کرتا رہتا ہوں کیونکہ میں جس قائد کا ورکر ہوں اسی کے طریقے سے کام کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں نے پچھلے تین ماہ کے اندر اپنے تمام visits میں یہی دیکھا ہے کہ وہاں پر یہ انجکشن available نہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اگر وہاں ہسپتال میں کوئی deficiency ہے تو اس کو پورا کیا جائے۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ابھی میں نے کارڈیالوجسٹ ڈاکٹر صاحب کے بارے میں لکھا ہوا نوٹ دیکھا ہے ان کی ڈگری verify ہو چکی ہے اور وہ عدالت کے stay order پر ہیں۔ جو کارڈیالوجسٹ شیخوپورہ میں کام کر رہے ہیں ان کی ڈگری verified ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 613 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں سٹاف کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیلات

*613: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال گوجرانوالہ میں ڈاکٹرز، نرسز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ڈی ایچ کیو گوجرانوالہ میں تعینات ڈاکٹرز، نرسز اور پیرا میڈیکل سٹاف کا عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت ان ملازمین کو جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہے ان کو ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ میں ڈاکٹرز کی کل 194 اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے 136 پُر جبکہ 58 اسامیاں خالی ہیں۔ نرسز کی کل اسامیاں 181 ہیں جو کہ تمام اسامیاں پُر ہیں کوئی بھی اسامی خالی نہ ہے۔ پیرا میڈیکل سٹاف کی کل اسامیاں 364 ہیں جن میں سے 333 پُر ہیں جبکہ 31 اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں تعینات ڈاکٹرز، نرسز اور دیگر عملہ کے عرصہ تعیناتی کی تفصیل Annex-Aایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) انتظامی عہدہ پر کوئی بھی ڈاکٹر عرصہ تین سال سے زائد تعینات نہ ہے تاہم غیر انتظامی عہدوں پر تعینات ملازمین اپنی بہترین کارکردگی کی بناء پر تعینات ہیں۔ محکمہ صحت حکومت پنجاب ان کو ٹرانسفر کرنے کا ارادہ نہ رکھتی ہے تاہم شکایت کی صورت میں ان کو ٹرانسفر کیا جاسکتا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں لکھا گیا ہے کہ "انتظامی عہدہ پر کوئی بھی ڈاکٹر عرصہ تین سال سے زائد تعینات نہ ہے تاہم غیر انتظامی عہدوں پر ڈاکٹر اپنی بہترین کارکردگی کی بناء پر وہاں پر تعینات ہیں۔" میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ انتظامی اور غیر انتظامی عہدوں کا فرق واضح کر دیں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہسپتال میں دو طرح کی jobs ہوتی ہیں۔ ایک ڈاکٹر ہوتے ہیں جو کہ professional ہوتے ہیں۔ وہ مرض کی تشخیص کرتے ہیں اور مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایم ایس، ڈی ایم ایس، ایڈمن آفیسر، سپرنٹنڈنٹ اور کلرک ہوتے ہیں۔ یہ انتظامی اور professional لوگ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ اب جو professional لوگ ہیں ان کا ایک جگہ پر stay کا کوئی period متعین نہیں ہوتا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ جب ان کو تین سال ہو جائیں تو ان کی ٹرانسفر کر دی جائے۔ ہمیں تو اچھے ڈاکٹر ہسپتالوں میں کام کرنے کے لئے ملتے ہی نہیں اس لئے جو اچھے اور professional ڈاکٹر کام کرنا چاہتے ہیں ہم بھی چاہتے ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ عرصہ تعینات رہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں! جب منسٹر صاحب جواب دے رہے ہوں تو آپ مہربانی کر کے بیٹھ جایا کریں اور غور سے سُنا کریں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں نے اسی لئے یہ وضاحت چاہی تھی کہ میرا اگلا ضمنی سوال اسی سے متعلقہ ہے۔ جیسے وزیر موصوف نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایم ایس صاحب کے ساتھ ڈی ایم ایس صاحبان ہوتے ہیں وہ بھی انتظامی عہدوں پر ہوتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ہمارے قائدین کی شفقت و محبت سے اب وہ ٹیچنگ ہسپتال بن چکا ہے تو وہاں پر ایم ایس صاحب نے ڈی ایم ایس صاحبان کی ایک فوج اپنے ساتھ رکھی ہوئی ہے۔ کوئی

ڈیوٹی روسٹر بنا رہا ہے، کوئی حاضری چیک کر رہا ہے، کوئی نئے آنے والے ڈاکٹروں کی house job کے معاملات دیکھ رہا ہے، کوئی purchase میں لگا ہوا ہے اور اُن کا عرصہ تعیناتی کسی کا 15 سال ہے، کسی کا 20 سال ہے تو یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ وہ انتظامی عہدے بھی ہیں لیکن اُن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ بھی ہے تو پھر اُن کو transfer کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ گوجرانوالہ میں میاں محمد شہباز شریف نے خصوصی توجہ دے کر وہاں پر میڈیکل کالج شروع کرایا ہے۔ یہ پہلے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تھا اب اللہ کے فضل و کرم سے یہ ٹیچنگ ہسپتال بن گیا ہے تو ایم ایس صاحب اس سارے process میں شامل رہے ہیں اور اُن کے خلاف شکایت کوئی نہیں ہے۔ ایک طرف تو ڈاکٹروں کی کمی کی شکایات کی جاتی ہے اور دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ ڈی ایم ایس کی فوج ظفر موج وہاں پر موجود ہے۔ ایم ایس صاحب کے خلاف کوئی شکایت ہے یا کوئی اور genuine مسئلہ ہے تو ہم اُس پر غور کر لیں گے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ چونکہ وہ انتظامی عہدوں پر ہیں تو انتظامی عہدوں کا criteria یہی ہے کہ اُن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ نہیں ہو سکتا تو میرا سادہ سا سوال ہے کہ وہ انتظامی اسامیاں ہیں اور اُن پر عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ بھی ہے تو پھر اُنہیں transfer کیوں نہیں کیا جا رہا؟

جناب سپیکر: یہ تو آج شام ہی سب کو تبدیل کر دیں گے لیکن پھر وہاں پر جب آپ کا ہی جلوس نکلے گا تو پھر ٹھیک رہے گا؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا تیسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے ارشاد فرمایا گیا کہ جو ڈاکٹر غیر انتظامی عہدوں پر ہیں وہ اپنی بہترین کارکردگی کی بنیاد پر ہیں۔ اُن کی بہترین کارکردگی یہ ہے کہ ایم ایس صاحب کے خلاف بھی application ہے انہوں نے ذاتی طور پر دوسرے ڈاکٹروں کو کھڑا کر کے مختلف ڈاکٹروں کے خلاف applications دلوائی ہیں، ڈی سی او کے خلاف شکایتیں ہیں، پرنسپل میڈیکل کالج کے خلاف بھی شکایتیں ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ ڈاکٹروں کی عدم موجودگی کی وجہ سے وہاں پر آئے روز ہسپتال کے شیشے ٹوٹتے ہیں اور آئے روز وہاں پر ہنگامے ہوتے ہیں اگر یہ بہترین

کارکردگی ہے تو پھر ہسپتالوں کے شیشے کیوں ٹوٹتے ہیں اور پھر میں وہاں پر ذاتی طور پر coordinator health بھی رہ چکا ہوں اس لئے مجھے بھی پتا ہے اور جب بھی وہاں پر کسی اتھارٹی نے visit کیا ہے تو ڈاکٹروں کی حاضری کبھی بھی پوری نہیں پائی گئی ہے اگر تو یہ ساری شکایتیں موجود ہیں تو اس کو کسی طرح سے بھی بہترین کارکردگی نہیں کہا جا سکتا ہے اور اس سلسلے میں وزیر موصوف صاحب کیا فرمائیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! آپ کو مجھ سے بہتر اس چیز کا علم ہے کہ بغیر evidence کے کسی کے خلاف درخواست ہمارے کلچر کا ایک حصہ بن چکا ہے اور ہسپتالوں کے شیشے ٹوٹنا آج کی بات نہیں ہے۔ میں شیخ زید ہسپتال لاہور میں آج سے دس، پندرہ سال پہلے کام کرتا تھا تو اگر وہاں پر کسی مریض کی death ہو جاتی تھی یا کوئی اور مسئلہ ہوتا تھا تو قصوروار ڈاکٹر کو ہی ٹھہرایا جاتا تھا اور اُس مریض کے relatives جذبات میں آ کر ایسا کام کرتے تھے۔ ہم نے پھر بھی ان سارے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے Health Care Commission بنایا ہے کہ وہاں پر ڈاکٹروں کی negligence کے cases اُس کمیشن میں جائیں تاکہ اُس کے لئے ایک proper forum موجود ہو۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال بھی چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 723 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ: تین سال سے بے کار پڑی 64 الٹراساؤنڈ مشینوں کی تفصیلات

*723: **چودھری اشرف علی انصاری:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ صحت ضلع گوجرانوالہ ڈی او ہیلتھ کو حکومت کی طرف سے 64 الٹراساؤنڈ مشینیں ملی تھیں ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تین سال میں صرف 14 الٹراساؤنڈ مشینیں functional ہوئی ہیں یا متعلقہ مراکز صحت / ہسپتالوں کو دی گئیں باقی 50 الٹراساؤنڈ مشینیں بے کار DO(H) گوجرانوالہ کے پاس تین سال سے پڑی ہیں ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان الٹراساؤنڈ مشینوں کو ٹرینڈ سٹاف نہ ہونے کی بناء پر آپریشنل نہ کیا جا رہا ہے ؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تین سالوں کے دوران کسی پیرا میڈیکل سٹاف یا ڈاکٹر کو الٹرا ساؤنڈ مشین چلانے کی ٹریننگ نہ دی گئی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان الٹرا ساؤنڈ مشینوں میں استعمال ہونے والا مٹیریل مثلاً جل، پرنٹنگ کاغذ وغیرہ خراب ہو چکا ہے؟

(و) ان مشینوں کو آپریشنل نہ کرنے میں جو تاخیر اور غفلت برتی گئی ہے کیا حکومت اس کی تحقیقات ایف آئی اے یا محکمہ انٹی کرپشن پنجاب سے کروانے اور اس کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ کو 64 نہیں بلکہ 60 الٹرا ساؤنڈ مشینیں 2010۔06۔14 کو ملی تھیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ جو 60 الٹرا ساؤنڈ مشینیں DOH گوجرانوالہ کو ملی تھیں ان میں سے 37 گوجرانوالہ کے مختلف مراکز صحت کو دی جا چکی ہیں جبکہ 23 مشینیں سٹور میں بالکل فنکشنل حالت میں پڑی ہیں۔

(ج) 37 مراکز صحت کو الٹرا ساؤنڈ مشینیں سٹاف کی ٹریننگ کے بعد فراہم کر دی گئی ہیں جو کہ ٹھیک طرح کام کر رہی ہیں اور مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کر رہی ہیں۔ باقی 23 مشینیں بھی سٹاف کی ٹریننگ کے بعد مراکز صحت کو دے دی جائیں گی۔

(د) درست نہ ہے بلکہ 37 لیڈی ہیلتھ وزیٹرز کو ٹریننگ دی جا چکی ہے۔ میڈیکل آفیسر، لیڈی ہیلتھ وزیٹرز بنیادی مراکز صحت کی الٹرا ساؤنڈ کی ٹریننگ کا شیڈول پولیو مہم ختم ہونے پر جاری کر دیا جائے گا۔ شیڈول کے مطابق ٹریننگ مکمل ہونے پر باقی کی 23 مشینیں بھی متعلقہ مراکز صحت کو فراہم کر دی جائیں گی۔

(ہ) درست نہ ہے تمام مشینیں بالکل ٹھیک حالت میں ہیں۔ جو مشینیں مختلف مراکز صحت کو فراہم کی گئیں ہیں وہ وہاں پر بالکل ٹھیک کام کر رہی ہیں اور کوئی بھی مشین خراب نہ ہے۔ ان کا مٹیریل مثلاً Gel اور کاغذ وغیرہ ضرورت کے مطابق استعمال ہو رہا ہے اور اس کے ضائع ہونے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔

(و) کسی بھی ایجنسی سے تحقیق کروانے کی ضرورت نہ ہے کیونکہ تمام مشینیں درست حالت میں ہیں اور جن مراکز صحت کو فراہم کی گئی ہیں وہاں بالکل ٹھیک طرح سے کام کر رہی ہیں۔پھر بھی اگر ضرورت محسوس کی جائے تو محکمہ کی ٹیکنیکل ٹیم چیک کر سکتی ہے۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ محکمہ صحت حکومت پنجاب نے ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز، گوجرانوالہ ڈویژن کو معاملہ کی چھان بین کے لئے لکھ دیا ہے جس کی رپورٹ آنے پر مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں نے اس میں گزارش کی تھی کہ گورنمنٹ کی طرف سے ڈسٹرکٹ آفیسرز ہیلتھ کو 64 الٹراساؤنڈ مشینیں دی گئی تھیں لیکن ڈی ایچ او صاحبہ نے فرمایا ہے کہ اُنہیں جون 2010 میں 60 مشینیں دی گئی تھیں تو میری گزارش ہے کہ ان کو چار مشینیں تقریباً چھ، سات ماہ پہلے دی گئی تھیں اس طرح سے یہ 64 مشینیں ہی بنتی ہیں تو میرے خیال میں انہوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ اگر انہی کی بات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے کہ انہوں نے کہا ہے کہ 14۔جون 2010 کو یہ مشینیں ملی ہیں تو ساڑھے تین سال کا عرصہ گزر گیا ہے، آپ جو مقامی حکومتوں کا انتخاب کروانے جا رہے ہیں آپ نے اُن کا عرصہ چار سال رکھا ہے یعنی کسی بھی ادارے کو اپنی کارکردگی دکھانے کے لئے زیادہ سے زیادہ چار سال درکار ہوتے ہیں تو جو ڈی ایچ او صاحبان ساڑھے تین سال میں 60 الٹراساؤنڈ مشینوں کے ساتھ قوم اور ملک کی خدمت نہیں کر سکے کیا اُن کے خلاف انکوائری نہیں ہونی چاہئے، کیا اُنہیں وہاں سے transfer نہیں کیا جانا چاہئے؟ اس سلسلہ میں وزیر موصوف کیا فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ الٹراساؤنڈ مشینیں MNCH پروگرام کے تحت مہیا کی گئی ہیں اور اس میں یہ ہوتا ہے کہ Child and Mother Care کے لئے ایک پراجیکٹ شروع کیا جاتا ہے تو الٹراساؤنڈ مشین خود کچھ نہیں کرتی بلکہ یہ اُس کے آپریٹر پر depend کرتا ہے کہ اُس کی کیا qualification ہے اور کیا اُس کی ٹریننگ ہے تو ہم اُس سلسلہ میں ٹریننگ دے رہے ہیں۔جہاں جہاں مشینیں چاہئیں تھیں، جہاں جہاں اُن مشینوں کو چلانے والے موجود ہیں وہاں مشینیں مہیا کر دی گئی

ہیں اور باقی مشینیں باحفاظت پڑی ہوئی ہیں جیسے جیسے trained operator آتے جائیں گے ہم اُنہیں مشینیں دے دیں گے اور انشاء اللہ وہ بھی جلد ہی operational ہو جائیں گی۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے یہ لکھا تھا کہ صرف 14 الٹرا ساؤنڈ مشینیں دی گئیں اور باقی مشینیں سٹور میں پڑی رہیں اور اُن کا سامان مثلاً gel and printing paper چار سال تک گرمی اور حبس کے موسم میں سٹور میں پڑا رہا تو وہ استعمال کے قابل نہیں رہا اور اُس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے چار سال تک نندی پور کا power plant پڑا رہا ہے تو وہ بھی بے کار ہو گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: وہ perishable commodity نہیں ہے۔آپ ویسے ہی desk بجانا شروع کر دیتے ہیں۔جی،انصاری صاحب!

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اگر نندی پور power plant کی مشینری چار سال میں گل سڑ گئی ہے تو یقیناً یہ 60 مشینیں بھی خراب ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے کوئی مشین دیکھی ہے کہ خراب ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں وہاں پر Coordinator Health رہ چکا ہوں جس وجہ سے مجھے سارا علم ہے کہ وہاں پر کیا کچھ ہوتا ہے۔آپ ایک انکوائری کمیٹی بنا دیں تاکہ ہر چیز کا پتا چل سکے۔

جناب سپیکر: اب آپ کو شاید Coordinator نہ بنائیں میں کیا کر سکتا ہوں کیونکہ یہ تو گورنمنٹ کی مرضی ہے۔جی،ڈاکٹر صاحب!

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ ہم نے جو 60 مشینیں دی تھیں اُن میں سے 37 مشینیں operational ہیں اور باقی جو مشینیں پڑی ہیں اُن کے بارے میں ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ سے پہلے ہی رپورٹ مانگ لی ہے۔اگر میرے بھائی نشاندہی کریں کہ سٹور میں پڑی ہوئی کوئی مشین خراب ہو گئی ہے تو ہم انشاء اللہ اُس کے خلاف ایکشن لیں گے لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ الٹرا ساؤنڈ مشین اتنی sensitive نہیں ہوتی۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں تو نشاندہی ہی کر رہا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ 37 مشینیں operational ہیں اور باقی ٹھیک پڑی ہیں۔ انہوں نے اُن سے اُس کی رپورٹ بھی لے لی ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! یہ 37 مشینیں بھی اُس وقت دی گئی ہیں جب اسمبلی میں سوال اُٹھایا گیا ہے، پہلے وہ بھی سٹور میں پڑی ہوئی تھیں اور جو 23 مشینیں رہ گئی ہیں اُن کی بھی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ وہ بھی سنٹرز تک جائیں گی۔

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میرے بھائی اگر تحریری طور پر لکھ کر دے دیں کہ اب تک اتنی مشینیں خراب ہو چکی ہیں تو ہم ایکشن لیں گے۔

MR SPEAKER: Time is over now.

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی خرید کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*77: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی خرید کا کیا طریق کار ہے؟

(ب) مالی سال 2012-13 میں اب تک کل کتنی مالیت کی دوائی خرید کی گئی اور ہسپتالوں BHUs/RHCs کو دوائی کی مقدار اور دوائی کی قسم (Which type of medicine) کس بنیاد پر تقسیم کی جاتی ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) تمام خریداری پیپرا رولز 2007 کے تحت کی جاتی ہے، ایک لاکھ تک کی ادویات کوٹیشن کے ذریعے خریدی جاتی ہیں، اس سے زیادہ مالیت کی ادویات کا اشتہار پیپرا ویب سائٹ پر upload کیا جاتا ہے، اور کم از کم تین نمایاں روزنامہ اردو اور انگلش اخبارات میں بھیجا جاتا ہے، اور کم از کم 15 دن کا ٹائم دیا جاتا ہے۔ ٹیکنیکل bids مقررہ تاریخ پر پرچیز کمیٹی کے

سامنے کھولی جاتی ہیں اور پھر bids ٹیکنیکل کمیٹی کو بھیج دی جاتی ہیں۔ ٹیکنیکل رپورٹ موصول ہونے پر نوٹس بورڈ پر چسپاں کی جاتی ہیں اور پیپر اویب سائٹ پر upload کی جاتی ہیں تاکہ تمام bidders کو اس سے آگاہی ہو جائے۔ پندرہ دن کے بعد Financial Bids کھولی جاتی ہیں جس کے مطابق Comparative Statement تیار کی جاتی ہے اور بعد ازاں کم ریٹ والی فرم کو Advance Acceptance of tender issue کی جاتی ہے جس کے بعد کنٹریکٹ ایگریمنٹ سائن کیا جاتا ہے، اور بالآخر پر چیز آرڈر متعلقہ فرم کو جاری کیا جاتا ہے۔

(ب) مالی سال 13۔2012 میں حکومت پنجاب کی جانب سے 68 کروڑ 59 لاکھ 79 ہزار 4 سو 41 روپے مالیت کی ادویات پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں کو فراہم کی گئیں یہ ادویات ایمرجنسی اور ایکسیڈنٹ، بچہ ایمرجنسی، تپ دق، یرقان، CDC وغیرہ کی مد میں مریضوں کی تعداد اور بیڈز کی تعداد کی بنیاد پر فراہم کی جاتی ہیں۔

صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں کے آپریشن تھیٹرز کی تفصیلات

*103: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں آپریشن تھیٹرز میں sterilize آلات استعمال ہوتے ہیں اور تمام وارڈز میں بھی sterilize آلات استعمال کئے جاتے ہیں؟

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو اس حوالے سے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ صوبہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں کے آپریشن تھیٹرز میں sterilize آلات استعمال ہوتے ہیں اور تمام وارڈز میں بھی sterilize آلات استعمال ہوتے ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب کے تمام سرکاری ہسپتالوں کی وارڈز اور آپریشن تھیٹرز میں sterilize شدہ آلات استعمال کئے جاتے ہیں۔

ملتان: نشتر میڈیکل کالج میں داخلہ لینے والے طلباء وطالبات کی تعداد ودیگر تفصیلات

*443: جناب اعجاز خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نشتر میڈیکل کالج ملتان میں سال 11-2010 کے دوران کل کتنے طلباء وطالبات کو داخلہ دیا گیا؟

(ب) متذکرہ کالج میں مذکورہ عرصہ کے دوران طلباء وطالبات نے فائنل ایئر میں کتنے فیصد کامیابی حاصل کی؟

(ج) مذکورہ مدت کے دوران کالج ہذا کا رزلٹ کیا رہا؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف)

سال	طلباء	طالبات	کل
2010	145	180	325
2011	138	187	325
2012	149	176	325

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران نشتر میڈیکل کالج ملتان میں فائنل ایئر کے امتحان میں طلباء وطالبات کی کامیابی کا تناسب درج ذیل رہا۔

سال	کل شمولیت	طلباء	تناسب	طالبات	تناسب
2010	311	167	54فیصد	126	40فیصد
2011	270	123	45.55فیصد	121	44.81فیصد
2012	247	117	47.36فیصد	122	49.39فیصد

(ج)

سال	کل شمولیت	کل تناسب
2010	311	94فیصد
2011	270	90فیصد
2012	247	96فیصد

راولپنڈی: ڈی ایچ کیو ہسپتال میں بستروں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*444: جناب اعجاز خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال راولپنڈی کتنے بستروں پر مشتمل ہے؟

(ب) ڈی ایچ کیو ہسپتال راولپنڈی میں طبی مشینری کون کون سی ہے اور اس طبی مشینری میں سے کون کون سی مشینری کب سے خراب ہے؟

(ج) سال 11۔2010 اور 12۔2011 کے دوران اس مشینری کی دیکھ بھال اور مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی، علیحدہ علیحدہ بیان کریں؟

(د) اس ہسپتال کے لئے مزید کون کون سی طبی مشینری کی ضرورت ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس ہسپتال کی ضرورت کے مطابق اس کے لئے طبی مشینری فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال راولپنڈی 357 بستروں پر مشتمل ہے۔

(ب) مذکورہ ہسپتال میں CT Scan Machine ایک عدد، Dialysis Machine چار عدد، انستھزیا مشین 7 عدد، آٹوکلیو (Steam Sterilizer) دو عدد، بائیو کیمسٹری اینالائزر 3 عدد، کارڈیک مانیٹر 15 عدد، Defibrillator چھ عدد، ڈینٹل یونٹ 3 عدد، ڈینٹل ایکسرے ایک عدد، ای سی جی مشینیں 11 عدد، Incubators دو عدد، X-Ray یونٹ 3 عدد، موبائل ایکسرے یونٹ ایک عدد، Mobile Operator Light دو عدد، الٹرا ساؤنڈ کلر ڈوپلر مشین ایک عدد، میموگرافی مشین ایک عدد، انڈوسکوپی مشین ایک عدد اور الٹرا ساؤنڈ مشین چار عدد موجود ہیں۔

مذکورہ ہسپتال میں کوئی بھی مشین خراب نہ ہے اور تمام مشینیں صحیح حالت میں کام کر رہی ہیں۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران مشینری کی دیکھ بھال اور مرمت پر کل 61 لاکھ 27 ہزار 290 روپے خرچ ہوئے۔ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ ہسپتال کو مندرجہ ذیل طبی مشینری کی ضرورت ہے۔

Arthroscopy C.ARM Image Intensifier, Orthopedic Fraction Table, Diagnostic and Therapeutic Instruments and Ventilators for ICU Patients.

(ہ) حکومت پنجاب ہسپتال کی ضرورت کے مطابق دستیاب وسائل میں رہتے ہوئے وقتاً فوقتاً طبی مشینری فراہم کرتی رہتی ہے تاکہ مریضوں کو بہترین طبی سہولیات بہم پہنچائی جا سکیں۔ ابھی تک ہسپتال انتظامیہ کی طرف سے مذکورہ مشینری کی خریداری کے لئے منصوبہ موصول نہ ہوا ہے جیسے ہی ضروری آلات وسامان کے لئے منصوبہ موصول ہو گا اس کو متعلقہ فورم کے سامنے منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ راولپنڈی شہر میں ڈی ایچ کیو ہسپتال کے علاوہ دیگر ٹیچنگ ہسپتال جیسا کہ بے نظیر بھٹو ہسپتال، ہولی فیملی ہسپتال وغیرہ شامل ہیں جہاں پر مریضوں کو تمام طبی ٹیسٹوں سمیت تمام سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔

لاہور:ڈی مونٹ مورنسی کالج آف ڈنٹیسٹری کا عملہ ودیگر تفصیلات

*542: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**:کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں ڈی مونٹ مورنسی کالج آف ڈنٹیسٹری کہاں واقع ہے نیز اس میں کل کتنا سٹاف ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) متذکرہ کالج میں سال13۔2012 کے دوران کل کتنے طلباء وطالبات کو داخلہ دیا گیا؟

(ج) متذکرہ کالج میں13۔2012 کے دوران کتنے طلباء وطالبات نے کامیابی حاصل کی؟

(د) سال13۔2012 کے دوران متذکرہ کالج کا رزلٹ کتنے فیصد رہا؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ڈی مونٹ مورنسی کالج آف ڈنٹیسٹری، لاہور فورٹ روڈ پر واقع ہے۔اس میں کل161 ملازمین تعینات ہیں جن میں سے70 گزٹیڈ اور91 نان گزٹیڈ تعینات ہیں۔ تفصیل "Annex-A"ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 13۔2012 میں کل87 طلباء کو داخلہ دیا گیا جن میں سے74 طالبات اور13 طلباء شامل ہیں۔

(ج) 13۔2012 میں99 میں سے کل94 طلباء وطالبات پاس ہوئے۔ تفصیل ذیل میں درج ہے۔

	داخلہ	پاس
سالانہ امتحان:		
	99	80
ضمنی امتحان	19	14

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کالج کے رزلٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سالانہ امتحان	80.80فیصد
ضمنی امتحان	73.68فیصد

لاہور: گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال میں شعبہ ڈینٹل کا قیام ودیگر تفصیلات

*558: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور میں ڈینٹل سرجری کا شعبہ بنانے کاارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ب) گورنمنٹ محمد نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ ڈینٹل کالج میں 13-2012 کے دوران کل کتنے طلباء وطالبات نے داخلہ لیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) گورنمنٹ کوٹ خواجہ سعید ٹیچنگ ہسپتال لاہور میں ڈینٹل سرجری کا شعبہ 1993 سے کام کر رہاہے اوراس وقت مذکورہ ہسپتال میں دو عدد ڈینٹل یونٹس اور ایک عدد ڈینٹل ایکسرے مشین موجود ہے، جس سے گردونواح کے مریض مستفید ہورہے ہیں۔

(ب) گورنمنٹ محمد نواز شریف ہسپتال یکی گیٹ لاہور میں ڈینٹل کالج نہ ہے تاہم ڈینٹل کالج ڈی مونٹ مورنسی فورٹ روڈ لاہور میں ہے، جس میں 13۔2012 کے دوران کل 87 طلباء وطالبات نے داخلہ لیا۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال جھنگ کی ایمرجنسی میں ڈاکٹرز وطبی مشینری کی کمی کی تفصیلات

*586: **محترمہ راشدہ یعقوب**: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال جھنگ کی ایمرجنسی میں ڈاکٹرز کی کمی کے ساتھ ساتھ طبی آلات اور مشینری کی شدید کمی ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ ہسپتال کی ایمرجنسی میں ڈاکٹرز و طبی آلات کی کمی کو فوری پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مذکورہ ہسپتال میں ٹراما سنٹر نیا تعمیر ہوا جو کہ فنکشنل ہے اور 24 گھنٹے مریضوں کو طبی سہولیات بشمول میڈیسن، بلڈ بنک، سرجری اور فسٹ ایڈ وغیرہ مہیا کر رہا ہے۔ نئے بننے والے ٹراما سنٹر میں درج ذیل سٹاف round the clock اپنی ڈیوٹی احسن طریقے سے سرانجام دے رہا ہے۔ آرتھوپیڈک سرجن، جنرل سرجن، اینستھزیالوجسٹ، CMO، چارج نرسز، ڈسپنسر / ڈریسر۔OTA، لیب اٹینڈنٹ، وارڈ سرونٹ، سویپرز مذکورہ ٹراما سنٹر میں مریضوں کو فسٹ ایڈ بشمول طبی سہولیات احسن طریقے سے مہیا کی جارہی ہیں جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ 2012۔02۔7 سے 2013۔10۔30 تک OPD میں 43365 مریض چیک کئے گئے جبکہ اسی دوران indoor میں 13245 مریضوں کو علاج معالجہ کی سہولیات بہم پہنچائی گئیں۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ نئے بننے والے ٹراما سنٹر میں SNE کے مطابق عملہ sanction نہ ہوا ہے۔ بھجوائی گئی SNE کی 124 اسامیوں میں سے 35 اسامیاں منظور کی گئیں جبکہ باقی ماندہ 89 اسامیاں sanction ہونا ابھی باقی ہیں۔ باقی ماندہ 89 اسامیوں کی منظوری کے لئے کیس پر کارروائی جاری ہے اور جیسے ہی یہ اسامیاں منظور ہوں گی ان پر بھرتی کر دی جائے گی جس سے اس ٹراما سنٹر کی کارکردگی مزید بہتر ہو جائے گی۔ طبی آلات مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے موجود ہیں تاہم مزید 2 عدد ڈائیلسز مشینیں، 4 عدد کارڈیک مانیٹرز اور 4 عدد ECG مشینوں کی ضرورت ہے جو کہ فنڈز کی دستیابی پر خرید کر لی جائیں گی۔

(ب) جی ہاں! حکومت پنجاب SNE کے مطابق پوسٹوں کی منظوری کے لئے کوشاں ہے اور اس سلسلے میں ای ڈی او (صحت) جھنگ کو بذریعہ مراسلہ نمبری SO(ND)14-28/2004(Vol-III) مورخہ 2013۔10۔14 کے ذریعے وکینسی پوزیشن اور ضلعی حکومت سے سرٹیفکیٹ بسلسلہ فنڈز کی فراہمی کے لئے لکھ دیا گیا ہے۔ اس کی وصولی پر کیس محکمہ خزانہ کو اسامیوں کی منظوری کے لئے بھیج دیا جائے گا۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال جھنگ میں شعبہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*587: **محترمہ راشدہ یعقوب:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ہسپتال جھنگ میں کون کون سے شعبہ جات کام کر رہے ہیں علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان تمام شعبہ جات کے پروفیسرز کے نام و عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ج) ان شعبہ جات میں 13-2012 کے دوران کتنے مریض آئے اور ان میں کتنے مریضوں کو پروفیسرز کی ہدایت پر مفت دوائیاں فراہم کی گئیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ پروفیسر، ڈاکٹرز ایسے ہیں جو ایک ماہ میں صرف ایک دفعہ ہسپتال حاضر ہوتے ہیں مریضوں کو چیک کرنے کے لئے جونیئر ڈاکٹرز ہسپتال آتے ہیں اور وہ بھی ایک دو گھنٹے کے لئے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہسپتال میں ڈاکٹرز صبح 10 سے 12 بجے آتے ہیں؟

(و) کیا حکومت پنجاب مذکورہ بالا صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال جھنگ میں مندرجہ ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں:-

سرجری، پیتھالوجی، گائناکالوجی، ای این ٹی، امراضِ بچگانہ، کارڈیالوجی، آرتھوپیڈک، ڈینٹل سرجری، ریڈیالوجی، یورالوجی، امراضِ سینہ و تپ دق، شعبہ طب و ہومیوپیتھی، شعبہ فزیوتھراپی، شعبہ امراضِ جلد، سی ٹی سکین، الٹراساؤنڈ، میڈیکل ایمرجنسی، ٹراما سنٹر اور برن یونٹ۔

(ب) مذکورہ ہسپتال ٹیچنگ ہسپتال نہ ہے لہذا اس میں کوئی بھی پروفیسر تعینات نہ ہے کیونکہ پروفیسرز صرف ٹیچنگ ہسپتالوں میں تعینات ہوتے ہیں۔ ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں ان شعبہ جات کے سربراہان سپیشلسٹ ڈاکٹرز ہوتے ہیں۔ مذکورہ ہسپتال میں تعینات سپیشلسٹ ڈاکٹرز کی specialty بمعہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ ہسپتال کے مختلف شعبہ جات کی رپورٹAnnex-Bایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں پروفیسرز کی اسامیاں منظور شدہ نہ ہیں۔ اس کے علاوہ تمام ڈاکٹرزOPD, Indoorاور ایمرجنسی وارڈز میں اپنی ڈیوٹیاں ڈیوٹی روسٹر کے مطابق سرانجام دیتے ہیں۔ گزشتہ سال آؤٹ ڈور میں 540381مریض اور ان ڈور میں131688مریض ہسپتال میں علاج معالجہ کے لئے آئے اور ان کی واضح اکثریت بہترین علاج معالجہ کی سہولیات سے شفایاب ہوئی۔

(ہ) یہ درست نہ ہے بلکہ تمام ڈاکٹرز مقررہ وقت اور ڈیوٹی روسٹر کے مطابق اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دیتے ہیں۔

(و) ڈی ایچ کیو ہسپتال جھنگ کی کارکردگی ٹھیک ہے اور مریضوں کوOPD, Indoorاور ایمرجنسی میں تمام طبی سہولیات بشمول مفت ادویات اور طبی ٹیسٹوں کی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں اور ہسپتال کی کارکردگی تسلی بخش ہے۔ اس بابت کوئی بھی شکایت مریضوں یا ان کے لواحقین کی طرف سے موصول نہ ہوئی ہے تاہم حکومت پنجاب مریضوں کو بہترین طبی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ہیلتھ کے شعبہ میں مزید ریفارمز متعارف کروا رہی ہے اور ڈاکٹرز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئےMOs2000اور400 WMOsکو مستقل بنیادوں پر بذریعہPPSCبھرتی کر رہی ہے جس سے صوبہ بھر کے سرکاری ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں کافی حد تک پُر ہو جائیں گی اور مریضوں کو علاج معالجہ کی بہترین سہولیات میسر آئیں گی۔

ضلع جہلم۔ کھیوڑہ میں سول ہسپتال کا قیام و دیگر تفصیلات

*767: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقا حکومت پنجاب نے کھیوڑہ ضلع جہلم میں ایک سول ہسپتال قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا؟

(ب) مذکورہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہوگا اور ابتدائی طور پر اس میں کس کس مرض کے وارڈ قائم کئے جائیں گے؟

(ج) کیا مالی سال14۔2013میں اس کے لئے کوئی رقم مختص کی گئی ہے؟

(د) حکومت مذکورہ ہسپتال کب تک قائم کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سول ہسپتال کھیوڑہ اپریل2012 کو مکمل ہو گیا تھا۔اب ہر طرح کی طبی سہولیات عوام کو فراہم کی جارہی ہیں۔ جس میں OPD،ان ڈور،ایمر جنسی، گائنی،ایکسرے، لیبارٹری ٹیسٹ اورایمبولینس کی فراہمی جیسی سہولیات مہیا کی جارہی ہیں۔

(ب) مذکورہ ہسپتال20 بیڈز پر مشتمل ہے اور اس میں مردانہ میڈیکل وارڈ، زنانہ میڈیکل وارڈاور گائنی اور OBS وارڈ کام کر رہے ہیں۔

(ج) یہ منصوبہ 51.259 ملین روپے کی لاگت سے2012 میں مکمل ہوا جبکہ مالی سال14۔2013 میں مذکورہ ہسپتال کے لئے10.425 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(د) متذکرہ بالاہسپتال مکمل ہو چکا ہے اور اب مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔

پرائیویٹ سیکٹر میں ڈسپنسر کے لئے میڈیکل سٹور چلانے پر پابندی کی تفصیلات

*774: محترمہ راحیلہ انور: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ تمام سرکاری ہسپتالوں کی ڈسپنسری، فارمیسی اور میڈیسن سٹورز میں ڈسپنسر سرکاری ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسر پر پرائیویٹ سیکٹر میں میڈیکل سٹور چلانے پر پابندی ہے اگر ہاں تواس کی وجوہات کیاہیں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) تمام سرکاری ہسپتالوں کی فارمیسز اور میڈیسن سٹورز میں ڈسپنسرز فارماسسٹ کی زیر نگرانی سرکاری ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔مزید برآں ڈسپنسرز سرجیکل وارڈز اور مائنر آپریشن تھیٹر میں بطور ڈریسرز بھی ڈاکٹرز کے زیر نگرانی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔

(ب) 2002 میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے جعلی ادویات کے سلسلے میں ایک از خود نوٹس لیا اور یہ حکم جاری کیاکہ وفاقی سیکرٹریٹ صحت تمام صوبوں کے سیکرٹری صحت، چیف ڈرگ انسپکٹر اور ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ سروسز کے ساتھ اجلاس منعقد کریں اور جعلی ادویات کی روک تھام کے لئے مؤثر حکمت عملی مرتب کریں۔ سپریم کورٹ کے حکم کو پایۂ تکمیل تک

پہنچانے کے لئے وفاقی سیکرٹری نے متعدد اجلاس منعقد کئے اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ فارمیسی / میڈیکل سٹور چلانے کے لئے لائسنس کا اجراء صرف فارماسسٹ کیٹیگری کو جاری کیا جائے۔ اب فارمیسی ایکٹ1976 کے تحت میڈیکل سٹور / فارمیسی چلانے کا لائسنس فارماسسٹ کیٹیگری کو جاری کیا جاتا ہے۔ عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے مطابق کمیٹی کے تمام فیصلے عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کا حصہ تصور کئے جائیں گے۔

1۔ کیٹیگری A میں فارمیسی کا لائسنس اس کو جاری کیا جاتا ہے جس نے یونیورسٹی کی سطح سے فارمیسی کے شعبہ سے گریجویشن تک تعلیم حاصل کی ہو۔

2۔ کیٹیگری B میں میڈیکل سٹور لائسنس اس کو جاری کیا جاتا ہے جس نے فارمیسی کونسل سے فارمیسی اسسٹنٹ کا امتحان پاس کیا ہو۔ ڈسپنسرز یہ امتحان دینے کے اہل ہیں۔ اس امتحان میں ادویات کا بنیادی علم پڑھایا جاتا ہے اور اس امتحان کو پاس کرنے پر انہیں نیو ڈرگ سیل لائسنس کا اجراء کیا جاتا ہے۔

مزید برآں وہ تمام ڈسپنسرز جن کو لائسنس کا اجراء 2006 سے پہلے ہوا تھا ان کی ٹریننگ کے بعد لائسنس جاری رکھا گیا اور لائسنس کی تجدید کی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ 2006 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ڈرگز سیل کی منظوری دی جو کہ عدالت عظمیٰ کی ہدایت کو مدنظر رکھ کر بنائے گئے تھے۔

سرگودھا: میڈکولیگل سرٹیفکیٹ جاری کرنے کی تفصیلات

*777: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔32 سرگودھا میں موجود تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سمیت دوسرے ہسپتالوں سے 11-05-2013 سے تاحال کتنے میڈکولیگل سرٹیفکیٹ جاری ہوئے، ہسپتال وار تعداد بتائی جائے؟

(ب) متذکرہ بالا میڈکولیگل سرٹیفکیٹ کن افسروں کے دستخطوں سے جاری ہوئے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال 90 جنوبی میں 13-05-11 سے تاحال 72 میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ جاری ہوئے ہیں اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال بھاگٹانوالہ میں 85 میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ جاری ہوئے ہیں۔

(ب) ٹی ایچ کیو ہسپتال 90 جنوبی میں میڈیکو لیگل جاری کرنے والے ڈاکٹر صاحبان درج ذیل ہیں۔
ڈاکٹر تسنیم نعیم نور (WMO)، ڈاکٹر سلطان محمود بھٹی، ڈاکٹر محمد جاوید، ڈاکٹر سدرہ شفقت (WMO)، ڈاکٹر سارہ رحمٰن (WMO)، ڈاکٹر اسرار عطاالحق، ڈاکٹر معظمہ
ٹی ایچ کیو ہسپتال بھاگٹانوالہ سے مذکورہ عرصہ کے دوران MLC جاری کرنے والے ڈاکٹر صاحبان کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ ڈاکٹر خالق داد، ڈاکٹر محمد ابو بکر، ڈاکٹر محمد فاروق،

2۔ ڈاکٹر شمیم اختر (WMO)، ڈاکٹر نادیہ رشید (WMO)

ضلع راولپنڈی: ہسپتالوں کے لئے خریدی گئی مشینری کی تفصیلات

*779: **جناب محمد عارف عباسی:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی شہر میں بے نظیر شہید ہسپتال ضلع ہیڈ کوارٹرز ہسپتال اور ہولی فیملی ہسپتال میں کتنی قسم کی کون کون سی مشینری اور کتنی تعداد میں موجود ہے؟

(ب) کیا متذکرہ بالا ہسپتالوں کی مشینری پچھلے پانچ سالوں میں خریدی گئی اور کیا اس کی خریداری کے لئے اوپن ٹینڈر طلب کئے گئے اور اس کے نتیجے میں کن کمپنیوں نے ٹینڈر دیئے اور کن کمپنیوں کو مشینری سپلائی آرڈر دیا گیا، مکمل تفصیلات سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) راولپنڈی شہر کے بے نظیر شہید ہسپتال، ضلع ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور ہولی فیملی ہسپتال میں مختلف قسم کی تمام ضروری مشینری دستیاب ہے جس کی ہسپتال وار تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا تمام ہسپتالوں کے لئے پچھلے پانچ سالوں کے دوران مشینری بذریعہ اوپن ٹینڈر خریدی گئی جس کی ہسپتال وار تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راولپنڈی: منظور شدہ اسامیاں و دیگر تفصیلات

*780: **جناب محمد عارف عباسی:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی شہر میں بے نظیر شہید ہسپتال، ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتال اور ہولی فیملی ہسپتال میں ڈاکٹر اور پیرا میڈیکل سٹاف کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، کتنی اسامیوں پر سٹاف تعینات ہے اور کتنی اسامیاں خالی ہیں، ہسپتالوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے؟

(ب) خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) راولپنڈی کے متذکرہ ہسپتالوں میں ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ، پُر اور خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

	کل منظور شدہ اسامیاں	پُر شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
	بینظیر بھٹو شہید ہسپتال راولپنڈی		
ڈاکٹرز	238	175	63
پیرامیڈیکس	176	120	56
	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال راولپنڈی		
ڈاکٹرز	129	101	28
پیرامیڈیکس	85	70	15
	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال راولپنڈی		
ڈاکٹرز	248	194	54
پیرامیڈیکس	237	185	52

(تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ب) ڈاکٹرز کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے لئے PPSC کے ذریعے 2000 میڈیکل آفیسرز کو مستقل بنیادوں پر بھرتی کیا گیا ہے جن کی تقرری سے خالی اسامیاں بہت حد تک پُر ہو جائیں گی۔ دیگر سٹاف کی نئی بھرتیوں پر حکومت پنجاب نے پابندی لگا رکھی ہے جیسے ہی پابندی ختم ہو گی مذکورہ خالی اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔

بہاولپور: نیورو سائنسز کمپلیکس کے منصوبہ کی تفصیلات

*783: ڈاکٹر محمد افضل: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2007 میں بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں نیورو سائنسز کمپلیکس کا منصوبہ منظور ہوا اور اس کے قیام کے لئے ابتدائی طور پر 10 کروڑ روپے کی رقم بھی مختص کی گئی لیکن نامعلوم وجوہات کی بناء پر یہ منصوبہ ختم کر دیا گیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ بالا منصوبہ ختم کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں؟

(ج) کیا حکومت BVH نیورو سائنسز کمپلیکس کا منصوبہ دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ 2007 میں بنایا گیا اور PCDWP کی میٹنگ مورخہ 07۔12۔24 کے دوران منظور ہوا اس منصوبہ کی مد میں سال 08۔2007 میں فنڈز مبلغ 10 ملین روپے رکھے گئے اور اس محکمہ کے حکم بذریعہ چٹھی مورخہ 08۔08۔01 کے تحت یہ منصوبہ ختم کر دیا گیا۔

(ب) مذکورہ منصوبہ کے ختم ہونے کی وجوہات یہ تھیں کہ چونکہ نیورو سائنسز ایک dedicated اور Hi-Tech سہولت ہے جس کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ افرادی قوت درکار ہوتی ہے۔ جو کہ بہاولپور میں ملنا بہت مشکل تھی اور یہ مناسب سمجھا گیا کہ نئے انسٹیٹیوٹ آف نیورو سائنسز کی بجائے موجود نیورو سائنسز سرجری وارڈ کو نئے جدید آلات اور مشینری سے آراستہ کیا جائے جس کے لئے اپ گریڈیشن آف نیورو سرجری وارڈ کا منصوبہ منظور کیا گیا۔

(ج) حکومت پنجاب نے پہلے سے موجود نیورو سرجری وارڈ کی توسیع و ترقی کے لئے 198.595 ملین روپے کا منصوبہ منظور کیا تھا جو کہ 2010 میں مکمل ہو چکا ہے۔ اس وقت نیورو سرجری ڈیپارٹمنٹ کو جدید تقاضوں کے مطابق ترقی دی جا چکی ہے۔ مزید رواں مالی سال میں ترقیاتی پروگرام 14۔2013 میں 35 ملین روپے اس محکمہ کے لئے CSSD خریدنے کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ موجودہ نیورو سرجری ڈیپارٹمنٹ کی توسیع و ترقی کے بعد علیٰحدہ نیورو کمپلیکس کی تعمیر کی فی الوقت ضرورت نہ ہے۔

بہاولپور: گائنی کمپلیکس کا منصوبہ و دیگر تفصیلات

*784: **ڈاکٹر محمد افضل:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2007 میں بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں گائنی کمپلیکس کا منصوبہ منظور ہوا تھا مگر نامعلوم وجوہات کی بناء پر اس کو ختم کر دیا گیا؟

(ب) کیاحکومت گائنی کمپلیکس برائے BVH منصوبہ کو شروع کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر جواب اثبات میں ہے توکب تک منصوبہ کوreviveکرکے اس پر کام شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ سال2010میں بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور میں150 بستروں پر مشتمل گائنی کمپلیکس کا منصوبہ منظور ہوا تھا۔ اس منصوبہ کی لاگت 1200.210 ملین روپے تھی۔

(ب) اسی دوران حکومت پنجاب نے سال2010میں بہاولپور میں410بستروں پر مشتمل سول ہسپتال کا منصوبہ منظور کیا۔ اس منصوبہ کی کل لاگت2593.068ملین روپے تھی جو کہ فنکشنل ہو چکا ہے۔410بستروں پر مشتمل اس ہسپتال میں50بستروں پر مشتمل گائنی وارڈ بھی شامل ہے جو کہ عوام کو زچہ بچہ کے علاج معالجہ کی سہولیات بہم پہنچا رہا ہے لہذا50 بستروں پر مشتمل اس وارڈ کی تکمیل کے بعد بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں الگ گائنی کمپلیکس کی ضرورت نہ ہے۔

صوبہ کے ٹیچنگ ہسپتالوں میں ایم ایس صاحبان کے اختیارات کی تفصیلات

*798: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کا انتظام وانصرام ان کے بورڈ آف مینجمنٹ کرتے ہیں اور وہاں تعینات تمام پروفیسرز ٹیچنگ فیکلٹی کے انچارج ان کے پرنسپل صاحبان ہوتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ہسپتالوں کے ڈسپلن اور ان کو چلانے کی ذمہ داری متعلقہ ایم ایس صاحبان کی ہوتی ہے؟

(ج) اگر جز(الف وب) کا جواب اثبات میں ہے تو عملی طور پر کیا یہ انتظامی سقم نہیں کہ ایک ہی ادارے کے افسران ٹیچنگ کے فرائض کے بارے میں تو پرنسپل صاحبان کے ماتحت ہوں لیکن مریضوں کے علاج سے متعلق معاملات میں ایم ایس صاحبان ان کو پوچھ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ ان کو کوئی ذمہ داری سونپنے کا سوچ سکتے ہیں؟

(د) کیا حکومت مندرجہ بالا کی روشنی میں کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ ہسپتالوں کے معاملات کو احسن طریقے سے چلایا جاسکے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے۔

(ج) حقیقتاً ایسا کوئی انتظامی سقم نہ ہے کیونکہ ٹیچنگ کیڈر اور جنرل کیڈر بہتر طور پر اپنے اپنے ادارے اور ذمہ داریاں بخوبی سرانجام دے رہے ہیں اور نہ ہی ایسا کسی پرنسپل یا ایم ایس صاحب کا کوئی انتظامی معاملہ منظر عام پر آیا ہے۔ٹیچنگ کیڈر کے تمام پروفیسرز نہ صرف تعلیمی سرگرمیاں بہترین انداز سے چلاتے ہیں بلکہ اپنے اپنے وارڈز کے بیڈز کے طور پر بہترین علاج معالجہ اور مریضوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں جبکہ دیگر سپورٹ کے لئے ایم ایس صاحبان ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ جبکہ مزید نگرانی کے لئے حکومت پنجاب نے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کے لئے بورڈ آف مینجمنٹ تشکیل دیئے ہیں جن کی سربراہی نہایت ہی قابل لوگوں کو تفویض کی گئی ہے۔ بورڈ آف مینجمنٹ میں پرنسپل ممبر جبکہ ایم ایس سیکرٹری ہوتے ہیں۔

(د) الحمدُ للہ محکمہ صحت پوری طرح ٹیچنگ، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں، ٹی ایچ کیو، سول ہسپتالوں، رورل ہیلتھ سنٹرز، بنیادی مراکز صحت پر بہترین خدمات مہیا کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے پروفیسرز و دیگر ڈاکٹرز پیرامیڈکس، نرسز سٹاف اپنی بہترین خدمات کے ذریعے ضرورت مند مریضوں کی صحت یابی کے لئے کوشاں ہیں۔ اور نہ ہی کسی قسم کی ٹیچنگ و جنرل کیڈرز کے ڈاکٹرز کے درمیان مریضوں کے معاملات میں کوئی تفریق ہے۔ مزید یہ کہ محکمہ صحت ہسپتالوں کی بہتری کے لئے بورڈ آف مینجمنٹ کی خدمات بھی حاصل کئے ہوئے ہے تاکہ بہتر نگرانی ہوتی رہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ رجانہ ٹاؤن میں تحصیل سطح کا ہسپتال بنانے کا معاملہ

*810: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ رجانہ ٹاؤن جو کہ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کا سب سے بڑاٹاؤن ہے اس میں تحصیل لیول کا کوئی ہسپتال موجود ہے؟

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت رجانہ ٹاؤن میں تحصیل لیول کا کوئی ہسپتال بنانے کاارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) یہ درست ہے کہ رجانہ ٹاؤن میں تحصیل لیول کا کوئی ہسپتال موجود نہ ہے کیونکہ تحصیل لیول کے ہسپتال تحصیل ہیڈکوارٹر میں بنائے جاتے ہیں۔رجانہ ٹاؤن کو تحصیل کادرجہ نہ دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہاں تحصیل لیول کا ہسپتال نہیں بنایا گیا۔

(ب) حکومت رجانہ ٹاؤن میں تحصیل لیول کا ہسپتال بنانے کاارادہ نہیں رکھتی،کیونکہ صرف گیارہ کلومیٹر کے فاصلے پر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ موجود ہے۔دوسرا یہ کہ رجانہ ٹاؤن کو ابھی تک تحصیل کادرجہ نہ دیا گیا ہے۔

فیصل آباد۔ہسپتالوں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*854: میاں طاہر: کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے سرکاری ہسپتال کہاں کہاں کام کررہے ہیں ان کے نام بتائیں نیزان میں بیڈز کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) کس کس ہسپتال میں ایمرجنسی وارڈ ہے اور کس کس میں نہ ہے؟

(ج) ہر ہسپتال کی ایمرجنسی کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(د) ہر ہسپتال کی ایمرجنسی میں کون کون سی طبی مشینری اور ٹیسٹ کی مشینیں ہیں؟

(ہ) ہر ہسپتال کی ایمرجنسی میں کتنے ڈاکٹرز کام کررہے ہیں؟

(و) کیا حکومت ان ہسپتالوں کی ایمرجنسی میں موجود مسنگ فسلیٹیز کو پورا کرنے کاارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) فیصل آباد شہر میں درج ذیل پانچ سرکاری ہسپتال کام کررہے ہیں:

1۔	الائیڈ ہسپتال، پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد	بیڈز کی تعداد	1385
2۔	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال، ریلوے روڈ، فیصل آباد	بیڈز کی تعداد	730
3۔	فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد	بیڈز کی تعداد	202
4۔	گورنمنٹ جنرل ہسپتال، غلام محمد آباد، فیصل آباد	بیڈز کی تعداد	250
5۔	گورنمنٹ جنرل ہسپتال سمن آباد، فیصل آباد	بیڈز کی تعداد	0

(ب) مذکورہ بالا تمام ہسپتالوں میں ایمرجنسی وارڈز موجود ہیں۔

(ج) متذکرہ بالا ہسپتالوں میں موجود ایمرجنسی وارڈز کے بیڈز کی تعداد درج ذیل ہے۔

1۔	الائیڈ ہسپتال، پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد	بیڈز کی تعداد	106
	(سرجیکل ایمرجنسی 56 بیڈز اور میڈیکل ایمرجنسی 50 بیڈز)		
2۔	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال، ریلوے روڈ، فیصل آباد	بیڈز کی تعداد	124
3۔	فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد	بیڈز کی تعداد	22
4۔	گورنمنٹ جنرل ہسپتال، غلام محمد آباد، فیصل آباد	بیڈز کی تعداد	18
5۔	گورنمنٹ جنرل ہسپتال سمن آباد، فیصل آباد	بیڈز کی تعداد	5

(د) مذکورہ ہسپتالوں کی ایمرجنسی وارڈز میں ہر طرح کی طبی مشینری مثلاً ای سی جی مشین، الٹراساؤنڈ، کارڈیک مانیٹر، سکر مشین، Defibrillator, گلوکومیٹر، وینٹی لیٹرز، Nebulizer، Central Suction with Oxygen Supply وغیرہ اور لیبارٹری کی 24 گھنٹے سہولیات میسر ہیں۔

(ہ) الائیڈ ہسپتال کی سرجیکل ایمرجنسی میں 16 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں جبکہ میڈیکل ایمرجنسی کے لئے وارڈز کے اندر سے ڈاکٹرز کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔ان اسامیوں کی منظوری کے لئے محکمہ صحت کو لکھا گیا ہے۔

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال کی ایمرجنسی میں 60 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔

فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی ایمرجنسی میں 13 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔

گورنمنٹ جنرل ہسپتال غلام محمد آباد کی ایمرجنسی میں 7 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔

گورنمنٹ جنرل ہسپتال سمن آباد کی ایمرجنسی میں 2 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔

ہر ہسپتال کی ایمرجنسی 24 گھنٹے کھلی رہتی ہے اور مریضوں کو طبی سہولیات بہم پہنچاتی ہے۔ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں مزید ڈاکٹرز ایمرجنسی وارڈ میں تعینات کر دیئے جاتے ہیں۔

(و) ایمر جنسی وارڈز میں علاج معالجے کی فراہمی اور غیر موجود سہولیات کی فراہمی ایک جاری رہنے والا عمل ہے۔ ایمر جنسی میں مناسب سہولیات کی فراہمی کے لئے حکومت پنجاب ہر وقت تیار رہتی ہے۔ فیصل آباد شہر میں اس وقت پانچ سرکاری ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ جن میں دو تدریسی ہسپتال بھی شامل ہیں۔تدریسی ہسپتالوں کی ایمر جنسی میں تمام طبی سہولیات24 گھنٹے دستیاب ہوتی ہیں۔ باقی ہسپتالوں کی ایمر جنسی میں بھی آبادی اور ضروریات کے مطابق سہولیات موجود ہیں۔ تاہم حکومت پنجاب ضرورت کے مطابق ان ہسپتالوں کی ایمر جنسی شعبہ جات کو ضروری ساز وسامان فراہم کرتی رہتی ہے اور کرتی رہے گی۔

محکمہ صحت کے ملازمین کے سروس سٹرکچر کی تفصیلات

*856: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ سال کے دوران اعلیٰ حکام نے اسمبلی کے اندر اور باہر اعلان کیا تھا کہ محکمہ صحت کے ملازمین کے تمام کیڈر کے سروس سٹرکچر کا جلد حتمی فیصلہ اور نوٹیفائی کیا جائے گا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ کیڈر ابھی تک اپنے سروس سٹرکچر کے انتظار میں ہیں؟

(ج) اگر جز(الف وب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہیلتھ سروس پر سانل کے تمام باقی ماندہ کیڈرز کے سروس سٹرکچر کو فائنل کرنے کے لئے ضروری اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ محکمہ صحت کے ملازمین کے تمام کیڈر کے سروس سٹرکچر کا جلد حتمی فیصلہ اور نوٹیفائی کیا جائے گا

(ب) یہ امر قابل غور ہے کہ مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے مختلف مراحل کو مکمل کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً علاقائی دفاتر سے ملازمین کے کوائف اکٹھے کرنا، دستیاب مالی وسائل کی روشنی میں پالیسی طے کرنا، محکمہ خزانہ سے منظوری لینا، محکمہ صحت پنجاب مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے سر توڑ کوشش کر رہا ہے۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جنرل کیڈر کے ڈاکٹرز کو ترقی کے بہتر مواقع فراہم کرنے کے لئے چار سطحی فارمولا کو محکمہ خزانہ کی منظوری سے تبدیل کیا گیا ہے۔ ترقی کے کام کو جلد نمٹانے کے لئے محکمہ نے ایک خصوصی یونٹ قائم کیا ہے جس میں تجربہ کار عملہ کو تعینات کیا گیا اور ڈاکٹرز کو کئی مراحل میں ترقی دی گئی ہے۔پیرامیڈیکل سٹاف کے لئے چار سطحی فارمولا بھی منظور کیا گیا ہے۔(کاپی Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)تاہم تمام ملازمین کو حتی الوسیع طور پر مطمئن کرنے کے لئے کچھ مزید وقت اور مالی وسائل درکار ہیں۔

(ج) تفصیل جز(ب)میں درج ہے۔

پنجاب میں خسرہ سے ہلاک ہونے والے بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*857: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وبائی مرض خسرہ نے صوبہ پنجاب کے تمام حصوں کو لپیٹ میں لے لیا ہے؟

(ب) پنجاب کے مختلف ہسپتالوں میں گزشتہ ایک سال کے دوران کتنے بچے داخل ہوئے اور اس وبائی مرض کی وجہ سے بچوں کی ہلاکتوں کی تعداد کیا ہے؟

(ج) حکومت کی طرف سے اس وبائی مرض کے تدارک کے لئے کیا ہنگامی اقدامات اٹھائے گئے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) یہ درست ہے کہ وبائی مرض خسرہ نے صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع میں بچوں کو متاثر کیا ہے۔تاہم زیادہ تر لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ اور اوکاڑہ کے اضلاع متاثر ہوئے ہیں تاہم ایک مؤثر مہم کے نتیجہ میں اس موذی مرض پر قابو پالیا گیا ہے

(ب) پنجاب کے مختلف اضلاع میں سال2013کے دوران 23441 کیسز رپورٹ ہوئے جن میں سے7949 کو مختلف ہسپتالوں میں علاج کے لئے داخل کیا گیا کل 192اموات واقع ہوئیں جبکہ باقی تمام مریض شفاء یاب ہوئے۔

(ج) محکمہ صحت حکومت پنجاب نے صوبہ میں خسرہ کے کنٹرول کے لئے تمام احتیاطی اقدامات کئے۔اس بیماری کی روک تھام اور ویکسینیشن کی بہتری کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے گئے۔

1۔ محکمہ صحت نے 29۔نومبر 2012 کو مختلف اضلاع میں خسرہ کی روک تھام کے لئے گائیڈ لائنز بھجوائیں اور دسمبر 2012 میں تمام (Helath) EDOs کو الرٹس جاری کئے۔

2۔ دسمبر 2012 میں ضلع رحیم یار خان کی تحصیل صادق آباد اور ضلع راجن پور کی تحصیل روجھان جو کہ صوبہ سندھ کے ساتھ ملحقہ ہیں وہاں 6 ماہ سے 10 سال کے بچوں کو خسرہ کے حفاظتی ٹیکے لگائے گئے تاکہ اس کے پھیلاؤ کو روکا جاسکے۔

3۔ 3۔جنوری 2013 کو ای پی آئی سٹیئرنگ کمیٹی کی میٹنگ ہوئی جس میں ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ پنجاب، ڈائریکٹر ای پی آئی پنجاب، امراض بچگانہ کے پروفیسرز اور WHO اور یونیسیف کے نمائندوں نے شرکت کی تاکہ صوبے میں خسرہ کے کنٹرول کے لئے پالیسی وضع کی جاسکے۔

4۔ 2013۔01۔07 کو صوبائی سطح پر خسرہ کانفرنس منعقد کی گئی جس کی صدارت وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشیر خواجہ سلیمان رفیق نے کی۔ اس کانفرنس میں تمام ڈویژن کے ڈائریکٹرز ہیلتھ، 36 اضلاع کے (ای ڈی اوز) صحت، ٹیچنگ ہسپتالوں کے ایم ایس اور WHO اور یونیسیف کے نمائندوں نے شرکت کی۔ خسرہ کے کنٹرول کے لئے تمام ای ڈی اوز کو ہدایات جاری کی گئیں۔ ٹیچنگ ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان کو خسرہ کے مریضوں کی روزانہ رپورٹنگ کے لئے ہدایات دی گئیں۔

5۔ 9۔فروری 2013 کو چیف سیکرٹری پنجاب نے تمام اضلاع کے ڈی سی اوز کو خسرہ کنٹرول کے لئے کئے جانے والے اقدامات میں تعاون کی ہدایات جاری کیں۔

6۔ PITB کے تعاون سے آن لائن ڈیٹا ٹرانفسر کا سسٹم جاری کیا گیا۔

7۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں خسرہ کے حوالے سے آگاہی مہم شروع کی گئی۔

8۔ تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں ڈی ایچ کیو، ٹی ایچ کیو اور دیہی مراکز صحت میں خسرہ کے مفت علاج کے لئے علیٰحدہ وارڈ قائم کئے گئے۔

9۔ صوبے میں خسرہ کی ویکسین کی کوئی کمی نہ ہے۔

10۔ 29۔اپریل سے 7۔مئی 2013 کے دوران لاہور میں خسرہ کی خصوصی مہم چلائی گئی جس کے دوران 6 ماہ سے 10 سال تک کے 26 لاکھ بچوں کو خسرہ کے حفاظتی ٹیکے لگائے گئے۔

11۔ 13۔2012 کے دوران حکومت پنجاب نے اپنے ذرائع سے 701 ملین روپے کی ویکسین خریدی۔

12۔ 13۔06۔07 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں صوبے میں خسرہ کی صورتحال کا جائزہ لیا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تمام صوبے میں خسرہ مہم چلانے کا حکم دیا اور چیف سیکرٹری پنجاب کو خسرہ کی صورتحال کے بارے میں باقاعدہ میٹنگ کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ خسرہ کے نازک مریضوں کو سینئر سپیشلسٹ

ڈاکٹروں کی زیر نگرانی (آئی سی یو) اور سپیشل وارڈ میں رکھا جائے، سینئر ڈاکٹرز شام کے وقت بھی خسرہ کے مریضوں کو چیک کیا کریں۔

13۔ خسرہ مہم کے دوران مونیٹرنگ کے لئے مختلف اضلاع میں صوبائی سیکرٹریز کا بھی تقرر کیا گیا ہے۔

14۔ 19۔جون2013کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے خسرہ اور ڈینگی کی روک تھام کے لئے منعقد اجلاس کی صدارت کی جس میں خسرہ کے خلاف مہم کا جائزہ لیا گیا اور احکامات صادر کئے گئے۔

15۔ خسرہ کے خلاف پنجاب کے تمام اضلاع میں خصوصی مہم چلائی گئی جس کے دوران 6ماہ سے 10 سال تک کے 29 ملین بچوں کو خسرہ کے حفاظتی ٹیکے لگائے گئے جس کے نتیجہ میں خسرہ کے مریضوں اور اموات کو کنٹرول کر لیا گیا ہے۔چیف سیکرٹری پنجاب اور تمام صوبائی سیکرٹریز اور ڈی جی ہیلتھ آفس کے تمام سینئر افسروں نے مہم کی نگرانی کی۔

فیصل آباد: چک نمبر388گ ب کے رورل ہیلتھ سنٹر کی چار دیواری بنوانے کی تفصیلات

*1019: **جناب ظہیر الدین خان علیزئی:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر388 گ ب سمندری فیصل آباد میں رورل ہیلتھ سنٹر کی چار دیواری عرصہ دراز سے نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ ہیلتھ سنٹر کی چار دیواری و دیگر مرمت کا کام فوری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ چک نمبر388 گ ب سمندری فیصل آباد میں آر ایچ سی نہ ہے بلکہ بی ایچ یو ہے جو کہ PRSP کے زیر انتظام کام کر رہا ہے۔مذکورہ بی ایچ یو کی چار دیواری تین اطراف سے مکمل ہے جبکہ ایک طرف سے گری ہوئی ہے جس کی تعمیر کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد کو چٹھی لکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سنٹر کے گرے ہوئے حصہ کی چار دیواری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کروائے گی جس کے لئے چٹھی لکھ دی گئی ہے۔خطوط کی کاپیاں Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ضلع فیصل آباد: سول ہسپتال سمندری میں 24 گھنٹے ایمر جنسی کی سہولت فراہم کرنے کی تفصیلات

*1020: جناب آصف محمود: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سول ہسپتال سمندری ضلع فیصل آباد میں 24 گھنٹے ایمر جنسی کی سہولت نہ ہے جس کے باعث عوام کو شدید مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت پنجاب مذکورہ ہسپتال میں فوری طور پر 24 گھنٹے ایمر جنسی کی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی، نہیں۔ یہ درست نہ ہے بلکہ سول ہسپتال سمندری ضلع فیصل آباد میں 24 گھنٹے ایمر جنسی کی سہولت موجود ہے جس میں مریضوں کو 24 گھنٹے ای سی جی، نیبولائزر، suction، آکسیجن، الٹراسانوگرافی، ایکسرے، سی سی یو، اور ضروری ادویات مفت فراہم کی جارہی ہیں اور اپریل 2013 سے لے کر ستمبر 2013 تک 40469 کے قریب مریضوں کو ایمر جنسی میں علاج کیا گیا۔ مارننگ، ایوننگ اور نائٹ شفٹوں میں میڈیکل آفیسر، وومن میڈیکل آفیسر اور نرسز سمیت دیگر عملہ تعینات ہے۔ جو کہ ایمر جنسی وارڈ میں داخل ہونے والے مریضوں کو تمام طبی سہولیات 24 گھنٹے مہیا کر رہے ہیں۔

(ب) سول ہسپتال سمندری ضلع فیصل آباد میں 24 گھنٹے ایمر جنسی کی سہولت موجود ہے۔ تفصیل جز (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔58 میں سرکاری ہسپتال و دیگر تفصیلات

*1022: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں کون کون سے سرکاری ہسپتال چل رہے ہیں؟

(ب) ہر ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(ج) ہر ہسپتال میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی پُر اور کتنی خالی ہیں؟

(د) ہر ہسپتال میں missing facilities کی تفصیل بتائیں اور missing facilities کو پورا کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں دو آر ایچ سیز، ماموں کانجن اور کنجوانی جبکہ 14 بی ایچ یوز اور تین ڈسپنسریز کام کر رہی ہیں۔ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) دونوں آر ایچ سیز 20 بستروں پر مشتمل ہیں۔ جبکہ ہر بی ایچ یو 2 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ج) RHC ماموں کانجن اور کنجوانی میں ڈاکٹرز کی چار چار اسامیاں منظور شدہ ہیں جن میں سے 2 پُر جبکہ 2 اسامیاں خالی ہیں۔ ہر بی ایچ یو پر ڈاکٹرز کی ایک ایک اسامی منظور شدہ ہے جن میں سے 9 پر ڈاکٹرز تعینات ہیں جبکہ 5 اسامیاں خالی ہیں۔ پُر اور خالی اسامیوں کی تفصیل Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن مراکز صحت پر میڈیکل آفیسر کی پوسٹ خالی ہے ان کا اضافی چارج دوسرے ہیلتھ سنٹرز پر تعینات ڈاکٹرز کو دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو صحت کی سہولیات کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔

(د) 2010 میں دونوں RHCs میں NLC نے مرمت مکمل کی جس پر تقریباً ہر ہسپتال پر 85 ملین روپے لاگت آئی۔ اس کے علاوہ وہ تمام آلات RHC لیول کے ہسپتال میں ہونے چاہئیں وہ موجود ہیں۔

پی پی۔58 میں PRSP کے زیر انتظام بی ایچ یوز میں بعض کی چار دیواری اور کوارٹرز کی معمولی تعمیر مثلاً وائٹ واش یا سیمنٹ وغیرہ کرانا درکار ہے جس کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ فیصل آباد ضروری کارروائی کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ تمام طبی آلات موجود ہیں اور مریضوں کو طبی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔

لاہور: الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز کا قیام و دیگر تفصیلات

*1032: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز چلڈرن ہسپتال لاہور کب قائم ہوا؟

(ب) مذکورہ سکول کون کون سے شعبہ جات میں تعلیم دے رہا ہے؟

(ج) مذکورہ سکول میں کتنے مضامین کے اساتذہ نہ ہیں اور یہ کب سے اسامیاں خالی چلی آ رہی ہیں اور کیوں، یہ اسامیاں کب تک fill کر دی جائیں گی، ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) کتنے اساتذہ رخصت پر ہیں اور کب سے؟

وزیر زراعت / صحت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز چلڈرن ہسپتال لاہور سال 1999 کو بنا۔

(ب) الائیڈ سکول آف ہیلتھ سائنسز چلڈرن ہسپتال لاہور مندرجہ ذیل شعبہ جات میں تعلیم دے رہا ہے۔

1۔ ڈاکٹر آف فزیکل تھراپی (ڈی پی ٹی)
2۔ بی ایس سی (آنرز) میڈیکل امیجینگ ٹیکنالوجی
3۔ بی ایس سی (آنرز) میڈیکل لیبارٹری ٹیکنالوجی
4۔ بی ایس سی (آنرز) ڈینٹل ٹیکنالوجی
5۔ بی ایس سی (آنرز) میڈیکل سپیچ اینڈ لینگویج پیتھالوجی
6۔ بی ایس سی (آنرز) آکوپیشنل تھراپی
7۔ بی ایس سی (آنرز) آپریشن تھیٹر ٹیکنالوجی۔

(ج) پانچ مضامین کے اساتذہ نہ ہیں اور یہ اسامیاں اکتوبر 2012 سے خالی چلی آرہی ہیں، ان اسامیوں کو ایڈہاک کی بناء پر fill کرنے کے لئے دسمبر 2012 میں اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا لیکن گورنمنٹ آف پنجاب کے جنوری 2013 میں ریکروٹمنٹ پر پابندی لگا دینے کی وجہ سے ان اسامیوں پر بھرتی مکمل نہ ہو سکی۔

(د) کوئی بھی استاد رخصت پر نہ ہے۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

چودھری اشرف علی انصاری

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کی جانب سے رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی درخواست چودھری اشرف علی انصاری ایم پی اے، پی پی۔93 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"I have the honour to submit to you that I am leaving for Saudi Arabia to perform Umrah. Owing to which, I shall not be able to attend Assembly session from 21st June to 3rd July 2013. I shall be thankful to you, if you grant me leave for aforesaid duration."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز

سیکرٹری اسمبلی:مندرجہ ذیل درخواست محترمہ نسرین جاوید المعروف نسرین نواز ایم پی اے ڈبلیو۔301کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Most respectfully submitted that I, alongwith my husband, am proceeding to Canada to ease and see my daughter-in-law and my son on 23rd instant. My stay at Canada will be between 23rd of June 2013 to 20th August 2013. So it is hereby requested that my absence from the Assembly Sessions (meetings) may kindly be ignored and leave may be sanctioned for the said period."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

نوابزادہ عبدالرزاق خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی:مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ عبدالرزاق خان نیازی ایم پی اے،پی پی۔218کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"I would be grateful if I am allowed Ex-Pakistan leave till the end of session, starting from 26th June 2013. I am proceeding to Bangkok for medical checkups."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

مخدوم سید افتخار حسن گیلانی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم سید افتخار حسن گیلانی ایم پی اے، پی پی۔267 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"دربار شریف کے عرس کے سلسلہ میں بندہ کی تین یوم مورخہ 24تا26۔جون 2013تک اجلاس ہذا سے چھٹی منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب شوکت علی لالیکا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب شوکت علی لا لیکا ایم پی اے، پی پی۔278 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is stated that I am going to Kingdom of Saudi Arabia with family for performing Umrah Mubarik from 23rd June 2013 to 4th July 2013. It is requested kindly accept my request because I will be unable to join remaining Assembly budget session."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری ارشاد احمد ارائیں

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری ارشاد احمد ارائیں ایم پی اے، پی پی۔233 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ بندہ ایک ضروری کام کے سلسلہ میں وہاڑی جا رہا ہے۔ براہ مہربانی 21۔جون 2013 کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ ایوب قریشی ایم پی اے، ڈبلیو۔343 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ بوجہ ناسازی طبیعت میں مورخہ 24۔جون2013 کے بجٹ اجلاس میں شرکت سے قاصر ہوں۔ از راہ کرم متذکرہ ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائیں۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب شہزاد منشی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب شہزاد منشی ایم پی اے، این ایم۔369 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"I beg to state that, I did not come on Saturday 22nd June 2013, because of my family matter, as I had to go to Islamabad. I request you sir, kindly grant my leave for one day."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب علی عباس

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب علی عباس ایم پی اے، پی پی۔ 192 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں پنجاب اسمبلی کا اجلاس اٹینڈ کرنے لاہور آیا تھا لیکن یہاں آکر میں بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹر نے آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے جس کی وجہ سے میں اجلاس کی کارروائی اٹینڈ نہیں کر سکتا۔ براہ مہربانی میری تین یوم مورخہ 25تا27۔جون2013 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب رمیش سنگھ اروڑا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب رمیش سنگھ اروڑا ایم پی اے، این ایم۔368 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"This is to inform your good self that due to some domestic issues, I will not be able to attend Assembly session on 22nd June 2013. In this regard one day leave may kindly be granted."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب رمیش سنگھ اروڑا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب رمیش سنگھ اروڑا ایم پی اے، این ایم۔368 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"This is to inform your good self that I will not be available to attend Assembly session from 27th to 29th June 2013, due to religious function (death anniversary of Maharaja Ranjit Singh) and some domestic chores. In this regard three days leave may kindly be granted."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

مخدوم سید علی رضا شاہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم سید علی رضا شاہ ایم پی اے، پی پی۔89 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں بوجہ طبیعت خرابی مورخہ 6تا25۔جون2013اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا اس لئے مہربانی فرما کر میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سید عبدالعلیم

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید عبدالعلیم ایم پی اے، پی پی۔244 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں نہایت ضروری کام کے سلسلے میں بہاولپور جا رہا ہوں جس کی وجہ سے 27۔جون2013 کی رخصت درکار ہے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ ثوبیہ انور ستّی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ ثوبیہ انور ستّی ایم پی اے، ڈبلیو۔325 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is humbly submitted that I will be unable to attend the current session on 29th June 2013. Kindly grant me leave for one day."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب غضنفر عباس چھینہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب غضنفر عباس چھینہ ایم پی اے، پی پی۔49 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں حلقہ میں ضروری کام کے سلسلہ میں مورخہ 24 اور 25۔جون 2013 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا لہذا دو یوم کی رخصت منظور فرمائیں۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ زیب النساء اعوان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ زیب النساء اعوان ایم پی اے، ڈبلیو۔300 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"With due respect, it is stated that I am going to Saudi Arabia for performing Umrah on 25th July 2013. It is therefore requested that I may be granted leave for 15 days from 25th July to 8th August 2013."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمود قادر خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمود قادر خان ایم پی اے، پی پی۔246 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is requested that I may be granted Ex-Pakistan Leave from 29th June to 10th August 2013 as I will be proceeding abroad to settle my family affairs in Australia and to perform Umrah."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سیدہ عظمیٰ قادری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سیدہ عظمیٰ قادری ایم پی اے، ڈبلیو۔302 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is stated that I would not be able to attend the Assembly session due to my personal engagements from 3rd August to 1st September 2013. Kindly sanction ex-Pakistan Leave in my favour."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سید زعیم حسین قادری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید زعیم حسین قادری ایم پی اے، پی پی۔154 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is stated that I would not be able to attend the Assembly session due to my personal engagements from 3rd August to 1st September 2013. Kindly sanction ex-Pakistan Leave in my favour."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد ثقلین انور سپرا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد ثقلین انور سپرا ایم پی اے، پی پی۔76 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ مجھے آج اعتکاف پر بیٹھنا ہے اس لئے مورخہ 31۔جولائی 2013 سے بقیہ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکوں گا لہذا ان دنوں کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ زیب النساء اعوان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ زیب النساء اعوان ایم پی اے، ڈبلیو۔300 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں مورخہ یکم اگست 2013 سے عمرہ کی ادائیگی کے لئے سعودی عرب جا رہی ہوں اور اس اجلاس کے باقی ایام میں شرکت سے قاصر ہوں۔ براہ مہربانی میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر عالیہ آفتاب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر عالیہ آفتاب ایم پی اے، ڈبلیو۔338 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"I am going to Thailand for Eid holidays with my family from 8th to 15th of August 2013. I would request you to kindly grant me leave during these days."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب رمیش سنگھ اروڑا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب رمیش سنگھ اروڑا ایم پی اے، این ایم۔368 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is stated that I will not be able to attend Assembly Session from 31st July to 1st August 2013 due to domestic issues. May I request for two days leave."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عبدالقدیر علوی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عبدالقدیر علوی ایم پی اے، پی پی۔85 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is submitted that I have to go to Saudi Arabia in connection with some family affairs. It is, therefore, requested that four days Ex-Pakistan Leave from 13th to 16th August 2013 may very kindly be sanctioned in my favour with permission to leave the station for the purpose mentioned above."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر

سیکرٹری اسمبلی:مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر سید وسیم اختر ایم پی اے،پی پی۔271کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Due to some unavailable circumstances, I can't attend the present session on 12th and 13th August 2013. Leave may please be granted for these two days."

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ کنیز اختر

سیکرٹری اسمبلی:مندرجہ ذیل درخواست محترمہ کنیز اختر ایم پی اے، ڈبلیو۔335کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"عرض داشت یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ فیصل آباد میں دو حلقوں پی پی۔51اور این اے۔83میں ضمنی الیکشن ہو رہے ہیں اس لئے مجھے campaign کے لئے جانا ہے۔ براہ کرم مجھے اسمبلی اجلاس سے رخصت دی جائے جو کہ مورخہ 19۔اگست2013سے شروع ہو گی۔"

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

معزز ممبران اسمبلی:نہیں،نہیں۔

جناب سپیکر:اب کیا کریں۔اس پر تو objection آ گیا ہے۔اس رخصت کی درخواست کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ حنا پرویز بٹ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ حنا پرویز بٹ ایم پی اے، ڈبلیو۔353 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is submitted that I am traveling abroad therefore I will not be able to attend Assembly session from 19th August onward till the 31st August 2013."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب شہزاد منشی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب شہزاد منشی ایم پی اے، این ایم۔369 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"نہایت ادب سے یہ گزارش ہے کہ بندہ لاہور سے باہر گیا ہوا ہے جس کی وجہ سے آج اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔" شکریہ

جناب سپیکر: "فرما سکتا" نہیں بلکہ "کر سکتا"۔ انہوں نے "فرما سکتا" نہیں لکھا ہو گا۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ نجمہ بیگم

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ نجمہ بیگم ایم پی اے، ڈبلیو۔324 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, it is submitted that due to by-election 2013, I would not be able to attend the Assembly session. Therefore, it is requested that two days leave for 21st & 22nd August 2013, may please be granted in my favour." Thanks.

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میاں صاحب! مجھے آپ کا وہاں بیٹھنا اچھا نہیں لگا۔آپ اپنی سیٹ پر انہیں بلا کر بات کر سکتے ہیں۔

معزز ممبران:وہ عوامی آدمی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، عوام میں گھلنے ملنے کے علاوہ ان کی اپنی سیٹ ہے جہاں پر وہ آپ کو بلوا کر بات کر سکتے ہیں اور ان کو اس بات کی اجازت ہے۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف، میاں محمود الرشید اپنی سیٹ پر تشریف لے آئے)

جناب محمد عمر جعفر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد عمر جعفر ایم پی اے، پی پی۔293 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, with great reverence it is submitted that I was called for a meeting in connection with flood effectees held at Rahim Yar Khan. It is, therefore, requested that five days leave may very kindly be granted to me for the purpose mentioned above w.e.f. 19th to 23rd August 2013." Thanking you.

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب رمیش سنگھ اروڑا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب رمیش سنگھ اروڑا ایم پی اے، این ایم۔368 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"This refers to recent flood in my constituency (Narowal). I will not be able to attend Assembly session on 15th & 16th August 2013. Since I will be busy in relief activities, as well as to receive Chief Minister visiting Narowal, kindly approve two days leave."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

سید عبدالعلیم

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید عبدالعلیم ایم پی اے، پی پی۔244 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is stated that due to some domestic affairs at my Constituency (PP-244), I can not attend this session on 19th to 22nd August 2013. It is, therefore, requested that four days leave from 19th to 22nd August 2013 may kindly be granted in my favour. I shall be thankful for this act of kindness. Thanking you in anticipation."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

بیگم خولہ امجد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست بیگم خولہ امجد ایم پی اے، ڈبلیو۔337 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Honourable Sir,

Due to the death of my father-in-law, I was unable to attend the session from 12th to 13th August 2013. Two days leave may please be granted to me. Thank you."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ظفر اقبال

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب ظفر اقبال ایم پی اے، پی پی۔19 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ بوجہ اطلاع فوتیدگی اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں لہذا ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سردار خان محمد خان جتوئی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار خان محمد خان جتوئی ایم پی اے، پی پی۔259 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, it is submitted that due to flood in my native city Jatoi (Muzaffargarh), I can't attend the current session from 26th to 30th August 2013. Therefore, it is requested that leave may please be accepted for the above said dates." Thanks.

جناب ڈپٹی سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری ارشاد احمد ارائیں

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری ارشاد احمد ارائیں ایم پی اے،پی پی۔233 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is stated that I can't attend Assembly Session on 26th and 27th August 2013, due to flood relief activities in my Constituency (PP-233). It is, therefore, requested that two days leave for 26th & 27th August 2013 may kindly be granted in my favour. I shall be thankful for this act of kindness. Thanking you in anticipation."

جناب ڈپٹی سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

مخدوم سید افتخار حسن گیلانی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم سید افتخار حسن گیلانی ایم پی اے،پی پی۔267 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"جناب والا!جیسا کہ جناب کو معلوم ہے اوچ شریف کے علاقہ میں سیلاب آ گیا ہے۔ بندہ کی اجلاس سے مورخہ 27۔جولائی 2013 سے چھٹی منظور فرمائی جائے۔نوازش ہو گی۔"

جناب ڈپٹی سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے، پی پی۔90 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir,

It is submitted for your kind notice that I could not attend Assembly sessions on 26th, 27th & 28th August 2013, on account of suffering from severe "Flu" infection in throat, chest resultantly high grade fever and cough and cold. Kindly grant me leave for three days mentioned i.e. 26th, 27th, and 28th August 2013. Thanks."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سید عبدالعلیم

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید عبدالعلیم ایم پی اے، پی پی۔244 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ میں چیف منسٹر کے حکم پر مورخہ 19تا27۔اگست2013تک اپنے حلقہ کے سیلاب زدگان کے relief کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی کر کے ان ایام کی رخصت عطا کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب رمیش سنگھ اروڑا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب رمیش سنگھ اروڑا ایم پی اے، این ایم۔368 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Honourable Speaker,

This is to inform you that due to recent flood in Narowal, the undersigned will be busy to look after relief operations in Narowal District, therefore, will not be able to attend Assembly session for 23rd, 26th & 27th August 2013. Leave may be granted."

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ کنیز اختر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ کنیز اختر ایم پی اے،ڈبلیو۔335 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"عرض داشت ہے کہ میرا تعلق فیصل آباد سے ہے، مجھے مورخہ 2۔ستمبر کی رخصت بسلسلہ میٹنگ ڈی سی او صاحب درکار ہے۔ براہِ کرم مجھے بروز سوموار مورخہ 2۔ستمبر2013رخصت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ مدیحہ رانا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ مدیحہ رانا ایم پی اے، ڈبلیو۔346 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, it is submitted that I cannot attend the Assembly session on 30th August 2013 due to high fever. It is requested that one day leave for 30th August 2013 may kindly be allowed."

جناب ڈپٹی سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ظفر اقبال

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب ظفر اقبال ایم پی اے، پی پی۔19 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"گزارش ہے کہ مورخہ 2۔ستمبر2013 کے اجلاس میں شرکت سے قاصر ہوں۔انشاء اللہ3۔ستمبر2013 کو اجلاس میں شامل ہو جاؤں گا۔رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ مدیحہ رانا

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ مدیحہ رانا ایم پی اے، ڈبلیو۔346 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, I cannot attend the Assembly session on 2nd September 2013 due to ill health. It is requested that leave from session for 2nd September 2013 may kindly be allowed." Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ تمکین اختر نیازی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ تمکین اختر نیازی ایم پی اے، ڈبلیو۔333 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"Sir, I have an urgent piece of work to attend at back home in Mianwali. Kindly allow me two days leave. Thanking you in anticipation."

جناب ڈپٹی سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق کوئی بھی نہیں ہے۔اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔جی،بلوچ صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

سوالات کی کاپی ایوان میں ایک دن قبل تقسیم کرنے کا مطالبہ

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہمیشہ سے روایات رہی ہیں جو 1985 سے چلی آ رہی ہیں کہ ایوان میں ایک دن پہلے question paper تقسیم کر دیا جاتا تھا جس محکمے کے بھی اگلے دن questions ہوتے تھے تاکہ ممبران صحیح تیاری کر کے آئیں لیکن اب یہ ہو رہا ہے کہ تقسیم نہیں کیا جاتا۔پتا نہیں اس میں بیوروکریسی کو بچایا جا رہا ہے۔دراصل سوالات منسٹر صاحبان کے متعلق نہیں بلکہ بیوروکریسی سے متعلق ہوتے ہیں۔بیوروکریسی کو محفوظ کرنے کے لئے یہ سوالات نہیں دیئے جاتے تاکہ ایم پی اے صاحبان تیاری کر کے نہ آئیں۔مہربانی کریں اور یہ سابقہ روایت برقرار رکھیں تاکہ تمام ایم پی اے صاحبان رات کو تیاری کر کے آئیں تو صبح اچھے طریقے سے سوال و جواب ہو سکیں لیکن اب بیوروکریسی کو بچایا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:احمد خان صاحب!Rule 60 میں ہے کہ جس دن اجلاس ہو گا اسی دن ہی آپ کو questions دیئے جائیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!1985 سے کبھی ایسا نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ سپیکر صاحب کہتے تھے کہ سوالات تقسیم کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ نے Rules میں amendment کرنی ہے تو کوئی درخواست لے کر آ جائیں، ہم ایوان میں voting کروالیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! آپ مہربانی کریں کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے۔ یہ صرف اس دفعہ ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! Rule 60 یہ ہے کہ:

60. No publicity of answers to Questions in advance.

Answers to questions which Ministers propose to give in the Assembly shall not be released for publication until the answers have actually been given on the floor of the Assembly or laid on the Table.

اگر آپ اس میں کوئی amendment چاہتے ہیں تو درخواست یا تحریک وغیرہ لے آئیں، اس پر ہم voting کروالیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! آپ اس میں amendment کرائیں یا جیسے بھی کرائیں لیکن ضرور مہربانی کریں۔ لاء منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ question list ایک دن پہلے دی جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر475/13 جناب محمد عارف عباسی صاحب اور محترمہ نبیلہ حاکم علی خان کی طرف سے ہے۔

پنجاب کے تعلیمی اداروں کی ناقص کارکردگی سے طلباء کے والدین کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ لاہور اور فیصل آباد بورڈز میں سالانہ امتحان 2013 برائے جماعت نہم میں کامیابی کا تناسب بالترتیب 39.48 فیصد اور 40.25 فیصد رہا۔ اس بات میں کوئی صداقت نہ ہے کہ پنجاب کے سرکاری تعلیمی اداروں میں تعلیمی معیار گرایا جا رہا ہے تاکہ والدین بچوں کو نجی تعلیمی اداروں میں داخل کروائیں۔

رزلٹ میں ناقص کارکردگی دکھانے والے ہیڈ ماسٹرز/ہیڈ مسٹریس/متعلقہ اساتذہ کے خلاف PEEDA Act-2006 کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جوانہوں نے کہا کہ اس میں کوئی صداقت نہیں ہے کہ سرکاری سکولوں کا تعلیمی معیار گرایا جارہا ہے، ان کا یہ کہنا غلط ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ منسٹر صاحب کا سرکاری سکولوں سے واسطہ نہیں پڑا، یہ elite class سے تعلق رکھتے ہیں، یہ بڑے بڑے سکولوں میں پڑھے ہوں گے لیکن physically on ground اگر آپ کسی بھی سرکاری سکول میں چلے جائیں وہاں کا رزلٹ، پڑھانے کا معیار، ٹیچر کی ٹریننگ اور ان کا طالب علموں کے ساتھ attitude وہ بہت افسوسناک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا مقصد تنقید کرنا نہیں تھا بلکہ تعلیم جو ہماری بنیادی ضرورت ہے اور جو بچے وہاں پڑھتے ہیں وہ پاکستان کے مستقبل کے معمار ہیں اور وارث بھی ہیں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس کو کاغذی کارروائی کی نذر نہ کیا جائے۔ اس میں point scoring تھی اور نہ سیاست تھی بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس سسٹم کو ٹھیک کیا جائے۔ حکومت یہ نہ سمجھے کہ ہم نے تنقید کرنے کے لئے یہ تحریک جمع کرائی ہے ایک زمانہ تھا جب ہمارے سرکاری تعلیمی ادارے ایک مثال ہوا کرتے تھے۔ ہم میں سے اکثر لوگ سرکاری تعلیمی اداروں میں پڑھے ہوئے ہیں لیکن میں آپ کو انتہائی ایمانداری سے بتارہا ہوں کہ سرکاری تعلیمی اداروں کی جو حالت ہے اس کو اگر آپ کسی بھی پرائیویٹ تعلیمی ادارے سے compare کریں گے تو اس میں زمین آسمان کا فرق ہوگا۔ آپ ایسا معیار مقرر کریں جیسے پہلے تھا کہ پانچویں کا امتحان بورڈ کا کردیں اور اساتذہ کی جتنی بھی ترقیاں ہیں ان کو بچوں کے رزلٹ کے ساتھ نتھی کردیں۔ ان کا امتحان بورڈ لے وہ خود نہ لیں۔ پرائمری کا امتحان بورڈ کا کردیں، اس کے بعد مڈل کا کردیں اور اساتذہ کی ترقی رزلٹ کے ساتھ منسلک کردیں یا اس کے علاوہ آپ کے پاس کوئی اور چیک اینڈ بیلنس کا نظام ہے تو وہ لاگو کردیں۔ اس میں ہمارا کوئی سیاسی مقصد نہیں ہے بلکہ ہمارا مقصد اس ادارے کو ٹھیک کرنا ہے جو ہمارے معاشرے کا اہم جز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں یہ issue گورنمنٹ کے notice میں آگیا ہے اور منسٹر صاحب نے اس کا جواب بھی دے دیا ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں rules کی بات کروں گا کہ جب بھی تحریک التوائے کار دی جاتی ہے اس پر بعد میں اس طرح سے بحث نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی نے یہاں فرمایا ہے کہ سرکاری سکولوں کا رزلٹ ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے اس رزلٹ کی ratio بھی ان کو بتائی ہے یہ اس کو کہیں پر بھی چیلنج کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!تیسری بات یہ ہے کہ ان کو پتا ہو گا کہ پچھلے دنوں سویڈن، جرمن اور انگلینڈ کے دورے پر چاروں صوبوں سے وہ بچے بھیجے گئے ہیں جو سرکاری سکولوں کے تھے جنہوں نے ٹاپ کیا ہوا تھا۔ان بچوں کو وہاں کے لوگوں نے کہا کہ these are the real face of the Pakistan اگر یہ اخبار پڑھ لیا کریں تو اچھی بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اس کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 476/13 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ جیّدہ خان کی ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

سرکاری کالجوں کے گرتے ہوئے معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے اساتذہ کو واضح ٹارگٹ دینے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس کا جواب ہے کہ یہ بات درست ہے کہ بی اے /بی ایس سی کے نتائج میں پنجاب یونیورسٹی میں رزلٹ کا تناسب 37.28 فیصد رہا ہے۔ تاہم یہ امر قابل وضاحت ہے کہ بی اے /بی ایس سی کے سالانہ امتحان میں اکثریت پرائیویٹ امیدواران کی ہوتی ہے اور ان میں ناکامی کا تناسب سرکاری کالجوں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے سالانہ امتحانات میں کامیابی کا تناسب دونوں قسم کے رزلٹ ملا کر نکالا جاتا ہے۔ جہاں تک ٹارگٹ کا تعلق ہے کالجوں کے پرنسپل اور اساتذہ کا رزلٹ ان کی سالانہ کارکردگی رپورٹ میں درج کیا جاتا ہے جس کی بنیاد پر اگلے گریڈ میں ترقی کا تعین کیا جاتا ہے۔ کالجوں کے رزلٹ خراب آنے پر پرنسپل اور اساتذہ کے خلاف انضباطی کارروائی بھی کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 480/13 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے۔ منسٹر صاحب!کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ اس کو Friday تک pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو Friday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 483/13 جناب احمد خان بھچر کی ہے۔

گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چک نمبر 69ر۔ب گھسیٹ پورہ فیصل آباد میں حالیہ بارشوں کا پانی داخل ہونے سے قیمتی سامان کا زیاں

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس کا جواب یہ ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول 69ر۔ب گاؤں گھسیٹ پورہ ضلع فیصل آباد کے نشیبی علاقہ میں ہونے کی وجہ سے حالیہ برسات کے موسم میں بارشوں کا پانی سکول کے احاطہ میں داخل ہو گیا تھا۔ سکول کے انچارج، ہیڈ ماسٹر، انتظامیہ اور سکول کونسل نے مل کر انتہائی جدوجہد کر کے سکول کے احاطہ I.T لیب اور سائنس لیب میں داخل ہونے والا پانی جلدی نکال دیا تھا۔ سائنس لیب اور I.T. لیب میں موجود سامان کو خراب ہونے سے بچالیا گیا اس وقت دونوں لیبارٹریاں ورکنگ حالت میں ہیں۔ مذکورہ سکول کو ایک روز کے لئے بھی بند نہیں کیا گیا بلکہ سکول سے ملحقہ اونچی جگہ پر باقاعدگی سے تعلیم وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب بھی آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 486/13 محترمہ کنول نعمان کی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ اس کو بھی Friday تک pending فرمادیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو بھی Friday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار بھی محترمہ کنول نعمان کی ہے اس کا نمبر 488/13 ہے۔

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں انجیو گرافی کی مشینیں خراب ہونے سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں پانچ انجیو گرافی مشینیں ہیں جن میں سے تین انجیو گرافی مشینیں مکمل طور پر کام کر رہی ہیں جن پر دل کے مریضوں کے انجیو گرافی ٹیسٹ کئے جارہے ہیں جبکہ دو مشینیں خراب ہیں جن کے پارٹس متعلقہ کمپنیاں درآمد کر رہی ہیں۔ان میں سے ایک کے پارٹس لاہور ائرپورٹ پر under clearance ہیں جبکہ دوسری مشین کے پارٹس باہر کے ملک سے under import ہیں۔دونوں مشینیں سات دنوں میں مکمل طور پر کام کرنا شروع کر دیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس کا جواب آگیا لہذااس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر489/13 بھی محترمہ کنول نعمان کی ہے۔

محکمہ لیبر کی عدم دلچسپی اور سیفٹی آلات کی عدم دستیابی کی وجہ سے فیکٹریوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ صوبائی حکومت کے احکامات کی روشنی میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے ہنگامی بنیادوں پر مختلف محکمہ جات کے عملہ پر مشتمل ٹیمیں تشکیل دیں جن کو لاہور شہر کے تمام ٹاؤنز کے رہائشی علاقوں میں موجود کارخانوں کے safety index survey کا کام سونپا گیا۔محکمہ ماحولیات کے ذمہ یہ تعین کرنا تھا کہ کوئی کارخانہ پنجاب تحفظ ماحول ایکٹ1997(ترمیمی2012)کی دفعات 11اور12 کی خلاف ورزی تو نہیں کر رہا۔ تمام ٹیمیں روزانہ کی بنیاد پر اپنی رپورٹس بذریعہ (TO(P&C، ڈی سی او لاہور کو بھیجتیں رہیں۔ سروے مکمل ہونے کے بعد مجاز اتھارٹی نے تمام رپورٹس انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کو بھیجیں تاکہ safety index کے معیار پر پورا نہ اترنے والے کارخانوں کی نشاندہی کی جاسکے۔ بعدازاں انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ نے 267 ایسے کارخانوں کی نشاندہی کی جو کہ گنجان آباد علاقوں میں واقع ہیں اور safety index کے معیار پر پورا نہیں اترتے۔

جناب سپیکر! مذکورہ بالا267 کارخانوں کو رہائشی علاقوں سے باہر منتقل کرنے کے لئے سیکرٹری انڈسٹریز کی زیر صدارت 06-08-2013 کو میٹنگ ہوئی جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے ان کارخانوں کے مالکان کو اطلاع دی جائے گی کہ وہ تین ماہ کے اندر اپنے یونٹس کو رہائشی علاقوں سے باہر منتقل کر لیں۔ مزید ان کارخانوں کے مالکان نئی جگہ لینے کے لئے چیئرمین PIEDMC کو درخواست دیں گے۔ محکمہ لیبر، محکمہ تحفظ ماحول، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور سول ڈیفنس لاہور مذکورہ بالا کارخانوں کی سخت مانیٹرنگ جاری رکھیں گے۔ 267 کارخانوں کو رہائشی علاقوں سے منتقل کرنے کے عمل کو تیز کرنے کے لئے سیکرٹری انڈسٹریز کی سربراہی میں دوسری میٹنگ 27-08-2013 کو ہوئی جس میں مختلف محکمہ جات کو مختلف ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ سیکرٹری انڈسٹریز کی جانب سے 02-09-2013 کو وزیراعلیٰ پنجاب کو سمری بھیجی گئی جس میں 267 کارخانوں کو شفٹ کرنے کا Action Plan بھیجا گیا اور وزیراعلیٰ پنجاب نے اس Action Plan پر عملدرآمد کی منظوری عطا کی۔ محکمہ تحفظ ماحول پنجاب نے انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے ملنے والی 267 فیکٹریوں کی لسٹ کو سامنے رکھتے ہوئے ضلعی افسر ماحولیات لاہور کے ذریعے پنجاب تحفظ ماحولیات ایکٹ 1997 (ترمیمی 2012) کے تحت سروے شروع کر دیا ہے اور رپورٹس مرتب کی جا رہی ہیں تاکہ مذکورہ ایکٹ کی دفعات 11 اور 12 کی خلاف ورزی کے مرتکب ہونے والے کارخانوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اس ضمن میں یہ یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ صحت عامہ اور ماحول کے لئے خطرے کا باعث بننے والے تمام کارخانوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب بڑی detail کے ساتھ آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 493/13 میاں محمود الرشید، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا اور ڈاکٹر نوشین حامد کی ہے۔ جی، منسٹر صاحب اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

صوبہ میں ڈینگی وائرس کے مریضوں میں تیزی سے اضافہ کی وجہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار نمبر 493/13 محترم اپوزیشن لیڈر کی جانب سے ہے۔اس کا جواب آگیا ہے اور یہ اس وقت کا جواب ہے جب تحریک پڑھی گئی تھی۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ معزز ممبر اسمبلی کا فورم میں ڈینگی سے متعلقہ issuesزیر بحث لانا خوش آئند بات ہے جس کے مطابق اس سال یکم جنوری سے لے کر اب تک کل 45 مریض ڈینگی سے متاثر ہوئے ہیں۔اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ یہ کوئی پریشانی کا باعث نہ ہے کیونکہ یہ routineکے مریض ہیں اور اب یہ تمام مریض صحت یاب ہو کر گھروں کو جا چکے ہیں،اللہ پاک کا شکر ہے کہ اب تک ڈینگی سے کوئی بھی موت واقع نہ ہوئی ہے۔اگر ہم اپنے ملک کے دیگر صوبوں پر نظر ڈالیں تو صوبہ سندھ میں 864 confirm cases سامنے آئے ہیں جن میں 828 کیسز صرف کراچی میں ہیں۔اگر دوسری طرف خیبر پختونخواہ(KPK) کے حالات پر نظر ڈالیں تو KPK میں بھی 622 ڈینگی سے متاثرہ مریض سامنے آئے ہیں۔اگر ہم مشتبہ مریضوں کی بات کریں جن کی تعداد ڈیڑھ ہزار ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ مریض CBC Test کرواتے ہیں جب CBC Test ہمیں بتاتا ہے کہ یہ ڈینگی probable مریض نہیں ہیں تو یہ دوسرے وارڈز میں چلے جاتے ہیں اس لئے کہ ان کا تعلق ڈینگی مریضوں سے نہیں ہوتا۔آخر میں تقابلی جائزہ لیں تو مندرجہ ذیل ڈیٹا سامنے آیا ہے۔

صوبہ پنجاب	45ڈینگی کیسز
صوبہ سندھ	825ڈینگی کیسز
صوبہ کے پی کے	622ڈینگی کیسز

مندرجہ بالا ڈیٹا اس بات کا شاہد ہے کہ حکومت پنجاب نے ڈینگی کے خاتمے کے لئے جنگی بنیادوں پر کام کیا ہے جو کہ ابھی تک جاری ہے اور اس ضمن میں کسی بھی قسم کی کوئی غفلت نہیں برتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے ڈینگی اس وقت کنٹرول میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس کا بھی جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ رپورٹ تو پرانی ہے اب تو ڈینگی کی اموات میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ جب ڈینگی ہر سال آ رہا ہے تو کیوں نہ ہم اس کو day one سے ہی serious لیں اور اس پر پورا سال کام کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں پورے ملک میں یہ ڈینگی کا مسئلہ چل رہا ہے بہر حال گورنمنٹ اس پر کام کر رہی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 501/13 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جماعت نہم کی انگریزی کی کتاب میں دو جانثاران وطن "نشان حیدر" کا اعزاز پانے والوں کا نام خارج کئے جانے کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ انگریزی کی کتاب برائے جماعت نہم میں نشان حیدر کا اعزاز پانے والے دس شہداء میں سے آٹھ شہداء کے نام شامل ہوئے اور دو شہداء لانس نائیک محمد محفوظ شہید اور سوار محمد حسین شہید کے نام شامل ہونے سے رہ گئے جبکہ چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے واقعہ کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے فوری طور پر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے معاون ماہر مضمون انگریزی کی معطلی کا حکم جاری کیا نیز مذکورہ سبق کی مصنفہ کو بھی بلیک لسٹ کر دیا۔ مزید اس کتاب کی ایڈیشن برائے آئندہ تعلیمی سال میں مذکورہ غلطی کو دور کرنے کے لئے Punjab Curriculum Authority کو تحریری طور پر آگاہ کروا دیا گیا ہے۔(Annex-A) لف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 502/13 ملک مظہر عباس راں کی ہے۔

ڈی سی او کی اسامی پر گریڈ۔17 کے آفیسر کی تعیناتی سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ محمد اعجاز خان کی تقرری مجاز اتھارٹی نے بطور ڈسٹرکٹ آفیسر کوآپریٹو لاہور کی ہے اور افسر مذکور پر

رشوت ستانی اور سفارش کا الزام بلا ثبوت ہے۔ ایک ممبر WAPDA Employees Cooperative Housing Society Lahore کو اتوار بازاروں کا ٹھیکہ آٹھ لاکھ روپے میں غلام عباس کی شکایت کے بارے میں عرض ہے کہ سوسائٹی کے اتوار بازاروں کے ٹھیکہ کی منظوری مذکورہ افسر کی تعیناتی سے پہلے کنوینر کیٹر ٹیکر کمیٹی کے عرصہ میں دی گئی۔ نیز agreement مورخہ 18-04-2013 کو مابین سوسائٹی بذریعہ سیکرٹری و غلام عباس نقوی ضبط تحریر میں لایا گیا جبکہ مذکورہ آفیسر کی تعیناتی بطور کنٹریکٹر سے کیٹر ٹیکر کمیٹی سوسائٹی ہذا مورخہ 07-05-2013 کو ہوئی۔ اس طرح سے اتوار بازار کے معاملات سے مذکورہ آفیسر کا کوئی تعلق نہ ہے۔ واضح کیا جاتا ہے کہ اس معاملہ میں ایک ممبر سوسائٹی کی شکایت موصول ہونے پر رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی پنجاب نے چیف آڈیٹر کوآپریٹو کی سربراہی میں مورخہ 04-09-2013 کو انکوائری کمیٹی تشکیل دی ہے اور پندرہ دن کے اندر اندر رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت جاری کی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 510/13 سردار وقاص حسن مؤکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے۔

نہر مرالہ راوی لنک میں ڈسکہ کے مقام پر محکمہ کی ملی بھگت سے کٹ لگانے سے کسان پانی سے یکسر محروم

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ جموں و کشمیر کے علاقوں میں ماہ جولائی اور اگست 2013 میں ریکارڈ بارشیں ہونے کی وجہ سے ندی نالوں میں سیلاب کی صورتحال پیدا ہو گئی جن میں نالہ ڈیک اور نالہ ایک سرفہرست ہیں۔ سب سے زیادہ سیلابی ریلے گزرنے کا discharge بتدریج 29783 کیوسک مورخہ 13-08-09 اور 40711 کیوسک مورخہ 13-08-15 ہے۔ دونوں برساتی نالوں میں پانی چلنے کا دورانیہ تقریباً چالیس گھنٹے سے زائد رہا اور پانی کی رفتار بھی بہت زیادہ تیز تھی۔ علاوہ ازیں نالہ ہیچری کا پانی بھی اس میں شامل ہو گیا تھا۔ اس طرح تقریباً 90,000 کیوسک سے زائد پانی کا اخراج رہا۔ مزید برآں سیالکوٹ میں ریکارڈ بارش ایک دن میں 175 ملی میٹر ہوئی اس کے علاوہ ایک ہفتہ کے دوران 345 ملی میٹر بارش ریکارڈ کی گئی جس کی وجہ سے سیالکوٹ اور گردونواح کا علاقہ سیلاب کی زد میں آگیا اور تاحد نگاہ پانی ہی پانی نظر آرہا تھا۔ یہ پانی

بڑی رفتار کے ساتھ مرالہ راوی لنک اور بی آر بی ڈی کینال کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ پانی اتنا زیادہ تھا کہ مرالہ راوی لنک اور بی آر بی ڈی سے گزر کر تحصیل کامونکی اور مرید کے میں داخل ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں بہت زیادہ پانی ایم آر لنک اور بی آر بی کے باہر جمع ہو گیا جس کی گہرائی تقریباً ایک فٹ سے زیادہ ہے۔ اس سلسلہ میں مزید گزارش ہے کہ سیلابی پانی کی پیشگی اطلاع پر دونوں نہریں ایم آر لنک اور بی آر بی ڈی لنک بروقت بند کر دی تھیں کیونکہ ان دنوں زیادہ بارشیں ہونے کی وجہ سے پانی کی ضرورت نہ ہونے کے برابر تھی۔ آس پاس کے لوگوں نے مقامی انتظامیہ اور عوامی نمائندگان کے ایماء پر مزید نقصان سے بچنے کے لئے مورخہ 16-08-2013 کو مرالہ راوی لنک کینال کے بائیں جانب سے 17 عدد اور بی آر بی ڈی کینال کے بائیں کنارے 16 عدد cut لگا دیئے۔ اگر یہ cut وقت پر نہ لگائے جاتے تو بہت زیادہ مالی اور جانی نقصان ہونے کا اندیشہ تھا کیونکہ سیلابی ریلہ بہت زیادہ مقدار اور سپیڈ سے آگے بڑھ رہا تھا۔ مزید برآں گزارش ہے کہ مرالہ راوی لنک روڈ چناب کا 22,000 کیوسک پانی دریائے راوی میں آتا ہے اور ہیڈ بلوکی کے مقام پر بلوکی اور سلیمانکی کو پانی دیتا ہے لیکن مورخہ 02-09-2013 کو دریائے راوی میں بلوکی کے مقام پر وافر مقدار میں پانی ہونے کی وجہ سے 9815 کیوسک پانی نیچے دریا میں گزرا جو کہ بلوکی کے مقام پر ضرورت سے زیادہ تھا۔ مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں یہ عیاں ہے کہ کسی کو بھی پانی سے محروم نہیں کیا گیا بلکہ چاول اور دوسری فصلوں کی ضرورت کے مطابق پانی ملتا رہا۔ سیلابی پانی سے جانی و مالی نقصانات سے بچنے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 513/13 شیخ علاؤالدین کی ہے۔

گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کوارٹروں کے درمیان چھوٹے پارکس کو ختم کرنے کی تجویز سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کو Friday تک pending فرما دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو ابھی تک پڑھی نہیں گئی تو پھر یہ کیسے pending ہو سکتی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پڑھی جا چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ چوبرجی کوارٹروں کے بارے میں ہے، یہ کہاں پڑھی گئی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار انہوں نے 29-08-2013 کو پڑھی تھی۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! تو پھر اس کا جواب کیوں نہیں آیا اگر یہ چار مہینے بعد بھی نہیں آرہی ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شیخ صاحب! ایک تو آپ یہ بھول گئے ہیں کہ یہ پڑھی نہیں گئی جبکہ یہ پڑھی جاچکی ہے اور اس کے جواب کے لئے صرف دو دن مانگے ہیں، دو دن کے بعد اس کا جواب آجائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب Friday کو آجائے گا۔ اگلی تحریک میاں محمود الرشید کی طرف سے ہے اس کا نمبر 519/13 ہے۔

لاہور میں آٹے اور سبزیوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں عرض ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب صرف فوڈ سکیورٹی کے تحت گندم کی خرید اور مارکیٹ میں آٹے کے مقررہ نرخوں پر فروخت کو یقینی بناتا ہے۔ آٹے کی قیمت میں اضافے اور گندم جاری کرنے کے سلسلے میں وضاحت ہے کہ محکمہ خوراک پنجاب نے مورخہ 4۔ ستمبر 2013 سے پنجاب کی فلور ملوں کو گندم کا اجراء شروع کر دیا ہے اور 20 کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت کم از کم 765 روپے سے 785 روپے تک رکھنے کی ہدایت جاری کی ہیں اور اس کے برعکس پاکستان کے دوسرے صوبوں میں بیس کلو آٹا تھیلا 820 روپے سے 880 روپے میں فروخت ہو رہا ہے۔ اگرچہ پنجاب میں آٹے کے نرخ دوسرے صوبوں کی نسبت انتہائی کم سطح پر ہیں لیکن پھر بھی حکومت پنجاب نے آٹا صارفین کو ریلیف فراہم کرنے اور آٹے کی قیمتوں میں اضافہ کے رجحان کو ختم کرنے کے لئے اپنے ذخائر سے گندم فلور ملوں کو جاری کرنی شروع کر دی ہے۔ مزید یہ کہ فلور ملوں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ حکومت کے ذخائر سے اجراء کردہ گندم کی سپلائی کرے گی اور آٹا لوکل مارکیٹ میں حکومت پنجاب کے مقررہ نرخوں پر فروخت کرے گی۔ جہاں تک سبزیوں کے

سرکاری نرخ بڑھنے کا تعلق ہے یہ محکمہ خوراک سے متعلقہ نہ ہے بلکہ محکمہ زراعت سے متعلق ہے اس کا جواب بھی بعد میں دے دیا جائے گا۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ میری بڑی اہم تحریک التوائے کار تھی جو میں نے آج سے دو تین ماہ پہلے پیش کی تھی۔ آج حالات پہلے سے بھی زیادہ دگرگوں اور ابتر ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر ایک غریب آدمی جس کا سارا دارومدار سوکھی روٹی پر ہے۔ مزدور طبقہ اور 80 فیصد وہ لوگ جو بمشکل گزر اوقات کر رہے ہیں۔ آج پنجاب جیسے صوبے کے اندر آٹا بھی ان کی پہنچ سے باہر ہو چکا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ جو انہوں نے جواب دیا ہے یہ مناسب جواب ہے۔ 1200 روپے من حکومت پنجاب نے پورے پنجاب سے گندم خریدی اور اب آپ 1350 روپے من ملوں کو دوبارہ بیچ رہے ہیں۔ اب یہ 130 روپے مہنگی کر کے بیچ کر 22۔ارب روپیہ حکومت پنجاب profit لے رہی ہے۔ جب آپ مہنگی گندم ملوں کو دیں گے تو روٹی مہنگی ہو گی، نان مہنگا ہو گا، لوگ پسیں گے اور اس کا بوجھ عام آدمی پر پڑے گا۔ آج پورے پنجاب میں سبزیوں اور پھلوں کی قیمتوں پر جو دہائی ہو رہی ہے اس پر تو ہم کل بات کریں گے لیکن یہ جو میری تحریک التوائے کار ہے اس پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جواب قطعی طور پر غیر تسلی بخش ہے۔ اب بھی 63 لاکھ ٹن گندم ان کے پاس پڑی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری آئندہ پانچ ماہ کی ضرورت 50 لاکھ ٹن ہے۔ 13 لاکھ ٹن زائد گندم حکومت نے سٹور میں رکھی ہوئی ہے اس کو نکال کر باہر مارکیٹ میں پھینکیں اور آٹے کو سستا کرنے کے لئے کام کریں۔ یہ سستی روٹی، مکینیکل تنور یہ سارے ڈرامے فیل ہو چکے ہیں۔ آج پنجاب کا غریب، آج پنجاب کا مزدور، آج پنجاب کے بسنے والے لوگ روٹی مانگتے ہیں کہ ہمیں سستی روٹی دے دیں اور سستا آٹا دے دیں۔ اس کے لئے حکومت کو کوئی خاطر خواہ mechanism بنانا ہو گا تاکہ آٹا عوام کی پہنچ سے باہر نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! ابھی اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ سستے تنور اور دو روپے کی روٹی والا سارا ڈرامہ ہے کہ سستے تنوروں سے جو غریبوں کو ریلیف ملا ہے، جو غریبوں کو دو وقت کے کھانے کی روٹی ملی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اپنے یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں منسٹر صاحب نے اس پر جواب دے دیا ہے۔ مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:منسٹر صاحب!میرے خیال میں اس پر بات ہو چکی ہے اور میں dispose of کہہ چکا ہوں تو آپ مہربانی کریں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میں صرف ایک بات کرتا ہوں کہ یہ جو بحث کی جارہی ہے اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔میاں محمود الرشید صاحب ہمارے محترم ہیں اس پر بحث کل ہونی تھی اور کل اپوزیشن نے بحث شروع کرنی تھی اس کے لئے ایک دن مقرر کیا گیا تھا پھر اپوزیشن کے ایک ممبر نے اٹھ کر کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیا حالانکہ یہ بحث ہمیشہ اپوزیشن کرتی ہے۔ اس پر کل specially دن رکھا گیا تھا اور میاں صاحب کے کہنے اور ان کے حکم کے مطابق بحث کا آغاز اپوزیشن لیڈر صاحب کرتے ہیں۔انہوں نے پھر خود ہی کورم کی نشاندہی کر دی۔ اصل میں تحریک التوائے کار پر کبھی اس طرح کی بحث نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،منسٹر صاحب!میں نے کہہ دیا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر552/13 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ شیخ صاحب!یہ پھر پڑھ دیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!محترمہ نگہت شیخ صاحبہ پڑھیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:محترمہ نگہت شیخ صاحبہ!پھر آپ پڑھ دیں۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کو اپ گریڈ کرنے کے ساتھ ساتھ فیسوں میں بھی کئی گنا اضافہ

محترمہ نگہت شیخ:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن فیصل آباد ایک شاندار روایات کا حامل فیصل آباد کا سب سے بڑا اور پنجاب کے چند بڑے بہترین کالجوں میں سے ایک تھا جس میں تقریباً200 کے قریب سٹاف اور تقریباً8000 کے قریب طالبات تعلیم حاصل کر رہی تھیں لیکن اچانک مارچ2013 کے ایک اعلان کے مطابق اس کو خواتین یونیورسٹی کے طور پر اَپ گریڈ کر دیا گیا اور سٹاف ممبران جو سالہا سال سے اس ادارے میں تدریسی فرائض انجام دے رہے تھے انہیں probation پر declare کر دیا گیا۔مدینہ ٹاؤن

کالج تقریباً دس لاکھ lower middle class افراد کی ضرورت پوری کر رہا ہے۔یہاں ایک سمسٹر کی فیس 5000 روپے ہے جبکہ یونیورسٹی کی مجوزہ فیس پہلے سال کے لئے 13000 روپے announce کی گئی ہے۔ایک غریب آدمی کے لئے اتنی فیس کے ساتھ اپنی بچیوں کو پڑھانا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یونیورسٹی کو الگ جگہ پر الگ حیثیت میں بنایا جاتا تاکہ مدینہ ٹاؤن کالج کا جداگانہ تشخص برقرار رہتا۔۔۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! تحریک التوائے کار پر جو نام ہے وہ شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:نہیں، محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا بھی ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!میرے پاس جو ریکارڈ ہے اس میں محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا نام نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میرے پاس محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا نام موجود ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!پھر مجھے کاپی بھجوائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:وہ آپ کو دے دیتے ہیں۔جی، محترمہ!آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

محترمہ نگہت شیخ:مدینہ ٹاؤن کا جداگانہ تشخص برقرار رہتا اور ادارے سالوں کی شب و روز محنت سے بنتے ہیں لیکن ایک غلط فیصلے سے تباہ ہو جاتے ہیں۔فیصل آباد میں خواتین یونیورسٹی ضرور بنائیں لیکن ایک عظیم ادارے کو قربان کئے بغیر۔ماضی میں جن اداروں کو یونیورسٹی کے طور پر اَپ گریڈ کیا گیا ہے وہ کوئی قابل تقلید مثال نہیں بن سکے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، محترمہ!آپ اس کو complete کریں۔

محترمہ نگہت شیخ:وہاں کے سٹاف اور طالب علموں کو گوناگوں مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔جو لوگ بھاری فیسیں ادا نہیں کر سکتے ان پر تعلیم کے دروازے بند نہ کئے جائیں۔اس کے ساتھ ساتھ وہ خواتین

جو معاشرے میں دُہری ذمہ داریاں نبھا رہی ہیں، گھریلو بھی اور تعلیم وتدریس کی بھی ان کو دربدر نہ کیا جائے۔ حصول تعلیم کا طریق کار اور تعلیم کی بنیاد آسان اور سستی ہونی چاہئے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو Friday تک pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو Friday تک pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔ مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

معزز ممبران اسمبلی کو رہائش فراہم کرنے کا مطالبہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ایک نہایت اہم مسئلہ ہے۔ ہم لوگ یہاں پر ممبران کی accommodation کے حوالے سے کافی دفعہ پوائنٹ آؤٹ کر چکے ہیں۔ ہم جو دور دراز علاقوں سے ممبران آتے ہیں ہمارے کئی بھائی راجن پور اور ڈی جی خان سے آرہے ہیں، فیصل آباد سے آرہے ہیں اور ہماری بہنیں بھی فیصل آباد اور دور دراز علاقوں سے آرہی ہیں۔ ہمیں پہلے انہوں نے سرکاری رہائش ہوتے ہوئے Ambassador Hotel میں رہائش دی۔ یکم جون سے انہوں نے وہاں payment نہیں کی تو وہاں پر ہمارے ممبران کے ساتھ نہایت بدتمیزی کی گئی، وہاں سے ہمارا بوریا بستر اٹھا کر ایک اور ہوٹل میں پھینک دیا گیا۔ آپ جا کر دیکھیں کہ وہ کیسا ہوٹل ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ یہ ہماری سرکاری رہائش گاہیں جو کہ ہاسٹلز ہیں کیا وہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو ہم لوگوں کے ساتھ related نہیں ہیں؟ یہ رہائش تو ہم لوگوں کے لئے تھیں کہ ہم لوگ آرام وسکون سے اپنا کام کر سکیں۔ ہم کس طرح اپنا کام کر سکتے ہیں کہ ہمیں ایک proper جگہ ہی نہیں دی جارہی؟ پھر میں آپ سے پوچھنا چاہوں گی کہ

ہمارے ایک ممبر نیازی صاحب ہیں اور ان کا تعلق میانوالی سے ہے۔ان کو ابھی تک ایک کمرہ الاٹ کیا گیا ہے اور ان کے کمرے کے سامنے جو دوسرا کمرہ ہے اس کو students نے occupy کیا ہوا ہے کیوں؟ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ جو ہمارے ساتھ related لوگ نہیں ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جہاں تک میرے علم میں بات ہے وہ تو سارے کمرے آپ کے ساتھی ایم پی ایز کو الاٹ کئے ہوئے ہیں۔آپ مجھے بتائیں۔۔۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! kindly آپ بے شک میری بات کی تسلی کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایم پی ایز ہاسٹل یا پیپلز ہاؤس، آپ کہاں کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ایم پی اے ہاسٹل کی بات کر رہی ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ میری بہن نے جس معاملے پر آپ کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ جس دن بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ تھی لیڈر آف اپوزیشن نے اس دن بھی اس معاملے کو اٹھایا تھا کہ اپوزیشن کے ممبران کو accommodation میں accommodate کیا جائے تو اس سلسلے میں already Leader of the Opposition سے بات ہو چکی ہے۔ سپیکر صاحب، میں اور اپوزیشن کے باقی دوست جو پارلیمانی لیڈر ہیں وہ دونوں صاحبان بھی بیٹھیں گے اور اس مسئلے پر سپیکر چیمبر میں بات ہو گی کیونکہ ویسے بھی یہ معاملہ سپیکر صاحب کی power کے under آتا ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ اس معاملے پر میری بہن بھی اپوزیشن لیڈر صاحب سے بات کریں اور سپیکر چیمبر میں discuss کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔لاء منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے۔اب محترمہ آپ سپیکر صاحب کو سپیکر چیمبر میں مل لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! لاء منسٹر صاحب جواب دے چکے ہیں۔اپوزیشن لیڈر سے بھی بات ہو گئی ہے تو آپ مہربانی کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لادوں کہ ہماری اس سلسلے میں سپیکر صاحب سے متعدد بار ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ انہوں نے سیکرٹری صاحب اور اسٹیٹ آفیسر کو بھی بلایا تھا اور رانا ثناء اللہ خان اس دن بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں موجود تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! آپ ایک دفعہ لاء منسٹر صاحب کی موجودگی میں ان سے مل لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ابھی تک solution نہیں آیا۔ ہم لوگ راتوں کو اپنے اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے گھروں میں رہ رہے ہیں۔ اس سیشن میں تو یہ حال ہے کہ جس ہوٹل میں انہوں نے کمرے دیئے ہیں ہو سکتا ہے کہ حکومتی ممبران بھی وہاں گئے ہوں۔ کوئی دوسرا شخص جا کر کہہ دے کہ وہ ہوٹل ایسا ہے جہاں پر کوئی بندہ سکون سے رہ سکتا ہے؟۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم تین چار دن، جمعہ کے دن سے لگے ہوئے ہیں ابھی تک رات کو گیارہ بجے جب بھی اجلاس ختم ہوا۔ اسٹیٹ آفیسر صاحب نہیں تھے، دوسرے صاحب تھے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، صبح جس وقت میٹنگ ہو گی تو تب آپ اس کو discuss کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ چھ ماہ سے زائد کا عرصہ ہونے کو ہے، آپ کا elected نمائندہ سینکڑوں کلو میٹر دور سے سفر کر کے آتا ہے اسے ذہنی سکون نہیں ہے، اس کے ٹھہرنے کا بندوبست نہیں ہے تو وہ تو کسی کارروائی میں یکسوئی سے حصہ نہیں لے سکتا۔ اب تنگ آ کر ہمارے ممبران سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا breach of privilege ہے کہ ہم متعدد دفعہ سپیکر صاحب کو عرض کر چکے ہیں، لاء منسٹر صاحب سے بھی ایک آدھ دفعہ بات ہو چکی ہے۔ جب بھی بات ہوئی ہے انہوں نے یہی کہا کہ بس اب کر رہے ہیں، اس سیشن میں ہو جائے گا، کوئی فائنل کر لیں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ .It's too much now اب آپ کو کوئی نہ کوئی فیصلہ کرنا ہو گا آپ جواب دے دیں کہ نہیں، ان کے پاس کمرے نہیں ہیں ہم یہاں بوریا بستر لے کر باہر ٹینٹ لگا لیتے ہیں، سارے ایم پی اے یہاں اسمبلی کے احاطے میں آ کر ٹھہر جایا کریں گے۔ پھر یہی ہو سکتا ہے، اگر آپ ایم پی اے کے بھی Privilege کا خیال نہیں رکھتے، اس کی بنیادی ضرورت کا بھی خیال نہیں رکھتے، وہ ہر اجلاس میں آ کر رو پیٹ رہے ہیں، سپیکر صاحب سے مل رہے ہیں، سیکرٹری صاحب سے مل رہے ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ چھ ماہ کی بات نہیں ہے یہ ابھی دو دن پہلے کی بات ہے۔ جس دن میری موجودگی میں قائد حزب اختلاف نے سپیکر صاحب سے بات کی تو انہوں نے اسی اجلاس کے دوران اس معاملے پر غور کرنے اور اس کا کوئی حل نکالنے کی بات کی ہے۔ باقی جو ٹینٹ لگانے کی بات کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ معاملہ کو اتنا بھی on the other side دھکیلنا نہیں چاہئے۔ ممبران کو جو ٹی اے / ڈی اے اور الاؤنسز ملتے ہیں، اجلاس سے تین دن پہلے اور تین دن بعد تک اگر اس ساری amount کو شامل کیا جائے تو ایک میڈیم سٹینڈرڈ کے ہوٹل میں ٹھہرا جا سکتا ہے۔ سپیکر صاحب سے اس بارے میں یہ بھی بات ہوئی تھی کہ جو صاحبان بہت دور سے آتے ہیں اگر آپ ان کے accommodation allowance میں اضافہ کر دیں یا ان کو کوئی special grant دے دیں تو اس کو بھی زیر غور لایا جائے گا اس لئے میں اس بات پر قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ سپیکر صاحب کو ٹائم دیں اس مرتبہ بیٹھ کر یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جہاں تک میرے علم میں ہے تمام ایم پی ایز یعنی آپ کے colleagues کو ہی پیپلز ہاؤس میں کمرے الاٹ کئے گئے ہیں اگر اس میں کوئی outsider رہ رہا ہے تو میرے علم میں اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے۔ باقی الاؤنسز کا جس طرح لاء منسٹر صاحب نے ذکر کیا ہے ۔ Rule 7(A) Accommodation Rules میں بھی ہے باقی جس طرح کمیٹی بنائی گئی ہے آپ اس معاملہ کو لاء منسٹر صاحب کے ساتھ سپیکر چیمبر میں بیٹھ کر solve کر لیں۔ مہربانی

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اب آپ مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں لینے جا رہے ہیں تو اس میں ہماری پریس گیلری کی طرف سے میڈیا ہاؤس کراچی میں جو حملہ ہوا ہے اس کی مذمت سے متعلق ایک قرارداد ہے۔ یہ مشترکہ طور پر دونوں اطراف سے ہے اگر قائد حزب اختلاف پیش کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس کو پہلے take up کر لیں اور اس کے بعد routine کی resolutions take up کر لیں۔

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف قرارداد پیش کریں۔

کراچی میں ایکسپریس نیوز کے دفتر پر حملے کی مذمت

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان "ایکسپریس "نیوز کراچی کے دفتر پر دہشتگردوں کے حملے کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس حملہ کو آزادی صحافت اور آزادی رائے پر حملہ قرار دیتا ہے۔ "ایکسپریس "نیوز کے دفتر پر پانچ ماہ کے دوران یہ دوسرا حملہ ہے۔ یہ ایوان "ایکسپریس "نیوز کی انتظامیہ سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے سندھ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملزمان کو فوری گرفتار کیا جائے اور صحافتی اداروں کی سکیورٹی کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔"

جناب سپیکر! یہاں پر پانچ ماہ پہلے بھی اس طرح کا واقعہ ہوا اور اب جس طرح بموں سے حملہ کیا گیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پہلے میں قرارداد پیش کر دوں پھر آپ بات کر لیں۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان "ایکسپریس "نیوز کراچی کے دفتر پر دہشتگردوں کے حملے کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس حملہ کو آزادی صحافت اور آزادی رائے پر حملہ قرار دیتا ہے۔ "ایکسپریس "نیوز کے دفتر پر پانچ ماہ کے دوران یہ دوسرا حملہ ہے۔ یہ ایوان "ایکسپریس "نیوز کی انتظامیہ سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے سندھ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملزمان کو فوری گرفتار کیا جائے اور صحافتی اداروں کی سکیورٹی کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان "ایکسپریس "نیوز کراچی کے دفتر پر دہشتگردوں کے حملے کی پُرزور مذمت کرتا ہے اور اس حملہ کو آزادی صحافت اور آزادی رائے پر حملہ قرار دیتا ہے۔ "ایکسپریس "نیوز کے دفتر پر پانچ ماہ کے دوران یہ دوسرا حملہ ہے۔

یہ ایوان "ایکسپریس "نیوز کی انتظامیہ سے اظہار یکجہتی کرتے ہوئے سندھ حکومت سے مطالبہ کرتاہے کہ ملزمان کو فوری گرفتار کیا جائے اور صحافتی اداروں کی سکیورٹی کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب آپ routine کی resolutions take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری آپ سے یہ عرض ہے کہ ہنگو وزیرستان میں جو ڈرون حملوں میں تیزی آئی ہے، ہم نے اپوزیشن کی طرف سے ڈرون حملوں پر بھی قرارداد جمع کروائی ہے، میری آپ سے درخواست ہے کہ اس قرارداد کو بھی آپ out of turn لے لیں کیونکہ اس وقت سارے ملک کے اندر اس پر بات ہو رہی ہے اور ہمارے ملک کا امن تہہ و بالا ہو گیا ہے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو بھی out of turn لے لیں تاکہ یہ بھی ایوان کے اندر پیش کی جا سکے اور پاس کروائی جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! Rules کے مطابق میرے پاس جو قراردادیں آئی ہوئی ہیں، یہ بھی اہم ہیں میرا خیال ہے کہ یہ پہلے ہو جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ اس کے بعد جیسے جیسے باری آئے گی تو اس کو بھی لے لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ Rules کے مطابق، اگر آپ routine سے take up کریں گے تو پورے سیشن میں باری نہیں آئے گی۔ یہ ایک national issue ہے، یہ ہمارے ملک کی آزادی پر حملہ ہے، ہماری حمیت، غیرت پر حملہ ہے۔ ہماری خود مختاری پر حملہ ہے۔ یہاں پر Amnesty International اور Human Rights Watch، یہ انٹرنیشنل ادارے ہیں یہ کہہ چکے ہیں کہ ڈرون حملے جنگی جرم ہے اس کے اوپر ہمیں بات کرنی چاہئے۔ اے پی سی میں یہ بات ہوئی ہے، صرف اپوزیشن کی بات نہیں ہے، پوری قوم کی آواز ہے کہ ڈرون حملے بند ہونے چاہئیں اور اس کے اوپر ہر محاذ پر ہمیں آواز بلند کرنی چاہئے۔ یہ معاملہ نیشنل سکیورٹی

کونسل میں جانا چاہئے۔ میرا نہیں خیال کہ اس سے زیادہ اہم کوئی بات ہے، ہماری آزادی اور خود مختاری سے اہم کوئی بات نہیں ہے۔آج اگر ملک کا امن تہہ و بالا ہے، آج ملک کی معیشت اگر تباہ و برباد ہے، آج ملک کے ادارے اگر تباہ و برباد ہیں، دہشت گردانہ سرگرمیوں کو اگر فروغ مل رہا ہے تو اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ڈرون حملے ہیں۔آج ہر پاکستانی کے دل کی آواز ہے کہ یہ ہماری آزادی اور خود مختاری کا معاملہ ہے اس پر قوم خاموش رہے گی نہ اسمبلی کا یہ ایوان خاموش رہے گا۔ ہمیں اس پر بات کرنی چاہئے اور ہم اپنے حکومتی بنچوں کے بھائیوں سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ یہ حکومت یا اپوزیشن کی بات نہیں ہے یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے اس پر ساری قوم کو یکجا ہونا چاہئے، جس طرح اے پی سی کے اندر بات ہوئی تھی ہمیں بالکل یک جان ہو کر اس کے اوپر کھڑا ہونا چاہئے، stand لینا چاہئے تاکہ وہ لوگ جو ڈرون حملوں کے ذریعے ہمارے ملک کو کمزور کر رہے ہیں وہ اس سے باز آسکیں اور ان کے اوپر pressure build up کیا جاسکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب بالکل لیکن میں Rules کا پابند ہوں۔ مہربانی کر کے اب مجھے مفاد عامہ کی قراردادیں پڑھنے دیں۔ یہ پہلی قرارداد جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، یعقوب ندیم سیٹھی صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! مہربانی کریں، میں انہیں ٹائم دے چکا ہوں۔

اخبارات میں شائع ہونے والی قرآنی آیات کو محفوظ کرنے کا مطالبہ

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ اخبارات میں شائع ہونے والی قرآنی آیات اور ان کے ترجمے کو محفوظ بنانے اور بے حرمتی سے بچانے کے لئے تمام اخبارات کو اس امر کا پابند بنایا جائے کہ قرآنی آیات و ترجمہ کے گرد کوپن اور کاؤنٹر فوائل کی طرز پر ڈاٹ بنا کر scissors and cutting marks لگائیں تاکہ انہیں بآسانی کاٹ کر محفوظ کیا جاسکے۔" شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ اخبارات میں شائع ہونے والی قرآنی آیات اور ان کے ترجمے کو محفوظ بنانے اور بے حرمتی سے بچانے کے لئے تمام اخبارات کو اس امر کا پابند بنایا جائے کہ قرآنی آیات و ترجمہ کے گرد کوپن اور کاؤنٹر فوائل کی طرز پر ڈاٹ بنا کر scissors and cutting marks لگائیں تاکہ انہیں بآسانی کاٹ کر محفوظ کیا جا سکے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر محرک اس میں سے 'پابند' کا لفظ ہٹا کر 'سفارش یا recommendation' کے لفظ میں تبدیل کر دیں تو اس کے اوپر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ گورنمنٹ کے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں ہے کہ وہ اخبارات کو اپنی مرضی سے کسی چیز کا پابند کرے۔ ہم recommend کر سکتے ہیں اور اس بات کا احساس اجاگر کیا جا سکتا ہے اور اس کے لئے mover اس لفظ کو تبدیل کر لیں تو اس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جی، ٹھیک ہے۔ اس میں پابند کا لفظ ہٹا کر سفارش کا لفظ ایزاد کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ اخبارات میں شائع ہونے والی قرآنی آیات اور ان کے ترجمے کو محفوظ بنانے اور بے حرمتی سے بچانے کے لئے تمام اخبارات کو اس امر کی سفارش کی جاتی ہے کہ قرآنی آیات و ترجمہ کے گرد کوپن اور کاؤنٹر فوائل کی طرز پر ڈاٹ بنا کر scissors and cutting marks لگائیں تاکہ انہیں بآسانی کاٹ کر محفوظ کیا جا سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: دوسری قرارداد جناب محمد ثقلین انور سپرا کی طرف سے ہے۔ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

سردار شہاب الدین خان:جناب والا!میری یہ گزارش ہے کہ ہماری ڈرون حملے سے متعلق ایک قرارداد ہے اسے بھی out of turn لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ان کی قرارداد پیش ہو جائے اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب والا!پہلے یہ قراردادیں پیش ہو لینے دیں جو کہ آج کا ایجنڈا ہے اس پر پہلے کارروائی ہو جائے۔اپوزیشن کے تمام دوست یہاں پر تشریف رکھیں،اس کے بعد یہ جی بھر کر ڈرون حملوں پر بات کریں،اس پر جو ہمارا مؤقف ہو گا وہ ہم بھی پیش کر دیں گے۔اس پر کسی کو کوئی اعتراض یا عذر نہیں ہے کہ آپ ڈرون حملوں پر بات نہ کریں۔آپ اس پر بات کریں اور آج ہی کریں لیکن یہ جو معمول کی کارروائی ہے اس میں کافی اہمیت کی حامل resolutions ہیں ان کو پہلے لے لیا جائے تاکہ ان پر ایوان کی سفارش آ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میاں صاحب!میرے خیال میں اس پر ان کی بات تو جائز ہے ، ایجنڈے پر یہ قراردادیں آئی ہوئی ہیں،Rules یہ کہتے ہیں کہ پہلے ان کو take up کیا جائے اس کے بعد بے شک آپ اپنی قرارداد لے آئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب والا!میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ نہایت اہمیت کا حامل مسئلہ ہے قراردادوں کے بعد ایوان کا وقت ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:نہیں، ہم اس کے لئے اجلاس کا وقت بڑھا دیں گے ،اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب والا!اس وقت اس سے زیادہ اہم مسئلہ اور کوئی نہیں ہے۔قراردادیں تو routine کی بات ہے یہ تو گھنٹہ بعد میں بھی take up کی جا سکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:میاں صاحب!بات یہ ہے کہ یہ قراردادیں آ چکی ہیں Rules کے مطابق مجھے ان کو پڑھنے دیں۔اس کے بعد آپ جتنا وقت چاہیں گے اتنا ایوان کا وقت بڑھا دیا جائے گا۔اگلی قرارداد جناب محمد ثقلین انور سپرا کی طرف سے ہے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب والا!ہماری یہ گزارش ہے کہ ڈرون حملے والی بات زیادہ اہم ہے اس لئے اسے priority ملنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شہاب الدین خان صاحب! اس کے بعد آپ بے شک جتنی بات کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب والا! میرے خیال میں ڈرون حملے کی priority زیادہ ہے اس لئے پہلے اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں rules کے مطابق چلوں گا مجھے چلنے دیں، مہربانی کریں اس کے بعد جتنا وقت آپ کہیں گے ہم بڑھادیں گے۔ جی، آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب والا! میری بڑی اہم قرارداد ہے، مہربانی فرما کر انہیں چپ کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ثقلین انور سپرا کہہ رہے ہیں کہ میری قرارداد بہت زیادہ important ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب والا! انہیں چپ کروائیں، یہ آرام سے بیٹھیں اور بات سنیں۔ میں بڑی اہم بات کرنا چاہتا ہوں، اپنے علاقے کی فلاح کی بات کرنا چاہتا ہوں kindly آپ ان سے کہیں کہ یہ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! قومی اسمبلی اس issue پر پہلے ہی قرارداد پاس کر چکی ہے۔ ہماری قرارداد کو priority پر take up کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بات یہ ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ میری قرارداد بھی بہت زیادہ important ہے تو ان کو وہ قرارداد پڑھنے دیں۔ مہربانی کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب والا! قومی اسمبلی پہلے ہی یہ قرارداد پاس کر چکی ہے اس کے بعد بھی ڈرون حملے ہوئے ہیں اس لئے اس مسئلے پر بات کرنا بہت ضروری ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ دوڑنا چاہتے ہیں میں ان کو دوبارہ یقین دلاتا ہوں کہ آج جتنی دیر یہ چاہیں بات کریں، آپ ایک گھنٹہ، دو گھنٹے، تین گھنٹے وقت میں اضافہ کروالیں ہم یہاں پر بیٹھیں گے۔ یہ بات کریں اور ہم ان کو ڈرون حملوں پر بڑا مؤثر جواب دیں گے۔ ڈرون ڈرامے کے نام پر یہ جو قومی انتشار پیدا کرنے کی جسارت کر رہے ہیں آج کے بعد یہ باز آجائیں گے اور یہ یہاں پر بیٹھ کر اس مسئلے پر بات کریں گے۔ ہم ان کی بات سننے کو تیار ہیں اور جواب بھی دینے کو تیار ہیں۔ (قطع کلامیاں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا!اگر یہ ایسی بات کریں گے تو ہم واک آؤٹ کریں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ثقلین انور سپرا!آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔میں ان کو اس پر بات کرنے کی اجازت دے چکا ہوں۔(قطع کلامیاں)

ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کالج جھنگ کو یونیورسٹی کا درجہ دینے اور اس کا نام میاں محمد شریف کے نام سے موسوم کرنا

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے جھنگ میں واقع کیمپس کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا چارٹر/درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی رکھا جائے۔"(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: صرف تین قراردادیں ہیں اس کے بعد جتنا مرضی آپ بولنا چاہیں بولتے رہیں آپ کو کوئی نہیں روکے گا۔آپ کو بات کرنے کے لئے پورا ٹائم دیا جائے گا۔میاں صاحب!آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ڈرون حملے بند کرو" کی نعرہ بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "ڈرون ڈرامہ بازی بند کرو" کی نعرہ بازی)

آپ جتنا چاہیں گے آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔رات آٹھ بجے تک بھی اگر آپ چاہیں گے تو ٹائم دیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "ڈرون حملے بند کرو" کی نعرہ بازی)

سپرا صاحب!آپ اپنی قرارداد پڑھ چکے ہیں؟

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جی،ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے جھنگ میں واقع کیمپس کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو

یونیورسٹی کا چارٹر/درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی رکھا جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب والا!اس resolutionکا ڈیپارٹمنٹ کی جانب سے جواب جو آیا ہے وہ تھوڑا مبہم ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ اسے اگلے ہفتے تک کے لئےpendingفرمادیں۔(شوروغل)

جناب ڈپٹی سپیکر:اس قرار داد کوnext weak تکpendingکیا جاتا ہے۔اگلی قرار داد شیخ علاؤالدین کی طرف سے ہے۔(شوروغل)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے اور "ڈرون حملے بند کرو"، ظلم کے ضابطے ہم نہیں مانتے" کی نعرہ بازی)

سیمنٹ کی قیمت کم کرنے کے لئے فیکٹریز کے کارٹل کے خاتمے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین:جناب والا!میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہCompetition Commission of Pakistan کے ذریعے سیمنٹ factoriesکے کارٹل کا فی الفور خاتمہ کیا جائے تاکہ سیمنٹ کی فی بوری قیمت120روپے تک کم ہو سکے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب والا!میں اپوزیشن کے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا یہ یہاں پر بیٹھیں اور میں یہ ثابت کروں گا کہ ڈرون ڈرامہ ایک یہودی ایجنڈا ہے۔(شوروغل)

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہCompetition Commission of Pakistanکے ذریعے سیمنٹfactoriesکے کارٹل کا فی الفور خاتمہ کیا جائے تاکہ سیمنٹ کی فی بوری قیمت120روپے تک کم ہو سکے۔"

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "بھاگو، بھاگو، باہر بھاگو" کی نعرہ بازی)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ قرارداد وفاقی حکومت سے متعلقہ ہے اور جو Competition Commission of Pakistan ہے وہ وفاقی حکومت کے ماتحت کام کرتا ہے۔ تاہم معزز ممبران کی قرارداد وفاقی حکومت کو ارسال کر دی گئی ہے اور ان کے جواب آنے تک یا تو اس قرارداد کو pending فرمایا جائے یا پھر یہ ہے کہ اس قرارداد کو dispose of کر دیا جائے کیونکہ اس کے اوپر وفاقی حکومت کو already صوبائی حکومت کی طرف سے سفارش اس resolution کو ساتھ لگا کر بھیج دی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اس وقت سیمنٹ کی بوری پانچ سو روپے میں بکنا شروع ہو گئی ہے۔ میں intentionally نام نہیں لینا چاہتا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ، آپ تشریف رکھیں۔ میں یہاں پر اپوزیشن لیڈر سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان کے اندر تشریف لے آئیں۔ اب صرف دو قراردادیں باقی رہ گئی ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنی ڈرون حملوں کی قرارداد پر بولنا چاہتے ہیں ان کو بات کرنے کا پورا ٹائم دیا جائے گا، جو کوئی ممبر بھی اس پر بات کرنا چاہے گا اس کو ٹائم دیا جائے گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ یہاں سے کوئی دو یا تین معزز ممبران اور وزراء میں سے چودھری صاحب، ملک صاحب کو بھی ساتھ بھیج دیں۔ ان کو آج ہر قیمت پر کوشش کر کے لایا جائے۔ آج ہم ثابت کریں گے کہ یہ "ڈرون ڈرامہ" جو ہے یہ ایک یہودی ایجنڈا ہے اور میاں محمد نواز شریف قومی اتفاق رائے پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ لوگ قومی انتشار کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ یہ قومی انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اگر قومی اتفاق رائے ہو گا تو دہشت گردی بھی رُک کے گی، energy crisis بھی حل ہو گا، نیٹو سپلائی بھی رُک کے گی، ڈرون حملے بھی رُکیں گے لیکن یہ قومی اتفاق رائے سے رکیں گے قومی انتشار سے نہیں۔ یہ لوگ قومی انتشار پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اس بات کو آج ان کے ایک، ایک دن کے عمل سے ثابت کریں گے۔ یہ ہمت کریں آئیں، بیٹھیں اور آج بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف ملک ندیم کامران، جناب خلیل طاہر سندھو تشریف لے کر جائیں اور اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لائیں۔ ان سے یہ بات بھی commit کریں کہ وہ اپنی قرارداد پر جتنا بھی

بولنا چاہیں گے ان کو اس کے لئے ٹائم دیا جائے گا اور وہ جتنا ٹائم کہیں گے ہم بڑھا دیں گے۔آپ جائیں اور ان کو منا کر لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران اور وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور جناب خلیل طاہر سندھو معزز ممبران حزب اختلاف کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت سیمنٹ کی بوری پانچ سو روپے تک پہنچ گئی ہے کوئی دو چار پانچ یا دس مرلے والا مکان بنانے کے قابل نہیں رہا۔ میں لاء منسٹر صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہم ایوان کی طرف سے وفاقی حکومت سے مطالبہ کرنا چاہتے ہیں اور میری جو قرار داد ہے میں اس میں ثابت کر سکتا ہوں کہ cartel کی وجہ سے سیمنٹ کی بوری کی قیمت پانچ سو روپے پر چلی گئی ہے۔اس cartel کا Competition Commission of Pakistan ذمہ دار ہے۔یہ معزز ایوان تو صرف وفاقی حکومت سے request کر رہا ہے، مطالبہ کر رہا ہے کہ اس پر غور کریں کہ ایک چھوٹے سے مکان کی cost صرف سیمنٹ کی مہنگائی کی وجہ سے آٹھ سے دس لاکھ روپے بڑھ گئی ہے۔لاء منسٹر صاحب اسے recommend کر دیں اس میں کیا حرج ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں نے اسے oppose نہیں کیا بلکہ شیخ صاحب سے یہ عرض کی ہے کہ ہمارے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے already اس قرار داد کی سفارش کر دی ہے۔اگر اس کے باوجود بھی یہ چاہتے ہیں کہ اس پر ایوان میں ووٹنگ کرانا ہے تو کروالیں۔ میں نے اسے oppose نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جونہی اس کا جواب فنانس ڈیپارٹمنٹ سے آتا ہے اس وقت اسے take up کریں گے لہذا میں اسے اگلے اجلاس تک pending کر دیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اس کا جواب یہی ہے جو میں نے پڑھ دیا ہے۔اگر شیخ صاحب اس پر ووٹنگ کرانا چاہتے ہیں تو آپ کروا دیں، میں نے اسے oppose نہیں کیا۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اس معزز ایوان کی طرف سے عوام کو message جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس پر ووٹنگ کروالیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جی، بالکل ووٹنگ کروالیں۔ میں نام نہیں لینا چاہتا لیکن ثابت کر سکتا ہوں کہ اس میں کھربوں روپے کی گڑبڑ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!اس پر ووٹنگ کروالیتے ہیں۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ معزز ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ Competition Commission of Pakistan کے ذریعے سیمنٹ Factories کے کارٹل کا فی الفور خاتمہ کیا جائے تاکہ سیمنٹ کی فی بوری قیمت 120 روپے تک کم ہو سکے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: چوتھی قرارداد محترمہ ثریا نسیم کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں قیدی شادی شدہ خواتین کو جیل میں اپنے خاوندوں سے ملاقات کی اجازت کا مطالبہ

محترمہ ثریا نسیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں قید ایسی شادی شدہ خواتین جو دس سال یا زائد کی قید کاٹ رہی ہیں انہیں ہر ماہ ایک مرتبہ اپنے خاوند سے جیل میں ملنے کی اجازت دینے کے لئے متعلقہ قوانین و قواعد میں گنجائش پیدا کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں قید ایسی شادی شدہ خواتین جو دس سال یا زائد کی قید کاٹ رہی ہیں انہیں ہر ماہ ایک مرتبہ اپنے خاوند سے جیل میں ملنے کی اجازت دینے کے لئے متعلقہ قوانین و قواعد میں گنجائش پیدا کی جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قانون میں اس سے متعلقہ already گنجائش موجود ہے۔ جیل رولز کے رول 54(5a) میں کہا گیا ہے

کہ وہ قیدی جس کی قید پانچ سال سے زیادہ ہو اسے جیل کے اندر ہی for specific purpose بنائے گئے کوارٹرز میں سال میں تین مرتبہ یہ سہولت سپرنٹنڈنٹ کی اجازت سے دی جا سکتی ہے۔ سنٹرل جیل لاہور، سنٹرل جیل راولپنڈی، سنٹرل جیل فیصل آباد اور سنٹرل جیل ملتان میں ان کوارٹروں کی تعمیر شروع ہے۔ محترمہ اگر اس میں کوئی further اضافہ کرنا چاہتی ہیں تو وہ اس پر amendment لے آئیں۔ گنجائش کا قانون already موجود ہے۔

محترمہ ثریا نسیم: جناب سپیکر! Implementation کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! انہوں نے جواب دے دیا ہے کہ گنجائش قانون میں بھی موجود ہے۔ یہ قرارداد of dispose کی جاتی ہے۔ پانچویں قرارداد جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

فیصل آباد کے صنعتی اداروں کے آلودہ پانی کو سمندری ڈرین میں گرنے سے روکنے اور ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کا مطالبہ

جناب احسن ریاض فتیانہ: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ فیصل آباد ضلع میں 144 کے قریب صنعتی ادارے جن کا زہر آلودہ پانی سمندری ڈرین میں گرتا ہے جس سے ہر سال ہزاروں افراد مختلف قسم کے موذی امراض میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو رہے ہیں، ان کو بند کیا جائے یا پھر اس زہر آلودہ پانی کے لئے Treatment Plant لگایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ فیصل آباد ضلع میں 144 کے قریب صنعتی ادارے جن کا زہر آلودہ پانی سمندری ڈرین میں گرتا ہے جس سے ہر سال ہزاروں افراد مختلف قسم کے موذی امراض میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو رہے ہیں، ان کو بند کیا جائے یا پھر اس زہر آلودہ پانی کے لئے Treatment Plant لگایا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ فیصل آباد ضلع میں 144 کے قریب صنعتی ادارے جن کا زہر آلودہ پانی سمندری ڈرین میں گرتا ہے جس سے ہر سال ہزاروں افراد

مختلف قسم کے موذی امراض میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو رہے ہیں،ان کو بند کیا جائے
یا پھر اس زہر آلودہ پانی کے لئے Treatment Plant لگایا جائے۔"
(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اپوزیشن کا کوئی جواب آیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کا جواب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب تک اپوزیشن کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوتا یا وہ تشریف نہیں لاتے، ہماری تو یہی خواہش ہے کہ وہ تشریف لائیں اور آج اس مسئلے پر اپنا اظہار خیال کریں اور ہماری گزارشات بھی سنیں۔ میں اتنی دیر میں عرض کرتا ہوں کہ کل یہاں ایوان میں قائد حزب اختلاف نے بات کی تھی کہ پنجاب یونیورسٹی میں ہونے والے معاملات کی وجہ سے کل لاہور میں جو واقعات ہوئے جن میں ٹریفک جام رہی۔ میں نے کل ان سے یہ عرض کیا تھا کہ میں اس کا مکمل جواب یہاں ایوان میں پیش کروں گا لہذا میں اس سے متعلق ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں کہ 29۔نومبر کو پروفیسر نعیم اللہ خان جو پنجاب یونیورسٹی میں لیکچرار ہیں ان کے ساتھ کوئی تقریباً چالیس پچاس کے قریب نامعلوم ملزمان جن کے متعلق بعد میں ثابت ہوا کہ وہ پنجاب یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس تھے انہوں نے ناروا سلوک کیا، ان کو زدوکوب کیا اور ایک کمرے میں بند کر دیا۔ اطلاع ملنے پر متعلقہ تھانے کی پولیس اور وائس چانسلر وہاں پر پہنچے جنہوں نے لیکچرار صاحب کو ان کے چنگل سے رہائی دلائی۔ اس پر مقدمہ نمبر 616/13 مورخہ 29-11-2013 زیر دفعہ 342,506,148,149, 337H2 کیونکہ وہاں پر ہوائی فائرنگ بھی ہوئی تھی۔ اس مقدمہ میں حافظ واجد، ابوذر غفاری، ملک مبشر یہ تین کس نامزد تھے اور باقی ملزمان نامعلوم تھے۔ یہ مقدمہ درج کیا گیا ان میں سے حافظ واجد، محمد زبیر شاہی، عمر خالد بھلی، محمد آدم ملک، عبدالقدیر اور فاروق خان کو گرفتار کیا گیا۔ ان کی گرفتاری پر احتجاج کرتے ہوئے ملزمان نے ایک یہ عمل اختیار کیا کہ موٹر سائیکل پر تین تین، چار چار سوار ہو کر اس روٹ پر پرائیویٹ یا سرکاری بس کو روکتے، ڈرائیور کی مار پیٹ کرتے اور بعض جگہ پر رپورٹ ہوا ہے کہ زبردستی ان سے موبائل چھین لئے، پیسے چھین لئے، سرکاری کاغذات چھین لئے۔ یعنی ان لوگوں نے اس قسم کی غنڈہ گردی کی اور پھر بس ڈالہ یا جو بھی گاڑی ہوتی اسے سڑک پر پارک کر دیتے۔ اس وجہ سے ٹریفک رکتی تھی تو آپ کے علم میں ہے کہ وہ

لاہور کی کتنی مصروف شاہراہ ہے اس وجہ سے پھر بہت دور تک ٹریفک رک جاتی اور وہاں پہنچنے اور اسے restore کروانے میں ٹائم لگا۔ انہوں نے پانچ چھ جگہ پر اس عمل کو دہرایا اور ایک جگہ پر بس کو آگ لگائی۔ اس واقعہ پر تقریباً 11 مقدمات مختلف ملزمان کے خلاف درج کئے گئے ہیں جن میں تیس کے قریب لوگ نامزد ہیں باقی نامعلوم لوگ ہیں۔ یہ اتنا بڑا تدریسی ادارہ ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں سٹوڈنٹس تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ان کی ٹوٹل تعداد 90/80 کے قریب ہے جو پوری یونیورسٹی کو یرغمال بنانا چاہتے ہیں، ہر کنٹین کے ٹھیکے میں ان کا interest ہے، وہاں جو بھی کوئی financial activity ہے اس میں ان کا معاملہ ہوتا ہے۔ انہوں نے پروفیسر صاحب کو بھی اسی لئے مارا کہ یہ وہاں پر ایک کنٹین کا ٹھیکہ جس آدمی کو دلانا چاہتے تھے وہ دینے سے انکاری تھے کہ یہ آدمی ٹھیک نہیں ہے اس لئے میں اسے کنٹریکٹ نہیں دوں گا تو یہ زبردستی ان کو مار پیٹ کر، کمرے میں بند کر کے کنٹین کا ٹھیکہ دلوانا چاہتے تھے تو یہ اس قسم کی activities میں ملوث ہیں اور ان کی تعداد اس سے زیادہ نہیں ہے۔ حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسے شر پسند عناصر کو معاف نہیں کیا جائے گا۔ ہمیں کسی کی political affiliation سے کوئی غرض نہیں ہے۔ اگر ان کی کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ کوئی affiliation ہے تو اس پارٹی کو انہیں disown کرنا چاہئے۔ کوئی سیاسی جماعت یہ afford ہی نہیں کر سکتی کہ اس کے کارکن اس قسم کی activities میں ملوث ہوں۔ ایسے شر پسند عناصر سے تعلیمی اداروں کو بھی پاک کیا جائے گا اور ان کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔ ان میں سے بائیس لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ آج ان کو عدالت میں پیش کر کے جیل بھجوایا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں حزب اختلاف کے دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں اور اگر انہوں نے drones کے حوالے سے کوئی بات کرنی ہے تو کر لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان شر پسند عناصر کو انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا اور کسی صورت میں بھی ان کو اس بنیاد کے اوپر کوئی رعایت نہیں دی جائے گی کہ یہ طالب علم ہیں۔ یہ طالب علم نہیں ہیں۔ یہ نہ صرف خود تعلیم حاصل نہیں کر رہے بلکہ ہزاروں بچے جو کہ اس ملک، قوم، صوبے اور شہر کا مستقبل ہیں ان کی تعلیم میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں تو اس لئے میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے خلاف قانون کے مطابق سخت ترین کارروائی کی جائے گی، انہیں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا اور وہاں پر جرم ثابت ہونے پر ان کو سزا دلوائی جائے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ملک ندیم کامران اور خلیل طاہر سندھو صاحب کو حزب اختلاف کے معزز ممبران کو ایوان میں واپس لانے کے لئے بھجوایا تھا تو آپ کیا پیغام لائے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کے حکم پر ہم حزب اختلاف کے ساتھیوں کی طرف گئے تھے۔ وہ پریس کے ساتھ بات کر رہے تھے اس لئے ہم ان کا انتظار کرتے رہے۔ جب وہ فارغ ہوئے تو ان سے بات ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے بحث بھی کرنی ہے اور بات بھی کرنی ہے لیکن ہمیں ایوان سے "ڈرون ڈرامہ" کہنے کی آواز آئی ہے۔ اگر یہ الفاظ واپس لئے جائیں تو پھر ہم ایوان میں آنے کے لئے تیار ہیں۔ میں اور خلیل طاہر سندھو صاحب نے ان سے درخواست کی کہ آپ ایوان کے اندر تشریف لائیں اور بے شک اسی حوالے سے بات کر لیں لیکن انہوں نے کہا کہ جب تک ان الفاظ کو واپس لینے کی ہمیں یقین دہانی نہیں کرائی جاتی اس وقت تک ہم ایوان میں واپس نہیں آئیں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ آواز نہیں آئی تھی بلکہ انہیں پتا ہے کہ یہ بات میں نے بانگ دہل کہی تھی کہ یہ "ڈرون ڈرامہ اور یہودی ایجنڈا ہے۔" یہ کس طرح استعمال ہو رہے ہیں، یہ دانستہ یا نادانستہ طور پر استعمال ہو رہے ہیں؟ یہی بات تو ہم نے ثابت کرنی ہے۔ وہ اس پر اپنا مؤقف پیش کریں۔ میں ان الفاظ کو کیسے واپس لے سکتا ہوں؟ اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ اس کے اُوپر بات نہیں کرنا چاہتے بلکہ ان کا کام صرف پریس کانفرنس کرنا اور خبر میں جگہ بنانے کے لئے کوئی اسی قسم کا ڈرامہ کرنا ہے۔ وہ انہوں نے کر لیا ہے اور اب ڈرامہ کر کے وہ جا چکے ہیں اس لئے مزید ان کا انتظار کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہر حال معزز ممبران حزب اختلاف کو بارہا دفعہ بلایا گیا لیکن وہ تشریف نہیں لائے۔ جب وہ تشریف لائیں گے تو ڈرون پر بات کر لیں گے۔ ہم تو آج ان کو out of turn بات کرنے کی اجازت بھی دینا چاہتے تھے اور جتنا وقت وہ لینا چاہتے ہیں ہم ان کو دینے کے لئے تیار ہیں لیکن وہ ایوان میں تشریف نہیں لائے۔

اب چونکہ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہذا اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 4۔دسمبر2013 صبح 00-10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

294

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) آڈٹ رپورٹس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

مدبندی حسابات، مدبندی حسابات (جنگلات) فنانشل سٹیٹمنٹس، سپیشل آڈٹ رپورٹ، سٹڈی رپورٹس اور پراجیکٹ آڈٹ رپورٹس کے موضوع پر حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی آڈٹ رپورٹس

1۔ ڈھارابی ڈیم، ضلع چکوال کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ

ایک وزیر ڈھارابی ڈیم، ضلع چکوال کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ روٹ پرمٹس کے اجراء اور تجدید کے ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ، حکومت پنجاب کی سٹڈی رپورٹ برائے سال10-2009

ایک وزیر روٹ پرمٹس کے اجراء اور تجدید کے ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ، حکومت پنجاب کی سٹڈی رپورٹ برائے سال10-2009 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

3۔ حکومت پنجاب (محکمہ جنگلات) کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال12-2011

ایک وزیر حکومت پنجاب (محکمہ جنگلات) کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال 12-2011 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

295

4۔ حکومت پنجاب کی ریونیو وصولی کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال13-2012

ایک وزیر حکومت پنجاب کی ریونیو وصولی کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال 13-2012 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

5۔ حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012

ایک وزیر حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

6۔ پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012 (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلیوایشن)

ایک وزیر پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال13-2012 (کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلیوایشن)ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(بی) دیگر رپورٹس کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

1۔ پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011

ایک وزیر پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

2۔ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011

ایک وزیر محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

نوٹ: مندرجہ بالا رپورٹس کی نقول پہلے ہی ایوان میں پیش کی جاچکی ہیں۔

(سی) عام بحث

"امن وعامہ پر عام بحث"

296

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

بدھ،4۔دسمبر2013

(یوم الاربعاء،29۔محرم الحرام1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِينَ ۝١ ٱلَّذِينَ إِذَا ٱكۡتَالُواْ عَلَى ٱلنَّاسِ يَسۡتَوۡفُونَ ۝٢
وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَو وَّزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ ۝٣ أَلَا يَظُنُّ أُوْلَٰٓئِكَ
أَنَّهُم مَّبۡعُوثُونَ ۝٤ لِيَوۡمٍ عَظِيمٍ ۝٥ يَوۡمَ يَقُومُ ٱلنَّاسُ لِرَبِّ
ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝٦ كَلَّآ إِنَّ كِتَٰبَ ٱلۡفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٖ ۝٧ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ
مَا سِجِّينٞ ۝٨ كِتَٰبٞ مَّرۡقُومٞ ۝٩ وَيۡلٞ يَوۡمَئِذٖ لِّلۡمُكَذِّبِينَ ۝١٠
ٱلَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوۡمِ ٱلدِّينِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِۦٓ إِلَّا كُلُّ مُعۡتَدٍ
أَثِيمٍ ۝١٢ إِذَا تُتۡلَىٰ عَلَيۡهِ ءَايَٰتُنَا قَالَ أَسَٰطِيرُ ٱلۡأَوَّلِينَ ۝١٣ كَلَّاۖ
بَلۡۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُواْ يَكۡسِبُونَ ۝١٤ كَلَّآ إِنَّهُمۡ عَن
رَّبِّهِمۡ يَوۡمَئِذٖ لَّمَحۡجُوبُونَ ۝١٥ ثُمَّ إِنَّهُمۡ لَصَالُواْ ٱلۡجَحِيمِ ۝١٦ ثُمَّ
يُقَالُ هَٰذَا ٱلَّذِي كُنتُم بِهِۦ تُكَذِّبُونَ ۝١٧

سُوۡرَةُ المطفّفِين آیات1 تا17

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے(1) جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں(2) اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں(3) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے (4)(یعنی) ایک بڑے (سخت) دن میں(5) جس دن (تمام) لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے(6) سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجّین میں ہیں(7) اور تم کیا جانتے ہو کہ سجّین کیا چیز ہے(8) ایک دفتر ہے لکھا ہوا(9) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے(10)(یعنی) جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں(11) اور اس کو جھٹلاتا وہی ہے جو حد سے نکل جانے والا گنہگار ہے(12) جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں(13) دیکھو یہ جو (اعمال بد) کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے(14) بے شک یہ لوگ اس روز اپنے

پروردگار(کے دیدار)سے اوٹ میں ہوں گے(15)پھر دوزخ میں جاداخل ہوں گے(16)پھران سے کہاجائے گاکہ یہ وہی چیز ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے(17)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

الھم صلی علیٰ سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم

جب حسن تھا ان کا جلوہ نما انوار کا عالم کیا ہوگا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہوگا
دے تبسم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی
ایک شیریں جھلک ایک نوری ڈھلک، تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبی
کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے،تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تمہیں ہم سے ناکردا کار امتی یا نبی
زیست کے تپتے صحرا پہ شاہ عرب،تیرا اکرام کا ابر برسے گا کب
کب ہری ہوگی شاخ تمنا مری،کب مٹے گی مری تشنگی یا نبی

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات مال وکالونیز سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔۔۔تشریف فرما ہیں؟۔۔۔سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔سوال نمبر 17 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں زرعی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*17: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مال وکالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) زرعی انکم ٹیکس سے کیا مراد ہے؟

(ب) زرعی انکم ٹیکس کتنی اراضی کے مالکان اور کس کس فصل کی کاشت پر لگایا جاتا ہے؟

(ج) اگر زرعی انکم ٹیکس لگایا جارہا ہے تو صوبہ میں مالی سال 13۔2012 کے دوران حاصل ہونے والے زرعی ٹیکس کی کل رقم کتنی ہے؟

(د) زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے بعد حکومت پنجاب کن کن مدات میں یہ رقم خرچ کرتی ہے، اس کے خرچ کرنے کے طریق کار سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک / مال وکالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) زرعی انکم ٹیکس سے مراد وہ ٹیکس ہے جو کسی زرعی سال کے دوران کسی مالک کی کاشتہ اراضی کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔یہ کاشتہ اراضی پر محصول ہے جس میں پختہ پھلدار باغات کے تحت اراضی بھی شامل ہے جس میں سال محصول کے دوران پھل لگے ہوں لیکن اس میں ایسی اراضی شامل نہیں ہے جس میں جنگلات یا کوئی نرسری لگائی گئی ہو۔

(نوٹ): زرعی انکم ٹیکس کی وصولی دو طریقوں سے ہوتی ہے۔

(i) لینڈ بیس ٹیکس

(ii) زرعی انکم ٹیکس، جس کی تفصیل جھنڈی (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زرعی انکم ٹیکس کے اطلاق کے لئے مالک اراضی کے پاس ساڑھے بارہ ایکڑ کاشتہ رقبہ کا ہونا لازمی ہے اور یہ ٹیکس سال میں صرف ایک دفعہ لگایا جاتا ہے۔اس ٹیکس کا اطلاق فصل کے حساب سے نہیں بلکہ زمین کے حساب سے ہوتا ہے۔ بارانی علاقہ کا دو ایکڑ کاشتہ رقبہ آبپاش علاقہ کے ایک ایکڑ کے برابر ہے۔

(ج) جولائی2012 سے مئی2013 تک زرعی انکم ٹیکس کے ضمن میں 758 ملین روپے وصول کئے گئے۔

(د) زرعی انکم ٹیکس کی وصولی کے بعد اس کو BO 1173 ہیڈ میں جمع کروایا جاتا ہے۔ بعد ازاں حکومت پنجاب اس کو اپنی صوابدید کے مطابق خرچ کرتی ہے۔ تاہم اس بارے میں مزید وضاحت کے لئے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں جز(ج) کے اندر بتایا گیا ہے کہ سال 13-2012 کا جو زرعی انکم ٹیکس ہے وہ 758 ملین روپے ہے۔08-2007 میں یہ تقریباً چار سو ملین روپے تھا اور اس وقت یہ تجویز کیا جارہا تھا کہ 12-2011 میں یہ تقریباً ایک ہزار ملین روپے تک cross کرے گا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب تک زرعی انکم ٹیکس کے ضمن میں 758 ملین روپے اکٹھے کئے گئے ہیں لیکن جو propose کیا گیا تھا اس سے نہ بڑھنے کی وجوہات کیا ہیں، کیا اس میں سٹاف کی سُستی ہے یا tax collection کرنے کی جو reasons ہیں جس بنیاد پر یہ ٹیکس اکٹھا کرتے ہیں اس کی بنیاد پر اتنا ٹیکس ہی بنتا تھا؟

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب منسٹر صاحب سے بھی لیتے ہیں لیکن آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ کاشتکار کی اولاد بھی ہوتی ہے، اس کو آگے تقسیم بھی ہونا ہوتا ہے تو اس لحاظ سے کمی بھی ہو سکتی ہے۔ جی، وزیر موصوف آپ ان کو جواب دیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! شکریہ۔اس کا nut shell تو آپ نے بتا دیا ہے۔ میرے پاس بھی یہی کہنے کو تھا کیونکہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے اوپر کاشتہ رقبہ پر ٹیکس ہے۔ اس کا

اطلاق زمین کے حساب سے ہوتا ہے۔Gradually یہ ٹیکس بڑھ رہا ہے اگر 2012-13 میں یہ تقریباً 758 ملین روپے ہے تو اس وقت اس کی figure مزید بڑھ چکی ہے اور یہ اپنے ٹارگٹ کی طرف آ رہا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ جو 758 ملین روپے ہیں ان کو حکومت پنجاب کے BO 1173 ہیڈ میں جمع کروایا جاتا ہے اور حکومت اس کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرتی ہے۔ پچھلی دفعہ جواب میں یہ کہا گیا تھا کہ جتنے پیسے بھی اکٹھے ہوں گے یہ صرف کسانوں کی welfare کے لئے خرچ کئے جائیں گے تو کیا اس کا کوئی پلان ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی کو پتا ہے کہ یہ جو ہم نے BO 1173 ہیڈ بتایا ہے یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ ہے اور ہر ہیڈ میں ان کو بتا دیا جاتا ہے، جو گورنمنٹ کی پالیسی ہوتی ہے کہ کس ہیڈ سے، کس جگہ پیسے خرچ کرنے ہیں تو ضروری نہیں ہے کہ BO 1173 کے ذریعے ہی کسان کی فلاح کے لئے خرچ ہو اور بھی دوسرے ہیڈز ہیں جن میں کسانوں کی فلاح کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا تھا کہ زرعی انکم ٹیکس سے کیا مراد ہے؟ جواب یہ دیا گیا ہے کہ "زرعی انکم ٹیکس سے مراد وہ ٹیکس ہے جو کسی زرعی سال کے دوران کسی مالک کی کاشتہ اراضی کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے۔ یہ کاشتہ اراضی پر محصول ہے جس میں پختہ پھلدار باغات کے تحت اراضی بھی شامل ہے جس میں سال محصول کے دوران پھل لگے ہوں لیکن اس میں ایسی اراضی شامل نہیں ہے جس میں جنگلات یا کوئی نرسری لگائی گئی ہو۔" This is the reply given by the department. اب جو زرعی انکم ٹیکس ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں تجویز نہیں مانگی گئی۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں تجویز نہیں دے رہا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس حوالے سے Constitution میں articles 3 ہیں ایک Article 70, sub article 4 ہے جو صوبوں کو یہ اختیار دیتا ہے کہ آپ زرعی ٹیکس لگا سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انکم ٹیکس آرڈیننس کا Section

41, sub-section (c) جو ہے وہ define کرتا ہے کہ agricultural income کیا ہو گی ؟اب جواب جو دیا گیا ہے یہ جواب Article 74 کے clause کو اور نہ ہی Article 256 کے clause کو meet کرتا ہے اور نہ انکم ٹیکس آرڈیننس کے Section 41(c) کو meet کرتا ہے۔یہ burning question ہے،اگر یہ جواب نہ آتا تو ہم اتنی لمبی بات نہ کرتے۔اب یہ کیسے determine ہو گا کہ یہ کون سی زرعی انکم پر ٹیکس ہے ؟یہ محصولات پر ٹیکس ہے، میری آمدن پر ٹیکس ہے، جو میں زمین پر خرچ کرتا ہوں،اس زمین کو اپنے پاس قائم رکھنے کے لئے جو میرا expenditure ہے،اس پر ٹیکس ہے یا net income پر ٹیکس ہے ؟اب وزیر موصوف مہربانی کر کے یہ definition اس ایوان کو apprise کریں کہ زرعی انکم ٹیکس کا تعین کس بنیاد پر ہوتا ہے ؟کیا اس federal statute کے تحت یا اس Agricultural Income Tax Ordinance 2001 کے تحت جو پنجاب نے تفویض کیا تو پھر اگلی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ میرے بھائی پوچھنا چاہ رہے ہیں ان کو میرے سے زیادہ پتا ہے کہ یہ دو طرح کا ٹیکس ہے۔ایک land based اور ایک income based ہے تو اس وقت جو ریونیو ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی ہے ہم جو ساڑھے بارہ ایکڑ سے زیادہ کا جو land lord ہے اس پر ٹیکس لگا رہے ہیں۔اس طرح ہم نے ٹیکس کو define کیا ہے۔یہاں پر table بھی دیا گیا ہے کہ کس طرح اس کو define کیا گیا ہے۔80 ہزار تک کا جو اس سے ہم ٹیکس لیتے ہی نہیں ہیں۔اس کے بعد slab بنی ہوئی ہے کہ ایک لاکھ روپے پر 5 فیصد ہے، 2 لاکھ روپے پر کتنے فیصد ہیں اور اس میں یہ بھی میں on record بتاتا ہوں کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ ریفارمز جو ہیں وہ کچھ عرصہ پہلے ہوئی ہیں جس میں گورنمنٹ اور جو ریونیو بورڈ ہے وہ ویسے بھی جو کسان سے ٹیکس لیتا ہے وہ اس کو sympathetically consider کرتا ہے ابھی ہم اس کو اتنا forcefully apply نہیں کر رہے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ اور فارمر جو بھی ان کا آپس میں consensus ہوتا ہے اس کو ہم consider کر لیتے ہیں مگر جو near future میں اس پر plan ہے کہ ہم اس کو مزید strictly وصول کریں گے ابھی ہمیں جس طرح بھی ملتا ہے جس طرح ابھی پہلے سوال کیا گیا کہ یہ جو figure ہے یہ 758 ملین روپے ہے اور جو given target ہے یہ زیادہ ہے اس کو کیوں نہیں meet کیا گیا اس کا بھی جواب یہی تھا اور یہ جو سوال ابھی میرے بھائی نے پوچھا ہے اس کا بھی یہی جواب ہے کہ اس کو ہم gradually بڑھا رہے ہیں اس میں strictness بھی آ جائے

گی اور اس کی وصولی کو بھی ٹھیک کریں گے مگر ابھی جو ہماری پالیسی ہے وہ ان کو sympathetically consider کرنے کی ہی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری request یہ ہو گی۔

Let me be on the more clarification mode. Agricultural land based tax is not my income tax.

انکم ٹیکس وہ ہے جو میری آمدن پر لگنا ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ جو سوال میاں نصیر احمد نے کیا تھا That was a very specific question. میں وہ پھر پڑھ دیتا ہوں تاکہ کوئی ambiguity نہ رہ جائے اور جس وجہ سے ہم یہ بات کرنا چاہ رہے ہیں because this is a very burning question. میں ٹیکس دے بھی رہا ہوں لیکن میں as an agriculturist ٹیکس دینے کے بعد tax payer privileges نہیں لے رہا۔ ٹیکس میں اسی ratio پر دے رہا ہوں جب میں ٹیکس دوں گا اور اس انکم پر ٹیکس دوں گا تو کم از کم جو tax collection کا modus operandi ہے at least وہ تو واضح ہو۔

جناب سپیکر: جی، آپ کے پاس اختیار ہے۔ میری بات سُنیں۔ تحریک التوائے کار لے کر آئیں اس کے مطابق پھر آپ کی بات کو میں سنوں گا جو قاعدہ قانون ہے اس سے باہر میں جا سکتا ہوں نہ آپ جا سکتے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری التجاء یہ ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی ساری بات سمجھ آ رہی ہے۔۔۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن جس subject matter پر legislation ہو سکتی ہے اس پر تحریک التوائے کار نہیں آ سکتی۔ میرے خیال میں یہی ایک forum ہے جہاں اس پر بات ہو سکتی ہے اور آپ اس پر اپنی Ruling بھی دے سکتے ہیں۔ This is very simple a.b,c. زرعی انکم ٹیکس سے کیا مراد ہے؟ land based tax کو اس کے ساتھ amalgamate نہیں کیا جا سکتا، میں بطور کاشتکار اگر ٹیکس دے رہا ہوں تو میرے privileges بھی پہلے define کریں۔ At source deduction کیا ہے، میں ٹیکس کس کو جا کر دوں، پٹواری، تحصیلدار، اسسٹنٹ کمشنر، ڈسٹرکٹ لینڈ کلکٹر یا انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ؟ This is my question. اسی سوال کا جو جز (الف) ہے اس پر اگر میں تحریک التوائے کار دوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ جو غلط سمجھتے ہیں، اس کے خلاف آپ کے پاس اختیار ہے وہ استعمال کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ This is the forum کیا تحریک التوائے کار پر کوئی لاء یا ایکٹ پاس ہو سکتا ہے؟ آپ تو Rule 85(e) کے تحت میری تحریک التوائے کار کو اُڑا دیں گے کہ آپ کی تحریک acceptable ہی نہیں ہے. I will be out of the House my Lord. اس لئے وزیر موصوف کی طرف سے اس کا جواب دینا بنتا ہے کہ یہ ٹیکس لیا کیسے جا رہا ہے؟ اس کے vires غلط ہیں آپ کی اسمبلی میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سن لیں۔ Agricultural tax is the burning question. اور اس کے figures بھی میں آپ کو دیتا ہوں جو کہ وزیر موصوف نے ہی دیئے ہیں۔ یہ اپنے محکمہ سے بھی پوچھ لیں کیونکہ یہ بڑے ہوش رُبا figures ہیں۔ پنجاب میں 90.73 فیصد کاشتکار وہ ہیں جو پانچ ایکڑ سے کم ہیں 7.40 فیصد کاشتکار وہ ہیں جن کے پاس پانچ یا ساڑھے بارہ ایکڑ تک کا رقبہ ہے، 1.20 فیصد کاشتکار وہ ہیں جن کے پاس 12.5 سے 25 ایکڑ تک کا رقبہ ہے اور صرف 0.28 فیصد کاشتکار وہ ہیں جو 50 ایکڑ رقبے کے مالک ہیں، پتا نہیں وہ انکم ٹیکس کی category میں define ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ وزیر موصوف نے اس معزز ایوان میں بتایا ہے کہ 0.28 فیصد لوگوں سے ٹیکس لیا جا رہا ہے جو کہ 758 ملین روپے ہے، یہ کسی بھی ٹیکس سے بڑا ٹیکس ہے جو اس وقت imposed ہے۔ آپ اس کی تعداد دیکھیں اور revenue receipts دیکھیں اور کاشتکاروں کے privileges بھی دیکھیں۔

جناب سپیکر: آپ کو منگل کے روز کا اختیار ہے، اس روز آپ اپنا اختیار استعمال کریں۔ شکریہ

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں. No supplementary question on it. کل آپ لیکچر بھی سن کر آئی ہیں پھر بھی آپ سوال کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب والا! صرف ایک ضمنی سوال کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب والا!بڑا relevant point of order ہے۔

جناب سپیکر:بڑی مہربانی،آپ تشریف رکھیں۔یہ بات decided ہے کہ وقفہ سوالات میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:اگر ان کو بات کرنے کی اجازت دے رہے ہیں تو پھر مجھے بھی موقع فراہم کیا جائے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب والا!انتہائی اہم بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر:میں آپ کو بعد میں ٹائم دوں گا۔محترمہ!آپ ایسے نہ کیا کریں،آپ مجھے ایڈریس کریں، کسی معزز ممبر کی طرف اشارہ کرکے بات نہیں کر سکتیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:میں آپ کو درخواست کروں گی کہ خواتین کو neglect نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔شکریہ۔اگلا سوال بھی،میاں نصیر احمد صاحب!آپ ہی کا ہے۔

میاں نصیر احمد:جناب سپیکر!سوال نمبر22 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور:لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کی تفصیلات

*22:میاں نصیر احمد:کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے؟

(ب) اب تک کتنے موضع جات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے اور کتنے موضع جات بقایا ہیں؟

(ج) ضلع لاہور میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے کا تخمینہ کتنا ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گا،اس کی حتمی تاریخ بتائی جائے؟

(د) لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے میں کیا مشکلات ہیں اور کون سا مافیا اس سلسلے میں مشکلات پیدا کر رہا ہے؟

(ہ) کیا لینڈ ریونیو ریکارڈ جلد از جلد کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے کسی کمپنی کی خدمات لی گئی ہیں؟

(و) کیالینڈریونیوریکارڈ کمپیوٹرائزڈکرنے کے لئے عوامی نمائندوں پر مشتمل کمیٹی بنائی جاسکتی ہے جواس معاملے کوہینڈل کرتے ہوئے جلد از جلد کمپیوٹرائزیشن کے مرحلے کو مکمل کرانے میں معاون ثابت ہو؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) جی ہاں!حکومت پنجاب لاہور میں لینڈریونیوریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈکرنے کے منصوبے پر کام کر رہی ہے۔

(ب) ضلع لاہور کی پانچوں تحصیلوں میں سروس سنٹرز کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہےاور عوام وہاں سے کمپیوٹرائزڈ فرد ملکیت حاصل کر رہے ہیں۔اب تک 104 موضع جات میں کمپیوٹرائزڈ خدمات کاآغاز کر دیا گیاہے جبکہ 110 موضع جات بندوبست اور اشتمال کے مرحلے میں ہیں جن کا ریکارڈاب تک دستیاب نہ کیا گیاہے۔37 محال کے موضع جات کی جمع بندیاں محکمہ مال ضلع لاہور تیار کر رہاہے جن کی کمپیوٹرائزیشن جمع بندیوں کی تکمیل کے بعد ہو گی جبکہ باقی کے 111 موضع جات کی ڈیٹاانٹری ہو رہی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں لینڈریونیوریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈکرنے کے لئے19 کروڑ51لاکھ38ہزار628 روپے مختص کئے گئے ہیں۔ ضلع لاہور کے دستیاب ریکارڈ کو 2014 Dec تک کمپیوٹرائزڈ کر لیا جائے گا۔

(د) لینڈریونیوریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈکرنے میں متعدد مشکلات درپیش ہیں جس میں چیدہ چیدہ درج ذیل ہیں:

1. تحصیلوں میں ریکارڈ کی عدم دستیابی
2. پرانے ریکارڈ کی خستہ اور مخدوش حالت اور پڑھنے میں دشواری
3. پٹواری اور تحصیل کے ریکارڈ میں فرق
4. ضلع کے تخمینہ شدہ مالکان اور اصلی مالکان کی تعداد میں بےپناہ اضافہ
5. ریکارڈ کی تصدیق میں تاخیر: جس کی وجہ سے ریکارڈ کی تصحیح میں بھی تاخیر ہو جاتی ہے یہ سب سے بڑی تاخیر کی وجہ ہے۔
6. کمپیوٹر میں اندراج کے لئے غیر تصحیح شدہ ریکارڈ کی فراہمی
7. مالکان کے حصص کا عدم اندراج

8. اصل رقبے سے زائد کی منتقلی
9. پیچیدہ درستی کا عمل: جس میں تصحیح کے لئے متعدد پارٹیوں کو طلب کرنا پڑتا ہے اور ان کو سن کر تصحیح کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔

(ہ) لینڈ ریونیو ریکارڈ جلد از جلد کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے متعدد عالمی شہرت کی حامل کمپنیوں کی خدمات لی گئی ہیں جس کا انتخاب شفاف طریقے سے مقابلے کے بعد کیا گیا ہے جن کے نام یہ ہیں:

1. Accountancy Outsourcing Services (Pvt) Ltd
2. Systems Limited
3. National Institutional Facilitation Technologies (Pvt) Ltd
4. National College of Business and Management Sciences
5. MYASCO-360 Technologies-JV

(و) وزیر اعلیٰ پنجاب لینڈ ریونیو ریکارڈ منصوبے کے انتظامی، تکنیکی اور پیشہ وارانہ معاملات کی دیکھ بھال کے لئے تین کمیٹیاں تشکیل دے چکے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

Project Steering Committee
Project Implementation Sub-Committee
Project Technical Sub-Committee

ان کمیٹیوں کی سربراہی کی ذمہ داری بالترتیب چیف سیکرٹری صاحب، سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو اور چیئرمین پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ کے سپرد کی گئی ہے۔ مزید برآں وزیر اعلیٰ پنجاب منصوبے کی کارکردگی کے لئے میٹنگز کرتے ہیں جس میں متعدد وزراء اور عوامی نمائندگان بھی شرکت کرتے ہیں اور انہیں مستقل بنیادوں پر منصوبہ کی کارکردگی سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب والا! جُز (ب) میں سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ اب تک کتنے موضع جات کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے اور کتنے موضع جات بقایا ہیں؟ میرے سوال کے اندر جو کمپیوٹرائزیشن کا ٹائم تھا وہ کسی زمانے میں 2008 تھا اس کے بعد extend ہو کر 2010 ہو گیا۔ اس کے بعد اب دسمبر 2014 تک کی توسیع کی گئی ہے، چلیں اس میں توسیع کر دی گئی کوئی مسئلہ نہیں۔ ضلع لاہور کے لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے 25 کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا، اس کے لئے 19 کروڑ روپیہ بھی مختص کر دیا

گیا،اس پر بھی مجھے کوئی مسئلہ نہیں لیکن فروری2009میں مجھے جواب جو دیا گیا تھااس میں یہ کہا گیا تھا کہ لاہور کے115 موضع جات میں سے109 موضع جات کو کمپیو ٹرائز کر دیا گیا ہے۔آج2013میں مجھے جو جواب دیا گیا ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ 104 موضع جات کو کمپیو ٹرائز کر دیا گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب چھ موضع جات کم کر دیئے گئے ہیں کیااس کی کوئی خاص وجہ ہے کہ آج سے چھ سال پہلے 109 موضع جات کمپیو ٹرائز ہوئے ہیں اور چھ سال بعد وہ بڑھنے کی بجائے کم ہو کر104 ہو چکے ہیں؟

جناب سپیکر: جی،109 کی بجائے104 کیوں ہو گئے ہیں؟

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میاں محمد شہباز شریف صاحب کا بڑا انقلابی اقدام ہے کیونکہ اس سے اس معزز ایوان اور عوام کا concern ہے۔ معزز ممبر نے لاہور کی تفصیل مانگی تھی اور مجھے محکمہ کی طرف سے جو تفصیل ملی ہے اس کے مطابق 104 موضع جات کو کمپیو ٹرائز کر دیا گیا ہے اور 110 موضع جات کا data add in ہو چکا ہے،37 کے قریب موضع جات ایسے ہیں جہاں پر ہمیں complication کا سامنا ہے۔ میاں صاحب فرما رہے ہیں کہ انہوں نے 2009 میں سوال پوچھا تھا اس میں چار موضع جات زیادہ تھے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر دھیان دینے کی بجائے اس چیز پر appreciate فرمادیں کہ ہماری given date مارچ2014 تھی لیکن اس کے باوجود اس وقت لاہور میں باقاعدہ طور پر کام شروع ہو چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم given date سے چھ مہینے پہلے تمام ریکارڈ کمپیو ٹرائز کر دیں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ دو چار موضع جات نہیں بلکہ تمام موضع جات ہی کمپیو ٹرائز کر دیں گے۔ ریکارڈ کو کمپیو ٹرائز کرنے میں بہت سارے issues آتے ہیں جو کہ میرے بھائی مجھ سے بھی بہتر جانتے ہیں۔اتنے خستہ حال، ستر سال پرانے ریکارڈ کو کمپیو ٹرائز کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا لیکن ہم نے اس کو اس کے باوجود کیا ہے اور given time سے پہلے مکمل طور پر کمپیو ٹرائز کر دیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب والا!میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔2۔فروری2009 کو سوال نمبر 99 کے جواب میں اس وقت کے وزیر صاحب نے فرمایا کہ تحصیل سٹی لاہور کے 115 موضع جات میں سے 109 موضع جات کمپیو ٹرائز کر دیئے گئے ہیں۔ ضلع لاہور کی دونوں تحصیلوں میں لینڈ ریونیو ریکارڈ کا تخمینہ 25 کروڑ روپے لگایا گیا ہے اور لینڈ ریکارڈ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم پراجیکٹ لاہور کے مکمل ریکارڈ کو کمپیو ٹرائز کرنے کا کام دسمبر2010 میں متوقع ہے لیکن اب سال 2013 آگیا ہے اور اس کا محکمہ کی طرف سے جواب دیا گیا ہے کہ اب تک 104 موضع جات کمپیو ٹرائز ہو

چکے ہیں اور 110 موضع جات اشتمال کے مراحل میں ہیں، 37 موضع جات کی جمع بندیاں ہو رہی ہیں، جبکہ باقی 111 موضع جات کی data entry ہو رہی ہے ۔ یعنی کہ چھ سال پہلے 109 موضع جات کمپیوٹرائز ہوئے اور سال 2013 میں 104 رہ گئے ہیں۔اس وقت کے منسٹر صاحب نے یہ ریکارڈ 2010 تک مکمل کروانا تھا یا آج دسمبر 2014 میں مکمل کروانا ہے ؟اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ وزیراعلیٰ پنجاب کا ایک انقلابی قدم ہے اور پورا ایوان ان کو سراہتا ہے۔

جناب سپیکر: موضع ایک ہو گا اس سے ملحقہ کئی گاؤں ہوں گے اس لئے 109 موضع جات لکھ دیئے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ موضع جات بڑھنے چاہئیں یا کم ہونے چاہئیں؟ میری گزارش یہ ہے کہ مجھے وزیر موصوف یہ جواب دیں کہ جو چھ موضع جات کم ہوئے ہیں ان کا کیا کرنا ہے؟ جہاں تک انقلابی قدم کی بات ہے تو اس کو ہم سراہتے ہیں کہ یہ بہت اچھا کام ہوا ہے۔محکمے نے ہر دفعہ اگلے سال کی تاریخ دی ہے اور اب وزیر صاحب نے محکمہ کے جو مسائل بیان کئے ہیں تو ممکن ہی نہیں ہے کہ یہ given date تک کمپیوٹرائز ہو جائیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب والا! معزز ممبر نے 2009 کی کوئی figures نکالی ہیں، میرے سامنے تو یہ چیزیں نہیں ہیں یہ مجھے دکھادیں۔ میں تو 2013 کی بات کر رہا ہوں اور میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ دسمبر 2014 جو کہ اس کی given date ہے اس سے پہلے یہ complete ہو جائے گا۔ میاں صاحب کو بھی پتا ہے کہ یہ کوئی اتنا simple کام نہیں ہے۔اس کا جو تخمینہ لاگت تھا وہ بھی شاید چار بلین یا پانچ بلین روپے تھا وہ بھی بڑھ کر 11 بلین روپے ہو گیا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف خود اس کو شب و روز دیکھتے ہیں۔اس معزز ایوان میں بیٹھا ہر بندہ بھی اس سے واقف ہے کہ میاں صاحب کی priority میں یہ نمبر ون پر ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر اس وقت کہہ دیا تھا کہ 2010 یا 2011 میں مکمل ہو جائے گا اور اب چھ ماہ آگے چلا گیا تو اس پر آپ یہ رزلٹ نکال لیں کہ کام نہیں ہو رہا یا ہم پیچھے آ رہے ہیں ایسی بات نہیں ہے۔ ڈیپارٹمنٹ اپنی ذمہ داری سے بخوبی واقف ہے، میں تاریخ تو نہیں دے سکتا لیکن یہ ensure کرتا ہوں کہ دسمبر 2014 سے پہلے یہ چیزیں functional ہو جائیں گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:اک ضمنی سوال انہاں نوں وی کر لین دیو۔ مہربانی۔ میں نے آپ کے لئے ان سے requestکی ہے۔

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور میاں نصیر کا بھی مشکور ہوں۔ میاں نصیر احمد کے سوال نمبر22 کے جز(د) میں ہے کہ لینڈ ریونیو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کرنے میں کیا مشکلات ہیں اور کون سا مافیا اس سلسلے میں مشکلات پیدا کر رہا ہے لیکن جو جواب آیا ہے اس میں مافیا کا تو ذکر ہی نہیں ہے:

1۔ تحصیلوں میں ریکارڈ کی عدم دستیابی

2۔ پرانے ریکارڈ کی خستہ مخدوش حالت پڑھنے میں دشواری

3۔ پٹواری اور تحصیل کے ریکارڈ میں فرق

میں اس معزز ایوان کو alarmکرتا ہوں کہ یہ بھی جا کر اپنا اپنا ریکارڈ دیکھیں کہ پٹواری نے کہیں ان کے ریکارڈ میں کسی اور کا نام تو درج نہیں کر دیا، کسی اور کو تو مالک نہیں بنا دیا یا کسی کی زمین کم تو نہیں کر دی؟ میں مافیا کی نشاندہی چاہوں گا لہذا استدعا ہے کہ وزیر صاحب اس مافیا کی نشاندہی فرمادیں۔

جناب سپیکر:جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!میاں صاحب نے ٹھیک فرمایا ہے میں اس کو secondکرتا ہوں کہ وہاں پر مافیا ہے اور انہوں نے یہاں پر جو نشاندہی کی ہے کہ کسی کی زمین کسی کو الاٹ تو نہیں کر دی گئی یا کسی کی ملکیت دوسرے کو shiftتو نہیں کر دی گئی۔ یہ ساری چیزیں ہوئی ہیں اور ہمیں ان ساری چیزوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ محکمے نے اسے enquireکرنے اور اس کی تصدیق کرنے کے لئے مالکان کو خود بلایا۔ اس میں جو تاخیر ہوئی ہے جس طرح ایک معزز ممبر نے پہلے سوال کیا تھا کہ پہلے 2010 اس کی deadline تھی۔ اس میں ایک یہ بھی بہت بڑی complication تھی کہ ہمیں اصلی مالک بلانے کے لئے require time ہوتا ہے جس میں کوئی claimer تھا اس کو ان کے سامنے بٹھا کر رزلٹ نکالنا ہوتا ہے کہ اصلی مالک کا نام ہی کمپیوٹرائز ہو رہا ہے؟ یہ تو نہیں ہو رہا کہ مالک A ہے اور B اپنے نام پر کروا رہا ہے۔ یہ complications تھیں۔

جناب سپیکر:ایسے بے شمار کیسز ہیں جن کا مجھے بھی پتا ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):الحمد للہ یہ بہت بڑی successہے۔

جناب سپیکر: ذرا36-1935 کی جمع بندیاں نکلوا کر دیکھیں۔ اگلا سوال احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ احمد شاہ کھگہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ یہ کیا وجہ ہے، کیا مسئلہ ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! On his behalf

MR SPEAKER: On behalf of whom? Whose behalf?

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں احمد شاہ کھگہ کے behalf پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سوال نمبر 37 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب احمد شاہ کھگہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: سرکاری اراضی کی تفصیلات

*37: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں سرکاری اراضی کس کس موضع اور چک میں کتنی کتنی ہے؟

(ب) کتنی اراضی لیز، ٹھیکہ یا پٹا پر کس کس شخص کو سالانہ کتنی رقم کے عوض دی گئی ہے؟

(ج) اس اراضی سے حکومت کو سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے؟

(د) کتنی سرکاری اراضی پر کس کس شخص نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے، کب تک ناجائز قابضین سے قبضہ واگزار کروالیا جائے گا؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) بمطابق شیڈول تحصیل پاکپتن میں 184 ایکڑ اور تحصیل عارفوالا میں 129 ایکڑ سرکاری اراضی ہے۔ کل 314 ایکڑ اراضی، چک وار تفصیل برفلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل پاکپتن میں 301 ایکڑ اور تحصیل عارفوالا میں 297 ایکڑ اراضی پٹا پر دی گئی ہے۔ کل 598 ایکڑ، سالانہ پٹا تحصیل پاکپتن مبلغ -/5586805 روپے اور تحصیل عارفوالا مبلغ -/6602759 روپے، کل زر پٹا سالانہ مبلغ -/12189564 روپے، چک وار تفصیل برفلیگ (بی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سالانہ آمدنی مبلغ۔/12189564روپے۔

(د) 86ایکڑاراضی پر حکم امتناعی کی بناء پر ناجائز قبضہ ہے۔حکم امتناعی کے اخراج کے بعد فوری قبضہ واگزار کرایا جائے گا۔چک وار تفصیل برفلیگ (سی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!جز(د)میں لکھا ہوا ہے اور انہوں نے خود تسلیم کیا کہ 86ایکڑاراضی پر ناجائز قبضہ ہے۔

جناب سپیکر: حکم امتناعی کی بناء پر ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جی، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے سالوں سے یہ ناجائز قبضہ ہے،اس کے واگزار ہونے کی کوئی امید ہے اور کب تک یہ واگزار ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جو کیس pending adjudication ہو اس بارے میں یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کب ہو گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!یہ سرکاری رقبہ پر ناجائز قبضہ ہے۔اگر پیروی نہیں کریں گے تو یہ دس سال بھی واگزار نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!پیروی کرتے ہیں یا نہیں ؟آپ بتائیں کہ اب یہ کیس کس stage پر ہے ؟

جناب احمد خان بلوچ: اگر وزیر موصوف کو پتا ہے تو مجھے یہ پیشی بتادیں۔ان کے محکمے کی حالت تو یہ ہے کہ ان کو پیشی کا بھی نہیں پتا کہ کب پیشی ہے۔یہ بتادیں کہ کتنے عرصے سے قبضہ ہے ؟

جناب سپیکر: جی، میں پوچھتا ہوں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!معزز ممبر میرے ساتھ کیوں لڑ رہے ہیں؟میں نے کب کہا ہے کہ مجھے پیشی کا پتا ہے۔ میں نے تو کہا ہی نہیں ہے۔یہ مجھ سے لڑیں تو نہ بلکہ سوال کریں۔ میں نے نہیں کہا کہ مجھے پیشی کا پتا ہے۔ یہ کیس عدالت میں ہے اسے pursue کرنا ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے اور ہمیں پتا ہے کہ ہم نے اس کو pursue کرنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ڈیپارٹمنٹ سے کہیں کہ اسے pursue کر کے آپ کو رپورٹ بھی دے۔آج آپ کے پاس رپورٹ ہونی چاہئے تھی کہ یہ کیس کس stage پر ہے۔یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): میں اسے check کر لیتا ہوں،اسے pursue کراتا ہوں اور میں ایوان میں بھی بتاؤں گا۔

محترمہ کنول نعمان:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!

محترمہ کنول نعمان:جناب سپیکر!Thank you very much احمد شاہ کھگہ صاحب کے سوال میں جو جواب دیا گیا ہے (الف)بمطابق شیڈول تحصیل پاکپتن میں 184 ایکڑ اور تحصیل عارفوالا میں 129 ایکڑ سرکاری اراضی ہے یہ کل رقبہ 314 ایکڑ ہے۔اگر جواب کا جز(ب) پڑھا جائے کہ کتنی اراضی پٹے پر دی گئی ہے تو اس میں تحصیل پاکپتن میں 301 ایکڑ، تحصیل عارف والا میں 297 ایکڑ یعنی کل رقبہ 598 ایکڑ ہو گیا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اراضی کے حوالے سے جواب کا جز (الف) صحیح مانا جائے یا جز(ب)؟

جناب سپیکر: مجھے خود سمجھ نہیں آئی تو میں ان سے کیا پوچھوں۔(قہقہے)

منسٹر صاحب! محترمہ کہہ رہی ہیں کہ آپ کی زمین 314 ایکڑ ہے تو آپ نے 598 ایکڑ کیسے دے دی۔ مجھے پتا ہی نہیں لگ رہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! باقی نزول یا شاملاٹ ہو گی۔ پراونشل علیحدہ کر دیں اور باقی علیحدہ کر دیں تو پوری ہو جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:وزیر صاحب!آپ جواب دیں۔ وہ آپ سے پوچھ رہے ہیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!آپ نے مجھے کہا نہیں۔

جناب سپیکر:میں آپ سے کہہ رہا ہوں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!ابھی جو شیخ صاحب نے فرمایا ہے میں اپنے پاس سے نہیں کہہ سکتا بلکہ ریکارڈ چیک کروا تا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر:بلال یٰسین صاحب!ایسے نہیں۔آپ کے محکمے کو چاہئے تھا کہ آپ کو categorically یہ بتاتے کہ 314 ایکڑ تو ہماری زمین ہے پھر 598 ایکڑ کیسے بنی اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!یہ valid سوال ہے میں اسے deny نہیں کر رہا۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ غلط ہے بلکہ میں تو اسے تسلیم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جس نے یہ غلط جواب دیا ہے آپ اس کے خلاف action لیں اور اس کی تفصیل ایوان میں بتائیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میں پہلے خود اس کی انکوائری کر لوں کہ یہ تیس کے قریب سوال ہیں۔ مجھے ڈیپارٹمنٹ بتا رہا ہے لیکن میں پہلے اپنی بات مکمل کر لوں کہ میں اپنی انکوائری کر لوں کہ تیس کے قریب سوالات ہیں اور میں خود بھی اس سوال کو pick نہیں کر سکا کیونکہ یہ ایک ضلع کے بارے میں specific سوال تھا۔ آپ نے جو فرمایا ہے میں اس کی انکوائری کرتا ہوں اگر واقعی یہ figures غلط ہیں تو اس پر action لے کر آپ کو بتاؤں گا۔ ڈیپارٹمنٹ نے ابھی بتایا ہے کہ 314 ایکڑ خالصتاً سرکاری ہے اور دوسری جو شیخ صاحب فرما رہے تھے ڈیپارٹمنٹ نے بھی اسے second کیا ہے کہ شاملاٹ ملا کر یہ بنتی ہے۔ مگر میں پھر بھی کہہ رہا ہوں کہ ہم اس کی انکوائری کرتے ہیں اور اگر اس کی figure غلط آئی ہے تو میں اس پر action لے کر آپ کو بتاؤں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ کھگہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ تشریف فرما نہیں ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! On his behalf

MR SPEAKER: Which one?

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا سوال ہے۔

جناب سپیکر: احمد شاہ کھگہ صاحب کے سوال کا جواب نہیں آیا۔ میری اور اس ایوان کی طرف سے آرڈر ہے کہ تین مہینے کے اندر اندر جواب داخل کرنا ہوتا ہے آپ ذرا اسے چیک کریں کہ 18۔ جون 2013 کو یہ سوال آپ کے محکمے کو پہنچ گیا تھا۔ اس میں جس نے تساہل کیا ہے اس کے خلاف action لے کر ایوان کو بھی بتائیں۔ آئندہ معافی نہیں ملے گی میں اسے direct اپنی کمیٹی کے سپرد کروں گا اور پھر کمیٹی جو فیصلہ کرے گی وہ آپ کو قبول کرنا پڑے گا۔ شکریہ۔ جی، شیخ صاحب! سوال نمبر بولیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا مجھے اجازت ہے؟

جناب سپیکر: آپ کس سوال کے بارے میں اجازت لینا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر سید وسیم اختر کا سوال نمبر 70 لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس سے پہلے سوال نمبر 69 بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ کیا وہ بھی آپ لینا چاہتے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جی، نہیں۔ میں صرف سوال نمبر 70 لینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 70 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا معاملہ

*70: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا انقلابی فیصلہ کیا تھا؟

(ب) یہ کام کب تک مکمل ہونا تھا اس کی تکمیل میں کیا رکاوٹ ہے اور اب کام کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب پورے صوبے میں محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا انقلابی فیصلہ کیا تھا۔

(ب) صوبہ پنجاب میں محکمہ مال کے کمپیوٹرائزڈ کرنے کا عمل مارچ 2014 تک مکمل ہونا تھا تاہم درج ذیل مشکلات کی وجہ سے اب دستیاب شدہ لینڈ ریونیو ریکارڈ دسمبر 2014 تک کمپیوٹرائزڈ کر لیا جائے گا۔

1. تحصیلوں میں ریکارڈ کی عدم دستیابی
2. پرانے ریکارڈ کی خستہ اور مخدوش حالت اور پڑھنے میں دشواری
3. پٹواری اور تحصیل کے ریکارڈ میں فرق
4. ضلع کے تخمینہ شدہ مالکان اور اصلی مالکان کی تعداد میں بے پناہ اضافہ

5. ریکارڈ کی تصدیق میں تاخیر: جس کی وجہ سے ریکارڈ کی تصحیح میں بھی تاخیر ہو جاتی ہے یہ سب سے بڑی تاخیر کی وجہ ہے۔
6. کمپیوٹر میں اندراج کے لئے غیر تصحیح شدہ ریکارڈ کی فراہمی
7. مالکان کے حصص کا عدم اندراج
8. اصل رقبے سے زائد کی منتقلی
9. پیچیدہ درستی کا عمل: جس میں تصحیح کے لئے متعدد پارٹیوں کو طلب کرنا پڑتا ہے اور ان کو سن کر تصحیح کا فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب جبکہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے اور ہر ضلع و تحصیل میں بے شمار double allotment کی زمینیں پڑی ہیں۔آپ کو معلوم ہے کہ مئی 1975 میں law repeal ہو گیا تھا اور اس کے بعد allotment نہیں ہوئی۔اس double allotment کی وجہ سے پنجاب حکومت کی کھربوں روپے کی زمین ناجائز قابضین کے پاس ہے۔کیا حکومت اس کو dispose of کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟ چونکہ اب یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے اور میں double allotment ثابت کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کس جز کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سوال نمبر 70 کے جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کیا جا رہا ہے۔" میں کہہ رہا ہوں کہ جو double allotment ہے اس میں بھی یہ نکل جائیں گے کیونکہ یہ original allottees کے نام پر ابھی تک جمع بندیوں میں آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا ان زمینوں کو dispose کرنے کا ارادہ ہے یا وہ کھربوں روپے کی زمینیں اسی طرح ناجائز قابضین کے پاس رہیں گی؟ قوم کو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہونے کا کوئی فائدہ تو ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات note ہو گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گورنمنٹ کی طرف سے جواب آنا چاہئے کہ کیا یہ double allotment کی زمینیں dispose of کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جو مالک ہے اس کو کون اُٹھا سکتا ہے؟

شیخ علاؤالدین: آپ Rehabilitation Act کو بہتر جانتے ہیں۔ وہ تو اب مالک رہے ہی نہیں۔ Double allotment میں ایک کو بہاولپور اور دوسرے کو ہارون آباد یا تحصیل چونیاں میں زمین ملی ہے۔ اس کی جو first allotment تھی وہ قائم رہ گئی باقی MDR level پر یا ہائیکورٹ کے level پر سیکشن 10 یا 11 کے تحت ٹوٹ گئی۔ یہ اربوں روپے کی زمینیں تقریباً ہر تحصیل میں ہیں اور میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں۔ اگر کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ میں یہ زمینیں original مالکان کے نام گئیں تو یہ کبھی نہیں نکلیں گی بلکہ اسی طرح ناجائز قابضین کے پاس رہیں گی۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ شیخ صاحب کی reservations ٹھیک ہیں مگر ہم نے سوال کے جواب میں بتایا ہے کہ ہمیں بہت سی complications کا سامنا ہے۔ شیخ صاحب نے جس چیز کو pin point کیا ہے اس حوالے سے واقعی ہمیں بہت سی complications کا سامنا ہے۔ جب ہم تصدیق کے لئے ریکارڈ لاتے ہیں تو اس میں بہت سا ایسا ریکارڈ ہے جو کہ پٹوار خانے اور تحصیل سے match نہیں کرتا۔ ہمیں اسی طرح کے مسائل درپیش ہیں اور ہم ان کو redress کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے ہی ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے میں تاخیر ہو رہی ہے۔ میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم جو ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کریں گے وہ انشاء اللہ ان ساری قباحتوں سے پاک ہو گا۔ شیخ صاحب نے جن تحفظات کا اظہار کیا ہے وہ بھی note ہو گئے ہیں اور ہم ان کو بھی دیکھیں گے۔

شیخ علاؤالدین: دیکھیں، میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک انتہائی اہم مسئلہ کو اُٹھایا ہے۔ یہ اتنا آسان مسئلہ نہیں اور ان زمینوں کی وجہ سے یہ ریکارڈ کبھی صحیح نہیں ہو گا۔ ہمارا پیارا ملک پاکستان بد قسمتی کی حالت سے دو چار ہے کہ جنہوں نے سوائے کلف والے کپڑے پہننے کے علاوہ کچھ نہیں کیا وہ آج اربوں روپے کے مالک ہیں۔ وہ صرف مہاجروں کے یونٹوں کے اوپر اربوں روپے کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ مہاجروں کے کلیموں اور یونٹوں کے اوپر یہ لوگ اربوں روپے کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ جب تک اس ریکارڈ کو صحیح نہیں کیا جائے گا اور جب تک double and triple allotment کو ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ میں کہتا ہوں کہ informer کا اس پر 20 فیصد share رکھیں جو کہ section 10 and 11 کہتا تھا۔ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے section-10 and 11 کو ختم کروایا تھا؟ ان کے بارے میں

آپ کو بھی بخوبی علم ہے۔اب اگر یہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے تو یہ اس Act کو دوبارہ revive کریں۔یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! شیخ صاحب کا point note کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں شیخ علاؤالدین، جناب احمد خان بلوچ اور میاں محمد رفیق کو شامل کیا جائے۔میں بھی اس میٹنگ میں آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھوں گا اور ہم ان معاملات کو discuss کریں گے۔اس کی میٹنگ اگلے ہفتے رکھ لیں۔Next week میں ہفتے کے روز ساڑھے گیارہ بجے ہم اکٹھے ہوں گے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جی، آپ ضرور کریں کیونکہ اس میں پورے پنجاب کے لوگوں کا concern ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چک نمبر405ج۔ب میں ایک شخص نور احمد نے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ مناسب نہیں ہے۔آپ اس بات کو چھوڑیں۔جب ہم بیٹھیں گے تو پھر اس حوالے سے بھی بات ہو جائے گی۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں بھی اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: پہلے آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔یہ منسٹر صاحبہ کی سیٹ ہے۔آپ زنانہ سیٹوں پر جا کر بیٹھتے ہیں۔(قہقہے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبر اپنی نشست پر تشریف لے آئے)

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! سوال نمبر70 کے ضمن میں یہ بات ہے کہ لاہور کے اندر اور خاص طور پر موضع ہربنس پورہ میں وفاقی حکومت کا بہت سارا رقبہ موجود ہے۔اس پر کوئی37 کے قریب کچی آبادیاں بنی ہوئی ہیں۔میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال کرتا ہوں کہ کیا موجودہ حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ ان کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں؟

جناب سپیکر: کیا یہ ضمنی سوال ہے، Is it supplementary question regarding this اور آپ نے یہ کس جز کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھا ہے؟

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں جز(الف) کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرے پاس جو جواب ہے اس کے جز(الف) میں لکھا ہوا ہے کہ "یہ درست ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب پورے صوبے میں محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کا انقلابی فیصلہ کیا تھا۔"آپ فرمادیں کہ کیا اس حوالے سے معزز ممبر کا یہ ضمنی سوال بنتا ہے؟ اگر آپ حکم کریں گے تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اس طرح سے بنتا ہے کہ ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو رہا ہے۔ان کچی آبادیوں کے اوپر already کام ہو چکا ہے تو کیا وہ بطور کچی آبادی وہاں پر ریکارڈ ہوں گی یا حکومت کی زمین کے طور پر اس کو ریکارڈ کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ لاہوری بھائی ہیں اس لئے اس بات کا جواب دے دیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جی، میں ان کو جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ ان کو کچھ بتادیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال اس سوال سے related ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ضمنی سوال نہ سمجھیں بلکہ ویسے ہی بتادیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! جو ریکارڈ موجود ہے اس کو ہم کمپیوٹرائزڈ کر رہے ہیں۔ وہ جس shape میں ہے اسے اس کی actual shape میں ہی کمپیوٹرائزڈ کیا جائے گا۔ یہ حکومت اپنی پالیسی کے مطابق بعد میں دیکھے گی کہ کون سی جگہ کو کچی آبادی میں convert کرنا ہے اور کون سی جگہ کو کمرشل کرنا ہے۔ یہ حکومت کے فیصلے ہیں لیکن اس وقت محکمہ مال کا فیصلہ یہ ہے کہ اصل مالکان کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 260 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: پی پی۔12 میں کام کرنے والے پٹواریوں، تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*260: جناب اعجاز خان: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔12 ضلع راولپنڈی میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور، تحصیلدار اور نائب تحصیلدار ہیں؟

(ب) مذکورہ پٹواریوں کے دفتر کس کس جگہ پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس وقت کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز: (جناب بلال یٰسین):

(الف) پی پی۔12 ضلع راولپنڈی میں محکمہ مال کے تحصیلدار، نائب تحصیلدار، گرداور اور پٹواریوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

تحصیلدار

1۔ ملک نور زمان (ریونیو)

2۔ راجہ طاہر عزیز (سیٹلمنٹ)

نائب تحصیلدار

1۔ راجہ عبدالشکور خان

2۔ سید عابد عباس بخاری

گرداور

1۔ محمد آفتاب

2۔ محمد خورشید

پٹواری

1۔ مرزا محمد سلیم پٹوار سرکل راولپنڈی محل

2۔ حسن اختر پٹوار سرکل رتہ امرال

3۔ توقیر منور، پٹوار سرکل ڈھوک مانکٹل

(ب) مذکورہ پٹواریوں کے دفتر مندرجہ ذیل جگہ پر واقع ہیں۔

1- پٹوار سرکل راولپنڈی محل = وحدت پلازہ مری روڈ راولپنڈی

2۔ حسن اختر پٹوار سرکل رتہ امرال = نزد بابا رودے شاہ دربار رتہ امرال

3۔ توقیر منور، پٹوار سرکل ڈھوک مانکٹل = چھرچوک نزدالائیڈ بنک مین پشاور روڈ

(ج) اس وقت کسی بھی پٹواری کے خلاف کوئی محکمانہ انکوائری نہ چل رہی ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جواب میں تحصیلدار، نائب تحصیلدار اور پٹواریوں کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ تحصیلدار، نائب تحصیلدار اور پٹواری ان علاقوں میں کتنے عرصے سے تعینات ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! جواب میں کہیں کہیں "گرداور" لکھا ہوا ہے لیکن یہ اصل لفظ "قانون گو" ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): آپ بہتر سمجھتے ہیں مگر میں نے جو دیکھا اور پڑھا ہے اس کے مطابق یہ دونوں الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ ضمنی سوال بنتا نہیں ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "مذکورہ تحصیل میں تعینات پٹواری اور گرداوروں کی کل سروس کتنی ہے" اس لئے میرا ضمنی سوال بنتا ہے کہ یہ اس علاقے میں کتنے عرصے سے تعینات ہیں؟

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میری بہن fresh question کر دیں تو اس کا جواب دے دیا جائے گا۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! محکمہ نے جز(الف) کے نمبر3 پر پٹوار سرکل ڈھوک مانکٹل کا جواب دیا ہے تو ہمیں راولپنڈی والوں کو بتا دیا جائے کہ یہ سرکل ڈھوک مانکٹل کہاں پر ہے تاکہ ہمیں بھی آئندہ اس موضع کو ڈھونڈنے میں آسانی ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال و کالونیز!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! معزز ممبر اس جواب کو چیلنج کر دیں کہ یہ موضع نہیں ہے تو میں ان کو بتا دوں گا۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! جز(ب) میں پھر اسی کا جواب دے دیا گیا ہے کہ توقیر منور، پٹوار سرکل ڈھوک مانکٹل میں بیٹھتا ہے۔ یہاں پر ہمیں اگر ایسے ہی جواب دینے ہیں اور باہر جا کر ہی

ہمیں سمجھانا ہے تو پھر میرے خیال میں ان سوالات کے جوابات on the floor of the House, table پر lay نہیں کرنے چاہئیں کیونکہ موضع ڈھوک مانکٹل exist ہی نہیں کرتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر مال و کالونیز!

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ اگر یہ موضع exist نہیں کرتا تو وہ مجھے بتادیں۔ میں معزز ممبر سے پوچھ لیتا ہوں کہ میرے حلقہ کا فلاں موضع کہاں پر ہے تو کیا یہ بتادیں گے ؟اگر یہ جواب غلط لکھا ہوا ہے تو اس کو چیلنج کر دیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! وزیر موصوف ایسی بات نہ کریں کیونکہ ان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہمیں یہاں پر صحیح طرح سے جواب دیں۔

جناب سپیکر: یہ ان کی غلطی نہیں ہے اور اس بات کا آپ کو نہیں پتا۔ آپ نے اگر یہ پوچھنا ہے تو آپ اس کے بعد میرے دفتر میں آ جانا، میں آپ کو اس بات کی اچھی طرح سے تسلی کراؤں گا۔ اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 261 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: پٹواریوں، گرداوروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*261: **جناب اعجاز خان:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ محکمہ مال میں کل کتنے پٹواری اور گرداور ہیں، کب سے تعینات ہیں۔ ہر ایک کا عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں تعینات پٹواری اور گرداوروں کی کل سروس کتنی کتنی ہے؟

(ج) مذکورہ تحصیل میں کل کتنے پٹوار سرکلر اور قانونگوئیاں ہیں اور ہر سرکل میں کل کتنے کتنے پٹواری اور گرداور تعینات کئے گئے ہیں؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر، شیخوپورہ کے مہیا کردہ جواب کے مطابق ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال کے گرداور اور پٹواریوں کی تعداد حسب ذیل ہے:

گرداور	15
پٹواری	142

مزید یہ کہ ان کی فرداًفرداً تفصیلات جھنڈی (الف) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل شیخوپورہ میں تعینات گرداوروں اور پٹواریوں کی سروس کی تفصیل جھنڈی (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل شیخوپورہ میں پٹوار سرکل اور قانونگوئی کی تفصیل حسب ذیل ہے:

تعداد قانونگوئی	07
تعداد پٹوار سرکل	56

ہر قانونگوئی سرکل میں ایک گرداور اور ہر پٹوار سرکل میں ایک پٹواری تعینات ہے۔کچھ گرداوروں اور پٹواریوں کے پاس اضافی چارج بھی ہے۔ تفصیل جھنڈی (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "مذکورہ تحصیل میں تعینات پٹواری اور گرداوروں کی کل سروس کتنی ہے؟"وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال ہے کہ کسی پٹواری کو پنجاب کی کسی دوسری تحصیل میں transfer کیا جاسکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر مال و کالونیز!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!پٹواری کا salary package تو اُس کی اپنی تحصیل میں بنتا ہے۔ as a special case کسی پٹواری کو کسی دوسری تحصیل میں transfer کیا جاسکتا ہے مگر عام طور پر ایسا ہوتا نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ عوام کے لئے بہت بڑی مصیبت ہے کہ پٹواریوں کو تحصیل سے باہر transfer نہیں کیا جا سکتا۔ سپریم کورٹ نے پٹواریوں کو تحصیل کیڈر دے کر ایک فیصلہ کیا ہوا ہے جس کا حکومت نے آج تک کسی قسم کا کوئی تدارک نہیں کیا۔اگر ایک پٹواری جتنی مرضی corruption میں ملوث ہو،اُس کو ایک موضع سے اُٹھا کر دوسرے موضع میں transfer کر دیں گے یا اُس کو کچھ عرصہ کے لئے suspend کر دیں گے۔پٹواریوں کی پہنچ شاید صرف اللہ کے علاوہ ہر ایک

کے پاس ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کیا حکومت پٹواریوں کو تحصیل سے باہر transfer کرنے میں کوئی دلچسپی رکھتی ہے تاکہ عوام کا کوئی بھلا ہو جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال و کالونیز!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے شیخ صاحب کے سوال کا جواب دے دیا ہے اب شیخ علاؤالدین صاحب reforms کی بات کرتے ہیں کہ اس طرح ہونا چاہئے تو میں نے پہلے کہا ہے کہ ان کی suggestions کے حوالہ سے محکمہ کو بلا کر اُن سے پوچھ لیں گے کہ near future میں اس طرح کا کوئی plan ہے یا نہیں؟ بہر حال میں نے ان کے سوال کے حوالہ سے بتا دیا ہے کہ محکمہ کی کیا پالیسی ہے۔

جناب سپیکر: آپ next Saturday کو اس معاملہ سے متعلقہ افسران کو بھی ساتھ لے کر آئیں گے۔ ہم کمیٹی روم "اے" میں بیٹھ کر آپ سے بڑے اچھے طریقہ سے اس حوالہ سے گفتگو کریں گے اور دیکھتے ہیں اللہ کرے اُس کے results اچھے ہوں۔ اگلا سوال جناب جاوید اختر صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 297 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب جاوید اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان: لینڈ کمیشن کی زمین کی تفصیلات

*297: **جناب جاوید اختر:** کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں لینڈ کمیشن کی کتنی زمین کس کس جگہ پر ہے؟

(ب) کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی پر کون کون سے لوگ ناجائز قابض ہیں، ان کے نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ 2008 سے 2012 اس ضلع میں واقع لینڈ کمیشن کی کافی اراضی جعلسازی سے لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(د) یہ زمین الاٹ کرنے والی اتھارٹی کون ہے، اس کے نام و عہدہ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت یہ اراضی اس ضلع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع ملتان میں لینڈ کمیشن کی اراضی تعدادی 3820 کنال 12 مرلے بقایا ہے جس میں رقبہ زیر مقدمہ بازی بھی شامل ہے، موضع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل و موضع وار خالی اراضی اور اراضی زیر ناجائز قابضین ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع میں 2008 اور 2012 میں جعل سازی سے کوئی رقبہ الاٹ نہ ہوا ہے۔

(د) جز(ج) کے بعد یہ سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) قانون زرعی اصلاحات کے تحت ضبط شدہ رقبہ جس کے بارے میں مقدمہ بازی زیر تصفیہ نہ ہو اور قابل الاٹمنٹ ہو وہ بے زمین مزارعین اور چھوٹے مالکان کو الاٹ کیا جاتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی پر کون کون سے لوگ ناجائز قابض ہیں، ان کے نام و پتا سے آگاہ کریں؟" اس میں وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ لینڈ کمیشن کی جتنی اراضی پر ناجائز قابضین ہیں اُن کو وہاں سے بے دخل کرنے کے لئے محکمہ نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان کے دیئے گئے جواب کو بھی پڑھ لیں جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! انہوں نے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ میں اُس میں دیکھ لیتا ہوں کہ انہوں نے کیا cut date دی ہے۔ محکمہ مال خود لوگوں کے قبضے کرواتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایوان میں کھڑے ہو کر ایسے الزام لگانا ٹھیک نہیں ہوتا، آپ کوئی particular case بتائیں؟ وزیر صاحب آپ کے سوال کا جواب دیتے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر مال و کالونیز!

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! شیخ اعجاز احمد صاحب میرے بھائی ہیں ان کے ساتھ میری بڑی پرانی رفاقت ہے۔ ان سے میری گزارش ہو گی کہ اس طرح کا کوئی کیس لے کر آئیں، محکمہ اُس کو pursue کرے گا اور اس طرح کی کوئی چیز اگر سامنے آتی ہے جس میں پٹواری یا ہمارے محکمہ کا کوئی بندہ illegal possession کرانے میں involve ہے تو اُس کو address کروا کر دیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جز(ہ) میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت یہ اراضی ناجائز قابضین سے خالی کرا کر ضلع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے جز(ہ) کا جواب بھی پڑھ لیا ہے تو پھر آپ ضمنی سوال کیا کر رہے ہیں؟ آپ پہلے جز(ہ) کا جواب پڑھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ہ) کے جواب میں لکھا ہے کہ "قانون زرعی اصلاحات کے تحت ضبط شدہ رقبہ جس کے بارے میں مقدمہ بازی زیر تصفیہ نہ ہو اور قابل الاٹمنٹ ہو وہ بے زمین مزارعین اور چھوٹے مالکان کو الاٹ کیا جاتا ہے۔"

جناب سپیکر: آپ نے اسے پہلے کیوں نہیں پڑھا؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ الاٹ کیا تو جاتا ہے لیکن جب محکمہ ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کرالے گا تو کیا یہ وہاں پر غریب کاشتکاروں کو اس رقبہ کی الاٹمنٹ دیں گے؟

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! بالکل دیں گے۔

جناب سپیکر: اگر تو کسی اور غریب آدمی کا وہ رقبہ ہو اور اسے اس کا حق مل جائے تو پھر کسی اور کو وہ رقبہ نہیں مل سکتا۔ اگر اس کے علاوہ مالک کوئی اور نہ ہو تو پھر جیسے منسٹر صاحب نے کہا ہے یقیناً رقبہ الاٹ کیا جا سکتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی جان کاری کے لئے یہ جاننا چاہتا ہوں شاید میری طرح اس معزز ایوان میں اور بھی ناواقف ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اراضی لینڈ کمیشن اور سٹیٹ لینڈ میں کیا فرق ہے، کیا دونوں ایک ہی ہیں یا الگ الگ ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میاں صاحب کو معلوم ہے لیکن یہ چاہتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: یہ میاں صاحب ہی نہیں کامریڈ بھی ہیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!بالکل میرے علم میں ہے۔ یہ میرے مہربان ہیں۔1977میں لینڈ ریفارمز ہوئی تھیں تو لینڈ کمیشن بنا تھا۔اس کا کام یہ تھا کہ وہ لینڈ لارڈز جن کا زرعی رقبہ جو نہری تھا وہ ایک سو ایکڑ اور بارانی دو سو ایکڑ سے زیادہ ہو گا تو اس رقبہ کو لینڈ کمیشن ضبط کرے گا۔۔۔

جناب سپیکر:یہ criteriaاس طرح نہیں ہے جس طرح آپ فرما رہے ہیں۔اس کا طریق کار اور ہے۔ PIU's (Product Index Units) پر یہ رقبہ تقسیم کیا جاتا ہے چھ ہزار PIU's کو معافی ہے اور اس کے اوپر رقبہ کو گورنمنٹ لے سکتی ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!بالکل۔ اس میں سپریم کورٹ کی wordingبھی آ گئی ہے۔اس میں مزید نہیں ہو سکتی جو لینڈ کمیشن کے ذریعے رقبہ آ گیا وہ اس کے تحت رہے گا۔

جناب سپیکر:اس میں کچھ PIU's ایسے بھی ہیں جو خصوصی طور پر ٹیوب ویلوں اور ٹریکٹروں کے لئے دیئے گئے تھے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!میں میاں صاحب کے سوال پر فرق بتا دیتا ہوں کہ وہ جگہ۔۔۔

جناب سپیکر:یہ بات ایکڑوں پر نہیں چلتی۔آپ ایکڑوں والے معاملہ میں نہ پھنس جانا۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔ میاں صاحب کے سوال کا جواب یہ ہے کہ لینڈ کمیشن نے جو جگہ لی ہے اس کو لینڈ کمیشن look afterکرتا ہے جو گورنمنٹ آف پنجاب کی ملکیت نہیں ہے۔اس کے علاوہ جو اراضی گورنمنٹ آف پنجاب کی ملکیت ہے اسے سٹیٹ لینڈ کہتے ہیں۔ میں یہ فرق سمجھتا ہوں اگر آپ اس میں کچھ تصحیح کرنا چاہتے ہیں تو مہربانی فرما دیں۔

جناب سپیکر:میں تصحیح نہیں کر سکتا۔اگر انہوں نے کرنا ہوا تو وہ خود ہی کر دیں گے۔اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔لہذا یہ سوال dispose ofکیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کا ہے۔۔۔کیا تشریف فرما ہیں؟کیا بات ہے، مجھے اس بات کا نہیں پتا کہ یہ صاحبان یہاں نہیں ہیں۔

قاضی عدنان فرید:جناب سپیکر!اپوزیشن والے ناراض ہیں اور انہوں نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کیا آج کے لئے بھی بائیکاٹ پر ہیں؟ آپ انہیں منائیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا ان کا سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! سوال نمبر326 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: محکمہ مال کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*326: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال کا کل رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کتنا رقبہ آباد اور کتنا غیر آباد ہے مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) اگر حکومت پنجاب نے غیر آباد رقبہ آباد کرنے کے لئے کوئی پالیسی بنائی ہے تو تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز: (جناب بلال یٰسین):

(الف) تحصیل شیخوپورہ میں محکمہ کا کل رقبہ 224230 کنال 08 مرلہ ہے۔

(ب) 177031 کنال 08 مرلہ رقبہ آباد ہے اور 47199 کنال 0 مرلہ رقبہ غیر آباد ہے۔

(ج) بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر 222-2010/117-C-L(I) dated 13-01-2010 آمدہ پنجاب گورنمنٹ کالونی ڈیپارٹمنٹ کے مطابق پٹاجات دیئے جانے پر پالیسی بنائی گئی ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جز (ج) کا جو جواب دیا ہے یہ اس کی تفصیل سے آگاہ کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز: (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! گورنمنٹ نے 2010 میں نوٹیفکیشن کیا تھا۔ ہم نے جو زمینیں پٹا پر دینی تھیں ان کا نوٹیفکیشن کیا۔ اس میں پالیسی یہ تھی کہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک ہم نے زمین لوگوں کو دینی تھی۔ وہ زمین کن لوگوں کو دینی تھی جو چار ایکڑ یا اس سے کم زمین کے مالک ہیں یا مزارعین ہیں۔ انہیں زمین کاشت کرنے کے لئے دی جائے گی۔ اس میں prohibited areas بھی تھے جو تحصیل اور سٹی کے اندر ہیں وہاں ایک سال اور جو non prohibited areas ہیں ان میں

پانچ سال کے لئے اراضی لیز پر دی جائے گی۔اس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک پالیسی introduce کرائی تھی مگر بد قسمتی سے پچھلا دور جو 2002 سے 2008 تک کا تھا ہم اس وقت بھی اس ایوان کے ممبر تھے۔اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے ایک پالیسی sale by private treaty بنائی تھی جس پر میاں محمد شہباز شریف کے خدشات سامنے آئے اور اس کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔میاں محمد شہباز شریف نے ساری کی ساری الاٹمنٹس کو cancel کر دیا۔یہ الاٹمنٹس تقریباً 68 کے قریب تھیں جنہیں cancel کیا گیا۔دوسری پارٹیاں سپریم کورٹ گئیں وہاں سے بھی 15 کے قریب الاٹمنٹس کو cancel کیا گیا ان کے issues ابھی بھی litigation میں ہیں۔اس وجہ سے یہ سکیم وقتی طور پر رُکی ہوئی ہے۔ بہر حال جب یہ چیزیں mature ہو جائیں گی، اس پر شفاف طریقے سے کام ہو رہا ہے اس پر جب litigation ختم ہو جائے گی اور ہمیں یہ پتا چل جائے گا کہ ہمارے پاس شفاف طریقہ آ گیا ہے تو اسی پالیسی کو ہم دوبارہ سے continue کریں گے اور ساڑھے بارہ ایکڑ تک کی جگہ جن کے پاس جگہ نہیں ہے یا جو چار ایکڑ سے کم کے کاشتکار ہیں انہیں upgrade کرنے کے لئے پٹا پر دیں گے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ نوٹیفکیشن 2010 کا ہے۔ وہ رقبہ جات جو اس نوٹیفکیشن کے تابع land less peasants کو الاٹ کئے گئے کہ وہ اسے کاشت کریں۔ڈسٹرکٹ پرائیویٹائزیشن کمیٹیوں اور پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ نے ان سے یہ رقبہ جات لے کر auction کر دیئے۔کیا اسے یہ نوٹیفکیشن cover کرتا ہے؟ اگر یہ نوٹیفکیشن infield رہنا ہے تو sale by private treaty اور جو 08-2002 کی بات کر رہے ہیں اس کی continuity تو آج پرائیویٹائزیشن بورڈ میں بھی ہے تو اس کے متعلق وزیر موصوف کچھ بتا دیں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! معزز ممبر اپنا سوال repeat کر دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! جز (ج) کا جواب ہے کہ "بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر-117/2010-222 C-L(I) dated 13-01-2010 آمدہ پنجاب گورنمنٹ کالونی ڈیپارٹمنٹ کے مطابق پٹا جات دیئے جانے پر پالیسی بنائی گئی ہے۔"اب پرائیویٹائزیشن بورڈ پنجاب نے ڈسٹرکٹ پرائیویٹائزیشن کمیٹیوں کے ذریعے وہ سرکاری زمینیں جن پر لوگ as tenants بیٹھے تھے۔جنہیں 2005 اور 2010 کے نوٹیفکیشن کو violate کرتے ہوئے جو اپنے dues بھی دے رہے تھے ان سے وہ زمینیں لے کر auction کر دیں۔ وہ auctions proceed ہو گئیں، رجسٹریاں ہو گئیں اور یہ بڑے بڑے پراپرٹی کے مافیا ان دیہات میں پھیل گئے جنہوں نے پانچ چھ لاکھ روپے میں وہ زمینیں خرید لیں۔ اگر یہ

نوٹیفکیشن آج موجود ہے تو کیا پرائیویٹائزیشن بورڈ جو پنجاب حکومت کا بنا ہے اور جو ڈسٹرکٹ پرائیویٹائزیشن کمیٹیوں نے کیا ہے تو کیا ان کے پاس اب اختیار ہے کہ یہ زمین مزید پٹا پر اس نوٹیفکیشن کے تحت دے سکتے ہیں؟لوگوں سے تو رقبے لے لئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،وزیر صاحب!میں تو اس میں نہیں بولوں گا۔آپ نے ان کو جواب دینا ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز:(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔اس نوٹیفکیشن کے حوالے سے میں نے ابھی گزارش کی ہے کہ ابھی تک اس پر implement نہیں ہو رہا۔ہم اس کا ایک شفاف طریقہ بنا رہے ہیں اور جس طرح میں نے کہا کہ 2002 سے 2008 کے درمیان جو چیف منسٹر تھے انہوں نے اپنے منظورِ نظر لوگوں کو sale by private treaties کے نام پر ایک project announce کیا تھا جس میں انہوں نے 86 کے قریب allotments کی تھیں۔جب تک ان کو final نہیں کر لیتے اور اس کا result نہیں آ جاتا اور ویسے بھی سپریم کورٹ نے ان میں سے پندرہ یا سولہ agreement کو straight away cancel کر دیا ہے۔جیسے ہی یہ کیس wind up ہو گا اور decision آ جائے گا تو اس کے بعد اسی نوٹیفکیشن کے تحت دوبارہ سے allotments کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔یہ اب منظورِ نظر لوگوں کو نہیں دی جائے گی بلکہ اس پر open auction ہو گی اور جو بھی بے روزگار ہوں گے ان کو دی جائے گی۔اس کے علاوہ جو لوگ اس متعلقہ شہر یا تحصیل سے ہوں گے ان کو priority دیتے ہوئے ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دی جائے گی۔جن لوگوں کو ہم نے اس نوٹیفکیشن کے تحت جگہ دی ہے ان کے پاس وہ جگہ 2012 تک تھی جن کو گورنمنٹ نے extend کر دیا ہے اور اب وہ 2015 تک ان کے پاس رہے گی۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میرا سوال بڑا مختصر اور سادہ ہے۔میری چھوٹی سی submission ہے۔

جناب سپیکر: وہ سنیں گے اور انہوں نے ہی اس کا جواب دینا ہے۔I will not interfere

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس نوٹیفکیشن کے تحت جو allotments ہوئیں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات ذرا غور سے سنیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے بہت سادہ سا سوال ہے کہ اسی نوٹیفکیشن کے تابع مجھے زمین الاٹ ہوئی، بعد میں ڈسٹرکٹ پرائیویٹائزیشن کمیٹی اور ڈسٹرکٹ پرائیویٹائزیشن بورڈ نے ایک اشتہار اخبار میں دیا اور میری lawful legal tenancy اور میرے rights کو suppress کرتے ہوئے auction کر دیا۔ اس کے متعلق میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ نوٹیفکیشن بھی in place ہے، 2005 کا memorandum بھی in place ہے۔ وہ دو memorandum جو 12 اور 13 تاریخ کے ہیں اسی کی یہ continuation ہے، کالونیز ڈیپارٹمنٹ کے وہ تینوں notifications آج تک in field ہیں اور law of the land بھی یہ ہے۔ جن legal tenants کی land لے کر پرائیویٹائزیشن بورڈ نے ایک unlawful auction کے ذریعے sale کر دی ان کے fate کے متعلق کسی نوٹیفکیشن کے ذریعے منسٹر صاحب کچھ بتا دیں کہ ان کا کیا بنے گا؟

جناب سپیکر: جی، ان کے متعلق یہ بتا دیں گے but you are too advocate and I know that اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرے بھائی جس specific case کی بات کر رہے ہیں اور کہا کہ میں بھی ان allottees میں سے ہوں کیونکہ مجھے بھی رقبہ الاٹ ہوا تھا اور اب یہ allotment cancel ہو رہی ہے۔ مجھے یہ specific case دیں کیونکہ میں اس کیس کے بارے میں in picture نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: "مجھے" سے مراد وہ خود نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اپنے آپ کو مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! مجھے یہ بتا دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں ان کو detail دے دیتا ہوں۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جی، یہ مجھے detail دے دیں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک/مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

بہاول وکٹوریہ ہسپتال کی توسیع کے لئے اراضی کا حصول

*69:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ بہاول وکٹوریہ ہسپتال سے ملحق اراضی پر ماضی میں فوج کے زیر انتظام سی ایم ایچ (کمبائنڈ ملٹری ہسپتال) تھا جو کہ اب بہاولپور فوجی چھاؤنی کے اندر منتقل ہو چکا ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ یہ جگہ جہاں ماضی میں سی ایم ایچ تھا پنجاب حکومت کی ملکیت میں ہے؟

(ج) کیا حکومت پنجاب وکٹوریہ ہسپتال کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر فوج سے یہ جگہ واپس لے کر وکٹوریہ ہسپتال کو دینے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک / مال وکالونیز:(جناب بلال یٰسین):

(الف) بحوالہ رجسٹر حقداران زمین زیر کار سال 11-10 کھاتہ نمبر 43 کھتونی نمبر 382 برقبہ تقریباً بقدری 16 کنال B.V.H کے ملحقہ ملکیت صوبائی حکومت خانہ کاشت محکمہ ٹاؤن پلاننگ بہاولپور زیر قبضہ آرمی ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) ہاں! اس ضمن میں گزارش ہے کہ ضلعی انتظامیہ یقیناً رقبہ سرکار واگزار کرانے کے لئے ضروری اقدامات عمل میں لائے گی۔ جب محکمہ صحت بورڈ آف ریونیو کو رجوع کرے گا۔ کیونکہ مطابق رجسٹر حقداران زمین سال 11-2010 رقبہ متدعویہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہے۔ مگر خانہ کاشت میں ٹاؤن پلاننگ کا اندراج پایہ جاتا ہے۔ مزید برآں رقبہ زیر قبضہ پاکستان آرمی ہے۔

ضلع خانیوال واوکاڑہ میں لینڈ کمیشن کی اراضی ودیگر تفصیلات

*311:جناب ظہیر الدین خان علیزئی:کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خانیوال اوراوکاڑہ میں لینڈ کمیشن کی کتنی زمین کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنی اراضی خالی پڑی ہے اور کتنی پر کون کون سے لوگ ناجائز قابض ہیں، ان کے نام وپتاجات سے آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ 2008 سے 2012 تک ان اضلاع میں واقع لینڈ کمیشن کی کافی اراضی جعل سازی سے لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(د) یہ زمین الاٹ کرنے والی اتھارٹی کون ہے، اس کے نام وعہدہ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ہ) کیا حکومت یہ اراضی ان اضلاع کے غریب کاشتکاروں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف)

(خانیوال)	(اوکاڑہ)
ضلع خانیوال میں لینڈ کمیشن کی اراضی تعدادی 9991 کنال 5 مرلہ بشمول قابل الاٹمنٹ زیر لیٹیگیشن بقایا ہے، جس کی موضع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔	ضلع اوکاڑہ میں لینڈ کمیشن کی اراضی تعدادی 2059 کنال 15 مرلہ بشمول قابل الاٹمنٹ / زیر لیٹیگیشن بقایا ہے، جس کی موضع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل خانیوال اور تحصیل اوکاڑہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

(خانیوال)	(اوکاڑہ)
ضلع میں 2008 تا 2012 میں جعل سازی سے کوئی رقبہ الاٹ نہ ہوا۔	جی ہاں! ضلع ہذا میں 2008 تا 2012 رقبہ تعدادی 1032k-07M جعلسازی سے الاٹ ہوا ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

(1) اے وحید بھٹی، ممبر فیڈرل لینڈ کمیشن، اسلام آباد

(2) فضل علی شاہ، چیئرمین فیڈرل لینڈ کمیشن، اسلام آباد

(ہ) مطابق قانون / پالیسی رقبہ بقایا قابل الاٹمنٹ زرعی اصلاحات جو مقدمات سے پاک وصاف ہو گا مطابق احکامات حکومت / ڈپٹی لینڈ کمشنر الاٹ کرے گا۔

جہلم: پانچ مرلہ کالونی (بھٹو کالونی) کی بند گلی کو مفاد عامہ میں نہ کھولنے والے پٹواری و آفیسران کے خلاف کارروائی کی تفصیلات

*315: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 5۔ مئی2012 کو طارق آباد داخلی چتن روہتاس روڈ جہلم کے متعلقہ پٹواری نے افسران بالا کے حکم پر5مرلہ کالونی (بھٹو سکیم) کی بند گلی کا دونوں فریقین کی موجودگی میں موقع ملاحظہ کیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رپورٹ میں پٹواری کے مطابق مذکورہ بند گلی صوبائی حکومت کی ملکیتی ہے اور مالکان گلی کی ملکیتی نہ ہے، نیز گلی کھولنا مفاد عامہ میں ہے جس سے کسی کا کوئی نقصان بھی نہ ہے؟

(ج) تمام محکمانہ مثبت رپورٹس کے باوجود مذکورہ بند گلی نہ کھولنے کی وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا حکومت مفاد عامہ کے کام میں غفلت برتنے والے اہلکاران محکمہ مال کے خلاف کارروائی کرنے اور بند گلی کو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) درست ہے کہ گلی کا موقع ملاحظہ کیا گیا۔

(ب) بمطابق رپورٹ سرکل ریونیو آفیسر موقع ملاحظہ کیا گیا، گلی مذکورہ پانچ مرلہ بھٹو کالونی کا حصہ ہے جو تعمیر شدہ مکانات کے درمیان میں واقع ہے۔بھٹو کالونی سرکاری اراضی پر غریب اور مستحق افراد کے لئے پانچ مرلہ سکیم کے تحت بنائی گئی تھی لہذا گلی مذکورہ کا رقبہ صوبائی حکومت کی ملکیت ہے۔ موقع کی صورتحال کے مطابق بند گلی کے آگے غیر ممکن راستہ نہ ہے اور مزید آبادی بھی نہ ہے اسی وجہ سے اہلیان کالونی نے اپنی حفاظت کے طور پر گلی کو بند کیا ہوا ہے۔

(ج) قبل اس سے ٹی ایم اے جہلم نے مورخہ 14-02-2012 کو گلی کھول دی تھی۔

(د) ٹی ایم اے جہلم نے یقین دلایا ہے کہ گلی دو ہفتے کے اندر کھول دی جائے گی۔

ضلع شیخوپورہ: پٹواری، گرداور و نائب تحصیلداروں کی تعیناتی کا عرصہ و دیگر تفصیلات

*328: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور، تحصیلدار اور نائب تحصیلدار تعینات ہیں؟

(ب) مذکورہ ملازمین کب سے تعینات ہیں۔ہر ایک کا عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے؟

(ج) اس وقت کتنے پٹواریوں کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ قواعد کے مطابق ایک حلقہ میں پٹواری و گرداور، تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کی تعیناتی تین سال سے زیادہ نہیں ہو سکتی؟

(ہ) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ تعینات ملازمین کو قانون کے مطابق تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال کے تحصیلدار، نائب تحصیلدار، گرداور اور پٹواریوں کے تفصیل حسب ذیل ہے:

تحصیلدار	04عدد
نائب تحصیلدار	15عدد
گرداور	15عدد
پٹواری	142عدد

(ب) جملہ ملازمین اندر ایک سال کے تعینات شدہ ہیں۔ہر ایک کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جواب آمدہ از ایڈیشنل کلکٹر، شیخوپورہ: مندرجہ ذیل پٹواریاں کے خلاف ضلع شیخوپورہ میں محکمانہ انکوائریاں چل رہی ہیں:

نمبر شمار	نام تحصیل	نام پٹواریان	کیفیت
1	شیخوپورہ	ظفر اقبال	بقایا فیس انتقالات
2	مریدکے	کوئی نہیں	- - - -
3	فیروزوالا	1۔اقرار حسین	1-ٹمپرنگ ریکارڈ
		2۔طاہر بشیر	2-کمی ریکارڈ
4	صفدرآباد	1-محمد اسلم	1-رشوت کا الزام
		2-محمد امجد	2-رشوت کا الزام
		3-مبشر شہزاد	3-جعلی انتقال، فراڈ
5	شرقپور	صفدر علی	رشوت کا الزام

(د) ہاں!

(ہ) جملہ ملازمین زائداز عرصہ تین سال تبدیل ہو چکے ہیں۔

حکومت پنجاب کی ملکیتی زمینیں ریلوے سے واپس لینے کی تفصیلات

*340: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین وفاق کے محکمہ ریلوے کو دی جا سکتی ہے اگر جواب ہاں میں تو حکومت پنجاب کن قواعد و ضوابط کے مطابق اپنی ملکیتی زمین محکمہ ریلوے کو دیتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین محکمہ ریلوے نے آگے مزید لیز پر دے رکھی ہے اور وہ زمین کمرشل بنیادوں پر استعمال ہو رہی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب کی جو زمینیں بوساطت محکمہ ریلوے کمرشل بنیادوں پر استعمال ہو رہی ہے انہیں محکمہ واپس لینے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک / مال وکالونیز: (جناب بلال یٰسین):

(الف) حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی کسی بھی وفاقی محکمہ بشمول محکمہ ریلوے کو دی جا سکتی ہے۔ یہ زمین موجودہ بازاری قیمت مع 10 فیصد اضافی سرچارج بحکم مجاز اتھارٹی فروخت کی جا سکتی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کی ملکیتی زمین محکمہ ریلوے نے مزید لیز پر دے رکھی ہے۔ تاہم صوبائی حکومت کی مرکزی حکومت سے زمین واپس لینے یا زمین کی فروخت کا حصہ لینے کے لئے مشاورت ہو رہی ہے۔

(ج) اس سوال کا جواب جز(ب) میں موجود ہے۔

ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی کی تقسیم کی تفصیلات

*347: محترمہ عائشہ جاوید: کیاوزیر مال وکالونیزازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کالونیز کی اراضی ساڑھے 12 ایکڑ کے حساب سے مختلف لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ محکمہ کالونیز کی اراضی اب بھی تقسیم کی جارہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کس criteria اور policy کے تحت محکمہ کالونیز کی زمینیں ساڑھے 12 ایکڑ کے حساب سے تقسیم کی گئی ہیں؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز: (جناب بلال یٰسین):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ کالونی ڈیپارٹمنٹ کے نوٹیفکیشن نمبرا-CCL 119/2010-224 بتاریخ 13-01-2010 کے مطابق محکمہ کالونیز کی اراضی بذریعہ نیلام عام بحساب 12½ ایکڑ مختلف لوگوں کو پنجاب بھر میں الاٹ کی گئی۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ سکیم 31-12-2012 تک جاری رہی اس کے بعد کسی کو بھی سرکاری رقبہ الاٹ نہیں کیا گیا۔

(ج) یہ زمینیں ان کسانوں کو دی گئیں جن کی اپنی ذاتی زمین چار ایکڑ سے کم تھی یا وہ کسی دوسرے کی زمین پر بطور مزارع کام کر رہے تھے ان لوگوں کو 12½ ایکڑ فی خاندان کے حساب سے تقسیم کی گئی ہے۔ کاپی پالیسی فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں حکومت وقت سرکاری زمینوں کی disposal اور انتظام کے بارے میں ایک شفاف پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

سابقا دور حکومت نے اپنے صوابدیدی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے بہت سی سرکاری املاک Sale by Private Treaty کے تحت اپنے منظور نظر لوگوں کو ارزاں نرخوں پر فروخت کیں۔ ایسے 68 کیسز کی بابت ایک مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ موجودہ حکومت نے نہ صرف ایسی فروخت شدہ زمینوں کو منسوخ کیا بلکہ Sale by Private Treaty کی پالیسی پر پابندی عائد کی۔

پبلک سروس کمیشن کے ذریعے تحصیلدار کی بھرتی کی تفصیلات

*519: میاں محمود الرشید: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مال میں تحصیلدار گریڈ 16 کی بھرتی کے لئے دسمبر 2011 میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے اشتہار دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایڈورٹائزمنٹ کے ایک سال بعد محکمہ نے امتحان کا انعقاد کیا جس سے امیدواروں کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تحصیلدار گریڈ16 کی 43 اسامیوں پر 42000 امیدواران سامنے آئے اور فی کس امیدوار 700 روپیہ فیس چارج لیا گیا جو کہ دو کروڑ 94 لاکھ روپے بنتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ پوسٹ صرف پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی پر کی جاتی ہے جبکہ مندرجہ بالا اسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن نے امتحان لے کر آج تک رزلٹ نہیں دیا اور کہا گیا ہے کہ حکومت نے پوسٹ واپس لے لی ہیں؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا اسامیوں کے لئے منعقد کئے گئے امتحان کی بنیاد پر رزلٹ جاری کرنے اور اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے 45 عدد تحصیلداروں کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو لکھا تھا اور پبلک سروس کمیشن نے مذکورہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے مشتہر کیا تھا۔

(ب) اسامیوں کو مشتہر کرنے کے بعد چونکہ امتحانات پنجاب پبلک سروس کمیشن لیتا ہے اور پنجاب پبلک سروس کمیشن ایک خود مختار ادارہ ہے اور اپنے قواعد و ضوابط کے مطابق امتحان لیتا ہے۔ بورڈ آف ریونیو کا امتحانات کے انعقاد میں کوئی عمل دخل نہ ہوتا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے 45 عدد اسامیوں کو پر کرنے کے لئے امتحانات کے انعقاد اور انتظامی معاملات کو احسن طریقے سے ادا کرنے کے لئے 700 روپے فیس فی کس امیدوار چارج کی تھی اور 42613 امیدواران نے درخواست دی تھی جس کی کل رقم 2 کروڑ 98 لاکھ 29 ہزار ایک سو روپے بنتی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ مجوزہ حکومتی پالیسی کے مطابق گریڈ 11 تا 16 تک کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ ہی سے پر کی جاتی ہیں۔

یہ بھی درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے مذکورہ اسامیوں کا امتحان لے کر بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر امتحانی نتائج کا اعلان نہ کیا ہے لیکن یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ اسامیاں بورڈ آف ریونیو پنجاب نے واپس لے لی ہیں۔

(ہ) بعض انتظامی وجوہات کی بناء پر امتحانی نتائج کا اعلان نہ کیا گیا ہے تاہم مذکورہ بالا اسامیوں کو پُر کرنے کا معاملہ زیر غور ہے۔

لاہور: متعلقہ دفاتر میں رجسٹری، بیع وانتقال اراضی کا فیس چارٹ آویزاں کرنے کی تفصیلات

*640: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہر پٹوار حلقہ اور قانونگو و دیگر متعلقہ دفاتر میں رجسٹری، بیع اور دیگر انتقال اراضی کی فیس آویزاں کرنا لازمی ہے؟

(ب) کیا ضلع لاہور میں تمام متعلقہ دفاتر میں اس فیس کو آویزاں کیا گیا ہے، اگر نہیں تو حکومت ان دفاتر میں فیس چارٹ آویزاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز (جناب بلال یٰسین):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ قانون رجسٹریشن 1908 دفعہ 79 کے تحت متعلقہ دفاتر میں فیس چارٹ آویزاں کرنا لازمی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر واجبات کے متعلق بھی بورڈ آف ریونیو پنجاب بروئے چٹھی نمبری (I)LR-436/2010-855 مورخہ 03-05-2010 تمام اضلاع کو ہدایات جاری کر چکا ہے۔ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بمطابق رپورٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ضلع لاہور کے زیادہ تر دفاتر میں فیس چارٹ آویزاں ہیں اور جہاں فیس چارٹ آویزاں نہیں وہاں متعلقہ افسران کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ اندر میعاد سات یوم چارٹ فیس آویزاں کر دیں۔

ضلع بہاولنگر: سرکاری زمین کی تفصیلات

*659: **جناب شوکت علی لالیکا**: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

تحصیل منچن آباد و تحصیل بہاولنگر میں سرکاری زمین کتنی ہے،اس زمین میں سے کتنی نیلامی کے ذریعے کن کن لوگوں کو الاٹ کی گئی،اس سرکاری زمین کی نیلامی کن قواعد کے تحت کتنے عرصہ کے بعد کی جاتی ہے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):

تحصیل بہاولنگر: تحصیل میں خالص بقایا سرکار رقبہ تعدادی 2835ایکڑ19مرلے ہے جو کہ تاحال نیلامی کے ذریعے کسی شخص کو الاٹ نہ ہوا ہے۔

تحصیل منچن آباد: تحصیل منچن آباد میں کل سرکاری رقبہ 1700ایکڑ ہے اس رقبہ میں سے بورڈ آف ریونیو پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر224مورخہ 2010۔01۔31کے تحت رقبہ تعدادی 144ایکڑ26کس اشخاص کو برائے مستاجری بذریعہ نیلام عام عارضی کاشت پانچ سالہ سکیم کے تحت از فصل خریف 2010تا ربیع 2015الاٹ کیا گیا ہے۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید برآں حکومت وقت سرکاری زمینوں کی disposalاور انتظام کے بارے میں ایک شفاف پالیسی پر عمل پیرا ہے۔

سابقا دور حکومت نے اپنے صوابدیدی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے بہت سی سرکاری املاک Sale by Private Treatyکے تحت اپنے منظور نظر لوگوں کو ارزاں نرخوں پر فروخت کیں۔ایسے 68 کیسز کی بابت ایک مقدمہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ موجودہ حکومت نے نہ صرف ایسی فروخت شدہ زمینوں کو منسوخ کیا بلکہ Sale by Private treatyکی پالیسی پر پابندی عائد کی۔

ضلع راولپنڈی: ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کی تفصیلات

*1055: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی کی کتنی تحصیلوں میں پچھلے پانچ سالوں کے دوران محکمہ مال نے کتنا ریکارڈ کمپیوٹرائز کر لیا ہے، سال وار تفصیل بیان کریں؟

(ب) محکمہ مال ضلع راولپنڈی کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائز نہ کرنے اور تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز:(جناب بلال یٰسین):

(الف) کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کا منصوبہ ایک مرحلہ وار پروگرام ہے جس کے تحت منصوبہ بندی اور تیاری کے مختلف مراحل کی تکمیل کے بعد عملدرآمد کے مرحلہ میں پنجاب کے مختلف اضلاع میں ریکارڈ کی سکیننگ، ڈیٹا انٹری اور سروس سنٹرز کا قیام ایک مخصوص شیڈول کے تحت شروع کیا گیا ہے۔اب تک پنجاب بھر میں (62)سروس سنٹرز متعلقہ تحصیلوں میں لینڈ ریکارڈ کی کمپیوٹرائزڈ سروسز فراہم کر رہے ہیں۔اس شیڈول کے مطابق ضلع راولپنڈی میں کمپیوٹرائزیشن آف لینڈ ریکارڈ کا کام اپریل2012 میں شروع کیا گیا۔ جون 2013 تک تمام سات تحصیلوں کی ڈیٹا انٹری مکمل کی جا چکی ہے جن میں سے 60 مواضعات کا لینڈ ریکارڈ آپریشنل کیا جا چکا ہے۔2014 تک ضلع راولپنڈی کی تمام سات تحصیلوں میں کمپیوٹرائزڈ لینڈ ریکارڈ کی خدمات کا آغاز کر دیا جائے گا۔

(ب) فی الحال ضلع راولپنڈی میں محکمہ مال کے ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کا عمل شیڈول کے مطابق ہے تاہم تاخیر کے ذمہ داران کے خلاف جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے جاری کردہ ہدایات کی روشنی میں چیف سیکرٹری پنجاب اور سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کی جانب سے کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع جہلم:پٹواریوں، گرداور اور نائب تحصیلداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1088: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل و ضلع جہلم میں محکمہ مال کے کتنے پٹواری، گرداور اور نائب تحصیلدار تعینات ہیں؟

(ب) مذکورہ اہلکاروں کے دفاتر کس کس جگہ پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) اس وقت مذکورہ اہلکاران کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائیاں چل رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت اس تحصیل و ضلع میں تعینات مذکورہ اہلکاران کے سرکاری دفاتر ایک ہی جگہ بنا کر دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز(جناب بلال یٰسین):

(الف) اس وقت ضلع جہلم میں تعینات عملہ مال کی تفصیل درج ذیل ہے:

نائب تحصیلدار	=	8
گرداور	=	17
پٹواری	=	115

(ب) نائب تحصیلداران کے دفاتر چاروں تحصیلوں میں اور پٹواریان کے دفاتر اپنے اپنے پٹوار حلقہ جات میں موجود ہیں۔

(ج) ضلع جہلم میں اس وقت 09 اہلکاران کے خلاف PEEDA Act 2006 کے تحت انکوائری ہو رہی ہے۔

(د) حکومت کی طرف سے وضع کردہ پالیسی کے تحت عملدرآمد کیا جائے گا تاہم پورے ضلع / تحصیل کے دفاتر یکجا کرنے سے عوام الناس کی مشکلات میں اضافہ ہو گا۔

- مزید برآں حکومت پنجاب برسوں پرانے پٹوار نظام کے مکمل خاتمے اور بین الاقوامی معیار کے مطابق زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے کوشاں ہے۔
- زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے ساتھ ہی ریونیو ڈیپارٹمنٹ سروس ڈلیوری کے ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گا۔ کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت برقی رفتار اور درست معلومات بابت ملکیت زمین (فردات وغیرہ) سروس سنٹرز پر دستیاب ہوتی ہیں۔
- اس ضمن میں صوبہ پنجاب میں 143 سروس سنٹرز ہر تحصیل کی سطح پر ہوں گے جن میں سے اب تک 88 سروس سنٹرز سے بعداز تکمیل خدمات کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔
- 55 سنٹرز اس وقت تکمیل کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔
- حکومت عوام کی فلاح کے اس منصوبے کو دسمبر 2014 تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور متعلقہ ادارے دن رات اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

ضلع لاہور: پٹواریوں اور گرداوروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1394: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل لاہور میں محکمہ مال میں کل کتنے پٹواری اور گرداور ہیں، کب سے تعینات ہیں ہر ایک کا عرصہ تعیناتی الگ الگ بتایا جائے؟

(ب) مذکورہ تحصیل میں کل کتنے پٹوار سرکل اور قانونگوئیاں ہیں اور ہر سرکل میں کتنے کتنے پٹواری اور گرداور تعینات کئے جاتے ہیں اور ان کی کل سروس کتنی ہے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز: (جناب بلال یٰسین):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور کے مہیا کردہ جواب کے مطابق تحصیل سٹی لاہور میں محکمہ مال میں اس وقت 34 پٹواری کام کر رہے ہیں اور گرداوروں کی تعداد پانچ ہے۔ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تحصیل سٹی لاہور میں کل 44 پٹوار سرکل اور 06 قانونگوئیاں ہیں۔ ہر پٹوار سرکل میں ایک پٹواری اور ہر قانونگوئی میں ایک گرداور تعینات کیا جاتا ہے۔ تحصیل سٹی لاہور میں تعینات پٹواری اور گرداوروں کی سروس 6 سے 33 سال کے درمیان ہے۔ تفصیل جھنڈی (ب) پر درج ہے، جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل سٹی لاہور میں 44 میں سے چار پٹوار سرکل زیر بندوبست اور ایک پٹوار سرکل زیر اشتمال ہے۔ پانچ پٹوار سرکل میں پٹواریوں کو اضافی چارج دیا گیا ہے۔

ضلع لاہور: محکمہ مال کی ملکیتی اراضی و دیگر تفصیلات

*1497: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر مال و کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 11-2010 کے دوران ضلع لاہور میں محکمہ کی ملکیتی اراضی کتنے افراد کو الاٹ / لیز یا فروخت کے ذریعے دی گئی ہے۔ ان افراد کے نام مع اراضی کی تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) یہ اراضی کن کن افسران و اہلکاران کے احکامات سے الاٹ کی گئی، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز: (جناب بلال یٰسین):

(الف) سال 11-2010 کے دوران ضلع لاہور محکمہ کی ملکیتی اراضی الاٹ / لیز یا فروخت نہ کی گئی ہے لہذا اس سوال کا جواب معمور / Nil تصور کیا جائے۔

(ب) چونکہ محکمہ کی ملکیتی اراضی الاٹ / لیز یا فروخت ہی نہیں کی گئی ہے لہذا اس سوال کا جواب معمور / Nil تصور کیا جائے۔

فیصل آباد:پٹوار سرکلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1564: میاں طاہر: کیاوزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد شہر میں پٹوار سرکل کی تعداد کتنی ہے اور ان پٹوار سرکل کے دفاتر کہاں کہاں ہیں؟

(ب) اس وقت فیصل آباد میں کتنے پٹواری تعینات ہیں، ان کے نام، ولدیت مع عرصہ تعیناتی بتائیں؟

(ج) اس وقت کس کس پٹواری کے پاس اضافی چارج ہے اور ان کو اضافی چارج دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) اس وقت کس کس پٹواری کے خلاف کس کس بناء پر کہاں کہاں انکوائریاں چل رہی ہیں، ان کے نام، جگہ تعینات کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کس کس پٹواری کو سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران سزا کس کس بناء پر دی گئی تھی؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز: (جناب بلال یٰسین):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر فیصل آباد کے مہیا کردہ جواب کے مطابق فیصل آباد شہر تحصیل صدر اور تحصیل سٹی پر مشتمل ہے اور اس میں کل 80 پٹوار سرکل ہیں۔ ہر پٹوار سرکل کا آفس متعلقہ پٹوار سرکل میں ہی ہے۔

(ب) اس وقت فیصل آباد شہر تحصیل سٹی میں 17 اور تحصیل صدر میں 58 پٹواری تعینات ہیں جن کی تفصیل جھنڈی (الف) اور (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت فیصل آباد شہر تحصیل سٹی اور تحصیل صدر میں پانچ، پانچ پٹواریوں کو اضافی چارج دیا گیا ہے۔ ان کو اضافی چارج پٹواریوں کی کمی کی وجہ سے دیا گیا ہے ان کی تفصیل جھنڈی (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت فیصل آباد شہر تحصیل سٹی میں 18 اور تحصیل صدر میں پانچ پٹواریوں کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں۔ ان کی جگہ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی (د) اور (ہ) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) فیصل آباد شہر میں3پٹواریوں کے خلاف12-2011اور سال13-2012میں سزا سنائی گئی، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام پٹواری	وجہ سزا	بجکم مجاز اتھارٹی
طاہر سلیم	بوجہ میجر پینلٹی Dismiss	
عبدالغفار	بوجہ میجر پینلٹی جبری ریٹائرڈ	
رضوان پٹواری	Dismiss Misconduct	بجکم جناب اے سی سٹی فیصل آباد

- مزید برآں حکومت پنجاب برسوں پرانے پٹوار نظام کے مکمل خاتمے اور بین الاقوامی معیار کے مطابق زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے کوشاں ہے۔
- زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے ساتھ ہی ریونیو ڈیپارٹمنٹ سروس ڈلیوری کے ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گا۔ کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت برق رفتار اور درست معلومات بابت ملکیت زمین (فردات وغیرہ) سروس سنٹرز پر دستیاب ہوتی ہیں۔
- اس ضمن میں صوبہ پنجاب میں 143 سروس سنٹرز ہر تحصیل کی سطح پر ہوں گے جن میں سے اب تک 88 سروس سنٹرز سے بعداز تکمیل خدمات کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔
- 55 سنٹرز اس وقت تکمیل کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔
- حکومت عوام کی فلاح کے اس منصوبے کو دسمبر 2014 تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور متعلقہ ادارے دن رات اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

فیصل آباد: سرکاری دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1565: میاں طاہر: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ مال کے کتنے سرکاری دفاتر فیصل آباد میں کہاں کہاں قائم ہیں؟

(ب) ان دفاتر کے سال12۔2011اور13۔2012کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان کے آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(د) ان سالوں کے دوران آمدن اور اخراجات کا آڈٹ کروایا گیا تھا تو ان کی سالانہ آڈٹ رپورٹس ایوان میں پیش کریں؟

(ہ) کیا ان سالوں میں کوئی خُورد بُرد بھی پکڑی گئی اگر ہاں تو کس کس آفس اور کس کس مد میں پکڑی گئی؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز:(جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ کلکٹر اور ایڈیشنل کلکٹر فیصل آباد کے دفاتر کے علاوہ محکمہ مال کے ماتحت اسسٹنٹ کمشنر و تحصیلدار کے دفاتر سٹی صدر، چک جھمرہ، جڑانوالہ، سمندری اور تاندلیانوالہ میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان دفاتر کی آمدنی اور اخراجات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان کی آمدن کے ذرائع اشٹام ڈیوٹی رجسٹریشن فیس، CVT کورٹ فیس نقولات گورنمنٹ ڈیوز، زرعی انکم ٹیکس آبیانہ، کالونی ڈیوز وغیرہ ہیں۔

(د) آڈٹ نہ ہوا ہے۔

(ہ) ان سالوں میں کسی بھی قسم کی خُورد بُرد کی نشاندہی نہ ہوئی ہے۔

ضلع فیصل آباد: تحصیل تاندلیانوالہ میں پٹوار سرکل کی تفصیلات

*1824: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر مال و کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل تاندلیانوالہ (ضلع فیصل آباد) میں پٹوار سرکل کتنے ہیں-اس وقت اس تحصیل میں کتنے پٹواری کام کر رہے ہیں، ان کے نام و پتا اور اس تحصیل میں کل سروس نیز موجودہ جگہ تعیناتی پر سروس کی تفصیل بتائیں؟

(ب) اس وقت کتنے پٹواری حکومتی پالیسی کے برعکس اس تحصیل میں عرصہ دراز سے تعینات ہیں ان کے نام، جگہ تعیناتی اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ایک پٹواری کا عموماً تعیناتی کا عرصہ ایک جگہ اور تحصیل میں حکومتی پالیسی کے تحت کتنا ہونا چاہئے؟

(د) کیا حکومت اس تحصیل میں تعینات عرصہ دراز سے تعینات پٹواریوں کو یہاں سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک / مال و کالونیز:(جناب بلال یٰسین):

(الف) ڈسٹرکٹ کلکٹر، فیصل آباد کے مہیا کردہ جواب کے مطابق تحصیل تاندلیانوالہ میں کل 56 پٹوار سرکل ہیں اور اس وقت تحصیل ہذا میں 42 پٹواریاں کام کر رہے ہیں۔ ان کے

نام پتا، تاریخ و عرصہ تعیناتی اور موجودہ پٹوار سرکل ہائے میں تعیناتی کی تفصیل کی فہرست جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت کوئی پٹواری بھی حکومتی پالیسی کے برعکس تعینات نہ ہے۔

(ج) ایک پٹواری کا عرصہ تعیناتی ایک پٹوار سرکل میں عموماً تین سال ہوتا ہے اور پٹواری کی تعیناتی اندر تحصیل ہی ہوتی ہے۔

(د) پٹواری کی اسامی تحصیل کیڈر کی ہے اس لئے کسی پٹواری کو دوسری تحصیل میں ٹرانسفر نہیں کیا جاتا متعلقہ تحصیل کے پٹوار سرکل میں ہی پٹواری کی ٹرانسفر ہو سکتی ہے۔

- مزید برآں حکومت پنجاب برسوں پرانے پٹوار نظام کے مکمل خاتمے اور بین الاقوامی معیار کے مطابق زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے لئے کوشاں ہے۔
- زمینی ریکارڈ کی کمپیوٹرائزیشن کے ساتھ ہی ریونیو ڈیپارٹمنٹ سروس ڈلیوری کے ایک نئے دور میں داخل ہو جائے گا۔ کمپیوٹرائزڈ نظام کے تحت برق رفتار اور درست معلومات بابت ملکیت زمین (فردات وغیرہ) سروس سنٹرز پر دستیاب ہوتی ہیں۔
- اس ضمن میں صوبہ پنجاب میں 143 سروس سنٹرز ہر تحصیل کی سطح پر ہوں گے۔ جن میں سے اب تک 88 سروس سنٹرز سے بعد از تکمیل خدمات کی فراہمی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔
- 55 سنٹرز اس وقت تکمیل کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔
- حکومت عوام کی فلاح کے اس منصوبے کو دسمبر 2014 تک مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور متعلقہ ادارے دن رات اس کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ شکر ہے کہ آپ آ گئے ہیں۔ آپ کتنے دن بعد آج تشریف لائے ہیں؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں روزانہ آتا ہوں لیکن آپ کی نظر ہی اِدھر نہیں پڑتی۔

جناب سپیکر: یہ نظر تو سب کو دیکھتی ہے ماسوائے آپ کے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اِدھر ہی بیٹھتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر آپ یہاں ہوں تو کیسے نظر نہ آئیں؟

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں کل بھی اِدھر ہی تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

پاکستان میں کرپشن میں کمی کے حوالے سے ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ پر پاکستانی قوم کو مبارکباد کا پیش کیا جانا

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے Transparency International کی جو تازہ رپورٹ آئی ہے اس بارے میں حکومتِ وقت اور پوری پاکستانی قوم کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اتنے مسائل میں گھرے ہوئے پاکستان میں ہم نے positive چیز کی طرف سفر شروع کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ Transparency International پوری دنیا میں recognized ہے جو کرپشن کے حوالے سے اپنی پوری رپورٹ تیار کرتی ہے جس کو USA, England اور UK یعنی ہر جگہ مانا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: انگلینڈ UK کو ہی کہتے ہیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ اس رپورٹ کو کچھ لوگوں نے پڑھے بغیر ٹی وی چینلز پر آ کر اور مختلف اخبارات میں انٹرویو دے کر اس کو undermine کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ یہ حکومتِ وقت کو credit نہ جائے۔ میں آپ کے توسط سے اُن لوگوں سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر پاکستان کی طرف کوئی اچھا ہوا کا جھونکا چلا ہے، پاکستان کا image بہتر ہونا شروع ہوا ہے، پاکستان پر دہشت گردی یا دوسرے جو الزامات لگائے جاتے رہے ہیں جو ہمیں ورثے میں ملے ہیں ان حالات میں اگر ایک Transparency International کے حساب سے 10 فیصد کرپشن کم ہوئی ہے تو بہت اچھی بات ہے کیونکہ پچھلے تیرہ چودہ سال میں پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی سے بھی زیادہ کرپشن رہا ہے۔ میں یہاں آپ کو اور پوری قوم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان لوگوں سے بھی کہتا ہوں جو ٹی وی چینلز پر آ کر اس چیز کو undermine کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ وہ بھی پاکستانی ہیں۔ اگر پوری دنیا میں پاکستان کا image بن رہا ہے تو ان کو بھی خوش ہونا چاہئے اور ان لوگوں کو حکومت کے پیچھے چلنا چاہئے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مخدوم صاحب!آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں، خیریت ہے؟

مخدوم ہاشم جواں بخت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!آپ کا شکریہ۔ میں بھی اس Transparency International کی رپورٹ پر اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ صرف internally نہیں بلکہ foreign investors بھی اس کو بڑے غور سے دیکھتے ہیں۔ پاکستان کی سال 2012 میں rating بارہ positions اوپر گئی ہے یہ impression of corruption کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے اور اس میں International Multilateral Agencies جن میں ورلڈ بنک اور ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک شامل ہیں تو اُن سے بھی اس میں input لی جاتی ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ ہمارے investment climate کو باہر کے investors بھی دیکھیں گے کیونکہ investment میں ایک بہت بڑا مسئلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ investors یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس ملک میں اگر ہم کام کرنے جا رہے ہیں تو ease of business کتنی ہے؟اس improvement سے جو اس حکومت نے اپنی zero tolerance of corruption کی پالیسی پچھلے ادوار کے مقابلے میں رکھی ہے یہ foreign direct investment کی طرف ہمارے ملک کو لے کر جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ لوگ کسی کی بات نہیں سننا چاہتے؟اگر کسی نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی موجود ہے وہاں پر تشریف لے جائیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں لیکن آپ ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن ہی نہیں رہے۔آپ پر بڑا افسوس ہے۔اگر اب ایسے ہوا تو مجھے نکالنا ہی پڑے گا۔ جی، مخدوم صاحب!

مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر!میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اس حکومت کی zero tolerance policy کی وجہ سے ہی اس سال ہم بارہ positions jump کر کے اب 127 نمبر پر آئے ہیں۔ میری اس ایوان سے یہی التجاء ہے کہ ہمیں ایسی positive خبر کو promote کرنا چاہئے بجائے کہ criticize کرنا چاہئے۔ ہم ایک اچھی سمت میں چل رہے ہیں اور اس ایوان کے اندر آنے والا Right of Information Bill بھی ہمیں آگے لے کر جائے گا۔

جناب سپیکر: اب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کتنا ٹائم لیں گے؟ مہربانی کریں۔

مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر!میں اختتام پر پہنچ رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ اس ایوان میں جو Right of Information Bill آنے والا ہے وہ بھی اس کو مزید آگے لے کر جائے گا اور ہماری rating مزید بہتر ہو گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ اکبر۔ جی، آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر آ جائیں۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! میں Transparency International کی اسی رپورٹ کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ قائداعظم نے بھی کرپشن کو پاکستان کے لئے ایک ناسور قرار دیا تھا لیکن بدقسمتی کے ساتھ ساٹھ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود پچھلے سال تک دنیا کی most corrupt nations میں ہمارا شمار ہوتا تھا۔ کل جو رپورٹ Transparency International نے announce کی ہے اس میں یہ پہلی دفعہ قوم کو ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا پہنچا ہے جس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ پاکستان میں پچھلے ایک سال میں موجودہ حکومت کے دوران کرپشن کا کوئی بھی mega scandal سامنے نہیں آیا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو بے روزگاری، یہ جو inflation، یہ جو لوڈ شیڈنگ ہے تو ان سب مسائل کی rout cause اور ماں کرپشن ہے اور آج اس حکومت کے اقدامات کی وجہ سے zero tolerance against corruption نے اس قوم کو اس مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ہے کہ جہاں ہم یہ سوچ سکتے ہیں کہ یہ قوم اب ترقی کی طرف آگے بڑھے گی، دیانتداری کی طرف آگے بڑھے گی اور اس قوم کا مستقبل روشن ہو گا۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

جناب ماجد ظہور: جناب سپیکر! میں اس رپورٹ میں آپ کو، اس ایوان کو، پنجاب حکومت کو اور وفاقی حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: پاکستان کی عوام کو بھی مبارکباد۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں اسی بات کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں کہ یہی وہ indication ہے جس کی وجہ سے ماشاء اللہ کل یورپی یونین کا ٹریڈ ونگ یہاں تشریف لایا اور اس نے اس بات کا عزم کیا ہے

کہ وہ پاکستان میں سرمایہ کاری کرنا چاہتا ہے جو کہ بڑا ہی خوش آئند اقدام ہے جس پر پوری قوم کو مبارک ہو۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یااللہ خیر، اللہ اکبر۔جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گا کہ Transparency International نے جو بات کر دی ہے یقیناً ہماری قوم کے لئے اور ہم سب کے لئے ایک قابل فخر بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے بھی آج اخبار میں پڑھا ہے اور مجھے بھی خوشی ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس ملک کو کرپٹ ترین کیوں قرار دیا گیا۔جب پاکستان سٹیل مل hand over ہوئی تھی تو 22۔ارب روپے تھا اور جب یہ دور ختم ہوا تو negative میں تھی۔اسی طرح رینٹل پاور کا منصوبہ تھا، اسی طرح ریکوڈک کا منصوبہ تھا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میٹرو بس کے منصوبہ پر شکایت ہوئی تو Transparency International نے اس بات کی ضمانت دی کہ ہم نے اسے چیک کر لیا ہے اور اس میں zero corruption ہے۔ میں اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ جن لوگوں کے پاس کرپشن کا پیسا ہے تو جب ہم سب مسلمان ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ قرآن پاک کا ہر لفظ سچا ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ "دیکھو تم کثرت کی حرص میں پڑے رہے اور ایک دن قبر میں اتر گئے"۔ سیاست سے حرام کا پیسا کمایا ہوا کبھی ان کے کام نہیں آئے گا۔ یہ ملک 10 لاکھ شہداء نے بنایا تھا اور آج اگر موجودہ حکومت نے یہ کام کیا ہے تو ان شہداء کو بھی یاد رکھنا چاہئے جو اس ملک کو بنانے میں شہید ہو گئے۔ یہ حکومت جس طرف اب چلی ہے اور اگر foreign investor اس میں واقعی آ گیا۔۔۔

جناب سپیکر: اللہ کرے اور زیادہ آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے ہر ممبر کو یہ تہیہ کرنا چاہئے کہ وہ کسی level پر بھی کرپشن کو برداشت نہ کرے چاہے اس کے اندر اس کا قریب ترین عزیز ہو یا وہ خود اس میں involve ہو تو تبھی ہم نیک نامی پائیں گے انشاء اللہ۔ میاں محمد نواز شریف صاحب کی جو پالیسی ہے، اگر یہی پالیسی چلتی رہی تو آپ دیکھیں گے کہ foreign investment بھی ہو گی اور یہ ملک انڈسٹری کے نقطہ نظر سے بہت آگے جائے گا۔ شکریہ

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،مغل صاحب!آپ کو کیاہوا۔خیریت ہے؟

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر!اسی حوالے سے اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی دو منٹ بات کرلوں۔

جناب سپیکر: جی،آپ بھی بول لیں لیکن وقت کا ذراخیال کریں کیونکہ اس کے بعد اور بھی کام کرنے ہیں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ بڑی مدت کے بعد ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا آیاہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اب سردی کا موسم بھی ہے ذرااس کا خیال کریں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر!سردی آجائے تواچھاہے۔ٹھنڈی ہوا کا یہ خوشگوار جھونکا آیاہے کہ پاکستان کے متعلق جہاں ہر وقت دہشت گردی اور دیگر مختلف خرابیوں کی بات ہوتی ہے اور اخبارات کے اداریے اور صفحات کے علاوہ عالمی سطح پر بھی تبصرے اس کے خلاف چلتے ہیں۔یہ ایک موقع آیاہے کہ انہوں نے کچھ point raise کئے ہیں۔عالمی سطح پر یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ پاکستان کا گراف بندوبست اور ایڈمنسٹریشن کے حوالے سے بہتر ہوا ہے اور یہاں کرپشن میں کمی آئی ہے۔ریلوے کا سسٹم بالکل متروک ہو چکاہے،ریلوے لائنوں پر گاڑیاں چلتی نظر نہیں آتی تھیں اور یہ قصہ پارینہ بن چکا تھا لیکن آج وہ alive ہوتا نظر آرہاہے۔آج پی آئی اے جمہوریہ چیک،ترکی اور دیگر ممالک سے جہاز کرائے پر لے کر مسافروں کو زیادہ سے زیادہ accommodate کرنے کا بندوبست کر رہی ہے۔آج مزید جہاز arrange کرنے کا پروگرام ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ساری پالیسی پیش کرنے کی بجائے آپ مہربانی کرکے اسے wind up کریں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر!میں کہتا ہوں کہ جس محنت،تگ و دو اور جدوجہد کے ساتھ مرکز میں اور صوبہ پنجاب میں کوششیں ہو رہی ہیں وہ انشاءاللہ کامیاب ہوں گی۔۔۔

جناب سپیکر: سارے پاکستان میں ہو رہی ہیں۔

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر!حکومت کے ان اقدامات سے کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے گا۔شکریہ

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ رانا صاحب! میں اپوزیشن بنچوں پر دیکھتا ہوں تو ادھر کوئی بھی نہیں ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ کیا مسئلہ ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کا مسئلہ یہ ہے کہ جب اجلاس نہ بلایا جائے تو یہ کہتے ہیں کہ اجلاس بلائیں۔ ہم اجلاس نہ بلانے کے خلاف احتجاج کریں گے اور جب اجلاس بلاتے ہیں تو پھر یہ احتجاج یا بائیکاٹ کر کے اجلاس بلانے کے فیصلے کے خلاف باہر سیڑھیوں پر جا کر احتجاج کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: صبح تو میں نے انہیں دیکھا تھا اور میرے پاس چار پانچ ممبران بھی آئے تھے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر ان کے اس روّیے کو ہم کہیں کہ یہ ڈرامہ کر رہے ہیں تو پھر یہ اس کا بُرا مانتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ انہیں بلانا چاہئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے کل بھی منسٹرز صاحبان کو بھیجا تھا اور آپ اب بھی ایک کمیٹی بنائیں۔ میرا خیال ہے کہ انہیں ویسے ہی سیڑھیوں اور سڑکوں پر بیٹھنے کی عادت پڑ گئی ہے لیکن یہ جائیں اور جا کر انہیں منا کر لے آئیں کیونکہ ہم نے اجلاس انہی کے مطالبے پر بلایا تھا۔ جہاں تک ان کا اس بات پر اعتراض ہے کہ ان کے "ڈرون دھرنے" کو کل یہاں پر "ڈرون ڈرامہ" کہا گیا تو یہ usual اور common لفظ ہیں جو کہ استعمال ہوتے رہے ہیں۔ ان میں کوئی نازیبا یا غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں۔ انہیں چاہئے کہ پارلیمانی روایات کو دیکھیں، حوصلے سے کام لیں، اس معزز ایوان میں آ کر بیٹھیں۔ یہاں بیٹھ کر اپنا مؤقف بیان کریں۔ وہ ثابت کریں کہ کس طرح سے ان دھرنوں سے ڈرون حملے روکے جا سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: راجہ اشفاق سرور صاحب! ملک ندیم کامران صاحب۔۔۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں تو کل بھی گیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، کل کی بات چھوڑیں اور آج کی بات کریں۔ آپ کے ساتھ ارشد لودھی صاحب بھی جائیں گے جبکہ کنول نعمان صاحبہ بھی ان کے ساتھ جائیں گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی شروع اور ابھی ختم۔ یہ مبارک اور سلامت کی بات کو ٹھنڈی ہوا کا جھونکا قرار دیتے ہیں جو کہ ہماری قیادت تک محدود ہے۔ No corruption کی جو رپورٹ آئی ہے وہ درست ہے جس پر میں اپنی قیادت اور اس معزز ایوان کو مبارکباد دیتا ہوں لیکن جہاں تک اداروں کا تعلق ہے تو وہاں پر کوئی کام از خود نہیں ہوتا۔ لوگ سفارش ڈھونڈتے ہیں یا رشوت لے کر ٹاؤٹ وغیرہ ڈھونڈتے ہیں تب جا کر لوگوں کے کام ہوتے ہیں۔ ادارے کرپشن سے پاک صاف ہرگز نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ "کدی تے چنگی گل پوری طرح کر لیا کرو" تہاڈی مہربانی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: مجھے یہ تحریک استحقاق پڑھوانے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ پارلیمانی روایات کے مطابق اپوزیشن ہمیشہ بائیکاٹ کرنے کے بعد گیلری یا اسمبلی چیمبرز میں بیٹھتی ہے جہاں پر ہمیشہ منسٹرز صاحبان یا کمیٹی کو انہیں منانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ کبھی سڑکوں اور چوراہوں پر جا کر اپوزیشن بیٹھتی ہے اور نہ ہی وہاں پر کمیٹیاں بھیجی جاتی ہیں۔ آگے آپ جو مناسب سمجھیں وہ فیصلہ فرمادیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ اچھا نہیں لگے گا۔ جائیں جی، آپ خوبصورتی کا ثبوت دیں۔

(اس مرحلہ پر ملک ندیم کامران، جناب ارشد خان لودھی، راجہ اشفاق سرور اور محترمہ کنول نعمان پر مشتمل کمیٹی اپوزیشن کو منانے کے لئے معزز ایوان سے باہر تشریف لے گئی)

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چودھری اقبال صاحب کو بھی بھجوادیں۔

جناب سپیکر: نہیں، چودھری اقبال صاحب کو آج رہنے دیں۔ اگر میں نے بھیجنا ہوتا تو انہیں بھیج دیتا۔ جی، محمد ثقلین انور سپرا کی تحریک استحقاق نمبر 11 ہے کیا یہ پڑھی جا چکی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا نوٹس تو مجھے ابھی موصول ہوا ہے لیکن ابھی یہ پڑھی نہیں گئی ہے۔

جناب سپیکر: ثقلین صاحب!اس کو پڑھ دیں۔

چوکی مکھیانہ تھانہ صدر جھنگ کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 11۔اکتوبر 2013 کو میرے حلقے کے کچھ لوگ میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ چوکی انچارج مکھیانہ تھانہ صدر جھنگ سے بات کریں کہ ہم بے گناہ ہیں لیکن وہ ہم سے زیادتی کر رہا ہے۔ چونکہ میرے فرائض منصبی میں شامل ہے کہ عوام کے جو جائز مسائل ہیں ان کے حل کے لئے کوشش کروں۔ میں نے چوکی انچارج مکھیانہ (ارباب سمیجہ SI) کے ذاتی نمبر 0345-6733559 پر فون کر کے اسے کہا کہ یہ بندے آپ کے پاس آ رہے ہیں آپ ان کی بات سن لیں اگر یہ بے گناہ ہیں تو ان کو چھوڑ دیں اور اگر گنہگار ہیں تو پھر آپ کارروائی کریں۔ اس نے کہا کہ ان کو میرے پاس چوکی بھیج دیں جب وہ بندے چوکی پہنچے تو چوکی انچارج نے انہیں بغیر سنے حوالات میں بند کر دیا۔ اگلے دن مورخہ 12-10-2013 کو ان کے لواحقین نے مجھ سے رابطہ کیا کہ چوکی انچارج نے ہماری بات سننے کی بجائے ہمیں حوالات میں بند کر دیا ہے۔ میں نے چوکی انچارج کو تین بار فون کیا لیکن اس نے ہر بار مجھے یہی کہا کہ وہ بندے تو میرے پاس آئے ہی نہیں ہیں حالانکہ اس وقت بھی وہ بندے حوالات میں بند تھے۔ مورخہ 13-10-2013 کو حلقے کے کچھ اور لوگ کام کے سلسلے میں میرے پاس آئے تو میں نے پھر اسے فون کیا۔ پہلے تو اس نے میرا فون سنا نہیں پھر 4 بج کر 8 منٹ پر اس نے میرا فون attend کیا۔ میں نے اسے کہا کہ جب سے آپ اس چوکی میں تعینات ہوئے ہیں میں نے آپ کو تین یا چار کاموں کے لئے فون کیا ہے لیکن آپ کا رویّہ مناسب نہیں ہوتا۔ میں نے جو پرسوں فون کیا اور بندے بھیجے تو آپ نے انہیں حوالات میں بند کر دیا لیکن مجھے ابھی تک آپ یہی کہہ رہے ہیں کہ میں نے حوالات میں بند نہیں کئے آپ کو مجھ سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔ پھر 4 بج کر 10 منٹ پر موصوف سب انسپکٹر چوکی انچارج کا مجھے فون آیا اور کہا کہ آپ مجھے ایم پی اے ہونے کا رُعب نہ دیں آپ کو سمجھ جانا چاہئے تھا کہ جب آپ نے بندے بھیجے اور میں نے انہیں بند کر دیا تو آپ کو مجھے کسی سلسلے میں فون کرنا ہی نہیں چاہئے تھا اگر آپ میں اتنی طاقت ہے تو میرے خلاف کوئی action لے لیں اور

ساتھ ہی فون بند کر دیااور وہاں پر جو بندے گئے ہوئے تھے ان کے ساتھ انتہائی بد تمیزی کی ان کو غلیظ گالیاں دیں۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی،اپنی تحریک پڑھیں۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا: ان کو غلیظ گالیاں دیں اور انہیں کہتا رہا کہ آپ نے اور آپ کے ایم پی اے نے میرا جو کچھ بگاڑنا ہے بگاڑ لے اور انہیں دھکے دے کر وہاں سے نکال دیا۔ پھر اس کا غصہ یہاں بھی ٹھنڈا نہیں ہوا بلکہ اس نے میرے خلاف رپٹ درج کی کہ میں نے اسے گالیاں دی ہیں اور میں چوروں کی سفارشیں کرتا ہوں۔ ہمیں عوام نے منتخب کر کے اس مقدس ایوان میں بھیجا ہے کہ ہم ان کے حقوق کا تحفظ کریں اور ان کے جائز مسائل حل کرانے کی کوشش کریں۔ ایسے لوگ جو عوام کے ٹیکسوں پر ہی پلتے ہیں اور حکومت نے انہیں ذمہ داریاں دی ہیں کہ وہ عوامی مسائل حل کریں لیکن ان کا عوام کے ساتھ اور عوامی نمائندوں کے ساتھ اس طرح کا انتہائی ہتک آمیز رویّہ ناقابل قبول ہے۔ مذکورہ چوکی انچارج نے نہ صرف ٹیلی فون پر بد تمیزی کی بلکہ اس نے میرے خلاف رپٹ درج کر کے اور اس رپٹ میں جو بے بنیاد اور سراسر غلط الزامات لگائے ہیں ان سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! ان کے خلاف رپٹ بھی درج کی گئی ہے ذرا اس بات کو سوچیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے اس کا آج ہی نوٹس موصول ہوا ہے اس کو next week تک pending فرمادیں۔

MR SPEAKER: Next week is too far.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں یہ ہے کہ اگر واقعی اس نے رپٹ درج کی ہے اور ان contents کا اس کے پاس کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہوگا تو پھر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں گے۔ استحقاق کمیٹی اپنا procedure adopt کرتے ہوئے ایک مہینے بعد یا دو مہینے بعد اس کا کوئی فیصلہ کرے لیکن اس کا جواب لینے کے بعد میں ڈی پی او جھنگ سے کہوں گا کہ اس کے خلاف فوری محکمانہ کارروائی کرے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر:اس کوnext weekتک pendingکرتے ہیں۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا:جناب سپیکر!میں اس میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ تحریک 22۔اکتوبر کو جمع کروائی تھی اور میرے ذہن میں اس وقت یہی بات تھی کہ جب میں اس تحریک کو اسمبلی کے floor پر لے کر آؤں گا تو لامحالہ میرے ساتھ ایسی ہی بات کی جائے گی کہ "چونکہ یہ تحریک آج پیش کی گئی ہے ہمارے پاس وقت نہیں تھا ہم اس کا جواب نہیں دے سکے تو ہمیں مناسب وقت دیا جائے تاکہ ہم اس کا جواب لے کر آئیں۔"اب ڈیڑھ ماہ کا عرصہ گزر گیا ہے اور یہ جہاں پر تھی آج تک وہیں پر موجود ہے۔اس پر آج تک اسمبلی نے جواب دینا پتا نہیں کیوں نہیں مناسب سمجھا۔میں الحمدللہ تیسری دفعہ مسلسل ایم پی اے آرہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے۔۔۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا:جناب سپیکر!میری ایک سیکنڈ گزارش سن لیں۔۔۔

جناب سپیکر:میں آپ کی وکالت خود کر رہا ہوں۔آپ تشریف رکھیں،بڑی مہربانی۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا:جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس ایوان کا تیسری بار ممبر بنا ہوں اور آپ میرا ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں کہ میں نے کتنی تحاریک استحقاق یہاں پر پیش کی ہیں؟ یہ تحریک استحقاق شاید پہلی یا دوسری ہو گی۔ میں انتہائی genuine ground اور reason کے ساتھ یہاں پر آیا ہوں میرے ساتھ سخت زیادتی ہوئی ہے۔ مجھے کیا ضرورت تھی کہ میں ایک سب انسپکٹر کے خلاف یہاں بات کروں،آپ مہربانی کریں اور اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر:ہم سب آپ کے ساتھ ہیں don't worry about this

جناب محمد ثقلین انور سپرا:جناب سپیکر!پھر آپ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا جو حقیقت ہو گی وہ سامنے آجائے گی۔

جناب سپیکر:یکطرفہ بات مناسب نہیں لگتی،آپ ذرا تشریف رکھیں اور اس کا جواب آنے دیں۔یہ next week تک pending ہوئی ہے انشاءاللہ ٹھیک ہی ہو گا۔جی،شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!بہت شکریہ۔آپ اس ایوان کے Custodian ہیں اور آپ نے ممبران کی عزت اور وقار کے لئے ہمیشہ مہربانی کی ہے لیکن میں آج اس تحریک استحقاق کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: اسی تحریک کے بارے میں؟

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ میں generally عرض کرنا چاہتا ہوں کہ rules اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ جب کوئی ممبر کسی کے خلاف آپ کے پاس تحریک استحقاق پیش کرتا ہے تو آپ خود اس شخص کو فوری طور پر call کر سکتے ہیں۔ میں یہ rule-3 پڑھ دیتا ہوں۔۔

MR SPEAKER: None can be contempt ---

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سن لیں، یہ پورے ایوان کی عزت کا معاملہ ہے اور مجھے تھوڑی سی رعایت دے دیجئے کیونکہ آج میرا گلا ٹھیک نہیں ہے اس لئے میری بات کو سن لیجئے۔ الحمدللہ میرے ساتھ تو کبھی ایسا نہیں ہوا اور اگر کوئی میرے ساتھ misbehave کرے گا تو میں خود ہی اُس کو کہیں پہنچا دوں گا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو ممبران کے ساتھ ہو رہا ہے، پولیس ہو یا کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ ہو جب اس کے خلاف کوئی بھی تحریک آپ کے پاس آتی ہے تو آپ کے پاس اختیار ہے کہ آپ اس کو 24 گھنٹوں میں بلا سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: میری بات تو سنیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

SHEIKH ALA-UD-DIN: The Speaker may if he is satisfied about the urgency of the matter…

MR SPEAKER: This is "may" not "shall".

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! "may" کے اوپر ہی بات کر رہا ہوں، میں تو کہہ ہی نہیں رہا۔ میں تو آپ کے اختیار کو salute کرتے ہوئے کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں۔۔۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ میری بات سنیں۔ ایوان کے ممبران اسی طرح ذلیل و خواراور شرمندہ ہوں گے۔آپ اس کو24گھنٹے کے اندر بلائیں، آپ کے پاس اختیار ہے اور بلا کر کہیں کہ "تمھاری ایسی کی تیسی"(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:نہیں، میں نے آرڈر کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین:کہ تم میرے ممبر کے ساتھ کر کیا رہے ہو۔۔۔

MR SPEAKER: This order is passed now. Thank you very much.

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ میری بات سنیں۔۔۔

جناب سپیکر:بس!آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ہاں،آپ مجھے آج کہہ دیں کہ آپ اس ایوان کے Custodian ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ آپ کو ہماری عزت کا پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر:نہیں،کیوں نہیں ہے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!تو پھر آپ اپنے اختیارات استعمال کریں۔ چار چار مہینے بعد۔۔۔

جناب سپیکر:میری بات سنیں۔ میں نے پہلے ان کو کہا تھا،انہوں نے کہا کہ نہیں جی، میری اس تحریک استحقاق کو ایوان میں آنے دیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ اپنے چیمبر میں سب کچھ کر سکتے ہیں۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:بات سنیں،اس بات کو چھوڑیں۔اب ruling آچکی ہے آپ مہربانی کریں۔ بہت شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔پہلی تحریک التوائے کار نمبر553/13ڈاکٹر نوشین حامد کی طرف سے ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔ شیخ صاحب!آپ کی تحریک التوائے کار نمبر558/8ہے اس کو پڑھ دیں۔

لاہور میں نام نہاد حکماء کا ہربل اور یونانی ادویات کی آڑ میں Steroids ملی ادویات کا فروخت کرنا

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں نام نہاد حکماء ہربل اور یونانی ادویات کی آڑ میں steroids ملی دوائیاں فروخت کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک واقعہ جو بند روڈ لاہور پر رونما ہوا ہے جس میں ایک جعلی پیر صاحب حکیم کی شکل میں 25 بیڈ کا ہسپتال چلا رہے تھے اور حکومت کے کسی محکمہ نے عرصہ دراز سے جاری ہسپتال کو بند کرایا اور نہ ہی اُس پیر حکیم کو پکڑا۔ ہسپتال سے بے شمار خطرناک ادویات اور سرجیکل آلات برآمد ہوئے۔ نام نہاد حکیم پیر آصف آسیب اتارنے کا دھندہ بھی کرتا تھا۔ المیہ تو یہ ہے کہ آج ایسا کوئی ٹی وی چینل نہ ہے جو پرائم ٹائم میں سلمان دواخانہ، سیف دواخانہ، شاہنواز دواخانہ، سردار خالصہ یونانی دواخانہ، چھوٹے حکیم صاحب اور بڑے حکیم صاحب وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام دواخانے دنیا کے ہر مرض کا علاج منٹوں میں کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں جن میں مردانہ وزنانہ کمزوری کا علاج بھی کیا جاتا ہے۔ ان دواخانوں میں کون سی ادویات فروخت ہو رہی ہیں کچھ معلوم نہ ہے۔ Steroids کے ساتھ ساتھ ایسی ادویات جو اچانک kidney اور heart failure کا باعث بن رہی ہیں اور عوام کا کوئی پرسان حال نہ ہے۔ ان دواخانوں کے منافع کا اندازہ ان کے اشتہارات سے لگایا جا سکتا ہے۔ آخر جب کروڑوں کے اشتہارات ہوں گے تو آمدن بھی اربوں میں ہو گی اور یہ صرف جنسی ادویات سے ہی ممکن ہے۔ موت بیچنے والے ان دواخانوں اور پیروں کے خلاف سخت اقدامات ہونے چاہئیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس میں تھوڑی سی جعلی پیر کی ترمیم کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پیر سارے ہی جعلی ہوتے ہیں۔

MR SPEAKER: No, don't say like this.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ چلے گئے جن کے پاس تصوف تھا، وہ اس دنیا میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں ایسا نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں، بس ایک آدھ ہوں گے یا پھر آپ کا پیر اچھا ہو گا۔

MR SPEAKER: I disagree with you.

جعلی جو بنتے ہیں وہ جعلی ہی ہوتے ہیں۔ پیر صاحبان تو پیر صاحبان ہی ہیں۔ جی، منسٹر صاحب! جواب پڑھیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے اس بارے میں بڑی اہم تحریک پیش کی ہے۔ اس کی رپورٹ عرض ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ صحت لاہور کی ٹیمیں یونانی، انگریزی اور ہومیو ادویات کا کاروبار کرنے والوں کی مسلسل چیکنگ کرتی رہی ہیں اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ سال 2013 کے دوران کل 8912 دکانوں کو چیک کیا گیا اور ان میں 533 دکانوں کے خلاف cases بنائے گئے کل 165 دکانوں کو سیل بھی کیا گیا۔ محکمہ صحت لاہور کی ٹیموں نے بلاامتیاز کارروائی کرتے ہوئے چھوٹے بڑے غیر قانونی حکیموں عطائی ڈاکٹروں اور میڈیکل سٹوروں جو غیر معیاری ادویات کے گھناؤنے دھن میں ملوث افراد کے خلاف کریک ڈاؤن جاری رکھا ہوا ہے تاکہ معاشرہ کے ناسوروں کو قرار واقعی سزا دی جاسکے۔ اس ضمن میں محکمہ صحت لاہور ان نیم حکیموں، جعلی پیروں اور عطائی ڈاکٹروں کے خلاف سخت کارروائی کرتے ہوئے ان کے خلاف متعلقہ پولیس سٹیشن پر مقدمات درج کرائے، ڈرگ ایکٹ کے تحت ان کے چالان، ان کی دکانوں اور ہسپتالوں کو سیل بھی کیا گیا اور اس کی تفصیل بھی میرے پاس موجود ہے۔ حکیم آصف کے دواخانہ بنام اہلحان عنایت فاؤنڈیشن، مہر یونانی ہاسٹل اینڈ ریسرچ سنٹر واقع بند روڈ یتیم خانہ چوک کے بارے میں عرض ہے کہ مذکورہ دواخانہ 30-13-08 کو معائنہ کیا گیا اور ہسپتال کو ڈرگ ایکٹ کے 1976 کی دفعہ 24 خلاف ورزی کرنے اور بغیر لائسنس اور بغیر وارنٹی ادویات رکھنے کے جرم میں فوری طور پر سربمہر کر دیا گیا اور کیس کو ڈسٹرکٹ کوالٹی کنٹرول بورڈ کو بھیج دیا گیا ہے۔ مزید برآں ملزم حکیم آصف کے خلاف تھانہ شیراکوٹ میں ایف آئی آر بھی درج کروائی گئی ہے بعد ازاں ڈرگ کورٹ لاہور نے درخواست نمبر 126/5913 کے تحت ہسپتال کو ڈی سیل کر دیا۔ ڈسٹرکٹ کوالٹی کنٹرول بورڈ نے اپنی میٹنگ میں مورخہ 30-11-13 کو حکیم آصف کے کیس کو prosecute کر دیا ہے تاکہ معزز عدالت ملزم کے خلاف کارروائی کر سکے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں! یہ تو بات مان لی گئی کہ واقعی۔۔۔

جناب سپیکر: بہت اچھے، شاباش، میں آپ کو شاباش دیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میری شاباش کی اور بھی ایک بات سن لیں۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!وزیر صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ پاکستان ان 12 ملکوں میں شامل ہو گیا ہے جن میں ایڈز ہے اور یہ ان حکیموں کی وجہ سے ہے۔یہاں پر نان رجسٹرڈ میڈیسن بک رہی ہے۔

جناب سپیکر!جب میں اور آپ جا کر افسوس کرنے جاتے ہیں کہ فلاں مر گیا تو وہاں جو باتیں ہوتی ہیں وہ میں منسٹر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔میں اور آپ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور وہاں لوگ کہتے ہیں کہ "جنتی سی راتی اک وجے تک ٹھیک گلاں کر رہیا سی" کوئی نہیں کہتے کہ اس نے حکیم کی دوائی کھائی ہے اور مر گیا۔ خدا کی قسم یہ روزانہ ہو رہا ہے۔ ہم بھی وہاں افسوس کر کے آ جاتے ہیں حکومت کو چاہئے کہ ان کی تمام دوائیوں کو پکڑے،کوئی جنسی دوائی ایسی نہیں ہے جس کے negative effects نہ ہوں۔لوگ مر رہے ہیں اور لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر:وزیر صاحب!اس پر پورا action لیں۔یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ محترمہ نگہت شیخ صاحبہ!اگلی تحریک التوائے کار نمبر 576/13 آپ کی طرف سے ہے۔

لاہور میں مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کا مسکن کھنڈر میں تبدیل

محترمہ نگہت شیخ:جناب سپیکر!شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ "نوائے وقت" کی ایک رپورٹ کے مطابق قوم کے لئے گھر کا خواب دیکھنے والے "علامہ اقبالؒ" کا مسکن کھنڈر بن گیا۔ تفصیل یوں ہے کہ مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ نے اپنی وفات سے 13 برس قبل تک جس عمارت کو اپنی فکری،ادبی اور سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بنائے رکھا وہ عمارت آج کھنڈر کا منظر پیش کر رہی ہے۔ جس کمرے میں تحریک پاکستان کے نامور رہنما علامہ اقبالؒ کے ساتھ گھنٹوں پاکستان کی فکر اور ایک الگ اسلامی ملک کے خدوخال زیرِ بحث لاتے تھے وہ کمرہ آج ویران ہے۔ حکومت پاکستان نے 1958 میں اس بلڈنگ کو اپنی تحویل میں لے کر عمارت کو محفوظ بنا دیا مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ بلڈنگ محفوظ ہے اور نہ ہی اس حالت میں کہ پاکستان کی نسل نو اور غیر مسلموں کو دکھائی جا سکے کہ مفکر پاکستان کہاں بیٹھ کر الگ پاکستان کا خواب بنتے تھے۔ علامہ اقبالؒ نے 1922 سے 1935 تک اس

عمارت کو اپنا مسکن بنائے رکھا اور چار کنال رقبہ پر محیط یہ عمارت اس دور میں لاہور کے گورنر ہاؤس کے بعد ایسی بلڈنگ تھی جہاں سیاسی، فکری اور ادبی علماء علامہ اقبالؒ کے ساتھ نشستیں کرتے تھے۔ "زمیندار" اور انقلاب اور بعد ازاں "کوہستان" اور "چٹان" جیسے صحافتی اداروں کے جلو میں اس بلڈنگ سے تحریک پاکستان کے زعماء کی یادیں جڑی ہوئی ہیں۔ علامہ اقبالؒ کے خادم خاص علی بخش بھی اس عمارت میں نہ صرف ان کے ساتھ رہتے تھے بلکہ ان کے لئے ایک کمرہ بھی مخصوص تھا اس کا بھی حال باقی عمارت جیسا خستہ ہے۔ اس بلڈنگ پر اقبال اکیڈمی قائم کی گئی تھی جو بعد ازاں ایک پر شکوہ عمارت میں منتقل ہو گئی مگر آج صرف اقبال اکیڈمی کا بورڈ آویزاں ہے مگر اب یہاں اقبال کی اور ان پر لکھی کتابوں کا سیل ڈپو بنا دیا گیا ہے۔ 1958 میں عمارت کو محفوظ کرنے کے بعد حق تو یہ تھا کہ اس قومی ورثہ کو خوبصورت بنا کر نئی نسل اور غیر ملکیوں کے لئے قابل دید بنایا جاتا تاکہ علامہ اقبالؒ کے افکار اور سرگرمیوں سے آگاہی مل سکتی مگر افسوس کا مقام ہے کہ آج اگر اس بلڈنگ کو کوئی دیکھنا چاہے تو ڈھونڈنا ممکن ہی نہیں ہے، ڈھونڈ لے تو اس کی حالتِ زار پر افسوس کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس بلڈنگ تک جانے کے لئے ایک ٹوٹی ہوئی گلی میں موٹر سائیکل کی کئی ورکشاپس اور فرنیچر بنانے کی دکانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اگر بارش ہو تو پھر اس قومی ورثہ کی عمارت میں جانے کا کوئی راستہ نہیں رہتا۔ 1989 میں عمارت کی مخدوش صورتحال کے پیش نظر اس کی چھتیں تبدیل کی گئیں مگر باقی مخدوش ہو چکی ہیں۔ آج یہاں پر اقبال اکیڈمی کی کتابوں کا سیل ڈپو ہے اور ہم اقبالؒ کے افکار اور حالات پر مبنی کتابیں پوری دنیا میں پہنچا رہے ہیں۔ یہاں اقبالؒ پر لکھی گئی کتابیں تقریباً بتیس زبانوں میں ترجمہ کی گئی ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اس تاریخی عمارت کو محفوظ کر کے نئی نسل اور سیاحوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے کیونکہ جو قومیں اپنی تاریخ اور قومی ورثہ کی حفاظت نہیں کرتیں وہ ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوتیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری بہن محترمہ نگہت شیخ نے انتہائی اہمیت کی حامل تحریک پیش کی ہے۔ میری آپ سے التماس ہے کہ مجھے next week تک موقع دے دیں تاکہ ہم اس کا detailed جواب منگوا لیں اور جو بھی اقدامات کریں ان کو بتا سکیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 586 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں

ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر588 بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذااس تحریک التوائے کار کو بھیdispose of کیا جاتاہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر591 میاں محمود الرشید کی طرف سے ہے۔اب کیا کیا جائے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!جو باقیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمود الرشید!۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے یا تو وہ کسی کو کہہ جاتے تو میںpending کر دیتا۔مجھے تو پتا ہی نہیں ہے کہ آج اُن کو کیا ہوا ہے؟ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر594 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی طرف سے ہے۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر598 ڈاکٹر مراد راس کی طرف سے ہے۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر602 میاں محمود الرشید،جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 606 سردار وقاص حسن مؤکل،چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ جیّدہ خالد خان کی طرف سے ہے۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر609 ڈاکٹر مراد راس،ڈاکٹر نوشین حامد کی طرف سے ہے۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 610 محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر611 میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے ہے۔کیا کیا جائے، میرے خیال میں انتظار کرنا چاہئے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر: نہیں،آپ تو چاہیں گے کہdispose of کر دوں لیکن ایسے ٹھیک نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ انتظار کر لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، جتنا ٹائم ہے اس کے مطابق میں کروں گا باقی میں pending کر دوں گا۔ میاں محمود الرشید کی تحریک التوائے کار نمبر 611 ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جب تک تحاریک التوائے کار کا وقت ختم نہیں ہوتا تب تک انتظار کر لیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس کی Rules اجازت نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے آدھ گھنٹہ ہوتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: اس طرح اچھا message جائے گا آپ انتظار کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، اب ڈاکٹر نوشین حامد کی تحریک التوائے کار نمبر 612 ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 615 بھی ڈاکٹر نوشین حامد کی طرف سے ہے لیکن وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 618 میاں محمد اسلم اقبال کی طرف سے ہے مجھے ذاتی طور پر پتا ہے کہ وہ بیمار ہیں لہذا اسے pending کیا جاتا ہے۔ Kept pending due to illness till he comes اگلی تحریک التوائے کار نمبر 622 میاں محمود الرشید کی طرف سے ہے۔ اب میں کیا کروں؟ چلیں، جب تک ٹائم ختم نہیں ہوتا اس وقت تک ہم انتظار کرتے ہیں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے میں کتنا ٹائم ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پانچ منٹ باقی ہیں۔

MR SPEAKER: Let me wait.

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! تین منٹ باقی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی گھڑی آگے چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں منسٹر صاحب کو خود چلاتا ہوں۔ (قہقہہ)

میاں محمد رفیق صاحب! آپ کے کیسے حالات ہیں، طبیعت کیسی ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اللہ کی مہربانی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ٹرانسپیرنسی کے حوالے سے بات کر رہے تھے وہ تو آج اخبار میں بھی آئی ہوئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کیا میرے بارے میں اخبار میں خبر آئی ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی خبر نہیں آئی۔ آج میں دیکھ رہا تھا "نوائے وقت" اخبار میں ٹرانسپیرنسی کے حوالے سے خبر آئی ہے آپ اس حوالے سے اور کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: میری تو یہی گزارش تھی کہ جو ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ ہماری قیادت کے بارے میں آئی ہے کہ وہاں پر کوئی کرپشن نہیں ہے اور ہماری قیادت کرپشن فری ہے۔ یہ بات بڑی مبارک ہے اس کے لئے میں قیادت کو بھی، آپ کو بھی اور اس معزز ایوان کو بھی مبارک دیتا ہوں۔ جہاں تک اداروں کا تعلق ہے تو یہ کرپشن فری ہرگز نہیں ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر جو امن عامہ پر بحث ہے، جب اس پر بحث ہو گی تو سب پتا چل جائے گا کہ کہاں کہاں کرپشن ہے اور کس کس محکمے میں ہے؟

جناب سپیکر: آج لاء اینڈ آرڈر پر بھی عام بحث ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اب corruption individual نہیں رہی بلکہ یہ institutionalize ہو چکی ہے۔ This has become institutionalized. یہ صورتحال ہے۔ بہت شکریہ کہ آپ نے توجہ اور شفقت فرمائی میں آپ کا بھی مشکور ہوں۔

محترمہ راحیلہ یحییٰ منور: جناب والا! میں صرف ایک منٹ لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ راحیلہ یحییٰ منور: جناب والا! میں پہلے بھی یہ point out کر چکی ہوں اور آج پھر آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ ہمارے mike system میں کوئی problem ہے۔ ہمیں یہاں بیٹھے کچھ سنائی نہیں دیتا، آوازیں آتی ہیں، شور محسوس ہوتا ہے مگر الفاظ کیا ہیں وہ سمجھ میں نہیں آتے۔ اس کو اگر آپ درست کروا سکیں تو بڑی عنایت ہو گی۔

جناب سپیکر: مجھے تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آ رہی۔

محترمہ راحیلہ یحییٰ منور: جناب والا! ہم لوگوں کو یہاں بالکل سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر: کہاں آپ کو آواز نہیں آئی؟

محترمہ راحیلہ یحییٰ منور: جی، آواز کی بات نہیں ہے، یہاں سمجھ نہیں آتی ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق جب اپوزیشن باہر سیڑھیوں پر تشریف فرما تھی تو ہم کمیٹی کے ممبران نے ان سے گزارش کی کہ ہم نے اپنی بات کرنی ہے تو وہ پھر اپنے چیمبر میں تشریف لے آئے تھے ان سے ہماری تفصیلاً بات چیت ہوئی۔ انہوں نے بھی suggest کیا کہ اوپر لابی میں وہ تشریف لے آئیں گے اور پھر رانا صاحب لابی میں جا کر ان کو request کر کے لے آئیں گے۔ دوسرا ہم نے ان سے کہا ہے کہ جو بھی آپ کے grievances ہیں ان کو دور کرنے کے لئے ہم کل صبح ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلا لیں گے اور اس میں بیٹھ کر جو بھی آپ کے grievances ہیں ان کو discuss کر لیں گے۔ اس کے علاوہ code of ethics جو ہم نے طے کرنے ہیں وہ انشاء اللہ کل صبح میٹنگ میں بیٹھ کر طے کر لیں گے۔ ان کی بڑی مہربانی ہے کہ انہوں نے اس پر agree کیا۔ وہ بھی اس بات کی importance کو سمجھتے ہیں کہ ہمیں ایوان کی کارروائی کو آگے چلانا چاہئے اور ہم سب کی بہتری اسی میں ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ابھی وہ اوپر تشریف لے آئیں گے اور ہم رانا صاحب سے بھی request کریں گے اور ان کے ساتھ جا کر ان کو ایوان میں لے آئیں گے۔ بہت شکریہ

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئیں)

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب ہم سرکاری کارروائی کو لیتے ہیں۔

ڈھارابی ڈیم، ضلع چکوال کی تعمیر پر آئی اینڈ پی ڈیپارٹمنٹ کی پراجیکٹ آڈٹ رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, lay the Project Audit Report, Construction of Dharabi Dam, District Chakwal, I & P Department. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Project Audit

Report, Construction of Dharabi Dam, District Chakwal, I & P Department.

MR SPEAKER: The Project Audit Report, Construction of Dharabi Dam, District Chakwal, I & P Department has been laid and referred to Special Committee No.1 for report within one year.

روٹ پرمٹس کے اجراء اور تجدید کے ضمن میں محکمہ ٹرانسپورٹ، حکومت پنجاب کی سٹڈی رپورٹ برائے سال 10-2009 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Study Report on Issuance and Renewal of Route Permits, Transport Department, Government of the Punjab Audit year 2009-10. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Study Report on Issuance and Renewal of Route Permits, Transport Department, Government of the Punjab Audit year 2009-10.

MR SPEAKER: The Study Report on Issuance and Renewal of Route Permits, Transport Department, Government of the Punjab Audit year 2009-10 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

حکومت پنجاب (محکمہ جنگلات) کے اکاؤنٹس پر مدبندی حسابات برائے سال 12-2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Appropriation Accounts on the Accounts of the Government of the Punjab (Forest Department) for the year 2011-12. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/ LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I lay the Appropriation

Accounts on the Accounts of the Government of the Punjab (Forest Department) for the year 2011-12.

MR SPEAKER: The Appropriation Accounts on the Accounts of the Government of the Punjab (Forest Department) for the year 2011-12 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

حکومت پنجاب کی ریونیو وصولی کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹس برائے سال 13-2012 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Audit Reports on the Accounts of Revenue Receipt of the Government of Punjab for the Audit year 2012-13. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Reports on the Accounts of Revenue Receipt of the Government of Punjab for the Audit year 2012-13.

MR SPEAKER: The Audit Reports on the Accounts of Revenue Receipt of the Government of Punjab for the Audit year 2012-13 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال 13-2012 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Audit year 2012-13. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Reports on the Accounts of Government of the Punjab Audit year 2012-13.

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Government of the Punjab Audit year 2012-13 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

پبلک سیکٹر انٹر پرائزز حکومت پنجاب کے اکاؤنٹس پر آڈٹ رپورٹ برائے سال2012-13(کمرشل آڈٹ اینڈ ایویلیوایشن)کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises Government of Punjab Audit year 2012-13 (Commercial Audit & Evaluation). Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/ LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I lay the Audit Reports on the Accounts of Public Sector Enterprises Government of Punjab Audit year 2012-13 (Commercial Audit & Evaluation).

MR SPEAKER: The Audit Report on the Accounts of Public Sector Enterprises Government of Punjab Audit year 2012-13 (Commercial Audit & Evaluation) has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2011. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ulla Khan): Mr Speaker! I lay the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2011.

MR SPEAKER: The Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2011 has been laid and referred to the Special Committee No.1 for report within one year.

محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ برائے سال2011کاایوان کی میز پر رکھا جانا

MR SPEAKER: Now, the Annual Report of Ombudsman Punjab for the year 2011. Minister for law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I lay the Annual Report of Ombudsman Punjab for the year 2011.

MR. SPEAKER: The Annual Report of Ombudsman Punjab for the year 2011 has been laid.

بحث

امن عامہ پر عام بحث

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے پر اگلا آئٹم لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث ہے۔بحث کا آغاز متعلقہ وزیر کی تقریر سے ہو گا جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کے پاس لکھوادیں۔

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move for general discussion on Law and Order.

جناب سپیکر: جی، جو صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام لکھوادیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے پاس مختلف crime data ہے، ہوم ڈیپارٹمنٹ اور آئی جی پولیس کی طرف سے facts and

figures میرے پاس موجود ہیں۔ میں ان facts and figures میں تو نہیں جاؤں گا بلکہ صرف چند جو بنیادی باتیں ہیں وہ اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا اور ان facts and figures سے جب بھی کسی ممبر نے اگر کوئی بات کی تو ان سے معزز ممبران بھی استفادہ کر سکتے ہیں اور میں بھی ان چیزوں کو معزز ایوان کے سامنے لے آؤں گا۔ جن بنیادی باتوں پر میں بحث کے آغاز کو ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ کے علم میں ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں اپوزیشن کی ڈیمانڈ پر بحث کے لئے یہ دن مقرر کیا تھا۔ چونکہ اپوزیشن کل سے protest پر بائیکاٹ پر چلی گئی ہے۔ آپ نے جن معزز وزراء صاحبان کو ان کے پاس بھیجا تھا انہوں نے وہاں پر جو بات کی ہے اس کے مطابق میرے خیال میں وہ اگلے پانچ سات منٹ میں یہاں گیلری میں تشریف لانے والے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ چند بنیادی باتیں جو لاء اینڈ آرڈر کی بحث کو initiate کریں گی جب اپوزیشن موجود ہو گی تو پھر میں ان پر اظہار خیال کروں گا۔

جناب سپیکر: بہتر بات یہی ہے کہ جب وہ آئیں گے تو پھر آپ بات شروع کریں۔ آپ ذرا تشریف لے جائیں۔ میاں صاحب! سمجھ لیں کہ میں خود آپ کے پاس آیا ہوں۔ اتنی بھی ناراضگی اچھی نہیں ہوتی۔ رانا صاحب! ذرا اچھے طریقے سے منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان، وزیر محنت و انسانی وسائل راجہ اشفاق سرور، جناب محمد ارشد خان لودھی اور رانا محمد ارشد معزز ممبران حزب اختلاف کے پاس لابی میں تشریف لے گئے)

ایم این اے، میاں منان صاحب سپیکر باکس میں موجود ہیں ہم ان کو یہاں آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ بحث میں priority اپوزیشن کو دی جائے گی اس لئے دو مقرران کے اور ایک حکومتی بنچ سے چلے گا چونکہ ان کا ذرا حق زیادہ بنتا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! ہمیں بھی موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب آپ سب کی باتوں کو cover کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی تو میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کا ٹائم دیا ہی نہیں ہے۔ چلیں آپ کو floor دے دیا۔

میاں محمد رفیق: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!آج کے ایجنڈے میں general discussion on Law and Order ہے آپ نے نام بھی مانگے ہیں کہ جن لوگوں نے حصہ لینا ہے وہ نام دے دیں۔ پہلے precedent تو یہ رہا ہے کہ ایجنڈے پر لکھا ہوتا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث جاری رہے گی۔اب میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ بحث آج ہی ختم ہو جائے گی یا جاری رہے گی؟

جناب سپیکر: جناب آج تشریف لائے ہیں یہ پرانی باتیں ہیں۔یہ تو کئی دن پہلے کی باتیں ہیں بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا تھا اس کے مطابق کل کا دن price hike پر تھا اور آج کا اور میرے خیال میں کل کا دن بھی لاء اینڈ آرڈر کے لئے ہے۔

میاں محمد رفیق: میں نے آپ سے جان کاری کے لئے یہی گزارش کی ہے کہ یہ بحث جاری رہے گی یا آج ختم ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: شاید جاری رہے۔

میاں محمد رفیق: چلئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جب آپ کا سوال آتا ہے تو اس وقت آپ گھر رہتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ مک مکا ہو جاتا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!میں جواب سے مطمئن ہو گئی تھی۔

جناب سپیکر: مطمئن کیسے ہوئے،آپ کو تو پتا ہی نہیں کہ جواب کیا آیا ہے؟ میاں صاحب!اندر تشریف لے آئیں ٹائم زیادہ ہو رہا ہے، مہربانی کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر معزز ممبران حزب اختلاف کے آنے کا انتظار کرتے رہے)

آج گیلری میں بھی رونق کم لگتی ہے۔ کہیں چھپ کر بیٹھے ہیں۔ منڈا صاحب نہیں آئے، کدھر ہیں وہ؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر!چونکہ ابھی بحث شروع نہیں ہوئی اس لئے میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،راجہ صاحب!

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے اور ہم سب کو پتا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے لئے ہائی ویز کو محفوظ رکھنے کے لئے پٹرولنگ پولیس کا محکمہ بنایا گیا تھا۔ اس پر بڑی خطیر رقم خرچ کر کے ہر علاقے میں اس کی چیک پوسٹیں بنائی گئیں۔

MR SPEAKER: I agree with you.

انجینئر قمر الاسلام راجہ: میں اس میں ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ چونکہ یہ ڈسٹرکٹ پولیس کی command میں نہیں ہیں ان کا set up، ایڈیشنل آئی جی لاہور میں بیٹھتا ہے۔

جناب سپیکر: آفیسر گیلری میں یقیناً آئی جی پولیس پنجاب بیٹھے ہوں گے۔ میں ان سے کہوں گا کہ تھوڑا ان کو موبائل کریں کیونکہ ان کی طرف سے ہمیں کوئی اچھے results نہیں مل رہے۔ انجینئر صاحب! آپ امن وامان کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے یہ ساری باتیں کر لیجئے گا۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں تو وقت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے گزارشات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس وقت حزب اختلاف کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ میرے علاقے میں عید کے دنوں میں لاہور سے کوئی ڈی ایس پی صاحب گئے تھے اور انہوں نے وہاں پر جتنی بھی چیک پوسٹوں کو چیک کیا تو ان کا عملہ غیر حاضر پایا گیا۔ اُس روز چوک پنڈوری چیک پوسٹ پر بارہ افراد غیر حاضر تھے۔

جناب سپیکر: انجینئر صاحب! آپ جب امن وامان کے حوالے سے بحث میں حصہ لیں گے تو اس وقت یہ باتیں کر لینا۔ میں حزب اختلاف کے دوستوں سے کہوں گا کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اس وقت ہم حزب اختلاف کا انتظار کر رہے ہیں اور اسمبلی کا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے اگر اس دوران کوئی تجویز آ جاتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ ان پٹرولنگ چیک پوسٹوں کو District Command کے ماتحت کیا جائے تاکہ ضلعی افسران ان کو چیک کر سکیں۔

جناب سپیکر: انجینئر صاحب! میں آپ کا نام لکھ رہا ہوں۔ انجینئر صاحب کا نام تقریر کرنے والوں میں لکھ لیا جائے۔ جی، محترمہ!

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! آپ سے یہ گزارش کرنی ہے کہ پچھلی حکومت میں آرٹسٹوں کی کالونی کے حوالے سے ایک قرارداد پاس ہوئی تھی جس میں یہ درخواست مان لی گئی تھی کہ آرٹسٹوں کی بھی ایک کالونی ہونی چاہئے جیسے صحافی حضرات اور ڈاکٹر صاحبان کی کالونی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کالونی بنوانا چاہتی ہیں یا اسمبلی؟

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! آرٹسٹ بہت غریب ہیں۔آج کل وہ اپنی روزی روٹی ہی پوری نہیں کر پا رہے اس لئے گزارش ہے کہ ایسے deserving artists جن کو پچیس پچیس، تیس تیس سال کام کرتے ہوئے ہو گئے ہیں اور وہ اپنا کچن بھی صحیح طریقے سے نہیں چلا سکتے ان کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کیا جائے۔آج کل مہنگائی کی وجہ سے کرائے afford نہیں ہوتے اس لئے پہلے سے منظور شدہ قرارداد پر عملدرآمد کروایا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ مذاکرات میں جایا کریں کیونکہ وہاں بہتری ہوتی ہے۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! مذاکرات میں سب آرٹسٹ تو نہیں آ سکتے اس لئے گزارش یہ ہے کہ آپ میری اس درخواست پر حکم صادر فرمادیں تاکہ اس پاس شدہ قرارداد پر process شروع ہو جائے اور کام شروع ہو جائے تاکہ ہمارے آرٹسٹوں کو کچھ فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: کیا اس حوالے سے کوئی قرارداد پاس ہوئی ہے؟

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! پچھلی حکومت میں ایک قرارداد پاس ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ایک نئی قرارداد دے دیں۔آپ کو اجازت ہے۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کیا ہم سے ناراضگی ہے، آپ کدھر جا رہے ہیں؟

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں پانی پینے جا رہا ہوں۔

جناب سپیکر: انجینئر صاحب! آپ نے جو بات point out کی ہے وہ واقعی ٹھیک ہے۔میرے خیال میں پولیس افسران اس وقت آفیسر گیلری میں تشریف رکھتے ہیں لیکن میں ان کو direct تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔بہر حال ان کو اس چیز کا نوٹس لینا چاہئے بلکہ ان سے کوئی مثبت کام لینا چاہئے۔مجھے پتا نہیں کہ یہ سارا دن کیا کرتے ہیں؟ جن کا آپ نے ذکر کیا ہے ہمیں ان کی طرف سے کوئی ٹھنڈی ہوا نہیں آ رہی۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ وہاں پر ان کے احتساب کا کوئی مقامی نظام موجود نہیں ہے۔یہ چیک پوسٹیں ہائی ویز اور سڑکوں پر دور دراز بنائی گئی ہیں اور وہاں پر

inspectionکانظام نہیں ہے۔ان کو پٹرولنگ کے لئے جو پٹرول دیا جاتا ہے اس حوالے سے بھی بہت سی انکوائریاں pendingہیں۔

جناب سپیکر! پہلے ڈاکو چار یا چھ کی ٹولیوں میں آتے تھے۔اب پچیس افراد پٹرولنگ چیک پوسٹ سے صرف پانچ سو گز دُور main highwayپر چار گاڑیوں میں آئے۔انہوں نے تمام شہر کے چوکیداروں کو نہتا کر کے باندھ دیا، سات جیولرز کی دکانوں کو توڑا،ان کے لاکرز کاٹے اور سب کچھ لوٹ کر لے گئے۔یہ واقعہ پٹرولنگ چیک پوسٹ سے صرف پانچ سو گز کے فاصلے پر ہوا ہے۔اسی طرح ایک ڈکیتی روات میں بھی ہوئی ہے۔بیس سے پچیس افراد پولیس کی وردیوں میں ملبوس،پولیس کی revolving lightلگائے ہوئے وہاں پر آئے اور انہوں نے تمام بازار کے چوکیداروں کو اکٹھا کر کے واردات کی ہے۔پھر ایک رات چھوڑ کر آٹھ کلو میٹر دُور چوک پنڈوری میں جہاں سے یہ پٹرولنگ چیک پوسٹ صرف پانچ سو گز دُور ہے وہاں پر واردات ہوئی اور ڈاکو سات جیولرز کی دکانوں سے کروڑوں روپے مالیت کا سونا لوٹ کر لے گئے۔

جناب سپیکر:جب ان کے اختیار میں یہ بات نہیں ہے تو وہ کیا کریں گے ؟

انجینئر قمر الاسلام راجہ:جناب سپیکر!یہ تو ان کا اختیار ہے کہ وہ سڑکوں پر پٹرولنگ کریں تاکہ سڑک پر کوئی ایسا واقعہ رونما نہ ہونے پائے۔

جناب سپیکر:وہ صرف پٹرولنگ ہی کر سکتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ:تو پھر ہم آج دعا کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر:میاں محمود الرشید صاحب!مہربانی کر کے تشریف لے آئیں تاکہ ہم کارروائی کو آگے بڑھا سکیں۔یہ آپ کا ہی نقصان ہو رہا ہے کیونکہ آپ نے امن وامان کے حوالے سے بحث کرنی ہے۔میرا خیال ہے کہ باقی باتیں بعد میں کر لینا اور اب ایوان میں تشریف لے آئیں۔

کیا مناظر علی رانجھا صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔میرے خیال میں نہیں ہیں۔ملک ظہور انور صاحب!۔۔۔وہ بھی نہیں ہیں۔کیا محترمہ صباء صادق صاحبہ تشریف رکھتی ہیں؟۔۔۔میرے خیال میں وہ بھی نہیں ہیں۔اس وقت ایوان میں ہمارے سینئر معزز ممبر چودھری محمد اقبال صاحب تشریف فرما ہیں۔میں ان سے کہوں گا کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے یہاں تشریف لے آئیں اور کرسی صدارت پر متمکن ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین چودھری محمد اقبال کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(اس مرحلہ پر وزیر قانون (رانا ثناء اللہ خان)، وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور)، وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران) اور جناب محمد ارشد خان لودھی ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب چیئرمین! جناب سپیکر کے حکم اور اپوزیشن کی خواہش پر رانا ثناء اللہ خان کی سربراہی میں کمیٹی نے قائدِ حزبِ اختلاف سے بیٹھ کر بات کی ہے تو آپس کے معاملات طے پا گئے ہیں۔ ابھی حزبِ اختلاف جب ایوان میں واپس آئے گی تو پھر رانا ثناء اللہ خان اور قائدِ حزبِ اختلاف بھی اپنا اپنا مؤقف بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب چیئرمین: شکریہ راجہ صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! معزز ایوان چاہتا ہے کہ کوئی بات جاری رہے کیونکہ سب معزز ممبران چُپ کا روزہ رکھے بیٹھے ہیں تو اُس میں میری ابتدائی بات یہ ہے کہ ایوان میں ایجنڈا same day پیش ہوتا ہے۔ جب ہم ایوان میں آتے ہیں تو یہاں پر ایجنڈا پڑا ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایجنڈا پڑھیں، کارروائی سُنیں، کارروائی دیکھیں یا کارروائی میں حصہ لیں؟ آج Law and Order پر general discussion ہے اور یہ اتنی اہم بحث ہے لیکن آج بھی ہم نے یہاں آکر ایجنڈا پر دیکھا کہ آج Law and Order پر general discussion ہے۔ آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ اسمبلی کے بااختیار لوگوں کو چاہئے کہ کم از کم ایک روز پہلے ایجنڈا مہیا کریں تاکہ ہمیں ایجنڈا ملے اور ہم گھر میں بیٹھ کر شام کو تیاری کریں اور اگلے دن آکر اُس کارروائی میں حصہ لیں۔ آج مجھے Law and Order پر جب بات کرنے کا موقع ملے گا تو میں بات کروں گا کہ ہمارے ہاں Law and Order کیسا ہے؟ یہاں پر Transparency International کے حوالے سے بھی بات ہوئی کہ جو Transparency International report آئی ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ایجنڈا ایک روز پہلے آنا چاہئے۔ جب ہم یہاں ایوان میں آتے ہیں تو اُس دن کا ایجنڈا یہاں پر موجود ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ پہلے rules پڑھ لیں پھر مجھ سے بات کرنا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ rules میں ایسا ہی ہو، میں تو rules کے حوالے سے بات نہیں کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: Sorry for that. اگر آپ کر سکتے ہیں تو rules کو change کر لیں۔ رانا صاحب! آپ کی قائدِ حزبِ اختلاف سے کیا بات ہوئی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپوزیشن کی خواہش پر ایوان کی لابی میں قائدِ حزب اختلاف سے ملا ہوں اور اُن سے request کی ہے کہ وہ آئیں اور آ کر ایوان کی کارروائی میں حصہ لیں۔ وہ اب نیچے اپنے باقی دوستوں کے پاس گئے ہیں اور انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ within 5 minutes وہ ایوان میں تشریف لا رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ آج کے ایجنڈے کے مطابق لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونی ہے۔ بحث کا آغاز وزیر قانون کریں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بھی اپوزیشن کے معزز ممبران کو ایوان میں ان کی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی میں حصہ لیتے ہوئے وہ یہاں پر جو بھی تجاویز دیتے اور discussion کرتے ہیں یا کریں گے ان سب پر ہمیشہ ہماری حکومت کی یہ approach رہی ہے کہ اس سے راہنمائی حاصل کی جائے اور governance level or system کو بہتر سے بہتر کیا جائے۔

جناب سپیکر: میں تو آپ کو کل اچھا بھلا چھوڑ کر گیا تھا۔ پتا نہیں میرے بعد کیا ہوا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ جب آپ چھوڑ کر گئے تھے تو جاتے جاتے کچھ کر کے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! کل جو واقعہ ہوا جس پر اپوزیشن نے واک آؤٹ اور احتجاج کیا اس کے بعد آپ نے جو کمیٹی بھیجی تھی اس کمیٹی نے جا کر ان سے بات کی، اس کے بعد لابی میں، میں بھی ان کے پاس گیا اور میں نے بھی request کی تو قائد حزب اختلاف اور دوسرے پارلیمانی لیڈروں کا خیال تھا کہ یہاں ایوان میں کچھ نعرے لگائے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو تو کارروائی کا حصہ بالکل نہ بنایا جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کچھ statements دونوں اطراف سے استعمال ہوئیں جن سے اپوزیشن کے دوستوں کو احتجاج کا موقع ملا یا ان کو بُرا لگا۔ اس طرف بھی ایسا ہی لگا تو وہاں پر یہ بات طے ہوئی ہے کہ سپیکر صاحب کو ہم request کریں۔ میں بھی یہ بات کر رہا ہوں اور اس کے بعد قائد حزب اختلاف بھی بات کریں گے کہ کل کے وہ تمام الفاظ یا کارروائی کا وہ تمام حصہ جس سے کسی طرف یا دونوں اطراف سے اعتراض یا objection پیدا ہوا ہے اس کو آپ expunge کر دیں۔ جب یہ اجلاس شروع ہوا تھا تو ہم نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں بیٹھ کر کچھ lines طے کی تھیں کہ جب ایوان میں discussions ہوں گی یا کوئی کارروائی ہو گی تو اس میں کس کس چیز کو observe کیا جائے گا۔ ان کا دوبارہ جائزہ لیا جائے اور اس کے بعد سپیکر صاحب کو یہ اختیار دیا جائے کہ ان lines یا آداب کو پوری طرح سے ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے چھ ماہ میں تین چار اجلاس ہو چکے ہیں۔ ہمارے دوست جو پچھلے دور میں بھی ایم پی ایز تھے وہ اور میڈیا کے دوست اس بات کی گواہی دیں گے کہ ہم نے کوشش کی کہ code of conduct کے مطابق بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر جن باتوں پر ہماری understanding ہوئی ہم اس کے مطابق ایوان کو چلائیں۔ اس پر بعض اوقات ہماری پارٹیوں کی طرف سے بھی دباؤ پڑا کہ آپ اپوزیشن کا role ادا نہیں کر رہے کہ جس طرح جارحانہ انداز سے بات ہونی چاہئے وہ نہیں ہو رہی۔ ہم نے سب کو realize کرایا کہ اس ایوان کے اندر بیٹھ کر ہم اپوزیشن کا بھرپور کردار ادا کریں گے لیکن ایسی کوئی بات نہیں کریں گے کہ جس سے کسی کی تضحیک کا پہلو نکلے، کسی کی لیڈر شپ پر کیچڑ اچھلے اور اس طرح کی بات ہو کہ ایوان کا ماحول پراگندہ ہو اور smooth running نہ ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رانا صاحب نے جو بات کہی ہے کہ کل اس ایوان کے اندر جو کچھ ہوا، انہوں نے realize کیا اور وہ چل کر آئے بھی ہیں۔ ان سے پہلے دیگر منسٹر صاحبان بھی آئے تھے تو ہم سب دوستوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایوان کی کارروائی میں دوبارہ شریک ہوں گے آپ اس ساری کارروائی، ان تمام الفاظ اور چیزوں کو حذف کر دیں جو کل یہاں پر ہوئے۔

جناب سپیکر: کل کی کارروائی میں ایسے جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کو مکمل طور پر کارروائی کا حصہ نہیں بننے دیا جائے گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جس وقت motion move کی تھی تو اس وقت اپوزیشن موجود نہیں تھی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں دوبارہ motion move کر دوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move for General Discussion on Law and Order.

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ demand تھی کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر بحث کی جائے۔ اس مقصد کے لئے آج کا دن مختص کیا گیا تھا۔ آج اس بحث کے لئے یہاں ایوان میں منسٹر صاحبان، ممبران اسمبلی اور میں بھی موجود ہوں۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور ہوم سیکرٹری بھی آفیسرز گیلری میں موجود ہیں۔ اس بحث میں اپوزیشن اور حکومتی ممبران جو بھی حصہ لیں گے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ جو بھی گفتگو فرمائیں گے اور جو بھی تجاویز دیں گے ان کو نہ صرف note کیا جائے گا بلکہ ان سے راہنمائی حاصل کی جائے گی اس لئے میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ تنقید بالکل اپوزیشن کا حق ہے اور اس تنقید کو نہ صرف برداشت بلکہ اس کا احترام کیا جانا چاہئے اور اس سے راہنمائی حاصل کی جانی چاہئے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں پر وہ اس بات کے اوپر تنقید کریں کہ پولیس جس کا Law Enforcing Agency کے طور پر بشمول دیگر Law Enforcing and Intelligence Agencies کے اپنا ایک main role ہے۔ جہاں پر وہ یہ بات کریں کہ پولیس فلاں فلاں جگہ پر اپنی ذمہ داریوں کے نبھانے میں کمزور رہی ہے تو وہاں پر اس بات کو بھی ضرور خاطر میں لائیں کہ کس جگہ پر پولیس نے فرض شناسی کا بھرپور طریقے سے ثبوت دیا ہے اور کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ میں crime کے جو facts and figures ہیں ان کی detail میں جا کر زیادہ وقت نہیں لینا چاہوں گا لیکن دو تین

main heads پر بات کر کے House open کروں گا تاکہ تمام دوست بات کر سکیں۔اس سال اب تک sectarian terrorism کے کل واقعات 18 ہوئے ہیں اور یہ figure یہ ثابت کرتی ہے کہ comparatively پنجاب ملک کے باقی صوبوں یا حصوں سے محفوظ ہے۔

جناب سپیکر: اللہ محفوظ ہی رکھے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان واقعات میں 32 لوگوں کا جانی نقصان ہوا ہے اور 13 لوگ injured ہوئے ہیں۔ حالانکہ دہشت گردی کے کیسوں میں نامعلوم دہشت گرد ہوتے ہیں لیکن ان 18 واقعات میں سے پھر بھی پولیس اور Intelligence Agencies نے بڑا good work کیا ہے اور سات کیس trace out ہو گئے ہیں۔اس حساب سے دہشت گردوں کو گرفتار کیا گیا ہے اور ان کی interrogation کی گئی ہے جس کے نتیجے میں مزید لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ میں ایک اور بات یہاں کرنی چاہوں گا کیونکہ بعض talk shows اور اخبارات میں بہت بڑا figure آتا رہا ہے بلکہ ایک دن میں سن رہا تھا اور ایک صاحب فرما رہے تھے کہ kidnapping for ransom پنجاب میں 17 ہزار ہوئے ہیں حالانکہ kidnapping کے وہ cases ہوتے ہیں جن میں اکثریت یا 99 فیصد وہ ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ kidnap کا لفظ misuse نہیں ہوتا۔اس میں لفظ abduction ہو گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں abduction بلکہ آپ مجھے اجازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ اگر willful abduction یعنی گھر سے کوئی خود ہی غائب ہو جائے چاہے وہ male ہو یا female تو اس کا بھی مقدمہ abduction or kidnapping میں for the first time درج ہوتا ہے جبکہ بعد میں جب trace ہوتے ہیں تو بہت سارے cases بسلسلہ شادی ہوتے ہیں۔ پہلے abduction کا مؤقف اختیار کیا جاتا ہے جبکہ بعد میں کوئی دوسری صورت نکلتی ہے لہذا kidnapping for ransom کا معاملہ ہے اس میں ٹوٹل اب تک اس سال صرف 112 کیس درج ہوئے ہیں جبکہ پچھلے سال یہ تعداد 134 تھی۔ اس طرح پچھلے سال سے بھی ان کیسوں میں reduction ہوئی ہے اور تقریباً 90 فیصد abductees سے معنوی recover ہوئے ہیں جن کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جا چکا ہے۔ان کیسوں میں ملزمان کو سزا ہوئی ہے لیکن جو لوگ بری ہوئے ہیں وہ تمام کے تمام due to compromise

ہوئے ہیں کیونکہ رجحان یہ ہے کہ جب معنوی برآمد ہو جاتا ہے تو اس کے بعد لوگ پھر pursue کرنے میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے اور compromise وغیرہ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں میاں بیوی کے بھی کئی جھگڑے آ جاتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسی طرح ایک اور سمت قبضہ گروپ کی ہے۔ قبضہ گروپ crime کی دنیا میں ایک ایسی بنیاد ہے کہ اگر اس کو کنٹرول کر لیا جائے تو اس سے کافی کمی آتی ہے۔ پنجاب میں اس بات کو پوری طرح سے وزیر اعلیٰ کی ہدایات پر enforce کیا گیا ہے اور کسی صورت بھی کسی کو یہ allow نہیں کیا گیا کہ وہ زمینوں یا کسی کی پراپرٹی پر قبضہ کرے۔ بہر حال اس سلسلے میں 261 مقدمات درج ہوئے ہیں جن میں سے 717 ملزمان کو گرفتار کر کے عدالتوں میں پیش کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تھانہ کلچر پر بات ہو گی اور اس سلسلے میں یہ کہا جائے گا کہ تھانہ کلچر میں خاطر خواہ بہتری نہیں لائی جا سکی۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ تمام DPO's اور RPO's کی حد تک بہترین دیانتدار اور فرض شناس لوگوں کا after interviews and after Intelligence Agencies کی رپورٹ کی بنیاد پر تقرر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ نیچے کے عملہ میں محکمہ مال، انکم ٹیکس یا دوسرے محکموں میں جتنی کرپشن کی ratio ہے اتنی ہی کرپشن کی ratio یقیناً پولیس میں بھی ہے لیکن یہ کہنا کہ یہاں پر بہت زیادہ ہے اور دوسری جگہوں پر کم ہے تو یہ بات درست نہیں ہے۔ کسی بھی معاشرے میں اچھائی اور برائی کا تناسب اور اس کے جو مختلف segments ہوتے ہیں اس میں وہی تناسب reflect کرتا ہے لیکن اس کو بتدریج بہتر کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اس مقصد کے لئے حکومتِ پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ سب انسپکٹر rank کے بہترین پڑھے لکھے نوجوان جو کم از کم گریجویٹس ہوں ان کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا جائے جس میں کوئی ڈیپارٹمنٹل کمیٹی، گورنمنٹ کی کمیٹی یا کوئی سفارش involve نہیں ہے بلکہ پبلک سروس کمیشن سے clear ہو کر ان لوگوں کو بطور سب انسپکٹر پولیس کا حصہ بنایا جائے۔ انہیں کم از کم ڈیڑھ سے دو سال تک کی ایک بہترین ٹریننگ دی جائے جس میں ان کو تمام علوم یعنی scientific اور دنیا میں جو advance techniques متعارف ہو چکی ہیں ان کے ذریعے سے انہیں اس قابل بنایا جائے کہ وہ ایک بہترین پولیس افسر کا کردار ادا کر سکیں۔ ہمارے تقریباً 308 کے قریب پولیس سٹیشن ہیں جن سے دگنی تعداد میں ہم ان سب انسپکٹروں کو through پبلک سروس کمیشن بھرتی کرنا چاہتے ہیں اور بہترین

trained کرنا چاہتے ہیں۔ پڑھے لکھے نوجوان ایک بہترین ٹریننگ کے بعد بغیر کسی سفارش کے جب وہ اس force کا حصہ بنیں گے اور تھانوں میں جاکر لوگوں کی خدمت کے لئے مامور ہوں گے تو یقیناً اس تھانہ کلچر اور typical تھانیداری اِزم میں فرق آئے گا۔اس معاملہ کو ہم نے شروع کر دیا ہے اور اس سے متعلقہ جن amendments کی ضرورت تھی وہ اس معزز ایوان نے یہاں سے پاس کر دی ہیں۔اس procedure میں تھوڑی دیر اس لئے لگے گی کیونکہ پبلک سروس کمیشن کی اپنی ایک capacity ہے۔ ہمیں یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ آپ ڈیپارٹمنٹل کمیٹی یا حکومتی سطح پر کوئی کمیٹی بنادیں جو اس selection کا عمل فوری طور پر کرلے لیکن اس process میں شروع سے اعتراضات آنے شروع ہو جائیں گے کہ اس میں political interference ہو رہی ہے اور سفارش کی بنیاد پر لوگوں کو رکھا جارہا ہے تو پھر یہ سارا سسٹم suffer کرے گا اس لئے اس میں دیر برداشت کی جاسکتی ہے لیکن اس سسٹم کو ہم شروع سے discredit نہ کریں۔ چونکہ پبلک سروس کمیشن یہ کام اپنی capacity کے مطابق کرے گا اس لئے تھوڑا سا یہ پہلو ضرور ہے لیکن overcome کرنے کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم لوگوں کو یہ کہیں کہ تھانہ کلچر کو ختم کرنے کے لئے ڈیڑھ یا دو سال انتظار کریں۔انسپکٹر جنرل پولیس نے ایک عمل شروع کیا ہے جو چند دنوں میں شروع ہو جائے گا کیونکہ اس کو شروع کئے بھی تقریباً دو ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے مگر اس وقت جو available force ہے جس میں سب انسپکٹر اور انسپکٹروں کی تعداد تقریباً سات آٹھ ہزار ہے ان میں سے comparatively بہترین پندرہ سو کے قریب لوگوں کے بارے کہا گیا ہے کہ آپ ان کو select کریں جن کو ہم چند ہفتوں کی ٹریننگ دیں گے جس کے بعد ان کو پورے confidence سے پولیس سٹیشن پر لگائیں گے، ان کا tenure بھی ensure کریں گے اور بغیر کسی انکوائری کے ان کو وہاں سے تبدیل نہیں کیا جائے گا۔اس سے بھی ہمیں یہ امید ہے کہ جب ہم پولیس سے بہترین لوگوں کو select کر کے سپیشل ٹریننگ کے بعد تھانوں میں لگائیں گے تو comparatively کچھ نہ کچھ تھانہ کلچر میں فرق پڑے گا اور جب یہ فرق پڑے گا تو بعد میں through پبلک سروس کمیشن جو force آئے گی وہ اِن کو succeed کرے گی۔اس طرح سے ہم تھانہ کلچر کے ماحول کو human force level پر کنٹرول کرنے جارہے ہیں۔سب سے زیادہ تفتیش کے نظام کی وجہ سے تھانہ کلچر بدنام ہے کیونکہ اس وقت پولیس کے پاس ماسوائے اس بات کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ وہ ٹارچر کرے یا کسی نہ کسی طرح سے ملزموں کے ساتھ ایسا سختی کا سلوک کرے جس کی بنیاد پر ان سے recoveries کی جا سکیں یا اس کی بنیاد پر ان سے جرم کے خلاف collect evidence کی جا سکے لیکن Forensic

Laboratoryکا جو سسٹم ہے یہ منصوبہ تقریباً ساڑھے تین ارب روپے کی لاگت سے پچھلے تین سال میں مکمل ہوا ہے جو کہ اتنا بہترین پراجیکٹ ہے کہ یہ ایشیاء کا سب سے بڑا اور دنیا کا دوسرا بڑا پراجیکٹ ہے۔Forensic Laboratoryجو پنجاب کی ہے یہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی ضروریات کو پورا کرنے کے قابل ہے۔ وہ کسی بھیcrime seenپر کم از کم پندرہ قسم کیevidence collectکر کے ایک ملزم کو اسcrimeکے ساتھ connectکر سکتی ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں جو ایک rap caseہوا تھا، اسی طرح خانیوال میں ایکstoningکا caseہوا تھا تو اس میںForensic Laboratoryکی مدد سے جب تفتیش کا عمل آگے بڑھایا گیا تو اس caseمیں پولیس کو بہت زیادہ مدد ملی۔Forensic Laboratory functionalہو گئی ہے لیکن ابھی ہم اسے پوری طرح سے ضلع، تحصیل اور تھانہ کی سطح پر لوگوں کو trainedکر سکے ہیں اور نہ ہم اس کیaxesکر سکے ہیں۔ اس سال میں ہماری کوشش ہے کہ کم از کم ضلع اور تحصیل کی سطح پر لے کر جائیں اور جب وہاں تک اس کی پہنچ ہو جائے گی تو اس ملک اور اس صوبے کا جوinvestigationنظام ہے جو کہ اس وقت سب سے زیادہ ناقص ہے اور جس کی وجہ سے پراسیکیوشن مشکل ہے اور اسی وجہ سے عدالتوں میں سزائیں دلوانے کا عمل بہت زیادہtemperہوتا ہے اور lowرہتا ہے تو ان تمام معاملات میں ایک انقلابی تبدیلی اس Forensic Laboratoryکیinterventionسے آئے گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے ٹریننگ کی سہولیات کو پوری طرح سے fundکیا گیا ہے اور C.C.T.Vکیمرہ جو کہ اس وقت ماڈرن تکنیک ہے اور پوری دنیا نے اپنے شہروں کو کیمروں کی مدد سے ایک کمرے میں بند کیا ہوا ہے جہاں پر بیٹھ کر اور دیکھ کر وہcriminalsکو ڈھونڈتے ہیں۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ آپ ایک بندوق یا ڈنڈا دے کر ایک سپاہی کو چوک میں کھڑا کر دیں تاکہ وہ ساری چیزوں پر نظر رکھ سکے۔ اب ماڈرن تکنیک کا وقت ہے اور اس مقصد کے لئے لاہور کا پراجیکٹ تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ ہمارا مزید ارادہ ہے کہ پنجاب کے پانچ بڑے شہروں تک اس نظام کو پھیلایا جائے۔

جناب سپیکر! اسی کے ساتھ میں دو واقعات کا ذکر کروں گا کہ ایک تو محرم الحرام کا کہ بدقسمتی سے راولپنڈی کا واقعہ ہو گیا جس کی وجہ سے ساری محنت اور کامیابی کا پوری طرح سے ذکر نہیں ہو سکا۔ اس مرتبہ سب سے بڑا خطرہ دہشت گردی کا تھا۔ پولیس اورLaw Enforcing Agencies، سول ایڈمنسٹریشن،Cabinet Committeeاور ہمارے منتخب ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کی طرف سے اس مرتبہ اتنی بھرپور محنت ہوئی اور اتنیcollective effortsہوئیں کہ آپ یقین کریں کہ

10 محرم کے دن اڑھائی بجے تک پورا پنجاب اس طرح سے peaceful تھا کہ کسی جگہ پر بھی ایک واقعہ تک نہیں ہوا تھا لیکن اڑھائی بجے کے قریب راولپنڈی میں ایک واقعہ ہوا۔ آپ کے علم میں ہے کہ چونکہ اس واقعہ کے متعلق توجہ دلاؤ نوٹس کل کے لئے pending ہے اور میں اس حوالے سے کل عرض کروں گا تو یہ پوری dedicated/committed efforts ہوئیں اور یہ اسی وجہ سے ہوئیں کہ اس force کو بہتر طور پر trained کیا جارہا ہے، بہتر طور پر equip کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے یہ ممکن ہوا کہ پورے پنجاب میں کوئی بھی واقعہ نہیں ہوا۔ راولپنڈی میں ہونے والے واقعہ کے بعد اسی دن وزیراعلیٰ کے حکم پر میں اور میرے ساتھ آئی جی پولیس، ہوم سیکرٹری اور چیف سیکرٹری صاحبان اور ہماری Cabinet Committee کے ممبر خانزادہ صاحب راولپنڈی پہنچے اور وہاں پر تقریباً ایک ہفتہ رہ کر اس صورتحال کو کنٹرول کیا۔ اس صورتحال کی وجہ سے بھی جو پورے صوبے میں حالات خراب ہونے جارہے تھے تو اس کی وجہ سے بھی کافی کنٹرول ملا اور الحمد للہ اس وقت پورے صوبے میں صورتحال پُرامن ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بات اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ہوں کہ دہشت گردی کا واقعہ کبھی ایسے نہیں ہوا کہ جنوبی یا شمالی وزیرستان سے کوئی دہشت گرد جیکٹ پہن کر چلے اور یہاں پر آکر وہ دھماکا کردے۔ ہمیشہ پہلے ایک نیٹ ورک قائم ہوتا ہے جو کہ اس خودکش حملہ آور یا بمبار کو facilitate کرتا ہے اور جب وہ یہاں پر آتا ہے تو اسے کوئی ٹھہراتا ہے اور کوئی اسے جاکر بتاتا ہے کہ یہ امام بارگاہ ہے، یہ مسجد ہے، یہ دربار ہے اور یہ مارکیٹ ہے تو ان نیٹ ورکس کو توڑنے کے لئے پنجاب پولیس اور انٹیلی جنس ایجنسیوں نے بہترین کام کیا ہے۔ ہم ان چیزوں کو public نہیں کرتے اور فوری طور پر میڈیا میں نہیں لاتے تاکہ investigation کرنے اور further لوگوں کو arrest کرنے کا process متاثر نہ ہو لیکن کوئی دن اور کوئی ہفتہ ایسا نہیں ہے کہ جس میں ہم نے ان نیٹ ورکس کو اور ایسے لوگوں کو گرفتار نہ کیا ہے اور جس کی وجہ سے یہ معاملات پنجاب میں کنٹرول ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! عثمان نامی ایک بڑا دہشت گرد فیصل آباد میں ایک حساس ادارے کے دفتر پر دہشت گردی میں ملوث تھا، اسی طرح سے عبدالنبی اور دیگر بہت سے نام ایسے ہیں جنہیں public کرنا مناسب نہیں ہے لیکن ان لوگوں کو arrest کیا ہے۔ اسی طرح سے تقریباً مختلف ملزمان جو گینگ بنا کر وارداتوں میں ملوث رہتے ہیں تو ان کے اوپر پنجاب میں بھرپور کام ہوا ہے۔ یہاں پر اس مقصد کے لئے gang up کی تعداد تقریباً ایک ہزار 840 تھی جو کہ مختلف ڈکیتیوں اور وارداتوں میں ملوث تھے جنہیں

گرفتار کیا گیا اور ان گینگ کو ختم کیا گیا جبکہ 6ہزار 218 ملزمان کو گرفتار کیا گیا اور تقریباً ایک ارب 61 کروڑ روپے کا مال مسروقہ ان سے برآمد کیا گیا۔ اس کے علاوہ P.Os کے خلاف بڑی مہم چلائی جا رہی ہے۔ اسی طرح سے وہ لوگ جو most wanted تھے، ان کی head money مقرر کی گئی اور ان کے پیچھے پولیس نے پوری طرح سے actively حصہ لیا اور جو لوگ arrest ہوئے انہیں arrest کیا گیا اور جن ملزمان نے مزاحمت کی انہیں جہنم واصل کیا گیا۔ اس سلسلے میں پولیس کے جوانوں اور افسران نے بھی جام شہادت نوش کیا۔ اس طرح سے پنجاب پولیس اور پنجاب حکومت لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال سے پوری طرح آگاہ ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی ideal صورتحال ہے لیکن comparatively اس ملک میں بہتر ہے اور ہم اسے مزید بہتر بنانے کے لئے ان چیزوں کے اوپر جن کا میں نے ذکر کیا ہے، پوری تندہی کے ساتھ عمل کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی اوّلین ترجیح اس صوبے میں امن و امان کی صورتحال کو بہتر کرنا ہے کیونکہ ریاست کی بنیادی ذمہ داری یہی ہے کہ لوگوں کو جان، مال، عزت اور کاروبار کا تحفظ فراہم کرے اور میں معزز ممبران کو یہ یقین بھی دلاتا ہوں اور ان سے اپیل بھی کروں گا کہ وہ اپنی تنقید جو ان کا حق ہے، وہ کریں لیکن ساتھ تجاویز بھی دیں تاکہ ان کی تجاویز سے راہنمائی لیتے ہوئے ہم اس صوبے میں امن وامان کی صورتحال کو مزید بہتر بنا سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: اس سے پیشتر کہ ممبران تجاویز دیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کے صوبے کی حدود جن صوبوں سے ملتی ہیں ذرا ان کو زیادہ چوکس کریں کیونکہ وہاں سے کچھ وارداتیں شروع ہوتی ہیں اور پھر وہ ادھر کو آتے ہیں۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب شروع کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اس بات پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ ایک دو روز سے یہاں پر آپس میں confrontation کا ماحول پیدا ہو گیا تھا اور دونوں جانب سے باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ معاملہ خوش اسلوبی سے طے ہو گیا ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ دونوں طرف جو بھائی اور دوست بیٹھے ہیں وہ معاملات کو پنجاب کی عوام کے مفاد کے لئے آگے لے کر جانا چاہتے ہیں۔ اس بات پر بھی خوشی ہے کہ آج یہاں لاء اینڈ آرڈر پر discussion ہے، آئی جی اور ہوم سیکرٹری دونوں یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ رانا صاحب نے جو محرم کے حوالے سے بات کی ہے میں اس حوالے سے اس کو بھی second کرتا ہوں کہ اس دفعہ کافی محنت ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے بھی محنت کی ہے لیکن میڈیا کو بھی شاباش ہے۔آپ ان کو بھی شاباش دیں جنہوں نے اچھا کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: انہوں نے محنت کی ہے، ظاہر ہے سب مل کر اس میں محنت کرتے ہیں، میرا بہاولپور سے تعلق ہے دو دفعہ ڈی سی او، دو دفعہ ڈی پی او اور ایک دفعہ ڈی ایس پی نے دو تین مقامات پر signal دیا کہ آپ پہنچیں۔ ظاہر ہے سب کو لاء اینڈ آرڈر بہتر ہونا مطلوب ہے اور فرقہ واریت کو سنبھالنا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ راولپنڈی کے واقعہ کو رانا صاحب نے افسوس کے ساتھ ذکر کیا ہے اور سب کو اس پر افسوس ہے۔اس میں جو بھی ٹربیونل بنا ہے اس کی رپورٹ آئے اور اس میں جو بھی lapses ہیں، ظاہر ہے ہم نے بھی براہ راست معلومات لی ہیں۔ اس ملک کے اندر ایک ادارہ ملی یکجہتی کونسل ہے جو دینی جماعتوں پر مشتمل ہے اس میں ایک کمیشن ہے جو آپس میں تعلقات کو بہتر کرنے کے حوالے سے ہے میں اس کا چیئرمین ہوں اس لئے میں نے ساری معلومات لیں، کچھ دوست وہاں پر پہنچے، میں خود بھی وہاں پہنچا اور وہاں جا کر حالات و واقعات کا جائزہ لیا۔ بہر حال اس میں administrative lapse موجود تھا جس کو cover کیا جانا چاہئے اور اس کو دیکھنا چاہئے۔ جو lapses ہوئے اور سُستی ہوئی اس پر punishment بھی ہونی چاہئے تاکہ مستقبل کے اندر اس طرح کا واقعہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: یہ تو punishment نہیں کر سکتے وہ تو عدالت ہی کرے گی اور evidence پر کرے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! آپ یہ بات ٹھیک کر رہے ہیں لیکن جو وہاں پر چیزیں manage کرنے والی تھیں اور جنہوں نے ان چیزوں کو ٹھیک طریقے سے لے کر آگے چلنا تھا اگر انہوں نے سُستی کی ہے تو اُس پر administrative decision ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے کہ رب تعالیٰ نے ہمیں انسان بنایا ہے اور کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** بھی عطا کیا ہے اس کلمے کے پیچھے ایک پورا نظام ہے۔ قرآن ہے، نبی پاکؐ کی ذات ہے اور ان کے ذریعے سے لائی ہوئی شریعت ہے۔ اللہ کے نبیؐ نے جب اس کی دعوت کو پیش کیا تھا تو ایک موقع پر یہ بات کی تھی کہ جب یہ دین قائم ہو جائے گا تو اس میں امن و امان کی یہ کیفیت ہو گی کہ ایک خاتون یمن (صنعاء) سے اکیلی سواری پر چلے

گی جو سونے زیور سے لدی ہوئی ہو گی اس پر زیور اچھل رہا ہو گا اور وہ حرم تک آئے گی لیکن اُس کو راستے میں کوئی بھی میلی آنکھ سے دیکھنے والا نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ کرے ہمارا ملک بھی ایسا ہی ہو جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جب دین قائم ہو گیا اور حضرت عمر مدینہ منورہ رات کو معمول کے مطابق گشت پر تھے انہیں آہٹ ہوئی کہ رات کے اندھیرے میں کوئی مدینہ منورہ میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ خلیفۃ المسلمین لپک کر اُس طرف گئے انہوں نے رات کے اندھیرے میں دیکھا کہ ایک اونٹ آ رہا ہے اور اس پر کوئی سوار ہے۔ آپ نے آگے بڑھ کر اونٹ کی مہار کو پکڑا جس کی وجہ سے وہ رک گیا۔ آپ نے رعب کے ساتھ پوچھا کہ رات کے اندھیرے میں کون مدینہ منورہ میں داخل ہوا جاتا ہے؟ آگے سے اسی رعب کے ساتھ ایک خاتون کی آواز آئی کہ میرے اونٹ کی مہار کو پکڑنے کی کسے جرأت ہوئی ہے کیونکہ اس کو راستے میں کسی نے نہیں روکا تھا۔ جب آپ نے اپنا تعارف کرایا تو وہ سمجھ گئی کہ یہ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئی ہو؟ اُس نے کہا کہ میں یمن (صنعاء) سے آئی ہوں۔ اس پر حضرت عمر فاروق نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ جو پیشین گوئی آقائے نامدار محمد مصطفیٰ ﷺ نے کی تھی وہ اِن کے دور کے اندر پوری ہو رہی ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ دین اسلام کا بنیادی وصف ہے اگر یہ مکمل طور پر نافذ ہو جائے تو اس کے ذریعے سے چیزیں facilitate ہوتی ہیں، بہتر ہوتی ہیں اور اللہ رب العالمین کی برکت اس کے ذریعے سے نازل ہوتی ہے۔ میں اس حوالے سے سب سے پہلے آئین کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ میرے ہاتھ میں یہ آئین پاکستان ہے اس کا سیکشن 2 ہے جس میں لکھا ہے کہ:

Islam shall be the state religion of Pakistan.

جناب سپیکر: آپ اس کا سیکشن 25 بھی پڑھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں آگے آ رہا ہوں اس کا سیکشن (1)227 ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس سے پہلے سیکشن 25 کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کو بھی دیکھتا ہوں۔ میں پہلے (1)227 کی بات کر رہا ہوں اس میں لکھا ہے کہ:

227(1) All existing laws shall be brought in conformity with the Injunctions of Islam as laid down in the Holy Quran and Sunnah, in this part referred to

as the Injunctions of Islam, and no law shall be enacted which is repugnant to such Injunctions.

یہ ہمارے آئین کے اندر لکھا ہے اور اس کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل بنی۔اس کے سیکشن 230(4) میں ہے کہ:

230(4). The Islamic Council shall submit its final report within seven years of its appointment, and shall submit an annual interim report. The report, whether interim or final, shall be laid for discussion before both Houses and each Provincial Assembly within six months of its receipt, and [Majlis-e-Shoora (Parliament)] and the Assembly, after considering the report, shall enact laws in respect thereof within a period of two years of the final report.

جناب والا!اس وقت ملک کے اندر جو نظام قانون ہے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ صریحاً اس آئین پاکستان کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ میں آج آپ کے توسط سے یہ بات حکومت کے ایوانوں کے اندر پہنچانا چاہتا ہوں کہ اس خلاف ورزی کو ختم کیا جائے۔اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹ دے دی ہے جو یہاں اسمبلیوں کے اندر پیش ہوتی رہی ہے اب اگر اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے تو اس کی تمام تر ذمہ داری حکمرانوں اور پارلیمنٹ پر عائد ہوتی ہے۔ایوان کے دونوں طرف جو بھائی دوست بیٹھے ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو endorse کریں۔یہ جو خلاف ورزی ہو رہی ہے یہ خلاف ورزی نہ صرف آئین کی ہے بلکہ جو کلمہ **لآ الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہم نے پڑھا ہے یہ سارا نظام اس کے الٹ چل رہا ہے۔نظامِ قانون انگریز کا ہے اور نظام معیشت سود کا ہے۔اب نظامِ قانون کو لیں تو سورۃ المآئدہ کے اندر رب تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے اور کھل کر کہی ہے۔ظاہر ہے رب کو رب رہنے کے لئے میرے اور آپ کے ووٹوں کی ضرورت تو نہیں ہے۔اس نے سورۃ المآئدہ کی آیت نمبر 44,45 اور 47 میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

جو لوگ میرے بھیجے ہوئے قانون کے مطابق فیصلے نہیں کرتے کافر ہیں۔ ظلمون ظالم ہیں، فاسقون فاسق ہیں۔ یعنی یہ واضح بات اللہ رب العالمین نے اس حوالے سے قرآن میں ارشاد فرمائی ہے اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے صوبے اور ملک کے بارے میں کچھ بتائیں کہ لاء اینڈ آرڈر میں what should they do?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ بنیادی بات ہے اور اب میں اس طرف بھی آتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ٹھیک ہے کہ یہ اپوزیشن جو بات کرتی ہے۔۔

جناب سپیکر: ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جو discussion میں حصہ لیا جاتا ہے یہ کوئی مخالفت برائے مخالفت نہیں ہوتا بلکہ ہم پبلک کے نمائندے ہیں اور grass roots level پر جن چیزوں کو دیکھتے ہیں، سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں ان کو یہاں پر reflect کرتے ہیں۔ ہمارے لوگ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہمارے مسائل اسمبلی کے floor پر اٹھائے جائیں تاکہ اُن کے حل کی کوئی سبیل پیدا ہو لیکن ہمارے ہاں یہ عجیب کلچر بن گیا ہے کہ جو گورنمنٹ کی طرف بیٹھے ہوتے ہیں اُن پر پابندی ہوتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اُدھر کھڑا کر دیتا ہوں اگر آپ چاہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو کیا میں اپنی بات مکمل کر لوں؟

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں آئی جی صاحب سے ملا اور ہوم سیکرٹری صاحب سے بھی علیحدہ ملاقات کی۔ میں یہ بات تنقید کے لئے نہیں کر رہا ہوں کہ ہوم سیکرٹری responsible ہیں یا آئی جی صاحب نے یہ سارا کلچر develop کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دو تین مہینے پہلے لگے ہیں اور ڈیڑھ دو سال میں انہوں نے ریٹائر بھی ہو جانا ہے۔ میں نے ملاقات میں بھی ان سے کہا تھا کہ یہ جو period آپ کو ملا ہے اس کی جوابدہی تو عوام کو کرنی ہے لیکن اللہ کو بھی اس کی جوابدہی کرنی ہے۔ میں جو عملی بات کر رہا ہوں کہ تھانے کے اندر جو بھی شخص داخل ہوتا ہے، ماشاء اللہ کوئی تھانہ ایسا

ہے جہاں پر کلچر نہیں ہے؟شاید میری معلومات میں نہیں ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ تھانے کے اندر اگر کوئی شخص داخل ہوتا ہے تو وہاں پر جو تھانہ انچارج صاحب اور اہلکاران بیٹھے ہوتے ہیں وہ ہر آنے والے آدمی کو ایک "سامی" سمجھتے ہیں۔ مدعی ہو یا ملزم دونوں سے پیسے نکلوانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کی حتیٰ الوسع کوشش ہوتی ہے کہ ہم کچھ نہ کچھ ان کی جیبوں سے نکال لیں، اب یہ کلچر بن گیا ہے۔ میں ماضی کی بات کرتا ہوں، میں تیسری دفعہ پارلیمنٹ میں آیا ہوں۔ جب میں پہلی دفعہ اسمبلی میں آیا تھا اُس وقت جب ڈی آئی جی اور ایس ایس پی صاحبان سے کبھی کسی انسپکٹر یا سب انسپکٹر کے بارے میں بات ہوتی تھی کہ یہ رشوت لیتا ہے اور ٹھیک آدمی نہیں ہے۔ بارہا مجھے یہ تجربہ ہے کہ ڈی آئی جی یا ایس ایس پی صاحبان نے فوراً اپنی ڈائری نکالی اور لکھا کہ میں یہ note کرتا ہوں اور اس کو چیک کروں گا لیکن اب اگر یہ بات کرتے ہیں تو وہاں سے جواب یہ آتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب بات یہ ہے کہ پورے کا پورا معاشرہ گر گیا ہے ہر جگہ کرپشن ہے بلکہ ہر ڈیپارٹمنٹ میں کرپشن ہے لہذا یہ جب سارا کچھ ٹھیک ہو جائے گا تو یہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ دلیل تو ٹھیک ہے مطلب face saving کے لئے اپنی دلیل دی جا سکتی ہے لیکن ہر ایک کو اپنی responsibilities کو سمجھنا چاہئے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس کلچر کو بدلنے کے لئے کوئی دوررس اقدامات کی ضرورت ہے مجھے معلوم ہے کہ ماضی میں میاں محمد شہباز شریف نے اچھے اقدامات کئے۔ وہ بھی اس پر concerned ہوتے ہیں، ان سے بھی میری one to one اس حوالے سے بات ہوئی تھی اور میں نے کہا کہ آپ نے ماضی کے اندر بہت سارے اقدامات کئے، آپ نے تنخوائیں بڑھائیں اور آپ نے equipment بھی بہتر دیا لیکن ان سب چیزوں کے باوجود کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا۔ آپ کی اتنی ساری کوششیں ہیں، آپ بعض مقامات پر پہنچتے بھی ہیں اور کوشش بھی کرتے ہیں لیکن چیزوں کی اصلاح نہیں ہو رہی ہے۔ وقتی طور پر کوئی چیز ٹھیک ہو جاتی ہے لیکن بالعموم پبلک اس تھانہ کلچر سے بالکل تنگ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک دو چیزوں سے ٹھیک ہونے والا نہیں ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ جس طرح پارلیمنٹ میں ممبران بیٹھے ہیں اس پر ایک کمیٹی بنے اور بیٹھ کر اس پر دوررس بات ہو کیونکہ سرکاری محکموں میں تھانہ سب سے زیادہ اہم ہے اس کے اندر بہت سے معاملات آتے ہیں۔ آج کے اخبارات کے اندر ہائیکورٹ کا یہ version تھا کہ اگر تفتیش ٹھیک نہیں ہوتی تو اس کے نتیجے میں فیصلے بھی ٹھیک نہیں ہو سکتے تو یہ بنیادی اہمیت کا ہمارا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کو درست کرنے کے حوالے سے ہمیں اس میں محنت کرنی چاہئے۔ رانا صاحب کہہ رہے تھے کہ قبضہ گروپوں کے حوالے سے اتنے مقدمات ہوئے ہیں یہ اچھی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں

کہ اس کو دیکھنا چاہئے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ یہ قبضہ گروپ تھانوں کی ملی بھگت کے بغیر کام نہیں کرتے۔ ہمارا اس حوالے سے تجربہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ بھی کرتے رہے ہیں؟ تجربہ اس کام کا ہوتا ہے جو کبھی کیا ہو۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر کبھی کروں گا تو انشاء اللہ آپ کو حصہ دوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میرا مطلب ہے مشاہدہ کہہ دیں کیونکہ تجربے اور مشاہدے میں بڑا فرق ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ اس طرح کی ملی بھگت کے بغیر نہیں ہوتا۔ یہ تجربہ ہے کیونکہ ہم لوگوں کو deal کر رہے ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس چیز کی اصلاح ہونی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل اصلاح ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو سنبل کیس ہوا، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جو اس سلسلے میں ٹیم بنی تھی جس میں آئی جی صاحب اور ان کی ٹیم نے دن رات محنت کی لیکن ultimately ابھی تک اس کا کوئی خاص نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اس میں محنت میں کمی نہیں ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ اخبارات کو اٹھا کر دیکھیں تو روز اخبارات کے اندر یہ cases ہوتے ہیں اور اس طرح کے بہت سی بچیوں کے rape کے cases ہوتے ہیں اور وہ رپورٹ نہیں ہوتے۔ لوگ اپنی عزت کی خاطر اس کی رپورٹ نہیں کرواتے کہ پھر نیا سلسلہ چل پڑے گا اور اپنی عزت خراب ہو گی لیکن یہ cases ہو رہے ہیں۔ اس میں، میں پولیس کو allegate نہیں کر رہا ہوں۔ جب واقعہ ہو جاتا ہے تو پولیس نے پھر اس کی investigation کر کے مجرموں کو پکڑنا ہے، identify کرنا ہے، مقدمہ چلنا ہے اور عدلیہ نے سزا دینی ہے پھر deterrence ہو گی لیکن گزارش یہ ہے کہ اس پر ایک study کی ضرورت ہے اور بیٹھ کر اس پر بات کرنے کی ضرورت ہے، کچھ لوگ مل بیٹھیں اور اس کی comprehensive study کریں کہ اس معاشرے کو کس طرف لے جایا جا رہا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ ہمارا جو میڈیا ہے، اس میں جو electronics media ہے ظاہر ہے جو کارکن اوپر بیٹھے ہیں ان کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ ان کو مالکان جو پالیسی دیتے ہیں اور باہر والے پالیسی دیتے ہیں اس کے مطابق ہوتا ہے۔ ہر ٹی وی چینل پر خبر نامے کے اندر ایسے اشتہارات ہوتے ہیں کہ جس میں خواتین شامل ہوتی ہیں، پھر اس طرح کی فلمیں، اس طرح کے ڈرامے اور اس طرح کی چیزیں دکھاتے ہیں جس

میں مرد وزن کا اختلاط ہوتا ہے،اس طرح کے معاملات میں کسی ڈاکو یا ڈکیت کو ہیرو بنا کر دکھاتے ہیں اس سے instigation ہوتی ہے اس کو بھی چیک کرنے کی ضرورت ہے۔اس کے لئے مل بیٹھ کر سوچنا چاہئے کہ ہم معاشرے کو کس طرف لے کر جارہے ہیں۔یہ اتنا simple معاملہ نہیں ہے کہ چیف منسٹر صاحب ایک rape والے case میں پہنچیں اور اسی کو لے کر چلتے رہیں۔اس کا ایک پارٹ تو ٹھیک ہے لیکن بات یہ ہے کہ اس پر ایک comprehensive strategy بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ multidimensional وجوہات ہیں اس وقت معاشرے کے اندر جو اخلاقی انحطاط ہے اس کے علاوہ سٹریٹ کرائم بہت بڑھ گیا ہے اور میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح rape کے cases رپورٹ نہیں ہوتے اسی طرح 80 فیصد سٹریٹ کرائم تھانے میں رپورٹ نہیں ہوتے۔جس کا موبائل چھینا جاتا ہے یا پانچ یا دس ہزار روپے جیب میں سے نکل جاتے ہیں وہ سمجھتا ہے کہ اب میں تھانے جاؤں گا اس کی رپورٹ کروں گا تو investigation کے لئے تھانیدار آجائے گا اور وہ کہے گا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلائیں۔یہ ساری چیزیں عملی طور پر نیچے ہو رہی ہوتی ہیں پھر لوگ سمجھتے ہیں کہ اب پانچ یا دس ہزار کا نقصان ہو گیا، کوئی بٹوا نکل گیا یا موبائل کسی نے چھین لیا ہے بس چھوڑو دفعہ کرو اللہ کو یہی منظور تھا۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ ان کو کوئی positive تجویز دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اس میں positive تجویز ہے کہ ہمیں اس پر سوچنا ہے کہ بحیثیت مجموعی اس کی کیا وجہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کچھ suggest کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں suggest کر رہا ہوں۔DPO اور RPO صاحب سے discussion ہوئی ہے اور میں خود اس پر convince ہوں کہ اس وقت جو ملک کی معاشی صورتحال ہے اور بے روزگاری ہے۔میرے پاس ایم اے پاس نوجوان آتے ہیں اور وہ مجھے کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ہمیں ٹی ایم اے میں آپ جمعدار لگوا دیں۔میں نے دو تین بچوں سے پوچھا کہ آپ جمعدار لگیں گے،آپ نے ایم اے کیا ہے آپ پر والدین کا اتنا خرچہ آیا ہے تو کہتے ہیں کہ نوکری نہیں ہے۔ہم گٹر کے اندر گھس جائیں گے،ہم سڑکوں پر جھاڑو دے لیں گے،ہم صاحب کا واش روم صاف کر دیں گے یہ سب کام ہم کریں گے لیکن ہمیں نوکری چاہئے۔یہ آخری حد ہے اس کے بعد اگر آپ معاشی نمو نہیں کریں گے اور روزگار کے مواقع پیدا نہیں کریں گے،مجھے احساس ہے کہ 100 فیصد نوجوان سرکاری شعبے کے اندر نہیں کھپ سکتے ہیں لیکن آپ کو ملکی معاشی حالت کو بہت ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے جس کے

نتیجے میں جب نوجوان روزگار میں جائے گا تو میں عرض کرتا ہوں کہ سٹریٹ کرائم میں بھی کمی ہو گی۔ میں آپ کی خدمت میں یہ positive بات کر رہا ہوں اس پر محنت کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کی بات کو appreciate کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں، میں اگلی بات terrorism کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں، یہ سب سے بڑی بات ہے۔ فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو terrorism کا معاملہ ہے اس میں تمام modalities خود کش بمبار اور دھماکے سب کچھ ہیں۔ یہ اس ملک کے اندر کب سے شروع ہوئے ہیں؟ یہ 9/11 کے بعد شروع ہوئے ہیں۔ جب سے امریکہ اپنی 46 ملکی اتحادیوں کی فوج کو لا کر physically خود افغانستان میں آن وارد ہوا اس کے بعد یہاں پر حالات خراب ہو گئے ہیں اس سے پہلے یہاں پر کوئی خود کش بمبار تھے نہ دھماکے تھے بلکہ کچھ بھی نہیں تھا۔ ہم اس مشکل کے اندر پھنس گئے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اس terrorism کی جنگ کے اندر جو لاء اینڈ آرڈر کی خرابیاں ہوئی ہیں وہ اپنی جگہ ہیں۔ اب گورنمنٹ کے statistics کم و بیش اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ 100 بلین ڈالر جو کہ اس غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی اس جنگ پر لگ چکی ہے۔ ہمیں نتیجے میں کیا حاصل ہوا ہے کہ افواج پاکستان اور جنرل پبلک کے شہداء ہیں اور امریکہ مسلسل ڈرون کے ذریعے حملے کر رہا ہے جس پر ہمارا تین دن سے اسمبلی کے اندر جھگڑا چل رہا ہے تو ہمیں اس پالیسی کو review کرنے کی ضرورت ہے۔ خدا کے لئے ہمیں اس جنگ سے باہر آنا چاہئے۔ ہم امریکہ سے کیوں ڈرتے ہیں سپریم پاور تو اللہ کی ذات ہے۔ انشاء اللہ جب ہم اللہ پر بھروسہ کریں گے تو رب تعالیٰ ہمیں ان مشکلات میں سے نکالے گا۔ ہم دو اور دو چار کر کے نتیجہ نکالتے ہیں اور رب کو اس میں سے نکال دیتے ہیں۔ اس میں اگلی بات میں یہ عرض کروں گا کہ اگر terrorism ہوتی ہے تو پولیس کو straightaway allegate کرتے ہیں یہ غلط ہے۔ پولیس کا کام تو visible enemy کو contest کرنا ہے، اس کا مقابلہ کرنا ہے، اس کو پکڑنا ہے اور جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کے علاوہ ہو جاتا ہے۔ اصل میں خرابی یہ ہے کہ ان چیزوں کی foresee کرنا، یہ کام intelligence agencies کا ہے جو اس وقت بالکل اتنی منہ زور ہیں کہ پرائم منسٹر کے حکم کو خاطر میں لاتی ہیں نہ چیف جسٹس کی چیخ و پکار کسی کام آتی ہے، ان کا کام ہے کہ یہ پہلے بتائیں۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے، آپ میری بات سُنیں۔ جو کچھ وہ جانتے ہیں وہ میں اور آپ نہیں جانتے۔ مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: چلیں، یہ آپ کا point of view ہے۔ میں آپ کی بات سے بھی agree کرتا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ ایجنسیوں کا کام ہے کہ یہ رپورٹ کریں۔ آج سے پانچ، چھ سال پہلے کی بات ہے، بہاولپور میں ایک میٹنگ تھی اس میں اتفاق سے ڈسٹرکٹ ہیڈ نے ایجنسیوں کو بھی بلایا ہوا تھا ساری رپورٹ پیش ہوئی، ساری باتیں ہو رہی تھیں، ایس ایس پی صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے کہا کہ یہ چھ، سات ایجنسیوں کے کرنل کمانڈنٹ، آئی ایس آئی کے بیٹھے ہیں، ایم آئی کے میجر بیٹھے ہیں اور باقی ایجنسیاں بھی ہیں کیا انہوں نے آپ کو کسی بڑے دہشت گرد یا اس طرح کے جو بڑے مجرم ہیں ان کی بھی کبھی beforehand نشاندہی کی ہے؟ اخبارات میں صرف یہ خبر آجاتی ہے کہ پنجاب میں اتنے دہشتگرد داخل ہو گئے ہیں۔ کیا انہوں نے آپ کو کبھی اس حوالے سے کوئی نشاندہی کی ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں، آج تک انہوں نے ہمیں کچھ نہیں بتایا۔

جناب سپیکر: جی، وہ کوارٹرز ہوتے ہیں جہاں انہوں نے بتانا ہوتا ہے وہ ہر ایک کو نہیں بتاتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: وہ کرتے کیا ہیں؟ وہ صرف سیاستدانوں کی، اپوزیشن کی ڈائریاں بناتے رہتے ہیں کہ یہ صبح کب نکلتے ہیں، رات کو کب نکلتے ہیں، کب پہنچے ہیں، کون سی گاڑی میں بیٹھے ہیں، کس کو ملے ہیں؟ ان کو یہی کام ملے ہوتے ہیں ان کا جو اصل کام ہے وہ نہیں کرتے۔ اس کو بھی rectify اور renovation کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ میں بات کو ختم کرتے ہوئے دفعہ 182 کی طرف آتا ہوں۔ بہت سارے جھوٹے مقدمات تھانوں میں درج ہوتے ہیں۔ اس بحث کو چھوڑتے ہوئے کہ کیسے درج ہوتے ہیں، جب مقدمہ درج ہو جاتا ہے تو پھر کافی تگ و دو کے بعد جس میں جائز و ناجائز، قانونی و غیر قانونی تگ و دو شامل ہوتی ہے، پیسے بھی دینے پڑتے ہیں، دباؤ بھی ڈالنا پڑتا ہے، فون بھی کرنے پڑتے ہیں بعض اوقات خود بھی جانا پڑتا ہے اس کے بعد وہ مقدمہ خارج ہو جاتا ہے اور ایک بڑی مصیبت سے مدعی گزرتا ہے جس پر جھوٹا مقدمہ درج ہوا ہوتا ہے اب اس کے بعد دفعہ 182 لگ جاتی ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آئی جی صاحب یہاں پر کوئی ریکارڈ پیش کریں کہ آج تک دفعہ 182 کے تحت کتنے لوگوں کو سزا ملی ہے؟ میرے خیال میں کوئی سزا نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: آپ سوال دیں گے تو پھر ہم جواب لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں سوال بھی پوچھ لوں گا۔ابھی میں صرف بات کر رہا ہوں کہ اس میں کسی کو کوئی سزا نہیں ہوتی۔اب یہ بات تو positive ہے اس کو وزیر قانون صاحب دیکھیں۔

جناب سپیکر: سزا انہوں نے نہیں دینی ہوتی وہ عدالت میں جاتے ہیں،اس کا کلندر ابنتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔ میں یہ suggest کرتا ہوں کہ جس دفعہ کے تحت، جس قانون کے تحت یا جن دفعات کے تحت کوئی شخص غلط مقدمہ درج کرواتا ہے اور پھر وہ خارج ہوتا ہے تو انہی دفعات کے تحت، دفعہ 182 کو چھوڑ دیں،انہی دفعات کے تحت غلط پرچہ درج کروانے والے کے اوپر بھی مقدمہ درج کیا جائے۔ ہمیں اس پر legislation کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: تو اس پر legislation کریں۔ You are legislators.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ اسمبلی کا کام ہے کہ اس حوالے سے جو public grievances ہیں ان کو address کرنے کے لئے ضروری قانون سازی کی جائے۔ابھی بھی ہمارے قانون میں لکھا ہوا ہے کہ جو حوالدار کا گھوڑا ہو گا اس کو آٹھ آنے راتب ملے گا اور جو سپاہی کا گھوڑا ہو گا اس کو چار آنے راتب ملے گا یہ جو کرنے والے کام ہیں ہمیں اسے کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! آخر میں ، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ بعض اوقات پولیس کا استعمال سیاسی معاملات میں کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کتنی بار آپ آخر کریں گے ؟آپ کی طرف سے یہ تیسری بار آخر ہو رہا ہے۔(قہقہہ)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ عرض کروں گا کہ پولیس کو politically استعمال کیا جاتا ہے۔

MR SPEAKER: No, not at all. Not in this age.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کا ظرف بڑا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، مجھے ایسا نہیں لگتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ سب کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور ایسی کوئی بات نہیں سُنتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ پھر کوئی ایسی مثال لے آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ابھی بتاتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ پچھلے ایک ہفتہ سے پنجاب یونیورسٹی میں ایک معاملہ چل رہا ہے اور اس حوالے سے جو کچھ ہو رہا ہے، اس گند کے اندر میں پتھر نہیں پھینکنا چاہتا، جو پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مجاہد کامران صاحب کرتے ہیں اور کرواتے ہیں، گزارش یہ ہے کہ ابھی پچھلے دِنوں جو کچھ بھی ہوا اس کی تفصیل بڑی لمبی ہے۔ میں اس حوالے سے رانا مشہود احمد خان صاحب کے ساتھ بیٹھ کر بات بھی کروں گا۔ اس حوالے سے معاملات کو ٹھیک ہونا چاہئے اور یہ جو معاملہ چل رہا ہے اس کو مسلسل الجھایا جا رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، الزام تراشی غلط ہوتی ہے میں اس کو پسند نہیں کرتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ پولیس کو استعمال کرتے ہوئے مقدمات درج کئے گئے اور طلباء پر ATA-7 لگا دی گئی، طلباء پر ATA-7 کے تحت آٹھ مقدمات درج کئے گئے مگر جب وہ عدالت میں پہنچے ایک لمحے میں جج صاحب نے اس معاملہ کو سمجھ لیا اور انہوں نے یہ آرڈر جاری کیا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: چلیں، جو عدالت نے فیصلہ کیا ہے اس پر ہم کیا comments کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: یہ جو دفعہ ATA-7 لگی ہے، یہ ناجائز لگی ہے اس کو خارج کیا جائے اور ان کو دفعہ 30 کے تحت اور باقی دفعات کے ساتھ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔ آپ نے مجھ سے عرض کیا تھا ناں کہ مثال لے کر آئیں تو میں آپ کی خدمت میں پرسوں کی نقد مثال دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ پولیس افسران بحیثیت مجموعی جو افسران کی lot ہے، جو سی ایس پی افسران ہیں وہ اس حوالے سے بہتر ہیں، وہ کام کو manage کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ جو اس حوالے سے intrigue ہوتی ہے، یہ درست نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حالات ان کے ذریعے بھی بہتری کی طرف مائل ہو سکتے ہیں لیکن ایسا ہوتا نہیں ہے۔ اگر آپ کہیں گے تو میں اس پر ایک گھنٹہ بات کر سکتا ہوں اس حوالے سے بہت سارے مقدمات ہیں۔

جناب سپیکر: کیا میں آپ کو ایک گھنٹہ بات کرنے دوں؟ یہ ایوان صرف آپ کا اور میرا تو نہیں ہے۔ یہ دوسروں کا بھی ہے، ان کا بھی حق ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میری ساری گفتگو میں پانچ، دس منٹ تو آپ نے بھی لئے ہیں۔ اس کے لئے میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں، آپ اس میں مدد کرتے رہے ہیں۔(قہقہہ)

میں یہی گزارش کروں گا کہ یہ ساری باتیں تنقید برائے تنقید نہیں ہیں۔ ہم پبلک کے ساتھ بیٹھتے ہیں، پبلک کے معاملات کو face کرتے ہیں اور جو پولیس کی مشکلات ہیں وہ بھی میرے علم میں ہیں۔ جیسا کہ duty hours، اس پر کئی دفعہ پہلے بھی بات ہوئی ہے۔ ان کو آپ آٹھ گھنٹے کی ڈیوٹی کے لئے تنخواہ دیتے ہیں مگر ڈیوٹی چوبیس گھنٹے کی لیتے ہیں۔ اب ایک انسپکٹر مجھے بتا رہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب اگر میں کسی ڈکیت کا پیچھا کرنے کے لئے تین دن اور تین راتوں سے محنت کر رہا ہوں، اس کو پکڑ کر لے آتا ہوں اور چوتھے دن اگر میں اپنی وردی اُتار کر دو تین گھنٹے سونے کے لئے لیٹا ہوں تو ڈی پی او صاحب کا فون آئے گا کہ ڈیوٹی پر حاضر ہو وہ میری بات سُننے کے لئے بالکل تیار بھی نہیں ہوں گے کہ میں نے تین دن اور تین راتوں سے آرام نہیں کیا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مجھے آجانا چاہئے اور جو میں اگلا آرڈر کروں اس کے لئے حاضر ہونا چاہئے۔ یہ چیزیں کس نے address کرنی ہیں؟ ان کے duty hours کو آپ صحیح طریقے سے دیکھیں۔ اس کے علاوہ posting and transfers میں پسند ناپسند اس طرح کی بھی چیزیں ہوتی ہیں اب اگر ایک ایس ایچ او لگتا ہے، ڈی ایس پی لگتا ہے اور اس کو لگے ہوئے ابھی چار پانچ دن ہوتے ہیں یا چار مہینے ہوتے ہیں تو آرڈر آجاتا ہے کہ اس کو تبدیل کرو اور اس کی جگہ نیا بندہ آجاتا ہے، اس کی فیملی کہاں پر ہے، اس کے بچے کہاں تعلیم حاصل کریں گے؟ کوئی یہ دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ان کی کارکردگی میں hindrance create کرتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بھی redress کرنے کی ضرورت ہے۔ جب آپ ان سے سارا کام لینا چاہتے ہیں اور ان کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں تو ان کی مشکلات یا پریشانیوں کا بھی ازالہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کے حکم پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں، آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: شکریہ

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میرے پاس جناب احسن ریاض فتیانہ کا نام لکھا ہوا ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!میں پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی، ٹھیک ہے آپ پیپلز پارٹی کی طرف سے ہی بات کریں گے لیکن میرے پاس جو ناموں کی لسٹ ہے اس کے مطابق آپ کا نام میرے پاس نہیں ہے۔جناب احسن ریاض فتیانہ!اس بات کا خیال رکھئے گا کہ میں نے ٹھیک چار بجے اجلاس ختم کر دینا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!اگر آپ کہتے ہیں تو پہلے ختم کروا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر:دیکھیں،دوسرے صاحبان بھی ہیں،انہوں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!یہ انتہائی important topic ہے۔

جناب سپیکر:آپ positive بات کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میں اس ایوان میں positive بات کرنے کے لئے ہی موجود ہوں۔ہم اس ایوان میں اسی لئے اکٹھے ہوتے ہیں تاکہ اس صوبے کو آگے لے کر چل سکیں اور positive بات کریں لیکن مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا کہ آج اتنا important topic ہے اور ہم کتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں؟اپوزیشن سے بھی اور حکومتی بنچوں سے بھی دونوں اطراف سے جو ممبران کی سنجیدگی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر:ابھی اور بھی جا رہے ہیں،پھر آپ کیا کریں گے؟(قہقہہ)

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!آپ ایوان کے Custodian ہیں یہ چیز آپ کو دیکھنی چاہئے کہ ممبران کی تعداد پوری ہو۔

جناب سپیکر:.No, I can't bound them آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ بات کریں۔اگر کوئی indication دینا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!seriousness of the House تو یہ ہے کہ ممبران ایوان میں موجود ہوں۔

جناب سپیکر:جی،آپ کی بات ریکارڈ ہو رہی ہے اور باقاعدہ طور پر کارروائی کا حصہ بن رہی ہے۔آپ اپنی بات کریں،ہم اس کا جواب لیں گے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ اپیل ہے کہ آپ براہ مہربانی لاء اینڈ آرڈر پر بحث کل پر لے جائیں کیونکہ آج ہمارا کورم incomplete ہے۔

جناب سپیکر: لو جی، انہوں نے کورم point out کر دیا ہے، ان کی مرضی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی اور معزز ممبر کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ یہاں پر جو بھی تجاویز دینا چاہتے ہیں ان کو نوٹ کرنے کے لئے آفیسرز گیلری میں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے افسران بھی بیٹھے ہیں۔ اس سے پہلے ہوم سیکرٹری اور آئی جی (پی) خود بیٹھے ہوئے تھے۔ میں یہاں پر موجود ہوں، باقی ممبران جنہوں نے یہاں پر تجاویز نہیں دینی یا تقریر میں حصہ نہیں لینا ان کا یہاں پر موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس وقت کوئی legislation تو نہیں ہو رہی۔ ان کا یہاں پر موجود ہونا ضروری نہیں ہے، صرف یہاں پر نہ ہی کسی اور اسمبلی میں بلکہ پوری دنیا میں یہاں تک کہ جو Mother of Parliament ہے وہاں پر بھی یہ ضروری نہیں ہوتا جن لوگوں نے تجاویز نہیں دینی یا جنہوں نے proceeding میں حصہ نہیں لینا وہ اپنا وقت کسی اور جگہ پر زیادہ بہتر طریقے سے خرچ کر سکتے ہیں۔ یہاں پر جو صاحبان بیٹھے ہیں جو تجاویز وہ دیں گے گورنمنٹ بھی ان کو نوٹ کرے گی، ڈیپارٹمنٹ بھی ان کو نوٹ کریں گے اور ان سے راہنمائی حاصل کریں گے۔ اس بات کو اس طرح سے interpret کرنا کہ یہاں پر کوئی موجود نہیں ہے یا seriousness نہیں ہے تو یہ بات مناسب نہیں ہے۔ ہاں legislation ایک ایسا عمل ہے کہ اس میں ایوان کو in quorum ہونا چاہئے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا! میں یہاں پر عرض کرنا چاہوں گا کہ کورم کی نشاندہی کرنا پارلیمانی پریکٹس میں ہے۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا! کورم کی نشاندہی کرنا پارلیمانی روایت میں شامل ہے۔ یہ سب کچھ پارلیمنٹ کی history میں ہے اور آپ نے بھی دنیا کی بہت سی Parliaments دیکھی ہوئی ہیں، ماشاء اللہ آپ کا بڑا تجربہ ہے. This is a bad practice.

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔.It is bad and at least not good for you آپ کا نام کل بھی نہیں آئے گا.This I tell you انہوں نے کورم کی نشاندہی کی ہے۔۔۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے آج۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے اگر بحث کا آغاز نہیں کیا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو independent ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے، اسی طرح یہ بھی کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے لیکن یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: بہر حال.It is not a good practice

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اپوزیشن کی ڈیمانڈ پر ہی لاء اینڈ آرڈر پر بحث رکھی گئی ہے اور اس میں وقت کا تعین بھی ہوا، اپوزیشن نے اس پر بحث کرنی ہے، اس ایوان کی روایت ہے کہ وقفہ سوالات میں، تحاریک التوائے کار میں، عام بحث میں اپوزیشن کے ایجنڈے پر جب بات ہو رہی ہو تو کبھی بھی کورم point out نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: لیکن اب انہوں نے کورم point out کر دیا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ میری عرض سن لیں کہ یہ بحث اپوزیشن کا ہی ایجنڈا ہے اور ان کے کہنے پر یہ بحث ہو رہی ہے۔ اگر انہوں نے اسی طرح سے ہی جان چھڑانی ہے، اپوزیشن لیڈر پہلے ہی دوڑ گئے ہیں اب انہوں نے دوڑنا ہے تو پھر کل کا دن اس مقصد کے لئے مختص نہیں کیا جائے گا اور میں اس کی مخالفت کروں گا۔

جناب سپیکر: وہ جو میرے پاس آپ نے میٹنگ رکھی ہے وہ کتنے بجے رکھی ہوئی ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!کل اجلاس شروع ہونے سے پہلے کر لیں لیکن کل کا دن پھر لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے مختص نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر:ایسی بات کرنے کی ابھی ضرورت نہیں ہے،بعد میں بیٹھ کر دیکھ لیں گے۔

جناب محمد سبطین خان:جناب والا!میں نے بھی کچھ گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر:آپ نے کورم کی نشاندہی کی ہے؟

جناب محمد سبطین خان:نہیں۔

جناب سپیکر:میں گنتی کروانے لگا ہوں۔This is not good.اب میرے کان میں آواز آ چکی ہے میں کیسے اس کو نکال سکتا ہوں؟.While I am sitting here

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جب تک کورم کی کوئی نشاندہی نہ کرے۔

جناب سپیکر:کر دی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! انہوں نے تو بات کی ہے،نشاندہی نہیں کی۔

جناب سپیکر:نہیں،کر دی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! آپ ان سے پوچھ لیں۔

جناب محمد سبطین خان:جناب سپیکر!صرف بات کی ہے،کورم کی نشاندہی نہیں کی۔ان کا یہ ایک point of view تھاand he is independent memberآپ یہ دیکھ لیں کہ ہم اپوزیشن کے لوگ ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:وہ کہیں کہ میں نے اس سے متعلق جتنے الفاظ ادا کئے ہیں وہ واپس لیتا ہوں پھر میں آپ کی بات مانوں گا۔

جناب محمد سبطین خان:جناب والا!آپ countingمت کروائیں وہ ان کا point of viewتھا،وہ گورنمنٹ اور اپوزیشن دونوں کے attitudeکی بات کر رہے تھے،وہ دونوں کے رویوں کی بات کر رہے

تھے۔ان کا یہ مطلب تھا کہ ہم لاء اینڈ آرڈر کو آگے چلانا چاہ رہے ہیں۔صرف seriousness کا مطلب تھا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!اگر آپ نے میری بات غور سے سنی ہو، میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہماری seriousness کتنی ہے اور دونوں sides of the House کی seriousness کتنی ہے ؟یہاں پر ایوان کے تقدس اور اہم مسئلے کا کسی کو کوئی لحاظ ہی نہیں ہے۔ہمارے ممبران کی اتنی تعداد بھی نہیں ہے کہ ہم آگے کی طرف چلتے لیکن اس کے باوجود such as ابھی تک کورم point out نہیں کیا۔

جناب سپیکر: چلیں!بس ٹھیک ہے آپ نے اپنے الفاظ واپس لے لئے۔اگر آپ نے کوئی ایسی بات کی ہے تو اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جی، کیا فرمایا ہے ؟

جناب سپیکر: آپ دونوں حضرات میں سے کسی ایک نے ایسی بات کی ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا!ہم نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی بات واپس لے لی، بس ٹھیک ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا!میں نے نہیں کی۔

جناب سپیکر: نہیں، میں اُن کی بات کر رہا ہوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب والا!میں اس وقت اپنی بات ابھی continue کر رہا تھا۔

جناب سپیکر: اگر اب آپ بولنا چاہتے ہیں تو بولیں اور اپنی تقریر شروع کریں۔پانچ سات منٹ میں آپ کو اپنی بات کو ختم کرنا ہو گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!آپ میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: یہ میں آپ کو بتا دوں کہ میں نے چار بجے کے بعد آپ میں سے کسی کی بات نہیں سننی۔

جناب محمد سبطین خان: کل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: کل کا میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔جی، فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر ایک ایسی چیز ہے جو کہ ہر کسی کو نظر آ رہی ہے کہ اس ملک کے اندر دن بدن صورتحال بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ یہ تو کہنا آسان ہے کہ صورتحال بدتر ہو رہی ہے لیکن ہمیں بنیادی طور پر اس کی وجوہات کو بھی تلاش کرنا ہو گا کہ یہ صورتحال کیوں بدتر ہوتی جا رہی ہے؟ اگر دیکھا جائے کہ مہنگائی اتنی ہو چکی ہے کہ عام آدمی کو دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں رہی، جب دو وقت کی روٹی ہی میسر نہ رہے تو کوئی بھی آدمی پھر باہر نکلنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ باہر نکلے اور کسی نہ کسی طرح اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان سب چیزوں کو مدنظر رکھا جائے، مہنگائی تو ایک different topic ہے جس پر پورا دن بات ہو سکتی ہے۔ اگر میں اس کو لاء اینڈ آرڈر کی طرف continue کر لوں تو اس کی ایک بڑی وجہ عوام تک انصاف کا نہ پہنچنا بھی ہے کیونکہ اس وقت کرپشن آسمان تک پہنچی ہوئی ہے، کرپشن کیوں آسمان تک ہے؟ وہ political postings کی وجہ سے آسمان پر ہے۔ دیکھا جائے کہ اس کے اندر جو political interference ہوتی ہے اور لوگوں کو ان کے اپنے ڈسٹرکٹ کے اندر as a police officer تعینات کر دیا جاتا ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اعلیٰ سطح سے لے کر چھوٹی سطح تک، انسپکٹر سے لے کر کانسٹیبل تک اپنے اپنے ہوم ڈسٹرکٹ میں تشریف فرما ہیں۔ جب وہ ان عہدوں پر اپنی ہی تحصیل میں آ کر لگ جاتے ہیں، لوکل تھانوں میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں تو وہ اپنے personal vendetta کے اوپر آ جاتے ہیں۔ وہ اس چیز کو بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے کس چیز کا oath اٹھایا تھا اور انہوں نے اس وردی کو کس چیز کے لئے پہنا تھا۔ وہ اپنی وردی کے تقدس کے ساتھ اس عوام کے حقوق کو لوٹتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا جو behaviour ہوتا ہے اس سے بھی ان پر عوام کا faith اٹھتا جا رہا ہے۔ ہم نے ماڈل تھانوں کے نام پر کروڑوں اربوں روپے کے تھانے تو بنا لئے ہیں لیکن کیا ہم پورے پنجاب کے اندر وہ ماڈل تھانے مہیا کر سکے ہیں؟ ہمیں ماڈل تھانوں کی نہیں؟ ہمیں ماڈل پولیس آفیسرز کی ضرورت ہے، ہمیں model law enforcement officers کی ضرورت ہے جو ایسے ہوں جن کی لوگ مثال دے سکیں۔ آگے میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اسی کو ہی دیکھ لیں راولپنڈی کی example میرے معزز colleague نے پہلے ہی دے دی تھی جو کہ bad governance کی بہت اچھی مثال ہے۔ میں اس کے علاوہ اپنے حلقہ کی ایک example quote کر دیتا ہوں کہ دو اڑھائی ماہ پہلے وہاں پر ڈکیتی ہوئی۔ اس ڈکیتی کے اندر ایک سنار کی دکان لوٹی گئی اور وہاں پر ایک سبزی فروش کا قتل کر دیا گیا۔ عوام نے مشتعل ہو کر ایک ڈاکو مار دیا اور دوسرا پولیس کے حوالے کیا۔ بعد میں انکوائری میں علم ہوا اور مجھے بڑے

افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اس قانون کا محافظ تھا جو ڈکیتی کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ جب اس قانون کے محافظ ہی ہمیں لوٹنا شروع کر دیں گے تو پھر ہمارا کیا ہو گا؟ صرف یہی نہیں بلکہ ایک بہت بڑا main issue ہے جو کہ آج کل آ رہا ہے میں نے ایک دفعہ آئی جی صاحب سے ملاقات میں بھی انہیں point out کیا کہ ہم لوگ۔۔۔(قطع کلامی)

جناب سپیکر: پہلے مجھے یہ بتائیں کہ میں آپ کی بات سنوں یا ان کی سنوں؟ بڑا افسوس ہے۔جی، فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: ہم لوگ سوئی گیس کی چوری کے نام پر، واپڈا کی چوری کے نام پر ایسے ایسے جعلی پرچے دیتے ہیں اپنے postal vendetta پر political victimization کرتے ہیں ہمیں انہیں فوراً روکنے کی ضرورت ہے۔اگر آپ کو میری اس بات پر یقین نہ ہو تو آپ فیصل آباد ضلع کا صرف یہی ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں کہ وہاں پر پہلے کتنی فیکٹریوں پر پرچے دیئے گئے اور ان میں سے کتنی ابھی چل رہی ہیں یا تو وہ رشوت لے کر چل رہی ہیں یا پھر وہ جعلی پرچے دیئے گئے تھے۔یہ تو وہاں کے افسران ہی بہتر decide کر سکتے ہیں کہ انہوں نے وہاں پر رشوتیں لیں یا انہوں نے جعلی پرچے دیئے۔

جناب سپیکر!لاء اینڈ آرڈر تب تک ٹھیک نہیں ہو گا جب تک قانون کے ٹھیکیدار اس کو ٹھیک نہیں کرنا چاہیں گے تو پھر بات وہیں جا کر پھنس جائے گی جہاں سے ہم شروع ہوئے تھے ہمیں ایسی قانون سازی کرنے کی ضرورت ہے کہ جو کرپٹ افسران یا کرپٹ کانسٹیبلان ہیں یہ نہیں کہ ان کے خلاف انکوائری لگا دی جائے اور وہ انکوائری میں مدعی کو ڈرا دھمکا کر بٹھا دیں۔جب ان کی انکوائری لگے یا ان کی investigation ہو تو انہیں وہاں سے فارغ کر دینا چاہئے۔آئی جی صاحب کو بھی کہنا چاہئے اور ہم سب کو بھی اس چیز پر غور کرنا چاہئے کہ کوئی بھی بندہ اپنی home Tehsil or home district کے اندر تعینات نہ ہو۔جب وہ باہر تعینات ہوں گے تو ٹھیک ہے ان کو تھوڑی difficulty ہو گی لیکن حکومت ان کو اتنی تنخواہ دیتی ہے۔ہم نے پچھلے سال پولیس کو 5۔ارب روپے کے قریب ایڈہاک کے طور پر دیا تھا تو میرے خیال میں ان کے اتنے issues نہیں ہونے چاہئیں۔میں یہ محسوس کرتا ہوں اور آپ بھی اس چیز کا علم رکھتے ہیں کہ شاید ہمارے ممبران کی تنخواہیں ان سے کم ہوں گی۔ایک ممبر جو لاء اینڈ آرڈر کے لئے اتنی محنت کر سکتا ہے اور قربانیاں دے سکتا ہے تو کیا ایک پولیس افسر جس کی نوکری ہی یہ ہے جس نے نوکری کی وردی پہنتے ہوئے ایک حلف اٹھایا تھا، ایک قسم اٹھائی تھی اگر وہ اس کی پاسداری نہیں کر سکتا اور ہم نہیں کرا سکتے تو پھر ہمیں ایسی پولیس اور ایسے قانون کے رکھوالوں سے جو ہمیں لوٹ لیں۔میں یہی کہوں گا کہ مجھے اس سے آگے بولتے ہوئے افسوس ہے، میں الفاظ کی کمی کا شکار ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ چودھری صاحب! میرے خیال میں آپ یہ قربانی دے ہی دیں آج ان کو بولنے دیں۔

چودھری محمد اقبال: آپ نے فرمایا تھا کہ دوان کی طرف سے اور ایک ادھر سے بولے گا۔

جناب سپیکر: میں نے ایک قاعدہ بنایا تھا۔ دوان کے بول چکے ہیں اب ایک مقرر کے لئے ان کی باری ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں آپ کا ایک منٹ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: دو اپوزیشن سے بولیں گے اور ایک حکومتی بنچوں سے بولے گا۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! آپ نے خود ہی اجازت دی تھی کہ دو بندے ان کے بولیں گے تیسرا ہمارا بولے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ بھی ذرا جلدی سے wind up کر لیں۔

چودھری محمد اقبال: میں بات کر لوں؟

جناب سپیکر: جی، کر لیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! یہ جلدی کا فارمولا صرف میرے اوپر لاگو ہے؟ آپ کا بہت شکریہ کہ آج آپ نے مجھے بڑے important topic پر بات کرنے کی اجازت دی جس کے لئے میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ دنیا کے اندر اس سے اہم کام اور کوئی ہے ہی نہیں۔ جتنے ملکوں نے ترقی کی ہے اور خوشحالی کی راہ پر چل رہے ہیں اور دنیا میں سپر پاور کا مقام حاصل کیا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے ملک کے اندر rule of law نافذ کیا ہے۔ جب تک کسی ملک کے اندر rule of law نافذ نہیں ہو گا اس ملک کے حالات اسی طرح رہیں گے۔ آپ چھوٹے چھوٹے ملک دیکھ لیں۔ سنگاپور دیکھ لیں کہ وہاں rule of law نافذ ہے کسی آدمی کی مجال نہیں کہ کوئی چیز نیچے پھینک دے۔ کسی آدمی کی یہ مجال نہیں کہ ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے تو اس سے مذاق کر دے یا ہاتھ لگا دے۔ جتنے ترقی یافتہ ممالک ہیں انہوں نے اس راستے پر چل کر ترقی حاصل کر لی ہے۔ اگر ہم نے اقوام عالم میں دوسری قوموں کا کوئی مقابلہ کرنا ہے تو سب سے پہلے کرنے کا کام یہ ہے کہ یہاں پاکستان میں rule of law نافذ کیا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ رزلٹ کیسے نکلتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اس پر کوئی کاوشیں نہیں ہو رہیں کاوشیں ہو رہی ہیں

لیکن ہر وقت improvement کے لئے گنجائش موجود ہوتی ہے۔ میں improvement کے لئے کچھ suggestions عرض کروں گا میں زیادہ تنقید نہیں کرتا جو چیزیں تنقید کے قابل ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تنقید تو ادھر سے ہو گی۔

چودھری محمد اقبال: میں تجاویز دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد اقبال: میں زیادہ خوشامدی تعریف بھی نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر: اچھی بات نہیں ہے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! سب سے پہلے سوسائٹی میں de-weaponization کرائی جائے۔ یہاں اسلحے کی یہ صورتحال ہے کہ جب ہم سکول میں پڑھتے تھے تو زیادہ سے زیادہ کسی کریمنل بندے کے پاس ایک کاربین ہوتی تھی اور یہ ہمارے سارے ممبران جانتے ہیں۔ ہمارے بندے اس کو پولیس کے بغیر ہی پکڑ لیتے تھے لیکن اب ان کے پاس بڑا sophisticated اسلحہ ہے۔

جناب سپیکر: خیال رکھیں باہر گجر بھی ہوں گے۔

چودھری محمد اقبال: جی ہیں، بہت ہیں لیکن پولیس میں بھی بڑے نامور گجر ہیں جو ان کو پکڑتے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کھڑاک تو گجروں کے لکھے ہوتے ہیں۔ میں نے یہ یہاں کہیں پڑھے ہیں۔

چودھری محمد اقبال: جی؟

جناب سپیکر: گجر دا کھڑاک۔

چودھری محمد اقبال: کھڑاک تو راجپوتوں کا بھی بڑا ہے لیکن آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں کہ میں کچھ بھی کہہ نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: اچھا، جی، فرمائیں!

چودھری محمد اقبال: جناب والا! de-weaponization کا طریق کار یہ ہو کہ آپ دیکھیں کہ قبائلی علاقوں میں انڈسٹریز لگی ہیں پہلے تو خودکار اسلحہ ہاتھوں سے بنتا تھا جو بہت تھوڑی تعداد میں ہوتا تھا لیکن اب اس کی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں۔ وہاں اس تعداد میں اسلحہ بک رہا ہے اور آ رہا ہے جس کے لئے ساری

سوسائٹی میں اسلحہ ہی اسلحہ ہے۔آپ کسی چھوٹے گاؤں میں چلے جائیں تو آپ کو کلاشن کوفیں نظر آئیں گی،آپ کو بڑا جدید اسلحہ نظر آئے گا اس کے مقابلے میں پولیس کے پاس تو وہ جدید اسلحہ ہے اور نہ ہی ان کی اس اسلحے کے لئے ٹریننگ ہے جو انہیں ملنی چاہئے تھی اس لئے وہ ان کے سامنے آنے سے گھبراتے ہیں۔ خاص طور پر عوام ان کے سامنے آنے سے گھبراتے ہیں اور ان کے اتنے گہرے اثرات ہیں کہ میں آپ کو دو تین مثالیں دینا چاہوں گا کہ سب سے پہلے اس اسلحے والے سے لوگ اور پولیس والے گھبراتے ہیں۔اس کے علاوہ اس قسم کے جو بڑے بڑے heinous crimes ہیں ان میں ججز تک کو life threat ہے ان کو ٹیلی فون جاتے ہیں کہ اگر آپ نے سزا دی تو آپ کے سارے بچے مار دیں گے۔اس طرح کے معاملات میں ہماری پولیس اور ہماری حکومت کام کر رہی ہے۔اسے صحیح کرنے کے لئے بہت ہی drastic steps لیں،ان threats کی وجہ سے ہمارا سسٹم پوری طرح سے مفلوج ہو گیا ہے۔جب تک de-weaponization نہیں ہو گی یہ معاملات اسی طرح چلیں گے۔ وہ کس طرح ہو گی؟ سب سے پہلے تو لوگوں کو offer کی جائے کہ جس جس کے پاس اسلحہ ہے، ناجائز ہے یا جو بھی ہے وہ خود جمع کرا دے۔اس مہم کو اس بھرپور طریقے سے چلایا جائے کہ اگر حکومت کو اس پر تھوڑا بہت خرچہ کرنا پڑے تو وہ بھی کرے کہ جو بندہ مخبری کرے گا کہ فلاں گاؤں میں لوگوں نے اتنی ناجائز کلاشن کوفیں رکھی ہوئی ہیں جو یہ خبر دے گا اس کو بھی انعام دیا جائے گا۔اس طرح کے steps لئے جائیں کہ یہ معاملہ کم ہو سکے اور جرائم میں کمی واقع ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!آپ نے ٹائم دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ میں نے تو ابھی بات شروع کی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں اور ٹائم کی طرف بھی دیکھ رہا ہوں۔

چودھری محمد اقبال: اچھا جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: میں نے گزارش کی تھی کہ چونکہ ماشاءاللہ آپ کافی سینئر ہیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر: جلدی کریں۔ چار بجے کے بعد ٹائم نہیں ہو گا اور یہ صاحبان بھی بیٹھے ہیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر!آپ ڈرائیں نہیں۔ذرا دو تین منٹ patience سے دے دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ڈرا سکتا ہوں؟ میری جرأت ہے؟

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! موبائل فونز کی سمز ہر ریڑھی، ہر دکان پر بک رہی ہیں اور انہوں نے بری طرح سے فساد پھیلا دیا ہے۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ سبزہ زار۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب اس میں کافی بہتری آ رہی ہے۔

چودھری محمد اقبال: جی، بہتری آ رہی ہے لیکن اور آنی چاہئے۔ آپ نے دیکھا کہ سبزہ زار میں ایک واقعہ ہوا جس میں ملزموں سے سمز کا تھیلا برآمد ہوا۔ یہاں پولیس والے تشریف رکھتے ہیں انہوں نے پولیس کو اتنا پریشان کیا کہ ایک سم استعمال کرتے تھے تو وہ پھینک دیتے تھے اور ان سے پورا تھیلا برآمد ہوا ہے۔ اگر اس طرح ملک میں چلتا رہے گا پھر معاملات ایسے ہی چلیں گے۔

جناب والا! ٹیلیفون taping کی سہولت صرف مخصوص ایجنسیز کو ہے لیکن پولیس کو نہیں ہے۔ آج کل ٹیکنیکل دور ہے اور ٹیکنالوجی بڑی ترقی کر گئی ہے۔ جب تک ان کو یہ اجازت نہیں ہو گی تو یہ ملزموں تک صحیح طرح سے پہنچ ہی نہیں سکتے۔ ان کو ان ایجنسیوں کی محتاجی ہے وہ اطلاع دیں تو پھر یہ کچھ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں کر سکتے۔ بے شک اس کو مشروط کر دیا جائے کہ جہاں انہوں نے کسی کا ٹیلی فون tape کرنا ہو اس ضلع کے سیشن جج سے اجازت لے لیں لیکن ان کو یہ کام کرنے کی اجازت دی جائے گی تو ان کے لئے آسانی پیدا ہو گی۔ شاید آپ نے سنا ہو گا کہ راولپنڈی اڈیالہ جیل سے سو سو سے زیادہ سمیں جیل کے ملازموں سے برآمد ہوئی ہیں وہ جیل میں بند ملزموں کو سمز دیتے تھے اور ان سے پیسے لیتے تھے۔ اس طرح سمز کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اصلاحات کے لئے چند ایک تجاویز دینا چاہتا ہوں ویسے تو تجاویز دینا سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے اگر میں پولیس کو suggestions دوں گا تو عجیب ہی لگے گا لیکن کچھ چیزیں ہیں جو ٹھیک ہونے والی ہیں۔ ایس ایچ او key post ہے سارے معاملات وہاں سے درست ہونے ہیں اور ساری خرابیاں اسی stage پر ہیں۔ ماشاء اللہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب بڑے dynamic قسم کے لیڈر ہیں۔ انہوں نے اعلیٰ افسر ایس پی، ڈی پی او، ڈی آئی جی اور آئی جی تک بڑے چُن کے بندے لگا رکھے ہیں۔ وہ خود انٹرویو کرتے ہیں۔ وہ ایماندار، upright اور جن افسروں کی شہرت اچھی ہوتی ہے ان کو لگاتے ہیں۔ یہ ساری باتیں ٹھیک ہیں لیکن key post ایس ایچ او کی ہے۔ وہیں پر ساری خرابیاں ہیں۔ ابھی رانا صاحب تھانہ کلچر کو بدلنے کی بات کر رہے تھے اب وہ چلے گئے

ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ تھانہ کلچر میں ابھی بہت سی خامیاں موجود ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ پہلے کی نسبت بہت بہتری آئی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی مزید بہتری آئے گی۔

چودھری محمد اقبال: انشاء اللہ مزید بہتری آئے گی کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت ایس ایچ او کی تعیناتی کا اوسط period تین مہینے سے زیادہ نہیں ہے۔ آپ خود زمیندار ہیں اور بخوبی جانتے ہیں کہ نئے بندے کو تین مہینوں میں پتا ہی نہیں چلتا کہ میرے علاقے میں کیا کیا ہو رہا ہے اور کون کیسا بندہ ہے؟ یہاں پر تین مہینے بعد ایس ایچ او کو تبدیل کر دیا جاتا ہے تو اس سے بہتری نہیں آئے گی۔ بے شک ایس ایچ او تحقیق کے بعد چُن کر لگایا جائے جس طرح سے ایس پی حضرات کو لگایا جا رہا ہے لیکن تعینات کرنے کے بعد اس کو دو سال تک موقع دیا جائے۔ اسے ایک تھانے میں دو سال تک تعینات کیا جائے اور کہا جائے کہ آپ اس تھانے کو ٹھیک کریں اگر نہیں کریں گے تو آپ کو نوکری سے نکال دیا جائے گا۔ ایسا ہو گا تو پھر بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح دوسرے افسران کے لئے بھی اسی قسم کی tenure posting ضرور ہونی چاہئے تاکہ وہ کچھ کر کے دکھائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پولیس سٹیشن میں جرائم کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ عام نوعیت کے جرم جس میں چھوٹا موٹا نامزد پرچہ ہو جاتا ہے انہیں بھی تین تین، چھ چھ ماہ تک لٹکایا جاتا ہے۔ ایسے معاملات میں متعلقہ تھانے کے ایس ایچ او کو taken for task دیا جائے کہ آپ نے چھوٹے جرم میں ملوث آدمی کو اتنی مدت میں ہر صورت پکڑنا ہے۔ اس سے بھی بہتری آئے گی۔ ڈکیتی کے حوالے سے ہمارے دوست انجینئر صاحب نے صحیح point out کیا ہے۔ وہ جس فورس کے حوالے سے بات کر رہے تھے وہ highways پر ہونے والی ڈکیتیوں کو پکڑنے کے لئے ہی بنائی گئی تھی لیکن اس نے بھی کوئی خاص کارکردگی نہیں دکھائی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! باقی میں اور آپ مل کر discuss کر لیں گے۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں ایک دو منٹ مزید لوں گا۔ میں تجویز کروں گا کہ heinous crimes کے حوالے سے روزانہ کی بنیاد پر monitoring ہو اور report لی جانی چاہئے کہ اس کے متعلق اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟ اس وقت ایک ایک مسجد کے اندر چار چار، پانچ پانچ لاؤڈ سپیکر لگے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وزیراعظم صاحب نے ان کو بند کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

چودھری محمد اقبال: جی، ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی تجویز دوں گا کہ ایک مسجد میں صرف ایک لاؤڈ سپیکر لگانے کی اجازت دی جائے۔ اسی طرح ایک National Counter Terrorism Authority بنائی گئی ہے۔ آج ہمیں سب سے بڑا challenge terrorism کا ہے۔ پچھلے دس سالوں میں پچاس ہزار افراد دہشت گردی کی وجہ سے لقمہ اجل بن چکے ہیں اور پانچ ہزار قانون نافذ کرنے والے افراد شہادت پا چکے ہیں۔ اس ادارے میں 203 اسامیاں ہیں جبکہ صرف 68 اسامیاں fill ہوئی ہیں اور باقی خالی پڑی ہیں۔ اس اتھارٹی میں professional لوگوں کو لگانے کی ضرورت ہے۔ اس اتھارٹی میں ایسے professional لوگ بھرتی کئے جائیں جن کی background فوج یا پولیس سروس کی ہو۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ اپنی تجاویز وزیر قانون کو جب چاہیں دے سکتے ہیں۔

چودھری محمد اقبال: آپ کا مطلب ہے کہ میں آج اپنی تجاویز نہ دوں اور اب بیٹھ جاؤں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ جی، سبطین خان صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے پہلے اپنا نام نہیں لکھوایا تھا۔ میاں خرم جہانگیر وٹو صاحب کا نام بھی لکھ لیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اگر میاں صاحب پہلے تقریر کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس ان کا نام نہیں آیا۔ البتہ آپ کا نام لکھا ہوا ہے اس لئے پہلے آپ ارشاد فرما لیں۔ یہ خیال رکھیں کہ میں نے ٹھیک چار بجے اس بحث کو ختم کرنا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ شفقت کرتے ہوئے ایوان کا وقت ایک گھنٹہ بڑھا دیں کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہو سکتا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اس میں governance کے حوالے سے بھی بہت ساری باتیں کرنے والی ہیں۔ اس حوالے سے حکومت اور حزب اختلاف کا point of view آنا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تجاویز دیں حکومت کا point of view آ جائے گا۔آپ مہربانی کر کے جلدی جلدی اپنی تجاویز دیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں جلدی جلدی میں کیا بات کروں گا؟ امن وامان کی صورتحال کے حوالے سے ہر آدمی یہ محسوس کر رہا ہے کہ .It is deteriorating day by day دوسرا law and order, public safety and police کے نام پر funds کی بہت زیادہ allocation ہو رہی ہے۔ ہمیں ان چیزوں سے اختلاف نہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر قیمتی جانوں کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکتا ہے تو بے شک ان funds کو double یا triple کر دیا جائے۔ مجھے شک پڑ رہا ہے اور آپ کے چہرے کے تاثرات سے ایسے لگتا ہے کہ میں کوئی فضول بات کر رہا ہوں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں چُپ کر کے بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ کے چہرے سے تھکاوٹ کے اثرات نظر آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: خان صاحب! آپ کی سب باتیں نوٹ ہو رہی ہیں اس لئے آپ بات کرتے جائیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آج سے چند سال پہلے ہم اے ایس آئی کی بھرتی خود کرتے تھے، مطلب گورنمنٹ کرتی تھی اور آپ کو بھی وہ دور یاد ہو گا۔ اس کے بعد اے ایس آئی کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے پاس چلی گئی۔ ہم نے انسپکٹر اور سب انسپکٹر کی بھرتیاں بھی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کی ہیں۔ ہم نے وارڈن والا تجربہ کیا، ہم نے ہائی وے پٹرولنگ فورس والا تجربہ کیا اور ہم نے باقاعدہ پٹرولنگ پوسٹیں بنائیں۔ اسی طرح ہم نے ایلیٹ فورس کا تجربہ کیا، پھر ہم نے quick force کا تجربہ بھی کیا ہے یعنی ہم نے اس طرح کے لاتعداد تجربات کئے ہیں لیکن facts and figures کے حساب سے امن وامان کی صورتحال پہلے سے زیادہ خراب ہو چکی ہے۔ ہم نے funds بڑھائے ہیں اور لاتعداد تجربات کئے لیکن اگر facts and data کو دیکھا جائے تو ہمارا crime rate بڑھا ہے اور امن وامان کی صورتحال دن بدن خراب ہو رہی ہے۔ یہ میں اس وجہ سے نہیں کہہ رہا کہ میرا تعلق حزب اختلاف سے ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم سب پاکستان اور صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ آج ہم ادھر بیٹھے ہیں اور کل وہ لوگ ادھر ہماری طرف بیٹھے ہوں۔ یہ تو وقت وقت کی بات ہے لیکن ہم نے ان سب چیزوں سے بالاتر ہو کر دیکھنا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری جو

بھی حکومت آتی ہے وہ پہلا نعرہ یہ لگاتی ہے کہ ہم نے پولیس اور تھانہ کلچر کو تبدیل کرنا ہے۔ تھانہ یا پولیس کلچر تبدیل کرنا بڑا آسان کام ہے۔ اگر آپ ایک ضلع کا تگڑا ڈی پی او یا ایس ایس پی لگائیں تو تھانہ کلچر automatically change ہو جائے گا۔ ہم اس چیز پر stress کیوں کر رہے ہیں کہ ہم نے تھانہ کلچر تبدیل کرنا ہے، ہم تھانہ کلچر کو کس طرح تبدیل کریں گے ؟میں ایک یا ڈیڑھ منٹ مزید بات کروں گا۔ تھانہ کلچر اس وقت تبدیل ہو گا جب ہم پولیس کی اچھی ٹریننگ کریں گے۔ اگر ہم ان کو proper training دیں گے، proper facilities دیں گے تو پھر تھانہ کلچر تبدیل ہو گا۔ اگر ہم ان کو دہشت گردوں کے خلاف fight کرنے کے حوالے سے training دیں گے اور educate کریں گے تو پھر حالات میں بہتری آئے گی۔ اگر ہم ان کو ڈکیتی، highways robbery اور mobile theft کے حوالے سے training دیں گے اور educate کریں گے تو تب ہمارا کلچر تبدیل ہو گا۔ ایک بے چارہ کانسٹیبل جو کہ چوک پر کھڑا ہوتا ہے۔ وہ آٹھ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے اور دھواں وغیرہ inhale کرنے کے بعد اس کی عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ اُس کے بعد جب وہاں سے اس کی ڈیوٹی ختم ہوتی ہے تو اُس کو کسی اور ڈیوٹی پر لگا دیا جاتا ہے کہ فلاں منسٹر صاحب کے ساتھ ڈیوٹی کرو، فلاں اپوزیشن لیڈر کے ساتھ ڈیوٹی کرو یا فلاں dignitaries آ رہی ہیں اُن کی protection بھی ضروری ہے۔ آج کل جو حالات ہیں خدانخواستہ کوئی kidnap ہو جائے اس لئے اُن کے ساتھ پولیس بالکل ہونی چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ جب تک آپ اس چیز پر proper stress نہیں کریں گے، آپ اُن کو proper educate نہیں کریں گے تو مثبت نتائج نہیں آئیں گے۔ پھر ہمیں اپنے ایک neighbouring country کا نام لینا پڑ جاتا ہے کہ دیکھیں اُس میں کتنی Forensic Labs کام کر رہی ہیں، وہ اپنی education and available facilities سے crimes control کرتے ہیں۔ چودھری محمد اقبال صاحب ہمارے سینئر پارلیمنٹیرین اور بہت اچھے دوست ہیں اُن کے ساتھ میرا ہزار فیصد اتفاق ہے کہ ہماری پولیس کو mobile Sims وغیرہ کی access ہونی چاہئے اور انہیں forensic کی بہترین ٹریننگ دینی چاہئے۔ کل ہم پھر یہ کہیں گے کہ SI's بھی اب ASI's and Inspectors کی طرح ناکام ہو گئے تو اب ہم یوں کرتے ہیں کہ ہم نئے DSP's direct appoint کر لیتے ہیں۔ کیا یہ اس چیز کا حل ہے کہ ہم بھرتیاں کرتے جائیں اور ہماری Elite ناکام ہو گئی ہے ؟سب سے زیادتی والی بات یہ ہے کہ اب پولیس کا یہ کام بھی رہ گیا تھا کہ وہ واپڈا کے میٹر چیک کریں۔ کل پھر یہ کام رہ جائے گا کہ پولیس کے سارے کام ختم کر دیں اور پولیس کو ایک کام دے دیں کہ وہ اپوزیشن پر کڑی نگاہ رکھے کہ اپوزیشن

والے کیا کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے ہمیں تھوڑے سے ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ ہمیں پولیس کلچر تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں، ہمیں تھانہ کلچر تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمیں اپنے روّیے تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم پولیس سے اُن کا ہی کام لیں۔ ہم یہ نہ کریں کہ سبطین خان کیا کر رہے ہیں، جاوید خان کیا کر رہے ہیں اور ملک محمد احمد خان کیا کر رہے ہیں؟ انہیں رگڑو اور پولیس باقی سارے کام چھوڑ دے۔ اپوزیشن والوں کو بولنے مت دینا، ہمیں یہ روّیے تبدیل کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! انتہائی معذرت کے ساتھ میری آخری بات یہ ہے کہ آپ اپنے IGP's کو چھ مہینے کے لئے تھوڑا سا free hand دے کر تو دیکھیں۔ اُن کو کہیں کہ جو آپ کا دل کرتا ہے وہ آپ کریں انشاء اللہ پنجاب کا لاء اینڈ آرڈر بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ چودھری محمد اقبال نے tenure والی جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت important چیز ہے کہ when a DPO is responsible for his district تو اُنہیں free hand دیں اور اُن سے کہیں کہ آپ جو SHO's لگائیں گے اُن سے results لیں۔ آپ جس دن یہ کام کروا دیں گے انشاء اللہ پنجاب کے حالات بہتر ہو جائیں گے اور اگر ہم unnecessarily debates کرتے رہیں تو اُن کا فائدہ کوئی نہیں ہو گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ جناب محمد عارف عباسی۔ عباسی صاحب! آپ دیکھ لیں کہ آپ کے پاس last چھ minutes ہیں اس سے زیادہ ٹائم نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ایوان میں کورم ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ کیا کرتے ہیں؟ چلیں، ٹھیک ہے۔ انہوں نے کورم point out کیا ہے، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے اب پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم بھی پورا نہیں ہے اور ٹائم بھی 4:00 بجے تک کا تھا لہذا اب اجلاس بروز جمعرات 5۔دسمبر صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

415

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،5۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

"امن وامان پر عام بحث جاری رہے گی"

417

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

جمعرات،5۔دسمبر2013

(یوم الخمیس،یکم صفر المظفر1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوْرَةُ حٰمٓ السجدة آیات30 تا32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ(30) ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی)(31)(یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے(32)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

گزر ہوجائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں
تو ساری زندگی کر دوں بسر طیبہ کی گلیوں میں
ہوائیں رحمتِ حق کی وہاں چلتی ہیں روز و شب
برستا نور ہے شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں
جدھر دیکھی اُسی ماہِ مبیں کی چاندنی دیکھی
جمالِ مصطفی ؐ آیا نظر طیبہ کی گلیوں میں
محمد مصطفی ؐ کے عشق میں ہر آنکھ پُرنم ہے
یہ دیکھا ہے محبت کا اثر طیبہ کی گلیوں میں
درود ان پر سلام ان پر سلام ان پر درود ان پر
وظیفہ ہو یہی شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں

سوالات

(محکمہ آبپاشی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ آبپاشی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 81 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم کا طریق کار و دیگر تفصیلات

*81: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں نہری پانی کی تقسیم علاقائی / ضلعی سطح پر کس طرح طے کی گئی ہے؟

(ب) نہری پانی کی تقسیم کون سی اتھارٹی کرتی ہے اور اس اتھارٹی کی تشکیل کون اور کس اختیار کے تحت کرتا ہے نیز یہ اتھارٹی کتنے عرصہ کے لئے تشکیل پاتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) چونکہ پنجاب کی نہریں مختلف علاقوں اور اضلاع کو سیراب کرتی ہیں لہذا پانی کی تقسیم علاقائی / ضلعی سطح پر نہیں کی جاتی بلکہ یہ تقسیم ہر کینال سسٹم کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔حکومت پاکستان نے تمام صوبوں کی مشاورت سے 1991 میں سندھ طاس کے دریاؤں کے پانی کی تقسیم کا واٹر ریکارڈ منظور کیا تھا۔اس ریکارڈ پر عملدرآمد کے لئے انڈس ریور سسٹم اتھارٹی (ارسا) تشکیل دی گئی جس میں ہر صوبے اور وفاق کا ایک ایک نمائندہ مقرر ہے۔ارسا ہر سال ہر فصل یعنی خریف اور ربیع کے لئے پانی کا تخمینہ طے کرتی ہے اور واٹر ریکارڈ کے مطابق ہر صوبے کا حصہ مقرر کرتی ہے۔چنانچہ پنجاب میں پانی کی نہری تقسیم اس حصے کے مطابق کی جاتی ہے۔ہر نہر کا حصہ اس کے 82-1977 کے اوسط استعمال کے مطابق کیا جاتا ہے۔اس بنیاد پر پنجاب کی تمام نہروں کے چلانے کا پروگرام مرتب کیا جاتا ہے جو کہ محکمہ زراعت پنجاب

اور محکمہ نہر کے چیف انجینئر صاحبان کو اس استدعا کے ساتھ بھیجا جاتا ہے کہ اس پروگرام کا کاشتکار تنظیموں سے مشورہ کیا جائے اور اگر کسی ترمیم کی ضرورت ہو تو محکمہ آبپاشی کو مطلع کیا جائے تاکہ اس پروگرام میں مناسب تبدیلی کی جاسکے۔اس پروگرام پر عملدرآمد کے دوران بھی اگر کسی علاقے / ضلع سے کسی تبدیلی کی تجویز موصول ہو تو اس پر مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) پنجاب میں پانی کی تقسیم کے لئے محکمہ آبپاشی میں ایک ڈائریکٹوریٹ آف ریگولیشن مستقل بنیاد پر قائم ہے جو ہر روز دریاؤں اور ڈیموں میں پانی کی صورتحال کا جائزہ لیتے ہوئے پنجاب کی نہروں میں مساوی بنیادوں پر پانی کی تقسیم کی نگرانی کرتا ہے نیز روزانہ کی بنیاد پر ارسا سے رابطے میں رہتا ہے تاکہ پنجاب کو پانی کے مقررشدہ حصے کی دستیابی کو ممکن بنایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور ڈویژن میں چولستان 66لاکھ ایکڑ رقبے پر مشتمل ہے۔ ماضی میں پورے چولستان کے اندر پانی کی availability تھی، دریا گھاگرا یہاں بہتا تھا، یہ lush green تھا، یہاں پر فصلیں اور سب کچھ ہوتا تھا۔ جب پانی کی تقسیم ہندوستان سے ہوئی تو دریا بھی رک گیا اس کے نتیجے میں دریائے ستلج بھی ہمارے ہاتھ سے چلا گیا۔اب پورے 66لاکھ ایکڑ کے رقبے میں تھوڑی سی belt کا sweet water ہے اور باقی سب brackish water ہے۔ میں اس بات کو یہاں ایوان کے floor پر کرنا چاہتا ہوں اور ابھی میں منسٹر صاحب سے بھی بات کر رہا تھا۔جب میں 93-1990 کی اسمبلی میں تھا تو غلام حیدر وائیں صاحب نے ایک کمیٹی بنائی تھی جس میں، میں بھی شامل تھا۔اس میں ہم نے بہت کوشش کی اور دو چیف انجینئر بھی بیٹھے کہ چولستان کے لئے پانی کیسے آئے؟ ultimately یہ فیصلہ ہوا تھا اور کمیٹی کی تجویز تھی کہ جب تک کالا باغ ڈیم نہیں بنتا تو یہ پانی چولستان کو نہیں مل سکے گا۔ میں اس میں تجویز کروں گا کہ اب باتیں دوبارہ اخبارات میں اُٹھ رہی ہیں اور ہمیں مل بیٹھ کر اس کے لئے کوئی لائحہ عمل بنانا چاہئے۔انرجی کی shortage بھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی تجویز ہو گئی۔ میں ضمنی سوال کا کہہ رہا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر موصوف اس کالا باغ ڈیم کی construction کے حوالے سے پنجاب کی سطح پر دوسرے صوبوں سے افہام و تفہیم کے لئے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! گو کہ اس ضمنی سوال کا جواب نہیں بنتا لیکن پھر بھی میں بتاتا ہوں کہ پنجاب حکومت ہمیشہ کالا باغ ڈیم کے حق میں رہی ہے اور ہم نے ہر سطح پر اس کے لئے آواز بلند کی ہے۔ ہم کالا باغ ڈیم کو پاکستان کی life and death سمجھتے ہیں کہ اگر کالا باغ ڈیم نہ بنایا تو future کے اندر پاکستان کی زمینیں غیر آباد ہو جائیں گی۔ ہم اس کے لئے ہر فورم پر کوشش کر رہے ہیں اور اس کے اندر کچھ political مشکلات ہیں جونہی وہ political مشکلات ختم ہو جائیں گی، اس پر سب سے زیادہ اعتراض KPK کی طرف سے آتا ہے جہاں پر ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی پارٹی اور PTI کی حکومت ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ اپنی حکومت کو بھی اس بارے میں مشورہ دیں گے کہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کریں تاکہ ہم کالا باغ ڈیم بنانے کے لئے پیشرفت کر سکیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! اب بال آپ کے کورٹ میں آ گئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ سراج الحق صاحب KPK میں فنانس کے منسٹر بھی ہیں اور سینئر منسٹر بھی ہیں میں نے ان سے اس حوالے سے بات کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اس مسئلہ پر بات چیت کے لئے گنجائش رکھتے ہیں۔۔۔

MR SPEAKER: Very good.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اب بات یہ ہے کہ یہ بھی تحرک کریں اور ادھر سے ہم بھی کرتے ہیں تاکہ ایک لائحہ عمل طے ہو اور پھر صوبہ سندھ سے بعد میں بات کی جا سکتی ہے لیکن اس پر serious آغاز کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حوالے سے ایک اچھا موقع بنتا ہے کہ KPK کے اندر جماعت اسلامی اور PTI کی حکومت ہے اور تھوڑا سا اس حوالے سے نرم گوشہ موجود ہے۔ راستہ نکالا جا سکتا ہے بشرطیکہ اب serious effort شروع کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر سید وسیم اختر کا بڑا اہم اور حالات کے مطابق ضمنی سوال تھا چونکہ یہاں پر پنجاب کے اندر ان کی اپوزیشن ہے اور ایک صوبے کے اندر ان کی حکومت

بھی ہے تو کیا وزیر موصوف سمجھتے ہیں کہ پنجاب اسمبلی کی کوئی ایسی کمیٹی تشکیل دی جاسکتی ہے جو جہاں پر اُن کی حکومت ہے ان سے جاکر مذاکرات اور بات چیت کے ذریعے حالات کو سازگار بنائے اور اگر KPK کے اندر ڈیم کو بنانے کی آواز اٹھتی ہے تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ جو باقی صوبوں کی حکومتیں ہیں یقیناً وہ اتنے بڑے مسائل کھڑے نہیں کریں گی۔ کیا اس طرح کی کوئی provision ممکن ہے کہ اس ایوان کی کمیٹی بنے جس کے اندر اپوزیشن کا main role ہو اور وہ وہاں پر موجودہ حکومت سے بات چیت کرے اور بات چیت کے ذریعے ہی اس عمل کو آگے بڑھائے؟

جناب سپیکر: وہ volunteer ہیں۔ میرے خیال میں وہ اس کو خود بخود کر لیں گے بجائے اس کہ میں کوئی کمیٹی بناؤں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یقیناً اگر یہ اپنے طور پر ذمہ داری لے لیتے ہیں تو یہ بڑی اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً شاہ صاحب! یہ کام ضرور کریں گے۔ مجھے امید واثق ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اگر میاں محمود الرشید صاحب اس حوالے سے کچھ فرمادیں تو یقیناً دس کروڑ عوام کی نمائندگی بھی ہو گی اور ان کے اپنے جذبات جو کالا باغ ڈیم کے حوالے سے ہیں، جو آج اس صوبے کی نہیں بلکہ پورے پاکستان کی ضرورت ہے اگر وہ بھی اس پر کچھ فرمائیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ گو کالا باغ ڈیم خاص طور پر energy crisis اور پانی کی shortage کے حوالے سے ایک انتہائی اہم منصوبہ تھا اور ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اس پر قومی اتفاق رائے نہ ہو اس وقت تک اس پر اس انداز سے نہ تو کام شروع ہو سکتا ہے، اتفاق رائے پیدا کرنے کے لئے اگر پنجاب کی طرف سے کوئی initiative لیا جاتا ہے تو KPK کی حکومت کے ساتھ ایک سنجیدہ بات چیت کی جاسکتی ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ادھر سے بھی سنجیدگی ہو اور efforts کی جائیں۔ پھر ہم ان کو میرٹ پر convince کرنے کی کوشش کریں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قومی وحدت و یکجہتی سب سے زیادہ ضروری ہے، یہ کالا باغ ڈیم سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ جس طرح سے ہمارا یہ خیال ہے کہ کالا باغ ڈیم کی بجلی اور پانی کے حوالے سے اس صوبے کی نہیں بلکہ پورے ملک کی ضرورت ہے۔ اس طرح جو دیگر صوبے ہیں ان کے اس پر بڑے serious قسم کے اعتراضات اور concern ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کاش! آج سے دس بیس سال پہلے یہ منصوبہ

شروع ہوتا تو آج تک پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتا۔اب یہ politicize ہو گیا ہے۔اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ دیگر صوبوں کے اندر یہ اتنا بڑا issue بن گیا ہے کہ اگر اس پر ایک سنجیدہ کوشش کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہم اپنے بھائیوں کو بھی convince کرنے کی کوشش کریں، وہاں کی اسمبلی کے ممبران کو بھی convince کرنے کی کوشش کریں اور حکومت کو بھی convince کرنے کی کوشش کریں۔ KPK اور صوبہ پنجاب اگر دونوں مل کر اس پر convince ہوتے ہیں تو پھر صوبہ سندھ سے بھی بات کی جا سکتی ہے اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے اور اس پر initiative لیا جا سکتا ہے۔ میں اس کی قطعی طور پر مخالفت نہیں کرتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اتفاق رائے کے بغیر اس طرح کی بات آگے نہیں بڑھ سکتی۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! مجھے ذرا ان کی بات سن لینے دیں۔جی، منسٹر صاحب! فرمائیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی جو بات سوال سے آگے چل پڑی ہے تو آپ نے دیگر حضرات کو بھی بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومتی مؤقف بڑا clear ہے منسٹر صاحب نے اس پر اپنا واضح بیان جاری کیا ہے لیکن جیسے قائد حزب اختلاف نے ابھی بات کی ہے کہ اس پر consensus ہونا چاہئے تو پنجاب حکومت کی بھی یہی رائے ہے کہ consensus کے بغیر آگے نہیں بڑھنا چاہئے لیکن جیسا کہ میاں نصیر احمد صاحب نے بڑی اچھی تجویز دی ہے کہ اگر ہماری اپوزیشن جو PTI سے تعلق رکھتی ہے وہ اس میں تھوڑی سی help کرے کہ ہمارے ساتھ ملیں اور ہم مل کر اس کو کمیٹی کی صورت میں یا اپنے طور پر جا کر بات کرنا چاہیں تو یہ بات آگے چل سکتی ہے اور وہاں پر consensus built ہو سکتا ہے اس کے لئے پنجاب حکومت پوری طرح تیار ہے اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کیونکہ یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں، میں، منسٹر ملک ندیم کامران، قائد حزب اختلاف،، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور جناب محمد سبطین خان سب مل بیٹھیں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں بھی اس کمیٹی میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد صاحب اور میاں محمد رفیق صاحب بھی آ جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کہاں آ جائیں؟

جناب سپیکر: بس! جب میں بلاؤں گا تو آپ آ جانا، ہم سب اس پر بیٹھ کر بات کریں گے۔ یہ کمیٹی نہیں ہے بلکہ اس پر ویسے بات کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! dateاور timeبتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، dateاور timeمیں بتا دوں گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس پر ضروری نہیں ہے کہ کمیٹی ہی announceکی جائے اگر آپ کے چیمبر میں ہی بیٹھ کر اس کا کوئی positive solutionنکل آتا ہے تو بعد میں اس کی باقاعدہ شکل بھی بنائی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے کہ کل نماز جمعہ کے بعد ہی ہم اس معاملہ کو دیکھ لیں۔

میاں نصیر احمد: شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہ جو آپ نے کالا باغ ڈیم کی بات کی ہے، یہ معاملہ آپ کے یا میرے کمیٹی میں بیٹھنے سے یا ہمارے consensus developکرنے سے حل نہیں ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ ذمہ داری وفاق کی ہے، وفاق کو چاروں یا پانچوں صوبائی اسمبلیوں۔۔۔

جناب سپیکر: جب ہم بیٹھیں گے تو یہ ساری چیزیں سامنے آئیں گی اور ان چیزوں پر بھی غور ہو گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! تمام وزرائے اعلیٰ کو بٹھائیں اور وہ اپنی اپنی اسمبلیوں میں consensus developکریں۔

جناب سپیکر: جی، پہلے ہم خود تو بیٹھ لیں۔ ہم خود تو اپنا consensus develop کر لیں اس کے بعد ہی وزرائے اعلیٰ کو کہیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، اُدھر سے حضرت صاحب پتا نہیں کیا فرما رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں جو کہوں گا سچ کہوں گا اور معقول بات کہوں گا۔ rational and relevant.

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ سوال نہایت اہمیت کا حامل ہے جس میں سندھ طاس معاہدہ کا بھی ذکر ہے۔

جناب سپیکر: آپ سے پہلے کسی نے اس کی مخالفت کی ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ تو آپ سُن لیں۔ میں اعتراض نہیں کر رہا، میں تو ہمیشہ سے حمایت کرتا ہوں۔ اسمبلی میں کالا باغ ڈیم پر میں ہی بولا ہوں، پچھلے سیشن میں بھی میں نے بات کی تھی۔

جناب سپیکر: اب تو سارے ہی بولے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی بول رہے ہیں جب پچھلے اجلاس میں اعتراض ہوا تھا تو کوئی نہیں بولا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال سُن لیں۔ اس سوال کے جواب میں سندھ طاس معاہدہ کا بھی ذکر ہے، اس میں ارسا کا ذکر بھی ہے، اس میں نہری پانی کا 82-1977 کے اوسط استعمال کے مطابق تقسیم کرنے کا بھی ذکر ہے، چیف انجینئرز کا بھی ذکر ہے، کاشتکار تنظیموں سے پوچھے جانے کا بھی ذکر ہے لیکن ان سب کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب اور سندھ میں پانی کی تقسیم غیر منصفانہ ہے۔ اس پر کوئی دن یا وقت مختص کر کے سیر حاصل بحث کی جانی چاہئے۔ کالا باغ ڈیم اور پنجاب کی مختلف نہروں پر جو واٹر الاؤنس کی تقسیم ہے، کہیں brackish zone ہے، کہیں sweet zone ہے، 82-1977 کے اوسط استعمال کی بنیاد پر پانی کی یکساں تقسیم ہونی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت! میری بات سُنیں۔(قطع کلامیاں)
دیکھیں، میری بات سُنیں۔یہ آپ کے اختیار کی بات نہیں ہے اس معاملہ نے national level پر جانا ہے، وہاں سے اس کا فیصلہ ہونا ہے۔ ہم بیٹھیں گے، اپنی تجاویز بنائیں گے اس کے بعد اس کو جہاں جہاں جس مقام پر جانا ہے اس کے لئے کوئی طریق کار طے کریں گے۔ مہربانی۔
ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میری ایک عرض سُن لیں۔
جناب سپیکر: آپ نے ضرور بیچ میں بولنا ہوتا ہے، کیا یہ ضروری ہے؟
ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں بھی تو ایم پی اے ہوں۔
جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ ایم پی اے ہیں۔ابھی آپ تشریف رکھیں۔ میں ان کی بات سُن رہا ہوں۔ جی، میاں محمد رفیق!
میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک جملے میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔
جناب سپیکر: جی، کریں۔
میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! چونکہ 82-1977 کے بعد بے شمار زمینیں آباد ہوئی ہیں، باغات کو پانی ملا ہے، un-command areas جو ہیں وہ command ہوئے ہیں۔اب وہاں پر پانی کی اور نہروں کی ضرورت بڑھ گئی ہے اس لئے وہاں پانی کی از سر نو تقسیم ہونی چاہئے لہذا میں یہ مطالبہ کر رہا ہوں کہ ایوان میں اس پر بحث کے لئے وقت مختص کیا جائے۔
جناب سپیکر: بہت شکریہ
جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔
جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال کریں۔
ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میری عرض بھی سُن لیں۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، اگر آپ کا حلقہ بھی ہے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آ جائیں۔
سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: نہیں، میں پوائنٹ آف آرڈر نہیں لوں گا۔ کیا آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سردار شہاب الدین خان: جی،

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں بھی ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال آپ کریں گے یا یہ کریں گے؟ بتائیں۔ چلیں ڈاکٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ بات ممبران اسمبلی کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر اچھا خاصا کام ہوا ہے، روڈ بن گئے ہیں، کالونیاں بنی ہوئی ہیں لیکن وہ بالکل برباد ہو رہی ہیں تو بات وہی ہے جو ہمارے قائد حزب اختلاف نے کہی کہ اس پر consensus ہونا چاہئے اچھی بات ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ ملک میں انرجی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے یہ ایک انتہائی اہم منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو بھی ساتھ رکھیں، اس دن آپ بھی تشریف لائیں گے۔ میاں محمد رفیق صاحب بھی اس میٹنگ میں آئیں گے ان کا نام بھی لکھ لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب اپوزیشن کی طرف سے سوال آتا ہے تو ہمیں اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے تاکہ ہم ضمنی سوال کر سکیں۔ حکومتی ممبران اس کو جان بوجھ کر ہائی جیک کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور آخر میں جو باتیں سوال سے متعلقہ نہیں ہوتیں وہ کر کے وقت ضائع کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں، مجھے advice نہ کریں۔ مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! چیف انجینئر صاحب کے ساتھ کاشتکار تنظیموں کے مشورے کے لئے استدعا کی جاتی ہے تو میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ اس season میں کتنی meetings کاشتکار تنظیموں کے ساتھ ہوئی ہیں، کون کون سی ہوئی ہیں اور اس میں کیا کیا تجاویز آئی ہیں؟

جناب سپیکر: یہ جو آپ نے پہلے تجاویز سُنی ہیں یقیناً یہی ہوں گی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! کینال ڈویژن کی سطح پر ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کے اندر ایکسئن اریگیشن ہوتا ہے، ایگریکلچر کا نمائندہ ہوتا ہے اور وہاں کی جو بھی کسان تنظیمیں ہوں ان کا ایک نمائندہ ہوتا ہے یہ آپس میں وہاں پر پانی سے متعلقہ معاملات طے کر کے ڈائریکٹر ریگولیشن کو بتاتے ہیں تو اس کے مطابق وہ پانی کی کمی بیشی کا حساب کرتے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ نے کتنے ضمنی سوال کرنے ہیں؟ اس پر پانچ، چھ ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ محکمہ آبپاشی پنجاب کی نہروں میں مساوی بنیادوں پر پانی کی تقسیم کی نگرانی کرتا ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرے علم میں آیا ہے کہ پنجاب کی نہروں میں پانی کی مساوی تقسیم نہیں ہے۔ کیا وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ پنجاب کی تمام نہروں میں پانی کی مساوی تقسیم سے کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ پنجاب کی تمام نہروں میں پانی کی مساوی بنیادوں پر تقسیم کی جاتی ہے۔ جو ڈیزائن ڈسچارج یہاں پر متعین ہے اس کے مطابق اگر پانی پورا ہو تو دیا جاتا ہے اور اگر پانی میں کمی ہو تو اسی ratio سے تمام نہروں میں مساوی پانی تقسیم کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

MR SPEAKER: No supplementary question on it. Thank you very much.

اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr. Speaker! Question No. 82.

Question is taken as read but answer is not available.

جناب سپیکر: میں نے خود اس کا جواب واپس بھیجا تھا کیونکہ جب میں نے اس کا جواب پڑھا تو میری اس پر تسلی نہیں تھی، میں نے اس کو withdraw کر کے واپس بھیج دیا ہے۔ اس کو pending کریں

گے۔وزیر موصوف صاحب!جب دوبارہ محکمہ آبپاشی کے سوالات کی باری آئے گی تو آپ کو اس کا جواب درست طور پر لے کر آنا ہوگا۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر!جی،انشاءاللہ تعالیٰ پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال **محمد آصف باجوہ** (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر !سوال نمبر 646 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع سیالکوٹ: نہر کنارے کو پختہ کرنے کی تفصیلات

*646: **جناب محمد آصف باجوہ** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔130 ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں نہر کے کنارے پر جو ڈیشل کمپلیکس تعمیر کیا گیا ہے جبکہ نہر کا کنارہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی stone pitching کی جانا ضروری ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کمپلیکس پر نہر کے کنارے stone pitching اور کنارے کو پختہ کرنے اور حفاظتی دیوار بنانے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ درست ہے کہ بی آر بی ڈی لنک کینال برجی نمبر 300+22 سے 800+23 تک بائیں پٹڑی کے کنارے کے ساتھ جوڈیشل کمپلیکس تعمیر ہے اور اس جگہ نہر کی بائیں پٹڑی پر تین جگہوں پر مویشیوں کی آمدورفت سے "Berm" نہ ہونے کی وجہ سے گھاٹ بن گئے ہیں جن کی مرمت مستقبل قریب میں کر دی جائے گی۔

(ب) اس جگہ پر نہر کے ٹوٹنے کا کوئی خطرہ نہ ہے۔کیونکہ نہر cutting یعنی زمین کی سطح سے نیچے کھدائی میں ہے۔

(ج) پسرور لنک ڈویژن سیالکوٹ رواں مالی سال 14-2013 میں گھاٹ سائٹ کو مٹی ڈال کر اور bamboo bushing کر کے مضبوط کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ وہاں پر stone pitching کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ نہر زمین کے اندر ہے۔ میرے خیال میں پورے پنجاب کے نہری نظام میں سب کی سب نہریں زمین کے اندر ہی ہیں اور یہ اس بات کو admit کرتے ہیں کہ وہاں پر مرمت کر دیں گے۔ دیوار کی بابت میں نے گزارش کی ہے اگر یہ stone pitching نہیں کر سکتے تو اس سے پہلے ڈسکہ میں کئی دفعہ ویگنیں، کاریں، اور بڑی گاڑیاں نہر کے کنارے کوئی دیوار یا preventive measures نہ ہونے کی وجہ سے گر چکی ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ stone pitching نہیں کر سکتے تو وہاں پر کم از کم دو کلو میٹر کے فاصلے پر جو ڈیشل کمپلیکس ہے، لائرز چیمبر ہیں اور دوسری رہائشی آبادیاں ہیں اور یہ کینال ایکٹ میں بھی شامل ہے کہ جہاں پر پختہ سڑک بنائیں گے وہاں پر نہر کے کنارے دیوار بنانا ضروری ہے۔ یہ کینال ایکٹ میں شامل ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ کم از کم تین کلو میٹر کے علاقے تک وہاں تین تین فٹ تک کی دیوار تعمیر کر دیں تاکہ نہر میں جو ویگنیں اور گاڑیاں گرتی ہیں آئندہ اس طرح کے حادثات سے بچا جا سکے۔

جناب سپیکر: پیسے آپ کو بھی ملتے ہوں گے، آپ یہ کام کروالیں۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! محکمہ کے technical experts نے ان تینوں جگہوں کا معائنہ کیا ہے اور انہوں نے وہاں پر technically bamboo bushing کو بہتر قرار دیا ہے کیونکہ یہ نہر cutting کے اندر ہے، filling کے اندر نہیں ہے تو اس کو پُر کرنے کے لئے bamboo bushing ایک سستا طریقہ ہے اور یہ silt جو آتی ہے وہ پھر یہاں پر deposit ہونا شروع ہوتی ہے اور پھر یہ جو یہاں پر گھاٹ بنا ہوتا ہے یہ پُر ہو جاتا ہے۔ اب ان کا حکم ہے کہ یہاں پر stone pitching کی جائے۔ محکمہ اسے unnecessary سمجھتا ہے چونکہ یہ سوا کروڑ روپے کا منصوبہ ہے جبکہ bamboo bushing سے یہ منصوبہ سوا لاکھ روپے میں مکمل ہو جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اسی سال میں یہ منصوبہ مکمل کر کے اس جگہ کو fill کر دیں گے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری گزارش ہے یہ کہتے ہیں کہ یہ پسر ور لنک ڈویژن ہے حالانکہ یہ بی آر بی لنک ڈویژن ہے۔ میرا سوال بھی وہیں کا وہیں ہے، یہ جو bamboo bushing کرنا چاہ رہے ہیں یہ تو پٹڑی کو محفوظ بنانے کی خاطر ہے، وہاں سے جو ٹریفک گزرتی ہے اس سے عوام کو

تکلیف ہوتی ہے ،وہاں پر جوڈیشل کمپلیکس،لائرز چیمبرز اور لائرز کمپلیکس موجود ہیں۔اس کے علاوہ وہاں پر رہائشی آبادیاں بھی موجود ہیں اور انہوں نے اس لئے پختہ سڑک تعمیر کی ہوئی ہے۔اب یہ دیوار کی بات کرنے کی بجائے bamboo bushing کی بات کر رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):جناب سپیکر!یہ سڑک محکمہ انہار نے نہیں بنائی اور محکمہ انہار کا یہ کام نہیں ہے کہ وہاں پر پختہ سڑکیں بنائے۔یہ سڑک جس محکمہ نے بنائی ہے اگر یہ دیوار بنوانا چاہتے ہیں تو یہ بھی اسی محکمہ سے بنوالیں،اگر یہ خوبصورتی چاہتے ہیں تو ٹی ایم اے سے رابطہ فرمالیں ورنہ اپنے فنڈ سے دیوار بنوالیں۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):جناب والا!یا تو وزیر موصوف کینال ایکٹ میں ترمیم کر لیں کیونکہ اس میں ایک سیکشن ہے کہ جہاں پر یہ پختہ سڑک بنے گی،اگر کوئی اور ڈیپارٹمنٹ بھی سڑک/دیوار بنانا چاہے گا تو یہ اس کو پہلے اجازت دیں گے اس لئے میری گزارش ہے کہ یہ یا تو کینال ایکٹ میں ترمیم کروالیں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔جی،وزیر موصوف!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):جناب سپیکر!انہیں اسی محکمہ سے رجوع کرنا چاہئے جنہوں نے یہ سڑک بنائی ہے۔میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ یہ سڑک بنانا ہمارا کام نہیں ہے۔

جناب سپیکر:آپ کے محکمہ نے NOC جاری کیا ہے،آپ کے NOC کے بغیر تو یہ سڑک نہیں بن سکتی؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):جناب والا!NOC ہم نے سڑک پختہ کرنے کے لئے ضرور جاری کیا ہے۔

جناب سپیکر:پھر اس کی ذمہ داری بھی آپ پر آتی ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):جناب سپیکر!اس میں دیوار کی۔۔۔

جناب سپیکر:ایسا نہ کریں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):جناب والا!ہمارا محکمہ یہ سمجھتا ہے کہ دیوار کی provision کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):میں نے تین دفعہ آپ کی وساطت سے یہ گزارش کی ہے۔وہاں پر ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے کہ وہاں پر بیس بچیاں فوت ہو گئی ہیں،ایک دفعہ دس آدمی نہر میں گرنے سے فوت ہو گئے ہیں،وہاں پر نہر کا کوئی کنارہ ہی نہیں ہے،درخت تک نہیں ہے اگر یہ دو یا تین کلو میٹر تک دیوار بنادیں یامتعلقہ محکمہ کو کہہ دیں تو زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ کینال ایکٹ میں یہ بات شامل ہے کہ ان کی اجازت کے بغیر وہاں کچھ نہیں ہو گا۔یہ تو سوال گندم جواب چنا والی بات ہے۔

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمان):جناب سپیکر!ہم اس جگہ کو examine کروالیتے ہیں اگر وہاں پر دیوار کی ضرورت ہو گی۔۔۔

جناب سپیکر:آپ بات کا غصہ نہ کریں۔

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمان):نہیں،نہیں۔آپ میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر:آپ پہلے میری بات سنیں،یہ چونکہ public interest کی بات ہے اس بات کو آپ مدنظر رکھیں اور پھر اس پر عمل بھی ضرور کروائیں۔

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمان):جناب والا!میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:بڑی مہربانی،بس ٹھیک ہے۔

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمان):جناب والا!اس کو examine کروالیتے ہیں اگر دیوار کی ضرورت ہے تو متعلقہ محکمہ کو کہہ کر دیوار بنوادیں گے۔

جناب سپیکر:شکریہ،آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق:جناب والا!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔No supplementary question on it, now.

میاں محمد رفیق:جناب والا!یہ public interest کا سوال ہے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔اگلا سوال شوکت علی لا لیکا صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!On his behalf سوال نمبر660 ہے۔

جناب سپیکر:آپ کے دو سوال ہو نہیں گئے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا!ایک تو آپ نے pending کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جو سوال pending ہو گیا ہے وہ بھی آپ ہی کا تھا.Not allowed

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر!on his behalf سوال نمبر 660 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب شوکت علی لا لیکا کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولنگر: حبیب و درباری مائنرز پر پانی کی کمی و دیگر تفصیلات

*660: جناب شوکت علی لا لیکا: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔278 ضلع بہاولنگر حبیب کا اور درباری مائنرز کی ٹیل پر کب سے پانی نہیں پہنچ رہا ان مائنرز پر پانی کی کمی کی وجہ کیا ہے اور اس مسئلہ کو محکمہ فوری حل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ب) تحصیل منچن آباد و تحصیل بہاولنگر، فورڈواہ نہر اور اس سے ملحقہ کتنی نہروں کی لائننگ ہو چکی ہے اور ڈرینز و لائننگ کے حوالے سے پچھلے پانچ سالوں کے دوران ان پر کتنے فنڈز استعمال ہوئے؟

(ج) ضلع بہاولنگر میں ایکسیئن وایس ڈی اوز کی سرکاری رہائش گاہیں کتنے ایکڑز پر محیط ہیں، تفصیل ہر آفیسر وار بتائیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) درباری ڈسٹی اور حبیب کا مائنز کی ٹیلوں پر پانی کی پوزیشن بہتر ہو رہی ہے تاہم کم دستیابی پانی کی وجہ سے ٹیل پر بسا اوقات پانی کی کمی ہو جاتی ہے۔ نہروں پر دن رات watching کی جا رہی ہے اور اس کے علاوہ پانی چوری کے خلاف پرچہ جات کروائے جا رہے ہیں۔ پانی چوری کی روک تھام چھاپہ مار ٹیمیں سول انتظامیہ اور محکمہ ہذا کے ساتھ مل کر بنائی گئی ہیں۔ جو پانی چوری کے سلسلہ میں نہروں پر raids کر رہی ہیں محکمہ ہذا کے ایس ڈی اوز، سب انجینئر اور سول انتظامیہ کے آفیسران مل کر یہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔ موقعہ پر پانی چوروں کے خلاف حسب ضابطہ بروقت کارروائی کی جاتی ہے تاکہ پانی چوری میں کمی ہو سکے۔

(ب) تحصیل بہاولنگر میں کل دو نہروں کی پچھلے پانچ سالوں میں لائننگ ہوئی ہے۔

1۔ روجھاں والی ڈسٹری بیوٹری 2۔ بہاولنگر ڈسٹری بیوٹری

تحصیل منچن آباد میں پچھلے پانچ سالوں میں کل پانچ نہروں کی لائننگ ہوئی۔

1۔ درباری ڈسٹری بیوٹری 2۔ گجن مائنر

3۔ مرید ڈسٹری بیوٹری 4۔ جپکا مائنر

5۔ فتح گڑھ ڈسٹری بیوٹری

ان سات نمبر نہروں پر مشتمل سکیم کا سال بہ سال خرچہ اس طرح ہے۔

2008-09	2009-10	2010-11	2011-12	2012-13
Nil	1633766/-	9981173/-	32907098/-	13496819/-

ان پانچ سالوں میں کل خرچ شدہ رقم برائے لائننگ۔/58,018,856روپے ہے۔

نہر فورڈواہ کی لائننگ کا کوئی کام نہیں ہوا ہے۔

جن ڈرینوں پر پچھلے پانچ سال میں O&M کے تحت سال بہ سال جو خرچہ ہوا اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کوئی بھی رہائش گاہ ایکڑوں میں نہیں ہے تاہم تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ایکسیئن فورڈواہ= 4کنال

2۔ ایکسیئن ہاکڑہ= 4کنال

3۔ ایکسیئن صادقیہ = 4کنال

4۔ ایس ڈی او بہاولنگر= 3کنال

5۔ ایس ڈی او ملک = 1کنال

6۔ ایس ڈی او جال والا= 3کنال

7۔ ایس ڈی او چشتیاں= 1کنال

8۔ ایس ڈی او منچن آباد= 1کنال

9۔ ایس ڈی او ڈہرانوالہ = 1کنال

10۔ ایس ڈی او ہارون آباد= 3کنال

11۔ ایس ڈی او فورٹ عباس= 2کنال

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب والا! جز(الف) کے آخر میں جواب دیا گیا ہے کہ موقع پر جو پانی چور ہیں ان کے خلاف حسب ضابطہ بروقت کارروائی کی جاتی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سلسلے میں کیا کارروائی

کی جاتی ہے ؟اگر جرمانہ کیا جاتا ہے تو زیادہ سے زیادہ کتنا کیا جاتا ہے اور اگر کوئی سزا مقرر ہے تو وہ کتنی ہے؟

جناب سپیکر: کوئی specific case بتائیں ایسے تو سوال نہیں ہوتا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب والا!انہوں نے بھی کوئی specific بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ کو کچھ پتا ہے کہ آپ کی کتنی زمین ہے ؟

محترمہ نگہت شیخ: نہیں، میری تو زمین ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر جس کی زمین ہے اس کو ضمنی سوال پوچھنے دیں۔

محترمہ نگہت شیخ: نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ جن کی زمین نہیں ہے وہ کوئی سوال ہی نہ پوچھے ؟

جناب سپیکر: آپ پھر general بات نہ کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب والا!اس کا مطلب یہ ہے کہ وہی بات کرے جس کے پاس زمین ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب!آپ ان کو جواب بتادیں اور satisfied کریں۔(شور وغل)

میں اُٹھوا کر باہر بھی پھینک سکتا ہوں.This I tell you. Be careful

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمان): جناب والا!حبیب کا مائنر زپر 13-2012 میں پانی چوری کے کل 25 وقوعہ جات ہوئے ہیں۔ان میں سے 20 ایف آئی آر درج کروائی گئی ہیں جن پر کارروائی ہو رہی ہے ،اسی طرح درباری ڈسٹری بیوٹری پر 13-2012 میں کل 104 وقوعہ جات ہوئے اور اس پر 12 ایف آئی آر درج ہوئی ہیں باقی ابھی تک تاوان cases چل رہے ہیں۔تاوان جو وصول کئے گئے ہیں وہ 4 لاکھ 55 ہزار 899 روپے ہیں۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ایک سوال ہے ؟

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): جی،ایک سوال ہے۔

جناب سپیکر: آگے آپ کا سوال تو نہیں ہے ؟

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): جی، نہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، پھر ٹھیک ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!اس میں میری گزارش یہ ہے کہ نہری پانی چوری کے جو مقدمات درج ہوتے ہیں ان کی maximum punishment one year ہے اور اس میں جو maximum fine ہے اس میں or کا لفظ ہے and نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر:ایک منٹ،آپ تشریف رکھیں۔

ایران کے قونصل جنرل جناب محمد حسین بنی اسدی سپیکر باکس میں تشریف فرما ہیں ہم ان کو welcome کرتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں بھی treasury benches کی طرف سے محمد حسین بنی اسدی قونصل جنرل اسلامک ری پبلک آف ایران کو یہاں ایوان میں تشریف لانے پر خوش آمدید کہتا ہوں اور اس بات کو acknowledge کرتا ہوں کہ ایران پاکستان کا بہت ہی دیرینہ اور بہت ہی time tested دوست ہے۔ایران کے بھائیوں نے اور ایران کی مملکت نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا۔

جناب سپیکر:جی،بالکل۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): ہمارے دلوں میں ان کے لئے بے پناہ محبت اور عزت واحترام کے جذبات ہیں۔

جناب سپیکر:مہربانی۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):جناب والا!میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:ایک منٹ،آپ تشریف رکھیں۔مجھے سبطین صاحب کی بات بھی سن لینے دیں وہ اپوزیشن کی طرف سے welcome کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):ٹھیک ہے۔

جناب محمد سبطین خان:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں joint یعنی متحدہ اپوزیشن کی طرف سے ہمارے جو ایرانی قونصل جنرل محمد حسین بنی اسدی صاحب تشریف لائے ہیں ان کو welcome کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا neighbouring Islamic country ہے۔

(اس دوران ایک معزز ممبر کے موبائل کی گھنٹی بجنے لگی)

جناب سپیکر: یہ خیر سے آپ کا موبائل ہی ہو گا؟

جناب محمد سبطین خان: جی۔

جناب سپیکر: میں تمام معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ آپ جب ایوان کی کارروائی میں حصہ لے رہے ہوں تو آپ کے ٹیلیفون on نہیں ہونے چاہئیں۔ مہربانی۔

جناب محمد سبطین خان: جناب والا! میں انہیں اپنی joint opposition کی طرف سے welcome کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ ہمارا neighbouring Islamic country ہے اور ماشاء اللہ ہمارے تعلقات بھی اچھے ہیں، حالات بھی اچھے ہیں میں گورنمنٹ سے بھی توقع کرتا ہوں کہ neighbouring countries کے ساتھ ہمارے تعلقات مزید بہتر ہوں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔ جی، باجوہ صاحب!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں نہری پانی چوری کے مقدمات کے سلسلے میں گزارش کر رہا تھا، میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت جو law ہے اس میں maximum punishment one year ہے یا ایک ہزار روپے تک کا جرمانہ ہے۔ اس میں and fine نہیں ہے or fine ہے یعنی یا سزا دے سکتے ہیں یا جرمانہ کر سکتے ہیں اور ایک ہزار روپے تک fine کر کے بندے کی جان چھوٹ جاتی ہے لیکن لاکھوں روپے کا نقصان ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے زمینداروں کے پاس tail تک پانی نہیں پہنچتا۔ میری گزارش یہ ہے کہ law میں amendment کی جانی چاہئے اور اس کا fine بھی زیادہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو کب روک رہا ہوں کہ amendment نہ لائیں؟ amendment لانا آپ کا کام ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس کی سزا کم از کم سات سال تک ہونی چاہئے۔ یہ جو پرچے ہو رہے ہیں یہ صرف اور صرف اپنی کارروائی دکھانے کی حد تک ہیں لیکن جو پانی چوری کرتے ہیں ان کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ bailable treat ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ شوکت علی لالیکا صاحب کے سوال کا جواب آ چکا ہے، اب اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔ منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! انہوں نے قانون کے متعلق کہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے قانون کے متعلق کہا ہے لیکن آپ بھی ذرا خیال کریں کہیں کچھ ایسے آدمی ہوتے ہیں جن کو فوت ہوئے بھی آٹھ آٹھ سال ہو جاتے ہیں لیکن آپ ان کا بھی چالان کر دیتے ہیں اور ان کو بھی fine کر دیتے ہیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): میں ان کے ضمنی سوال کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صوبے کا نہیں بلکہ فیڈرل لاء ہے۔ اگر اس میں کوئی ترمیم کرنی ہے تو قومی اسمبلی نے کرنی ہے پنجاب اسمبلی نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو جواب دے دیا ہے کہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ فیڈرل کا نہیں بلکہ پنجاب کا لاء ہے۔ یہ پراونشل لاء ہے۔

جناب سپیکر: آپ قانون سازی کروالیں۔ مجھے کیا اعتراض ہے۔ اگلا سوال ملک احمد یار ہنجرا صاحب کا ہے۔

ملک احمد یار ہنجرا: جناب سپیکر! سوال نمبر692 اس میں جُز (الف وب) کا جواب ٹھیک ہے لیکن منسٹر صاحب جُز (ج) کا جواب پڑھ کر سنا دیں۔

ضلع مظفر گڑھ: تحصیل کوٹ ادو کی ہزاروں ایکڑ اراضی کو سیم و تھور سے بچانے کی تفصیلات

*692: **ملک احمد یار ہنجرا:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع مظفر گڑھ کی تحصیل کوٹ ادو میں دریائے سندھ سے دو نہریں مظفر گڑھ کینال اور TP link کینال نکالی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ نہروں کی وجہ سے تحصیل کوٹ ادو کی ہزاروں ایکڑ زمین سیم و تھور کی نذر ہو گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ زمین کی بہتری اور سیم و تھور کو روکنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

جناب سپیکر: کیا کر دیں؟

ملک احمد یار ہنجرا: منسٹر صاحب جز(ج) کا جواب پڑھ کر سنا دیں اس کے بعد میں ضمنی سوال کروں گا۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! سوال کا جز(ج) تھا کہ کیا حکومت مذکورہ زمین کی بہتری اور سیم و تھور کو روکنے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اس کا جواب ہے کہ:

(ج) سیم و تھور کو ختم کرنے کا واحد علاج مظفر گڑھ کینال کی لائننگ ہے۔ مظفر گڑھ کینال کی لائننگ کا منصوبہ حکومت پنجاب کی جانب سے منظور ہو چکا ہے۔WAPDA نے اسی سلسلہ میں Tenders کر کے کام بھی ٹھیکیداروں کو الاٹ کر دیئے ہیں امید ہے کہ جلد ہی یہ کام شروع ہو جائے گا۔ اس حوالے سے سکیم Remedial measures to control water logging due to Muzaffargarh and TP link canal کو ECNEC کی 2013۔08۔24 کی میٹنگ کے ایجنڈے میں شامل کیا گیا ہے۔ECNEC کے فیصلہ کے مطابق سکیم مذکورہ کے بارے میں عملدرآمد ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک احمد یار ہنجرا: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ حکومت پاکستان کی طرف سے منظور ہو چکا ہے لیکن یہاں پر جواب میں حکومت پنجاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ ٹینڈر کب ہوئے تھے؟ اگر ٹینڈر ہو چکے ہیں اور جیسے انہوں نے کہا کہ ٹھیکیداروں کو کام الاٹ ہو چکے ہیں تو ٹھیکیداروں نے ابھی تک کام شروع کیوں نہیں کیا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے جواب کے اندر حکومت پاکستان کا تذکرہ کیا ہے حکومت پنجاب کا نہیں۔ یہ لکھا بھی ہوا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ منصوبہ حکومت پنجاب کی جانب سے منظور ہو چکا ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): سیم و تھور مظفر گڑھ کینال کی لائننگ کا منصوبہ حکومت پاکستان کی جانب سے منظور ہو چکا ہے۔ آپ کے پاس جو کاپی ہے وہاں غلطی سے لکھا گیا ہو گا لیکن میرے پاس حکومت پاکستان کا ہے اور میں اپنی کاپی سے پڑھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اپنی کاپی پڑھوں یا آپ کی پڑھوں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! یہاں غلطی سے درج ہو گیا ہے جس کے لئے میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے اس کی تصحیح کر دی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ معاف کر دیا حافظ قرآن سمجھ کر۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! یہ منصوبہ اسی سال شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: چلو، شاباش۔

ملک احمد یار ہنجرا: جناب سپیکر! پچھلی گورنمنٹ اس کا افتتاح بھی کر چکی ہے۔ اس وقت کچھ ٹھیکیدار آئے تھے کچھ مشینری بھی لائی گئی پھر وہ مشینری واپس چلی گئی تھی۔ یہاں پورے ایوان کو بتایا جائے کہ اگر یہ سارا ڈرامہ کیا گیا تھا تو اس کی کیا وجہ تھی؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں پچھلی حکومت کا ذمہ دار نہیں ہوں لیکن میں اب ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ یہ منصوبہ اسی سال 2013 میں شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: 2013 یا 2014؟

ملک احمد یار ہنجرا: جناب سپیکر! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ ٹھیکیداروں کو کام بھی الاٹ ہو چکا ہے تو پھر کام شروع کیوں نہیں ہو رہا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! انشاء اللہ 14-2013 کے اندر شروع ہو جائے گا۔ اس کے ٹینڈر ہو چکے ہیں۔ ویسے بھی یہ منصوبہ محکمہ پنجاب اریگیشن سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ یہ وفاقی حکومت کا منصوبہ ہے اور ان سے ہی متعلقہ ہے۔

ملک احمد یار ہنجرا: جناب سپیکر! پھر اس کا مطلب ہے کہ یہ نہر پنجاب میں نہیں ہے اور اس کی ذمہ داری بھی محکمہ اریگیشن پنجاب کی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: یہ coordinate کرتے ہیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ نہر پنجاب کی ہے لیکن منصوبہ وفاقی حکومت take up کر رہی ہے۔

ملک احمد یار ہنجرا: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں چونکہ انہوں نے یہاں پر نہ تو یہ بتایا ہے کہ یہ ٹھیکہ کس کمپنی کو دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! انہوں نے floor پر یہ بات کی ہے کہ 14-2013 میں انشاء اللہ یہ منصوبہ شروع ہو گا۔ اب آپ یہ بات نہ کریں۔

ملک احمد یار ہنجرا: یہ صرف اتنا بتا دیں کہ جس کمپنی یا جن ٹھیکیداروں کو ٹھیکہ ملا ہے ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! چونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا منصوبہ ہے اس لئے کمپنیز کا پتا انہیں ہی ہو گا۔ مجھے جتنی معلومات تھیں وہ میں نے آپ کے سامنے پیش کر دی ہیں۔ ٹھیکے الاٹ ہو چکے ہیں اب یہ بات کہ یہ کس کمپنی کو ہوئے ہیں یہ واپڈا والوں کو علم ہو گا۔

ملک احمد یار ہنجرا: جناب سپیکر! اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اب بس کریں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ اگلا سوال میاں محمد اسلام اسلم صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1072 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

ضلع رحیم یار خان: سیم نالہ کی تعمیر و تکمیل کی تفصیلات

*1072: میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چنی گوٹھ تا فیروزہ ضلع رحیم یار خان سیم نالہ تعمیر کیا جا رہا ہے اور اس پر تقریباً 27 کروڑ روپے کی خطیر رقم بھی خرچ ہو چکی ہے؟

(ب) اس نالہ کا کتنے فیصد کام مکمل ہوا ہے اور کتنا کام بقایا ہے؟

(ج) اس نالہ پر کام کب سے بند ہے اور کس بناء پر بند ہے؟

(د) حکومت کب تک اس سیم نالہ کو مکمل کرنے اور اس کو چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) اس نالے کا 90 فیصد کھدائی کا کام مشینری ڈویژن ملتان نے مکمل کر دیا ہے اور Pacca Structure کا کام تقریباً 80 فیصد مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) پچھلے سال چند مقامی لوگوں کی مداخلت اور فنڈز کی کمی کی وجہ سے عارضی طور پر کام روک دیا گیا تھا جس کی وجہ سے کام مکمل ہونے میں تاخیر ہوئی اب بقایا کام revised PC-I کی منظوری کے بعد مکمل کر دیا جائے گا۔

(د) حکومت پنجاب جون 2014 تک اس منصوبے کو مکمل و چالو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ منصوبہ ٹوٹل کتنی amount کا ہے اور اس کی length کتنی ہے اور اس سے جو damages ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: پہلے اپنی ایک بات کا جواب لے لیں۔ جی، منسٹر صاحب!

میاں محمد اسلام اسلم: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے سن لیا؟ سوال نمبر 1072 ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اس منصوبہ کی لاگت کا تخمینہ 422.23 ملین روپے لگایا گیا ہے۔ اس میں 9 ٹھیکیداروں نے حصہ لیا تھا جن میں سب سے کم ریٹ ایم اظہر ٹھیکیدار نے دیا ہے اور اسی کو ٹھیکہ الاٹ کر دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ اس منصوبے کو جلد مکمل کر دیا جائے گا۔ اس پر سٹرکچر کا کام تقریباً 80 فیصد ہو چکا ہے اور 90 فیصد کھدائی کا کام ہو چکا ہے اور اس وقت تک اس پر تقریباً 318.17 ملین روپے استعمال کئے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاباش۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ جی جن کا سوال ہے ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔ دیکھیں! جب میں ایک دفعہ بات بتا دوں تو اس پر عمل کیا کریں آپ کی مہربانی ہے اور مجھے خوشی ہو گی۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! جن زمینداروں کی زمین سے یہ نکالا گیا ہے ان کو ابھی تک payment نہیں کی گئی اور اس کے آخری فیز میں ٹیوب ویل وغیرہ لگانے تھے اور یہ 2014 میں مکمل ہونا تھا لیکن ابھی دور دور تک اس کے آثار دکھائی نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر ایک تو یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے زمین acquire کی تھی لیکن اس کی payment نہیں ہوئی۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ کھدائی کا 90 فیصد کام مکمل ہو گیا ہے اور 80 فیصد سٹرکچر کا کام مکمل ہو گیا ہے اور اس پر 318.17 ملین روپے استعمال ہوئے ہیں۔ اس کا PC-I revise ہوا ہے۔ چونکہ وہاں land acquisition کا معاملہ تھا جس کی وجہ سے کچھ delay ہوئی اور یہ کام مکمل نہیں ہو سکا۔ اب یہ کام دوبارہ شروع ہو گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مطلوبہ وقت کے اندر مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جو اصل بات ہے آپ وہ تو پھر چھوڑ گئے ہیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جی؟

جناب سپیکر: آپ نے جن کا رقبہ acquire کیا ہے ان کو payment ملی ہے یا نہیں، یا ویسے ہی منصوبہ شروع کر رہے ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! اگر بعض لوگوں کو payment نہیں ملی تو انشاء اللہ انہیں مل جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ کوئی specific بات کریں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! محکمہ آبپاشی نے اس کی تمام payment محکمہ مال کو transfer کر دی ہے اور اب محکمہ مال نے land owners کو ادائیگی کرنی ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! تقریباً ڈیڑھ سال سے اس منصوبے پر کام بند ہے۔ میں اس کی وجہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا due to lack of funding اس پر کام نہیں ہو رہا یا پھر کوئی اور وجہ ہے؟

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمان):جناب سپیکر!land acquisitionہی اس کے اندرmain problemتھا۔اب land acquireہو گئی ہے اور اس کے پیسے بھی محکمہ مال کوtransferکئے جا چکے ہیں۔انشاءاللہ تعالیٰاس پراجیکٹ کے اندراب further delayنہیں ہو گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!یہ بہت اچھا منصوبہ ہےاوراس منصوبے کی تکمیل کے بعد وہاں زمین کی حالت بہتر ہو گی۔جب بڑی مقدار کے اندر ٹیوب ویل چلتے ہیں تو بہت سارا پانی نکلتا ہے۔اس وقت پانی کی شدید قلت ہے تو کیا محکمہ اس پانی کوrecycleکر کے آبپاشی کے لئے قابل استعمال بنانے کا کوئی منصوبہ رکھتا ہے؟

وزیر آبپاشی(میاں یاور زمان):جناب سپیکر!یہalreadyسیم اور تھور کا علاقہ ہے اور اس ڈرین کو اسی لئے تعمیر کیا جارہا ہے تاکہ وہاں پرwater levelکوdownکیا جاسکے۔یہاں سے پانی کا نکاس اس لئے کیا جارہا ہے تاکہ water-loggingکو ختم کیا جاسکے لہذااس پانی کی کوئی خاص ضرورت نہیں یہ تو پہلے ہی زمین کو spoilکر رہا ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان:میں بھی اسی سوال کے حوالے سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:نہیں،آپ اس پر ضمنی سوال نہیں کر سکتے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان:جناب سپیکر!میرا سوال بہت ہی اہم ہے۔

جناب سپیکر:سب کے سوالات اہم ہوتے ہیں۔ایسا کوئی بھی سوال نہیں جو کہ اہم نہ ہو۔اب مجھے آگے بڑھنے دیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان:جناب سپیکر!ضلع میانوالی میں ایکlift irrigation scheme "paikhel"ہے جو کہ 1998میں بننا شروع ہوئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحب!آپ اس کے لئےfresh questionکر دیں۔اگر اس سوال سے متعلقہ کوئی ضمنی سوال ہوتا تو میں آپ کو اجازت ضرور دیتا۔I am sorry.اب مجھے آگے بڑھنے دیں۔

اگلا سوال نمبر1078جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔وہ میرا برخُوردار ہے اور بڑا بے تاب بیٹھا ہوا ہے۔میں بتانا چاہتا ہوں کہ ان کے سوال کا جواب غلط آیا تھااور میں نے اس کو واپس کر دیا ہے۔میں نے متعلقہ وزیر کو ہدایت کی ہے کہ اگر آئندہ غلط جواب آیا تو پھر میں اسے ایسی کمیٹی کے سپرد کروں گا کہ جو تگنی کا ناچ نچائے گی۔احسن ریاض فتیانہ صاحب!آپ تشریف رکھیں۔اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی

صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 1099 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: چک نمبر 437 اور 439 گ ب کو نہری پانی کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*1099: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔86 کے چک نمبر 437 گ ب اور 439 گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پچھلے 22 سال سے نہری پانی نہیں آیا اور وہاں کا زیر زمین پانی کڑوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نہری پانی نہ ملنے کی وجہ سے زمینیں بے آباد ہیں اور فصلیں نہ ہونے کے برابر ہیں، جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو رہے ہیں اور جانور بھی پانی کی عدم دستیابی پر مر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نہری پانی پہنچانے کے لئے حکومت کی طرف سے لاکھوں روپے کی لاگت سے پختہ کھال تعمیر کئے گئے لیکن تعمیراتی نقص کی وجہ سے پانی نہیں پہنچ سکا اور گورنمنٹ کے لاکھوں روپے بھی ضائع ہو گئے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان چکوک میں فوری طور پر نہری پانی پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ 22 سال سے حلقہ پی پی۔86 کے چک نمبر 437 اور 439 گ ب میں نہری پانی نہیں آیا اور وہاں کا زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ان دونوں چکوک میں پانی کی کمی نہ ہے یہ دونوں چکوک راجباہ کلیانوالہ سے سیراب ہوتے ہیں اور اس کی برجی نمبر 3845 اور 6391 پر راجباہ کلیانوالہ کے ہیڈ کے نزدیک واقع ہیں۔

(ب) یہ بات بھی درست نہ ہے کہ لوگ پانی نہ ملنے کی وجہ سے نقل مکانی کر رہے ہیں بلکہ ان چکوک میں منظور شدہ پانی کی مقدار مل رہی ہے۔

(ج) یہ سوال محکمہ ہذا سے متعلقہ نہ ہے یہ پختہ کھال محکمہ زراعت (واٹر مینجمنٹ) والوں نے تعمیر کئے ہیں لہذا اگر ان میں کوئی خرابی ہے تو متعلقہ محکمہ سے رابطہ کیا جائے۔

(د) یہ بات درست نہ ہے۔ان چکوک کو پہلے ہی نہری پانی ان کے منظور شدہ حصہ کے مطابق مل رہا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ب) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ "یہ بات درست نہ ہے کہ لوگ پانی نہ ملنے کی وجہ سے نقل مکانی کر رہے ہیں بلکہ ان چکوک میں منظور شدہ پانی کی مقدار مل رہی ہے۔"اس سے بڑا سفید جھوٹ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ پچھلے بائیس سال سے اس گاؤں میں نہری پانی کی ایک بوند بھی نہیں مل سکی۔

جناب سپیکر: آپ الفاظ کا استعمال ذرا احتیاط سے کیا کریں۔ جھوٹ کا لفظ اچھا نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جی، بہتر ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ محکمہ نے جو جواب دیا ہے وہ حقائق پر مبنی نہیں اور دروغ گوئی سے کام لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! چک نمبر 439 گ۔ب کو پچھلے بائیس سالوں میں نہری پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں مل سکا جبکہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ان کو پانی مل رہا ہے۔ میں پچھلے دنوں سیکرٹری آبپاشی سے ملا تھا اور اس مسئلہ کی نشاندہی کی تھی۔ میں نے ان سے ذاتی طور پر گزارش کی تھی کہ اس مسئلے کو حل کریں لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔آگے جواب کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ "یہ بات بھی درست نہ ہے کہ لوگ پانی نہ ملنے کی وجہ سے نقل مکانی کر رہے ہیں۔"یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس گاؤں کی آبادی اس وقت ایک تہائی رہ گئی ہے۔ وہاں پر کوئی لڑکوں کو رشتہ دینے اور نہ ہی لڑکیوں کے رشتے لینے کے لئے تیار ہے۔لوگ نقل مکانی کر گئے ہیں، جانور مر گئے ہیں، وہاں پر دُھول اُڑ رہی ہے اور وہ گاؤں صحرا کا منظر پیش کر رہا ہے جبکہ یہاں محکمہ کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ اس گاؤں کو اس کے حصے کا پانی مل رہا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ محکمہ وہ پانی کہاں بیچ رہا ہے؟منسٹر صاحب ذرا اس بات کی وضاحت فرما دیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! محکمہ نے بالکل درست جواب دیا ہے۔ یہ بات بھی درست نہ ہے کہ لوگ پانی نہ ہونے کی وجہ سے یہاں سے نقل مکانی کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میری بات سُنیں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میری عرض تو سُن لیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ معزز ممبر جس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں اگر اس حوالے سے دیا گیا جواب درست نہ ہوا تو پھر یہ محکمہ کے لئے ٹھیک نہیں ہو گا۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں اصل مسئلہ بتانا چاہتا ہوں۔ سوال کے جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ نہری پانی پہنچانے کے لئے حکومت کی طرف سے لاکھوں روپے کی لاگت سے پختہ کھال تعمیر کئے گئے لیکن تعمیراتی نقص کی وجہ سے پانی نہیں پہنچ سکا اور گورنمنٹ کے لاکھوں روپے بھی ضائع ہو گئے؟" درحقیقت یہ کھال محکمہ آبپاشی کا نہیں ہے بلکہ اس کو Water Management یا محکمہ زراعت نے بنوایا ہے۔ اگر اس کھال کے اندر کوئی designing fault ہے اور وہ پانی آگے نہیں پہنچا رہا تو اس میں محکمہ آبپاشی کا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں آج بھی یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ان موگا جات پر پورا پانی پہنچ رہا۔ محکمہ زراعت اور Water Management نے آگے جو کھال تعمیر کئے ہیں ان کی وجہ سے پانی پہنچ نہیں رہا۔ ہماری طرف سے انہیں پورا پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ سوال کے جز(ج) کے اندر معزز ممبر نے خود اس چیز کو admit کیا ہے کہ لاکھوں روپے کی لاگت سے جو پختہ کھال تعمیر کئے گئے ہیں ان میں نقص ہے۔ اب یہ designing fault, Water Management یا محکمہ زراعت والوں کا ہے۔ اس میں محکمہ آبپاشی کا کوئی قصور نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس گاؤں میں گزشتہ بائیس سالوں سے پانی نہیں آیا جبکہ Water Management کا محکمہ 2004 میں بنا ہے۔ یہ ذرا جمع تفریق کر لیں اور پھر اس حساب سے جواب بنائیں۔ منسٹر صاحب ایک طرف کہتے ہیں کہ پانی پہنچ رہا ہے جبکہ دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ کھال میں تعمیراتی نقص کی وجہ سے پانی نہیں پہنچ رہا تو ان کا کون سا جواب درست اور کون سا غلط ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! آپ بھی زمیندار ہیں یہ رقبہ ہیڈ پر واقع ہے اور ہیڈ کے اوپر سو فیصد پورا پانی پہنچ رہا ہے۔ میں جس طرف نشاندہی کرنا چاہتا ہوں وہ آپ بھی سمجھ گئے ہیں۔ اگر یہ fault ہے تو یہ محکمہ زراعت کے ذیلی ادارہ Water Management کا ہے انہوں نے اس کھال کو

level پر نہیں بنایا جس کی وجہ سے ان کی زمینوں پر اگر پانی نہیں پہنچ رہا تو آپ اسے examine کرا لیں اس کے اندر محکمہ آبپاشی کا کوئی fault نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! معزز ممبر کے حلقہ کے اُس دیہہ کو واقعی اگر پانی نہیں مل رہا تو اُس کے لئے آپ کوئی متبادل انتظام کریں، اُسی نہر یا اُسی ہیڈ سے آپ کوئی متبادل انتظام کریں اور آپ یہ سب in the best interest of the public کریں۔ آپ خود اس کو examine کریں کیونکہ ان کو پانی پہنچانا آپ کا فرض بنتا ہے۔ میرے خیال میں بہتر رہے گا کہ جب next session آئے گا اُس میں آپ اس معاملہ کی تفصیل ہمیں بتائیں گے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں اُس کی تفصیل بھی آپ کو بتا دوں گا اور اگر آپ محکمہ زراعت کو بھی ہدایت کر دیں کہ وہ اس کھال کی تصحیح فرمالیں تو پھر ان کو پانی پہنچ جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اسی بات کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کو بنے ہوئے 66 سال ہو گئے ہیں اور 44 سال تک اس دیہہ کو پانی لگتا رہا ہے جبکہ پچھلے 22 سال سے اس دیہہ کو پانی نہیں لگ رہا۔ یہ محکمہ کی کارستانی ہے جس کی وجہ سے اُس موگا سے پانی نہیں لگ رہا۔ درمیان میں کچھ معاملات ہیں جن کی وجہ سے کسی اور زیادہ پیسے والوں کو یہ موگا شفٹ کر دیا گیا اور وہ بے چارے 22 سال سے پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔

جناب سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ وہاں پانی پہنچے۔

جناب سپیکر: میں نے کون سی زبان بولی ہے جس کی آپ کو سمجھ نہیں آئی؟ جی، میاں صاحب!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! انہیں موگا شفٹ کرنے پر اعتراض ہے تو یہ موگا شفٹ کرنے کی درخواست دے دیں ہم ان کا موگا شفٹ کر دیں گے اگر اس سے ان کے پانی کا مسئلہ حل ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! محکمہ زراعت اور آپ کا محکمہ دونوں مل کر ان کی اس پریشانی کو دُور کریں۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! جی، بہتر ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی میاں محمد اسلام اسلم صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1117 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حکومت پنجاب کا اپنے حصہ کا پانی ڈیمانڈ کرنے کی تفصیلات

*1117: میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ہر سال صوبہ پنجاب کے حصہ کا کتنا پانی دریائے سندھ میں گرتا ہے اور سمندر کی نذر ہو جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ پانی صوبہ کی ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے؟

(ج) اگر یہ کم ہوتا ہے تو پھر حکومت پنجاب اپنے حصہ کا پانی کیوں ڈیمانڈ نہیں کرتی اور آئندہ حکومت اس بارے میں کیا مؤقف رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ہر سال سیلاب کے دنوں میں دریائی پانی نہروں کی ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے چونکہ سیلابی پانی ذخیرہ کرنے کے لئے نئے ڈیمز نہیں بنائے گئے اس لئے 10 سے 20 ملین ایکڑ پانی سمندر کی نذر ہو جاتا ہے۔

(ب) جی ہاں! سیلاب کے دنوں میں پانی صوبوں کی ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (الف وب) کے جواب میں ذکر کیا گیا ہے کہ سیلاب کے دنوں میں پانی کی کمی نہیں ہوتی البتہ سال کے باقی ماندہ دنوں میں ستمبر سے جون تک دریاؤں میں پانی کی دستیابی ضرورت سے کم ہوتی ہے اس لئے تمام صوبوں کو بشمولہ پنجاب حصے سے کم پانی ملتا ہے۔ اگر سیلاب کے دنوں میں ضائع ہونے والے پانی کو نئے ڈیم بنا کر ذخیرہ کر لیا جائے تو پانی کی کمی دور ہو سکتی ہے۔ چونکہ نئے ڈیم بنانا وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے اس لئے پنجاب حکومت اپنے مؤقف سے وفاقی حکومت کو وقتاً فوقتاً آگاہ کرتی رہتی ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! جس طرح اس سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 10 سے 20 ملین ایکڑ ہمارا پانی سمندر کی نذر ہو جاتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے چولستان میں چھوٹے ڈیموں کا منصوبہ شروع کیا تھا اور تجرباتی طور پر کچھ ڈیم بنائے بھی گئے ہیں۔ میرے حلقہ میں چولستان کے 180 چکوک آتے ہیں وہاں پر چھوٹے ڈیم بنائے بھی گئے ہیں۔ اس منصوبہ کو اگر جاری رکھا جائے تو اس سے وہاں کی لاکھوں ایکڑ اراضی سیراب ہو سکتی ہے۔ چولستان جہاں لاکھوں ایکڑ اراضی ہے

وہاںL–1 link canal کو100ایکڑ پانی دیا گیا ہے تو میری گزارش ہے کہ اُس کا پانی بھی بڑھایا جائے اور وہاں پر چھوٹے چھوٹے ڈیم بھی بنائے جائیں تاکہ ضائع ہونے والے پانی کو بچایا جاسکے۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ محکمہ آبپاشی کے تقریباً سارےRest Houses خستہ حالت میں ہیں ان کی مرمت کے لئے وزیر موصوف خصوصی کاوش کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر اریگیشن!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! ممبر موصوف نےSmall Dams کا تذکرہ کیا ہے تو میرے علم کے مطابق چولستان کے اندرSmall Dams کا کوئی منصوبہ نہیں چل رہا لیکن وہاں پر pondبنائے گئے ہیں۔Small Dams کا منصوبہ پوٹھوہار کے بارانی علاقہ میں بنایا گیا ہے اور وہاں پر ہمارے تقریباً55 کے قریبSmall Dams موجود ہیں جہاں بارش کے دنوں میں پانی اکٹھا ہو جاتا ہے اور پھر اُس سے سارا سال وہاں پر آبپاشی ہوتی ہے۔ جہاں تک انہوں نےRest Houses کی بات کی ہے تو اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہfresh question دے دیں ہم اُس کے مطابق جواب دے دیں گے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! ہمارے علاقہ میں جہاں کڑوا پانی ہے وہاں پر میں نے دیکھا ہے کہ magnate tubewell لگائے گئے ہیں جو کڑوے پانی کو میٹھا کرتے ہیں۔ اس طرح کا کوئیproject launch کیا جائے تو کڑوے پانی کے مسائل کافی حد تک حل ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر اریگیشن!

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! بنیادی طور پر یہPublic Health کاsubject ہے اس کا محکمہ آبپاشی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو میں عرض کروں گا کہ جس دن یہاں پرPublic Health کاQuestion Hour آئے اُس دن یہ اپنا سوال کر لیں۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع چنیوٹ: آبادی فقیراں داخلی موضع جسرت کے مقام پر سیم نالہ پر پُل کی تعمیر

*1091: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع جسرت، کوٹ عمر، رشیدہ متھووحہ اور موضع کھڑکن ضلع چنیوٹ کی 300 مربع زمین دریا برد ہو چکی ہے اور ان موضعات کا اس رقبہ سے رابطہ کٹ گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس 300 مربع زمین کی فصلات کو سڑک تک لانے کے لئے بہت بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بسا اوقات وہ کشتیاں جن کے اوپر یہ قیمتی فصلات لادی گئی ہوتی ہیں وہ الٹ جاتی ہیں اور لاکھوں روپے کی فصلات دریا کی نذر ہو جاتی ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت آبادی فقیراں داخلی موضع جسرت کے مقام دریائے چناب کے سیم نالہ پر پُل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ ان موضعات ضلع چنیوٹ کی زمین جزوی طور پر دریائے چناب کے کٹاؤ کی وجہ سے دریا برد ہوئی اور ہو رہی ہے تفصیل رقبہ محکمہ انہار سے متعلقہ نہ ہے۔

(ب) یہ محکمہ ہذا کے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) محکمہ کا سیم نالہ نہ ہے۔ دریا ہی کی ایک کریک ہے۔ پُل بنانے کا معاملہ محکمہ انہار سے متعلقہ نہ ہے۔

ضلع چنیوٹ: دریائے چناب موضع جسرت کے مقام پر لگے کٹس پر بند لگانے کی تفصیلات

*1093: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے چناب میں موضع جسرت کے مقام سے دریا کو تین جگہ سے کٹ لگے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے پانی عام گزرگاہ سے نکل کر 200 مربع پر مشتمل زرخیز زمین اور اس کی فصلات کو بھی تباہ کر دیتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تین کٹوں کی کل لمبائی 700 فٹ کے لگ بھگ ہے اور اگر یہ کٹ پتھر بند سے پر کر دیئے جائیں تو سالانہ کروڑوں روپے کی فصلات محفوظ ہو سکتی ہیں؟

(ج) اگر جُز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک، ان مذکورہ جگہوں پر پتھر کا بند بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا اس کے لئے محکمہ فنڈ مختص کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ دریائے چناب موضع جسرت کے مقام پر کناروں پر کٹاؤ ہو رہا ہے۔ دریا میں سیلاب کے دوران پانی spillover ہو کر ملحقہ زمینوں میں پھیل جاتا ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) دریائے چناب کے بائیں کنارے پر محکمہ آبپاشی کا کوئی فلڈ بند یا کسی قسم کا سٹرکچر نہ ہے اسی مقصد کے لئے دریائے چناب کی Chiniot Bridge تا Riwaz Bridge جھنگ تک ماڈل سٹڈی ہو رہی ہے اس کی روشنی میں مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

راولپنڈی ڈویژن: ریسٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1182: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈویژن راولپنڈی کے اضلاع میں محکمہ آبپاشی کے ریسٹ ہاؤسز کے نام، رقبہ اور ہر ریسٹ ہاؤس کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز میں سے کتنے ورکنگ کنڈیشن میں ہیں اور کتنے خستہ حالت ہیں ان کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے؟

(ج) سال 12-2011 سے آج تک ان ریسٹ ہاؤسز کی تزئین و آرائش پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے، ہر ریسٹ ہاؤس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) سال 12-2011 سے آج تک ان ریسٹ ہاؤسز کے خرچ اور آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ آبپاشی سمال ڈیمز ڈویژن اسلام آباد کے پاس ایک ریسٹ ہاؤس ہے جس کا نام راول ڈیم ریسٹ ہاؤس ہے۔اس ریسٹ ہاؤس کا کل رقبہ ساڑھے گیارہ کنال (کورڈ ایریا گیارہ مرلہ 33 فٹ +10.9 کنال لان) اور 6 کمروں پر مشتمل ہے۔

(ب) راول ڈیم ریسٹ ہاؤس ورکنگ کنڈیشن میں ہے اور خستہ حالت میں نہ ہے۔

(ج) سال 12-2011 سے آج تک اس ریسٹ ہاؤس کی تزئین وآرائش پر۔/514843 روپے روپے خرچ ہوئے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سال 12-2011 سے آج تک اس ریسٹ ہاؤس کے آمدن و خرچ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخوپورہ: راجباہ، مائنر اور انہار کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1192: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔166 شیخوپورہ میں محکمہ آبپاشی کے کون کون سے راجباہ، مائنر اور انہار واقع ہیں ان کے نام اور ان کا پانی کا ڈسچارج کتنا ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ب) اس حلقہ کا کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے؟

(ج) کتنے ایکڑ رقبہ کو پانی فراہم نہیں کیا جارہا ہے؟

(د) کیا حکومت اس حلقہ کے تمام رقبہ کو نہری پانی وافر مقدار میں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی۔166 میں کل 127952 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے۔

(ج) جو رقبہ حلقہ ہذا میں CCA میں شامل ہے اسے پہلے ہی پانی فراہم کیا جارہا ہے۔

(د) ایضاً۔

پنجاب کی نہروں میں گنجائش سے کم پانی چھوڑنے کی وجوہات و دیگر تفصیلات

*1209: محترمہ باسمہ چودھری: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پنجاب کی نہروں میں ان کی گنجائش کے مطابق پانی چھوڑا جاتا ہے؟

(ب) اگر گنجائش سے کم پانی چھوڑا جاتا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں، ان وجوہات کو دور کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے 2008 سے 2012 تک کیا اقدامات اٹھائے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) پنجاب کی نہروں میں پانی دریاؤں اور آبی ذخائر میں دستیابی کے مطابق چھوڑا جاتا ہے اور یہ پانی کا حصہ IRSA کے فیصلے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ سیلاب کے دنوں میں یعنی 15۔جون سے لے کر 15۔ ستمبر تک نہروں میں پانی کی مقدار گنجائش کے مطابق ہوتی ہے لیکن سال کے بقیہ دنوں میں پانی کی مقدار دریاؤں اور آبی ذخائر میں دستیابی کے مطابق کم و بیش ہوتی ہے۔

(ب) سیلاب کے دنوں کے علاوہ نہروں میں پانی عمومی طور پر گنجائش سے کم چھوڑا جاتا ہے۔ نہری پانی کی کمی کی وجہ موسمی حالات، دریاؤں میں پانی کی کمی اور ضرورت کے مطابق آبی ذخائر کا نہ ہونا ہے۔ حکومت پنجاب نے 2008 سے 2012 تک نہری نظام کی بہتری کے لئے اقدامات اٹھائے مختصر اًتونسہ اور کالا باغ بیراجوں کی ماڈرنائزیشن، لوئر باری دوآب اور لوئر چناب کینالز کی ریماڈلنگ، پنجاب میں سیم نالوں کی مرمت اور صفائی کا کام شامل ہے اور توقع کی جاتی ہے کہ نہری نظام کی بحالی اور مزید بڑے ڈیم بننے کے بعد نہری نظام کو اس کی گنجائش کے مطابق چلایا جاسکے گا۔

ضلع بہاولنگر: بھل صفائی کی تفصیلات

*1230: **ڈاکٹر محمد افضل:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولنگر میں محکمہ انہار نے 2008 سے 2012 تک بھل صفائی پر کتنی رقم خرچ کی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا بھل صفائی سے نہروں کے بہاؤ اور حجم میں واضح فرق پایا گیا اور ٹیل کے زمینداروں کو پانی مطلوبہ مقدار میں فراہم ہوا؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) بہاولنگر کینال سرکل میں سالانہ بھل صفائی پر خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:

سال	صادقیہ ڈویژن	فورڈواہ ڈویژن	ہاکڑہ ڈویژن	کل رقم (ملین روپے)
2008-09	0.46	0.128	1.194	1.782
2009-10	0.273	1.922	کوئی خرچ نہیں ہوا	2.195
2010-11	1.484	کوئی خرچ نہیں ہوا	0.958	2.442
2011-12	کوئی خرچ نہیں ہوا	1.552	کوئی خرچ نہیں ہوا	1.552
کل خرچ شدہ رقم:	2.217	3.602	2.152	7.971

(ب) جی ہاں! بھل صفائی سے نہروں کے بہاؤ میں واضح فرق پایا گیا اور اس کے نتیجہ میں دستیاب شدہ پانی ٹیلوں پر حق کے مطابق مہیا ہوا۔ تینوں ڈویژنز کی ٹیل گیجز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع سرگودھا: محکمہ انہار کے ریسٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1232: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ انہار کے کتنے ریسٹ ہاؤسز ہیں، ان کے نام اور رقبہ کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز سے منسلکہ کتنی اراضی ہے اور اس اراضی کا کیا استعمال ہو رہا ہے؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کا سالانہ خرچ اور آمدن کتنی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ انہار کے کل 43 ریسٹ ہاؤسز ہیں۔ جن کے نام اور رقبہ کی تفصیل "Annex-A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز سے منسلکہ اراضی 339.55 ایکڑ ہے اور یہ اراضی بمطابق Revenue Manual کے پیرا نمبر 13.27 کے تحت محکمہ کے اہلکار ان کے استعمال میں ہے۔ تفصیل "Annex-B" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کا سالانہ خرچ اور آمدن بھی "Annex-A" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب کی نہروں کو پختہ کرنے کی تفصیلات

*1239: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے انٹرنیشنل فنانسنگ انسٹیٹیوشن کی معاونت سے پنجاب میں نہروں اور آبی گزرگاہوں کو پختہ کرنے کا کام شروع کیا ہے؟

(ب) اس سلسلہ میں کیا پیشرفت ہوئی ہے اور کب تک برک لائننگ کا کام مکمل ہونے کی توقع ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) محکمہ انہار پنجاب میں انٹرنیشنل فنانسنگ انسٹیٹیوشن کی معاونت سے نہروں اور آبی گزرگاہوں کو پختہ کرنے کا کوئی کام شروع نہ ہے البتہ گورنمنٹ آف پنجاب اور گورنمنٹ آف پاکستان کی معاونت سے اس وقت نہروں کو پختہ کرنے کے منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1- Japan International Cooperative Agency(JICA) کے فراہم کردہ فنڈز کے ذریعے "Punjab Irrigation System Improvement Project" منصوبہ کے تحت صوبہ پنجاب میں 195 کلومیٹر لمبائی میں نہروں کو پختہ کرنے کا منصوبہ جاری ہے جس کے تحت 173 کلومیٹر لمبی نہروں کو پختہ کیا جا چکا ہے۔

2- Japan international Cooperative Agency(JICA) کے فراہم کردہ فنڈز کے ذریعے "Rehabilitation of Lower Chenab Part B" منصوبہ کے تحت صوبہ پنجاب میں 1318 کلومیٹر لمبائی میں نہروں کو پختہ کرنے کا منصوبہ جاری ہے جس کے تحت 1000 کلومیٹر لمبی نہروں کو پختہ کیا جا چکا ہے۔

3۔ "Asian Development Bank (ADB) کے فراہم کردہ فنڈز کے ذریعے "Lower Bari Doab Canal Improvement Project" منصوبہ کے تحت صوبہ پنجاب میں 1142 کلومیٹر لمبائی میں نہروں کو پختہ کرنے کا منصوبہ جاری ہے۔

4۔ Lining of Irrigation Channels (Distributaries & Minors) in Punjab" منصوبہ کے تحت وفاقی حکومت کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز کی مد میں 13,522 کلومیٹر لمبی نہروں کو پختہ کرنے کا منصوبہ جاری ہے جس کے تحت 953 کلومیٹر لمبی نہروں کو ستمبر، 2013 تک پختہ کیا جا چکا ہے۔

5۔ "Selective Lining of Irrigation Channels in Punjab" (Phase-I) منصوبہ کے تحت صوبہ پنجاب میں 400 کلومیٹر لمبی نہروں اور مائنرز کو پختہ کیا جا چکا ہے اور اس منصوبہ کے (Phase-II) کے تحت 250 کلومیٹر لمبی نہروں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے جس میں سے 126 کلومیٹر لمبی نہروں کو پختہ کیا جا چکا ہے۔

(ب) International Financing institution منصوبہ کے تحت نہروں اور آبی گزرگاہوں کو پختہ کرنے کا کوئی کام جاری نہ ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی پیشرفت ہوئی ہے۔

ضلع گجرات: بھاہو ڈرین کی کھدائی کے سلسلہ میں اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1540: **میاں طارق محمود:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بھاہو ڈرین جو کہ نہر یو جے سی کے نیچے سے شروع ہو کر ڈنگہ شہر (ضلع گجرات) کے درمیان سے گزرتے ہوئے بڑے سیم نالے میں گر جاتی ہے اس کی کھدائی کے سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں مزید برآں ہر سال بارشوں کے دوران اس کا پانی شہر کی ملحقہ آبادیوں میں داخل ہو جاتا ہے اس سلسلے میں کیا کوئی سکیم بنائی گئی ہے اور اس کا PC-I منظور ہو چکا ہے یا نہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لیٹر نمبر(CMO)/13AB-113(B) 000799(NO. DS (ASSEM مورخہ 03-07-2013 بھی issue ہوا ہے جس میں وزیر اعلیٰ کی جانب سے اس سکیم کے بارے واضح ہدایت موجود ہے یہ مسئلہ کب تک حل ہو جائے گا کیا اس سکیم کو اس مالی سال میں شامل کیا جائے گا اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) بھاہو ڈرین PRK میں گرتی ہے اور بھاہو ڈرین اور PRK ڈرین دونوں کی مشینری ورک پلان برائے سال 14۔2013 برائے صفائی ڈال دی گئی ہے۔ ورک پلان کی منظوری اور فنڈز مہیا ہونے کے بعد دونوں ڈرینوں کی صفائی اسی مالی سال 14۔2013 میں کر دی جائے گی۔

(ب) وزیر اعلیٰ کی جانب سے لیٹر NO.DS(ASSEM)(CMO)/13AB-113(B)000799 مورخہ 03۔07۔2013 کے تحت بھاہو ڈرین کی سٹون پچنگ برجی نمبر 43+000 سے 33+000 کا PC-I تخمینہ لاگت 48.389 ملین روپے تیار کیا گیا ہے۔ PC-I کی منظوری اور فنڈز مہیا ہونے کے بعد یہ کام بھی مکمل کر دیا جائے گا۔

نہر بالک برانچ کا منظور شدہ پانی و دیگر تفصیلات

*1572: **جناب احسن ریاض فتیانہ:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) نہر بالک برانچ کا منظور شدہ پانی کتنا ہے اور اس وقت اس میں کتنا پانی چھوڑا جا رہا ہے، اس میں کتنے موگا جات ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس نہر کی ٹیل پر پانی نہیں پہنچ رہا اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) حکومت اس نہر کی ٹیل پر پانی کی فراہمی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) اس کا منظور شدہ پانی 154.00 کیوسک ہے اور اس وقت اس میں 154 کیوسک پانی چھوڑا جا رہا ہے اور اس کے 76 موگا جات ہیں۔

(ب) ٹیل پر پانی پچھلے کچھ سالوں سے نہ پہنچ رہا تھا۔ مگر اب محکمہ کے فوری اقدامات کی وجہ سے ٹیل منظور شدہ پانی کے مطابق چل رہی ہے۔

(ج) محکمہ نے پانی چوروں کے خلاف سخت اقدامات اٹھا کر بالک کی ٹیل پر پانی پہنچا دیا ہے۔

لاہور: بھل صفائی کی تفصیلات

*1631: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر کی نہر میں جنوری 2012 اور 2013 کے دوران بھل صفائی کا آغاز کب ہوا اور اختتام کب ہوا؟

(ب) مذکورہ نہر میں بھل صفائی کے لئے کس کمپنی کو ٹھیکہ دیا گیا؟

(ج) مذکورہ نہر میں بھل صفائی کا ٹھیکہ کس حساب سے کب دیا گیا؟

(د) اس نہر سے کتنے فٹ بھل نکالی گئی؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) لاہور برانچ کینال کی بھل صفائی مہم کا آغاز برائے سال 13-2012 مورخہ 27۔دسمبر 2012 سے شروع ہو کر 13۔جنوری 2013 کو اختتام پذیر ہوا۔

(ب) لاہور برانچ کینال کی بھل صفائی کا کام برائے سال 13-2012 مختلف ٹھیکیداران کو دیا گیا جس کی تفصیل جز (ج) میں درج ہے۔

(ج) ٹھیکہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

S No	Name of Contractor	Reach RD (From-To)	work allotted´ per % Cft (Rs)	(Qty of silt removed (Lac cft)	Date of Acceptance letter
1	2	3	4	5	6
1	M/S Naseer & Co	220+000-257+000	2000	4,96,055	26۔12۔2012
2	M/S Sawar Jan & Co	257+300-280+000	1800	1,40,432	۔do۔
3	M/S Muhammad Asif Ch	280+000-314+000	1750	1,95,586	۔do۔

(د) تفصیل جز(ج) کے کالم نمبر5 میں درج ہے۔

فیصل آباد: نہروں، راجباہوں کے نام و دیگر تفصیلات

*1712: جناب جعفر علی ہوچہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔57 فیصل آباد میں بہنے والی نہروں، راجباہوں اور مائنر کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان انہار، راجباہ اور مائنر کا منظور شدہ پانی کتنا ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ بتائیں؟

(ج) اس وقت ان میں کتنا کم پانی فراہم کیا جارہا ہے؟

(د) کس کس نہر، راجباہ اور مائنر کی ٹیل پر پانی کی کمی ہے اور ان میں کب تک حکومت پانی ٹیل تک فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) پی پی۔57 فیصل آباد میں بہنے والی نہروں، راجباہوں اور مائنرز کے نام مع لمبائی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) نہروں اور مائنرز کے منظور شدہ پانی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت تاندلیانوالہ سسٹم میں 370 کیوسک پانی ہیڈ سے چھوڑا جارہا ہے جبکہ تاندلیانوالہ ڈسٹی اور بالک برانچ ڈسٹی پر rehabilitation کا کام ڈویلپمنٹ سرکل فیصل آباد کر رہا ہے اور ان کا ہیڈ پر منظور شدہ ڈسچارج 392.60 کیوسک ہے۔Rehabilitation کا کام مکمل ہونے کے بعد اس میں پانی ڈیزائن کے مطابق چھوڑا جائے گا۔

(د) ان راجباہوں پر پانی کی کمی نہ ہے اور ان کی ٹیل پر پانی تقریباً ڈیزائن کے مطابق چل رہا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع شیخوپورہ: لگائے گئے ٹیوب ویلز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1840: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ پی پی۔162 میں کالا خطائی موڑ سے نارنگ تک پنجاب حکومت کے زیر انتظام زرعی رقبہ کو سیراب کرنے کے لئے کتنے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پی پی۔162 شیخوپورہ میں اکثر ٹیوب ویل خراب ہو چکے ہیں؟

(ج) کیا حکومت پی پی۔162 شیخوپورہ کالا خطائی شاہدرہ موڑ سے نارنگ تک سرکاری ٹیوب ویلوں کی تعداد میں اضافہ کرنے اور جو خراب ہیں، ان کی مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر آبپاشی (میاں یاور زمان):

(الف) پی پی۔162 ضلع شیخوپورہ میں کالا خطائی موڑ سے نارنگ تک تقریباً100 ٹیوب ویلز لگائے گئے تھے جو کہ اریگیشن کے لئے نہیں بلکہ سیم اور تھور کو ختم کرنے کے لئے لگائے گئے تھے۔

(ب) یہ بات درست نہیں ہے کہ پی پی۔162 میں اکثر ٹیوب ویل خراب پڑے ہیں بلکہ گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت2000۔1999 میں تمام سکارپ ٹیوب ویلز denotified ہو چکے ہیں۔

(ج) محکمہ اریگیشن کے تحت اب کوئی ٹیوب ویل نہیں چل رہا ہے جس کی تعداد بڑھائی جائے یا خراب کی مرمت کی ضرورت ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت اہم، relevant اور to the point ہے۔ یہاں پر پانی کی چوری پر دفعہ 430 لگائی جاتی ہے جس میں کم جرمانہ، کم سزا اور bailable ہونے کی بات ہوئی ہے۔ میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ اسمبلی کا پچھلا دور 13-2008 گزرا ہے اس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے پانی چوری کے حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ مہربانی کریں اور وقت ضائع نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ پانی چوری کے خلاف وزیر اعلیٰ نے پچھلے دور حکومت میں جو 13-2008 تک تھا اس میں ایک کمیٹی تشکیل دی تھی تاکہ پانی کی چوری کی روک تھام کی جا سکے۔ میں بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا پہلی میٹنگ میاں محمد شہباز شریف نے convene کی تھی اس کے بعد سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ میٹنگ کی سربراہی کرتے رہے۔ اس میٹنگ میں قانون سازی کے لئے ایک ڈرافٹ تیار ہوا تھا جس میں پانی چوری کی روک تھام کے لئے، اس جرم کو non bailable بنانے کے لئے دفعہ 379 لگائی گئی تھی، جرمانہ بڑھایا گیا تھا اور سزا بھی بڑھائی گئی تھی۔ اب وہ ڈرافٹ اسمبلی کے کسی قانون ساز ادارے میں پڑا ہو گا۔ میں یہ appeal کرتا ہوں کہ اسی ڈرافٹ کو نکلوا کر قانون سازی کے لئے ایوان میں پیش کیا جائے تاکہ پانی کی چوری ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ اس وقت جو قوانین موجود ہیں اس کے مطابق دفعہ 430 جس میں کم سزا، کم جرمانہ اور bailable ہونے کی وجہ سے کسی کو خوف نہیں آتا اس لئے لوگ پانی چوری کر کے دوسرے بھائیوں کا خون پیتے ہیں۔ پانی چوری کی روک تھام کے لئے ایک ڈرافٹ اسمبلی کے اندر تیار پڑا ہو گا اس کو منگوا کر table کیا جائے اور قانون سازی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ اجلاس کے بعد لاء منسٹر صاحب سے مل لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق دی تھی۔ اس کا اب تک کیا بنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق under process ہے۔ آپ میرے office آ کر اسے چیک کر لیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس جناب محمد عارف عباسی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، عباسی صاحب!

راولپنڈی: مذہبی گروپوں کے درمیان تصادم سے 10افراد کی ہلاکت کی تفصیلات

315:جناب محمد عارف عباسی:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بحوالہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 15-11-2013 کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی فوارہ چوک پر دو مذہبی گروپوں میں تصادم میں 10 قیمتی جانوں کا ضیاع ہوااور 50افراد زخمی ہوئے؟

(ب) مذکورہ واقعہ میں ملزمان کی گرفتاری میں کیا پیشرفت ہوئی ہے، ایوان کو مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! جس دن اجلاس شروع ہوا تھا اس دن اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کی جانب سے بھی کافی معزز ممبران کا concern تھا اور انہوں نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ راولپنڈی میں جو سانحہ ہوا ہے وہ انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت ہے اس کے متعلق تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔اس پر یہی فیصلہ ہوا تھا کہ ایک توجہ دلاؤ نوٹس اپوزیشن کی طرف سے آ جائے تو اس کے جواب میں اس واقعہ سے متعلق تمام تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! مورخہ 15-11-2013 کو دو مذہبی گروپوں میں تصادم ہوا جس کا مقدمہ نمبر385 مورخہ 15-11-2013 بجرم 7ATA، 324، 302، 436، 382، 342، 188، 148اور 149 تھانہ گنج منڈی محمد عارف ایس آئی، ایس ایچ او تھانہ گنج منڈی نے درج رجسٹر ڈ کرایا۔اس وقوعہ میں آج تک جو پیشرفت ہوئی ہے اس کے مطابق ایک Fact Finding Commission بنایا گیا تھا جو سابق چیئرمین سی ایم آئی ٹی نجم سعید صاحب کی سربراہی میں تھا۔اس کے علاوہ اس واقعہ میں گیارہ افراد جاں بحق اور پچاس کے قریب زخمی ہوئے۔اس مقدمہ کی تفتیش کے لئے ایک جوائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم بنائی گئی جس کی سربراہی ایڈیشنل آئی جی، سی ٹی ڈی کر رہے ہیں اور اس میں پولیس کے علاوہ دیگر ایجنسیوں کے لوگ بھی موجود ہیں۔یہ جوائنٹ انوسٹی گیشن ٹیم اس لئے بنائی گئی ہے کہ کسی طور بھی کسی کو اس مقدمہ میں غلط انداز سے involve نہ کیا جائے، کوئی گنہگار بچ نہ سکے اور کسی بے گناہ کو اس میں لایا نہ جا سکے۔

جناب سپیکر! سی سی ٹی وی کیمرہ کی فوٹیج بن رہی تھی، سپیشل برانچ اس جلوس کی فوٹیج بنا رہی تھی اور اس کے علاوہ پرائیویٹ میڈیا جو وہاں پر موجود تھا۔میں سمجھتا ہوں کہ اس سانحہ کے بعد یہ بات بھی

بہت strength کے ساتھ سامنے آئی ہے کہ پرائیویٹ میڈیا کی کوریج یہاں پر خبر کے لئے استعمال ہوتی ہے تو وہاں پر ایسے جرائم کی بیخ کنی کے لئے اور مجرموں کو گرفتار کرنے کے لئے بھی بہت کام آسکتی ہے۔ اس میں سی سی ٹی وی کیمرہ پرائیویٹ چینلز کی فوٹیج اور سپیشل برانچ کی کوریج کی بنیاد پر تقریباً 92 لوگوں کو شناخت کیا گیا ہے۔ ان 92 لوگوں میں سے 42 کے قریب وہ لوگ ہیں جو فوٹیج میں violence کرتے ہوئے پائے جارہے ہیں یعنی ایک آدمی بندوق چھین رہا ہے، ایک آدمی فائرنگ کر رہا ہے، ایک آدمی کسی کو ہلاک کر رہا ہے، ایک آدمی پرائیویٹ پراپرٹی یا اس مسجد کو آگ لگا رہا ہے۔ اس طرح تقریباً 42 ملزمان کے خلاف اتنی مستند شہادتیں موجود ہیں کہ یہ لوگ سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ ان میں سے اب تک 35 لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر جو انوسٹی گیشن ہو رہی ہے اس کی ٹیم اور Law Enforcing Agencies کی بڑی بھرپور کارکردگی ہے کہ 42 میں سے 35 لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے باقی جو 50 لوگ ہیں جیسے میں نے کہا ہے کہ 92 لوگوں کو شناخت کیا گیا ہے۔ اب ان کے role کو determine کیا جارہا ہے۔ اگر ایک آدمی violence کر رہا ہے تو دوسرا آدمی اس کے پاس کھڑا ہے تو کیا وہ اس کا ساتھ دے رہا ہے یا ویسے ہی کھڑا ہے یا اس کے وہاں کھڑے ہونے کی intention کیا ہے۔ اس معاملے کو اس طرح minutely دیکھا جارہا ہے اور اس کے مطابق اس چیز کو میرٹ پر یکسو کیا جائے گا۔ اس معاملہ میں جو 35 لوگ گرفتار ہوئے ہیں ان میں پانچ پولیس ملازمین ہیں۔ ان میں سے دو شفقت شاہ اور امجد حسین شاہ اسلام آباد پولیس کے ملازم ہیں۔ ان کے علاوہ یاسر عباس، فیاض حسین شاہ اور شمیم الحسن پنجاب پولیس کے ملازم ہیں لیکن یہ تاثر غلط ہے کہ ان لوگوں کی وہاں پر ڈیوٹی تھی اس لئے انہوں نے ان لوگوں کو ہنگامہ کرنے کے لئے facilitate کیا لہذا ایسی کوئی بات نہیں تھی کیونکہ اس جگہ پر ان لوگوں کی کوئی ڈیوٹی نہیں تھی اور کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ ویسے ہی اس mob میں شامل تھے جس mob نے وہاں پر ہلہ گلہ کیا، لوگوں کو ہلاک کیا اور properties کو نقصان پہنچایا۔ صورتحال یہ ہے کہ اس مقدمے میں اب تک جو لوگ پکڑے گئے تھے ان میں سے جو لوگ شناخت ہوئے ہیں ان کو گرفتار کیا گیا ہے، کچھ کی liability کا تعین کیا جارہا ہے جو ان کا criminal intent ہے اور باقیوں کو پولیس گرفتار کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کے اوپر بڑا اعتراض ہوا اور میں افسوس سے یہ کہوں گا کہ ہمارے بعض مکاتبِ فکر کے علماء اس کو دوسری طرف لے گئے۔ ویسے میں بالعموم اور اجتماعی طور پر تمام مکاتبِ فکر کے علمائے کرام کا اپنی طرف سے، حکومتِ پنجاب کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے کردار کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے اس پورے معاملے میں ہمارا بھرپور ساتھ دیا اور

معاملات کو manage کرنے میں اپنا ایک مثالی اور قومی کردار ادا کیا لیکن بعض عناصر ایسے ہیں جو بات کو کسی دوسری طرف لے جانے کی کوشش میں ہوتے ہیں۔ انہوں نے ایک issue یہ اٹھایا کہ جب راولپنڈی کا واقعہ ہو گیا تو اس کے بعد چھ سات جگہ پر اہل تشیع کی امام بارگاہوں یا مساجد کے خلاف violence ہوئی تو وہاں پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے اور میں اس تاثر کو آج دُور کرنا چاہوں گا کہ سات جگہ پر violence ہوئی اور ان سات جگہوں پر سات مقدمات درج کئے گئے۔ مقدمہ نمبر755 تھانہ پیر ودھائی میں درج ہوا، مقدمہ نمبر417 اور387 تھانہ گنج منڈی میں درج ہوا، مقدمہ نمبر531 ,834 ,838 اور مقدمہ نمبر391 مختلف تھانوں میں درج ہوئے ہیں۔ اگر سات جگہ پر violence ہوئی ہے تو سات جگہوں پر ہی مقدمات درج کئے گئے ہیں اور ان مقدمات میں بھی47 لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے اس لئے یہ کہنا کہ حکومت کسی طرف سختی اور کسی دوسری طرف otherwise رویّہ اپناتی ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف راولپنڈی واقعہ کے دوسرے دن تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے پنجاب اور پاکستان کے عوام کو یہ commitment دی تھی کہ اس واقعہ کے ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا، ان کو ایک نشان عبرت بنایا جائے گا اور اس میں جن لوگوں نے یہ سفاکی کی ہے اُن کا تعلق خواہ کسی فرقے سے ہو ہمارے لئے وہ لوگ دہشتگرد اور شرپسند ہیں۔ ہمیں اُن کے کسی بھی فرقے یا عقیدے سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن جو لوگ اس طرح سے مسجدوں کو آگ لگائیں، مسجدوں میں موجود قرآنِ پاک کو آگ لگائیں اور properties کو آگ لگائیں وہ لوگ مسلمان کہلانے کے حق دار نہیں ہیں اور ہماری نظر میں وہ لوگ مجرم، شرپسند اور دہشتگرد ہیں اس لئے ان کو یہ پوری قوم دیکھے گی۔ ان کے cases میں prosecution کی ٹیم کو day first سے بٹھایا گیا ہے تاکہ وہ ان cases کی تیاری میں کسی قسم کا lacuna نہ رہنے دیں اور ان کے مقدمات دہشتگردی کی عدالتوں میں with evidence in both sides بھجوائے جائیں اور وہاں پر ان کو سزا ہو۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اس حوالے سے ایک Fact Finding Commission قائم کیا گیا تھا جس کے ذمہ یہ تھا کہ جو وہاں ڈیوٹی پر افسران موجود تھے اُن کے متعلق وہ اپنی finding تیار کریں جس کی رپورٹ کل گورنمنٹ کو موصول ہو گئی ہے۔ اس پر چیف منسٹر صاحب نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے تاکہ اس رپورٹ کے جو مندرجات ہیں اور اس رپورٹ میں جن لوگوں کو جس جس چیز

کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اس کے مطابق ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔اس رپورٹ کا میں آخری پیرا پڑھ دیتا ہوں۔

> In view of the above discussion, the Committee is of the view that disciplinary action, for their inefficiency, be taken against RPO, CPO Rawalpindi, four SSP's, one DSP, one Inspector and two SI's….

یعنی انکوائری کمیشن نے ان لوگوں کے خلاف یہ allegation prove کیا ہے کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری میں غفلت سے کام لیا ہے جس کی بنیاد پر ان کے خلاف محکمانہ Rules and Regulations کے تحت disciplinary action ہونا چاہئے۔اس مقصد کے لئے آئی جی پنجاب، چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو ان تمام چیزوں کا جائزہ لے کر ان لوگوں کو بھی جنہوں نے اپنے فرائض میں غفلت برتی جن کی غفلت کی وجہ سے اس واقعہ میں دہشتگردوں اور شرپسندوں کو یہ موقع ملا کہ وہ پرائیویٹ املاک کو نقصان پہنچا سکیں لہذا ان کے خلاف بھی قانون اور ضابطے کے مطابق کارروائی کی جائے گی اس لئے میں اس معزز ایوان کے تمام ممبران بشمول اپوزیشن کے جو یہاں پر تشریف فرما ہیں اُن کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے میں کسی قسم کی جانبداری اور تساہل کو روا نہیں رکھا جا رہا کیونکہ چیف منسٹر صاحب خود اس معاملے میں ذاتی طور پر اس چیز کو ensure کر رہے ہیں کہ اس کیس کی investigation on merit ہو۔اس investigation سے کسی political personality یا کسی Government functionary کا کوئی تعلق نہیں ہے۔یہ ایک independent team ہے جس میں تمام ایجنسیوں کے لوگ موجود ہیں یعنی کسی کے لئے یہ possible ہی نہیں ہے کہ وہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے کسی بے گناہ کو پھنسا دے یا کسی گناہ گار کو نکال لے بلکہ جن لوگوں کے اوپر جو ذمہ داری fix کی ہے باقاعدہ طور پر ان کے سامنے photage چل رہی ہے اور وہ خود اپنے آپ کو پہچان رہے ہیں کہ ہاں، ہم نے اُس دن یہ سفاکی کی ہے اور یہ قابل مذمت عمل کیا ہے۔اس انداز کے ساتھ ان مقدمات کی evidence اور بہتر طور پر prosecution ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان مقدمات کے چالان within time دہشتگردی کی عدالت میں پیش کر دیئے جائیں گے۔یہ مقدمات ایک مثال بنیں گے کہ ایسے لوگوں کو سزا ملے اور آئندہ کے لئے deterrence ہو۔ اسی طرح دوسری طرف جن مقدمات کے حوالے سے میں نے بتایا کہ جو ملزمان گرفتار ہوئے ہیں ان کے چالان بھی پیش کئے جا رہے ہیں۔جن افسران نے اپنے فرائض میں کوتاہی کی ہے اور انکوائری کمیشن

نے رپورٹ دی ہے تو ہمارے اوپر بڑا دباؤ تھا۔اس واقعہ کے دوسرے دن جب چیف منسٹر صاحب وہاں تشریف لے گئے تو میڈیا کی طرف سے بھی بڑے harsh questions تھے کہ آپ نے ابھی تک کچھ نہیں کیا اور کسی کو سزا نہیں دی تو اس میں یہ بات بھی پیش نظر تھی کیونکہ یہاں پر ہوتا یہ ہے کہ ایک واقعہ ہوا تو کہتے ہیں کہ فوری طور پر اس کو suspend کر دیں، ٹرانسفر کر دیں یا اس کو سزا دے دیں اور جب وہ معاملہ عدالت میں جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ آپ نے ان کو notice نہیں دیا، چارج شیٹ نہیں کیا اور ان کو reply کرنے کا موقع نہیں دیا جس بنیاد پر یہ ساری چیزیں null and void ہو جاتی ہیں۔ اس مرتبہ Rules and Regulation کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔انکوائری کمیشن کی جو رپورٹ آئی ہے اس میں جس کے خلاف جو الزام ہے، میں ان افسران کو بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھی کوئی ناانصافی نہیں ہو گی اور انکوائری کمیشن نے ان کے خلاف جو allegations prove کئے ہیں ان کو باقاعدہ چارج شیٹ کیا جائے گا،ان سے باقاعدہ سوال کیا جائے گا کہ آپ نے اس دن اس طرح اپنے فرض میں غفلت برتی ہے۔اس پر افسران اپنا جواب دیں گے اور Rules میں provision کے مطابق صفائی کا پورا موقع دینے کے بعد جو لوگ سزا کے حق دار ہوں اُن کو سزا دی جائے گی۔ میں معزز ایوان کو اس بات کی on behalf of Government اور قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف یہ یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس معاملے میں بھرپور انداز سے میرٹ اور قانون کے مطابق act کیا جائے گا اور ان ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے انصاف کے کٹہرے میں پیش کیا جائے گا۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میرے خیال میں کافی detail میں انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اسی detail کے متعلق بات کرنا چاہوں گا کہ آج تین ہفتے ہو گئے ہیں اور لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے Facts Finding Committee بنا دی ہے۔ Facts Finding Committee کی رپورٹ آ گئی ہے جس میں کمیٹی نے RPO, CPO, SSP, SP اور دیگر افسران کے خلاف باقاعدہ recommend کیا ہے کہ پولیس آرڈر 155 کے تحت ایف آئی آر درج کی جائے۔ میں اس Facts Finding Committee کی بات کر رہا ہوں جو کہ انہوں نے بنائی ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ کہا کہ پولیس ایکٹ 1861 کے تحت انہیں service سے dismiss کیا جائے۔ میری صرف یہ استدعا ہے کہ آج تین ہفتے ہو گئے ہیں تو اس پر

ایکReview Committee بنانے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ ایک اتناheinous واقعہ ہوا لیکن یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس کے بعد پورے ملک میں جس طرح سے یہ آگ پھیلنے کا خطرہ تھا اللہ کا شکر ہے کہ ہم اس سے دوچار نہیں ہوئے لیکن یہ اتنا بڑا واقعہ تھا کہ اگر اس کے بعد ناخوشگوار واقعات ہوتے رہتے تو ان سے ہزاروں جانیں ضائع ہو سکتی تھیں اس لئے اس پرReview Committee کا کوئی جواز نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ماضی کی طرف لئے چلتا ہوں کہ کمیٹی بنی اور کمیشن بنا اور اس کمیٹی اور کمیشن کی رپورٹس کا کیا بنا؟ کسی کو کچھ پتا نہیں۔ اس ایوان کو پتا ہے نہ عوام کو پتا ہے۔ میں مثال دیتا ہوں کہ 2010 میں فلڈ کمیشن کی رپورٹ کا کیا بنا؟ فلڈ کمیشن کی رپورٹ میں یہ propose کیا گیا تھا کہ ان افسران کے خلاف نیب کے اندر مقدمات چلائے جائیں۔ پی آئی سی میں جعلی ادویات کی وجہ سے سینکڑوں لوگ مارے گئے اور اس پر کمیٹی بنی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اسی موضوع پر رہیں تو میرا خیال ہے کہ بہتر ہو گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے بات کرتا ہوں کہ یہ کمیشن جو بنتا ہے یاFacts Finding Committee بنی جس نے ایک رپورٹ دے دی تو اس رپورٹ پر فوراً عمل ہونا چاہئے۔ یہ "منڈا" ڈالنے والی بات ہے کہ Review Committee بن گئی ہے اور دو تین ماہ کے بعد جب یہ معاملہ ٹھنڈا ہو جائے گا اور یہ escape مل جائے گا اور سارے لوگ گھروں کو چلے جائیں گے اور واقعہ بھول جائیں گے۔ میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب اور حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ جب یہ اتنا ایکsensitive معاملہ ہے، Facts Finding Committee کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے بنا دی ہے اور اس کی رپورٹ آئے گی تو کچھ کریں گے۔ میں اپوزیشن کی طرف سے، پنجاب کے اس منتخب ایوان کی جانب سے اور لوگوں کی طرف سے جن کی وہاں پر اموات اور شہادتیں ہوئی ہیں اور لاکھوں کروڑوں روپے کی املاک تباہ و برباد ہوئی ہیں تو آئندہ اس طرح کے واقعات سے بچنے کے لئے جو ذمہ داران ہیں انہیں نشان عبرت بنایا جائے، ان سے کوئی رو رعایت اور کوئی Review Committee بنا کر اس میں سے بچ نکلنے کا راستہ اگر حکومت انہیں دینا چاہے گی تو یہ شدید زیادتی ہو گی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اسFacts Finding Committee کی رپورٹ پر من و عن عمل کیا جائے اور اس واقعہ کے ذمہ دار لوگوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ محترم اپوزیشن لیڈر نے دوسری reports کی بات کی ہے۔ جو اس سے پہلے inquiries ہوئی ہیں ان کے علم میں نہیں ہے وہ ان دونوں میں سے جس کسی کا بھی choice کر لیں اور وہ جس دن کہیں وہ inquiry reports بھی اور ان کے اوپر جو ایکشن ہوا ہے، میں اس کے متعلق انہیں apprise کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر! یہ جعلی ادویات والی بات کر رہے ہیں تو یہ کسے نہیں معلوم کہ ہم نے تو کراچی میں جا کر انہیں گرفتار کیا اور اس میں جن لوگوں کی غفلت تھی ان کے خلاف proceed کیا گیا۔ اگر انہیں ہائیکورٹ نے bail دے دی ہے تو یہ عمل ہمارا نہیں ہے اور ہم خود کسی کو prosecute اور خود سزا نہیں دے سکتے۔ ہم prosecution evidence عدالت میں پیش کر سکتے ہیں اور اگر عدالت کسی کو bail پر لے لے تو اس میں حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس فیکٹری کے مالک کے پیچھے پورا کراچی اور پورا پاکستان سفارشی تھا لیکن even then ہم نے انہیں گرفتار کیا اور گرفتار کرنے کے بعد عدالت میں پیش کیا۔ عدالت نے انہیں بری نہیں کیا بلکہ bail لی ہے اور اس کے بعد مقدمہ زیر سماعت ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے میں نے یہ بالکل نہیں کہا کہ انکوائری کمیشن کی رپورٹ پر کوئی Review Committee ہے۔ No Review Committee بات یہ ہے کہ انکوائری کمیشن نے جو facts finding کی ہے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! جو Facts Finding Report آئی ہے یہ باقاعدہ it's law ہے اور یہ rules ہیں کہ اس پر ایک آفیسر کو Competent Authority مقرر کیا جاتا ہے جو انہیں چارج شیٹ کرے گا کیونکہ اگر ان کے اوپر الزام ہے تو ان سے جواب بھی تو لینا ہے ناں۔ انہیں personal hearing دینے کے بعد ان facts finding کی بنیاد پر بالکل سزا ملے گی۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی ملزم خواہ وہ آفیسر ہوں، غفلت کے مرتکب ہوں یا جو ملزمان جن کا ذکر میں نے پہلے کیا ہے وہ انشاء اللہ اس case میں سزا سے نہیں بچیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا ایک point رہ گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! بڑی تفصیل کے ساتھ بات ہو گئی ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے دوران آپ بات کر لیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس واقعہ کا ایک پہلو یہ تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! توجہ دلاؤ نوٹس کے لئے 15 منٹ کا وقت ہوتا ہے جبکہ دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس میرے سامنے پڑا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ زیادتی ہو گی اگر میں یہ بات نہ کروں کہ ایک طرف تو انہوں نے انتظامیہ کے خلاف بڑی میٹھی سی تقریر کر دی اور ہم بھی دیکھیں گے کہ جو اس پر ہو رہا ہو گا لیکن ایک پہلو یہ بھی ہے کہ وہاں پر لوگوں کی پراپرٹیز بھی ضائع ہوئی ہیں، لوگوں کی دکانیں جلی ہیں۔ وہ لوگ سڑکوں پر آ گئے ہیں، جو یتیم ہوئے جن کے پیارے مارے گئے وہ علیحدہ ہیں اور زخمی ہوئے وہ علیحدہ ہیں۔ وہ لوگ جن کی پراپرٹی ضائع ہوئی، جن کی دکانیں جلائی گئیں اور جو راتوں رات فٹ پاتھوں پر آ گئے ان کے لئے حکومت نے ابھی تک اعلانات کے علاوہ کچھ بھی نہیں کیا۔ وہ لوگ انتہائی پریشانی اور کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ ان سے اس وقت وعدے تو بہت کئے اور ہر بندے نے ان کے پاس جا کر وعدے کر لئے لیکن ابھی تک وہ بے چارے جو کل تک اچھے خاصے خوشحال تھے لیکن آج وہ روٹی کے نوالے سے بھی مجبور ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے اگر منسٹر صاحب بتائیں کہ جو اعلانات یا وعدے ہوئے ہیں ان پر کب تک اور کس طرح عمل ہو گا؟ ان کی انتظامیہ کے متعلق باتوں کے حوالے سے میں قائد حزب اختلاف کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں تو لگتا ہے کہ اس پر مٹی ڈالنے والی بات نظر آ رہی ہے۔ یہ جو انکوائری، اس پر Review Committee اور اس پر سزائیں دینے کی بات تو میرا یہ مطالبہ ہے کہ جن لوگوں کے پیارے مارے گئے ان کے لواحقین کی طرف سے انتظامی افسران کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائیں اور ان لواحقین کو مدعی بنایا جائے۔ ان ملزموں کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائیں اور جو identify ہوں ان بھی لواحقین کو مدعی بنایا جائے تاکہ کل حکومت کی کسی بھی قسم کی لاپروائی سے یہ ہمارا خون ضائع نہ جائے اور اسے مثال بنا دیں تاکہ آئندہ کسی کو ایسی جرأت نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایک اور بات کروں گا کہ حکومت کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ میڈیا کی ذمہ داری اور میڈیا کی حب الوطنی کی وجہ سے اس واقعہ کے بعد مزید واقعات نہیں پھیلے۔ میں اس پر

میڈیا کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس issue پر جس ذمہ داری کے ساتھ انہوں نے reporting کی اور یہ آگ پورے پاکستان میں نہیں لگی اور وہیں بجھادی گئی تو اس میں انتظامیہ کا کوئی کمال نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم عباسی صاحب نے جو سوال کیا ہے میں نے اسی کا جواب عرض کرنا تھا۔ اگر میں اس سے زیادہ عرض کرتا تو پھر بھی انہوں نے اس پر ناراض ہونا تھا۔ انہوں نے پرائیویٹ کے نقصان کے متعلق اب یہاں پر بات کی تو یہ بات ان کے سوال میں موجود نہیں ہے۔ اب انہوں نے ضمناً بات کی ہے تو میں یہ عرض کروں کہ وہاں پر پرائیویٹ پراپرٹی کا جتنا نقصان ہوا ہے، سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو اس دن سے وہاں پر موجود ہیں، وہاں پر ایک Damages Assessment Committee بنائی گئی ہے جس کی ایم این اے ملک ابرار صاحب اور دیگر افسران assessment کر رہے ہیں۔ اس میں باقاعدہ تاجر تنظیموں جن کی وہاں پر دکانیں تھیں، ان کے نمائندوں کو بھی ڈالا گیا ہے۔ جلنے والی مدینہ مارکیٹ کے صدر اس کمیٹی کا حصہ ہیں اور انہوں نے پوری assessment کی ہے۔ اس assessment کے مطابق 24 کروڑ روپے کی رقم چیف منسٹر پنجاب نے release کی ہے اور باقی رقم آئندہ release ہوگی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہاں موقع پر کام شروع ہو چکا ہے میرے بھائی کبھی وہاں موقع پر تشریف تو لے جائیں۔ راولپنڈی میں جب یہ واقع ہوا تو اُس وقت بھی میرے بھائی اِدھر اُدھر ہی رہے اور بعد میں میرے ساتھ گلہ کرتے رہے۔ یہ موقع پر تشریف لے جائیں وہاں پر کام شروع ہو چکا ہے۔ اس پرائیویٹ مارکیٹ کو بھی وزیر اعلیٰ نے تعمیر کر کے دینے کا وعدہ کیا ہے اور اللہ کا گھر جس کو نقصان پہنچا ہے اس کو بھی تعمیر کر کے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ پرائیویٹ لوگوں کے نقصان کو بھی compensate کیا جائے گا اور اس مقصد کے لئے ایک خطیر رقم ابتدائی طور پر release کی گئی ہے۔ جیسے جیسے assessment آئے گی اُس کے مطابق حکومت ان تمام لوگوں کو rehabilitate کرے گی، جو لوگ اس واقعہ میں شہید ہوئے ہیں ان تمام کے لواحقین کو جو ایک standard رقم ہے وہ دی جائے گی۔ یہ رقم کسی جان کا نعم البدل تو نہیں ہے لیکن بہر حال یہ گورنمنٹ کی ایک ذمہ داری ہے، یہ ان لوگوں سے اظہار افسوس اور اظہار ہمدردی ہے۔ ان لوگوں کو پانچ پانچ لاکھ روپے کے چیک ادارہ تعلیم القرآن کے سربراہ مولانا اشرف علی صاحب کے ذریعے سے پہنچائے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس 316 میاں طاہر کا ہے۔

ضلع فیصل آباد: موٹر سائیکل سواروں کی فائرنگ سے دو پولیس اہلکاران کی ہلاکت کی تفصیلات

میاں طاہر: جناب سپیکر! شکریہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 25۔نومبر 2013 ٹی وی چینل "وقت" نیوز کی خبر کے مطابق جڑانوالہ تھانہ (ضلع فیصل آباد) کے دو محرر محمد یٰسین اور ظہیر احمد کو ڈیوٹی سے فارغ ہو کر گھر جاتے ہوئے موٹر سائیکل سوار افراد نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا؟

(ب) اس واقعہ کی مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 13-11-24 تقریباً 1-50 بجے دن ظہیر احمد کانسٹیبل نمبر C-243 اور محمد یٰسین تھانہ جڑانوالہ ڈیوٹی پر موجود تھے کہ انہیں اطلاع ملی کہ تین کس نا معلوم criminal مشکوک حالت میں ایک جگہ پر موجود ہیں۔ انہوں نے وہاں پر جا کر ان کو arrest کرنے کی کوشش کی لیکن اُن کی جوابی فائرنگ سے یہ دونوں کانسٹیبل شہید ہو گئے۔

(ب) اس واقعہ کے بعد ایس پی کی زیر نگرانی ایک ٹیم بنائی گئی ہے جو اس علاقے میں مشتبہ لوگوں کو investigate کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں پولیس ایک clue پر پہنچی ہے اور امید ہے کہ بہت جلد ان criminals کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس واقعہ میں جو کانسٹیبل شہید ہوئے ہیں، جو شہادت کا پیکج حکومت نے منظور کیا ہوا ہے اس کے مطابق ان کی families کی مدد کی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ توجہ دلاؤ نوٹس کا وقت ختم ہوا۔ تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 618/13 میاں محمد اسلم اقبال کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں لائے یہ تحریک التوائے کار Monday تک pending کی جاتی

ہے۔اگلی تحریک التوائے کار میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال اور ڈاکٹر مراد راس کی طرف سے ہے اس کا نمبر 622/13 ہے۔

لاہور میں مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے ایم پی ایز کو ترقیاتی فنڈز کا اجراء

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 13۔ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے لاہور شہر میں مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے 22 ممبران صوبائی اسمبلی کے علاقوں میں ترقیاتی کام کروانے کے لئے فی کس 81،81 لاکھ روپے مختص کر دیئے ہیں اور انہیں فوری طور پر فنڈز بھی جاری کرنے کی ہدایت جاری کر دی گئی۔لاہور شہر میں ممبران صوبائی اسمبلی کی 25 نشستیں ہیں جن میں 22 مسلم لیگ (ن) اور تین پاکستان تحریک انصاف کی ہیں۔صوبائی اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال اور ڈاکٹر مراد راس کے حلقوں کے لئے فنڈز جاری نہیں کئے گئے۔ حکومت پنجاب کی جانب سے مذکورہ احکامات کی روشنی میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے متعلقہ افسران کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ فوری طور پر مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی کے حلقوں میں ہونے والی ترقیاتی کاموں کی لسٹیں ممبران کی مشاورت سے مرتب کر کے کام شروع کروائیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو next week تک pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 630/13 جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، محترمہ شُنیلا رُوت اور جناب محمد صدیق خان کی طرف سے ہے۔یہ ابھی تک پڑھی نہیں گئی۔

گورنمنٹ انگلش میڈیم گرلز ہائی سکول "رکھ ماچھیکے "شیخوپورہ کی ہیڈ مسٹریس کا نصابی کتب کو کباڑیئے کو فروخت کرنا

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 16۔ ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے تعلیم کو عام کرنے کے لئے سرکاری سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کو کتابیں مفت فراہم کرنے کا پروگرام چلایا ہوا ہے جس کے تحت شیخوپورہ میں گورنمنٹ انگلش میڈیم گرلز ہائی سکول "رکھ ماچھیکے" کو بھی مفت کتابیں فراہم کر دی گئیں مگر سکول کی ہیڈ مسٹریس شہناز لطیف نے حکومت کی طرف سے بچوں کو فری دینے کے لئے ملنے والی کتابیں ایک کباڑیئے کو بلا کر صرف 15 روپے فی کلو کے حساب سے فروخت کر دیں۔ کباڑیئے کو فروخت کی جانے والی کتابوں میں ساتویں سے لے کر دسویں کلاس تک کی کتابیں شامل ہیں۔ لاکھوں روپے کی لاگت سے چھپنے والی کتابیں صرف 4 ہزار روپے میں فروخت کی گئیں۔ کباڑیئے پرویز اور فرحت شاہ نے بتایا کہ ہیڈ مسٹریس نے چوکیدار کے ذریعے انہیں سکول بلایا اور انہوں نے نئی کتابوں کے بنڈل 15 روپے کلو کے حساب سے خریدے۔ کباڑیئے نے سرکاری سکول کی ہیڈ مسٹریس سے کئی من کتابیں خریدیں۔ محکمہ ایجوکیشن حکام کو جب سرکاری سکولوں کی کتابیں کباڑیئے کے پاس فروخت کرنے کی خبر ملی تو انہوں نے کباڑیئے کی دکان سے سینکڑوں کتابوں کے بنڈل برآمد کئے۔ محکمہ تعلیم حکام کباڑیئے کو لے کر جب گورنمنٹ انگلش میڈیم گرلز ہائی سکول پہنچے تو ہیڈ مسٹریس سیخ پا ہو گئی اور گیٹ کو تالے لگوا کر انکوائری کے لئے آنے والے محکمہ تعلیم کے افسران کو اندر داخل ہونے سے روک دیا۔ اُلٹا 15 پر فون کر کے پولیس کو بلا لیا کہ چند بدقماش لوگ سکول میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہیڈ مسٹریس نے بتایا کہ اس نے ردی سمجھ کر یہ کتابیں فروخت کی تھیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! جو محکمہ کی طرف سے جواب موصول ہوا ہے وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول رکھ ماچھیکے فاروق آباد روڈ تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں ہیڈ مسٹریس نے حکومت پنجاب کی طرف سے 2011 میں مفت فراہم کی جانے والی کتابوں کی

فروخت کرنے کے بارے میں علم ہونے پر محکمہ تعلیم کے ذمہ داران افسران کے خلاف ابتدائی انکوائری زیر عمل ہے۔رپورٹ آنے پر جو اس میں ذمہ دار پایا جائے گا ان کے خلاف PEEDA Act 2006 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! یہ انکوائری کب تک complete ہو جائے گی؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں منسٹر ایجوکیشن سے پوچھ کر بتا سکتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ ایک ہفتہ لگ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! ہم اس کو next week تک pending کرتے ہیں۔منسٹر صاحب! آپ next week کے بعد اس کا مکمل جواب دیں گے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 631/13 محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ، ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ راحیلہ انور اور محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کی طرف سے ہے۔ میرے خیال میں یہ نہیں پڑھی گئی اس کو پڑھ دیں۔

تحصیل چک جھمرہ کے رہائشی صفدر علی اعوان کی بیٹی کی ڈاکٹروں کی غفلت سے ہلاکت

محترمہ شُنیلا روت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 16۔ ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق چک جھمرہ شہر کے رہائشی صفدر علی اعوان کی سات سالہ بیٹی ڈینگی سے ہلاک ہو گئی۔بچی کے والد کے مطابق ایک ہفتہ قبل اس کی طبیعت خراب ہوئی تو وہ اپنی بچی کو مقامی پرائیویٹ ڈاکٹر کے کلینک پر لے گئے اور چند دن وہاں علاج کے بعد اس نے جواب دے دیا۔ بعد میں بچی کو ٹی ایچ کیو ہسپتال لے جایا گیا تو انہوں نے بھی اسے داخل کرنے کی بجائے ہسپتال میں تعینات چائلڈ سپیشلسٹ ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا اور چند گھنٹے اس نے اپنے پاس زیر علاج رکھنے کے بعد بچی کو ڈینگی قرار دیتے ہوئے اسے الائیڈ ہسپتال فیصل آباد refer کر دیا۔ جہاں پر وہ جاں بر نہ ہو سکی اور ہلاک ہو گئی۔بچی کے والد صفدر علی کے مطابق سرکاری طور پر بچی کے علاج معالجہ میں غفلت کا مظاہرہ کیا گیا جس سے بچی ہلاک ہوئی۔ شہریوں کے مطابق وہ اس ہلاکت سے خوف میں مبتلا ہیں۔انہوں نے کہا کہ ڈینگی میں مصروف سرکاری عملہ وافسران کا کردار صرف واک تک رہا ہے اور عملاً ڈینگی کے خاتمہ

کے لئے انہوں نے کچھ نہ کیا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش کی جاتی ہے کہ مورخہ 14-09-2013 کو ایک بچی نور فاطمہ دختر محمد صفدر عمر تقریباً ساڑھے پانچ سال رہائشی چمڑہ منڈی گلی نمبر 1 چک جھمرہ کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چک جھمرہ کے مشہور ماہرین امراض بچگان ڈاکٹر عمران جیلانی کے پرائیویٹ کلینک پر ساڑھے سات بجے شام لایا گیا۔ بچی کو اس وقت تیز بخار تھا اور fits پڑ رہے تھے۔ پچھلے تین دنوں سے ڈاکٹر عمران جیلانی ماہر امراض اطفال نے بچی کا طبی معائنہ کیا اور اسے Allied Hospital فیصل آباد مزید علاج کے لئے refer کر دیا۔ مگر بچی کے لواحقین نے ڈاکٹر عمران جیلانی کی رائے کے برعکس بچی کو ڈسٹرکٹ ہسپتال لے گئے، بچی کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چک جھمرہ کی سرکاری ایمبولینس پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تقریباً رات 10 بجے پہنچایا بچی کا علاج وہاں پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر شعبہ امراض بچگان کے ایمرجنسی وارڈ میں کیا گیا۔ وہاں ڈاکٹر کی رائے کے مطابق بچی کو ڈینگی بخار نہیں تھا اور ایک ڈاکٹر کے خیال کے مطابق اس کا سر bleeding تھا۔ 15۔ ستمبر 2013 کو صبح بچی کے لواحقین ہسپتال انتظامیہ اور ڈاکٹروں کو بتائے بغیر وہاں سے بچی کو لے گئے۔ they left without medical advice 15۔ ستمبر 2013 تقریباً 10 بجے کر 15 منٹ پر بچی نور فاطمہ دختر محمد صفدر کو الائیڈ ہسپتال کے امراض بچگان کی ایمرجنسی میں لایا گیا۔ بچی کی حالت اس وقت بہت زیادہ serious تھی اور اس کا سانس بھی اکھڑ ہوا تھا۔ ڈاکٹروں نے بچی کی زندگی کو بچانے کے لئے سر توڑ کوشش کی مگر بچی جانبر نہ ہو سکی اور وہاں پر ڈاکٹروں کے بورڈ اور رائے کے مطابق بچی کی موت کا سبب گردن توڑ بخار تھا اور بچی کی ہلاکت ڈینگی بخار کی وجہ سے بالکل نہیں ہوئی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کا نمبر 636/13 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن مؤکل کی طرف سے ہے۔

ملک پارک شاہدرہ لاہور میں نام نہاد ادارہ کا مفت علاج کا جھانسہ دے کر گردہ نکالنا

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 16۔ ستمبر 2013 لاہور میں غیر قانونی طور پر گردہ فروشی کے کاروبار کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ملک پارک شاہدرہ لاہور میں ملزمان نے ایک نام نہاد ادارہ مفت علاج کے لئے کھول رکھا تھا جہاں وہ ضرورت مند افراد کو جھانسہ دے کر لاتے، اُن کے ٹیسٹ وغیرہ کرواتے پھر اُنہیں راولپنڈی بھیج دیتے، جہاں ایک لیبارٹری بنام العرب لیبارٹری میں اُن کے گردے نکال لئے جاتے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ گردہ فروشی کے واقعات آئے روز منظر عام پر آتے ہیں لیکن ملزمان کو سزائیں نہ ملنے کی وجہ سے یہ کاروبار جاری رہتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت گردہ فروشی کے گھناؤنے کاروبار کو روکنے کے لئے مؤثر اقدامات اٹھائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کی طرف سے یہ بڑی اہم تحریک پیش کی گئی ہے اور اس بارے میں حکومت پنجاب نے انتظامات کئے ہیں۔ حکومت پنجاب نے گردہ فروشی اور انسانی عضاء کی خرید وفروخت کے غیر قانونی کام کے سدباب کے لئے ایک قانون Human Organ Transplant Act-2012 بنایا ہے جس کے تحت یہ خود مختار اتھارٹی Human Organ Transplant Authority قائم کی گئی ہے۔ اس اتھارٹی کو انسانی عضاء بشمول گردہ فروشی کے غیر قانونی کام کو روکنے اور اس کو قانونی دائرہ کار میں رکھنے کا فریضہ سونپا گیا ہے۔ مندرجہ بالا قانون کے تحت انسانی عضاء اور گروہ فروشی کے گھناؤنے دھندے میں ملوث افراد اور اداروں کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے اور یہ جرم قابل دست اندازی پولیس ہے۔ عوام الناس اس گھناؤنے جرم میں ملوث لوگوں کی نشاندہی کے لئے مندرجہ بالا اتھارٹی سے رابطہ کر سکتی ہے جو کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی میں کام کر رہی ہے۔ اس ضمن میں محکمہ صحت پنجاب اپنی ذمہ

داریوں سے مکمل طور پر آگاہ ہے اور مؤثر اقدامات کے ذریعے گھناؤنے کاروبار کے سدباب کے لئے کوشاں ہے۔ شکریہ

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں آپ کو اس کا جواب مل گیا ہے۔ مزید اگر کوئی بات ہے تو آپ منسٹر صاحب سے رابطہ کریں۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 651/13 محترمہ جیدہ خالد خان اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔

ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی ملتان روڈ کی سوڈیوال تا سمن آباد توسیع نہ کرنے کی وجہ سے مسافروں، طالب علموں اور مریضوں کو پریشانی کا سامنا

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے عوام الناس کی دیرینہ پریشانی کو ختم کرنے کی غرض سے ٹھوکر نیاز بیگ تا چوبرجی ملتان روڈ لاہور کو دونوں جانب سے وسیع کیا اور اس پراجیکٹ کو دو فیز میں بنایا۔ ٹھوکر نیاز بیگ تا سوڈیوال تک روڈ کی دونوں جانب سے توسیع تو کر دی گئی لیکن سوڈیوال تا سمن آباد نالے تک روڈ کی کوئی توسیع نہ کی گئی جس کی وجہ سے سمن آباد موڑ پر ٹریفک ہر وقت جام رہتی ہے جس کی بناء پر نہ صرف دفتری لوگوں کو دفاتر، طلباء و طالبات کو سکول و کالج پہنچنے میں مستقل پریشانی رہتی ہے بلکہ مریضوں کو بھی ہسپتال پہنچانے میں بے حد مشکلات کا سامنا رہتا ہے۔ جو مسافر ٹھوکر نیاز بیگ سے بہت پر سکون طریقے سے آ رہے ہوتے ہیں وہ سمن آباد آ کر شدید ذہنی کوفت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ملتان روڈ چوبرجی تا ٹھوکر نیاز بیگ کی توسیع کا منصوبہ جو گورنمنٹ نے اربوں روپے لگا کر بنایا لیکن عوام الناس کی نظر میں یہ منصوبہ سمن آباد کی توسیع نہ ہونے کی وجہ سے فیل سمجھا جا رہا ہے۔ اس حصہ کی توسیع نہ کر کے صوبہ بھر کی عوام میں بالعموم اور لاہور کے باسیوں میں بالخصوص سخت غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری اس میں humble سی submission ہے کہ اس کو next week تک pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر652/13 سردار وقاص حسن مؤکل،احمد شاہ کھگہ اور ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور میں غازی آباد پولیس کے نجی ٹارچر سیل سے چودہ سالہ طالب علم برآمد

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" لاہور مورخہ 18۔ ستمبر 2013 کے مطابق لاہور میں غازی آباد پولیس کے نجی ٹارچر سیل پر چھاپہ مار کر چھت سے اُلٹا لٹکائے 14 سالہ لڑکے کو برآمد کرالیا گیا۔ مبینہ طور پر تھانہ غازی آباد نے نویں جماعت کے طالب علم 14 سالہ لڑکے کو چوری کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔ تاہم طالب علم علی رضا نے چھاپہ مار ٹیم کو بتایا کہ وہ چھ روز قبل تھانے میں خود ہی پیش ہوا تھا۔ پولیس اسے تھانہ سے ٹارچر سیل لے آئی جہاں اسے ہتھکڑی لگا کر رکھا گیا تھا۔ جب ٹارچر سیل سے ہتھکڑی لگے لڑکے کو برآمد کیا گیا تو اس وقت سادہ لباس میں ملبوس پولیس اہلکار بحث وتکرار کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئے اور میڈیا کی ٹیم لڑکے کو لے کر پولیس کا انتظار کرتی رہی لیکن تھوڑی دیر بعد کچھ اور پولیس اہلکار آئے اور لڑکے کو زبردستی اپنے ساتھ موٹر سائیکل نمبر LZC-4152 پر لے کر چلے گئے۔ لڑکے کے لواحقین اور علاقہ کے لوگوں نے احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ پولیس گردی اور تھانہ کلچر کے خاتمہ کے لئے حکومت اپنے وعدوں پر عملدرآمد کرے اور نجی ٹارچر سیلوں کے خاتمہ کے لئے فوری اقدامات کرے اور عوام کو پولیس کے ظلم وستم سے بچایا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری submission ہے کہ اس کو بھی next week تک pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر653/13 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن مؤکل اور محترمہ باسمہ چودھری کی طرف سے ہے۔ جی، سردار وقاص حسن مؤکل!

لاہور، جی اوآر۔IV خوشنما کے گراؤنڈ فلور کے رہائشیوں کی تجاوزات سے دیگر الاٹیوں کو مشکلات کا سامنا

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جی اوآر۔IV خوشنما میں گراؤنڈ فلور کے چند الاٹیوں نے encroachment کی ہوئی ہے جس بنا پر دیگر الاٹیوں کے لئے پارکنگ کی مشکلات سامنے آ رہی ہیں اور سکیورٹی کے معاملات میں بھی گارڈز کو دِقّت کا سامنا ہے۔Encroachment کی وجہ سے جی اوآر خوشنما میں چوری کی وارداتوں میں بھی روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ سرکاری رہائش گاہوں میں encroachment کے بڑھتے ہوئے رجحان کے خاتمہ کے لئے چند سال قبل وحدت کالونی لاہور میں جب آپریشن کیا گیا تھا، اُس وقت تمام blocks میں encroachment کا خاتمہ کیا گیا تھا لیکن جی اوآر شاید افسران کی رہائش کی جگہیں ہیں جہاں آپریشن نہیں کیا گیا۔ جی اوآر۔IV میں encroachment کی وجہ سے الاٹیوں کو شدید پریشانی، ذہنی کوفت، سکیورٹی کی عدم دستیابی، پارکنگ کے مسائل اور الاٹیوں کے باہم جھگڑوں کی بنیادی وجہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ بھی ایس اینڈ جی اے ڈی ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہے اس کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 654/13 محترمہ شُنیلا رُوت، ڈاکٹر نوشین حامد اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت!

لاہور کی منڈیوں میں چین، برما، سنگاپور اور انڈیا سے خریدے گئے غیر معیاری لہسن اور ادرک سے انسانی صحت کو شدید خطرات کا خدشہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 18۔ ستمبر2013 کی خبر کے مطابق لاہور کی منڈیوں میں ان دنوں چین، برما، سنگاپور اور انڈیا سے بھاری مقدار میں لہسن اور ادرک امپورٹ کیا جا رہا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ لاہور کی سبزی منڈیوں میں بعض امپورٹرز غیر معیاری ادرک اور لہسن درآمد کر کے اسے اپنے گوداموں میں تیزاب اور ٹاٹری مصالحہ کے ذریعے دھوتے ہیں تاکہ ان کی صفائی بھی ہو جائے اور رات بھر تیزاب یا مصالحہ والے پانی میں بھیگا رہنے سے ان کا وزن بھی بڑھ جائے۔ اس طرح سے دُھلا اور چھلا ہوا ادرک اور لہسن انسانی صحت کے لئے سنگین خطرات پیدا کر رہا ہے لیکن محکمہ زرعی مارکیٹنگ سمیت دیگر ادارے خاموش ہیں۔ دریں اثناء معلوم ہوا ہے کہ محکمہ زراعت کی کمزور پالیسیوں کی وجہ سے ٹماٹر کی پیداوار میں خطرناک حد تک کمی آ گئی ہے اور اس وقت ملک بھر میں بالخصوص لاہور میں ٹماٹر کی دستیابی کا تمام دارومدار بھارت سے آنے والے ٹماٹر پر ہے اگر بھارت سے ایک ہفتہ کے لئے ٹماٹر کے امپورٹ بند ہو جائے تو لاہور میں ٹماٹر کی قیمت 300 روپے فی کلو سے بھی تجاوز کر جائے گی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ سبزی منڈی لاہور میں آج سے چند سال پہلے تک برآمدی ممالک یعنی چائنا، سنگاپور، برما اور تھائی لینڈ وغیرہ سے ادرک بغیر دھلائی کے درآمد ہوتا تھا لہذا درآمد شدہ ادرک دھو کر ہی فروخت کرنا پڑتا تھا اس طرح برآمدی ممالک کو بہتر قیمت وصول نہ ہوتی تھی۔ اب یہ ممالک ادرک دھو کر درآمد کر رہے ہیں، ادرک جس پیکنگ میں درآمد ہوتا ہے اسی طرح تھوک مارکیٹ میں فروخت کر دیا جاتا ہے۔ تھوک مارکیٹ میں اس کے ساتھ کسی قسم کا کوئی process نہیں ہوتا۔ پرچون فروش ادرک کو تھوک میں خرید کر صارفین کے لئے پُرکشش اور جاذب نظر بنانے کے لئے تیزاب اور ٹاٹری وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں اور پہلے کی نسبت بہتر قیمت وصول کرتے ہیں۔ جہاں تک لہسن کا تعلق ہے یہ بھی چائنا اور انڈیا سے درآمد ہوتا ہے۔ تھوک مارکیٹ میں جس پیکنگ میں درآمد ہوتا ہے اسی پیکنگ میں فروخت کر دیا

جاتا ہے۔ پرچون فروش گاہک کی سہولت کے لئے چھیل کر فروخت کر کے زیادہ منافع کماتے ہیں۔ چونکہ یہ دونوں عوامل مارکیٹ میں انجام نہیں پاتے بلکہ مارکیٹ سے باہر پرچون کی سطح پر انجام پاتے ہیں لہذا مارکیٹ سے باہر محکمہ زراعت کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔ عام طور پر پنجاب میں ٹماٹر بلوچستان کے علاقہ قلعہ سیف اللہ کوئٹہ اور سندھ کے علاقہ بدین سے آتا ہے۔ اس سال ان علاقوں سے ٹماٹر کی آمد سابقا سال کی نسبت کم ہے۔ ٹماٹر کی اس کمی کو انڈیا سے درآمد کر کے پورا کیا جارہا ہے تاکہ اس کی قیمتوں میں استحکام رہے۔ پنجاب میں ٹماٹر کی بوائی نومبر کے وسط میں شروع ہوتی ہے اور یہ مئی تا جولائی میں پنجاب کی منڈیوں میں دستیاب ہوتا ہے تب ٹماٹر کی قیمتوں میں کافی استحکام آتا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اس کا جواب آگیا ہے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ ادرک اور لہسن کو جو تیزاب اور ٹاٹری لگا کر رکھنے کا معاملہ ہے یہ درست ہے اور medically proved ہے۔ اس حوالے سے کئی ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جس پر serious action لینے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں تحاریک التوائے کار ختم کر لوں، پانچ منٹ رہتے ہیں اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے اس کا جواب دیا جائے کہ کیا retail business گورنمنٹ کی jurisdiction نہیں ہے؟ وزیر موصوف نے تو یہ کہہ دیا کہ retail business ہماری jurisdiction نہیں ہے آپ نے بھی سُنا ہے، ایوان نے بھی سُنا ہے۔ آپ اس معاملہ کو دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 661/13 سردار وقاص حسن مؤکل، ڈاکٹر محمد افضل اور سردار محمد آصف نکئی صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ کوئی موجود نہیں ہے لہذا اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 664/13 ڈاکٹر مراد راس اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت!

صوبہ کے پنشنرز عدالت عظمیٰ اور محتسب اعلیٰ پنجاب کے حکم کے باوجود پنشن میں اضافہ کی رقم سے محروم

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے حکم مورخہ 24۔اپریل2013 میں ریٹائرمنٹ کے 15 سال بعد کمیوٹیڈ پورشن آف پنشن کی تمام اضافہ جات کے ساتھ بحالی کا حکم جاری کیا ہے جس پر وزارت خزانہ حکومت پاکستان اسلام آباد نے سپریم کورٹ کے حکم مورخہ 24۔اپریل2012 کی روشنی میں نوٹیفکیشن نمبر F.13(13)-Reg.6/2011 مورخہ 11۔مارچ2013 جاری کر دیا جس کا اطلاق یکم جولائی 2013 سے ہوا جس میں تمام ایسے پنشنرز کو اس سہولت کا حق دار قرار دیا گیا ہے۔ سپریم کورٹ کے حکم اور وزارت خزانہ کے نوٹیفکیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے صوبائی محتسب پنجاب نے اپنے حکم مورخہ 22۔اپریل2013 میں محکمہ خزانہ پنجاب کو سپریم کورٹ کے حکم مورخہ 24۔اپریل2012 پر عملدرآمد کے لئے کہا اور اس سلسلہ میں ایک ماہ میں رپورٹ طلب کی لیکن محکمہ خزانہ پنجاب نے اپنی چٹھی نمبر FD.SR-III-4-186/2012 مورخہ 16۔ مئی2013 کے تحت صوبائی محتسب کے دائرہ اختیار کو چیلنج کرتے ہوئے عملدرآمد سے انکار کر دیا جس پر مورخہ 8۔ جولائی2013 کو صوبائی محتسب آفس میں میٹنگ ہوئی جس میں محکمہ خزانہ پنجاب کے نمائندے نے شرکت کی اس میٹنگ کی روشنی میں مورخہ 13۔ جولائی2013 محکمہ خزانہ پنجاب کو صوبائی محتسب کی جانب سے ہدایات جاری کی گئیں جن پر عملدرآمد کے لئے تین ہفتے کا وقت دیا گیا لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ صوبائی محتسب پنجاب کے حکم مورخہ 13۔ جولائی2013 پر بھی عملدرآمد نہ کیا گیا اور مبینہ طور پر محکمہ خزانہ پنجاب نے اس معاملہ پر سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی لیکن محکمہ خزانہ پنجاب کے حق میں کوئی Stay Order جاری نہیں ہوا۔ پنجاب کے سینئر پنشنرز نے مطالبہ کیا ہے کہ انہیں ریٹائرمنٹ کے 15 سال بعد کمیوٹیڈ پورشن آف پنشن کی تمام اضافہ جات کے ساتھ بحالی کا حکم جاری کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ معزز سپریم کورٹ آف پاکستان نے وفاقی حکومت کے ریٹائرڈ ملازمین کے چند cases کا فیصلہ کیا تھا جبکہ

حکومت پنجاب کے cases عدالت عظمیٰ میں زیر التواء ہیں۔ معاملہ کی سنگینی کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب چیف جسٹس آف پاکستان نے تین رکنی بنچ قائم کیا تھا۔ کیس ہذا مورخہ 13۔اپریل2013 کو برائے سماعت مقرر ہوا لیکن مؤخر ہو گیا۔ جہاں تک صوبائی محتسب پنجاب کے حکم مورخہ 22۔اپریل2013 کا تعلق ہے وہ حکم سیکرٹری قانون کی advice پر محکمہ خزانہ نے تسلیم نہیں کیا کیونکہ جناب محتسب ، ملازمین کی سروس کے قواعد وضوابط میں مداخلت کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔اندریں حالات محکمہ خزانہ تحریک التوائے کار کی حمایت نہیں کرتا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ، اس کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ اعجاز صاحب مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں

1. The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013 (Bill No .20 0f 2013)
2. The Punjab Local Government (Second Amendment) Bill 2013(Bill No .21 0f 2013)
3. The Punjab Local Government (Third Amendment) Bill 2013(Bill No .22 0f 2013) and
4. The Punjab Local Government (Fourth Amendment) Bill 2013(Bill No .23 0f 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش کی گئیں۔اب رانا محمد ارشد صاحب مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی ملازمین سوشل سکیورٹی مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں

The Provincial Employees Social Security (Amendment) Bill 2013 (Bill No. 19 of 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی۔

سرکاری کارروائی

بحث

امن وامان پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈا پر لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث ہے۔اس بحث کا آغاز کل مورخہ 4۔دسمبر کو ہوا تھا،آج بھی اس پر بحث جاری رہے گی۔ جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنا نام سیکرٹری اسمبلی کو لکھوا دیں۔قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی situation کے حوالے سے چند دوستوں نے کل بھی بات کی تھی اور آج بھی اس پر بات ہونے جا رہی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب پولیس نے نہایت مہارت کے ساتھ ان کی جو آفیشل ویب سائیٹ ہے اس پر جو بھی

data درج ہو رہا ہے اس میں جرائم پچھلے ایک دو سالوں کے مقابلے میں بڑی تیزی کے ساتھ کم ہو رہے ہیں۔ میں داد دیتا ہوں ایڈیشنل آئی جی اعظم جوئیہ صاحب کو جو اس سارے معاملے کو supervise کر رہے ہیں۔ جرائم کی شرح کا چارٹ بڑی تیزی سے کم ہو رہا ہے لیکن اصل واقعہ کیا ہے؟ پنجاب کے اندر شہروں اور دیہاتوں میں street crime بہت بڑھ چکا ہے۔ پرس چوری کی وارداتیں، چھوٹی چھوٹی ڈکیتیاں اتنی زیادہ ہو چکی ہیں کہ شاید پہلے کبھی اتنی نہیں ہوئی تھیں۔ پنجاب میں روزانہ جو وارداتیں ہو رہی ہیں ان کی مجموعی تعداد 13ہزار 5سو ہے۔ یعنی ہر مہینے 4لاکھ 5ہزار جرم ہوتے ہیں۔اور یا جان مقبول جو کہ ایک authentic journalist ہیں جنہوں نے ایک talk show میں یہ سارا data پیش کیا جو حقائق پر مبنی لگتا ہے۔آج پنجاب کے اندر سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پر کیس ہی رجسٹرڈ نہیں ہوتا۔یعنی relief ملنا، انصاف ملنا تو اگلی بات ہے، ایک آدمی لٹ پٹ جاتا ہے، ایک آدمی کے ساتھ ڈکیتی یا قتل کی واردات ہو جاتی ہے اور وہ تھانے میں در بدر applications لے کر پھرتا ہے لیکن اس کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔آج یہ سب سے بڑا question mark ہے، اس ایوان کے لئے بھی حکومت کے لئے بھی بلکہ ہم سب کے لئے question mark ہے۔ جب کوئی ایک فرد جس کے ساتھ کوئی واردات ہوتی ہے، کوئی واقعہ ہو جاتا ہے تو اسے فوری طور پر کیس رجسٹرڈ کروانے میں کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہئے۔KPK کی حکومت نے online FIR درج کروانے کی اجازت دے کر پاکستان کی تاریخ میں ایک ریکارڈ قائم کیا ہے اور ہزاروں online FIRs درج ہو رہی ہیں لیکن ہمارے پنجاب کے اندر یہ کیا mindset ہے، بطور ایم پی ایز، آپ لوگوں کو بھی روزانہ واسطہ پڑتا ہو گا کہ جس شخص کے ساتھ کوئی واردات، کوئی زیادتی اور ڈکیتی ہوتی ہے، چوری ہو جاتی ہے، ڈکیتی والا تھانے جاتا ہے تو اسے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر تم چوری کا پرچہ درج کروانا چاہتے ہو تو ہم کر دیتے ہیں لیکن ڈکیتی کا پرچہ درج نہیں کریں گے۔ جب ایم پی ایز، ایم این ایز کا pressure پڑتا ہے تو پھر کوئی ایف آئی آر درج ہوتی ہے۔ وہ بھی ایس ایچ او کی سطح پر نہیں بلکہ ڈی ایس پی، ایس پی کی سطح پر ہم لوگ روزانہ کی بنیاد پر فون کرتے ہیں، بات کرتے ہیں request کرتے ہیں کہ آپ خدا کا خوف کریں یہ واقعہ ہو گیا ہے۔اس فرد کے ساتھ، اس فیملی کے ساتھ یہ ظلم اور زیادتی ہو گئی ہے انصاف دلانا تو دور کی بات ہے آپ اس کی کم از کم ایف آئی آر تو کاٹ لیں۔اس وقت سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے اس پر حکومت کو سنجیدگی سے initiative لینا ہو گا۔ کوئی بھی بندہ اگر کیس رجسٹرڈ کروانا چاہے تو فوری طور پر ہو جائے اور جو کیس درج نہ کرے اس پولیس آفیسر کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔اس سلسلے میں گورنمنٹ ہر ضلع کے اندر ایک cell قائم کرے اور اسے

عوام میں publicize کرے کہ جس فرد کے ساتھ کوئی ظلم اور زیادتی ہوتی ہے اور اگر یہ online FIR کا سسٹم رائج نہیں کر سکتے کم از کم یہ ضلع کی سطح پر ہی کر لیں۔یہاں لاہور کی کروڑ سوا کروڑ کی آبادی ہے، میں یقیناً آپ کو کہوں گا کہ ہزاروں لوگ روزانہ وہاں پہنچ جائیں گے کہ جناب ہمارے ساتھ یہ ظلم ہو گیا ہے اور ہماری ایف آئی آر درج نہیں ہو رہی۔اب کیا ہو رہا ہے،اب یہ ہو رہا ہے کہ آدھے سے زائد لوگ روپیٹ کر صبر کر لیتے ہیں، شکر کر لیتے ہیں اور مقدر کا لکھا ہوا سمجھ کر گھر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہماری تو ایف آئی آر بھی درج نہیں ہو رہی۔اس کے لئے ایم پی ایز، ایم این ایز اور وزراء کے پاس دھکے کھانے پڑ رہے ہیں۔ایف آئی آر درج ہونے کے بعد انصاف کی توقع اس فرد کو کیسے ہو سکتی ہے ؟میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر حکومت کو ہر ضلع کے اندر ایک cell بنانا چاہئے کہ جن افراد کے ساتھ کوئی واقعہ ہوتا ہے تو concerned police officers اس کی بات نہیں سنتے تو وہ اپنی complaint فوری طور پر وہاں جا کر رجسٹرڈ کروائے تاکہ ان کے cases درج ہو سکیں۔صرف لاہور کے اندر ہر سال 5 سے 6 سو تک اندھے قتل کی وارداتیں ہوتی ہیں، روزانہ تیس سے چالیس ڈکیتیاں اس شہر کے اندر ہو رہی ہیں جو کہ صوبائی دارالخلافہ ہے اور جو ہمیں امن کا گہوارہ نظر آتا ہے۔حکومت یہ claim بھی کرتی ہے کہ یہاں امن عامہ کی صورتحال مثالی ہے۔ میرے خیال میں یہ چونکا دینے والی بات ہے کہ روزانہ اتنی ڈکیتیاں ہو رہی ہیں، اخبارات آپ اٹھا کر دیکھ لیں یہ کوئی غلط تعداد نہیں ہے ان ڈکیتیوں کی روک تھام کے لئے حکومت نے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا۔جناب قائد ایوان جب پہلی دفعہ منتخب ہوئے تو انہوں نے یہاں پر اپنی پہلی تقریر میں تھانہ کلچر کی تبدیلی کی بات کی تھی۔ ہم اس سے کافی محظوظ ہوئے کہ پچھلے پانچ سال میں بھی، آپ ان کی ہر سال کی تقریر اٹھا کر دیکھ لیں تھانہ کلچر کی تبدیلی کی بات آپ کو نظر آتی ہے۔ میں پوری دیانتداری سے کہتا ہوں کہ شاید اور کسی جگہ تبدیلی آ گئی ہو گی تھانہ کلچر نہیں بدلا بلکہ پہلے سے بھی worst حالات ہیں۔ تھانے کرپشن کا گڑھ بنے ہوئے ہیں اور حکومت کے پاس کوئی mechanism نہیں ہے۔ایک عام آدمی کی شنوائی کسی تھانے میں نہیں ہوتی بلکہ ایک عام آدمی نہیں پڑھا لکھا آدمی، ایک ذمہ دار شہری بھی تھانے جاتے ہوئے کانپتا ہے کہ پتا نہیں تھانے والے میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے حالانکہ وہ complainant ہے۔یہاں پر یہ اعلان بھی کیا گیا کہ ایک سو ماڈل تھانے بنا دیئے گئے ہیں، میں پوچھتا ہوں کہ ان ماڈل تھانوں کا کیا بنا؟کوئی رپورٹ آج تک نہیں آئی ہے، میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ مہربانی فرما کر بھیس بدل کر، مونچھوں کو کبھی نیچے کر لیں یا غائب لیں اور

میرے ساتھ تھانے کے اندر چلیں، کسی عام تھانے میں چلے جائیں اور وہاں جا کر آپ ایف آئی آر درج کروانے کے لئے کہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! ذاتیات پر نہ آئیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! وہ تو میرے دوست ہیں میں تو ویسے انہیں کہہ رہا ہوں کہ بھیس بدل کر چلیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان میں نہیں، باہر جتنی گپ شپ کرنی ہے کر لیں۔ پلیز! اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! میں تو ان کے ساتھ خود بھی چادر اوڑھ کر جانے کو تیار ہوں۔ وہاں کسی تھانے میں جا کر دیکھ لیں کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ جو ماڈل تھانے والی بات تھی اس میں بھی کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ کسی ماڈل تھانے کا ریکارڈ بتا دیں کہ یہ ماڈل تھانہ ہے اور اس نے اب تک یہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ پورے ملک میں اغواء کی وارداتیں ہو رہی ہیں ان میں 90 فیصد پنجاب میں ہو رہی ہیں، ہر سال سب سے زیادہ گاڑیاں پنجاب سے snatch ہو رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ کس طریقے سے؟ prosecution انتہائی ناقص ہے کیسوں کی پیروی پر کوئی باقاعدہ check and balance نہیں ہے۔ پہلے تو کیس رجسٹرڈ نہیں ہوتا اگر ہو جائے تو مجرم کو قرار واقعی سزا ملنے تک کا جو مرحلہ ہے اس سے مدعی تھک ہار کر راستے میں ہی بیٹھ جاتا ہے کہ میں لاکھوں روپیہ پولیس اور دوسرے افسران کو دینے کے لئے کہاں سے لاؤں کہ مجھے انصاف مل سکے۔ پچھلے سال اکتوبر 2012 سے اکتوبر 2013 تک کل 3 لاکھ 32 ہزار 728 کیس رجسٹرڈ ہوئے جن میں 2 لاکھ 42 ہزار 611 کیس چالان ہوئے۔ آپ دیکھئے کہ ان میں 22999 untraced case ہیں یعنی ابھی تک یہ کیس trace ہی نہیں ہوئے۔ یہ efficiency ہے، یہیں سے ہی کسی ادارے کا پتا چلتا ہے کہ وہ کتنا competent ہے اور کتنا efficient ہے کہ ابھی تک 23 ہزار کیس trace نہیں ہوئے۔ ان میں 49642 کو سزا ہوئی اور 48367 بری ہوئے۔ میں سوال کرتا ہوں کہ جتنے لوگوں کو سزا ہوئی اتنے لوگ ہی بری ہو گئے اور 23 ہزار کیس trace نہیں ہوئے۔ یہاں سے پولیس کی پیشہ وارانہ مہارت کا پتا چلتا ہے، ہمارے سامنے یہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک prosecution system بہتر نہیں ہو گا اس وقت تک یہاں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر!میں سنبل کیس کے حوالے سے بات کروں گا کہ یہاں تو پنجاب کے دیہاتوں میں سینکڑوں سنبلیں رُلتی اور انصاف مانگتی مر گئیں۔اس شہر لاہور کے اندر ایک سنبل کیس high profile case، وزیر اعلیٰ کی وارننگ سب کے سامنے ہے اس کا کیا بنا؟یہاں پر فرانزک لیب کا حوالہ دیا گیا،یہاں پر باتیں ہوئیں کہ تین دن میں یہ ہو جائے گا،دس دن میں یہ ہو جائے گا اور دو ہفتوں میں یہ ہو جائے گا لیکن لاہور کی عوام، پنجاب کی عوام یہ پوچھتی ہے کہ ایک کیس بھی ابھی تک trace نہیں ہو سکا تو کیا وجہ ہے، یہ کس کی غفلت ہے اور یہ کس کی کمزوری ہے پولیس افسران کی یا حکومت کی ؟ میں دوسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ سیاسی بنیادوں پر تقرر و تبادلے ہوتے ہیں۔ منظور نظر افراد میں سے گریڈ18 کا افسر گریڈ 19 میں لگا ہوا ہے، گریڈ 19 کا گریڈ 21 میں لگا ہوا ہے۔ اس پنجاب کے اندر درجنوں مثالیں، ہیں میں کسی کا نام نہیں لینا چاہتا۔جب تک آپ strictly میرٹ پر فیصلے نہیں کرتے تو آپ کس طرح سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر کر سکتے ہیں اور آپ کس طرح یہاں پر rule of law لے کر آ سکتے ہیں؟ دوسری بد قسمتی یہ ہے کہ یہاں پر کسی کی تعیناتی ہوتی ہے، میں ایس ایچ او اور ڈی ایس پی level کے افسروں کی بات کرتا ہوں کہ ابھی ان کی تعیناتی کو تین ماہ نہیں ہوتے کہ راتوں رات آرڈر آ جاتا ہے کہ یہ یہاں سے تبدیل ہو گیا ہے۔ دوسرا ایس ایچ او آتا ہے تو وہ دو تین ماہ میں مشکل سے اپنے حالات اور اپنے تھانے کی حدود سے واقف ہوتا ہے کہ یہاں criminal کون کون سے ہیں، یہاں شرفا کون کون سے ہیں، یہاں جو جرائم ہو رہے ہیں ان کی نوعیت کیا ہے۔ جب وہ دو تین ماہ میں اپنے علاقے کو سمجھتا ہے تو چوتھے مہینے اس کا تبادلہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ جو ایڈہاک ازم والی پالیسی ہے حکومت کو اس پر بھی سوچنا چاہئے۔ ہماری یہاں standing تھی کہ کسی افسر کو تین سال تک ایک پوسٹ پر رکھا جائے جبکہ میرے خیال میں اگر کسی آفیسر کے بارے میں کوئی شکایت آتی ہے تو اسے سزا دی جائے نہ کہ وہاں سے اس کا تبادلہ کر دیا جائے۔ ہماری پنجاب پولیس کا ایک وتیرہ ہے کہ جس کے بارے میں کوئی درخواست آئی، کسی وزیر کا ٹیلیفون چلا گیا، کسی ایم این اے نے شکایت کر دی تو اسے اسی وقت راتوں رات بدل دیا گیا۔ جب تک سیاسی بنیادوں پر تقرر و تبادلے اور premature transfer نہیں رُکے گی اس وقت تک آپ grass roots level پر جرائم کی روک تھام کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر!میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پولیس کی جدید تربیت کے لئے کچھ کام تو ہو رہا ہو گا لیکن اب جس طرح crimes کے اندر اضافہ ہو رہا ہے اور جس طرح latest دور کے اندر crime ہو

رہے ہیں ان سے نمٹنے کے لئے روایتی نہیں بلکہ جدید طریقے سے پولیس کی تربیت کر کے ان سے نبرد آزما ہوا جا سکتا ہے۔اس وقت پولیس کے کاغذات کے اندر ہزاروں اشتہاری موجود ہیں۔میں یہ بھی تجویز دوں گا کہ ہماری جو routine کی پولیس ہے آپ جب تک اس کی دو چیزوں سے جان نہیں چھڑاتے۔اس وقت تک بہتری نہیں آ سکتی۔ایک تو اسے اشتہاریوں کو پکڑنے پر نہ لگائیں اور دوسرا VVIPs پر ڈیوٹی نہ لگائیں،جو ریٹائرڈ افسران ہیں خواہ وہ پولیس کے ہوں، جوڈیشری کے ہوں presently سیاستدان ہوں۔ان پر ہزاروں کی نفری پروٹوکول ڈیوٹی پر مامور ہے۔اس کے لئے ایک الگ فورس تشکیل دے دیجئے لیکن کم از کم لاء اینڈ آرڈر کے لئے جو پولیس کی اصل اور اوّلین ذمہ داری ہے اسے اس پر رہنے دیجئے اور اضافی کام اس پر نہ ڈالیں۔دہشتگردی کے خاتمے کے لئے بھی ہماری جو normal پولیس ہے عام حالات کے اندر وہ اتنی equipped ہوتی ہے،اتنا knowledge ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسی ٹریننگ ہوتی ہے کہ وہ دہشتگردوں کو پکڑ سکے۔میں یہ بھی تجویز دوں گا کہ دہشتگردی کے خاتمے کے لئے آپ الگ سے ایک سپیشل سیل قائم کریں تاکہ دہشتگردی سے بہتر طور پر نمٹا جا سکے۔

جناب سپیکر!دو تین چیزیں ہیں جن میں سے میں نے ایک پہلے کہی کہ ایف آئی آر درج کرنا سب سے اوّلین کام ہے کہ جو آدمی effect ہوتا ہے اگر اس کی ایف آئی آر درج ہو جائے تو اس کے درد کا آدھا مداوا ہو جاتا ہے کہ چلیں میرے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے تو ایف آئی آر رجسٹرڈ ہو گئی اور اسے ایک امید بندھ جاتی ہے کہ آئندہ آنے والے دنوں میں اسے کوئی relief ملے گا اس کے لئے بہت ضروری ہے کہ جو آدمی بھی اپنی شکایت لے کر آئے اس کی ایف آئی آر درج کی جائے۔میں یہاں پر دو تین چیزیں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہم پرانے وقتوں میں دیہاتوں اور شہروں میں چوکیدارا سسٹم دیکھتے تھے لیکن اب وہ مفقود ہو گیا ہے۔میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں پنجاب کے اندر اس طرح کا Law بنانا چاہئے کہ جس میں کمیونٹی کو involve کر کے ہم چوکیدارا سسٹم ensure کریں کہ ہر محلے میں،ہر گاؤں میں، ہر علاقے میں چوکیدار سرکاری سطح پر اپنی ڈیوٹی دے اور وہ اس محلے کی کمیونٹی کے لوگوں کے سامنے جوابدہ ہو۔اس پر باضابطہ قانون سازی کی جائے تو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پہلے سے کافی بہتر ہو سکتی ہے۔اسی طرح اسلحے کے حوالے سے اب تک یہاں جو قانون ہے کہ اگر کسی ایک آدمی سے ایک پستول پکڑا گیا تو اسے وہی سزا ہے اور اگر اس سے ایک ہزار پستول پکڑے جاتے ہیں تو بھی اس کی وہی سزا ہے اور یہ bailable offence ہے۔ہمیں اس پر بھی سخت قسم کی قانون سازی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! ہم کہتے ہیں کہ فلاں نے 182 کا پرچہ کرادیا لیکن آج تک اس پرچے میں کسی کو کوئی سزا نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ پر بھی مؤثر طور پر عمل کرنے کے لئے اس کو ناقابل ضمانت جرم قرار دیا جائے۔ پھر سب سے اہم بات ہے کہ پرچہ درج ہو گیا، prosecute ہونے لگا عدلیہ میں چلے گئے، مجسٹریٹ سول جج یا متعلقہ کسی بھی کورٹ کے پاس چلے گئے۔ اب گواہیوں اور شہادتوں کی باری آ گئی، ہمارا سارا قانون گواہان کے گرد گھومتا ہے۔ اب یہاں پر کوئی protection نہیں ہے۔ جس طرح سے اسلحہ عام ہے، جس طرح سے دھمکیاں دی جاتی ہیں ایک عام آدمی تصور نہیں کر سکتا کہ اگر اس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو اسے کوئی relief ملے گا۔ یہ بالکل آسان سا نسخہ ہے کہ جو گواہان ہیں ان کو terrorize کیا جاتا ہے ان کو دھمکایا جاتا ہے، ان کو اس طرح کی threats دی جاتی ہیں کہ وہ بے چارے گھر بیٹھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور وہ بھرپور طریقے سے اس case کی پیروی نہیں کر پاتے۔ ان کے سامنے جو واقعہ ہوا ہوتا ہے اس کے لئے بھی وہ گواہی دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ میری یہ استدعا ہو گی کہ ہمیں protection of witness کے لئے کوئی قانون بنانا چاہئے۔ اس طرح کے جو بھی واقعات ہوتے ہیں اُن میں گواہان کی protection کے لئے حکومتی سطح پر کوئی قانون سازی کی جائے تاکہ جن لوگوں کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہوتی ہے انہیں انصاف مل سکے۔ سب سے پہلے ایف آئی آر درج کی جائے، پھر آپ prosecution کو بہتر کریں اور اس کے ساتھ ساتھ گواہان کے تحفظ کا حکومتی سطح پر کوئی انتظام کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کرنے سے پنجاب کے اندر امن وامان کے حالات کو بہتر کیا جا سکتا ہے۔ یہ کوئی political point scoring نہیں بلکہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ آج جس طرح سے crime rate بڑھ رہا ہے اور معاشرے کے اندر بے راہ روی ہے اس پر قابو پانا انتہائی ضروری ہے۔ اس کی بے شمار اور وجوہات بھی ہیں لیکن ہم سب کو مل کر اس طرح کے اقدامات اُٹھانے ہوں گے کہ امن وامان کی صورتحال بہتر ہو سکے۔ عوام کا اوّلین حق ان کے جان و مال کا تحفظ ہے تو ہم سب کو مل کر اسے یقینی بنانا ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ فہرست بہت لمبی ہے اس لئے مہربانی کر کے پانچ منٹ سے زیادہ بات نہ کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ مجھے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بہت لمبی فہرست ہے اس لئے مہربانی کر دیں۔

صوبہ کے پُرامن رہائشیوں کو Four Schedule سے نکالنے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! چونکہ وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں اس لئے مجھے ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔ کئی کئی سالوں سے لوگوں کو Four Schedule میں درج کیا گیا ہے۔ کم و بیش سارے اضلاع میں ایسا ہے۔ آپ کے ضلع میں بھی ایسے لوگ موجود ہوں گے۔ اس وقت جو لوگ بالکل پُرامن ہیں، ان کے سابقہ تعلق بھی ٹوٹ گئے ہیں اور ان کے خلاف کوئی دوسرا criminal case نہیں ہے لیکن پھر بھی ان لوگوں کو اس Four Schedule میں رکھا ہوا ہے یعنی مکھی پہ مکھی ماری جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں وہ لوگ ہر ہفتے پولیس سٹیشن کے اندر رپورٹ کرنے پر مجبور ہیں۔ اسی طرح جب وہ ضلع چھوڑتے ہیں تو پھر رپورٹ کرنی ہوتی ہے اور جب محرم کا مہینہ آتا ہے تو ان کے اُوپر ایک عذاب آ جاتا ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گا کہ اس حوالے سے کوئی criteria بنائیں۔ اب جو لوگ بالکل پُرامن ہیں اور ان کا ریکارڈ بھی ٹھیک ہے تو انہیں براہ کرم اس فہرست سے نکالا جائے۔ اسی حوالے سے میں ہوم سیکرٹری صاحب سے دو تین مرتبہ ملا ہوں۔ وہ نیچے سے رپورٹ منگواتے ہیں لیکن نیچے کوئی بھی شخص رپورٹ ٹھیک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا لہذا اس میں political will اور ایک criteria بنانے کی ضرورت ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب نے ان لوگوں کے متعلق بات کی ہے جو کہ Afghan return boys ہیں یعنی جو لوگ افغانستان میں گئے، وہاں سے تربیت حاصل کی، انہوں نے جہاد میں حصہ لیا اور اس کے بعد پھر وہ واپس آ گئے۔ اسی character سے متعلق لوگوں کو ہم نے Four Schedule میں ڈالا ہوا ہے۔ ان کے خلاف کوئی مقدمہ اور charge نہیں لیکن ان سے یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنی activities سے یعنی وہ کہاں جاتے اور آتے ہیں اس بارے میں متعلقہ تھانے کو آگاہ رکھیں تاکہ ان کی presence ensure کی جائے۔ اس کا مقصد صرف ان کی presence کو ensure کرنا ہے۔ یہ بات ہر سال کہی جاتی ہے کہ ان لوگوں کو Four Schedule سے فارغ کر دیا جائے۔ اگر ہمارے منتخب نمائندے یا اس علاقے کے ذمہ دار لوگ کسی کی ذمہ داری لیں تو پھر کوئی criteria بنایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب اور ایوان میں تشریف فرما دوسرے معزز ممبران کی خدمت میں عرض کروں گا کیونکہ بعض دوسرے دوستوں نے بھی میرے ساتھ یہ بات کی ہے۔ میاں چنوں میں ایک واقعہ ہوا تھا۔ میاں چنوں کے ساتھ ہی ایک گاؤں ہے وہاں پر ایک دن دھماکا ہوا اور وہ پورا گاؤں غرق ہو گیا، بیٹھ گیا۔ ہوا یہ کہ وہاں پر ایک سکول ٹیچر تھے، وہ کسی زمانے میں افغانستان گئے، وہاں سے انہوں نے تربیت حاصل کی، جہاد میں حصہ لیا اور اس کے بعد پھر واپس آ گئے۔ واپس آنے کے بعد تقریباً دس سال تک وہ سکول ٹیچر کے طور پر ملازمت کرتے رہے۔ میں نے خود ان کی ساری investigation report پڑھی ہے۔ میں خود وہاں پر گیا تھا۔ جب میں نے وہاں پر لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ بہت شریف آدمی ہے اور اس کی بالکل کسی قسم کی کوئی غلط activities نہیں ہیں لیکن دس سال بعد ایک دن اس کے دل میں جوش پیدا ہوا اور وہ دوبارہ افغانستان چلا گیا۔ وہاں جا کر وہ ان کے network کا حصہ بنا۔ انہوں نے مل کر یہاں پر ایک criminal project launch کیا کہ جتنی بھی منگلا یا تربیلا سے transmission lines نکلتی ہیں ان کے گرد بارود رکھ کر سب کو ایک ہی دن میں اُڑا دیا جائے تاکہ پورا ملک اندھیرے میں ڈوب جائے۔ وہ آدمی بالکل ٹھیک ٹھاک دس سال تک سول سوسائٹی کا حصہ بننے کے بعد پھر افغانستان چلا گیا اور وہاں پر جا کر اس network کا حصہ بن کر واپس آیا۔ یہ وہ وجوہات ہیں کہ جن کی بنیاد پر کوئی بھی ڈی سی او یا ڈی پی او ایسی جرأت نہیں کرتا کہ وہ کسی کے متعلق لکھ دے کہ اب یہ ٹھیک ہے لہذا آپ اس کی presence کو چیک کرنا چھوڑ دیں۔ اسی طرح علاقہ کا کوئی معزز آدمی بھی اس بات کا risk نہیں لیتا۔ میں آپ کی وساطت سے ڈاکٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ یہ حقائق ہیں ورنہ ایسی کوئی بات نہیں کہ آپ ہر سال ایک مطالبہ کریں اور ہم اس کے اُوپر کوئی دھیان نہ دیں۔ اگر آپ کے پاس اس کا کوئی حل ہے تو ہمیں بتائیں اور ہمارے ساتھ بیٹھیں ہم اس پر عملدرآمد کرنے کو تیار ہیں۔

امن وامان پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا محمد ارشد صاحب!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! یہاں پر امن وامان کے حوالے سے بحث ہو رہی ہے۔ ماشاءاللہ معزز ممبران بڑی اچھی discussion کر رہے ہیں۔ ہم بھی سیاسی ورکر ہیں اور عوام سے ووٹ لے کر آتے ہیں اس

لئےproblems تو ہوتی ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا اور سوچنا ہو گا کہ پہلے حالات کیسے تھے اور آج کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ ہم سب parliamentarians اپنے اپنے حلقوں میں جاتے ہیں اور اگر وہاں پر کوئی چور یا ڈاکو ہے تو ہم ان کے خلاف خود کوئی action نہیں لے سکتے۔ ہم تو پولیس فورس کو ہی کہہ سکتے ہیں۔ آج کے خراب حالات کی وجہ سے ہمیں بھی پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ ہمارے نوجوان جو کہ پاکستان کا مستقبل ہیں وہ رات کو اکٹھے بیٹھ کر کیبل نیٹ ورک پر انگلش یا انڈین فلمیں دیکھتے ہیں۔ ان فلموں کو دیکھ کر ان میں بھی وہی جذبہ اور جوش پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ بھی قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے اور میں اس سے روگردانی نہیں کر سکتا۔ اگر یہ پولیس فورس اور قانون نہ ہو تو ایک نوجوان پستول لے کر کسی بھی شریف آدمی کو روک کر پریشان کر سکتا ہے۔ جب کسی نوجوان کے ہاتھ میں پستول ہوتا ہے تو اس وقت اس نے سب کچھ داؤ پر لگایا ہوتا ہے۔ میرے حلقے میں پانچ بچوں کے والد کو قتل کر دیا گیا اور اس کا جرم یہ تھا کہ وہ محکمہ پولیس میں ملازم تھا۔ اسی طرح تین ہفتے پہلے پولیس پارٹی ضلع حافظ آباد میں جب ایک اشتہاری، چور اور ڈاکو کو پکڑنے کے لئے جاتی ہے تو اس ایک اشتہاری نے وہاں پر پانچ پولیس والوں کو ڈھیر کر دیا۔ وہ مرنے والے بھی تو کسی کے بیٹے یا باپ ہیں۔ جب تک ہم اپنی فورس کو مضبوط نہیں کریں گے اس وقت تک ہم چور ڈاکوؤں کو نکیل نہیں ڈال سکتے۔

جناب سپیکر! Police Act,2002 کو تبدیل کیا گیا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے یہ چیز محسوس کی کہ Police Act,2002 میں تبدیلی آنی چاہئے اس لئے اسے یہاں اسمبلی میں لایا گیا۔ میری بہنوں اور بھائیوں نے اس discussion میں حصہ لیا اور اس کے بعد Police Act,2002 کو تبدیل کیا گیا۔ پہلے Act کے تحت مدعی کے پاس تفتیش تبدیل کرانے کا حق نہیں تھا۔ پہلے ضلع میں ڈی پی او کے پاس تفتیش تبدیل کرنے کا اختیار نہیں تھا۔ ہمارے وزیر اعلیٰ اور کابینہ نے عوام کی نبض اور problem کو محسوس کرتے ہوئے اس Police Act,2002 کو تبدیل کیا اور اسے Police Act,2013 کا نام دیا گیا۔ اگر اب کسی مدعی کی تفتیش صحیح نہیں ہو گی تو District Investigation Officer ذمہ دار consider ہو گا اور اسی طرح جو ڈی پی او ہے اُس پر بھی وہ ذمہ داری عائد ہو گی۔ اب DPO, within district investigation change کر سکے گا، اب آپ کا RPO, investigation change کر سکے گا اور یہ صوبہ پنجاب ہی ہے جہاں پر ہر مہینے کا آپ data نکال کر دیکھیں سینکڑوں پولیس ملازمین وہ انسپکٹر ہوں، سب انسپکٹر ہوں، ASI's ہوں وہ terminate from service ہوتے ہیں۔ پنجاب سے باقی صوبوں کا comparison کریں یہاں پر خیبر پختونخواہ

کی بات ہوئی ہے وہاں پر تو 10/10 بندے اغواء ہو جاتے ہیں تو ایف آئی آر درج نہیں کی جاتی بلکہ ایف آئی آر درج ہونا تو درکنار وہاں پر تو مدعیوں کی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ تھانے تک چلے جائیں۔ الحمدللہ پنجاب کا خیبر پختونخواہ، بلوچستان اور سندھ comparison کیا جائے تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہاں پر قانون کی بالادستی ہے اور یہاں پر check and balance کا criteria موجود ہے۔ یہ پنجاب ہی ہے کہ اگر ایک DPO بھی غلطی کرتا ہے تو اُس کو بھی suspend کیا جاتا ہے۔ اُس وقت تک گورنمنٹ کی writ قائم نہیں ہو سکتی جب تک force کو تحفظ فراہم نہ کیا جائے۔ فیاض سُنبل بھی تو ایک بوڑھی ماں کا بیٹا تھا اور اُس کے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اب رو رہے ہیں کہ ہمارا والد پڑھ لکھ کر اگر DIG بن گیا تھا تو اُس کا قصور کیا تھا؟ اُس کے بچے آج بھی بیدیاں روڈ پر ترس رہے ہیں کہ ہم اپنے باپ کو کہاں سے ڈھونڈیں؟ اصلاح کرنے کی ضرورت ہے، check and balance کا criteria ہونا چاہئے اور الحمدللہ یہ پنجاب کے اندر موجود ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کو میں appreciate کرتا ہوں کہ جب اُن کے علم میں کوئی complaint آتی ہے تو وہ ایکشن لیتے ہیں اور کسی MPA یا MNA کی سفارش پر پنجاب میں DPO نہیں لگتے بلکہ دوسرے صوبوں میں ایسا ہوتا ہے اور دوسرے صوبوں میں گھروں میں بیٹھ کر DPO's/DIG's change کروائے جاتے ہیں جبکہ پنجاب کا نام بدنام کیا جاتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے محکمہ پولیس کے اُن دیانتدار افسران کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو دن رات اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر محنت اور کوشش کرتے ہیں لیکن اس میں اصلاح کی مزید ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان forces کی حوصلہ افزائی بھی بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر پر بولنے کا موقع دیا۔ پنجاب کی security باقی سب صوبوں سے بہت بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں کی عوام پنجاب میں رہتے ہوئے بڑا secure محسوس کرتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کی توجہ اس واقعہ پر دلاؤں گی جو recently پنجاب یونیورسٹی میں ہوا۔ پنجاب یونیورسٹی کے طلباء کو جب hostel vacate کرنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے غصے میں آکر بہت ہنگامہ کیا، فائرنگ کی اور بس جلائی۔ یہ بہت افسوسناک بات ہے کہ even western countries میں students نے اگر protest کرنا ہوتا ہے تو وہ campus میں رہ کر

protest کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ باہر جا کر بسیں جلاتے ہیں اور ٹریفک کو بند کر کے لوگوں کو پریشان کرتے ہیں۔ پڑھے لکھے لوگ جو اپنے آپ کو students کہتے ہیں اگر وہ یہ message دیں گے تو uneducated لوگوں کو کیا message جائے گا کہ:

Might is right. This is the message, which is giving to the nation. I think such elements should be taken under strict consideration.

یہ students نہیں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ لوگ یونیورسٹی کے hostels میں سالہا سال رہتے ہیں اور یہاں رہ کر اپنی لیڈر شپ چمکاتے ہیں۔ وہ فیل ہو جاتے ہیں تو پھر دوبارہ admission لے لیتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ہم hostel میں رہنے کے حوالے سے ان کی time limit define کریں۔

Once their course is finished, they should be vacated from the university premises.

اس کے علاوہ اگر آپ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ جات بیالوجی میں چلے جائیں، کیمسٹری میں چلے جائیں تو خواتین کی proportion is much more than men but اگر آپ hostels میں دیکھیں تو وہاں پر لڑکوں کی proportion بہت زیادہ ہے کیونکہ وہاں پر ان لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ جن لوگوں کا حق ہے کہ وہ students campus میں رہیں جبکہ انہیں private hostels and private rooms میں جا کر رہنا پڑتا ہے۔ ہمیں اس چیز پر توجہ دینی چاہئے کہ جن لوگوں نے They have direct agriculture purpose کے لئے lease پر land لی ہوئی ہے connection with the students. اور کئی ایسے لوگ ہیں جو یہاں آ کر ایوان میں شور مچاتے ہیں تو We should have strict. اس کے علاوہ students council کا کام ہوتا ہے کہ students کو facilitate کرے اُس کا یہ کام نہیں ہوتا کہ وہ لاء اینڈ آرڈر کو اپنے ہاتھ میں لے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری کچھ اور بھی suggestions ہیں۔ We should make a paramilitary force. جو لوگ ملٹری سے 35 سے 40 سال کی عمر میں retire ہوتے ہیں ہمیں چاہئے کہ ہم اُنہیں پولیس میں بھرتی کریں۔

Because they are very trained to fight with the terrorists. So we should include them in the paramilitary force.

اس کے علاوہ.We should have a civilian force ایسی civilian force ہونی چاہئے کہ خواتین اگر بازار میں ہیں تو ہماری Women Police Force عام کپڑے پہن کر present ہو اور CCTV cameras should be installed every where تاکہ ایسے لوگ catch ہو سکیں۔اسی طرح پبلک پارکس وغیرہ میں Civilian Male Force ہوتاکہ ہم ایسے لوگوں کو پکڑ سکیں۔

جناب سپیکر!میری ایک اور suggestion ہے کہ Jails are the nursery of crime. اگر ایک بندہ ایک چھوٹا سا بھی پہلا crime کرتا ہے تو آپ اُس کو criminals کے ساتھ جیل میں بھیج دیتے ہیں تو وہ جب چھ مہینے بعد باہر نکلتا ہے تو وہ professional criminal بن چکا ہوتا ہے We should have different behaves تاکہ وہاں پر اُن کی monitoring ہو اور اُن کی اصلاح ہو سکے تاکہ وہاں سے نکل کر وہ as a better citizens ہوں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ different area کی پولیس ایک SHO کے under آئے، for example پنجاب یونیورسٹی کا incident ہوا تو ٹریفک پولیس الگ کام کر رہی ہے، Security police is doing an other job اور تھانے کی پولیس الگ سے کام کر رہی ہے تو All of them should be directly under the SHO Management. It is easier and at least I want to say that we should appreciate. We should not label that all police officers are corrupt. We should appreciate them.

تاکہ وہ motivate ہوں اور اُن کی problems کو بھی address کیا جائے۔For example سب پولیس آفیسران کی یہ problem ہے کہ اُنہیں کوئی accommodation نہیں ملتی، اُن کے کھانے کا proper خیال نہیں ہوتا.They should be a part of a budget اُن کی families کو accommodate کیا جائے اور اُن کو single room سے accommodate کیا جائے اور اُن کو positively influence کیا جائے تاکہ وہ بہتر طور پر اپنا role play کر سکیں۔Thank you very much

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، جناب محمد عارف عباسی صاحب۔ عباسی صاحب!آپ پانچ منٹ کا ٹائم یاد رکھیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اگر ٹائم کی یہ پابندی ہے تو پھر ہم نہیں بولتے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! یہ امن و امان نہایت ہی حساس قسم کا موضوع ہے۔ کسی بھی civilized society کا طرہ امتیاز ہے کہ لاء اینڈ آرڈر ہو۔ تمام قوانین یا تمام ادارے جو بنائے جاتے ہیں اُن کا مقصد معاشرے کی اکائی فرد کی جان، مال، عزت اور اُس کی عزتِ نفس کا تحفظ یقینی بنانا ہے۔ کوئی بھی معاشرہ جب فرد کی عزت، مال، جان کے تحفظ میں ناکام ہو جاتا ہے تو وہ معاشرہ قوم سے ہجوم بن جاتا ہے اور پھر وہاں وہی کچھ ہوتا ہے جو کچھ ہمارے ہاں آج ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ پولیس کی ذمہ داری عوام کو تحفظ دینا ہے۔ جب بھی پولیس کا نام آئے تو عوام کے ذہن میں ایک تحفظ کا احساس ہو، عوام کے ذہن میں ایک اطمینان کا احساس ہو جبکہ ہمارے ملک میں جہاں پولیس یا تھانے کا نام آتا ہے تو بجائے اس کے کہ لوگ تحفظ اور اطمینان محسوس کریں بلکہ اُن پر خوف و دہشت طاری ہو جاتی ہے۔ پولیس اور تھانے کا نام سُن کر عوام گھبرا جاتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ہم ان بلاؤں سے دُور رہیں اور اُس کی وجوہات کا سب کو پتا ہے۔ عوام کا پولیس کے ساتھ یہ روّیہ کیوں ہے، عوام کے دلوں میں پولیس کے لئے یہ نفرت اور خوف کیوں ہے؟ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر شخص کو پتا ہے اور میں بڑی ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ 80 فیصد جرائم پولیس کی مرضی سے ہوتے ہیں۔ پولیس کی مرضی کے بغیر کوئی قبضہ مافیا علاقہ میں کام نہیں کر سکتا، پولیس کی مرضی کے بغیر کوئی منشیات فروش علاقہ میں نہیں رہ سکتا۔ کسی قسم کا car lifter پولیس کی مرضی کے بغیر وہاں نہیں رہ سکتا۔ میں اپنے حلقہ کی آپ کو ایک مثال دوں گا کہ میرے حلقہ پی پی۔13 میں ایک محلہ محمود شاہ ہے جہاں گزشتہ کئی سالوں سے منشیات فروشی ہو رہی تھی۔ ہم نے ہر سطح پر بات کی، وہ نہیں رُکی مجبوراً ہم وہاں ایک ٹی وی چینل کو لائے اور پروگرام کر کے live دکھایا کہ یہاں یہ یہ بِک رہا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد ایک ماہ وہ کام بند رہا لیکن پھر وہ کام دوبارہ شروع ہو گیا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ تھانیدار کو میرٹ پر لگائیں، کسی کی سفارش پر نہ لگائیں اور اس کے بعد اس پر چیک اینڈ بیلنس ہو۔ اگر آپ تھانیدار کی ترقی اور تعیناتی میرٹ پر کریں، اس میں اقرباء پروری نہ کریں، سیاسی مفادات کا خیال نہ رکھیں تو میرا خیال ہے کہ 80 فیصد جرائم جس میں پولیس ملوث ہوتی ہے وہ ختم ہو جائیں گے۔ ضلع راولپنڈی میں ہمارے لئے سب سے شرمناک بات یہ ہے کہ پچھلے تین چار مہینوں میں کئی ایسے کیس ہوئے ہیں جو اخبار میں رپورٹ ہوئے ہیں کہ پولیس والے ان کیسز میں ملوث تھے اور وہ خود

جرائم کر رہے تھے۔ ہمارے ایس ایس پی کے ڈرائیور کی گاڑی سے پچھلے ہفتے پچاس بوتلیں شراب کی پکڑی گئیں اور پتا نہیں وہ کتنے عرصہ سے یہ کام کر رہا تھا، وہ کس کے لئے اور کیوں یہ کام کر رہا تھا؟ اس سے کسی کو سروکار نہیں ہے۔ اس کو صرف گرفتار کیا گیا، معطل کیا گیا اور انکوائری شروع کر دی گئی۔ یہ پتا کرنے کی ضرورت تھی کہ وہ کس کے کہنے پر یہ کام کر رہا تھا کہ ایک کانسٹیبل پچاس بوتل شراب کا کیا کرے گا۔ یہاں سوچنے کی اصل بات یہ ہے کہ جب وہ شعبہ اور وہ لوگ جو جرائم کی روک تھام کے لئے ہم نے رکھے ہوئے ہیں، ہم اپنا پیٹ کاٹ کر ان کو کروڑوں اربوں روپے کے فنڈز دے رہے ہیں اگر وہ جرائم کریں اور جس کام کو روکنے کے لئے انہیں رکھا گیا ہے وہی کام وہ خود کریں تو اس سے بڑی بدنصیبی اور کوئی ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر! اب ہمارے جو حالات ہیں اگر ہم نے اس میں بہتری کے لئے کوشش نہ کی تو میرا نہیں خیال کہ ہم زیادہ عرصہ تک امن و سکون سے رہ سکیں گے۔ اگر کوئی بندہ تھانے میں ایف آئی آر درج کرانے جاتا ہے تو پہلے دس لوگ ڈھونڈتا ہے کہ میں کونسلر ڈھونڈوں، ناظم ڈھونڈوں، ایم پی اے یا ایم این اے ڈھونڈوں جو میرے ساتھ تھانے جائے، مجھے وہاں لٹنے سے بچائے اور میری داد رسی ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں ایف آئی آر کو compulsory کرنا چاہئے کوئی بھی شکایت تھانے میں آئے تو اس پر ایف آئی آر لازمی درج ہونی چاہئے۔ اس کے بعد اگر آپ لوگوں میں اتنی ہمت نہیں ہے، اتنی جرأت نہیں ہے کہ ایف آئی آر online کر سکیں تو کم از کم ہر ٹاؤن level پر ایک ایسا مانیٹرنگ سسٹم لگا دیں اور ایک اے ایس پی کو وہاں بٹھا دیں جو کہ online complaints سنے۔ جن جن کی تھانے میں شنوائی نہ ہو ان کے لئے 24 گھنٹے ایسے complaint centres کام کریں جن میں کم از کم لوگ اپنی درخواستیں دے سکیں اور اپنا مدعا بیان کر سکیں اور ان کی تکالیف کا ازالہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ مجرموں کو تو ہر قسم کا اسلحہ رکھنے کی آزادی ہے انہیں کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت سے گزارش ہے کہ شریف شہری کے لئے لائسنس لینا اس وقت ناممکن ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ عام آدمی کو اسلحہ رکھنے کی اجازت دی جائے صرف اس شرط پر کہ متعلقہ تھانہ میں اس کا اسلحہ رجسٹرڈ ہو کوئی بھی شریف آدمی کبھی بھی بلاوجہ گولی نہیں چلائے گا۔

جناب سپیکر! ہمارا پولیس سٹرکچر اس طرح کا ہے کہ یہاں پولیس ملازمین کی ترقیوں اور تھانوں کی جو ضروریات ہیں ان پر بات نہ کرنا بھی ناانصافی ہو گی۔ ہم ان سے بہت توقعات کرتے ہیں اور یہ سمجھتے

ہیں کہ یہ جو غلط کام کر رہے ہیں اس میں حکومت بھی دو طرح سے ذمہ دار ہے وہ اس طرح کہ ایک طرف میرٹ کو پامال کر کے تعیناتیاں کی جاتی ہیں اور دوسری طرف ان کی جو جائز ضروریات ہوتی ہیں جیسے ایک تھانے کو جو فنڈز ملتے ہیں وہ انتہائی ناکافی ہوتے ہیں۔ان کے پاس گاڑیوں میں پٹرول ڈلوانے کے لئے پیسے نہیں ہوتے، سٹیشنری خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہوتے اور نہ باقی معاملات طے کرنے کے لئے پیسے ہوتے ہیں حتیٰ کہ بجلی کا بل جمع کرانے کے لئے بھی پیسے نہیں ہوتے وہ بھی اِدھر اُدھر سے لے کر ادا کرتے ہیں اس لئے کم از کم ہر تھانے کو اتنے فنڈز مہیا کئے جائیں کہ وہ اپنی جائز ضروریات مدعیوں اور ملزموں سے مانگنے کی بجائے حکومت کے فنڈز سے پوری کریں اور ان کو یہ نہ کہنا پڑے کہ اگر کسی مدعی نے کہیں چھاپہ ڈلوانا ہے تو یہ کہا جائے کہ پہلے گاڑی میں پٹرول ڈلوائیں اور اس کے بعد ہمارے کھانے کا بندوبست کریں پھر ہم چھاپہ مارنے جائیں گے۔ان چیزوں کو دور کرنے کے لئے گزارش ہے کہ تھانوں کو مناسب فنڈز دیئے جائیں،ان پر چیک اینڈ بیلنس رکھا جائے اور پولیس ملازمین کی تعیناتیاں اور ترقیاں ان کی کارکردگی پر کی جائیں نہ کہ ذاتی وفاداریوں پر کی جائیں۔اس وقت یہ ہو رہا ہے کہ پولیس افسر کو ریاست کے ساتھ وفادار ہونے کی بجائے شخصیات کے ساتھ وفادار رہنے پر زیادہ advantage ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! مجھے امید ہے کہ آپ جلد wind up کر دیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وقت ہو گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ پولیس افسران کو ذاتی وفاداریوں کو چھوڑ کر ریاست کا وفادار ہونا چاہئے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب احمد خان بلوچ!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے بات کرنے کے لئے وقت دیا ہے۔یہ کوئی کہنے والی بات ہے اور نہ کوئی ڈھکی چھپی بات ہے کہ ہمارا صوبہ ماشاء اللہ دوسرے صوبوں سے لاء اینڈ آرڈر کے معاملے میں ہر لحاظ سے بہت بہتر ہے۔انشاء اللہ ہمارے صوبہ پر اللہ تعالیٰ مہربانی کرے گا کہ جس طرح ہمارے وزیر اعلیٰ محنت کر رہے ہیں اور اچھے اچھے پولیس افسران،ڈی پی اوز اور آر پی اوز لگا رہے ہیں۔ان کی وجہ سے اور ان کی محنت سے اس وقت ہمارے صوبہ میں امن قائم ہو رہا ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ بالکل کچھ نہیں ہو رہا ضرور کچھ نہ کچھ بقایا ہے لیکن باقی

صوبوں کی نسبت صورتحال بہت بہتر ہے اور جس طرح محنت ہو رہی ہے ہمیں امید ہے کہ لاء اینڈ آرڈر اور بہتر ہو گا۔

جناب والا! وقت تھوڑا ہے میں لمبی چوڑی تقریر کی بجائے چند تجاویز لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے دینا چاہتا ہوں۔ میری پہلی تجویز ہے کہ لوگ قیمتی گاڑیاں خرید کرتے ہیں تو ہر گاڑی میں ٹریکر ضروری کر دیں۔ ٹریکر کی وجہ سے اکثر گاڑیاں پکڑی گئی ہیں۔ جب ڈکیتی ہوتی ہے یا چوری ہوتی ہے تو ان گاڑیوں کے موقع محل کا پتا چل جاتا ہے کہ یہ کس ضلع اور کس صوبہ میں ہیں لہذا جس طرح گاڑیاں رجسٹرڈ ہوتی ہیں اسی وقت لازمی قرار دے دیں کہ جب تک گاڑی میں ٹریکر نہ لگا ہو وہ گاڑی رجسٹرڈ نہ ہو۔ اس سے ڈکیتی کی وارداتیں تقریباً ختم ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ یہاں پر سراغ رساں کتوں کا ایک نیا رواج آ گیا ہے۔ ان میں سے کئی کتے trained ہوں گے لیکن اب دیہاتوں میں یہ کاروبار بن گیا ہے کہ لوگ untrained کتے رکھ لیتے ہیں اور بے چارے شریف دیہاتی لوگوں کو لوٹنے کے لئے ہر آدمی نے دکان کھول رکھی ہے۔ وہاں لوگ ان کو لے آتے ہیں پیسے طے کرتے ہیں اور پھر یہ ہوتا ہے کہ کسی شریف آدمی سے جس کے بارے میں انہیں پتا ہوتا ہے کہ اس کی مخالفت ہے۔ ان کے گھر کتے داخل کرا دیتے ہیں اور ان کا لڑائی جھگڑا اور لاء اینڈ آرڈر کم ہونے کی بجائے زیادہ ہو جاتا ہے۔ وہ چوری تو چوری رہی اس وجہ سے ایک اور لڑائی جھگڑا کھڑا ہو جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اگر سراغ رساں کتے ہیں تو ان کے مالکوں کو باقاعدہ لائسنس جاری کرایا جائے، جب تک ان کی training کا سرٹیفکیٹ نہ ہو اس وقت تک ہر آدمی کو یہ اجازت نہ دیں۔ اس طرح دیہاتوں میں لوٹ مار ہو رہی ہے اور لڑائی جھگڑے بڑھ رہے ہیں اس کو روکا جائے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ ہمیشہ ایک رواج ہوتا تھا کہ ضلع میں تین سال سے زیادہ پولیس انسپکٹر یا سب انسپکٹر نہیں رہا کرتے تھے۔ وہ تین سال ایک ضلع میں رہتے تھے اور تین سال کے بعد انہیں دوسرے اضلاع میں ٹرانسفر کر دیا جاتا تھا کیونکہ زیادہ عرصہ ایک جگہ رہنے سے ان کی وہاں کے جرائم پیشہ لوگوں سے دوستیاں بن جاتی ہیں جو raid کامیاب نہیں ہونے دیتے وہ ڈکیتیاں trace نہیں ہونے دیتے اس لئے ہمیشہ ایک اصول ہوتا تھا کہ تین سال کے بعد ردوبدل ہوتی تھی۔ اب یہ ہے کہ پولیس انسپکٹر یا سب انسپکٹر دس دس سال، پانچ پانچ سال اور آٹھ آٹھ سال سے ایک ہی ضلع میں تعینات ہیں۔ آپ مہربانی کریں میرے خیال میں پہلے ہی اس طرح کی ایک پالیسی ہے۔ اس پالیسی پر عمل کرایا

جائے کیونکہ عمل نہیں ہو رہا۔اس پالیسی پر عمل کرنے سے جرائم پیشہ لوگوں کو پکڑنے میں بہت آسانی پیدا ہو گی۔

جناب سپیکر!ایک بات اور بھی ہے کہ رسہ گیر لوگوں کو یعنی جس کے گھر سے جانور ثابت ہوتا ہے، چوری پکڑی جاتی ہے یا کچھ بھی ثابت ہوتا ہے تو ہوتا یہ ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔جب تک چوری کی چیز خرید کرنے والے کو سزا نہیں ملے گی اُس وقت تک یہ موٹر سائیکلیں، کاریں، بسیں، گھر کا سامان اور جانور چوری ہونے سے بند نہیں ہوں گے۔سزا یہ بھی ہونی چاہئے کہ جس کے گھر بھی چوری کا سامان ہو گا تو وہ بھی نہیں بچ سکے گا کیونکہ خریدنے والے کو پتا ہوتا ہے کہ دس ہزار کا جانور یہ مجھے دو یا چار ہزار روپے کا دے رہا ہے اور اسے یہ بھی پتا ہوتا ہے کہ یہ چوری کا ہے جسے وہ جان بوجھ کر خریدتا ہے جس سے چور کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔چور اس کو وہ جانور دے کر ہر دوسرے دن چوری کرتا ہے لہذا رسہ گیر کی چور سے بھی زیادہ سزا ہونی چاہئے جو چوروں کو پناہ دیتا ہے یا چوری کا مال خریدتا ہے۔

جناب سپیکر!جس طرح ضلع میں ہے اسی طرح میری یہ تجویز ہو گی کہ تھانے میں بھی ایک ایس ایچ او کو دو بار لگانے کے بعد تیسری مرتبہ اُس تھانہ میں نہ لگایا جائے کیونکہ تھانہ میں وہ دس دس مرتبہ ایس ایچ او لگتے ہیں اور پھر یہی ہوتا ہے کہ چھوٹے عملہ کی چوروں ڈکیتوں سے یاری ہوتی ہے اور جب raid ہوتا ہے تو وہ اُن کو موبائل پر فون کر دیتے ہیں کہ آج ہمارا چھاپہ ہے اور ہم آ رہے ہیں جس کی وجہ سے ملزم trace نہیں ہوتے لہذا یہ بھی ضرور مہربانی کی جائے کہ دو بار سے زیادہ ایک ایس ایچ او کو ایک تھانے میں تعینات نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر!میری یہ بھی گزارش ہے کہ ہمارا تھانہ گھیلیوال ضلع لودھراں 1991 سے بنا ہوا ہے اور میں آج بڑے افسوس سے کہہ رہا ہوں کہ اس کی آج تک بلڈنگ نہیں بنی۔پولیس والوں نے محکمہ انہار کے بنگلے پر قبضہ کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے محکمہ انہار والے پِٹ رہے ہیں کہ ہمارا قبضہ واپس دو۔وہاں سرکاری رقبہ موجود ہے اس کے باوجود وہاں بلڈنگ نہیں بن رہی۔اس حوالے سے بھی میری proposal ہے کہ وہاں پر بلڈنگ ضرور بنائی جائے تاکہ محکمہ انہار کو اپنی سرکاری بلڈنگ مل سکے۔میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے یہ بھی ضرور کہوں گا کہ جہاں ہم پولیس والوں کی برائیاں پیش کرتے ہیں وہاں ہمیں اُن کی اچھائی بھی ضرور پیش کرنی چاہئے۔ہم وزیر اعلیٰ صاحب اور آئی جی صاحب کے مشکور ہیں جو سادہ تو ضرور ہیں لیکن اُن کی دیانتداری اور ایمانداری پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔انہوں نے ہمیں آر پی او ملتان ڈویژن اور ڈی پی او لودھراں دونوں اتنے شریف اور اچھے انسان دیئے ہیں کہ

وہاں پر کوئی پرچی سسٹم نہیں ہے یا کوئی چٹ دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں، ہر انسان کو انصاف مل رہا ہے اور ہر غریب آدمی اُن کو دعائیں دے رہا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ملک محمد احمد خان صاحب! صرف پانچ منٹ ہیں۔

ملک محمد احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ صورتحال بہت اچھی ہے لیکن کچھ measures ایسے ہیں جنہیں adopt کرنے کے بعد میرے خیال میں بہتری ہو سکتی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے متعلقہ منسٹر سے یہ request کروں گا کہ جو amendments ہم نے during previous session کی تھیں ان کا یہ fallback لے لیں۔ جو transfer of investigations کا procedure پہلے پولیس آرڈر 2002 میں دیا گیا تھا اس کو جب ہم نے پچھلے اجلاس میں change کیا ہے تو ایک غلط practice adopt ہو گئی ہے۔ وہ مقدمہ جات جو مکمل طور پر چالان ہو کر عدالتوں میں زیر سماعت ہیں تو اب یہ ایک blanket power ڈی پی او سمیت ضلع میں موجود پولیس افسران اور اربابِ اختیار کے پاس ہے کہ وہ کورٹ کی اجازت بھی نہیں مانگتے اور investigation کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے کے پاس چلتا رہتا ہے اور یہ کبھی بھی قانون کا مطمع نظر نہیں ہوتا کہ مدعی کو مطمئن کریں۔ قانون کا مطمع نظر ہمیشہ سے یہ ہوتا ہے کہ investigative process کے اندر evidence collect ہو and it should be submitted before the Court لیکن یہاں پر ایک sense prevail کر گئی ہے کہ پارٹیوں کی satisfaction ہو چاہے الزام علیہ پارٹی ہے یا مدعی پارٹی ہے۔ میں ایک data منسٹر صاحب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع قصور میں میرے حلقہ میں تھانہ کھڈیاں میں درج کئے گئے 44 مقدمات میں سے جتنے مقدمے چالان کر کے عدالت بھیجے گئے اُن میں سے 33 مقدمہ جات وہ ہیں جن کی تفتیش بغیر عدالت کی اجازت کے دوبارہ شروع ہوئی۔ اب آپ ذرا خود اندازہ کریں کہ ایک مقدمہ جس میں دفعہ 379 کے ملزم کو چالان کر دیا گیا، evidence collect ہو گئی اور وہ چالان عدالت چلا گیا لیکن ڈی ایس پی صاحب اب دوبارہ سے تفتیش کر رہے ہیں یعنی ایک طرف trial چل رہا ہے اور ایک طرف investigation چل رہی ہے تو اس سے scheme of law فیل ہو جائے گی اور یہ CRPC کے بھی violated ہے لہذا ہماری submission یہ ہو گی کہ 36 اضلاع کے تمام DPO's سے ایک data collect کرائیں کہ اس ترمیم کے بعد جو change of investigation کی درخواستیں آئی ہیں وہ بھیجیں۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر رہوں گا کہ کس طرح

ممکن ہوگا کہ ایک مقدمہ جس میں collect evidence ہو گئی، recovery effect ہو گئی، چالان عدالت میں جمع ہو گیا، charge frame ہو گیا لیکن ایک نئی تفتیش چلے گی تو پھر کیا نتیجہ نکلے گا؟ اس سے کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا بلکہ ایک غلط practice ہے جو adopt ہو گئی ہے جس کو ابھی سے curve کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! میری دوسری submission یہ ہو گی کیونکہ بات ہو رہی ہے کہ اس وقت کون کون سے خطرات ہیں جو لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے ہیں؟ پولیس فورس by design ایک preventive force نہیں ہے۔ پولیس ہمارے ملک میں تب act کرتی ہے جب آپ کوئی FIR درج کرا دیتے ہیں۔ اس سے پہلے ہم watch and ward کا ایک ماڈل لائے جس کو کوئی success نہیں ملی۔ ایک ایس ایچ او کے پاس اختیارات ہیں وہ as a Station House Officer مختلف چیزوں اور sectarian problems کو کنٹرول کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ ٹھیکری پہرہ اور چوری روکنے کے لئے کچھ نہ کچھ ایسے معاملات ضرور ہیں لیکن at large پولیس کی functioning جو CRPC اور Rules میں دی گئی ہے اس کا maximum portion after the reporting ہے۔ پہلے پولیس اور citizens کے درمیان آپس میں liaison کی بنیاد پر کچھ بہتری لائی جا سکتی تھی مگر پنجاب کے اندر پولیس citizens liaison بالکل موجود نہیں ہے۔ ہمارے پاس میاں محمد شہباز شریف کے پچھلے دورِ حکومت میں مصالحتی کمیٹیوں کا ایک نظام بنایا گیا تھا جو میں سمجھتا ہوں کہ کچھ ڈویژنوں میں نافذالعمل ہوا لیکن کچھ میں بالکل نہیں ہوا۔ ہم بات micro level پر کر سکتے ہیں لیکن اگر ہم micro level پر بات کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ یہ کسی طرح اس پولیس فورس کے بس کی بات نہیں ہے۔ ہم نے پولیس کو equip نہیں کیا، ٹریننگ نہیں دی، سہولیات اُن کے پاس میسر نہیں، اسلحہ اُن کے پاس نہیں، calls detail کا data روکنے کے لئے یا track کرنے کے لئے ان کے پاس سہولیات نہیں ہیں بلکہ اس کے لئے انہیں کسی ایجنسی کے پاس جانا پڑتا ہے۔ اسی طرح mobile Sims کو block کرنے کے لئے سہولت نہیں ہے۔ آج criminal trends کی study کرنے کے لئے ہماری یونیورسٹیاں فارغ ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے اندر criminology subject نہیں پڑھایا جاتا۔ سرگودھا یونیورسٹی، ملتان کی بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی یعنی کسی بھی یونیورسٹی کے اندر criminology کا subject نہیں ہے کہ آپ وہاں سے Specialists trained کریں اور پتا چلے کہ آج جو نئے criminal trends ہیں جن کی بنیاد پر جرم کرنے والے لوگ آج جرائم کر رہے ہیں اُن

کی روک تھام کے لئے کیا کرنا ہے؟آج اس پولیس فورس کو ذمہ دار قرار دینا نہیں بنتا بلکہ اس کے لئے میں اور آپ ذمہ دار ہیں کیونکہ جن نامساعد حالات میں وہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ the problem starts from the top کیونکہ نیچے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ایک ایس ایچ او کے پاس جب درخواست چلی جاتی ہے کہ وہ ایف آئی آر درج کرے تو اس کے ساتھ multiple problems ہیں کہ درخواست جھوٹی ہے، گواہ جھوٹے ہیں، جو تفتیش ہو گی کس طرح سے سرے چڑھے گی یعنی ان چیزوں کو curb کرنا بھی آپ کا اور میرا کام ہے۔

جناب سپیکر!اس مختصر وقت میں آپ نے مہربانی کرتے ہوئے مجھے موقع عنایت کیا ہے۔ ایک practically بات جو میں نے منسٹر صاحب کے سامنے رکھی ہے اُس کو please اپنے notice میں لیں۔آج ہمارے پاس ڈکیتیوں کا ایک rising trend ہے کیونکہ شاہراہیں محفوظ نہیں ہیں،لوگوں کے گھر محفوظ نہیں ہیں اور دیہات محفوظ نہیں ہیں لہذا اس کو روکنے کا نظام پولیس کے پاس ہو سکتا ہے۔ کوئی بھی ڈکیتی ہوتی ہے تو ذرا اس حوالے سے رپورٹ مانگ لی جائے اور دیکھ لیا جائے کیونکہ general discussion کے اندر normally ہوتا یہ رہا ہے کہ جب ہم اس ایوان کے اندر general discussion کرتے ہیں تو اس کے لئے ہم اپنی تجاویز دے دیتے ہیں،لاء منسٹر صاحب اُس پر اپنا جواب بھی دے دیتے ہیں لیکن ایک تکلیف دہ پہلو آج بھی سامنے ہے کہ جس crime کی وجہ سے ہم آج زیادہ effect ہو رہے ہیں وہ ڈکیتی کا number one جرم ہے۔Highway robberies اس ماڈل کے ساتھ کنٹرول نہیں ہوئیں جو ہم Highway Police کے ذریعے کرنا چاہتے تھے جس کی وجہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ chain of command ٹھیک نہیں ہے۔وہ لوگ ڈی پی او کے ماتحت نہیں بلکہ لاہور میں بیٹھے کسی ایڈیشنل آئی جی صاحب کے ساتھ ان کا direct link ہے،اُن کے ایس پی علیحدہ بیٹھتے ہیں اور ان کے اپنے معاملات ہیں تو Highways کو محفوظ کرنے کے لئے میری یہ بھی تجویز ہو گی کہ اگر Police Rules کے اندر یہ چیز شامل کر لی گئی ہے یا کوئی Highway Police Act بنایا گیا ہے جو بھی اس کا کوئی سلسلہ ہے تو کم از کم ان کا کوئی ایسا liaison بننا چاہئے جو پڑھا لکھا اور enacted ہو۔جو متعلقہ اضلاع کے ڈی پی اوز ہیں،وہ ہائی ویز پولیس پر بھی اپنی کوئی نہ کوئی command رکھ سکیں۔

جناب سپیکر!اس ضمن میں تیسری درخواست یہ کروں گا کہ جو court trends نے settle کئے ہیں،آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ ایف آئی آر ہمارے criminal procedure کے اندر کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔جب ایف آئی آر درج کرانے کے لئے کوئی آدمی کسی

تھانے کے اندر جاتا ہے تو اس کے اپنے designs ہوتے ہیں۔ تفتیشی bound نہیں ہوتا۔ ذرا دیکھیں تو سہی کہ جب تک evidence collect نہیں ہوتا، یہ کیسا نظام ہے کہ مجھے law اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جب تک میرے خلاف کوئی شہادت نہ آئے تب تک مجھے گرفتار نہ کیا جائے۔ میری اس liberty کو curtail کیا جاتا ہے صرف wrong policing norms کی بنیاد پر کہ پرچہ درج ہو گیا ہے یا تو یہ ضمانت لے یا اسے گرفتار کرانا ہے ثبوت آئے یا نہ آئے۔ کل بھی دفعہ 182 کی بار بار بات ہوئی، اپوزیشن لیڈر نے بھی کہی، treasury benches سے بھی ہوئی اور میں بھی آپ کے سامنے بڑے زور کے ساتھ یہ درخواست کروں گا کہ دفعہ 182 کی کارروائی ناکافی کارروائی ہوتی ہے اور وہ لوگ جو صرف اس بنیاد پر سزا پاتے ہیں کہ ان کے خلاف پرچہ درج کر دیا گیا ہے تو اس practice کو بھی روکنا چاہئے۔ یہ تو آج کی پولیس کے بس میں ہے اور اس کے لئے ہم کوئی وسائل کی بات نہیں کر رہے اور اس کے لئے ہم کوئی ایسی demand نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ کیسا جرم ہے کہ بکری چوری کے مقدمہ کی تفتیش بھی اسی ASI کے پاس، 302 کے مقدمہ کی تفتیش بھی اسی A.S.I کے پاس اور بنک ڈکیتی کی تفتیش بھی اسی ASI کے پاس ہے۔ Policing units ہونے چاہئیں، انہیں homicides specialist training دے کر بھیجیں کہ جو قتل کی تفتیش کر دیں، یہ سلسلہ ختم ہونا چاہئے۔ دونوں فریقین کی بالمشافہ گفتگو کرائی جاتی ہے۔ میں نے ایسی ایسی ضمنیاں پڑھی ہیں، آپ نے بھی ضرور دیکھی ہوں گی اور اس معزز ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے بہت سے ممبران نے بھی دیکھی ہوں گی کہ بالمشافہ گفتگو کرائی گئی، دونوں پارٹیوں کو طلب کیا، طلبی کے نتیجے میں وہ حاضر ہوئے، یہ language ہے جو تفتیش کے نتیجے میں پولیس اپنی finding دے رہی ہوتی ہے، A.S.I جو اپنی finding دے رہا ہوتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احمد خان صاحب! اسے wind up کر دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ آخری منٹ ہے اور میں نے آپ سے پانچ منٹ مانگے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! بس آخری منٹ ہے۔ یہ بالمشافہ گفتگو کرائی جا رہی ہے اور ہر تھانے کے اندر پچاس پچاس قرآن پاک اٹھوائے جا رہے ہیں۔ خدارا اسے روکیں، تفتیش کی بنیاد پر بات کریں کہ میں نے یہ evidence collect کیا ہے، یہ خون آلود مٹی پڑی تھی جو میں اٹھا کر لایا ہوں، یہ کارتوس

کے خول لایا ہوں اور یہ forensic evidence ہے، جیسے مہذب دنیا کرتی ہے، یہ قرآن پاک کی بنیاد پر تفتیش بند کرائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: شکریہ۔جناب سپیکر! پانچ منٹ میں مختصر سی بات ہی ہو سکے گی۔پولیس کے معاملے میں صوبہ پنجاب دوسرے صوبوں سے کافی بہتر جا رہا ہے اور ہم یہ تسلیم کریں گے کہ ہماری پولیس فورس کام کر رہی ہے، اگر اسے آزادانہ کام کرنے دیا جائے۔ پچھلے سیشن میں جب پولیس بل پیش ہوا تھا تو اس وقت بھی میں نے کچھ گزارشات کی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم نشاندہی کرتے رہیں اور حکومت کا اپنا کام ہے وہ اپنا کام کرتی رہے گی اور ہم اپنا فرض نبھاتے رہیں گے۔ جس طرح میرے بھائی ملک محمد احمد خان جو میرے ہم نام بھی ہیں، نے فرمایا ہے کہ rural Punjab ہو urban Punjab ہو، اس وقت تک پولیس ڈیپارٹمنٹ میں تبدیلی نہیں آ سکتی جب تک ہم انہیں politicize نہ کریں اور ان پر اپنا سیاسی دباؤ برقرار نہ رکھیں۔

جناب سپیکر! تین مہینے نگران حکومت کے گزرے ہیں اور آپ district wise ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں کیونکہ میانوالی کا ضلع صوبہ KPK کے ساتھ لگتا ہے، adjacent ہے اور ادھر ہماری کچھ اپنی مجبوریاں ہیں۔ وہاں پر آپ ratio دیکھ لیں کہ کم از کم میرے ضلع، میں اپنے ضلع کی بات کروں گا کہ وہاں پر اس وقت crime کی شرح کافی کم ہو گئی تھی۔ ایک بات اور آپ سے عرض کروں گا جس طرح ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک تفتیش وہی ASI کرتا ہے جو ایک بکری چوری کی کرتا ہے اور 302 کے مقدمہ کی بھی کرتا ہے۔ میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ ان تجاویز کو صرف تجاویز نہ رکھیں بلکہ ان پر حکومت پنجاب سے غور کروائیں اور حکومت کو ان پر غور کر کے عملدرآمد کرنا چاہئے اور مقدمات کے حوالے سے تفتیش کا دائرہ کار تھوڑا سا different رکھیں۔ Joint investigation ٹیمیں بن رہی ہیں اور میں اس سے بالکل اتفاق کروں گا کہ جو مقدمات اس وقت عدالت میں ہیں، انہیں واپس لایا جا رہا ہے اور ان کی تفتیشیں ہو رہی ہیں تو اس حوالے سے آپ تھوڑا سا دیکھ لیں یا ریکارڈ منگوا لیں۔

جناب سپیکر! ایس ایچ اوز کے حوالے سے میں یہ نہیں کہوں گا کیونکہ بات پھر دوسری طرف چل پڑے گی کہ ایس ایچ اوز یا محکمہ پولیس، میں خود اس میں involve ہوں اور مجھے ذاتی طور پر پتا ہے کہ میرے اپنے تھانہ واں بھچراں ضلع میانوالی میں ایک ایس ایچ او کی transfer ہوئی ہے تو میں نے اپنے ڈی پی او سے گزارش کی کہ آپ لوگ جائیں اور اس کا سروے کریں۔ ڈی پی او میانوالی نے مجھ سے اتفاق

کیا کہ آپ لوگ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ایس ایچ او کی transfer ہوئی ہے اور within two hours یہ ریکارڈ پر ہے کہ ایس ایچ او کی transfer ہوئی ہے اور دو گھنٹے میں اس کی یہ transfer cancel ہو گئی ہے، صرف دو گھنٹے میں۔

جناب سپیکر! ہم اس بات پر نہیں جاتے کہ ہمارا کہنا مانا جائے لیکن پولیس کو politicize نہ ہونے دیا جائے۔آپ rural Punjab سے تعلق رکھتے ہیں، میں بھی rural Punjab سے تعلق رکھتا ہوں تو ہمارے area میں اگر آپ مقامی ایس ایچ او لگائیں گے تو اس سے خرابیاں پیدا ہوں گی۔ میں نے پچھلے سیشن میں بھی یہ عرض کیا تھا کہ مقامی ایس ایچ اوز کو district wise change کریں اور یہ پہلے ہوتا رہا ہے۔اگر ہمارے ملحقہ تھانے کا بندہ ہمارے تھانے میں ایس ایچ او لگا ہو گا تو وہ کوشش بھی کرے گا تو انصاف مہیا نہیں کر سکتا۔آپ investigation کے دو portion بنائیں۔ ہمارے پاس اس وقت بڑے اچھے اچھے افسر ہیں، پولیس نے دہشتگردی کے خلاف اپنی بے مثال قربانیاں پیش کی ہیں لیکن ایک دفعہ پولیس کو آپ تھوڑا سا دباؤ سے نکالیں۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے ضلع میانوالی میں تین چار پولیس آفیسر ایسے ہیں جنہیں آج بھی یاد رکھا جاتا ہے جن میں سے ایک چودھری شفیق یہاں لاہور میں سی سی پی او بھی ہیں۔ پچھلے 12/10 سالوں میں صرف تین چار پولیس آفیسر کیوں یاد رکھے جاتے ہیں، میں اس میں حکومت کو کوئی مورد الزام نہیں ٹھہراتا۔ ہمارے معزز منسٹر صاحب بیٹھے ہیں اور ان کی یہ خاصیت ہے کہ جو یہ کام کرنا چاہیں وہ یہ کرتے ہیں۔ میں ان سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ محکمہ پولیس میں کم از کم ایک تبدیلی یہ لائیں کہ مقامی ایس ایچ اوز بالکل نہ ہوں اور ان کا tenure مقرر کر دیں۔ میں آپ کے سامنے ایک اور گزارش کرتا ہوں کہ محرم الحرام گزرا ہے تو ادھر میانوالی میں ہمیں کسی بندے نے on board نہیں لیا حالانکہ ہم نے بہتری کرنی تھی۔ یہ پی ٹی آئی اور (ن) لیگ کے چکر سے نکل کر ہمیں اب کام کرنا چاہئے۔آپ کو ایک absolute majority مل چکی ہے، آپ کے پاس یعنی حکومت پنجاب کے پاس اس وقت کوئی excuse نہیں ہے۔ ملک صاحب نے جو باتیں کی ہیں، میں ان سے مکمل اتفاق کرتا ہوں لیکن پولیس politicize ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کا اس میں کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ انہیں اوپر سے orders ملتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر اس حوالے سے بتا سکتا ہوں۔ تھوڑا سا انہیں آزاد کریں گے تو ہماری پولیس میں وہ guts ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان چیزوں پر وہ قابو پا سکتی ہے۔ میانوالی، بھکر، خوشاب اور سرگودھا کے علاقوں میں اگر انہیں آزاد کریں گے، میں ڈی پی اوز یا آر پی اوز کی سطح کے افسران کی بات میں نہیں کر رہا لیکن جو ہمارے

مقامی ایس ایچ اوز ہیں، میرے حلقہ میں پچھلے پانچ مہینوں میں تین ڈی ایس پی تبدیل ہو چکے ہیں تو اب وہ ڈی ایس پی کیا خاک کام کریں گے ؟میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہماری پولیس کام کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ سے ایک منٹ اور لوں گا کہ ہماری پولیس کو اگر کام کرنے دیا جائے، politicize نہ کیا جائے اور میں معزز منسٹر سے بھی آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ ان باتوں کو صرف تجاویز کی حد تک نہ رکھیں بلکہ ان تجاویز پر عملدرآمد کروائیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا صوبہ پنجاب بہتری کی طرف جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔اب میں شیخ اعجاز صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے ایک اہم موضوع پر discussion کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔پوری دنیا میں جو بھی حکومتیں کام کر رہی ہیں ان کی اوّلین ترجیح لاء اینڈ آرڈر ہے۔ حضرت ابراہیم نے جب اپنی امت کے لئے دعا کی تھی تو انہوں نے باقی دعائیں بعد میں کیں اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ یااللہ میرے اس خطے کو امن کا گہوارہ بنادے اور وہ بڑی جامع دعا تھی اور اسے امن کا گہوارہ بنانے کی دعا کا مقصد یہ تھا کہ جب کسی خطے میں، صوبے یا ملک کے اندر Law Rule of ہو گا تو اس کے نتیجے میں امن ہو گا اور جب امن ہو گا تو پھر روزگار ہو گا، جب روزگار ہو گا تو پھر قوم خوشحال ہو گی اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ بڑی جامع اور مشہور دعا کی تھی۔ صوبہ پنجاب ہو، صوبہ خیبر پختونخواہ ہو یا کوئی اور صوبہ ہو گورنمنٹ کا یہ highly concern ہوتا ہے کہ وہ اپنی عوام کو سستا انصاف اس کی دہلیز تک پہنچائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پولیس ڈیپارٹمنٹ پر جتنی محنت کی ہے اور جس طرح اس کو بہترین professional خطوط پر استوار کرنے کے لئے day and night کام کیا جا رہا ہے۔ وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے پولیس پر شروع سے ہی یہ question mark رہا ہے کہ وہ کبھی ظالم ہے اور کبھی مظلوم ہے۔پولیس کی دو جہتیں ہیں "پولیس فورس" بھی ہے "اور "پولیس سروس" بھی جب "پولیس فورس" بنتی ہے تو وہ آہنی ہاتھوں سے نپٹتی ہے ان عوامل کے خلاف جو معاشرے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو خراب کرتی ہے۔ وہ "سروس" اس وقت بنتی ہے جب وہ شہریوں کو facilitate کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں اس وقت پولیس "فورس" اور "سروس" کا جو concept ہے اس پر بڑی محنت کی جا رہی ہے۔آپ دیکھیں کہ حالیہ محرم الحرام کے ان دنوں میں جب پورے پاکستان کے اندر اور

صوبہ پنجاب کے اندر بڑا threat تھا۔ ہمارے صوبہ کے 36 اضلاع ہیں ان 36 اضلاع میں ماسوائے راولپنڈی کے کہ جہاں پر ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا جس پر آج توجہ دلاؤ نوٹس پر محترم لاء منسٹر نے بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی۔اس سلسلے میں جو security measures لئے گئے اور یہاں پر میرے ایک فاضل دوست عارف عباسی صاحب نے اپنے توجہ دلاؤ نوٹس پر کہا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر میڈیا کی شاندار کارکردگی کی بنیاد پر کنٹرول ہوا اس میں گورنمنٹ کی کوئی effort نہیں ہے۔ میں میڈیا کے role کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ میڈیا نے no doubt محرم الحرام کے دنوں میں بڑا ذمہ دارانہ role play کیا لیکن پنجاب حکومت کی جو efforts ہیں وہ بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ صوبہ پنجاب میں ہم تمام ممبران قومی و صوبائی اسمبلی محرم الحرام کے ان دس ایام میں اپنے اپنے حلقہ میں رہے ہیں۔ ہم نے پنجاب پولیس کے نوجوانوں کو دیکھا کہ انہوں نے لوگوں کے ساتھ انتہائی liaison کا مظاہرہ کیا اور اپنے اہل تشیع بھائیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا۔ Towns level پر meetings ہوئیں اور میاں محمد شہباز شریف نے پورے پنجاب میں کمشنر آفس کے اندر ویڈیو لنک کے ذریعے تمام officials سے خطاب کیا اور وہاں پر تمام stakeholders بھی موجود تھے۔ گورنمنٹ کی طرف سے بڑا شاندار مظاہرہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ وزیراعلیٰ کے وِژن کی وجہ سے اور اُن کی commitment کی وجہ سے صوبہ پنجاب کے اندر اللہ کے فضل سے مثالی امن رہا۔

جناب سپیکر! میں نہ صرف وزیراعلیٰ پنجاب بلکہ لاء منسٹر کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جب راولپنڈی کا وہ واقعہ ہوگیا تو محترم لاء منسٹر تمام دن وہاں پر موجود رہے اور تمام stakeholders کو ساتھ لے کر وہ کام کیا جو ایک ذمہ دار شخص کو کرنا چاہئے تھا۔ میں اس حوالے سے اُن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آج میں ٹریژری بنچوں پر بیٹھا ہوں جب میں اُس طرف بیٹھا تھا تو میری گفتگو کچھ اور تھی۔ اگر آج میں ان کو پوری spaceدوں تو میں بالکل bias ہو کر بات نہیں کروں گا۔ اگر پولیس کے نظام میں اور پولیس کی policing میں خامیاں ہیں تو ہمارے نوجوانوں نے شہادتیں بھی پیش کی ہیں۔ مجھے بتائیں کہ کس ملک میں ہوتا ہے کہ ایک بیرئیر پر bomb blast ہو اور وہاں پر لاشیں اٹھائی جارہی ہوں ابھی لاشیں ہسپتال تک بھی نہ پہنچیں تو پولیس فورس کے نوجوان پھر اتنی ہی تعداد میں آکر اسی بیرئیر پر ڈیوٹی دیں؟ یہ کیمرے کی آنکھ نے دکھایا ہے اور جسے صوبہ پنجاب کی عوام نے بھی دیکھا ہے۔

جناب سپیکر!اب میری گفتگو کا دوسرا part ہے اس سلسلے میں میری دو تین suggestions ہیں۔یہاں پر لاء منسٹر تشریف فرما ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان پر غور کر لیا جائے تو اس سے خاطر خواہ تبدیلی آ سکتی ہے۔ایک تو ہمارے districts level پر CPO اور RPO ہاؤسز ہیں جو ایکڑز پر مشتمل ہیں،پوری دنیا میں horizontal type of construction ختم ہو چکا ہے اب vertical buildings بن رہی ہیں میری یہ suggestion ہے کہ ان ہاؤسز کو sale کر کے Employees Housing Society بنائی جائے۔پولیس جو ہماری field force ہے انسپکٹر، سب انسپکٹر،اے ایس آئی اور کانسٹیبلوں کو مکان فراہم کئے جائیں تاکہ انہیں یہ احساس نہ ہو کہ ہماری چھت نہیں ہے اور ہمارا گزارا نہیں ہوتا اسی لئے وہ رشوت ستانی کی طرف جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!ٹائم ہو گیا ہے ذرا wind up کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میری اس سلسلے میں دو تجاویز بڑی اہم ہیں۔ہماری سوسائٹی میں جو انارکی ہے ہمیں قانون میں دو تبدیلیاں لانی پڑیں گی۔میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا یہ ضرور note فرمائیں۔ایک ہوائی فائرنگ ہے اس کے اوپر 337S-2 عرصہ دراز سے لاگو ہو رہی ہے۔ایک شخص ہوائی فائرنگ کرتا ہے چونکہ یہ bailable offence ہے اس لئے اگلے دن وہ مچلکے دیتا ہے اور گھر آ جاتا ہے اس لئے اس کو non bailable offence declare کیا جانا چاہئے۔دوسری تجویز ناجائز اسلحہ کی روک تھام ہے جس کی وجہ سے ڈکیتیاں اور چوریاں ہو رہی ہیں۔ناجائز اسلحہ کو روکنے کے لئے 13-20-65 attract ہوتی ہے وہ بھی bailable offence ہے اس کو بھی non bailable بنایا جائے۔جب تک ہم اس کو non bailable نہیں بنائیں گے اس وقت تک ناجائز اسلحہ کا راستہ نہیں رُک سکتا۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔میاں طارق محمود!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔میاں خرم جہانگیر وٹو!

میاں خرم جہانگیر وٹو: شکریہ۔جناب سپیکر!یقیناً یہ بڑا اہم موضوع ہے جس پر یہاں بحث چل رہی ہے۔حکومتی اور اپوزیشن بنچوں کی طرف سے بھی بہت مفید آراء لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے حوالے سے سامنے آ رہی ہیں۔میں اپنی بات کا آغاز کچھ اس طرح سے کروں گا کہ:

راہ زن ہیں راہبروں کے بھیس میں
ہم لٹے اپنوں سے اپنوں کے دیس میں

اپنے لٹ جانے کا غم نہ تھا
غیر سے لٹے پردیس میں
پھر بھی کہتے ہیں کہ محافظ پنجاب ہیں
ہم نہیں کہتے کہ ہم آزاد ہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میری گزارش ہو گی کہ۔۔۔

وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔۔۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری بات تو مکمل ہونے دیں۔۔

وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں وٹو صاحب کی خدمت میں ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:

اکثر دھوکا دے جاندے نے شکلوں ویکھے جاچے لوگ
سانوں آکے راہواں دسن اپنے گھروں گواچے لوگ

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! ابھی تو آغاز کیا ہے تھوڑا حوصلے اور صبر سے ہی کام چلے گا۔ جب ہم لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں، صوبے میں امن عامہ کی بات کرتے ہیں تو یقیناً یہ صرف Law Enforcement Agencies کا کام نہیں ہے، یہ صرف پولیس کا کام نہیں ہے، یہ صرف Intelligence اداروں کا کام نہیں ہے بلکہ جب تک حکومت میں will نہیں ہوتی، جب تک ریاست میں طاقت نہیں ہوتی، جب تک پارلیمنٹ میں طاقت نہیں ہوتی، جب تک ریاستی ادارے مضبوط نہیں ہوتے اس وقت تک آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ Law Enforcement Agencies کمزور ہیں۔ چاہے ہم حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں ہوں یہ کمزوریاں اگر سیاستدانوں میں ہوں گی، یہ کمزوریاں اگر حکومت میں ہوں گی تو یقیناً اس کا اثر پولیس ڈیپارٹمنٹ اور Law Enforcement Agencies پر بھی پڑتا ہے۔ اب اگر خالی یہ بات کی جائے کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں خامیاں ہیں، میں یہاں پر تنقید برائے تنقید کا قائل نہیں ہوں۔ اگر حکومت نے اچھے کام کئے ہیں تو ہمارا کام اس کی تعریف کرنا بھی ہے اور اگر حکومت میں کوئی کمزوریاں ہیں تو اُس کی نشاندہی بھی کرنا ہے۔ اگر ہم نشاندہی نہیں

کریں گے تو ہمارے جو معزز وزراء اور وزیر اعلیٰ پنجاب بیٹھے ہیں اور حکومت چلا رہے ہیں تو کیسے ان کی بہتری ہو گی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگرچہ باتیں تھوڑی تلخ ضرور ہوں گی لیکن شاید اس تلخی میں بھی حکومت کی بہتری ہو، عوام کی بہتری ہو اور اپوزیشن کی بہتری ہو۔ پہلی بات یہ ہے کہ مسلم لیگ (ن) کا پنجاب میں یہ دوسرا دور حکومت ہے۔ ان کو پانچ سال پہلے بھی حکومت ملی، عوام نے ان کو mandate دیا اور ہم نے تسلیم کیا۔ اب میں بطور ممبر پیپلز پارٹی یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جعلی اور بناوٹی mandate ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب لاء اینڈ آرڈر پر آجائیں تو زیادہ بہتر ہو گا

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہ ساری چیزیں interlinked ہیں حکومتی ادارے تب تک کام نہیں کر سکتے جب تک پارلیمنٹ مضبوط نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ یہ ایک فرضی حکومت معرض وجود میں آگئی ہے اور ہم نے accept کر لی کیونکہ ہم جمہوریت کو derail نہیں کرنا چاہتے لیکن اب آگے صورتحال کیا ہے؟ آگے صورتحال یہ ہے کہ وزراء ہمارے بھائی اور ہماری بہنیں ہیں لیکن سوائے چند وزراء کے کتنے وزراء کی اس ایوان میں دلچسپی ہے؟ میں شاباش کہوں گا رانا ثناء اللہ خان صاحب اور دوسرے ہمارے بھائیوں کو جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ انہوں نے ساری حکومت کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے لیکن کیا ساری حکومت کی ذمہ داری ہمارے ان معزز وزراء پر ہے، باقی وزراء اور ممبران کہاں ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب wind up کریں، ٹائم ختم ہو گیا ہے

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ کچھ تجاویز ہیں۔ آپ مجھے اس پر موقع دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر آپ کی کوئی تجاویز ہیں تو لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ ان سے مل کر تجاویز دے دیں۔ لسٹ بہت لمبی ہے اور سارے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! آپ مجھے دو منٹ دے دیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس ایک منٹ میں wind up کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! مال چوری کی صورتحال یہ ہے کہ بکری چوری ہو جائے تو اس پر بھی وہی دفعہ 379 لگتی ہے اور اگر گاڑی چوری ہو جائے تو اس پر بھی وہی دفعہ لگتی ہے۔ مال کی قیمت کے لحاظ سے categories نہیں کی گئیں تو اس پر حکومت کو کہوں گا کہ اس کو categories کیا

جائے،F-1,F-2 یا جو بھی دفعات اس میں add کی جائیں تو اس سے کافی بہتری ہو سکتی ہے۔یہاں پر ڈکیتیاں ہو رہی ہیں اور اقدام قتل ہو رہے ہیں۔ ہمارا عدالتی نظام اس طرح سے بہتر انداز میں کام نہیں کر رہا جس طرح سے کرنا چاہئے اس کے لئے میں مشورہ دوں گا کہ جس طرح KPK میں موبائل کورٹس کا آغاز کیا گیا ہے اگر پنجاب میں بھی موبائل کورٹس کا آغاز کیا جائے تو اس سے کافی حد تک بہتری ہو گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں فرقہ واریت کے سلسلے میں ضرور اس ایوان کو اعتماد میں لینا چاہوں گا کہ 1993 سے 1995 تک پاکستان پیپلز پارٹی کی اتحادی حکومت باقاعدہ قانون سازی کر کے تمام علماء اور مشائخ پر مشتمل پنجاب میں ایک کونسل بنائی اور کابینہ نے فیصلہ کیا کہ اسلحے کی نمائش نہیں ہو گی اور اگلے ہی دن پیپلز پارٹی کے کسی معزز بندے نے violation کی تو اس کو پکڑ کر اندر کر دیا گیا اور آپ کو یاد ہو گا کہ اعجاز الحق صاحب نے بھی violation کی تھی اور وہ بھی گرفتار ہوئے تھے۔ اس طرح سے wall chalking کا بھی قانون موجود ہے،اسی طرح سے لاؤڈ سپیکر پر بھی پابندی کا قانون موجود ہے لیکن اس پر عملدرآمد کس نے کرنا ہے ؟حکومت نے کرنا ہے تو یہ حکومت willpower دکھائے اور اس پر پابندی نافذ کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ مزید کوئی تجویز ہے تو آپ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ان کو دے سکتے ہیں۔ انشاء اللہ اس پر غور کیا جائے گا۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! کالعدم تنظیموں کے خلاف بھی پنجاب حکومت کارروائی کرے اور یہ تب ہو گا جب ہمارے معزز وزیر اعلیٰ صاحب اس ایوان کو اہمیت دیں گے، یہاں بیٹھیں گے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اب طارق گل صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی بات کریں۔ میاں صاحب! بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں اور اپنی تجاویز لکھ کر لاء منسٹر کو دے دیں۔ طارق گل صاحب! آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں۔

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے آج مجھے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی۔ پاکستان کے اندر نہیں کہہ سکتا بلکہ پوری دنیا میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال جس طریقے سے چل رہی ہے ہر ذی ہوش انسان اس سے واقف ہے۔ مگر میں اپنے رب العزت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جس صوبے میں ہم لوگ رہتے ہیں وہاں کا جو administrator ہے، وہاں کے جو حکومت کے سربراہ ہیں، پنجاب حکومت کے administrator خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف جس

طریقے پنجاب حکومت کی administration چلارہے ہیں اور جس طریقے سے انہوں نے اس ذمہ داری کو سنبھالا ہوا ہے ان کو appreciate کرنا ہر ذی ہوش انسان کا فرض ہے۔آج یہاں پر پاکستان کے اندر جب چار صوبوں کا موازنہ کیا جاتا ہے تو آپ دیکھ لیں کہ تین صوبے ایسے ہیں جہاں پر روزانہ TV پر slide چلتی ہے اور یہ لکھا ہوتا ہے کہ فلاں صوبہ میں اتنے لوگوں کو kidnap کیا گیا ہے، فلاں صوبہ میں اتنے لوگوں کو قتل کیا گیا ہے اور اتنے پولیس افسروں کو شہید کیا گیا ہے تو میں اپنے صوبہ پنجاب کی بات کرتا ہوں کہ یہاں پُرامن، سلامتی اور خوشحالی کی لہر کو جب ہم دیکھتے ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم اپنے خادم اعلیٰ پنجاب کو appreciate نہ کریں۔

جناب سپیکر! یہاں پر اپوزیشن کی بنچوں پر بیٹھے ہوئے میرے بھائی اور بہنیں اپنی speeches میں یہ کہہ رہے ہیں کہ پنجاب کی لاء اینڈ آرڈر کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں تو میں ان کی توجہ KPK کی حکومت کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کوہاٹی گیٹ پشاور کے سانحہ کی بات کرنا یہاں پر بنتی ہے کہ وہاں پر لوگ عبادت گاہ میں عبادت کر رہے تھے، اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز تھے آنکھوں میں آنسو لئے ہوئے اپنے رب کے سامنے اپنی مناجاتیں اور فریادیں لے کر اس عبادت گاہ میں موجود تھے تو وہاں پر جب یہ خودکش حملہ ہوا، وہاں پر جب بچوں، بیٹیوں، ماں اور بہنوں اور نوجوانوں کو خون میں لت پت کر دیا گیا تو اس وقت کے وزیراعلیٰ صاحب وہاں ٹائم پر نہیں پہنچے۔ خدانخواستہ پھر کہتا ہوں خدانخواستہ وہاں پر میرے خادم اعلیٰ پنجاب ہوتے تو وہ شیر ببر کی طرح وہاں پہنچتے اور لوگوں کے زخموں پر مرہم پٹی ضرور کرتے اور یہ بھی بات کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مجھے پتا ہے کہ ان کو تکلیف ہو گی جب سچائی کی بات کرتے ہیں تو اس وقت تکلیف ہوتی ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ جب کوئی انسان سچائی کی بات کرتا ہے تو سچ کہنے سے اور سچ بولنے سے ان کو تکلیف ہوتی ہے مگر اس تکلیف کے لئے میرے پاس dose ہے اور میں dose دینے کے لئے تیار ہوں۔اگر کوئی شخص اس ملک میں انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کرے گا وہ چاہے طارق گل ہو، چاہے آپ ہوں، چاہے عمران خان صاحب ہوں، میرے قائد میاں محمد نواز شریف ہوں یا میاں محمد شہباز شریف ہی کیوں نہ ہوں جو کام کرے گا اس کی تعریف کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ چاہے اس کا تعلق کسی بھی پارٹی، کسی بھی فرقے اور کسی بھی مذہب سے ہی کیوں نہ ہو۔ پاکستانی ہونے کی حیثیت سے اس پاکستان کی سالمیت، خوشحالی اور امن کے لئے جو بھی کام کرے گا اس کی محنت کو

سر اہنا ہم سب کا فرض ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب ایسے خادم اعلیٰ ہیں جو انسان سے پیار کرتے ہیں۔ان کی نظر میں رنگ، نسل، زبان، مذہب یا فرقے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ وہ پاکستان کو ایسا دیکھنا چاہتے ہیں جیسا میرے قائداعظم محمد علی جناح دیکھنا چاہتے تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کو ایک بڑااور خوشحال ملک بنائیں۔

جناب سپیکر!آخر میں،ایک بات کہہ کر میں اپنی بات ختم کروں گا کہ صوبہ خیبر پختونخواہ کے وزیر قانون گنڈاپُور صاحب جب اس صوبے میں شہید ہوتے ہیں تو یہاں سے بحکم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف،وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور جناب خلیل طاہر سندھو وہاں جاتے ہیں جو لوگ شہید ہو گئے ان کے ساتھ جو لوگ زخمی ہوتے ہیں ان چھ آدمیوں کو ساتھ لے کر صوبہ پنجاب میں آتے ہیں، ان کا علاج کروانے کے بعد ان کے لواحقین کے لئے تسلی، تشفی اور اطمینان کا چشمہ بن کر ان کے سامنے رہتے ہیں اور ان کے دُکھ درد میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹی مثالیں نہیں ہیں،ان مثالوں کو یاد رکھئے۔ پنجاب میں رہنے والوں میں آپ سب کو یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگ پولیس کی منفی سوچ کو دیکھتے ہیں لیکن ان کے جو اچھے کارنامے ہیں ان کو بھی دیکھیں جب کسی حادثے میں کوئی پولیس افسر شہید ہوتا ہے تو اس کو بھی salute کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر!آخر میں، میں صرف یہ کہوں گا کہ پنجاب حکومت ہی وہ واحد حکومت ہے جو پورے پاکستان کی سالمیت، خوشحالی اور امن کے لئے دن رات محنت کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار شہاب الدین خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ

کہاں ہے ارض و سماء کا مالک کہ چاہتوں کی رگیں کُریدے
ہوس کی سُرخی رُخ بشر کا حسین غازہ بنی ہوئی ہے
کوئی مسیحا اِدھر بھی دیکھے کوئی تو چارہ گری کو اُترے
اُفق کا چہرہ لہو سے تر ہے زمین جنازہ بنی ہوئی ہے

جناب سپیکر!آج ہم امن وامان کی صورتحال پر بحث کر رہے ہیں۔آج وقت کا تقاضا ہے کہ ہم پارٹی سے ہٹ کر اس وقت جو زمینی صورتحال نظر آ رہی ہے جس سے ہم روز گزرتے ہیں اس کو اس

ایوان کے اندر لائیں جب تک مرض کی تشخیص نہیں ہو گی اس وقت تک اس کا علاج بھی ممکن نہیں ہے۔ آج گلی گلی میں مقتل سجے ہوئے ہیں۔آج ہماری شاہراہیں محفوظ ہیں نہ ہمارے گھر محفوظ ہیں۔ اگر راتوں کو ڈاکے پڑتے ہیں تو دِن میں بھی گھر لٹتے ہیں۔ اگر شام کو گلیوں میں پھیری لگا کر آنے والا لوٹا جاتا ہے تو صبح سیر کے لئے نکلنے والی عورتوں کے کانوں سے بھی بالیاں نوچی جاتی ہیں۔ یہ وہ تلخ حقیقت ہے جو اس وقت ہمارے سامنے ہے جس پر ہم نے بات کرنی ہے اس کو صرفِ نظر کرنا صرف خود فریبی ہو سکتی ہے۔آج اسلحہ اُٹھا کر چلنا، اسلحہ کی نمائش کرنا اور جرائم کرنا فیشن کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جو اس وقت معاشی صورتحال ہے وہ جرائم میں اضافے کی وجہ ہے۔ چھوٹے جرائم کی حد تک تو آپ یہ بات کر سکتے ہیں لیکن کیا منشیات فروشوں کو اور قتل کرنے والوں کو بھی روزگار کا مسئلہ درپیش ہے ؟ آج جو صورتحال ہمارے سامنے ہے اس کے لئے ہمیں دیکھنا ہو گا کہ اس کی وجوہات کیا ہیں اور پھر ان کا حل پیش کرنا ہو گا۔ جو وجوہات میری نظر میں آتی ہیں، میرے پیش رو مقرر بھی بات کر رہے تھے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر کرنے کے لئے اور نظم و نسق بہتر کرنے کے لئے دن رات کوشش کی ہے اور ہمارا پیٹ کاٹ کر پولیس فورس کو تمام وسائل مہیا کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کی تنخواہوں میں ڈبل سے زیادہ اضافہ کیا ہے لیکن اس تمام محنت کے نتائج نہیں آئے، کیوں بہتری نہیں آئی ؟آج بھی وہی کلچر ہے جو تنخواہیں بڑھنے سے پہلے تھا، آج بھی وہی صورتحال ہے آج بھی جرائم روکنے کی بجائے ان کے ہونے کا انتظار کیا جاتا ہے کیونکہ جب جرم ہو گا تو پھر سے رشوت حاصل کرنے کا ذریعہ ہاتھ آ جائے گا۔ جرائم کی شرح چھپانے کے لئے اس بات کا سہارا لیا جاتا ہے کہ ایف آئی آر کا اندراج نہ ہو۔آج اس بات پر زور نہیں دیا جا رہا کہ انسدادی کارروائیاں کی جائیں، صرف جرائم کی شرح چھپانے کی بات ہوتی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک طرف تو سزا و جزاء کا نظام بہتر کیا جائے۔ جرم بڑھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ معاشرے میں لوگ دیکھتے ہیں کہ جرم کرنے والے کو کوئی سزا نہیں مل رہی ہے۔ ہمارے نظام انصاف میں بہتری کی ضرورت ہے، پراسیکیوشن نظام کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے آج لوگوں میں یہ خوف نہیں ہے کہ جرم کرنے پر سزا ملے گی۔ جب پولیس سے بات کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اپنی جان پر کھیل کر ایک قاتل کو پکڑ کر لاتے ہیں تو وہ عدالتوں سے چھوٹ جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے تجاویز دے دیں۔ایوان کا وقت مزید دو منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری submission ہو گی کہ پولیس فورس کے سزا و جزاء کے نظام کو بہتر کیا جائے کیونکہ سو، سو مرتبہ معطل ہونے والا پولیس افسر tenure based promotion کی وجہ سے promote ہو جاتا ہے۔ فوج میں تو لوگ میجر کے rank تک جا سکتے ہیں جن کی اپنی کارکردگی نہیں ہوتی وہ ترقی نہیں پاتے لیکن پولیس میں ایسا کوئی نظام نہیں ہے چاہے سری لنکا کی ٹیم پر حملہ کے وقت جو لوگ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی کر کے wind up کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں بس wind up کر رہا ہوں۔ میری یہ گزارش ہے کہ پولیس فورس کی ترقیوں کا جو سلسلہ ہے اس کو ان کی کارکردگی کے ساتھ منسلک کیا جائے صرف time based promotions پر نہ رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔مہربانی۔جتنے مقررین رہ گئے ہیں، جو ایوان میں موجود ہیں کل ان کو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنے کا موقع دیا جائے گا لہذا اب اجلاس جمعۃالمبارک مورخہ 6۔دسمبر 2013 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

519

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون پر غور وخوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر15 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب 2013، جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

(بی) عام بحث

"امن وامان پر عام بحث جاری رہے گی"

521

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

جمعتہ المبارک،6۔دسمبر2013

(یوم الجمع،2۔صفر المظفر1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوْرَةُ حٰمٓ السجدة آیات30 تا32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ (30) ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی) (31) (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (32)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

وہ جو چاہیں چاند کو توڑ دیں انہیں اختیار دیا گیا
وہ پھر اس کے ٹکڑوں کو جوڑ دیں انہیں اختیار دیا گیا
جو علی کی عصر قضا ہوئی، تو وہ وقت پر ہی ادا ہوئی
چھپے آفتاب کو موڑ دیں، انہیں اختیار دیا گیا
لکھو نازش ان کا یہ معجزہ، کہ کسی کی آنکھ نکل گئی
وہ لعاب پاک سے جوڑ دیں، انہیں اختیار دیا گیا

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! on her behalf سوال نمبر 639 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے محترمہ فائزہ احمد ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کی زرعی زمین کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*639: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس لاہور میں اس وقت کتنی زرعی زمین ہے؟

(ب) اس زمین کو ٹھیکہ پر دینے کے لئے یونیورسٹی کیا پالیسی اختیار کرتی ہے اور کتنے سال کے لئے ٹھیکہ پر دی جاتی ہے؟

(ج) 2007 سے لے کر اب تک سال وار ٹھیکیدار کا نام اور ٹھیکہ کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں پر کھیل کے گراؤنڈ کو مختلف شادی بیاہ کی تقریبات کے لئے لیز پر دیا جاتا ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) برائے سال 14-2013 پنجاب یونیورسٹی کی کل زمین تقریباً 951 ایکڑ ہے۔

(ب) تمام پٹاداران کو زمین صرف ایک سال کے لئے لیز پر دی جاتی ہے۔ ایک سال کے لئے لیز پر دیئے جانے کی باقاعدہ منظوری یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ کی تشکیل شدہ لینڈ کمیٹی کرتی ہے اور زرعی زمین صرف لینڈ کمیٹی کی سفارش پر ہی صرف ایک سال کے لئے لیز پر دی جاتی ہے۔

(ج) ٹھیکہ کی تفصیل کے ضمن میں عرض ہے کہ زمین صرف لینڈ کمیٹی کی منظوری سے ہی صرف ایک سال کے لئے ٹھیکہ پر دی جاتی ہے اور ہر سال لیز کی رقم لینڈ کمیٹی کی سفارش پر بڑھادی جاتی ہے اور نئے ریٹ کے مطابق پٹا کی تجدید کی جاتی ہے۔پٹاداروں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کھیل کے گراؤنڈ کے لئے الگ وافر جگہ مخصوص ہے۔شادی بیاہ کے لئے مخصوص جگہ کا کھیل کے گراؤنڈ سے کوئی تعلق نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(د) کے اندر لکھا ہوا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے گراؤنڈز میں جہاں ٹینٹ لگے ہوئے ہیں وہاں کھیل کے گراؤنڈ کا تعلق نہ ہے۔آپ جاکر دیکھیں تو وہاں اتنے بڑے بڑے ٹینٹ لگے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے اطلاع دیں جب آپ دیکھیں گے تو میں بھی دیکھنے کے لئے آجاؤں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ نے بھی دیکھے ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کیمپس روڈ سے گزرتے ہوئے ہی وہ بڑے بڑے ٹینٹ نظر آجاتے ہیں جو شادیوں کے لئے لگائے ہوئے ہیں۔ میں ان کا پوچھ رہا ہوں کہ ان جگہوں کو ہم یونیورسٹی کے لئے کیوں استعمال نہیں کر رہے اور شادی کی تقریبات کے لئے کیوں استعمال کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سوال کے جواب میں بڑا واضح بتایا ہوا ہے کہ کھیل کے لئے کرکٹ گراؤنڈ ہے اس کے لئے جو رقبہ چاہئے وہاں پر باقاعدہ پویلین بھی بنا ہوا ہے اور سارا کچھ ہے۔ اس کے علاوہ جگہ جو سڑک کے ساتھ ہے وہ فالتو ہے۔ یونیورسٹیاں autonomous bodies ہیں یہ اپنا فنڈ خود generate کرتی ہیں۔ سوال کے جواب میں جیسے پہلے بتایا گیا ہے کہ جو زمین لیز اور پٹا پر دی ہے اس سے بھی جو پیسے generate ہوتے ہیں وہ یونیورسٹی کے استعمال میں آتے ہیں، اسی طرح یہ گراؤنڈز دی گئی ہیں اور ایک transparent manner کے ذریعے ان marquees کو لگوایا گیا ہے اور اس کا سارے کا سارا پیسا یونیورسٹی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کروڑوں روپے بنائے جا رہے ہیں جو باہر کی کمپنیوں کو یہ جگہ لیز پر دی ہوئی ہے اور جنہوں نے لیز پر لی ہوئی ہے وہ زیادہ پیسے بنا رہے ہیں بجائے اس کے کہ وہ یونیورسٹی کو پیسے دیں۔ جنہوں نے وہاں یہ کاروبار شروع کیا ہوا ہے وہ یونیورسٹی کو دی جانے والی رقم سے دس گنا زیادہ کما رہے ہیں اس لئے اس میں کوئی موازنہ نہیں ہے۔ یونیورسٹی کو جو فائدہ حقیقت میں ہو رہا ہے اس کو میرے خیال میں دیکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کی تفصیل معلوم کرنا ضروری ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ایک ایگزیکٹو کلب بنا ہوا ہے جو مانیٹرنگ کرتا ہے، یہ بذریعہ اشتہار ہوا ہے اور یہ شفاف طریق کار سے ہوتا ہے۔ اس مد میں جتنے پیسے آتے ہیں وہ اکاؤنٹس میں reflect ہوتے ہیں جو سارے کے سارے یونیورسٹی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں مکمل طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ یہ بڑا transparent ہوگا۔ اس میں صرف یہ سوال ہے کہ وہاں پر جو لوگ business کر کے جتنا پیسا بنا رہے ہیں اور جو وہ یونیورسٹی کو payment کر رہے ہیں اس میں زمین آسمان کا فرق ہے اس لئے جنہیں یہ ٹھیکہ دیا گیا ہے وہ یونیورسٹی کو جو دے رہے ہیں اس سے یونیورسٹی کو اتنا فائدہ نہیں ہو رہا جتنا یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔ یہاں business کرنے والے زیادہ کما رہے ہیں کیونکہ جن لوگوں کو زمینیں دی گئی ہیں ان لوگوں کو oblige کیا گیا ہے۔ ان کی income نہ صرف double ہے بلکہ ten times بڑھ گئی ہے۔ وہ بڑی central location ہے کیونکہ گارڈن ٹاؤن کے بالکل ساتھ یہ لگے ہوئے ہیں۔ یہ شہر سے باہر کی boundary پر نہیں لگے ہوئے۔ This is in the middle of the town.

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کو اس سے مطمئن ہونا چاہئے کہ یونیورسٹی کی انتظامیہ transparent کام کرتی ہے۔ جس کسی نے یہ کام لینا ہوگا اور وہاں کرنا ہوگا تو ظاہر ہے کہ اس کو کوئی فائدہ ہی ہوگا کیونکہ فائدے کے لئے ہی کوئی لیتا ہے نقصان کے لئے تو کوئی نہیں لیتا۔ میرے خیال میں اس کو چھوڑ دیں۔

جناب احمد خان بلوچ: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یونیورسٹی کا یہ رقبہ 951 ایکڑ ہے جس پر پوچھا گیا ہے کہ زمین کتنے سالوں کے لئے lease پر دی جاتی ہے اور کس ریٹ پر دی جاتی ہے؟ اس کے کئی سوال بنتے ہیں لیکن

آپ اجازت دو سوالوں کی دیتے ہیں لہذا میں اس میں سے دو ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اتنا قیمتی رقبہ جو لاہور شہر کا ہے حالانکہ ہمارے دیہات کے رقبے بھی اس وقت پچاس ساٹھ ہزار فی ایکڑ ٹھیکے پر چلے گئے ہیں۔ مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ لاہور شہر کا اتنا قیمتی رقبہ ہے جس کی تفصیل میں نے پڑھی ہے کہ 11,17 اور 28 ہزار روپے فی ایکڑ lease پر دیا گیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اتنا سستا رقبہ کیوں دیا جا رہا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس کو نیلام کیوں نہیں کیا جاتا اور اتنے قیمتی رقبے کو ریوڑیوں کی طرح کیوں بانٹ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جواب لے لیتے ہیں لیکن مجھے بھی تھوڑا سا پتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ 951 ایکڑ رقبہ 78 لوگوں کو lease پر دیا گیا ہے۔ اس وقت جو ریٹ چل رہا ہے وہ یہ ہے کہ 45 ہزار روپے نہر والے رقبے کا ٹھیکہ ہے اور 35 ہزار روپے ٹیوب ویل والے رقبے کا ہے۔ چونکہ اس حوالے سے کچھ لوگ عدالتوں میں گئے ہوئے ہیں اور اس وقت کیس چل رہے ہیں۔ جیسے ہی کیس ختم ہوں گے تو ہم ضرور کریں گے۔ یہ ایک transparent system ہوتا ہے جس کے تحت open auction ہوتی ہے اور اس کے مطابق ٹھیکہ ہوتا ہے لیکن جن کے stay چل رہے ہیں اُن کی وجہ سے یہ problem ہے جس کے لئے ہم fight بھی کر رہے ہیں۔ جیسے ہی یہ کیس ختم ہوتے ہیں تو پھر competitive rates پر یہ رقبہ lease پر دیا جائے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس میں نیلامی نہیں کی گئی۔ بے شک آپ اس کی تفصیل پڑھ لیں کیونکہ میں نے شروع سے لے کر آخر تک یہ تفصیل پڑھی ہے۔ یہ رقبہ ایسے ہی دیا گیا ہے۔ دوسرا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ان rates سے زیادہ rate پر کوئی لینا چاہے تو کیا یہ اُن لوگوں کو دینے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جن کے کیس عدالت میں ہیں اُن کے علاوہ باقی cases میں you can compete and anybody can compete.

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس سوال میں 2007 سے اب تک رپورٹ مانگی گئی ہے لیکن 2007 سے لے کر اب تک صرف ایک ہی ٹھیکیدار آ رہا ہے۔ 33/33 ایکڑ زمین lease پر لی گئی ہے اور ایک ہی مالک آ رہا ہے کوئی تبدیل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: وہ مالک نہیں بلکہ tenant ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ریٹ بڑھانے کا نہیں پتا تو یہ بتادیں کہ کتنے فیصد یہ سالانہ بڑھا کر اُس کو lease پر دیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس کے اوپر 10 فیصد کا rule applicable ہوتا ہے لیکن ان کی یہ بات ٹھیک ہے کہ یونیورسٹی کے معاملات میں کافی دیر سے عدالتوں میں cases پڑے ہوئے تھے جن کو اب active کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انشاء اللہ تعالیٰ جتنی بھی land ہو گی اُس کو competitive market میں open bidding کے ذریعے auction کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال باؤ اختر علی صاحب کا ہے۔

باؤ اختر علی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 718 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہائر ایجوکیشن کے فروغ کے لئے شروع کئے گئے منصوبوں کی تفصیلات

*718: باؤ اختر علی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے 2008 سے 2012 تک ہائر ایجوکیشن کے کون کون سے منصوبے شروع کئے؟

(ب) ان منصوبوں کے لئے مالی سالوں کے مطابق جو بجٹ مختص کیا گیا اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حکومت پنجاب نے مالی سال 2008 سے 2012 تک ہائر ایجوکیشن کے مندرجہ ذیل 316 منصوبہ جات شروع کئے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

مالی سال 09-2008 میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ہائر ایجوکیشن کے تحت 54 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مالی سال10-2009 میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ہائرایجوکیشن کے تحت58 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مالی سال11-2010 میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ہائرایجوکیشن کے تحت87 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مالی سال12-2011 میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ہائرایجوکیشن کے تحت21 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (ت) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مالی سال13-2012 میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ہائرایجوکیشن کے تحت96 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (ٹ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مندرجہ بالا مالی سالوں کے دوران پہلے سے جاری شدہ منصوبہ جات کی تفصیل کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ صرف ان منصوبہ جات کی تفصیل فراہم کی گئی ہے جو مذکورہ بالا پانچ سالوں میں ہی شروع ہوئے تھے۔

(ب) ان منصوبہ جات کو فراہم کردہ بجٹ کی تفصیل ضمیمہ (الف سے ٹ) پر ہر مالی سال کے عنوان کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ فراہم کردہ تفصیل سالانہ ترقیاتی پروگرامز برائے ہائر ایجوکیشن کے تحت شائع شدہ منصوبہ جات سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

باؤاختر علی: جناب سپیکر!وزیر موصوف یہ بتائیں کہ انہوں نے جو مالی سال 13-2012 میں ترقیاتی منصوبے96 بتائے ہیں اِن میں کوئی ایسا منصوبہ پی پی۔144 لاہور میں زیر غور ہے یا کوئی فنڈ وغیرہ مہیا کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: کیا پی پی۔144 میں؟

باؤاختر علی: جی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!یہ ویسے نیا سوال بنتا ہے کیونکہ اِن کا سوال یہ تھا کہ پنجاب میں کتنے منصوبے شروع کئے گئے ہیں جن کی پوری detail دے دی گئی ہے۔ اگر یہ specific کسی حلقے کا پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ان کو نیا سوال پوچھنا پڑے گا۔

باؤاختر علی:جناب سپیکر! میرا یہ ضمنی سوال بنتا ہے کیونکہ میں نے تفصیل پورے پنجاب کی مانگی ہے لہذا پورے پنجاب میں لاہور بھی آتا ہے۔ میرا حلقہ لاہور میں ہے جس میں مغلیہ دَور کے دو کالج ہیں ایک بوائز اور ایک گرلز۔ان دو کالجوں کے سوا وہاں پر کوئی ایسی سہولت موجود نہیں ہے۔ میں اِن کے جواب میں سے ہی پوچھ رہا ہوں کیونکہ انہوں نے بتایا ہے کہ پنجاب میں 96 منصوبہ جات ایسے ہیں جن کے لئے فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا منصوبہ میرے حلقہ پی پی۔144 میں بھی زیر غور ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!میں یہ check کر کے بتا دیتا ہوں کیونکہ یہ specific سوال نہیں تھا لیکن باؤ صاحب ہمارے بڑے قابل احترام ممبر ہیں اس لئے اگر کوئی منصوبہ ہو گا تو تفصیل بتا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: میں بھی اپنی طرف سے پتا کر رہا ہوں کہ شاید ضمیمہ میں کہیں اس کی تفصیل آ گئی ہو۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!اگر کوئی منصوبہ ہوا تو ان کو بتا دیں گے ورنہ اگر کوئی منصوبہ نہیں ہے تو شروع کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی،آپ ان کو بتا دیں۔

باؤاختر علی: شکریہ

سردار شہاب الدین خان: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!وزیر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے بتایا ہے کہ مالی سال 13-2012 میں ترقیاتی پروگرام برائے ہائر ایجوکیشن کے تحت 96 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے گئے ہیں جس کی تفصیل میرے سامنے نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر: جی،ایوان کی میز پر جو تفصیل رکھی گئی ہے آپ وہاں سے دیکھ لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اِدھر آکر دیکھیں اس کی تفصیل ضمیمہ (ٹ) میں ہے۔ جواب کی کاپی کے اوپر نہیں لکھا جاتا بلکہ ہمارے دفتر میں اس کی تفصیل آتی ہے۔ میں نے اسی لئے کہا ہے کہ اتنا لمبا چوڑا جواب میں پڑھ نہیں سکوں گا کیونکہ اس پر ٹائم زیادہ صَرف ہو گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب جواب دے دیں تو میرا مختصر سا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ان 96 منصوبہ جات میں کیا جنوبی پنجاب میں بھی کوئی نئی سکیم شروع کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، distinction کوئی نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب میں ہے۔ یقیناً کوئی منصوبہ ہو گا آپ تفصیل check کر لیں۔ اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! On his behalf. سوال نمبر 808 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: گورنمنٹ کالج برائے خواتین میں عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*808: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے گورنمنٹ کالج برائے خواتین رجانہ میں تدریسی سٹاف کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ درج بالا کالج میں تدریسی سٹاف کی کمی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کمی کو کب تک پورا کیا جائے گا۔ ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) نئے تعمیر شدہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین رجانہ میں کلاسز کا اجراء سال2012میں ہوا۔ محکمہ ہائر ایجوکیشن پنجاب کو پالیسی کے مطابق 22تدریسی اسامیوں کی ڈیمانڈ بھیجی گئی تھی جبکہ محکمہ ہذا نے بذریعہ لیٹر نمبر2012/11-23(Personnel) SO مورخہ 4۔اکتوبر2012 کے تحت پالیسی کے مطابق 11 تدریسی اسامیوں کی منظوری دی۔ ان منظور شدہ اسامیوں میں سے تدریسی عملہ کی گیارہ میں سے چار اسامیاں بشمول پرنسپل پُر ہیں اور باقی اسامیوں پر CTI کی تقرری ہو چکی ہے اور اب کالج کی طرف سے باقی گیارہ اسامیوں کی ڈیمانڈ اور بجٹ محکمہ ہائر ایجوکیشن پنجاب کو بھجوائی گئی ہے جو کہ محکمہ میں منظوری کے مراحل میں ہے۔

(ب) تدریسی سٹاف کی کمی ہے لیکن نئے کالجز کی پالیسی کے مطابق پہلے آدھی اسامیوں کی ہی منظوری دی جاتی ہے اور جب طلبہ کی تعداد 250 یا اس سے تجاوز کر جائے تو باقی اسامیوں کی منظوری دی جاتی ہے۔ اب چونکہ طلبہ کی تعداد 250 سے تجاوز کر گئی ہے اس لئے باقی ماندہ گیارہ اسامیاں بھی محکمہ میں منظوری کے مراحل میں ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(الف) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ نئے تعمیر شدہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین رجانہ میں کلاسز کا اجراء 2012 میں ہوا۔ محکمہ ہائر ایجوکیشن پنجاب کو پالیسی کے مطابق بائیس تدریسی اسامیوں کی ڈیمانڈ بھیجی گئی جبکہ محکمہ نے مورخہ 4۔اکتوبر 2012 کے تحت پالیسی کے مطابق گیارہ تدریسی اسامیوں کی منظوری دی۔ ان منظور شدہ اسامیوں میں سے تدریسی عملہ کی گیارہ میں سے چار اسامیاں بشمول پرنسپل پُر ہیں اور باقی اسامیوں پر CTI کی تقرری ہو چکی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یہ گیارہ اسامیاں منظور کی گئی ہیں تو سات اسامیوں پر CTI کیوں لگائے گئے ہیں اور یہاں پر regular سٹاف کیوں نہیں لگایا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب بھی کوئی نیا کالج بنتا ہے اور جو اس کی ڈیمانڈ ہوتی ہے اس کے مطابق محکمہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو اسامیاں بھیجتا ہے تب پبلک سروس کمیشن

نے ہی امتحان لے کر متعین کرنا ہوتا ہے۔ تعلیمی سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے CTI's رکھے جاتے ہیں اور جب تک نئی بھرتی نہیں ہوتی تب تک یہ لوگ وہاں پر کام کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو نو ماہ کے لئے engage کیا جاتا ہے اور ہر سال ان کی دوبارہ سے نئی بھرتی ہوتی ہے جب تک کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے لوگ آ نہیں جاتے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بھرتی specific کسی کالج کے لئے نہیں ہوتی بلکہ overall پورے پنجاب کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کرتا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ وہ صرف اسی کالج کے لئے ہی بھرتی ہو گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! لوگ پہلے موجود ہوتے ہیں اور باقی انہوں نے جو چار لوگوں کا بتایا ہے تو وہ بھی کہیں سے shift ہو کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی rationalization بھی ہے اور اِن کے پاس بہت سے طریقے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب! ان کو بتائیں اور تسلی کروائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب کوئی نیا کالج بنتا ہے تو اس میں پچاس فیصد strength approve کی جاتی ہے۔ اوپر کے گریڈ 18,19 اور 20 کے لوگ محکمہ ہائر ایجوکیشن کے پاس موجود ہوتے ہیں اور انہی میں سے ہی ان کالجوں کے اندر لایا جاتا ہے۔ گریڈ 17 کے لئے جتنی بھی خالی اسامیوں کی لسٹ پورے پنجاب سے اکٹھی ہوتی ہے وہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی جاتی ہے اور جب اس کالج کے طلباء کی تعداد اڑھائی سو سے زیادہ ہو جاتی ہے تو باقی ماندہ پچاس فیصد کی demand بھی ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دی جاتی ہے تو یہ ایک پورا process ہے جس کے اندر لیکچرار اور اساتذہ کی بھرتی کے لئے ہم demand فوری پبلک سروس کمیشن کو بھجواتے ہیں کیونکہ انہوں نے بندے دینے ہوتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز(ب) میں لکھا ہے کہ 250 یا اس سے تعداد تجاوز کر جائے تو باقی اسامیوں کی منظوری دی جاتی ہے۔ اس کالج میں پہلے سال میں ہی تعداد 250 سے تجاوز کر گئی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو گیارہ اسامیاں محکمہ کی منظوری کے مراحل میں ہیں ان کے متعلق وزیر موصوف بتائیں گے کہ آنے والے سال میں یہ اسامیاں منظور ہو جائیں گی یا سالہا سال تک یہ سلسلہ منظوری کے مراحل میں چلتا رہے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب ہم demand بھیجتے ہیں تو جب تک پبلک سروس کمیشن سے recommendation نہیں آ جاتی تو اگلی اسامیاں بھی CTI کی مدد سے ہی پوری کی جاتی ہیں کیونکہ ہم اس کالج کے نظام کو خراب نہیں کرنا چاہتے جیسے ہم نے demand بھیجی ہے تو CTI کی بھرتی کا عمل بالکل عنقریب شروع ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ یہ گیارہ اسامیاں جو منظوری کے مراحل میں ہیں یہ جز(ب) کا دوسرا حصہ ہے کہ جو اڑھائی سو تعداد پوری ہونے پر منظوری کے مراحل میں ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2014 میں اس کی منظوری کے مراحل طے ہو جائیں گے یا نہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ امید واثق ہے کہ ہو جائیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ انہوں نے سنا نہیں تھا اور جو آپ نے فرمایا ہے میں نے بھی یہی عرض کیا تھا کہ جلد ہی ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 809 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: گورنمنٹ ڈگری کالج رجانہ میں آرٹس کی کلاسز کا اجراء و دیگر تفصیلات

*809: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج رجانہ (بوائز) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آرٹس کی کلاسز کا اجراء چالیس فیصد SNE کی منظوری کے بعد کر دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ درج بالا کالج میں سائنس کی کلاسز کا اجراء ابھی تک نہیں ہو سکا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج میں کب تک 100 فیصد سائنس کی کلاسز کا اجراء ہو جائے گا اور دیگر سہولیات فراہم کی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج رجانہ (بوائز) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آرٹس کی کلاسز کا اجراء 01-09-2009 کو چالیس فیصد SNE کی منظوری کے بعد کر دیا گیا تھا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ درجہ بالا کالج میں سائنس کی کلاسز کا بھی اجراء ابھی تک نہیں ہو سکا کیونکہ کالج کے قیام کے وقت منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کم تھی اور سائنس مضامین کے لئے اساتذہ کی چار اسامیوں کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے کالج ہذا کے قیام کے وقت کالج میں لازمی مضامین کے ساتھ چند ضروری آرٹس مضامین کا اجراء کیا جا سکا۔

(ج) اب محکمہ ہائر ایجوکیشن کی پالیسی کے مطابق فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبری U.O. NO. SO (PERSONNEL) 23-7/2008 مورخہ 19۔نومبر 2013 درخواست کی گئی ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز رجانہ میں اساتذہ کی باقی ماندہ 13 اسامیوں کا اجراء کر دیا جائے۔ محکمہ فنانس کی منظوری کے ساتھ ہی کالج ہذا میں سائنس مضامین کے اساتذہ کی اسامیاں مہیا کر دی جائیں گی اور کالج میں سائنس مضامین میں کلاسز کا اجراء ہو جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کے جز(ب) میں لکھا گیا ہے کہ درج بالا کالج میں سائنس کی کلاسز کا ابھی تک اجراء نہیں ہو سکا کیونکہ کالج کے قیام کے وقت منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کم تھی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سائنس جو اس وقت کی dire need ہے اور آنے والی جو بھرتیاں ہو رہی ہیں وہ بھی بی ایس سی، ایم ایس سی بچوں کی ہو رہی ہیں لیکن وہاں آرٹس کے مضامین شروع کر دیئے گئے ہیں سائنس کے مضامین کیوں شروع نہیں ہو سکے اگر وہ کمی تھی تو وہ آرٹس پر کیوں نہیں آئی وہ سائنس کے سٹاف پر کیوں آئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب اس کالج کا اجراء کیا گیا تھا تو اس وقت وہاں پر پہلے ہی دو ہائر سیکنڈری سکولز کام کر رہے تھے جہاں پر سائنس کی کلاسز بھی ہیں تو اس وقت وہ وہاں کی ضرورت تھی۔ یہاں پر آرٹس کے مضامین رکھے گئے جبکہ اکنامکس اور states کے مضامین بھی رکھے

گئے۔ایک گروپ جو بنایا جاتا ہے تو اس میں جو پہلی feasibility .بنی تھی وہ آرٹس کی تھی اور اب اس کے بعد ہم نے سائنس کے ٹیچرز کا لکھ کر بھیج دیا ہوا ہے اور یہ بتایا بھی ہوا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال یا اگلے سال کے شروع میں وہ کمی ہم پوری کر دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ وہاں دو ہائر سیکنڈری سکولز بھی کام کر رہے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ان ہائر سیکنڈری سکولز میں بھی آرٹس کی کلاسز ہی ہو رہی ہیں اور وہاں سائنس کی کلاسز پہلے نہیں ہو رہی تھیں۔ اسی وجہ سے یہ کالج initiate کیا گیا اور بنایا گیا تھا۔ اگر آرٹس ہی پڑھنا تھی تو پہلے دو ہائر سیکنڈری سکولز موجود تھے جہاں پر کلاسز ہو رہی تھیں تو پھر کیا "تک" تھی کہ وہاں نئے سرے سے گورنمنٹ کا کروڑوں روپے لگا کر کالج بنایا جائے۔ آج بھی جو سیکنڈری سکول ہے اس کے طلباء کی تعداد کالج سے چار گنا زیادہ ہے جبکہ اس کالج پر حکومت کا کروڑوں روپے لگ چکا ہے لیکن سائنس کی کلاسز پھر بھی شروع نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر: یہ میرے "انکل" میاں رفیق صاحب کی کمی پوری کر رہے ہیں جو کہ آج نہیں ہیں، ماشاء اللہ۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست وہاں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ وہاں پر ایف ایس سی کی کلاسز ہو رہی ہیں، ہائر سیکنڈری سکولز میں سائنس کے ٹیچرز بھی موجود ہیں اور کالج کے لئے ایوان کو apprise کیا ہے کہ ہم نے پہلے ہی لکھ کر بھیج دیا ہوا ہے اور جیسے ہی ہمیں اساتذہ available ہوں گے تو ہم فوری طور پر سائنس کی کلاسز بھی شروع کر دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے فرمایا کہ لکھ کر بھیج دیا گیا ہے جو کہ اسامیوں کی حد تک ہے۔ اب کلاسز شروع کرنے کا ان کا کوئی منصوبہ ہے اس کے لئے کوئی pre-requisite ہے کہ وہاں پر سائنس کی لیبارٹری بنا دی گئی ہے یا اس کے لئے کوئی فنڈز رکھے گئے ہیں اگر یہ کلاسز شروع کرنا چاہتے ہیں تو کیا وہاں پر سائنس لیب بن چکی ہے یا اس کے لئے فنڈ ہی آ گئے ہیں؟

جناب سپیکر: اور کالج میں سائنس مضامین کی کلاسز کا اجراء ہو جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کے اجراء کے لئے سائنس لیب ضروری ہے تو کیا وہ وہاں پر بن چکی ہے یا اس کے لئے کوئی فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اپنے دوست کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ میری خواہش تھی کہ یہ کالج کا visit کر کے آتے یا ڈائریکٹر۔۔۔

جناب سپیکر: اکیلے ان کا ہی احترام نہیں بلکہ آپ کو سب ممبران کا احترام کرنا چاہئے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سب کا احترام کرتا ہوں۔ اگر یہ ڈائریکٹر کالجز کو مل کر آتے تو انہیں پتا ہوتا کہ وہاں پر سائنس لیب بن چکی ہے اور یہ اجراء کے لئے صرف لکھا ہوا ہے جیسے ہی ادھر سے letter آئے گا تو سب کچھ شروع ہو جائے گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک چیز highlight کرنا چاہوں گا کہ یہ سوال 27-06-2013 کو put up کیا گیا ہے اور اس کے جز (ج) کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے کہ 19-11-2013 کو درخواست کی گئی ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس سوال کے جواب میں محکمہ نے کارروائی کے لئے یہ letter لکھا ہے کیونکہ اجراء سے لے کر 2013 تک پانچ سالوں میں اگر باقی کے پہلے letter لکھے گئے ہیں تو وہ کہاں پر ہیں؟ کیا صرف on the floor of the House جواب دینے کی حد تک یہ کارروائی کی جا رہی ہے یا کچھ ہو جائے گا کیونکہ بات پھر وہیں پر آ جائے گی کہ "ہو جائے گا" کب ہو جائے گا؟ 2009 سے آج 2013 تو آ گیا ہے اور آج بھی یہ جواب مل رہا ہے کہ ہو جائے گا تو کیا اگلے سوال آنے تک پھر ہم انتظار کریں گے؟ وزیر موصوف ہمیں exact timeline دیں کہ اس کے بعد یہ ہو جائے گا۔ یہ ایک letter جو انہوں نے بھیجا ہے وہ بھی اس سوال کے جواب میں کارروائی ڈالنے کے لئے کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم انتہائی سنجیدہ موضوع ہے اور اس پر جو گفتگو بھی کی جانی چاہئے اس پر جو facts of the case ہیں انہیں دیکھ کر بات کی جانی چاہئے۔ حکومت کا جو vision ہے، اگر آپ پچھلے پانچ سالوں میں ایجوکیشن سیکٹر چاہے وہ ہائر ایجوکیشن یا سکولز ایجوکیشن ہے تو اس کی کارکردگی دیکھیں تو جیسے سکولوں اور کالجوں کی building کی

جو capacity بڑھائی گئی، جس طرح ان کالجوں کو centre of excellence بنانے کی کوشش کی جارہی ہے تو اس کے لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ کالج کی approval دینے کے بعد اس علاقے کو جتنے remote areas ہیں ان کے اندر تعلیم کو فروغ دینے کے لئے ان کوششوں کا آغاز کیا گیا۔ یہ ایک process ہوتا ہے اور میں اس معزز ایوان کو apprise کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت اس کالج کو بنانے کا فیصلہ ہوا تو اس وقت چونکہ نیچے دو ہائر سیکنڈری سکولوں میں ایف ایس سی کی کلاسز چل رہی تھیں اس لئے آرٹس کی کلاسز کا یہاں پر اجراء کیا گیا اور طلباء کی تعداد، جو سب سے اہم چیز ہوتی ہے کہ طلباء جس فیکلٹی کے آرہے ہیں ان کی تعداد جب اتنی ہو گئی ہے تو وہاں سائنس کی کلاسز کے لئے labs بن چکی ہیں۔ یہ ایک process ہے اور یہ labs کوئی چند دنوں میں نہیں بن جاتیں۔ ایک کالج بننے میں تین سال کا وقت لگتا ہے اور آگے سال سوا سال ان کی بلڈنگز اور دیگر ضروریات کے لئے لگ جاتا ہے اس کے لئے یہ سارا کچھ بنا دیا گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جنوری فروری تک یہاں پر سائنس ٹیچرز کی بھرتی ہو جائے گی اور یہاں پر سائنس کی کلاسز بھی شروع ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سوال کا نمبر 1029 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاد باغ میں اساتذہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1029: **ملک تیمور مسعود:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاد باغ لاہور کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس کے قیام پر کل کتنے اخراجات آئے؟

(ج) اس کالج میں کل کتنی اساتذہ کام کر رہی ہیں؟

(د) اس کالج میں کتنے شعبہ جات ہیں اور ان شعبہ جات کے اساتذہ کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ہ) کتنی پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسر، لیکچرار ایسی ہیں، جو عرصہ تین سال سے زائد اس کالج میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہیں، ان کے نام و گریڈ سے آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) 01-09-1982

(ب) اس کے قیام کے اخراجات کا ریکارڈ PWD کے پاس ہے۔

(ج) اس کالج میں 46 اساتذہ کی اسامیاں sanctioned ہیں۔

(د)

کل شعبہ جات 20

شعبہ جات	اساتذہ کے نام، عہدہ	عرصہ تعیناتی
انگریزی	مس منزہ مبین (ایسوسی ایٹ پروفیسر)	23 سال
	مسز کنیز فاطمہ (اسسٹنٹ پروفیسر)	18 سال 6 ماہ
	مسز ثمینہ حمید (اسسٹنٹ پروفیسر)	10 سال 7 ماہ
	مسز فرخ خورشید (اسسٹنٹ پروفیسر)	ایک سال 9 ماہ
	مسز عندلیب ہاشمی (لیکچرار)	7 سال 9 ماہ
	مسز جویریہ سلیم (لیکچرار)	2 سال 1 ماہ
	مس لبنیٰ نثار (لیکچرار)	1 سال 8 ماہ
اردو	مسز روبیہ سیف (اسسٹنٹ پروفیسر)	1 سال
	مس لبنیٰ شمیم (اسسٹنٹ پروفیسر)	4 سال 5 ماہ
	مسز عالیہ مریم (لیکچرار)	19 سال 2 ماہ
	مسز آمنہ صالح حسین (لیکچرار)	2 سال 5 ماہ
	مسز نگہت جہاں (لیکچرار)	4 ماہ
	مسز صائمہ بٹ (لیکچرار)	4 ماہ
اسلامیات	مسز اسلملک (لیکچرار)	8 سال 6 ماہ
	مسز نسرین سیف (لیکچرار)	12 سال 3 ماہ
	مسز عابدہ نورین (لیکچرار)	5 سال 7 ماہ
	مسز آسیہ ظہیر (لیکچرار)	5 سال 6 ماہ
	مسز ساجدہ پروین (لیکچرار)	5 سال
سیاسیات	مسز حسن آراء (اسسٹنٹ پروفیسر)	19 سال
	مسز فرزانہ یاسمین (لیکچرار)	13 سال 10 ماہ
	مس لبنیٰ منیر (لیکچرار)	5 سال 6 ماہ
	مسز عبرین بشارت (لیکچرار)	5 ماہ
اکنامکس	مسز رشیدہ کلیم (ایسوسی ایٹ پروفیسر)	3 سال 5 ماہ
	مسز نسرین اختر (اسسٹنٹ پروفیسر)	5 سال 7 ماہ
ایجوکیشن	مسز زیب النساء (اسسٹنٹ پروفیسر)	18 سال 10 ماہ
	مس نغمہ کوکب (لیکچرار)	2 سال 3 ماہ

پنجابی	مسززرین باجوہ(اسسٹنٹ پروفیسر)	18سال10ماہ
	مسز قیصر جبیں (لیکچرار)	13سال9ماہ
ہوم اکنامکس	مسز رفعت شاہد(اسسٹنٹ پروفیسر)	25سال7ماہ
کیمسٹری	مسز طیبہ جاوید(اسسٹنٹ پروفیسر)	25سال11ماہ
ہسٹری	مسز شاہدہ ہادی(اسسٹنٹ پروفیسر)	20سال3ماہ
	مسز معصومہ کنول (لیکچرار)	1سال5ماہ
ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن	مسز عظمیٰ غوری(لیکچرار)	7سال2ماہ
فائن آرٹس	مس فارینہ صلاح الدین(لیکچرار)	6سال
نفسیات	مسز شگفتہ سلیم(لیکچرار)	5سال ایک ماہ
ریاضی	مس شازیہ شہادت(لیکچرار)	5سال6ماہ
بیالوجی	مسز تحسین جمیل(لیکچرار)	5سال5ماہ
جغرافیہ	مسز حناء شکور(لیکچرار)	4سال6ماہ
شماریات	مسز ہماد ستگیر(لیکچرار)	2سال1ماہ
کامرس	مس صوبیہ نثار(لیکچرار)	1سال4ماہ
عربی	مس زیب النساء(لیکچرار)	1سال4ماہ
فزکس	مسز موش نسرین(لیکچرار)	8ماہ
فارسی	مسز امتہ الزہرا(ایسوسی ایٹ پروفیسر)	27سال

(ہ)

تین سال سے زائد عرصہ سے ڈیوٹی سرانجام دینے والی اساتذہ

شعبہ جات	اساتذہ کے نام، عہدہ	عرصہ تعیناتی
انگریزی	مس منزہ مبین(ایسوسی ایٹ پروفیسر)	23سال
	مسز کنیز فاطمہ (اسسٹنٹ پروفیسر)	18سال6ماہ
	مسز ثمینہ حمید(اسسٹنٹ پروفیسر)	10سال7ماہ
	مسز عندلیب ہاشمی(لیکچرار)	7سال9ماہ
اردو	مس لبنیٰ شمیم(اسسٹنٹ پروفیسر)	4سال5ماہ
	مسز عالیہ مریم(لیکچرار)	19سال2ماہ
اسلامیات	مسز اسماء ملک(لیکچرار)	8سال6ماہ
	مسز نسرین سیف(لیکچرار)	12سال3ماہ
	مسز عابدہ نورین(لیکچرار)	5سال7ماہ
	مسز آسیہ ظہیر(لیکچرار)	5سال6ماہ
	مسز ساجدہ پروین(لیکچرار)	5سال
سیاسیات	مسز حسن آراء(اسسٹنٹ پروفیسر)	19سال
	مسز فرزانہ یاسمین(لیکچرار)	13سال10ماہ
	مس لبنیٰ منیر(لیکچرار)	5سال6ماہ

اکنامکس	مسز رشیدہ کلیم(ایسوسی ایٹ پروفیسر)	3سال5ماہ
	مسز نسرین اختر(اسسٹنٹ پروفیسر)	5سال7ماہ
ایجوکیشن	مسز زیب النساء(اسسٹنٹ پروفیسر)	18سال10ماہ
پنجابی	مسز زرین باجوہ(اسسٹنٹ پروفیسر)	18سال10ماہ
	مسز قیصر جبیں(لیکچرار)	13سال9ماہ
ہوم اکنامکس	مسز رفعت شاہد(اسسٹنٹ پروفیسر)	25 سال7ماہ
کیمسٹری	مسز طیبہ جاوید(اسسٹنٹ پروفیسر)	25سال11ماہ
ہسٹری	مسز شاہدہ ہادی(اسسٹنٹ پروفیسر)	20سال3ماہ
ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن	مسز عظمیٰ غوری(لیکچرار)	7سال2ماہ
فائن آرٹس	مس فارینہ صلاح الدین(لیکچرار)	6سال
نفسیات	مسز شگفتہ سلیم(لیکچرار)	5سال ایک ماہ
ریاضی	مس شازیہ شہادت(لیکچرار)	5سال6ماہ
بیالوجی	مسز تحسین جمیل(لیکچرار)	5سال5ماہ
جغرافیہ	مسز حناء شکور(لیکچرار)	4سال6ماہ

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز(ب) میں اخراجات کی تفصیلات مانگی تھیں لیکن محکمہ کی طرف سے جواب میں لکھا ہے کہ اس کے اخراجات کا ریکارڈ PWD کے پاس ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ میری راہنمائی فرمائیں کہ آیا Rules of Business کے مطابق کیا یہ محکمہ تعلیم کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ PWD سے اس کی تفصیلات لے کر ایوان کو آگاہ کرے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ویسے یہ مجھے بھی اچھا نہیں لگا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! آپ کی observations بالکل ٹھیک ہیں۔ میں ہمیشہ ایوان میں اس بات کی support کرتا رہا ہوں کہ یہ ایوان custodian ہے، یہ اس ایوان کی sanctity ہے کہ محکموں کی طرف سے جو بھی جوابات آئیں ان میں seriousness نظر آنی چاہئے اور اُن کا ہوم ورک بھی complete ہونا چاہئے۔ جب یہ سوال میرے پاس آیا تھا تو میں نے محکمے کو اُسی وقت کہا تھا، محکمے نے اِس کی details تو فوری طور پر provide کر دی لیکن unfortunately اُس وقت تک یہ print ہو چکا تھا۔ میں اپنے فاضل دوست کو اس کی تفصیل بتا دیتا ہوں۔ یہ کالج 1982 میں بنا تھا اور اس کے اوپر 37,56000 روپے کا خرچہ آیا تھا، technical approval کے بعد یہ خرچہ 3787000 ہو گیا تھا۔ محکمے کی طرف سے جو نامکمل جواب آیا ہے۔ یہاں پر سیکرٹری ہائر ایجوکیشن اور ڈپٹی سیکرٹریز موجود ہیں متعلقہ ڈپٹی سیکرٹری جن کی طرف سے یہ جواب آنا تھا اُن کی سیکرٹری

ہائرایجوکیشن نے بازپرس بھی کی تھی۔ایوان میں یہ جو نامکمل جواب آیا ہے اس کے لئے میں آپ کے throughاس معزز ایوان سے معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! جز(ج) میں سوال کیا گیا تھا کہ اس کالج میں کل کتنی اساتذہ کام کر رہی ہیں؟ جواب میں لکھا گیا ہے کہ اس کالج میں چالیس اساتذہ کی اسامیاں sanctioned ہیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ کتنی اسامیوں پر اساتذہ کام کر رہے ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اس کا جواب بھی نامکمل ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس کی لسٹ ایوان میں رکھ دی گئی ہے وہ kindly دیکھ لیں۔

ملک تیمور مسعود: کیا یہ sanctioned list ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جو کام کر رہے ہیں یہ اُن کی لسٹ ہے۔

جناب سپیکر: یہ جواب میں نام لکھے تو ہوئے ہیں کہ کون سے ٹیچر کتنے عرصے سے تعینات ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! یہ گنتی کرنی پڑے گی کہ ان کی تعداد 46 ہے یا اس سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: کیا یہ گنتی مجھے کرنی پڑے گی یا آپ کریں گے؟

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! یہ گنتی میں کر لیتا ہوں، انہوں نے صرف sanctioned list دی ہے جبکہ میں نے صرف کام کرنے والوں کا پوچھا تھا۔

جناب سپیکر: انہوں نے کام کرنے والوں کا بھی بتایا ہوا ہے۔

ملک تیمور مسعود: ان کی مہربانی ہے۔ جز(د) میں پوچھا گیا تھا کہ اس کالج میں کتنے شعبہ جات ہیں، ان شعبہ جات کے اساتذہ کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟ ان کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس کی تفصیلات میں اگر دیکھا جائے تو ان تمام اساتذہ میں سے ہر استاد کی تعیناتی کا عرصہ پانچ سال سے لے کر پچیس سال تک ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو اتنے عرصے سے یہاں پر اساتذہ تعینات ہیں کیا قواعد کے مطابق اُن کی عرصہ تعیناتی بنتی ہے؟ میرے ناقص علم کے مطابق تین سال کی تعیناتی کے بعد

ان کی ٹرانسفر ہونی چاہئے۔ شاید اس کالج میں KPK کی گورنمنٹ کے تحت transfer posting پر ban لگا ہوا ہے۔ محترم منسٹر اگر اس کی تفصیل بتادیں گے تو ان کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ قانون میں کہیں پر بھی نہیں ہے کہ تین سال کے بعد ان کو ٹرانسفر کیا جانا ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے یہ قانون کہاں سے لیا ہے۔ یہ سارا performance کی بنیاد پر ہوتا ہے، جہاں پر performance satisfactory ہوتی ہے وہاں پر لوگ کام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی انتظامی امور کی پوسٹ نہیں ہے۔

ملک تیمور مسعود: چلیں، ٹھیک ہے میں ان کی بات پر یقین کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔ آپ کو بھی شاباش اور منسٹر صاحب کو بھی شاباش۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! انہوں نے جو تفصیل دی ہے یہ 46 اساتذہ کی sanctioned list ہے جبکہ میری گنتی کے مطابق یہ 47 اساتذہ کی لسٹ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اگر اس میں کوئی کمی ہو گی تو وہ دور کر دیں گے، اب اس کو چھوڑ دیں۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید کا ہے۔ محترمہ عائشہ جاوید!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ان کا سوال dispose of کرنا پڑے گا۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1084 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پنجاب یونیورسٹی شعبہ ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں کام کرنے والے اساتذہ کی تفصیلات

*1084: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں کتنے ہمہ وقتی اور کتنے جزوقتی اساتذہ کام کر رہے ہیں، انہیں کون سے سکیل میں ملازم رکھا گیا ہے؟

(ب) اس شعبہ کے مستقل چیئرمین کون ہیں اور انہیں یونیورسٹی کی طرف سے کیا مراعات دی جاتی ہیں، ان کی ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں کیا خدمات ہیں؟

(ج) مذکورہ شعبہ میں جتنے ریسرچ سکالرز کام کر رہے ہیں، ان کے نام، تعلیم اور ریسرچ کی تفصیل برائے سال 11-2010 اور 2012 مہیا کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) شعبہ ہذا میں اس وقت درج ذیل ہمہ وقتی اور جز وقتی اساتذہ کام کر رہے ہیں۔

1- پروفیسر ڈاکٹر عنبرین جاوید، قائم مقام ڈائریکٹر / پروفیسر، سکیل 21
2- پروفیسر (ر) ڈاکٹر محمد جہانگیر خان تمیمی، پروفیسر (کنٹریکٹ) سکیل 21
3- ڈاکٹر عبدالمجید، سینئر ریسرچ فیلو، سکیل 18 (اسسٹنٹ پروفیسر ایڈہاک پی ایچ ڈی کی بنیاد پر سکیل 19)
4- ڈاکٹر ناہید شبیر گورایہ، سینئر ریسرچ فیلو، سکیل 18 (اسسٹنٹ پروفیسر ایڈہاک پی ایچ ڈی کی بنیاد پر سکیل 19)
5- مسز مسرت جاوید چیمہ، سینئر ریسرچ فیلو، سکیل 18

(ب) سنٹر فار ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں مستقل ڈائریکٹر نہیں لہذا پروفیسر ڈاکٹر عنبرین جاوید صاحبہ چیئرپرسن شعبہ سیاسیات بطور قائم مقام ڈائریکٹر خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ ادارے کی جانب سے مبلغ چھ ہزار روپے ماہانہ بطور ڈائریکٹر شپ الاؤنس دیا جا رہا ہے۔

(ج) ادارے میں ریسرچ سکالر کی کوئی اسامی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ Centre for South Asian Studies میں مستقل ڈائریکٹر نہیں ہے۔ انہوں نے جز (الف) میں جواب دیا ہے کہ تین پروفیسر ہیں جو research fellows ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ انہوں نے ایک چیئرپرسن جو شعبہ سیاسیات ہیں ان کو بطور قائم مقام ڈائریکٹر لگایا ہوا ہے، ان کے پاس مستقل ڈائریکٹر کیوں نہیں ہے جو اس شعبہ میں لگایا جائے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے اس سوال کا جواب لے لیں بعد میں دوسرا سوال کر لینا۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس یونیورسٹی میں پروفیسر ڈاکٹر عنبرین جاوید ہیں جن کو ڈائریکٹر لگایا ہوا ہے ان کے پاس temporary charge ہے۔ یونیورسٹی انتظامیہ نے اس کی دو دفعہ advertisement کی ہے لیکن ابھی تک کوئی اس طرح کا صاحب یا صاحبہ نہیں آ سکے جو اس criteria پر پورا اترتے ہوں۔ جیسے ہی کوئی مل جائے گا تو ان خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کادوسرا سوال کون سا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!انہوں نے جز(ج) میں بتایا ہے کہ ادارے میں ریسرچ سکالر کی کوئی اسامی نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس ادارے میں ریسرچ سکالر کی اسامی کو کیوں نہیں رکھا گیا؟ یہ اتنا اہم شعبہ ہے،ان کے پاس اتنے senior research fellows بھی ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ لوگ نہیں ملتے۔ میرے خیال میں تو بے شمار لوگ ہیں جو اس کے لئے qualified ہیں۔ بہر حال یہ مجھے بتادیں کہ یہاں اسامی کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔ اگر آپ دنیا کا ماڈل اٹھا کر دیکھیں تو ریسرچ کے لئے یونیورسٹیاں ہوتی ہیں اور ریسرچ دنیا کی بڑی بڑی کمپنیوں کے ساتھ مل کر کی جاتی ہے اور پھر اس کا فائدہ بھی ملتا ہے۔ جس طرح میں نے last time بتایا تھا کہ ہم نے پہلی دفعہ ایجوکیشن کے اندر ایک Steering Committee بنائی ہے جو ان تمام issues کو دیکھ رہی ہے اور خاص طور پر یونیورسٹیوں کے issues پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ اس وقت بھی گورنر پنجاب تمام یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کے ساتھ میٹنگ کر رہے ہیں اور ہم نے گیارہ سال کے بعد وائس چانسلرز کمیٹی کو دوبارہ active کیا ہے۔اس میں یونیورسٹیوں کے جتنے issues ہیں ان کو identify کیا جاتا ہے اور ان کے solutions پر بات ہوتی ہے۔اس وقت تک ہم نے جو تین میٹنگیں کی ہیں اس میں جو سب سے بڑی بات آئی وہ یہی تھی کہ یونیورسٹیاں جہاں پر ریسرچ کی جاتی ہے وہاں پر اسی چیز کی کمی ہے۔اب اس پر ایک plan بن گیا ہوا ہے جس کے تحت Research Scholars اور PHDs کو لے کر آرہے ہیں۔ میں نے ایوان کو پہلے بھی بتایا تھا کہ ہماری مارچ میں ایجوکیشن پالیسی آرہی ہے جس کے اندر ہم ایجوکیشن سیکٹر کا احاطہ کر رہے ہیں اس میں ان تمام چیزوں کو identify کیا جائے گا اور اس کا way forward بھی بتایا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 1086 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم کے کالجوں میں ٹیچنگ سٹاف کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1086: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم کے کالجز (بوائز و گرلز) میں ٹیچنگ سٹاف کی کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے اور کس کس کالج میں خالی ہیں؟

(ب) ان خالی اسامیوں پر تقرری نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتیاں کر دی جائیں گی؟

(د) کتنے کالجوں میں پرنسپلز کی اسامیاں خالی ہیں، ان اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف)

نمبر شمار	نام کالج	گریڈ17		گریڈ18		گریڈ19		گریڈ20	
		خالی	ورکنگ	خالی	ورکنگ	خالی	ورکنگ	خالی	ورکنگ
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جہلم	6	18	10	9	11	8	0	2
2	گورنمنٹ کالج بی بی آر روڈ جہلم	13	15	17	10	2	3	0	1
3	البیرونی گورنمنٹ کالج پی ڈی خان	3	14	9	3	1	0		
4	گورنمنٹ کالج سوہاوہ	6	10	3	2	0	0		
5	گورنمنٹ کالج دینہ	8	6	3	3	0	0		
6	گورنمنٹ کالج رسول پور	8	0	2	0	0	0		
7	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم	6	18	11	17	4	8		
8	گورنمنٹ کالج برائے خواتین پی ڈی خان	5	8	5	1	1	0		
9	گورنمنٹ کالج برائے خواتین دینہ	6	9	2	1	0	0		
	میزان خالی اسامیاں ضلع جہلم	61	98	62	46	19	19	0	3

(ب) گریڈ17 کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے انتخاب کے بعد تقرری کی جاتی ہے۔

گریڈ18 اور19 کی اسامیاں بذریعہ پروموشن کی جاتی ہیں۔ پروموشن کا عمل جاری ہے اور سیٹوں پر تقرری کا عمل جاری ہے۔

(ج) گریڈ17 کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے انتخاب کے بعد تقرری کی جاتی ہے۔

گریڈ18 اور19 کی اسامیاں بذریعہ پروموشن کی جاتی ہیں پروموشن کا عمل جاری ہے اور سیٹوں پر تقرری کا عمل جاری ہے۔ مزید یہ کہ خالی سیٹوں پر عارضی ٹیچرز (CTI) بھرتی کر لئے گئے ہیں اور کالجوں میں اساتذہ کی کمی نہیں ہے۔

(د)

1۔ گورنمنٹ کالج فار وومن پی ڈی خان خالی از 12-03-14 عارضی طور پر گریڈ18 کی پرنسپل کام کر رہی ہیں اور مستقل پرنسپل کے لئے پینل بھجوادیا گیا ہے۔

2۔ گورنمنٹ کالج فار بوائز رسول پور۔ خالی از 12-09-01 عارضی طور پر گریڈ17 کا پرنسپل کام کر رہا ہے اور مستقل پرنسپل کے لئے پینل جلد بھجوادیا جائے گا۔

3۔ گورنمنٹ کالج فار بوائز سوہاوہ۔ خالی از 13-11-11 عارضی طور پر گریڈ18 کا پرنسپل کام کر رہا ہے اور مستقل پرنسپل کے لئے پینل جلد بھجوادیا جائے گا۔

4۔ گورنمنٹ کالج دینہ۔ خالی از 13-10-14 عارضی پر گریڈ18 کا پرنسپل کام کر رہا ہے اور مستقل پرنسپل کے لئے پینل بھجوادیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے میرے پہلے سوال کے جواب میں مجھے لسٹ دی ہے کہ اتنی اسامیاں خالی ہیں، میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گی۔ انہوں نے گریڈ17 میں 61 بتایا، گریڈ18 میں 62 اور گریڈ19 میں 19 بتایا ہے تو میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ ہمارے highly educated بچے نوکریوں کے لئے دھکے کھاتے پھرتے ہیں لیکن ایک چھوٹا سا شہر جہلم کے کالجوں میں اتنی اسامیاں خالی ہیں۔ ان کا کیا criteria ہے کہ اتنی اسامیاں خالی ہوتے ہوئے بھی بچے نوکریوں کے لئے جگہ جگہ دھکے کھائیں اور ان کو jobs نہ ملیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے جس طرح پہلے بتایا تھا کہ ہم نے گریڈ 17 کے لئے پبلک سروس کمیشن کو already request بھیجی ہوئی ہے، گریڈ 18 اور 19 میں promotion کے لئے already سمری Promotion Board کو جا چکی ہے اور گریڈ 18 اور 19 کی promotion میں problem یہ آتی ہے کہ جب نیچے سے اوپر promotion ہونی ہے تو ایک بار پھر گریڈ17 کی مزید پوسٹیں خالی ہو جاتی ہیں اس لئے صرف انتظار یہ کیا جا رہا ہے کہ ہم نے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جو پچھلی بھرتی بھیجی ہوئی ہے وہ آ جائے تاکہ پروموشن بورڈ 18 اور 19 گریڈ کا فیصلہ کر سکے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!میرے سوال کے جز(ب)میں انہوں نے بتایا ہے کہ گریڈ 17 کی اسامیاں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے انتخاب کے بعد تقرری کی جاتی ہےاور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی بتایاہوا ہے کہ خالی پوسٹوں پر عارضی ٹیچرز CTI بھرتی کر لئے گئے ہیں اور کالجوں میں اساتذہ کی کمی نہیں ہے۔ میرے پاس ابھی یہاں پر اتنی لمبی چوڑی لسٹ ہے کہ اتنی پوسٹیں خالی ہیں اور دوسری طرف انہوں نے کہا ہے کہ اساتذہ کی کوئی کمی نہیں ہے تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ان کا کیاcriteria ہے جس طرح میں نے پہلے بھی سوال کیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کب یہ announce کرتی ہےاورpromotions کیسے ہوتی ہیں کیونکہ اتنے لوگ بیٹھے رہتے ہیں،وہ کب تک بیٹھے رہیں گے اور کب ان کی اسامیاں fill ہوں گی؟ساتھ ہی آپ کہہ رہے ہیں کہ کالجوں میں اساتذہ کی کمی نہیں ہے، چاہے آپ نے عارضی بھرتی کئے ہوئے ہیں لیکن اتنی خالی پوسٹوں کو fill کرنے کے لئے کیا criteria ہے یعنی پبلک سروس کمیشن کس طرح announce کرتا ہے؟ مجھے kindly بتادیا جائے۔

جناب سپیکر:پبلک سروس کمیشن کے بارے میں یہ آپ کو کیسے بتائیں گے، مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آرہی؟

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!یہ منسٹر صاحب ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:پبلک سروس کمیشن independent ادارہ ہے۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!مجھے توانہی سے معلومات لینی ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں،آپ تشریف رکھیں۔سوال کرتے ہوئے بھی ہمیں دیکھنا چاہئے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!میں ایوان کو صرف ایک چیز پر apprise کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیمی نظام کے اندر خلل نہیں آرہا کیونکہ ہم نے جو CTI بھرتی کئے ہیں اس میں محترمہ کو تھوڑی سی confusion ہو رہی ہے اور وہ یہ کہہ رہی ہیں کہ پوسٹیں خالی بھی نظر آرہی ہیں اور وہاں پر کام بھی ہو رہا ہے۔ میں انہیں بتاتا ہوں کہ CTIs عارضی طور پر ہوتے ہیں اور مستقل بھرتی پبلک سروس کمیشن کے through آنی ہے لیکن تعلیمی نظام کو چلانے کے لئے اور ان کالجوں کے اندر strength پوری رکھنے کے لئے ہم عارضی طور پر CTIs بھرتی کر لیتے ہیں جب تک نئی کھیپ پبلک سروس کمیشن سے بھرتی ہو کر نہیں آتی۔

جناب سپیکر:جی، شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! کیا وزیر صاحب مجھے بتائیں گے کہ یہ جو CTIs عارضی بھرتی کی جاتی ہیں ان کا criteria کیا ہے، کیا ان کا pay scale وہی ہے جو مستقل لوگوں کا ہے اور کیا ان کو بعد میں regular کر دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: صدیق خان صاحب! آپ مہربانی کر کے اپنا مائیک بند کر دیں کیونکہ disturbance ہو رہی ہے۔ جی، وزیر صاحب! فرمائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ ٹیچرز مستقل نہیں ہوتے یہ عارضی ہوتے ہیں اور ان کے پاس بھی حق ہوتا ہے کہ یہ پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں apply کریں۔ اگر ان کی luck کام کرے گی اور پبلک سروس کمیشن کا امتحان میرٹ پر پاس کریں گے تو بھرتی بھی ہو سکتے ہیں۔ Otherwise جب تک پبلک سروس کمیشن سے امیدوار ان بھرتی ہو کر نہیں آتے تو ان CTIs کو پندرہ ہزار روپے ماہانہ pay کرتے ہیں اور یہ 9 ماہ کے لئے ہوتے ہیں۔ جس طرح سے میں نے پہلے بتایا تھا کہ ہر سال کالج انتظامیہ ایک transparent advertisement کرتی ہے۔ کالج کے اندر ایک Selection Board ہوتا ہے اور اس میں selection کا follow procedure کیا جاتا ہے اور اس کے بعد ان کی بھرتی ہوتی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرے آخری سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ جہلم میں کتنے کالجوں میں پرنسپلز ابھی تک کام نہیں کر رہے اور اسامیاں خالی ہیں تو میں معزز منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ایک گورنمنٹ کالج فار وومن پی ڈی خان میں تقریباً پونے دو سال سے پرنسپل نہیں ہے اور یہاں پر میرے پاس باقی کالجوں کی بھی تفصیل آئی ہوئی ہے تو میں صرف ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ دیکھیں کہ جب ایک یونٹ ہوتا ہے اور اس کا ایک کمانڈر ہوتا ہے اگر وہ ہی نہ ہو تو وہ یونٹ کیسے چلے گا؟ پونے دو سال سے ایک کالج میں پرنسپل نہیں ہے یہاں پر کئی کالج mention ہیں اور ان کی مختلف timing ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ بغیر پرنسپل کے یہ کالج کس طرح چل رہے ہیں یعنی جب کالج کا head ہی نہ ہو تو وہ کالج کیا چلے گا؟ ایک طرف تو ہماری حکومت ہنگامی بنیادوں پر تعلیم کے لئے کام کر رہی ہے اور دوسری طرف ایک کالج جس میں دو سال سے پرنسپل نہیں ہے وہ بغیر پرنسپل کے کام کر رہا ہے چاہے کوئی عارضی طور پر لگایا ہو لیکن مستقل پرنسپل لگانا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!

نہ انجن کی خوبی نہ کمال ڈرائیور
چلی جارہی ہے خدا کے سہارے

وزیر ہائر ایجوکیشن(رانامشہود احمد خان):جناب سپیکر!بات صرف اتنی ہے کہ ہم نے جو عارضی بھرتیاں کی ہوئی ہیں یاعارضی چارج دیاہواہےاس میں problem یہ آتی ہے کہ remote areas کے کالجوں میں اساتذہ کرام جانے کو تیار نہیں ہوتے لیکن DPC ہوچکی ہوئی ہے اور اگلے دوماہ کے اندر یہاں پر مستقل پرنسپل تعینات کردیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر:چلیں!ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں ضمنی سوال کرناچاہتاہوں۔

MR SPEAKER: No, Sir. No supplementary on it. Thank you very much.

اگلاسوال جناب امجد علی جاوید صاحب کاہے۔سوال نمبر بولیں۔Thank you very much

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!میراسوال نمبر1100ہے،جواب پڑھاہواتصور کیاجائے۔

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھاہواتصور کیاجاتاہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کالجوں کو خود مختار بنانے کی تفصیلات

*1100:جناب امجد علی جاوید:کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ گزشتہ دور حکومت میں فیصلہ کیاگیاتھاکہ پنجاب کے تمام اضلاع میں بڑے کالجوں کو خود مختار بنادیاجائے گا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ اس فیصلہ کی روشنی میں صوبہ پنجاب میں26کالجوں کو خود مختار بنادیا گیا؟

(ج) اگر جز(ب)کا جواب اثبات میں ہے توکیاحکومت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تمام گرلزاور بوائز کالجوں کو خود مختار بنانے کاارادہ رکھتی ہے،نہیں تووجوہات بیان کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔ نوٹیفکیشن نمبر2010/10-2(AB)S.O مورخہ31-08-2010 کے تحت پنجاب کے 26 کالجوں کو خود مختاری دی گئی۔

(ج) فی الوقت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تمام گرلز اور بوائز کالجوں کو خود مختار بنانے کا فیصلہ نہیں کیا گیا کیونکہ 26 کالجوں کی خود مختاری کو کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے۔ مزید فیصلے تک 26 کالجوں کی خود مختاری معطل ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے دو سوال on his behalf پوچھ لئے۔ اب آپ سوال نہیں کر پائیں گے۔ I am sorry for that.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں صرف ایک ضمنی سوال کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: No, آپ rules پڑھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، آپ نے ایوب خان صاحب کے دو سوال پڑھے ہیں۔ آپ پہلے سوچ لیا کریں کہ آپ اس طرح سے پکڑے بھی جا سکتے ہیں۔ جی، یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نواز چوہان صاحب کا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! On his behalf.(معزز ممبر نے جناب محمد نواز چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، انصاری صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 1112 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ شہر: بوائز و گرلز کالجوں کے نام و دیگر تفصیلات

*1112: جناب محمد نواز چوہان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ شہر میں گرلز و بوائز کالجوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) ان کالجوں میں کون کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(د) ان کالجوں میں کون کون سی missing facilities ہیں اور حکومت یہ کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں بوائز و گرلز کالجوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

بوائز کالجز

نمبر شمار	کالج کا نام
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج، گوجرانوالہ
3	گورنمنٹ ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ

گرلز کالج

نمبر شمار	کالج کا نام
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ
3	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، گوجرانوالہ سٹی
4	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ
5	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، کالج روڈ گوجرانوالہ

(ب) ان کالجوں میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کالج کا نام	اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ	169
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج، گوجرانوالہ	96
3	گورنمنٹ ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	34
4	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ	119
5	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ	60
6	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، گوجرانوالہ سٹی	42
7	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	42
8	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، کالج روڈ گوجرانوالہ	23

(ج) ان کالجوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کالج کا نام	اساتذہ کی خالی اسامیاں
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ	20
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج، گوجرانوالہ	09
3	گورنمنٹ ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	00

4	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ	18
5	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ	10
6	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، گوجرانوالہ سٹی	08
7	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	05
8	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، کالج روڈ گوجرانوالہ	11

ان کالجوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی گریڈ وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان کالجوں میں موجود missing facilities کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ محکمہ اعلیٰ تعلیم کے موجودہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں ایک بلاک کالجوں کو missing facilities کے فنڈز فراہم کرنے کے لئے شامل کیا گیا ہے۔ گوجرانوالہ شہر کے کالجوں کی missing facilities، جو ضمیمہ (ب) (جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) پر موجود ہیں، کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور ضروری قانونی کارروائی کے بعد جلد وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے ایک سمری بھجوادی جائے گی تاکہ ان کالجوں کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! سوال میں تین بوائز اور پانچ گرلز کالجوں کی تعداد بتائی گئی ہے تو میرا معزز منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ کیا تین بوائز کالجوں میں M.Com کی کلاسیں اور پانچ گرلز کالجوں میں کیا B.Sc کی کلاسیں چل رہی ہیں اور اگر نہیں ہیں تو کب کلاسیں شروع کی جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پہلی بات میری معزز دوستوں سے یہ ہے کہ یہ ضمنی سوال نہیں بنتے بلکہ یہ fresh question بنتے ہیں لیکن میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جن آٹھ کالجوں کا ذکر کیا گیا ان میں پانچ گرلز اور تین بوائز کالج ہیں۔ اس کے علاوہ اب تین کامرس کالج بھی فیصلہ کے بعد TEVETA سے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس آ گئے ہیں جن میں M.Com کی کلاسیں بھی ہو رہی ہیں ان میں دو گرلز اور ایک بوائز کالج ہے۔ اس کے علاوہ ایک نیا گرلز کالج نوشہرہ روڈ پر بنایا جا رہا ہے۔ گوجرانوالہ کے اندر already M.Com کی کلاسیں بھی ہو رہی ہیں اور باقی کلاسوں کا اجراء بھی ان کامرس کالجوں کے اندر جاری ہے۔

جناب سپیکر: تھوڑی دیر بعد آپ سے یہ پوچھیں گے کہ آپ کا نام کیا ہے، پوچھنے میں کیا حرج ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اور بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین میں psychology کی صرف ایک lecturer ہے جبکہ یہاں پر چار کلاسیں پڑھائی جاتی ہیں جن میں first year, second year, third year and fourth year. ہیں لہذا ایک lecturer کے possible نہیں ہے کہ وہ چاروں کلاسوں کو manage کرے۔ یہ اس lecturer کے ساتھ بھی ناانصافی ہے اور طالبات کے ساتھ بھی ناانصافی ہے۔ پرنسپل صاحبہ پہلے بھی محکمے کو لکھ چکی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر voluntarily کوئی کام کرتا ہے تو زیادہ کام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! وہ اپنا کام بھی نہیں کر سکیں گی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ پبلک کی بہتری کا معاملہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ پبلک کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اس سے اچھا اور کیا ہو گا؟ وہ چار کلاسوں کو پڑھا رہی ہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! وہ دُہائی دے رہی ہیں کہ مجھ سے کام نہیں ہو رہا، میں psychology پڑھاتے پڑھاتے خود نفسیاتی مریضہ بن گئی ہوں۔ انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ وہاں پر اُردو لیکچرار کی 12 سیٹیں ہیں، psychology کی صرف ایک سیٹ ہے یا ان میں سے کسی ایک کو ادھر convert کر دیا جائے یا psychology کی سیٹیں بڑھا دی جائیں۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا ٹائم آپ بھی اس کالج کو دے دیا کریں۔ آپ مجھے کافی psychologist لگتے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ (قہقہہ)

اگلا سوال جناب محمد نواز چوہان کا صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1385 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: بلال گنج ڈگری کالج کا قیام و دیگر تفصیلات

*1385: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بلال گنج ڈگری کالج لاہور کب قائم ہوا؟

(ب) اس کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا اس کی عمارت طالبات کی تعداد اور کلاسوں کے مطابق ہے؟

(د) اس کالج میں فرنیچر کی تعداد برائے طالبات اور اساتذہ ضروریات کے مطابق ہے؟

(ہ) کیا اس میں کوئی کینٹین ہے؟

(و) اس میں واٹر سپلائی کا پانی کہاں سے آتا ہے وہ حفظان صحت کے مطابق ہے؟

(ز) اس کالج میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد اسامی اور گریڈ وار بتائیں کون کون سی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بلال گنج، لاہور 1992 میں قائم ہوا۔

(ب) کالج ہذا کی عمارت 36 کمروں پر مشتمل ہے جن میں ایک عدد لائبریری، پانچ عدد لیب اور طلباء کے لئے 30 عدد کمرے ہیں۔

(ج) جی ہاں! کالج ہذا کی عمارت طالبات کی تعداد اور کلاسوں کے مطابق ہے۔

(د) جی ہاں! کالج ہذا میں فرنیچر کی تعداد طالبات اور اساتذہ کی ضروریات کے مطابق ہے۔

(ہ) جی ہاں! کالج ہذا میں کینٹین بھی موجود ہے۔

(و) کالج ہذا میں پانی کی ترسیل (WASA) لاہور سے ہوتی ہے جو کہ حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ہے۔

(ز) کالج ہذا میں کل 65 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ ان میں سے 7 اسامیاں خالی ہیں جن کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامیاں مع گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	تاریخ خالی اسامیاں
1	ایسوسی ایٹ پروفیسر (BS-19)	06	02	06-03-10 اور 11-10-11

2	اسسٹنٹ پروفیسر(BS-18)	15	01	07-01-13
3	لیکچرارز(BS-17)	16	کوئی نہیں	
4	ہیڈکلرک(BS-14)	01	کوئی نہیں	
5	سینئر کلرک(BS-09)	02	01	23-11-10
6	جونیئر کلرک(BS-07)	08	01	26-03-13
7	کلاس فور(BS-01)	17	02	01-01-11اور14-10-11
	میزان	65	07	

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! وزیر موصوف جس پروموشن بورڈ کا بتا رہے ہیں کہ وہ گریڈ اٹھارہ اور انیس میں پروموٹ کرتا ہے تو یہاں پر گزشتہ پونے چار سال سے ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر کی اسامی خالی ہے اور دوسری اسامی بھی تقریباً دو سال سے خالی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ پروموشن بورڈ نے آخری دفعہ کب promotions کی تھیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پروموشن بورڈ کی regular meetings ہوتی ہیں۔ آخری میٹنگ چھ ماہ پہلے ہوئی تھی اور اب پھر میرے خیال میں جنوری میں پروموشن بورڈ نے بیٹھنا ہے۔ اس میں جو سب سے بڑا مسئلہ آتا ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے گریڈ سترہ، اٹھارہ میں بھرتیاں ہونی ہوتی ہیں جب تک وہ بھرتیاں نہیں ہوتیں تب تک پروموشن بورڈ کے لئے بھی مسئلہ ہوتا ہے، existing seats کو اپ گریڈ کرنا پڑتا ہے تاکہ جو لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں وہی کام کریں جس سے کافی زیادہ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے تھوڑا انتظار کرنا پڑتا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے جب سترہویں، اٹھارہویں گریڈ کی بھرتی ہو جائے گی تب ہی پروموشن بورڈ اس پر کام کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ پروموشن بورڈ کی آخری میٹنگ 27۔نومبر کو ہوئی تھی اس کے بعد سارے معاملات کو دیکھتے ہوئے اگلی میٹنگ انشاءاللہ تعالیٰ جنوری میں رکھی جائے گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسوسی ایٹ پروفیسر کی دو اسامیاں خالی ہیں یہاں پر منظور شدہ اسامیوں کی تعداد چھ ہے جن میں سے دو اسامیاں خالی ہیں یعنی 33 فیصد سینئر پروفیسر وہاں موجود ہی نہیں ہیں۔ یہ کون سے مضامین کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں اور کیا اس سے طالبات کا حرج نہیں ہو رہا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! محکمہ ہائر ایجوکیشن اسی لئے ہے۔ جو متعلقہ subjects کے ٹیچرز ہوتے ہیں ان کو عارضی چارج دیا جاتا ہے اور وہ اس کی take care کر رہے

ہوتے ہیں۔یہ مسئلہ ہمارے لئے بھی بہت بڑا ہے، پنجاب پبلک سروس کمیشن کا اپنا ایک میرٹ ہے، ان کا اپنا ایک سسٹم ہے اور جب تک نیچے سے بھرتیاں ہو کر اوپر نہیں آتیں تب تک پروموشن بورڈ کے لئے problem رہتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے۔ حاجی جاوید اختر انصاری!۔۔۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!.On his behalf

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!.On his behalf

جناب سپیکر: On his behalf تو اُدھر سے ہی آئے گا، آپ مہربانی کریں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں نے پہلے کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1467 ہے۔

جناب سپیکر: احمد خان صاحب! ماشاء اللہ آپ اس ایوان کے بہت پرانے ممبر ہیں اور میری نظر سے ابھی تک آپ کا اپنا کوئی سوال نہیں گزرا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرے سوال بھی آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کب آئیں گے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! محکمہ جنگلات کے حوالے سے ہیں۔

جناب سپیکر: آ جائیں تو اچھی بات ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! دوسرے محکموں میں سوالات دیئے ہوئے ہیں۔ یہ سوالات بھی ہمارے ہیں، یہ ایوان کی property ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ ایوان کی property ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن جنہوں نے محنت کی ہوتی ہے۔۔۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اگر اس سے عوام کا فائدہ ہو سکتا ہے تو ہمیں اس میں حصہ لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1467 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے حاجی جاوید اختر انصاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین خوشاب میں فرنیچر کی عدم فراہمی

***1467: حاجی جاوید اختر انصاری:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین خوشاب کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ڈگری کالج میں ایف اے اور بی اے کی طالبات کمروں کے فرشوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ کالج کے لئے فرنیچر خرید نہیں کیا گیا۔فرنیچر کے لئے فنڈز فراہم نہیں کئے گئے اگر ایسا نہیں ہے تو حکومت پنجاب متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ڈگری کالج کے لئے فوری جلد فرنیچر خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز اس کالج کی missing facilities کو پورا کرنے کے بارے میں کوئی لائحہ عمل تیار کر رہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین خوشاب کا قیام 2006 میں عمل میں آیا۔

(ب) درست نہ ہے۔ کالج ہذا میں طالبات کے لئے فرنیچر موجود ہے تاہم فرسٹ ایئر کی طالبات کے لئے فرنیچر کی کمی کی وجہ سے دریاں مہیا کی گئی ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ محکمہ اعلیٰ تعلیم کے فراہم کردہ فنڈز سے سال 2006 میں طالبات کے لئے 400 کرسیاں اور 200 سٹول خریدے گئے تھے۔2010 میں کالج انتظامیہ نے ویلفیئر فنڈ سے مزید 70 کرسیاں بھی خریدیں۔

(د) کالج انتظامیہ نے ویلفیئر فنڈ سے -/135000 روپے کی رقم کرسیوں کی خریداری کے لئے مختص کر دی ہے اور فرنیچر کی خریداری کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ محکمہ اعلیٰ تعلیم حکومت پنجاب کے مختلف کالجوں میں موجود missing facilities پر مشتمل ایک مشترکہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے بھجوا رہا ہے جس میں کالج ہذا کو بھی شامل

کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے بعد missing facilities کے لئے رقم ضروری قانونی کارروائی کے بعد فراہم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کالج کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ 2006 میں قائم ہوا ہے۔ ہمارے colleague حاجی صاحب نے اس سوال میں کہا ہے کہ کیا ایف اے اور بی اے کی بچیاں فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟ لیکن محکمہ نے کہا ہے کہ نہیں، وہ غلط کہتے ہیں۔ ایف اے، بی اے کی طالبات نہیں بلکہ فرسٹ ایئر کی طالبات فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ سات سال میں، اس وقت میاں محمد شہباز شریف کے زمانے میں کالج کی طالبات فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کریں، میاں محمد شہباز شریف تو پرائمری سکول کی بچیوں کا بھی فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ سات سال گزرنے کے باوجود بھی ایف اے اور بی اے کی بچیاں فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم

جناب سپیکر: نہیں، shame کی کیا بات ہے، پرسوں آپ نہیں فرش پر بیٹھے رہے؟ (قہقہہ)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جواب درست ہے۔ (قہقہہ) (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ بس اتنا ہی کافی ہے، اب serious بات ہو جائے۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جو تعلیم کی شمع روشن کی ہے اس سے بچوں میں awareness آئی ہے۔ یہ خوشاب کا کالج 2006 میں بنا تھا لیکن پچھلے دو سال سے یہاں پر یکدم سٹوڈنٹس کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ ان کی تعداد 900 تک ہو گئی ہے اب اس میں کل بارہ کلاس رومز تھے جن میں سے دس کلاس رومز استعمال ہو رہے تھے اور والدین کو بتایا گیا کہ اس وقت کالج میں دو کلاس رومز میں فرنیچر موجود نہیں ہے۔ کالج نے فوری طور پر ایک لاکھ 35 ہزار روپے کی رقم سے فرنیچر بھی خرید لیا ہے، دس کلاس رومز فرنیچر کے ساتھ ہیں اور جو اضافی بچیاں آئی ہیں ان کے لئے دو کلاس رومز میں فوری طور پر کلاسوں کا اجراء کیا گیا ہے اور ان کا فرنیچر بھی اگلے مہینے تک آ جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،احمد خان بلوچ!جب آپ سکول میں پڑھتے رہے ہیں تو تیسری جماعت سے پہلے تو آپ کو ٹاٹ نصیب نہیں ہوا ہو گا؟یہ بات ٹھیک ہے ناں!

جناب احمد خان بلوچ: جی، بالکل۔مگر میں آج کے دور کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ساری بات بتادی ہے،ابھی بھی سمجھ میں نہ آئے تو میں کیا کروں؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!آج کے دور میں یہ دریاں نہیں ہونی چاہئیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میں آپ کو یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ حاجی صاحب اپوزیشن کے ممبر ہیں وہ کام سے گئے ہوئے تھے۔یہ سوال حکومتی بنچوں کی طرف سے نہیں بلکہ اپوزیشن کی طرف سے تھا۔میں نے خود verify کیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے لئے تو دونوں برابر ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جی، بالکل۔میں صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ سوال اپوزیشن کی طرف سے تھا۔وزیر موصوف نے سوال کا جواب دے دیا ہے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سکول 2006 میں بنا ہے اور 2010 تک صرف 70 کرسیاں دی گئی ہیں اگر یہ ہمیں بتادیتے ہیں تو ہم کچھ زیادہ کرسیاں دے دیتے۔

جناب سپیکر: اب آپ کو کیا ہوتا ہے؟آپ اب جا کر دے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!اتنی ضروری چیز مہیا نہیں کی گئی،یہاں پر ہمیں اتنا سب کچھ کہا جاتا ہے کہ ہمارا vision ایجوکیشن پر ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی لاہور میں رہتے ہیں اخلاقی طور پر یہ ذمہ داری آپ پر بھی آتی ہے۔شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: میرا خیال ہے کہ جو vision دیا جا رہا ہے اس کے مطابق کام نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر: جی،اگلا سوال ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر!سوال نمبر 1543 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ:ڈگری کالجز(بوائز/گرلز)کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1543:**ملک تیمور مسعود:**کیاوزیرہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کتنے ڈگری کالج بوائز/گرلز ہیں کس کس کالج میں کون کون سے مضامین کے اساتذہ کی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں۔کالج وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ ان اساتذہ کی خالی اسامیوں کے باعث طلباء وطالبات کی پڑھائی میں حرج ہو رہاہے۔ان اسامیوں پر حکومت اساتذہ کی تعیناتیاں کیوں نہیں کر رہی،وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مذکورہ کالجوں کے نتائج کی شرح کتنے فیصد رہی،کالج وار اور سال وار تفصیل سے ایوان کوآگاہ کریں؟

(د) کتنے کالجوں کے نتائج ہر کلاس کے 50 فیصد سے بھی کم رہے،ان کالجوں کے نام ومقام اوران کے سربراہان کی تفصیل سے ایوان کوآگاہ کریں؟

(ہ) کیاحکومت نے ان کالجوں کے سربراہان کو نتائج کی شرح بہتر کرنے کے لئے کوئی وارننگ لیٹر جاری کیاہے اگرہاں تواس کی تفصیل سے ایوان کوآگاہ کریں؟

وزیرہائرایجوکیشن(رانامشہوداحمد خان):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں بوائز گرلز کالجوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تعداد بوائز کالج	تعداد گرلز کالج
07	07

خالی اسامیوں کی کالج وار تفصیل درج ذیل ہے:-

نام کالج	نام خالی اسامی	کیفیت
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج اوکاڑہ	ایسوسی ایٹ پروفیسرز:سوشل ورک،شماریات،اردو، اسسٹنٹ پروفیسر:کیمسٹری،انگلش،فزکس،اردو، لیکچرار:کیمسٹری،کمپیوٹر سائنس،جغرافیہ،بیتھ، پولیٹیکل سائنس	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ کالج(بوائز)دیپالپور	پرنسپل ایسوسی ایٹ پروفیسر:عربی،فارسی اسسٹنٹ پروفیسر:سیاسیات،فزکس،کیمسٹری لیکچرار:ریاضی2،بیالوجی،فزیکل،ایجوکیشن، لائبریری سائنس	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز،بصیرپوراوکاڑہ	کیمسٹری،نفسیات،بیالوجی،اکنامکس،عمرانیات، اردو،	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔

گورنمنٹ کالج(بوائز) حویلی لکھا	اسسٹنٹ پروفیسر:انگلش لیکچرار: کیمسٹری،بیتھ،شماریات، سائیکالوجی، اسلامات، فیزیکل ایجوکیشن،لائبریری سائنس	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ کالج(بوائز) حجرہ شاہ مقیم	اسسٹنٹ پروفیسر:پولیٹیکل سائنس لیکچرار:اکنامکس، ہسٹری، سوکس، بیالوجی، ہیلتھ اینڈفزیکل ایجوکیشن	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج رینالہ خورد	لیکچرار: کیمسٹری،بیتھ،سوشل ورک	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ کالج گوگیرہ	اسسٹنٹ پروفیسر:کیمسٹری،انگریزی،فزکس، پولیٹیکل سائنس لیکچرار:بیالوجی، کیمسٹری،انگریزی،ریاضی، سوشیالوجی،اردو	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ کالج برائے خواتین اوکاڑہ	فارسی، نفسیات،فزکس،اسلامیات،فائن آرٹس، فارسی،اسلامیات	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساؤتھ سٹی اوکاڑہ	ایسوسی ایٹ پروفیسر:جغرافیہ اسسٹنٹ پروفیسر:فزکس،اردو	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین دیپالپور	اسسٹنٹ پروفیسر:پولیٹیکل سائنس، اسلامیات،اردو،فارسی لیکچرار:بیالوجی، عربی،انگریزی، فارسی	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بصیرپور	لیکچرار:بیالوجی،فزکس، کیمسٹری، ریاضی، سوشیالوجی،اکنامکس، نفسیات	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین حویلی لکھا	اسسٹنٹ پروفیسر:اردو لیکچرار:انگریزی2،اردو3،فزکس، ہسٹری، نفسیات،اکنامکس	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، حجرہ شاہ مقیم	اسسٹنٹ پروفیسر:بیالوجی، مطالعہ پاکستان، شماریات لیکچرار:ہسٹری،اسلامیات، کیمسٹری، کمپیوٹر سائنس، فزکس،فارسی، فزیکل ایجوکیشن،لائبریری	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین رینالہ خورد	اسسٹنٹ پروفیسر:اکنامکس،اسلامیات لیکچرار:انگلش، سٹیٹ، باٹنی،فزکس	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کرلئے ہیں۔

(ب) طلباء کا تعلیمی نقصان نہیں ہوتا کیونکہ ہر سال ان خالی اسامیوں پر سی ٹی آئز تعینات کر دیئے جاتے ہیں جو کہ تعلیمی سیشن پورا کرتے ہیں اور طلباء کو پوری لگن سے پڑھاتے ہیں۔ تاہم اگر مستقل بنیادوں پر ٹیچنگ سٹاف بھرتی کر لیا جائے تو طلباء کے لئے اور بھی مفید ہو گا۔

(ج) تمام کالجوں کا پچھلے پانچ سالوں کا رزلٹ مع بورڈ/یونیورسٹی ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) ان کالجوں کے نتائج 50 فیصد سے کم رہے ان کے نام و مقام اور سربراہان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت کی طرف سے ان کالجوں کو نتائج کی شرح کو بہتر کرنے کے لئے کوئی وارننگ لیٹر جاری نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز(ب) میں یہ پوچھا تھا کہ 'کیا یہ درست ہے کہ ان اساتذہ کی خالی اسامیوں کے باعث طلباء وطالبات کی پڑھائی میں حرج ہو رہا ہے۔ان اسامیوں پر حکومت اساتذہ کی تعیناتیاں کیوں نہیں کر رہی، وجوہات سے آگاہ کریں؟'

جناب سپیکر: اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! ان کے جواب کے مطابق ضلع اوکاڑہ ڈگری کالج میں خالی اسامیوں کی تفصیلات تو آ گئی ہیں جو سو سے زیادہ بنتی ہیں اور یہ عرصہ بارہ سے پندرہ سال سے خالی ہیں جبکہ محکمہ کی طرف سے یہ جواب آیا ہے کہ 'طلباء کا تعلیمی نقصان نہیں ہوتا کیونکہ ہر سال ان خالی اسامیوں پر سی ٹی آئز تعینات کر دیئے جاتے ہیں جو کہ تعلیمی سیشن پورا کرتے ہیں اور طلباء کو پوری لگن سے پڑھاتے ہیں۔' میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ لگن کے ساتھ تعلیم دینے کا ان کا کیا criteria ہے کیونکہ جو تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی گئی ہیں اس میں ضلع اوکاڑہ کے بے شمار کالج ہیں جن کا رزلٹ less than 50 فیصد ہے اگر لگن سے تعلیم دی جا رہی ہے تو ان کالجوں کا 50 فیصد سے کم رزلٹ کیوں آ رہا ہے؟ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ ان کالجوں کو کوئی وارننگ لیٹر جاری ہوئے ہیں تو جواب دیا جاتا ہے کوئی وارننگ لیٹر جاری نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: تو کیا امتحان ان کو جا کر دینا چاہئے؟

ملک تیمور مسعود: جناب والا! وزیر موصوف وہاں پر جو سی ٹی آئی ٹیچرز بھرتی کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں اور اب آپ وزیر موصوف کا جواب سنیں، صبح سے اسی کام پر چل رہے ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب والا! پڑھے لکھے پنجاب کا یہ حال ہے؟

جناب سپیکر: اللہ کے فضل سے آج اچھا ہو گا، ایسے نہ کہا کریں یہ آپ کے لئے یا ان کے لئے نہیں ہے بلکہ آپ دونوں کے لئے ہے کہ "پڑھا لکھا پنجاب" ایک اچھی بات ہے۔ خدا کرے کہ آپ کا ملک ترقی کی

طرف گامزن ہو اور ترقی یافتہ ممالک کی صف میں صف اول پر جا کر کھڑا ہو اور متفقہ طور پر دونوں طرف سے آپ joint venture کریں۔وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا!میں پہلے بھی تین دفعہ ایوان کو apprise کر چکا ہوں کہ ٹیچرز یا لیکچرار جن کی بھرتی کی جاتی ہے،اس میں ایک dilemma یہ ہے کہ یہ لوگ جب بھرتی ہو جاتے ہیں تو ان کا زیادہ زور یہ ہوتا ہے کہ وہاں ٹرانسفر کروالی جائے جہاں ان کے آبائی گھر ہوتے ہیں۔ جب پنجاب پبلک سروس کمیشن امتحان لیتا ہے تو اس وقت وہ علاقوں کو نہیں دیکھتا کہ کس کس علاقے سے یہ لوگ آ رہے ہیں اس کے علاوہ معزز ممبر نے خالی پوسٹوں کی بات کی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت vision صرف اور صرف حکومت پنجاب کا ہے، ٹرانسفر پالیسی حکومت پنجاب نے implement کی اور اس کے بعد rationalization کی پالیسی بھی حکومت پنجاب لے کر آئی ہے۔اس کے مطابق جن جن کالجوں اور سکولوں کے اندر جتنے students ہیں ان کے مطابق ٹیچرز کی تعداد کو پورا کیا جاتا ہے۔اس وقت جو پوسٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں انہی کو دیکھتے ہوئے rationalization کی پالیسی حکومت پنجاب لے کر آئی ہے اور ایسا پہلی دفعہ ہوا ہے۔ میں اس مقدس ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ جو ٹرانسفر پالیسی آئی ہے وہ مکمل طور پر میرٹ کی بنیاد پر ہے۔ماضی کی حکومتوں پر الزام لگتا تھا کہ منتخب نمائندے postings and transfers کرواتے ہیں۔اب totally merit کی بنیاد پر postings and transfers ہوں گی۔اس کے لئے ایک سرچ کمیٹی بنا دی گئی ہے جس کے تحت ان لوگوں کا انتخاب ہوتا ہے rationalization کی پالیسی آ چکی ہے جس کے تحت جن کالجوں اور سکولوں میں ٹیچرز کی کمی ہے اور جہاں پر surplus ہیں وہاں سے اٹھا کر ان کالجوں اور سکولوں میں بھیجا جا رہا ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ یہ initiative پنجاب کے عوام کے لئے ہے، پنجاب کے بچوں کے لئے ہے، پنجاب میں تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ہے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس معاملے پر اپوزیشن تنقید کرے لیکن اگر کوئی اچھا کام ہو رہا ہے تو اس کی تعریف بھی ضرور کرے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا!اس پر میرا ضمنی سوال ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! یہ سوال ادھر کا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! میں بھی ادھر سے ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ادھر نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس وقت تو ادھر ہی بیٹھے ہیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: ملک صاحب! شاہ صاحب کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! ٹھیک ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ایوان میں موبائل فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی)

جناب سپیکر: اپنا اپنا ٹیلی فون بند رکھیں ورنہ ضبط ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! رانا مشہود صاحب نے ٹھیک ٹھیک جوابات دیئے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی انہوں نے ذکر کیا ہے کہ جب ریگولر ٹیچرز یا لیکچرار بھرتی ہو جاتے ہیں تو پھر وہ اپنی ٹرانسفر کے لئے زور لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ بالکل ممکن ہے، محکمہ جب پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھرتی کے لئے requisition بھیجے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کے متعلق بات کریں، تجاویز نہ دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں یہ سوال کر رہا ہوں کہ کیا محکمہ اس بات کو کرنے کے لئے تیار ہے کہ college identify کر کے requisition Punjab Public Service Commission کو دی جائے تاکہ یہ مسئلہ ہی ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے کیونکہ جب ایک بندہ اس کالج کے لئے designate ہو جائے گا تو وہ اسی کالج میں ہی تعینات ہو گا لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اسی طرح سے requisition دی جائے اور محکمہ صحت میں بھی اس طرح سے ہوتا ہے، اس کو یہاں پر بھی adopt کیا جائے تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، hard and fast rules نہ بنائے جائیں، کہیں کہیں relaxation بھی کرنی پڑتی ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! ڈاکٹر وسیم اختر صاحب نے جو یہ بات کی ہے already میں نے یہ بتایا تھا کہ جو Steering Committee بنی ہوئی ہے اور ہم جو ایجوکیشن پالیسی لا رہے ہیں اس میں District Education Boards اور یہ سارا کچھ ملا کر ہم اس طرف ہی جا رہے ہیں تاکہ آئندہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ جس ڈسٹرکٹ کے اندر جتنی ضرورت ہے اس کے

مطابق اسی ڈسٹرکٹ کے لوگوں کی وہاں پر بھرتی کی جائے تاکہ آئندہ آنے والے دنوں میں اس مسئلہ کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب!اب آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا!کیا اس وجہ سے بھرتی نہیں کی جارہی کہ تبادلوں کا ڈر ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): آپ کا ڈر ہے۔

ملک محمد احمد خان: نہیں، جناب! میرا تو نہیں ہے، میری وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان صاحب سے گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا!ضمنی سوال ہی کرنے لگا ہوں۔ملک تیمور مسعود کے سوال نمبر 1543 میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کتنی اسامیاں خالی ہیں، رانا صاحب اس کا جواب یہ دے رہے ہیں کہ بھرتیاں اس لئے نہیں کی جارہیں کہ تبادلوں کا ڈر ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا!میں نے یہ نہیں کہا۔

ملک محمد احمد خان: آپ نے یہ کہا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا!یہ ایوان کے اندر misstatement of facts ہے۔۔۔

ملک محمد احمد خان: آپ نے خود کہا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا!معزز ممبر میرے لئے بڑے محترم ہیں میں نے جو بات کی تھی اس کو توڑ مروڑ کے پیش نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

وہاڑی: گورنمنٹ کالج آف کامرس میں اساتذہ وطالب علموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*149: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج آف کامرس تحصیل وہاڑی میں اساتذہ و طالب علموں کی تعداد کتنی ہے اور کون کون سی seats خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج کی چار دیواری نامکمل ہے، یہ چار دیواری کب تک مکمل کر دی جائے گی؟

(ج) مذکورہ کالج میں کمپیوٹرز کی تعداد کتنی ہے، کیا یہ درست ہے کہ کمپیوٹرز کم ہونے کی وجہ سے طلباء کی پڑھائی متاثر ہو رہی ہے، حکومت کب تک مزید کمپیوٹرز مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ کالج آف کامرس تحصیل وہاڑی میں سیشن 2012-13 میں کلاس وار طلباء وطالبات کی تعداد درج ذیل ہے:

کلاس	طلباء کی تعداد
ڈی کام پارٹ I	120
ڈی کام پارٹ II	121
بی کام پارٹ I	100
بی کام پارٹ II	53
ایم کام پارٹ I	25
ایم کام پارٹ II	31
کل تعداد	450

کالج ہذا میں اساتذہ کرام کی کل منظور شدہ اسامیاں 30 ہیں جبکہ اس وقت 23 اساتذہ کرام اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور منظور شدہ اساتذہ کی 7 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام اسامی	گریڈ	مضمون	خالی اسامیوں کی تعداد
چیف انسٹرکٹر	BPS-19	اردو شارٹ ہینڈ	1
اسسٹنٹ پروفیسر	BPS-18	کامرس	1
انسٹرکٹر	BPS-17	کامرس	3
انسٹرکٹر	BPS-17	اردو	1
انسٹرکٹر	BPS-17	انگلش	1

(ب) مذکورہ کالج کی عمارت کی تعمیر اور قیام کے وقت سے ہی ایک بڑا بہت گہرا گڑھا کالج کے رقبہ کے حصہ کے طور پر ملا اس طرف ٹھیکیداروں نے چار دیواری کی تعمیر ہی نہیں کی تھی اب بلدیہ کے تعاون سے اس میں ٹرالی ملبہ ڈالا جارہا ہے تاکہ اس کو قابل استعمال اور کارآمد بنانے کے لئے کم از کم مٹی کی ضرورت پیش آئے لیکن اسے پوری طرح بھرنے کے لئے ابھی کچھ وقت درکار ہے۔

محکمہ اعلیٰ تعلیم کے سالانہ ترقیاتی بجٹ 14-2013 میں ایک block allocation میں موجود ہے جس سے تمام کامرس کالجز کو ضروری missing facilities فراہم کرنے کے لئے اعداد و شمار اکٹھے کئے جارہے ہیں جلد ہی سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے بھجوا دی جائے گی جس میں مذکورہ کالج کو بھی شامل کیا جائے گا۔

(ج) کالج میں مختلف اوقات میں خریدے گئے کمپیوٹرز کی کل تعداد 108 ہے ان میں سے 32 P-III کمپیوٹرز ناقابل استعمال ہیں۔ باقی ماندہ 76 کمپیوٹر لیب میں موجود ہیں اور طالبعلموں کے استعمال میں ہیں تفصیل درج ذیل ہے:-

لیب	کمپیوٹرز کی تعداد
لیب نمبر1	50 عدد
لیب نمبر2	26عدد

کالج ہذا کی تمام کلاسز میں کمپیوٹر کا مضمون شامل ہے۔ لیب نمبر1 اور لیب نمبر2 میں موجود کمپیوٹرز پر طلباء کو احسن انداز میں کمپیوٹرز کی تربیت دی جارہی ہے اور طلباء وطالبات کا تعلیمی حرج نہیں ہو رہا۔

لاہور: گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاد باغ میں بھرتی کی تفصیلات

*1039: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاد باغ لاہور کی موجودہ پرنسپل صاحبہ نے اپنی تعیناتی کے دوران کتنی مرتبہ کنٹریکٹ پر لیکچرار کی بھرتی کی؟

(ب) کتنی خواتین نے کنٹریکٹ پر بھرتی کے لئے درخواستیں جمع کروائیں، ان کے نام وپتاجات اور جو میرٹ لسٹ بنائی گئی، اس کی تفصیل سے بھی آگاہ کریں؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ ان لیکچرار کو میرٹ سے ہٹ کر بھرتی کیا گیا؟

(د) بھرتی کرنے والی کمیٹی کے ممبران کے نام وعہدہ سے بھی آگاہ کریں، کمیٹی کے ممبران اساتذہ کب سے مذکورہ کالج میں تعینات ہیں؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) کنٹریکٹ CTI,s سال2009تا2013

(ب) امیدواران کی لسٹ2009تا2013ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے۔

(د) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: بوائز و گرلز کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1308: **جناب محمد نواز چوہان:** کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔92 گوجرانوالہ میں کس کس جگہ سرکاری بوائز و گرلز کالج قائم ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کالج وار بتائیں؟

(ج) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علموں کے لئے کیا کیا سہولیات انتظامیہ کی طرف سے فراہم کی جارہی ہیں؟

(د) کیا ان کالجوں میں فرنیچر، سائنس لیب، سائنس لیب کا سامان اور کھیلوں کا سامان ان کی ضروریات کے مطابق ہے اگر ناکافی ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھارہی ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔92 گوجرانوالہ میں تین سرکاری کالج موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- گورنمنٹ کالج برائے خواتین چوک نیائیں اردو بازار، گوجرانوالہ سٹی

2- گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین صغیر شہید پارک نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ

3- گورنمنٹ کالج آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

(ب) ان کالجوں میں کلاس وار طالب علموں کی تعداد درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام کالج	طالبات کی تعداد				
		فرسٹ ایئر	سیکنڈ ایئر	تھرڈ ایئر	فورتھ ایئر	کل میزان
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین چوک نیائیں اردو بازار، گوجرانوالہ سٹی	900	728	380	300	2308

نمبر شمار	نام کالج	ڈی کام کے طلباء		بی کام کے طلباء		کل میزان
		(پارٹ 1)	(پارٹ II)	پارٹ I)	پارٹ II)	
3	گورنمنٹ کالج آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ	100	109	110	90	409

(ج) ان کالجوں میں کالج انتظامیہ کی طرف سے فراہم کردہ سہولیات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

-1 گورنمنٹ کالج برائے خواتین چوک نیائیں اردو بازار، گوجرانوالہ سٹی
(کالج کی عمارت سترہ کلاس رومز تین سائنس، ایک کمپیوٹر اور ایک ہوم اکنامکس لیب، ایک ہال اور ایڈمن بلاک پر مشتمل ہے اس کے علاوہ طالبات کے لئے 1000 کرسیاں اور دیگر فرنیچر، لیبارٹریز کا مکمل سامان، پانی، بجلی اور جنریٹر کی سہولت بھی موجود ہے)

-2 گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین صغیر شہید پارک نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ
(کالج کی عمارت گیارہ کلاس رومز، تین سائنس لیبارٹریز، ایک ایڈمن بلاک اور ایک ہال پر مشتمل ہے اس کے علاوہ فرنیچر اور دیگر سہولیات بھی میسر ہیں۔)

-3 گورنمنٹ کالج آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
(کالج کی عمارت دس کلاس رومز، دو کمپیوٹر لیب اور ایڈمن بلاک پر مشتمل ہے اس کے علاوہ 400 کرسیاں اور ضروری فرنیچر کے علاوہ دیگر سہولیات بھی میسر ہیں)

(د) جی ہاں!ان کالجوں میں فرنیچر، سائنس لیب، سائنس لیب کا سامان طلباء وطالبات کی ضرورت کے مطابق ہے۔

پنجاب کالج لائبریرین کا سروس سٹرکچر و دیگر تفصیلات

*1675: **جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ)**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کالج لائبریرین کے سروس سٹرکچر کی سمری کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2011 میں دی تھی مذکورہ سروس سٹرکچر گریڈ 17 تا 20 تک تھا اور اس کی بنیاد 1:15:34:50 تھی کیا فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے اس کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ نوٹیفکیشن جلد از جلد جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ نوٹیفکیشن کے اجراء میں تاخیر کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پنجاب کالج لائبریرین کے سروس سٹرکچر کی منظوری وزیر اعلیٰ نے دی تھی اور سروس سٹرکچر گریڈ17 سے 20 تک تھا اور اس کی بنیاد چار درجاتی فارمولا1:15:34:50 تھی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ بھی اس کی منظوری دے چکا ہے۔

(ب) فنانس ڈیپارٹمنٹ کی منظوری کے بعد محکمہ تعلیم نے بھی اس کا آرڈر/نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہوا ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) آرڈر/نوٹیفکیشن جاری کرنے میں ارادتاً کسی کا تاخیر عمل دخل نہ پایا جاتا ہے بلکہ آرڈر/نوٹیفکیشن محکمہ خزانہ اور محکمہ تعلیم چھان پھٹک کے بعد جاری کرتے ہیں تاکہ اس میں کوئی سقم باقی نہ رہ جائے جبکہ مذکورہ نوٹیفکیشن محکمہ فنانس سے تصدیق کروا کر پہلے ہی مورخہ 30-09-2013 کو جاری کر دیا گیا ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد:پی پی۔58 میں کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1831:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف)پی پی۔58 فیصل آباد میں کتنے کالجز بوائز/گرلز ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔58 فیصل آباد ہائر ایجوکیشن کا کوئی معیاری ادارہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں کو دوسری تحصیلوں میں بھیجنے پر مجبور ہیں؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع فیصل آباد کو تعلیم کے لئے دیئے جانے والے فنڈز میں سے کتنا فنڈ پی پی۔58 میں خرچ ہوا ہے؟

(د) حکومت پی پی۔58 فیصل آباد میں تعلیمی معیار میں بہتری پیدا کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔58 ضلع فیصل آباد کی تحصیل تاندلیانوالہ میں واقع ہے۔اس تحصیل میں ایک گرلز کالج ماموں کانجن کے مقام پر 2010 سے کام کر رہا ہے۔اس کے علاوہ ماموں کانجن میں ایک بوائز کالج زیر تعمیر ہے جس کی تعمیر کا کام تقریباً ساٹھ فیصد تک مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ضلع فیصل آباد کی تحصیل تاندلیانوالہ دو صوبائی حلقوں پی پی۔57اور پی پی۔58 پر مشتمل ہے۔ محکمہ اعلیٰ تعلیم نے اس تحصیل کی آبادی کی تعلیمی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے تاندلیانوالہ پی پی۔57 میں ایک گرلز اور ایک بوائز کالج قائم کیا جن میں بالترتیب 1372اور 824 طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔پی پی۔58 میں گرلز کالج 2010 میں قائم کیا گیا ہے جس میں 280 طالب علم زیر تعلیم ہیں اس کے علاوہ ایک بوائز کالج زیر تعمیر ہے جس کی تکمیل کے بعد اس تحصیل کے طلباء وطالبات کے لئے چار کالج موجود ہوں گے جو اس تحصیل کی تعلیمی ضرورت کے لئے کافی ہیں۔

(ج) پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع فیصل آباد کے حلقہ پی پی۔58 کو تعلیم کے حوالے سے فراہم شدہ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

پی پی۔58 میں حکومت پنجاب نے 40.658 ملین روپے کی لاگت سے ایک گرلز کالج 2010 میں تعمیر کیا۔ اس کالج کو 11-2010 سے لے کر اب تک محکمہ اعلیٰ تعلیم نے غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے -/63,05,790 روپے فراہم کئے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مالی سال	فراہم کردہ بجٹ
2010-11	-/3,62,932 روپے
2011-12	-/20,16,977 روپے
2012-13	-/39,25,881 روپے روپے

تاہم موجودہ مالی سال 14-2013 کے لئے اس کالج کو اب تک -/6,75,313 روپے کا بجٹ فراہم کر دیا گیا ہے۔

مزید برآں محکمہ اعلیٰ تعلیم نے مالی سال 12-2011 میں پی پی۔58 میں ماموں کانجن کے مقام پر ایک بوائز کالج کی تعمیر کا فیصلہ کیا جس کی کل لاگت 90.719 ملین روپے ہے اور اب تک 66.265 ملین روپے فراہم کئے جا چکے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مالی سال	فراہم کردہ بجٹ
2011-12	14.265 ملین روپے
2012-13	32.000 ملین روپے

2013-14 20.000ملین روپے
میزان 66.265ملین روپے

(د) پی پی۔58 فیصل آباد میں کالجز کے قیام کے حوالے سے تفصیل مندرجہ بالا سوالات کے جوابات میں تحریر کر دی گئی ہے اور اس کے علاوہ تعلیمی معیار کی بہتری کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے منظور شدہ قواعد وضوابط کے مطابق تمام ضروری اقدامات کئے جارہے ہیں تاکہ تعلیمی معیار کی بہتری کو یقینی بنایا جاسکے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: حضرت! پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔رانا محمد ارشد صاحب! مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں

The Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013 (Bill No .17 of 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔شکریہ۔اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے لاہور کیمپس کو اچانک بند کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک اہم مسئلہ ہے، اس وقت وزیر تعلیم بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم! متوجہ ہوں، ایک اہم مسئلہ سنئے گا اور اپنے ساتھیوں کو یہاں سے بھگائیں نہیں، مہربانی کر کے ان سے کہیں کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کا لاہور کیمپس حکومت کی اجازت سے بنایا گیا اور وہ کیمپس اچانک seal کر دیا گیا۔ 3 ہزار طلباء وطالبات اس میں داخلہ لے چکے ہیں، حکومت ان کے لئے کیا کرنا چاہتی ہے کیونکہ ان کے parents کو بہت پریشانی ہے حالانکہ وہ کیمپس باقاعدہ حکومت کی اجازت سے کھولا گیا تھا اب اچانک seal کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں وزیر قانون سے بھی آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ وہ بتائیں کہ اس مسئلہ پر حکومت کی پالیسی کیا ہے، اس کے بعد میں بتاؤں گا کہ وہ کیوں seal ہوا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): اگر آپ پہلے ہی بتا دیتے تو زیادہ اچھا تھا۔ اس میں دو چیزیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ چونکہ late آئے ہیں اس لئے کہہ رہے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! اس مقدس ایوان میں ہمیں کوئی بھی بات کرنی چاہئے تو باقاعدہ اس کی background معلوم کر کے اور جب facts and figures موجود ہوں تو تب کرنی چاہئے کیونکہ اس ایوان میں کی ہوئی بات پنجاب کے عوام کی امانت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، درست ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کا جو لاہور کیمپس ہے اس کے لئے وزیر اعلیٰ سے approval مانگی گئی اور اس پر وزیر اعلیٰ نے یہ کہا۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔ جناب عبدالوحید چودھری! آپ پرانے ممبر ہیں، جب کوئی معزز ممبر بات کر رہا ہو چاہے وہ ایم پی اے صاحب یا منسٹر صاحب ہوں تو آپ کو یہ معلوم نہیں کہ اپنی سیٹ پر کیسے جایا جاتا ہے؟ I am sorry for that.

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب والا! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

جناب سپیکر: بس، بس۔ میں لوگوں کو نہیں سنانا چاہتا۔ وہ کون تھے اور کون نہیں؟ اس کے لئے جو طریق کار ہوتا ہے بس آپ وہ دیکھ لیں۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! اس سلسلے میں جب چیف منسٹر صاحب سے approval مانگی گئی تو چیف منسٹر صاحب نے specifically دو conditions رکھی تھیں۔ ایک condition یہ تھی کہ جب تک بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کا سنڈیکیٹ approve نہیں کرتا تب تک یہ کیمپس نہیں کھل سکتا اور جب تک ہائر ایجوکیشن کمیشن اس کی approval نہیں دیتا تب تک یہ کیمپس نہیں کھل سکتا۔ وزیر اعلیٰ کی طرف سے جو دونوں recommendations تھیں ان کو پورا نہیں کیا گیا۔ اس سلسلے میں سنڈیکیٹ سے منظوری لی گئی اور نہ ہی ہائر ایجوکیشن کمیشن کی منظوری لی گئی اور فوری طور پر انہوں نے یہاں لاہور میں جگہ لے کر یونیورسٹی کا کیمپس کھول لیا۔ اس کے علاوہ تیسری important بات یہ ہے کہ یہاں پر وہ Engineering faculty لے کر آ رہے تھے جس کے لئے پاکستان انجینئرنگ کونسل سے approval ضروری تھی، اس کے علاوہ یہاں پر وہ law کی faculty لے کر آ رہے تھے جس کی پاکستان بار کونسل سے approval ضروری تھی۔ اس کے علاوہ وہ یہاں پر میڈیکل کی faculty لے کر آ رہے تھے جس کی پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل سے منظوری ضروری تھی۔ بات یہ ہے کہ قانون اور قاعدے کو جو follow نہیں کرے گا اس کے خلاف قانون بھی حرکت میں آئے گا اور اس کے خلاف کارروائی بھی ہو گی۔ یہ جو تعلیم کے نام پر ٹھیکیدار ہیں ان کو ختم کر کے اداروں کو۔۔۔

جناب سپیکر: جو بچے فیسیں دیتے تھے ان کا کیا بنے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جس وقت انہوں نے یہاں پر کیمپس کھولا اسی وقت ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے فوری طور پر اخبار کے اندر ایک اشتہار دیا،

ان کے کیمپس کے باہر نوٹس لگایا کہ یہ illegal campus ہے اگر اس کے بعد بھی کوئی داخلہ لیتا ہے تو مشتری ہوشیار باش اور یہ پوری دنیا کے اندر principle چلتا ہے۔

تعزیت

جمہوریت کے ہیرو نیلسن منڈیلا کی وفات پر معزز ممبران کا کھڑے ہو کر خاموشی اختیار کرنا

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):اس کے بعد میں ایوان سے آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں،آج جمہوریت کے ایک بہت بڑے legend اور ہیرو نیلسن منڈیلا کی death ہوئی ہے،اس نے اپنے ملک کے اندر جمہوریت کی خدمت کرنے کے لئے 27 سال جیل کاٹی اور اپنے ملک کے اندر جہاں ڈکٹیٹر شپ تھی وہاں پر جمہوریت کے پودے کی آبیاری کی۔ میں آپ کے توسط سے ایوان سے request کروں گا کہ ہم ان کی موت پر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کر لیں۔

جناب سپیکر: کھڑے ہو کر خاموشی اختیار کریں۔

(اس مرحلہ پر ایوان کے تمام معزز ممبران نے نیلسن منڈیلا کی وفات پر ایک منٹ کھڑے ہو کر خاموشی اختیار کی)

جناب سپیکر جی، شیخ صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے لاہور کیمپس کو اچانک بند کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں ٹھیک ہے منسٹر صاحب اچھے وکیل بھی ہیں لیکن مجھے صرف اس بات کا جواب دے دیں کہ کیا بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی لاہور کیمپس کے اشتہارات ڈی جی پی آر نے شائع نہیں کئے،ڈی جی پی آر پنجاب حکومت کا ادارہ نہیں ہے؟ دوسری یہ بات کہ جب ان کے admissions ہو گئے وہ سارا process چلتا رہا لیکن یہ خاموش رہے اور جب وہ اس

نہج پر پہنچ گئے جہاں تین ہزار بچوں کا مستقبل اور کروڑوں روپیہ ضائع ہونے کا خطرہ ہے وہاں جا کر انہوں نے action لیااور نوٹس لگایا۔ میں ایک بات کہتا ہوں کہ ایک عام اشتہار جو پرائیویٹ سیکٹر سے آئے حکومت اس پر نظر رکھتی ہے۔ پانچ لاکھ روپے کا اشتہار ڈی جی پی آر کے ذریعے بیس ہزار روپے میں چھپتا ہے۔ میرا اور آپ کا private concern کا اشتہار پانچ لاکھ روپے میں چھپتا ہے لیکن ڈی جی پی آر کا اشتہار بیس یا پچیس ہزار روپے میں چھپتا ہے۔ اگر یہ illegal campus تھا تو اس کے اشتہارات ڈی جی پی آر کیوں چھاپتا رہا؟ نیلسن منڈیلا کے ساتھ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کو کیسے ملا دیا یہ میرے بھائی رانا مشہود کا ہی کام ہے۔

جناب سپیکر: مشہود صاحب! یہ مذاق کی بات نہیں ہے، یہ بڑی serious بات ہے، تین ہزار بچوں کے مستقبل کا معاملہ ہے اور جنہوں نے یہ فراڈ کیا ہے ان کو تو سزا ضرور ملنی چاہئے جیسے آپ کہہ رہے ہیں لیکن اس میں آپ کا، پنجاب گورنمنٹ کا محکمہ بھی involve ہے تو اسے بھی اتنی ہی سزا ملنی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر کمیٹی بنائیں تو میں ثابت کروں گا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ بہت بڑا فراڈ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اب ان کی بات بھی سن لیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No point of order, please have your seat.

جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پہلے منسٹر صاحب بات کر لیں میں ان کے بعد کر لیتا ہوں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! دو چیزیں ہیں، اگر ہم اس ایوان کی sanctity کا خیال نہیں رکھیں گے تو اور کون رکھے گا؟ اس ایوان میں منہ سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کا کل ہم نے حساب بھی دینا ہے کیونکہ یہ ریکارڈ ہو رہا ہوتا ہے اور یہ کارروائی کا حصہ بن رہا ہوتا ہے۔ شیخ صاحب میرے بڑے محترم ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ جس دن وزیر اعلیٰ کی طرف سے جو لیٹر آیا تھا انہوں نے اس کو غلط استعمال کرنا شروع کیا۔ اسی دن ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ان کو notice بھیجا، اسی دن ڈی جی پی آر کے اندر پہلا notice ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے گیا اور اس پر already ایک انکوائری ہوئی جس کے اندر گورنمنٹ کے آفیسرز نے انکوائری کی، اگر میں اس کی تفصیل بتانا شروع کروں تو یہاں

ایک بڑی افسوسناک صورتحال نکل کر سامنے آئے گی۔جب وہ ساری انکوائری ہوئی تو اس کی رپورٹ کی روشنی میں ایک اور انکوائری کمیٹی بنی ہے جو وزیر قانون، سیکرٹری قانون اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی سٹیرنگ کمیٹی پر مشتمل ہے۔جوculprits ہیں جنہوں نے اس کے ذریعے پیسا کمانے کی کوشش کی ہے، جنہوں نے بچوں کے مستقبل کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی ہے بالکل ان کے خلاف کارروائی بھی ہو گی، نیب میں بھی کیسز جائیں گے۔جب کمیٹی کی سفارشات آئیں گی تو ان کے مطابق سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!منسٹر صاحب بالکل بجا کہہ رہے ہیں لیکن ان تین ہزار بچوں کا کیا بنے گا، نیب نے تو تین ہزار دن میں فیصلہ نہیں کرنا۔ان تین ہزار بچوں کا کیا بنے گا؟آپ بھی اس کی سنگینی کو سمجھ رہے ہیں۔آپ ایوان کی کمیٹی بنائیں میں اس میں ثابت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!آپ ان بچوں کو کسی طرح کہیں accommodate کر سکتے ہیں ؟Is there any way?انہوں نے جو رقم دی ہے وہ ان سے لے کر دیگر کسی کالج کو دے دیں اور اس کا کوئی طریقہ بنائیں۔آپ چھوڑیں کمیٹیوں سے بات نہیں بنے گی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!میں آپ کو یہی افسوسناک پہلو بتانے لگا ہوں کہ ان لوگوں نے کیا کیا کہ جو فیسیں اکٹھی ہوئیں وہ ایک بنک میں گئیں۔جب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے اس کے اوپر پابندی لگائی تو انہوں نے راتوں رات وہ رقم اس بنک سے نکلوالی حالانکہ وہ رقم نکلوانے کا انہیں کوئی استحقاق نہیں تھا۔شیخ صاحب جن تین ہزار بچوں کا ذکر کر رہے ہیں ان کے پیسے تو یہ لٹیرے کھا گئے ہیں۔ان سے recovery بھی ہو گی اور جو پیسے بنک میں ہونے چاہئیں تھے وہ انہوں نے کس قانون کے تحت نکلوائے ہیں۔

جناب سپیکر:مجھے ان سے سروکار نہیں ہے۔مجھے ان بچوں کا مستقبل بتائیں کہ ان کے لئے کیا کیا جائے ؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):جناب سپیکر!میں آخری بات کروں گا کہ جب اخبارات میں آرہا ہے،جب ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے لکھ کر لگا دیا اس کے باوجود والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے ساتھ اس طرح کھیل رہے ہیں۔اس کے اندر تو already ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ہر level پر یہ بات کی ہوئی ہے۔ہم ان بچوں کے پیسوں کی recovery کے لئے کوشش کریں گے اور ان کے پیسے نکلوا کر انہیں واپس دلوائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

حالیہ الیکشن کے رزلٹس کی تصدیق کے لئے انگوٹھوں کے نشان کی تصدیق سے قبل چیئرمین نادرا کو خلاف قانون برطرف کرنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم معاملہ جو اس وقت پورے ملک اور خاص طور پر پنجاب میں زیر بحث ہے۔ ابھی نیلسن منڈیلا کے حوالے سے ان کی جمہوری خدمات کا ذکر کیا گیا لیکن ہمارے ملک کے اندر جو جمہوریت پر شب خون مارا گیا اور جس طرح سے نادرا کے چیئرمین طارق ملک کو برطرف کیا گیا۔ پنجاب کے جو رزلٹس تھے یہاں پر thumb impression کی verification کی باری آئی تو ایک دم سے وہ کرپٹ بھی ہو گیا، اس کی تقرری بھی illegal ہو گئی۔ میں یہاں پر یہ بات اس لئے کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر دھونس اور دھاندلی سے حقائق قوم سے چھپانے کی کوشش کی گئی تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ ساری پولیٹیکل پارٹیز کا خیال تھا کہ الیکشن میں بڑے پیمانے پر rigging ہوئی ہے۔ ہم نے جلسے، جلوسوں کے ذریعے سڑکوں پر آ کر کوئی بڑا احتجاج اس لئے نہیں کیا کہ جمہوریت derail ہو گی اور کسی اور کو فائدہ نہ ہو جائے۔ اس وقت جب جناب عمران خان نے پارلیمنٹ کے اندر یہ بات کی۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر محنت وانسانی وسائل راجہ اشفاق سرور ایوان سے باہر جانے لگے)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا بات سن کر جائیں۔ منسٹر صاحب! ذرا بات سن کر جائیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

(وزیر محنت وانسانی وسائل راجہ اشفاق سرور نے کہا کہ میں ادھر ہی ہوں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): انہوں نے پارلیمنٹ میں چار حلقوں کے thumb impression کی بات کی۔ پورے ملک میں ہماری 60 کے قریب petitions pending ہیں۔ اس پر چودھری نثار صاحب نے کہا کہ ہم 20 حلقوں کی کرائیں گے تو بڑی واہ واہ ہوئی کہ یہ بڑا اچھا gesture ہے کہ ہم چار حلقوں کی کہہ رہے ہیں اور یہ 20 کی کہہ رہے ہیں لیکن ابھی ان چار حلقوں کی باری تو آنی تھی جب لاہور کے حلقہ 118 کی باری آئی ہم الیکشن ٹربیونل میں گئے اور پچھلے چھ ماہ سے کیسوں کی پیروی ہو رہی ہے تو اس الیکشن ٹربیونل نے حلقہ 118 کی thumb impression کی verification کا فیصلہ

کیا جاتا ہے تو اسے terrorize کیا جاتا ہے، دبایا جاتا ہے، دھمکایا جاتا ہے اور خطوط لکھے جاتے ہیں۔ پنجاب کے دو وزراء اور ایک مرکزی وزیر پر سوں رات کو اُن سے استعفیٰ لینے کی کوشش کرتے رہے، انہیں کہتے رہے کہ پنجاب میں داخل نہ ہوں اور لاہور میں نہ آؤ۔ تو یہ کون سی جمہوریت ہے، یہ کون سی روایات ہیں اور یہ کہاں کا انصاف ہے؟

وہی قاتل وہی شاہد وہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات پنجاب سے متعلقہ ہے، پنجاب میں جمہوریت کی آبیاری سے متعلقہ ہے اور پنجاب کے اندر جو rigged elections ہوئے ہیں یہ اس کو expose کرنے کا عمل ہے۔ ہم نے جلسے کر کے، جلوس نکال کر یا بزور قوت یہاں پر کچھ نہیں کیا بلکہ ہم الیکشن ٹربیونل اور عدالتوں میں گئے۔ ہم نے عدالتوں میں کہا کہ ہمیں انصاف چاہئے۔ ہم انصاف کا دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔ جب سندھ میں thumb impressions کی verification ہوئی تو اس پر کسی کو تکلیف نہیں ہوئی۔ جب 13 حلقوں میں thumb impressions کی verification کی گئی تو پتا چلا کہ 80,80 ہزار جعلی ووٹ ڈالے گئے ہیں اور ایک فرد نے چودہ چودہ انگوٹھے لگائے ہیں۔ اب جب پنجاب کی باری آئی ہے تو راتوں رات اس آدمی کی تقرری جعلی ہو جاتی ہے، وہ corrupt بھی بن جاتا ہے اور اس کو dismiss کرنے کی باتیں ہوتی ہیں۔ رات کو ایک بجے کون سا طوفان آ رہا تھا؟ رات کو ایک بجے Cabinet Division کا بندہ مسل نکالتا ہے، اس آدمی کے پاس جاتا ہے اور اسے رات کو دو بجے جگا کر dismissal کے احکامات handover کئے جاتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے اس ایوان میں اس پر بات ہونی چاہئے۔ ہم اس حوالے سے ایک تحریک التوائے کار لے کر آئے ہیں۔ آپ ہمیں out of turn اس پر بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! تحریک التوائے کار out of turn کیسے ہو سکتی ہے؟ It is not possible.

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ بالکل حقائق کے برعکس بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ اس کا جواب کون سے منسٹر دیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پنجاب واحد صوبہ تھا کہ جس کے اندر پٹواری سے لے کر اعلیٰ عہدوں تک کے لوگوں کو تبدیل کیا گیا۔ یہاں پر بیوروکریسی کا پورا network تبدیل

کیا گیا، نئے لوگ لائے گئے اور پھر اس interim system نے الیکشن کروایا۔قائد حزب اختلاف نے ڈائریکٹر جنرل نادرا کے حوالے سے جو بات کی ہے اس بارے میں عرض کروں گا کہ یہ matter sub-judice ہے۔اگر اس کا ماضی دیکھیں تو آج مجھے لگ رہا ہے کہ یہ partners in league بن رہے ہیں۔2008 کے اندر پیپلز پارٹی کا جو الیکشن cell بنا تھا یہ صاحب اس کا حصہ تھے۔ان کی تقرری کے حوالے سے بھی یہ کہوں گا کہ اُس وقت ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کی کوئی اسامی ہی نہیں تھی اور باقاعدہ ایک نئی post create کر کے انہیں لگایا گیا۔دوسری بات یہ ہے کہ اُس وقت جو interim set up بنا اس نے پنجاب کو خاص طور پر نشانہ بنایا تھا اس کے باوجود پنجاب کے عوام نے مسلم لیگ(ن)اور میاں محمد نواز شریف پر جو اعتماد کیا ہے وہ ان سے ہضم نہیں ہو رہا۔یہ قانون اور قاعدے کی بات کریں۔ہم تو خود اُس وقت receiving end پر تھے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جب پنجاب کی باری آئی ہے تو ان کو یہ ساری باتیں یاد آ گئی ہیں جبکہ یہ پچھلے چھ ماہ سے حکومت میں ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سُنیں۔آپ نے اپنی بات کر لی ہے لہذا اب مجھے ان کی بات بھی سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر موصوف نے تو بات کر لی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی راجہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔جی، راجہ صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جس طریقے اور تفصیل سے بات کی ہے وہ مناسب نہیں کیونکہ یہ matter sub-judice ہے لہذا اس معاملے کو اس طرح سے discuss نہ کیا جائے جب تک کہ اس کا کوئی فیصلہ نہیں آ جاتا۔یہ صرف ایک دو حلقوں میں thumb impression کی verification کروانے کی بات کر رہے ہیں۔پورے پنجاب میں باقی results کے حوالے سے تو کوئی ایسی بات نہیں آئی۔یہ تو سارے الیکشن کو controversial بنانے کی بات کر رہے ہیں۔ابھی جس طرح رانا مشہود صاحب نے فرمایا کہ یہاں پنجاب کی عوام نے ایک فیصلہ سنایا ہے لہذا انہیں اس فیصلے کا احترام کرنا چاہئے۔اسی طرح عدالت کا بھی احترام کرنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ sub-judice ہے۔جب تک عدالت کی طرف سے کوئی حتمی فیصلہ نہیں آ جاتا اس وقت تک اس بارے میں بات نہیں کرنی چاہئے۔کیا پتا کس پر الزام ٹھہرایا جاتا ہے؟ اس لئے جب تک اس کا فیصلہ نہیں آتا اس وقت تک ہمیں اس کو یہاں پر discuss نہیں کرنا چاہئے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.
دیکھیں، مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہمیں اس پر بات تو کرنے دیں۔

MR SPEAKER: No, sir. The matter is sub-judice
آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب! مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم جمہوریت کی بحالی اور جمہوری روایات کی پاسداری کے لئے ایوان سے دس منٹ کے لئے احتجاجاً walkout کرتے ہیں اور سیاہ پٹیاں باندھیں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! مہربانی کر کے ایسا نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے احتجاجاً walkout کر گئے)

میاں صاحب! واپس آ جائیں۔ جناب ابو حفص محمد غیاث الدین کی تحریک استحقاق ہے۔ رانا صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟ یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب دینے کے لئے آپ نے وقت لیا تھا اور یہ نارووال کے حوالے سے ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبران حزب اختلاف نے دس منٹ کے لئے token walkout کیا ہے تو کیا آپ حزب اختلاف کے بغیر ایوان کی کارروائی جاری رکھیں گے؟

جناب سپیکر: اب ان کو منانے کے لئے کس کو بھیجوں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے علاوہ کسی کو بھی بھیج دیں وہ مان جائیں گے۔

جناب سپیکر: ملک ندیم کامران، جناب عبدالوحید چودھری اور شیخ علاؤالدین جائیں اور حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران، وزیر جیل خانہ جات جناب عبدالوحید چودھری اور شیخ علاؤالدین معزز ممبران حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

اے سی شکر گڑھ اور ڈی سی اونار ووال کا معزز ممبر کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جناب ابو حفص محمد غیاث الدین صاحب نے جو تحریک استحقاق دی ہے اس میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ ان کے حلقہ کے دو اڑھائی سو کے قریب دکانداروں کی property کو نقصان پہنچا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے حلقہ کے حساب سے یہ بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ جس طرح سے انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ ان کو بروقت relief نہیں دلا سکے تو میرا خیال ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔اس تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی نمبر1 کے سپرد کیا جاتا ہے۔ میاں محمود الرشید صاحب عضہ تھوک دیں اور ایوان میں تشریف لے آئیں۔۔۔ میاں صاحب! آپ کا وقت ضائع ہو رہا ہے اس لئے جلدی سے آ جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ماشاء اللہ آج تو آپ بڑی sophisticated جیکٹ پہن کر آئے ہیں اور بڑے خوبصورت لگ رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ تو آپ کی آنکھوں کا حُسن ہے۔ یہ حُسن ظن ہے جس پر ایک شاعر نے بھی کہا ہے کہ:

اُن کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پہ رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

جناب سپیکر: میاں صاحب! شاعر کا نام میں بتاؤں یا آپ کو پتا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کے کہنے سے تو اور تندرستی آ گئی ہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر رکھے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے آج ایک میٹنگ رکھی ہوئی ہے جس کو چیف سیکرٹری صاحب preside کر رہے ہیں۔ اس میٹنگ کا وقت ساڑھے گیارہ بجے تھا۔ وہاں پر بھی بڑی urgency ہے اور مجھے متعدد بار فون آ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ چلے جائیں۔ صرف آپ کو بھیج رہا ہوں۔ آپ کے لئے exemption ہے کسی اور کے لئے نہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں اس لئے مجھے بھی جانے کی اجازت فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضرور جائیں۔ آپ جاتے جاتے معزز ممبران حزب اختلاف کو اندر بھیجتے جائیں۔ انہیں کہیں کہ مہربانی کر کے جلدی آ جائیں کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! آپ میری ڈیوٹی لگا دیں۔

جناب سپیکر: آپ سمجھ لیں کہ ڈیوٹی لگ گئی ہے لیکن آپ اُدھر جا کر ماچس نہ جلانا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یا تو وہ اندر آ جائیں گے یا پھر بالکل باہر چلے جائیں گے۔

جناب سپیکر: آج تو سوہل صاحب بھی آئے ہوئے ہیں اس لئے کچھ بانٹنا چاہئے۔ آج بحث میں حصہ لینے والوں میں محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ، جناب رمیش سنگھ اروڑا اور جناب توفیق بٹ کے نام بھی شامل ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ رہنے دیں اور ہم حزب اختلاف کو زیادہ سے زیادہ وقت دیتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے بات نہ کریں اور حزب اختلاف کو بات کرنے دیں۔ آج قانون سازی نہیں ہو گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں داخل ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: میاں صاحب! وقت بہت کم ہے۔ آپ آ گئے ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ اس سلسلہ سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کیا

جائے میں ممبران کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 83(e) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملہ پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔

تحریک التوائے کار نمبر 728 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 729 بھی محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 736 میاں محمود الرشید صاحب، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے مخاطب ہوں کہ پنجاب حکومت جب سے معرض وجود میں آئی ہے وہ کہہ رہی ہے کہ ہم روزگار دیں گے اور مہنگائی کو کم کریں گے۔ ضلع لیہ میں میاں محمد شہباز شریف کی پچھلی حکومت میں محکمہ ہیلتھ میں 29 بچوں کو DHQ، THQ's اور BHU's میں بطور کمپیوٹر آپریٹر بھرتی کیا گیا جنہیں بعد میں terminate کر دیا گیا صرف اور صرف اس حوالے سے کہ موجودہ ای ڈی او (ہیلتھ) اور اس سے پہلے والا ای ڈی او (ہیلتھ) مقامی ہیں اور وہاں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ممبران اسمبلی کو دوبارہ خوش کرنے کے لئے جو میرٹ پر بھرتی کی گئی تھی ان 29 بچوں کو terminate کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ لوگ عدالت عالیہ میں گئے۔ میرے ہاتھ میں عدالت عالیہ کا فیصلہ ہے اور وہ 29 بچے آج ہفتہ دس دن ہو گئے ہیں کہ ای ڈی او (ہیلتھ) کے دفتر کے چکر لگا رہے ہیں لیکن ہائیکورٹ کے اس فیصلہ پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: آپ اجلاس کے بعد لاء منسٹر صاحب سے بات کر لیں۔ اب وقت بڑا کم ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی سے یہ گزارش کروں گا کہ جس مسئلہ کی طرف انہوں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر توجہ مبذول کرائی ہے۔ اگر یہ کوئی تحریک التوائے کار لے آئیں یا مجھے لکھ کر دے دیں تاکہ ڈیپارٹمنٹ کے جواب کے مطابق ایوان میں بھی عرض کیا جا سکے اور جو اس کا حل ہوتا ہو گا وہ بھی کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو مل لیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ہائیکورٹ کا فیصلہ ان کو دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔آپ فیصلہ دے دیں۔اب تحریک التوائے کار نمبر 670 ہے یہ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، سردار محمد آصف نکئی صاحب اور محترمہ جیدہ خالد خان صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، چودھری صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

پنجاب میں غیر معیاری ادویات اور سپرے سے ہونے والی اموات میں مسلسل اضافہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 19۔ ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق عالمی ادارہ صحت نے پنجاب میں غیر معیاری ادویات اور سپرے کے حوالے سے گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ غیر معیاری ادویات اور سپرے کے استعمال سے سینکڑوں قیمتی جانیں جا چکی ہیں۔ گزشتہ سال جعلی ڈینگی سپرے کی خریداری کا سکینڈل سامنے آیا مگر اسے دبا دیا گیا اور ساڑھے چار سو کے قریب شہری لقمہ اجل بن گئے۔ پی آئی سی میں جعلی ادویات کے سبب پندرہ سو کے قریب مریض جاں بحق ہوئے اور اب جعلی سپرے کے باعث پنجاب میں ملیریا، خسرہ، جلد اور سانس کی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ اس خبر سے عوامی حلقوں، انسانی حقوق کی تنظیموں میں یہ تاثر پایا جا رہا ہے کہ ان غیر معیاری خریداریوں میں کرپشن کا عنصر ہے یا متعلقہ حکام کی نااہلی۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت ڈبلیو ایچ او کی رپورٹ میں اٹھائے گئے نکات کی وضاحت کرے اور اگر حقائق سے ثابت ہو جائے کہ خریدی گئی ادویات اور سپرے غیر معیاری یا جعلی تھیں تو ذمہ داروں کے خلاف فوری طور پر ایکشن لیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! مذکورہ تحریک التوائے کار کے جواب میں عرض ہے کہ ڈبلیو ایچ او کی طرف سے کوئی ایسی رپورٹ جاری نہیں ہوئی جس میں سپرے میں استعمال ہونے والی ادویات کو ناقص قرار دیا گیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ محکمہ صحت صرف ڈبلیو ایچ او کے منظور شدہ سپرے میں استعمال ہونے والی ادویات ڈبلیو ایچ او کی منظور شدہ فرموں سے

خرید کرتا ہے۔ سپرے میں استعمال ہونے والی ادویات گورنمنٹ کے طے شدہ قوانین کے تحت خریدی جاتی ہیں جس میں خریدی جانے والی دوائی کا لیبارٹری ٹیسٹ کرایا جاتا ہے۔ یہ ٹیسٹ پاس ہونے کے بعد ہی ادویات متعلقہ شعبوں کے حوالے کی جاتی ہیں لہذا یہ امکان نہ ہونے کے برابر ہے کہ سپرے میں استعمال ہونے والی دوائی ناقص تھی۔ جہاں تک انسانی جانوں کے نقصان کا تعلق ہے تو اس میں صداقت نہیں ہے کیونکہ 2011 کی وباء کے بعد 2012 اور 2013 کی اِس وقت کی رپورٹ کے مطابق ڈینگی کے چند سو مریض سامنے آئے اور اللہ کے فضل وکرم سے کسی بھی مریض کی ان دو سالوں میں ڈینگی کی وجہ سے موت واقع نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! مزید برآں عرض ہے کہ اب ڈبلیو ایچ او کی ہدایت کے مطابق سپرے صرف وہاں کیا جاتا ہے جہاں ماہرین نشاندہی کرتے ہیں۔ نئی حکمت عملی کے تحت مچھر کی بجائے لاروے کو مارنے کو ترجیح دی جارہی ہے اور لاروے کو مارنے والی ادویات سے ملیریا، خسرہ، جلدی یا سانس کی بیماریاں پھیلنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ناقص ادویات سے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں اور دیگر جگہوں پر ہونے والی اموات کا تعلق ہے تو اس پر محکمہ نے بھرپور کارروائی کی ہے اور عدالت کے ذریعہ ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے بھرپور کوششیں کی جارہی ہیں۔ جہاں تک خریداری میں کرپشن کا تعلق ہے تو ان کو وزیر اعلیٰ صاحب کی اعلیٰ اختیاراتی معائنہ ٹیم دیکھ رہی ہے۔ اب اس کی رپورٹ آنے کے بعد اس معزز ایوان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 671 میاں محمود الرشید صاحب، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی صاحب اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

صوبہ میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے پراپرٹی ٹیکس میں پانچ گنا اضافے کی تجویز

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 20۔ ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق لاہور محکمہ ایکسائز نے مہنگائی میں پہلے سے پِسے ہوئے

عوام پر پراپرٹی ٹیکس میں اضافہ کا بم گرانے کے لئے ہوم ورک مکمل کر لیا۔ محکمہ ایکسائز نے بارہ سال بعد پراپرٹی ٹیکس میں اضافہ کے حوالے سے سروے مکمل کیا ہے جس میں مختلف کیٹیگریز میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں پانچ گنا اضافہ کرنے کی تجویز دے دی گئی ہے۔ ٹیکس میں اضافہ کی سفارش گزشتہ دس سالوں میں پراپرٹی کی قیمتوں میں ہونے والے بے تحاشا اضافہ کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ ہر پانچ سال کے بعد پراپرٹی ٹیکس کا نیا سروے کیا جاتا ہے لیکن پنجاب میں بارہ سالوں سے نیا سروے نہیں کیا گیا اور شہریوں سے بارہ سال قبل ہونے والے سروے کے مطابق پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کے نئے ریٹ مقرر کرنے کے لئے صوبائی دارالحکومت کے مختلف علاقوں کا سروے مکمل کر لیا گیا ہے۔ سروے میں تجویز دی گئی ہے کہ کیٹیگری میں جن کمرشل علاقوں سے 12 روپے مربع فٹ کے حساب سے پراپرٹی ٹیکس لیا جاتا ہے وہاں 225 روپے مربع فٹ ریٹ لگایا جائے۔ کیٹیگری کمرشل علاقہ میں 8 روپے مربع فٹ کے حساب سے ٹیکس کی وصولی کی جاتی ہے وہاں 95 روپے مربع فٹ ٹیکس لاگو ہونا چاہئے۔ محکمہ ایکسائز حکام کے مطابق ابھی سروے میں تجاویز دی گئی ہیں۔ منظوری ملنے کے بعد یکم جنوری سال 2014 سے نئے ریٹ کے مطابق پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ اس کا جواب پھر پڑھ لیجئے گا کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ ٹائم بھی بڑا short ہے اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث بھی کرنی ہے۔ اس کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اس کو till next week pending کیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سب کو ہی pending کر دیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 672 بھی pending ہوتی ہے۔ ویسے بھی تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اس تحریک کو pending کرنے کی کوئی time limit ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، Next week تک pending ہیں It may be Monday, Thursday or any day.

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں، آپ اپنا ٹائم خود ضائع کر رہی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بڑی ضروری بات ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

امن وامان پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب ہم بحث شروع کرتے ہیں اور گورنمنٹ کی طرف والے ممبران ذرا مہربانی فرمائیں۔ پہلے مجھے بات کرنے دیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو کم از کم اُس وقت تو خیال کیا کریں۔ میں نے کوئی ضروری بات کرنی ہے جو میں ان سے کر رہا ہوں۔ میں گورنمنٹ کے ممبران سے گزارش کروں گا کہ لاء منسٹر صاحب اس کو wind up کریں گے۔ آپ میں سے کچھ دوست بول چکے ہیں اور کچھ ابھی تک نہیں بولے بہر حال میں اُن سے کہوں گا کہ یہ موقع اپوزیشن کو دیں لہذا اپوزیشن کی طرف سے پہلے نمبر پر محمد صدیق صاحب ہیں جن کا پی پی۔7 ہے وہ بات کریں گے لیکن آپ ذرا ٹائم کا خیال کریں کیونکہ ساڑھے بارہ بجے میں نے اجلاس کو ختم کرنا ہے اور دس منٹ میں نے اُن کو بھی دینے ہیں جنہوں نے اس کو wind up کرنا ہے۔ ان کے بعد تیمور صاحب اور مراد راس صاحب ہیں جنہوں نے بات کرنی ہے لیکن اتنا ٹائم نہیں ہو گا لہذا دو دو منٹ میں بات کرنا چاہیں تو ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پانچ پانچ منٹ تو دیں۔

جناب سپیکر: میں پانچ منٹ کیسے دوں گا اور ساڑھے بارہ بجے ویسے ہی ٹائم ختم ہو جائے گا۔ Please carry on.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ مجھے تو دس منٹ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، دس منٹ کسی کے بھی نہیں ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا۔

جناب سپیکر: کس کو کہا تھا؟

جناب محمد صدیق خان: اِدھر میں سن رہا تھا کہ آپ کے پاس دس منٹ ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے کہا کہ دس منٹ رہ گئے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!یہاں لاء منسٹر صاحب نہیں ہیں۔Kindly انہیں بھی بلا لیں کیونکہ لاء اینڈآرڈر کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!یہ بات کریں میں اس کو noteکر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر کوئی بھی بیٹھا ہو وہ لکھ رہے ہیں۔آپ بات تو کریں۔ایسے ہی ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔مراد راس صاحب!آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!ٹائم کم از کم پانچ پانچ منٹ تو دیں۔

جناب سپیکر: پھر باقی صاحبان کیا نہیں بولیں گے؟

ڈاکٹر مراد راس: وہ بھی بولیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، پانچ منٹ صدیق خان صاحب کے اور پانچ منٹ مراد راس صاحب کے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کے لئے مجھے وقت دیا۔اس وقت پاکستان کی معاشی بد حالی اور پاکستان میں انارکی کی بنیاد ہی لاء اینڈآرڈر ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔منسٹر صاحب points noteکر رہے ہیں کچھ خیال کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!جو incidentعاشورہ کے دوران راولپنڈی میں ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ جہاں sectarian harmony کو اس incidentکے حوالے سے نقصان پہنچا، جہاں ایک بین المذاہب harmony بڑے عرصے کی محنت کے بعد معرضِ وجود میں آئی تھی وہاں میں یہ بھی کہوں گا کہ پنجاب گورنمنٹ کی mismanagementاور نااہلی کی بنیاد پر راولپنڈی میں اربوں روپے کی جائیداد کا نقصان ہوا، نو یا دس قیمتی جانوں کا نقصان ہوا، لوگ شہید ہوئے اور درجنوں لوگ اس میں زخمی ہوئے بلکہ اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ sectarian harmonyکا جو نقصان ہوا اس کی مثال نہیں ملتی۔کل لاء منسٹر کہہ رہے تھے کہ اس واقعہ میں جو بھی لوگ ذمہ دار تھے چاہے وہ RPO, CPOیا SP'sتھے ان سب لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی جنہوں نے اپنی inefficiency showکی اور جو اپنی professionalذمہ داری پر عہدہ برآ نہیں ہوئے۔میں سمجھتا ہوں کہ پولیس

ڈیپارٹمنٹ بالخصوص پنجاب میں انتہائی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کا مالک ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جس طرح professionalism کے حوالے سے ہماری پاک فوج دنیا کی فوجوں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے اسی طرح ہماری پنجاب پولیس بھی ایک انتہائی باصلاحیت فورس ہے لیکن اس کی لیڈرشپ کے حوالے سے دیکھیں تو ہوم ڈیپارٹمنٹ تین لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک لاء منسٹر صاحب lead کر رہے ہیں، دوسرا reform کے حوالے سے ایک اور منسٹر deal کر رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ تو as a Chief Executive supervise کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں police functionaries کی بات کی گئی کہ ہم اُن کو انصاف کے کٹہرے میں لائیں گے تو میری درخواست ہو گی کہ بالخصوص جو عاشورہ کے واقعہ کے ذمہ دار ہیں اُن کے خلاف کارروائی کی جانی چاہئے۔اس کے علاوہ لاء منسٹر صاحب کو لاء اینڈ آرڈر assign کیا گیا تھا تو اُن کا احتساب کون کرے گا؟ دوسری بات یہ ہے کہ جب تک سکیورٹی ایجنسیوں کو depoliticize نہیں کیا جائے گا یہ لاء اینڈ آرڈر کنٹرول نہیں ہو گا۔آپ دیکھیں کہ جب چیف منسٹر کا انتخاب ہوا تھا تو انہوں نے پولیس اور پٹواری کلچر کے خاتمے کی بات کی تھی۔ میں لاء منسٹر سے درخواست کروں گا کہ کیا وجہ ہے کہ ٹیکسلا میں چار SHO's post کئے جاتے ہیں لیکن ایک PSP افسر جو اس ملک کے assets اور ہمارا brain ہیں تو ایک دن اس کی posting ہوتی ہے اور دوسرے دن اس کی ٹرانسفر ہو جاتی ہے۔ جب تک پولیس اور سکیورٹی ایجنسیوں کو depoliticize نہیں کیا جائے گا اُس وقت تک ہم ان کی کارکردگی پر objection نہیں اٹھا سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری ذمہ داری اُن پر عائد ہوتی ہے جو تین منسٹر ان ساری چیزوں کو کنٹرول کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور وہ بھی جوابدہ ہیں کیونکہ راولپنڈی میں جہاں قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں وہاں میں سمجھتا ہوں کہ sectarian harmony کو جو نقصان پہنچا اس کی تلافی پاکستان کے حوالے سے کبھی بھی نہیں کی جا سکتی۔ میں یہ بھی درخواست کر رہا تھا کہ آج پولیس اور پٹواری کلچر اپنی آخری حدوں کو چھو رہا ہے جس طرح کہ میں نے ذکر کیا کہ منسٹرز جواب دیں گے کہ چار دنوں میں ٹیکسلا میں چار ایس ایچ اوز کی تعیناتی کس قانون کے تحت ہوتی ہے؟ ایک پی ایس پی آفیسر کی تعیناتی ایک دن میں ہوتی ہے تو دوسرے دن اس کا تبادلہ ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ political victimization ختم نہیں ہو گی اور جب تک سکیورٹی ایجنسیز کو depoliticize نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ان کی کارکردگی پر بات کرنا ہمارے لئے شرم کی بات ہے۔آپ دیکھ سکتے ہیں کہ پچھلی regime پنجاب regime, elite forces جو کہ

professionalism کے ساتھ ، highly equipped ہے، highly professional ہے انہوں نے دہشت گردی کے خلاف لڑنا ہے، انہوں نے snatching car کے خلاف لڑنا ہے، انہوں نے robbers کے خلاف لڑنا ہے تو 1200 میں سے ایک ہزار لوگوں کی تعیناتی تو رائیونڈ میں کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہاں سے بات شروع کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں پولیس کو salute کرنا چاہئے کہ جن حالات میں وہ کام کر رہی ہے۔ ہم ان سے expect بہت زیادہ کرتے ہیں اور جن حالات میں انہیں کام کرتا ہوا دیکھ رہے ہیں ناں، میں نے خود جو حالات دیکھے ہیں تو میں اس جگہ سے شروع کرتا ہوں جہاں ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے حالات بہترین ہیں۔ میں اپنے حلقہ گلبرگ تھانہ نصیر آباد سے شروع کرتا ہوں۔ ہم ان سے ایسی چیزیں expect کرتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے سب چیزیں کریں، پولیس والوں پر جتنی ذمہ داریاں ڈالی جاتی ہیں تو آپ صرف تھانہ نصیر آباد کی وہاں جا کر حالت دیکھ لیں کہ ایک جوتوں کے کارخانہ کے اندر یہ تھانہ بنایا گیا ہے۔ یہ main گلبرگ کی بات آپ کو بتا رہا ہوں۔ وہاں پر آپ جا کر دیکھیں، میرے پاس اس موبائل کے اندر تصاویر ہیں، دیواروں کے اندر "کھپے" ہیں جو کہ ہوا کے لئے کئے گئے ہیں۔ ایک بستر اور چار پائی پڑی ہے جس پر اسے پوچھا کہ سونے کے لئے جگہ کون سی ہے تو اس نے جواب دیا کہ یہی میرا گھر ہے، یہاں پر میں سوتا ہوں اور ایک کرسی میز لگائی ہوئی ہے جبکہ ساتھ 10 موٹر سائیکل کھڑے ہوئے ہیں جو کہ انہوں نے پکڑے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں اگر کام کیا جا رہا ہو، لاہور شہر کے best پوش علاقے کے اندر تو سوچیں کہ لاہور سے باہر کے علاقوں میں تھانوں کے کیا حالات ہوں گے؟ ہم ان سے کیا expect کرتے ہیں کہ یہ perform کریں، جتنی responsibility ہم ان کے اوپر ڈالتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ چیزیں note کریں حضرت صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں سارے points لکھ رہا ہوں اور اگر آپ کہیں تو میں ان کی ساری speech سنا سکتا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ کو اپنے ساتھ نصیر آباد تھانے میں لے چلتا ہوں کہ وہاں پر حالات کیسے ہیں اور آپ کس طرح expect کرتے ہیں؟ اس کے بعد political victimization

کے case جن کے میرے پاس ثبوت ہیں اور میں ہوائی باتیں نہیں کرتا اور آپ کو پتا ہے کہ میں facts کے ساتھ یہاں بات کرتا ہوں۔ ہمارے ماڈل ٹاؤن تھانے میں دو case دھمکیوں پر ہوئے ہیں جو کہ ہماری پارٹی پی ٹی آئی کے کارکن ہیں۔ دھمکیوں پر کون case کرتا ہے ورنہ روزانہ کی ایک ہزار ایف آئی آر درج ہونی چاہیئں۔ کسی نے کسی کو دھمکی دی اوپر سے pressure ڈالا گیا کیونکہ دھمکی کی ایف آئی آر تب تک نہیں درج ہوتی جب تک ایس پی صاحب نہ کہیں، ایس ایچ او نہیں درج کر سکتے اس لئے ایس پی صاحب کی طرف سے کوئی pressure آیا تھا جس پر یہ پرچہ درج ہوا تھا۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ان چیزوں کے اندر political victimization کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اب وہ وقت گزر گیا ہے اور میرا خیال ہے اب اس سسٹم کو ٹھیک کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر! میں ابھی صرف اپنے حلقہ کی بات کر رہا ہوں کہ ایک حلقے کے کتنے problems ہیں اور ان حلقوں کے اندر یہ problems نہیں ہونے چاہیئں۔ باہر کے حلقوں کے بارے میں سوچیں کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہو گا۔ آپ مکہ کالونی کی طرف چلے جائیں جو کہ گلبرگ کی side ہے، آپ قربان لائن کی side پر چلے جائیں تو میں آپ کے سامنے ثبوت کے طور پر لوگ لا کر کھڑا کر سکتا ہوں جنہوں نے کہا ہے کہ یہاں پر جو بھی drug dealing ہو رہی ہے وہ پولیس کے ذریعے ہو رہی ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جو چیزیں وہاں پر ہو رہی ہیں، لوگ میرے سامنے آ کر پتا ہے مجھے کیا کہتے ہیں؟ آپ یہ سوچیں کہ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ ہمارا نام نہ لینا اور ہمارا بتانا نہیں ورنہ وہ ہمیں چھوڑیں گے نہیں کیونکہ یہ لوگ کمزور ہیں، ان کے ساتھ کوئی کھڑا ہونے والا نہیں ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ میرے ساتھ چلیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ کیسے زیادتی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر! زیادتیاں جو ہو رہی ہیں وہ کمزور کے ساتھ بھی ہوتی رہی ہیں اور کمزور کے ساتھ ہی ہو رہی ہیں اور میں بھی دیکھتا ہوں کہ پولیس کیوں involve ہوئی ہے؟ ہم اس کے پیچھے بھی تو جائیں کہ پولیس کیوں involve ہے کیونکہ جن حالات میں انہیں trained کیا گیا، ٹریننگ تو ان کی ہے ہی نہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ان کی ٹریننگ کوئی نہیں ہے۔ جو تنخواہیں انہیں دی جا رہی ہیں اور جن حالات میں انہیں رکھا جا رہا ہے تو وہ بھی سوچتے ہوں گے کہ ہم نے بھی اپنا گھر چلانا ہے، کہیں سے پیسے بنانے ہیں اور کچھ کرنا ہے تو اس کے لئے کون سے طریقے ایجاد کئے جائیں؟ یہ actual facts ہیں اور یہ factual position ہے۔ اگر اس کی 15/10 ہزار روپے تنخواہ ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ اس کے پانچ یا دس بچے ہیں یا جس طرح اس نے اپنے گھر کو چلانا ہے تو پھر وہ بھی طریقے ڈھونڈے گا۔ ہمیں ان

actual problems کی طرف جانا ہے بجائے اس کے کہ اوپر سے "جھرلو" پھیر دیں کہ نہیں جی، یہ ٹھیک ہو جائے گا، یہ اس کے پاس چلے جائیں یا اسے تبدیل کروادیں۔ بندے تبدیل کرنے سے کچھ ہو گا نہ یہ temporary bandage لگانے سے کوئی کام ہو گا۔ جب تک ہم original problems کے پیچھے نہیں جائیں گے، پولیس والوں کی ایجوکیشن، ان کی ٹریننگ اور ہم جو انہیں کام کرنے کی environment دے رہے ہیں تو کم از کم انہیں ہم پوری چیزیں تو دیں، ان کے پاس سامان نہیں ہے۔ ایک دفعہ میں نے ایف آئی آر درج کروائی اور کسی کو پکڑنے جانا تھا تو انہوں نے کہا کہ آپ کی گاڑی میں جا کر پکڑنا ہے۔ اب آپ یہ حالات دیکھیں کہ میں نے اپنی گاڑی میں مجرم کو پکڑنے کے لئے جانا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ وہ گاڑی انہیں donate کر دیتے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری گاڑی پر raid ہو رہی ہے اور میری گاڑی پر ہی مجرم کو پکڑا جا رہا ہے۔ یہ حالات ہیں جو actual picture ہے۔ اس سے ذرا نکل کر میں تھوڑا سا باہر آنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے حالات کیسے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پانچ سالہ بچی سنبل کا case ہوا لیکن ابھی تک کوئی نہیں پتا کہ اس پر کیا ہوا ہے، کسی تفصیل کا نہیں پتا، کچھ نہیں پتا کہ آج تک اس بچی کی جو ویڈیو ٹیپیں تھیں اور سب کچھ تھیں، ہمارے پاس کیوں ابھی تک یہ چیزیں نہیں آئیں جن پر ہم analysis کر سکیں اور یہ کس طرح ہو گا؟

جناب سپیکر! میں صرف دو باتیں اور کرنا چاہتا ہوں کہ protection of witness، ہماری problems تب تک ختم نہیں ہوں گی جب تک ہم witnesses کو protection نہیں دیں گے۔ Witness کو protection نہیں ملے گی اسی لئے یہاں پر کوئی پکڑا نہیں جاتا اور جب پکڑا جاتا ہے تو چھوڑ دیا جاتا ہے کیونکہ witness کو ہم protection نہیں دے رہے۔ جب تک witness کو protection نہیں دی جائے گی اس وقت تک اس ملک کے 90 فیصد سے زیادہ cases جو ہیں وہ حل نہیں ہوں گے۔ آخری بات یہ ہے کہ ان حالات کو بہتر کرنے کے لئے ہمیں basics کو پکڑنا پڑے گا اور جو اس کی roots ہیں ادھر جانا پڑے گا بجائے اس کے کہ ہم ہوائی mandate کی بات کرتے رہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، لاء منسٹر صاحب! دس منٹ کے لئے ایوان کا وقت ہم بڑھاتے ہیں اور آپ اسے wind up کر دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ شُنیلارُوت اور جناب خرم شہزاد نے کھڑے ہو کر بیک آواز کہا کہ ان کا نام بھی تقریر کے لئے ہے)

جناب سپیکر: نام سب کا ہے لیکن وقت نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بڑا مختصر wind up کر دوں گا۔ اگر آپ کے پاس دس منٹ ہیں تو بے شک دو مقررین کو مزید وقت دے دیں تاکہ وہ بھی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ شُنیلارُوت صاحبہ! یہ رتھ ہے یا رُوت۔

محترمہ شُنیلارُوت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا نام شُنیلارُوت ہے۔ اس کی تصحیح کر لیں۔ لاء منسٹر صاحب کی تقریر میں نے بڑے غور سے سنی اور انہوں نے Law & Order کی بہت ہی خوبصورت picture gallery پیش کی۔ کاش کہ پنجاب میں ایسا ہی ہوتا۔ Crimes کے حوالے سے انہوں نے جو facts & figures بتائے میں انہیں چیلنج نہیں کرنا چاہتی کیونکہ وہ بڑے محترم ہیں اور درست فرما رہے ہوں گے لیکن میں اپنا ہی ایک واقعہ بتانا چاہتی ہوں کہ جب میرے اوپر ایک حملہ ہوا جو کہ ڈکیتی کا ایک واقعہ تھا۔ اس کی تھانے میں ایف آئی آر بھی درج ہوئی اور جب مجھے 15/10 دنوں کے بعد ہوش آیا تو میں تھانے گئی تو اس ڈکیتی کا تھانے کے ریکارڈ میں ذکر نہیں تھا۔ میں نے تھانیدار سے پوچھا کہ آپ کے پاس ڈکیتی کا کوئی case نہیں آیا جبکہ مجھے پتا ہے کہ میرے علاقہ میں کم از کم 4/5 cases اسی ہفتے میں ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھے جواب دیا کہ ہم ان کو ریکارڈ نہیں کرتے کیونکہ اس سے ہماری کارکردگی پر اثر پڑتا ہے اور ہماری پوچھ گچھ ہوتی ہے۔ یہ عالم ہے ہمارے ریکارڈ اور facts and figures کا۔

جناب سپیکر! ماڈل ٹاؤن میں جو ہمارے چیف منسٹر اور پرائم منسٹر کی آبائی رہائش گاہ ہے وہاں پر خواتین زیور پہن کر گھروں سے باہر نہیں نکل سکتیں۔ وہاں پر آر۔ بلاک اور ایف۔ بلاک کے درمیان ایک پلی ہے بظاہر تو وہاں پر پولیس کے ناکے لگے ہوتے ہیں لیکن جس دن وہاں کوئی کارروائی ہونی ہوتی ہے تو پولیس وہاں سے غائب ہو جاتی ہے۔ وہاں عورتوں کا زیور لوٹا جاتا ہے، موبائل فون اور نقدی چھینی جاتی ہے۔ اسی طرح کا سلسلہ این۔ بلاک اور آر۔ بلاک میں بھی دیکھنے میں آیا۔

جناب سپیکر! پراپرٹی کے حوالے سے میں یہ ضرور کہنا چاہوں گی کہ چرچ کی بہت سی پراپرٹیاں ایسی ہیں جن پر ناجائز قبضے ہوئے ہیں اور حکومت کو ان کا علم بھی ہے۔ لاء منسٹر صاحب جانتے

ہیں Human Rights and Minorities کے منسٹر کو بھی اس کا علم ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ گوشۂ امن کو مسمار کر دیا گیا، اس کو bulldoze کر دیا گیا اور لاء منسٹر نے اس کی assurance دی کہ اس پر عملدرآمد کروائیں گے لیکن آج تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ یہ غریب مسیحیوں کی جگہ ہے، ہم بھی اس ملک کے رہنے والے ہیں، ریاست کا فرض ہے کہ وہ ہماری بھی حفاظت کرے۔یہاں sectarianism کی بات ہوئی، لاؤڈ سپیکر اور ایک اور مٹیریل جس پر already پابندی لگی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔اب آپ تشریف رکھیں۔جی، خرم شہزاد صاحب!

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! میں تو اپنے حلقے کی بات کروں گا کیونکہ تھانہ کلچر پر ڈاکٹر مراد راس نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے۔ میرے حلقے کی لاء منسٹر کے حلقے کے ساتھ دیوار کے ساتھ دیوار ہے۔ وہاں اس وقت یہ پوزیشن ہے کہ وہاں تین وارداتیں ہوئی ہیں۔بچوں کو اغواء کیا گیا، ڈاکٹر شہزاد کے بیٹے کو اغواء کیا گیا جس کو تاوان دے کر بازیاب کروایا گیا لیکن ملزم ابھی تک نہیں پکڑے گئے ہیں۔ ڈاکٹر یٰسین کے گھر میں ڈیڑھ سے دو کروڑ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے لیکن ابھی تک ملزمان کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ سول لائن میں دو سے اڑھائی کروڑ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے اس کے بھی ملزمان نہیں پکڑے گئے۔ جب لوگ تھانے جاتے ہیں تو ایف آئی آر درج کرانے کے لئے ان کو ایم پی اے، ایم این ایز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اُس جگہ پر یہ حال ہے تو بقایا جگہوں پر کیا حال ہو گا؟

جناب سپیکر: ابھی اُن سے پتا کرتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! میں نے تو cases بھی بتائے ہیں کہ یہ تین cases ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہاں والدین بچوں کو سکول بھیجنے سے بھی قاصر ہیں، پریشان ہیں اور وہ اپنے بچوں کو سکول بھیجتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے request کرتا ہوں کہ وہ اس بارے میں ہمیں ضرور بتائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر! اب آپ اس کو wind up کریں کیونکہ جمعہ کا ٹائم ہے اور لوگوں نے جانا بھی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس کو حتی المقدور مختصر رکھوں گا۔ میں مجموعی اور ابتدائی طور پر تمام ممبران کا شکریہ

ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس بحث میں اتنی دلچسپی لی۔ جو بحث ہم ایک دن کے لئے رکھنا چاہ رہے تھے وہ بحث آج ہم تیسرے دن conclude کر رہے ہیں۔ ابھی بھی کچھ صاحبان بیٹھے ہیں جو اپنی تجاویز پیش کرنا چاہتے تھے میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر ان کے پاس تجاویز ہیں تو وہ in writing مجھے دے دیں تاکہ ان سے ہمیں راہنمائی حاصل ہو۔

جناب سپیکر: جو معزز ممبران اپنی تجاویز دینا چاہتے ہیں وہ لاء منسٹر کو in writing دے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس شکریہ اور اس یقین دہانی کے ساتھ اپنے معزز بھائیوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ان کی ہر بات سے راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ جو Law Enforcing Agencies اور Intelligence Agencies ہیں ان کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ آئندہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا سلسلہ جاری بھی رکھیں گے۔ جس طرح خرم شہزاد صاحب نے بات کی ہے کہ فیصل آباد میں ایک ڈکیتی اور اغواء کی واردات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! فیصل آباد میں آج سے دو دن پہلے چار ڈاکو پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوئے، اس سے تین دن پہلے دو پولیس کانسٹیبل شہید بھی ہوئے۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ انتظامیہ ایک طرف بالکل ہٹ کر بیٹھی ہے بلکہ پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ criminals کو کنٹرول کیا جائے، ان کے پیچھے جایا جائے اور صورتحال کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ اب اس وقت جو آبادی کی صورتحال اور شہروں کا حجم ہے اس کے حساب سے ہمیں یہ چاہئے تھا اور کاش ایسا ہوتا کہ ہم اپنے شہروں میں ماڈرن ٹیکنالوجی آج سے دس پندرہ سال پہلے لے آتے تاکہ آج ہمارا شمار International cities میں ہوتا اور ہم بھی یہ کہہ سکتے کہ ہمارے شہروں میں minimum crime ہے۔ آج صبح وزیر اعلیٰ پنجاب نے لاہور میں Command and Control Centre کا افتتاح کیا ہے جو billions روپے پر محیط منصوبہ ہے اور یہ ماڈرن ٹیکنالوجی ہے جسے IC-3 کہتے ہیں۔ اس وقت لندن اور دنیا کے چند شہروں میں اس ٹیکنالوجی کو اپنایا گیا ہے۔ یہ وہ ٹیکنالوجی اپنائی جا رہی ہے جس تین ہزار کیمروں کی مدد سے cover کیا جائے گا۔ اسی طرح سے باقی شہروں میں بھی یہ منصوبہ لایا جائے گا۔ اس سے پورا شہر کیمروں کی مدد سے ایک Command and Control Centre میں بیٹھ کر دیکھا جا سکے گا۔ اس ٹیکنالوجی سے criminals کو crime کرنے سے پہلے روکنے اور بعد میں detection میں بہت بڑی مدد ملے گی بلکہ ایک انقلابی صورتحال پیدا ہو گی۔ اس طرح 3.5۔ارب روپے کی لاگت سے جو فرانزک لیبارٹری،

میں سمجھتا ہوں کہ وہ آج سے تیس سال پہلے اس ملک میں بننی چاہئے تھی اور آج وہ اپنی پوری توانائی کے ساتھ function ہوتی۔ اس لیبارٹری کو مکمل ہوئے ایک سال ہوا ہے اور تین سالوں میں وہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ پوری طرح سے functional ہو جائے گی۔ وہاں اب بھی تقریباً35 فیصد کام کیا جارہا ہے۔ فرانزک لیبارٹری سے کم از کم چودہ پندرہ قسم کی evidence collect کر کے دی جائیں گی۔ جس فرد کی نشاندہی کریں گے وہ پوری دنیا کے 5.5 یا6۔ارب انسانوں میں سے وہی ہو گا جس کی فرانزک لیبارٹری سے نشاندہی ہو گی۔ یہ سلسلہ بھی جاری ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح میں نے پولیس میں induction کی بات کی تھی۔ ہم تھانوں میں نہ صرف human source بہتر دینے جارہے ہیں تاکہ عام رویوں میں اور typical تھانے داری کے ماحول میں فرق پڑے بلکہ تمام تھانوں کی CCTV کیمروں کی مدد سے اس Command and Control Centre میں بیٹھ کر integrated supervision کی جائے گی۔ یعنی یہاں سے بیٹھ کر پولیس کے high-ups اور ذمہ دار لوگ یہ دیکھ سکیں گے کہ ڈیرہ غازی خان کے فلاں تھانے میں یا وہاڑی کے فلاں تھانے میں اس وقت کون آدمی ڈیوٹی پر ہے، کون شخص complaint درج کروانے کے لئے آیا ہے اور اس کے ساتھ کس طریقے کا برتاؤ کیا گیا ہے۔ یہ وہ interventions ہیں جنہیں آج سے بہت پہلے ہونا چاہئے تھا لیکن نہیں ہوا۔ بہر حال اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور پنجاب حکومت کام کر رہی ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے اور اس بات کا احساس بھی کیا گیا ہے۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن کو ہم آہستہ آہستہ بتدریج جب enforce کر لیں گے، میری بتدریج سے مراد دس سال نہیں ہے بلکہ بتدریج سے مراد انشاء اللہ اگلے دو اڑھائی سال ہیں۔ جب یہ ساری چیزیں مکمل ہو جائیں گی تو انشاء اللہ اس سے crime میں فرق پڑے گا، prosecution مضبوط ہو گی اور ملزموں کو سزائیں دینے میں مدد ملے گی۔ فرانزک لیبارٹری کے ذریعے جو تفتیش ہو گی یعنی تفتیشی کے پاس یہ موقع ہی نہیں ہو گا کہ وہ پیسے لے کر کسی بے گناہ کو پھنسائے یا کسی گنہگار کو چھوڑ دے۔ وہ evidence ایسی ہو گی جس کو نہیں بٹھایا جاسکے گا، جس کو اس کے بیان سے resale نہ کروایا جاسکے گا، scientific evidence کو دبایا نہیں جاسکتا ہے۔ یہ ساری چیزیں، ساری interventions پر تیزی سے اور commitment سے عمل ہو رہا ہے اور اس کے نتیجے میں انشاء اللہ تعالیٰ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب میں امن وامان کی صورتحال بہتر ہو گی۔ میں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ جو تجاویز انہوں نے دی ہیں وہ ہماری راہنمائی کا باعث بنیں گی۔۔۔

جناب سپیکر: دو منٹ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں ہونے والی discussion سے راہنمائی پاکر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس صوبے میں امن وامان کی صورتحال کو مزید بہتر کریں گے۔ سپیکر صاحب آپ اور ان معزز ممبران کا جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! انہوں نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن انفرادی واقعات کا معزز ممبران نے ذکر کیا ہے وہ باقاعدہ۔۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ ٹیکسلا میں چار ایس ایچ اوز چار دن میں تبدیل کئے گئے۔ دوسرا میں یہ کہہ رہا تھا کہ ایک اے ایس پی ایک دن میں ٹرانسفر کیا گیا، تیسرا میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو سانحہ راولپنڈی میں ہوا ہے وہاں ذمہ داری صرف پولیس پر ڈال دی گئی ہے اور جو ہوم ڈیپارٹمنٹ کو کنٹرول کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب مہربانی کریں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 9۔دسمبر کو سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2013

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

(سوموار9، منگل10، بدھ11، جمعرات12، جمعتہ المبارک13۔دسمبر2013)
(یوم الاثنین5، یوم الثلاثہ6، یوم الاربعاء7، یوم الخمیس8، یوم الجمع9۔صفر
المظفر1435ھ)

سولھویں اسمبلی: پانچواں اجلاس

جلد5(حصہ دوم):شمارہ جات : 7 تا11

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

پانچواں اجلاس

سوموار،9۔دسمبر2013

جلد5:شمارہ7

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ	----------	600
2۔	ایجنڈا	----------	602
3۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	604
4۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	605
	سوالات (محکمہ زراعت)		
5۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	----------	606
6۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------	639

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
7۔	مسودہ قانون شفافیت اور معلومات تک حق رسائی پنجاب مصدرہ2013	
	کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	643
	توجہ دلاؤ نوٹس	
8۔	ضلع لاہور: مانگا منڈی میں پانچ لاکھ کی ڈکیتی کی تفصیلات	644
9۔	ضلع سرگودھا: ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ایک شہری کی ہلاکت وتین افراد	
	کے زخمی ہونے کی تفصیلات	646
	تحاریک استحقاق	
10۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	647
	تحاریک التوائے کار	
11۔	دریائے راوی لاہور میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے زیر زمین	
	پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ (۔۔۔جاری)	649
12۔	صوبہ میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے چندہ اکٹھا کرنے	
	والے گروپس کی مانیٹرنگ کا مطالبہ (۔۔۔جاری)	650
13۔	پنجاب کے کئی اضلاع میں سیلاب کی آڑ میں سبزیوں کی قیمتوں	
	میں صد فیصد اضافہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	651
14۔	گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کوارٹروں	
	کے درمیان چھوٹے پارکس کو ختم کرنے کی تجویز سے رہائشیوں کو	
	پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	652
15۔	گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کو اپ گریڈ کرنے	
	کے ساتھ ساتھ فیسوں میں بھی کئی گنا اضافہ (۔۔۔جاری)	653
16۔	لاہور میں مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کا مسکن کھنڈر میں تبدیل(۔۔۔جاری)	657
17۔	گورنمنٹ انگلش میڈیم گرلز ہائی سکول "رکھ ماچھیکے" شیخوپورہ کی	
	ہیڈ مسٹریس کا نصابی کتب کو کباڑیئے کو فروخت کرنا(۔۔۔جاری)	659

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
18۔	لاہور میں غازی آباد پولیس کے نجی ٹارچر سیل سے چودہ سالہ طالبعلم برآمد(۔۔۔جاری)	660
19۔	صوبہ میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے پراپرٹی ٹیکس میں پانچ گنا اضافے کی تجویز(۔۔۔جاری)	661
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون(جو زیر غور لائے گئے)	
20۔	مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2013	664
21۔	مسودہ قانون(ترمیم)سماجی تحفظ صوبائی ملازمین مصدرہ2013	718
	منگل،10۔دسمبر2013	
	جلد5:شمارہ8	
22۔	ایجنڈا	725
23۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	727
24۔	نعت رسول مقبول ﷺ	728
	سوالات(محکمہ جیل خانہ جات)	
25۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	729
26۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	763
	تحاریک استحقاق	
27۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	775
	تحاریک التوائے کار	
28۔	پنجاب یونیورسٹی اورینٹل ٹی یونیورسٹی کی انتظامیہ کی جانب سے ہاسٹلز کا سرچ آپریشن کرنے کی وجہ سے مشکوک افراد کا نجی ہاسٹلز کی طرف رجحان میں اضافہ	776
29۔	گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے خواتین میں خطیر رقم سے تعمیر بی ایس سی بلاک میں کلاسز کے اجراء میں تاخیر	777

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
30۔	اخبارات میں قرآنی ترجمہ والے متبرک اوراق کو بے حرمتی سے بچانے اور محفوظ کرنے کا مطالبہ	778
31۔	صوبائی دارالحکومت کے قبرستان گندے پانی اور مچھروں کی آماجگاہ میں تبدیل	780
32۔	کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کا مطالبہ	781
33۔	آشیانہ ہاؤسنگ سکیم لاہور کے الاٹی گھر مکمل ہونے کے باوجود قبضہ سے محروم	784
34۔	پنجاب کی جیلوں میں ایڈز کے مرض میں اضافہ	785
35۔	صوبائی ملازمین کا حکومت پنجاب سے اپ گریڈیشن پر اضافی انکریمنٹ دینے کا مطالبہ	786
	پوائنٹ آف آرڈر	
36۔	تحریک التوائے کار کا جواب متعلقہ منسٹر کے ہوتے ہوئے دیگر منسٹر کے جواب دینے پر رولنگ کا مطالبہ	787
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
37۔	کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا درجہ دینے اور اس کا نام میاں محمد شریف کے نام سے موسوم کرنا(۔۔۔جاری)	790
38۔	دُلا بھٹی (شہید) کے مزار کو قبضہ سے بچانے اور شایان شان مزار کی تعمیر کا مطالبہ	791
39۔	معذور افراد کو روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے اور بھرتی کوٹا پانچ فیصد کرنے کا مطالبہ	792
40۔	بچوں اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کے خلاف مؤثر قانون سازی کا مطالبہ	793
41۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	795

	قرارداد	
42۔	بنگلہ دیش میں سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے خلاف انتقامی کارروائی کی مذمت	796
43۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	797
	قرارداد	
44۔	جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کے انتقال پر رنج وغم کا اظہار اور ان کی انسانی حقوق کے لئے خدمات کو خراج عقیدت کا پیش کیا جانا	798

بدھ،11۔دسمبر2013

جلد5: شمارہ9

45۔	ایجنڈا	801
46۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	803
47۔	نعت رسول مقبول ﷺ	804
	سوالات (محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری)	
48۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	805
49۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	840
	تحاریک التوائے کار	
50۔	ای ڈی او (صحت) لیہ کا عدالت عالیہ کے حکم کے باوجود برخاست کمپیوٹر آپریٹروں کو بحال نہ کرنا	854
51۔	پنجاب میں انسانی گردوں کی خرید وفروخت کھلے عام جاری	854
52۔	زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو دو حصوں میں تقسیم کرنے سے اس کی تاریخی حیثیت مسخ ہونے کا خدشہ	856
53۔	انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور نشتر ہسپتال ملتان میں مریضوں کو ضروری ٹیسٹوں کے لئے لمبی لمبی تاریخیں دینے سے پریشانی کا سامنا	857
54۔	دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں اور سیوریج کا پانی ڈالنے سے آلودگی میں	

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

	خطرناک حد تک اضافہ سے مختلف بیماریوں میں اضافہ	858
55۔	گلبرک لاہور میں واقع ایل جی ایس سکول و دیگر پرائیویٹ اداروں کا تعلیمی نصاب سے اسلامیات کا مضمون نکالنا	859
56۔	وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور کے کوارٹروں کو ترکی کمپنی کو فروخت کرنے سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا	861
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
57۔	مسودہ قانون کو زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک	865
58۔	مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ2013	866
59۔	کورم کی نشاندہی	886
60۔	مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ2013(۔۔۔جاری)	886
61۔	کورم کی نشاندہی	902
62۔	مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ2013(۔۔۔جاری)	902
63۔	کورم کی نشاندہی	911
64۔	مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ2013(۔۔۔جاری)	911

جمعرات،12۔دسمبر2013

جلد5:شمارہ10

65۔	ایجنڈا	914
66۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	918
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
67۔	نعت رسول مقبول ﷺ	919

	پوائنٹ آف آرڈر	
68۔	لاہور میں اقلیتی ادارے گوشہ امن اور سکول واپس کرنے کا مطالبہ	920
	سوالات (محکمہ جات خوراک واوقاف)	
69۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	922
70۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے)	959
	توجہ دلاؤ نوٹس	
71۔	لاہور: راوی روڈ پر حافظ شمس الرحمٰن مذہبی رہنما کے قتل کی تفصیلات	978
72۔	فیصل آباد: 22لاکھ کی ڈکیتی کی تفصیلات	979
	پوائنٹ آف آرڈر	
73۔	جنوبی پنجاب میں پٹرول پمپس کی ہڑتال سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا	979
	تحاریک استحقاق	
74۔	چوکی کھیانہ تھانہ صدر جھنگ کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ (۔۔۔جاری)	982
	تحاریک التوائے کار	
75۔	محکمہ خزانہ پنجاب کا ملازمین کو اگلے سکیل میں ترقی اور سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کے حوالے سے صوبائی محتسب کے فیصلے پر عملدرآمد نہ کرنا	983
76۔	چک نمبر21/8-R تلمبہ تحصیل میاں چنوں کی رہائشی خاتون رضیہ کتے کے کاٹنے کی دوائی نہ ملنے سے جاں بحق	987
77۔	ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ تحصیل کمالیہ میں محکمہ کی ملی بھگت سے جنگلات کے رقبے میں مسلسل کمی	992

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	

	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
78۔	مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات	
	پنجاب مصدرہ2013(۔۔۔جاری)	1000
79۔	مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ2013	1016
80۔	کورم کی نشاندہی	1037
81۔	مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ2013(۔۔۔جاری)	1037
82۔	کورم کی نشاندہی	1053
83۔	مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ2013(۔۔۔جاری)	1053
84۔	کورم کی نشاندہی	1099
85۔	مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ2013(۔۔۔جاری)	1099
86۔	مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب مصدرہ2013	1105
87۔	مسودہ قانون (ریلیف) (ترمیم) مصارف زندگی ملازمین مصدرہ2013	1109
88۔	مسودہ قانون (ترمیم) نفاذ (انٹرنیشنل سسٹم) اوزان و پیمانہ جات پنجاب مصدرہ2013	1112

جمعۃ المبارک، 13۔دسمبر2013

جلد5: شمارہ11

89۔	ایجنڈا	1117
90۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1119
91۔	نعت رسول مقبول ﷺ	1120
	سوالات (محکمہ جات زکوٰۃ و عشر اور آبکاری و محصولات)	
92۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1121
93۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1154
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تعزیت	
94۔	بنگلادیش میں وفائے پاکستان کی بنیاد پر پھانسی کی سزا پانے والے	

	جماعت اسلامی کے سینئر راہنما جناب عبدالقادر کے لئے دعائے مغفرت	1165
	تحاریک استحقاق	
95۔	ٹیلیفون کال پر اپنے آپ کو جی ایچ کیو راولپنڈی کے کیپٹن آصف ظاہر کرنے والے کا معزز ممبر اسمبلی کو دھمکی لگانا	1168
	تحاریک التوائے کار	
96۔	پنجاب میں ایڈز کی ادویات کی عدم دستیابی سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا	1174
	تحاریک استحقاق(۔۔۔جاری)	
97۔	سیکرٹری پراسیکیوشن کا معزز ممبر اسمبلی سے ملاقات سے انکار	1175
	تحاریک التوائے کار(۔۔۔جاری)	
98۔	پنجاب میں گنے کی قیمت بڑھانے کا مطالبہ	1177
	پوائنٹ آف آرڈر	
99۔	پنجاب میں گیس کی بندش سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا	1178
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون(جو زیر غور لایا گیا)	
100۔	مسودہ قانون(ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب مصدرہ2013	1181
101۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ(1)150 کے تحت اسمبلی کی مجالس قائمہ و دیگر کی تشکیل کی تحریک	1191
102۔	اسمبلی کی مجالس قائمہ کی عدم تشکیل کی وجہ سے دیگر مجالس کو سونپے گئے معاملات مجالس قائمہ کے سپرد کرنے کی تحریک	1192

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
103۔	حکومت پنجاب کے حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں نئی منتخب ہونے والی PAC-I اور PAC-II کے سپرد کرنے کی تحریک	1193

104۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ---------- 1194
105۔ انڈکس

600

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(12)/2013/964. Dated. 9th December, 2013. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Sardar Sher Ali Gorchani, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with immediate effect, vice Rana Muhammad Iqbal Khan, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, who has assumed office of the Acting Governor.

RAI MUMTAZ HUSSAIN BABAR
Secretary

602

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر20بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر2 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب2013منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم)سماجی تحفظ صوبائی ملازمین2013(مسودہ قانون نمبر19بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)سماجی تحفظ صوبائی ملازمین2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر2 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)سماجی تحفظ صوبائی ملازمین2013منظور کیا جائے۔

604

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

سوموار،9۔دسمبر2013

(یوم الاثنین،5۔صفر المظفر1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ
فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا
مَّقْدُورًا ﴿٣٨﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ
وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ
أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

سُوۡرَةُ الأحزَاب آیات38تا40

پیغمبرؐ پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کر دیا اور جو لوگ گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا(38)اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں)پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے(39) محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبرؐ اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے(40)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو
سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایت اولیٰ تمہی تو ہو
جلتے ہیں جبرائیل کے پر جس مقام پر
اس کی حقیقتوں کے شناسا تمہی تو ہو
دنیا میں رحمت دو جہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمہی تو ہو

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب محمد وحید گل: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہ رہا ہوں کہ مال روڈ پر دفعہ 144 کا نفاذ ہے لیکن اس کے باوجود یہاں پر جلسے، جلوس اور ریلیاں نکل رہی ہیں اور مال روڈ تو کیا پورے پنجاب کے اندر اس وقت حالت یہ ہو چکی ہے کہ جلسے، جلوس اور مذہبی ریلیاں وغیرہ سڑکوں پر نکل رہی ہیں جس کی وجہ سے ایمبولینسیں بھی پھنس جاتی ہیں اور آئے دن ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے اموات ہو رہی ہیں۔اسی وجہ سے پنجاب یونیورسٹی میں ایک واقعہ پیش آیا جس میں بس کو جلا دیا گیا۔میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ خدارا اس کے اوپر اگر قانون سازی کی ضرورت ہے تو قانون سازی کی جائے اور رسومات، جلسے و جلوس وغیرہ کے لئے جگہ مختص کی جائے تاکہ وہاں یہ سارے پروگرام ہوں۔

سید عبدالعلیم شاہ: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ وقفہ سوالات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا لہذا میری گزارش ہے کہ وقفہ سوالات کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔وحید گل صاحب!لاء منسٹر آتے ہیں تو آپ کی اس بات کا جواب ان سے لیا جائے گا۔پہلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!میں نے کہا ہے کہ وقفہ سوالات کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر بہت اہم ہے اور اگر میرا پوائنٹ آف آرڈر irrelevantہو تو بے شک آپ اسے ریکارڈ کا حصہ نہ بنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے سوال کے لئے floorادھر دے دیا ہے۔ جی، چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا سوال ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! On his behalf(معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 696 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا: چارہ جات کے بیجوں کے لئے تحقیق و دیگر تفصیلات

*696: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگودھا محکمہ زراعت کے زیر انتظام فاڈر ریسرچ انسٹیٹیوٹ چارہ جات کے بیجوں کی تحقیق اور چارہ جات کے اعلیٰ قسم کے بیجوں کی کسانوں کو فراہمی کے لئے مختص ہے؟

(ب) مندرجہ بالا انسٹیٹیوٹ نے اپنے قیام سے اب تک کتنی اقسام کے چارہ جات اور بیجوں کی دریافت کر کے ان کو پیداوار کے لئے متعارف کروایا ہے، اگر ایسا ہے تو کیا نئے دریافت شدہ چارہ جات اور بیجوں کا تقابلی جائزہ لیا گیا اور کیا نتائج سامنے آئے؟

(ج) مذکورہ ادارے میں ریسرچ کرنے والے کتنے اہلکاران کب سے تعینات ہیں ان کے نام، عہدہ سے آگاہ کریں اور انہوں نے اپنی تعیناتی کے دوران کتنی چارہ جات کی اقسام و بیج دریافت کیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سینٹر فاڈر باٹنسٹ کی مبینہ بد دیانتی اور عدم دلچسپی کی بناء پر لاکھوں روپے کی مشینری بے کار پڑی ہے اور اسے مطلوبہ مقاصد کے لئے استعمال نہیں کیا جا رہا؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) مندرجہ بالا انسٹیٹیوٹ نے اپنے قیام سے اب تک 22 چارہ جات کی اقسام دریافت کی ہیں۔ یہ تمام اقسام پرانی اقسام کے تقابلی جائزے کے بعد بہتر پائی گئیں لہٰذا یہ تمام اقسام گورنمنٹ سے منظور شدہ ہیں۔

(ج) ادارہ ہذا میں کام کرنے والے تمام 20 زرعی سائنسدانوں (آفیسرز) کے کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ مزید برآں کسی بھی فصل کی نئی قسم کی دریافت پر زرعی سائنسدانوں کی ایک ٹیم کام کرتی ہے نہ کہ کوئی اکیلا سائنسدان نئی قسم کے بیج کی دریافت کرتا ہے۔ یہ ٹیم ڈائریکٹر باٹنسٹ کی راہنمائی میں کام کرتی ہے اور ٹیم کا ہر ممبر اپنے اپنے مضمون کے مطابق کردار ادا کرتا ہے۔ عام طور پر ایک قسم کی دریافت کرنے میں 10 سے 12 سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

(د) باٹنسٹ ایک تکنیکی عہدہ ہے اس کے پاس کوئی انتظامی اختیارات نہیں ہوتے۔ فارم کے زیر استعمال مشینری میں سے اگر کوئی مشین مرمت طلب ہو تو اس کی فوراً مرمت کروادی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں دانستہ کسی بھی آفیسر یا ماتحت کی کوئی بددیانتی اور عدم دلچسپی شامل نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ senior Fodder Botanist کتنے عرصے سے تعینات ہے اور اس حوالے سے rules کیا کہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! وہاں senior botanist غلام نبی صاحب ہیں جو 27-06-1994 سے تعینات ہیں چونکہ یہ scientist ہوتے ہیں اس لئے ان پر ایگزیکٹو والے rules لاگو نہیں ہوتے کیونکہ ان کو specific project دیا جاتا ہے جس پر انہوں نے کام کرنا ہوتا ہے اس لئے ان کا کوئی مخصوص عرصہ تعیناتی نہیں ہوتا۔ یہ Research Institute for Fodder Sargodha میں کام کر رہے ہیں اس لئے ان کی tenure posting نہیں ہوتی۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر!19 سال کافی زیادہ عرصہ ہے یہ 19 سال سے وہاں ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں جو لاکھوں روپے کی مشینری بے کار پڑی ہے اور اس میں لکھا ہے کہ اس کے اختیار میں نہیں ہے کہ اس کو مرمت یا تبدیل کرا سکے تو کیا اس شخص نے کسی انتظامی افسر کو لکھ کر بھجوایا ہے، وہاں جدید ترین مشینیں خراب پڑی ہیں ان کا ذمہ دار کون ہے اور کس سے پوچھا جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!اس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ساتھ 114 ایکڑ رقبہ attach ہے جہاں پر یہ cultivation کرتے ہیں۔ 114 ایکڑ کی cultivation کے لئے جو مشینری available ہے اس سے cultivation کم نہیں ہوئی بلکہ وہ ہو رہی ہے۔ ہم نے مشینری کی رپورٹ منگوائی ہے جو مشینری خراب ہے اس کے لئے پانچ لاکھ روپے فراہم کر دیئے گئے ہیں اور ان کو کہہ دیا گیا ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر جو بھی خراب مشینری ہے اس کو ٹھیک کرایا جائے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میرا ضمنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ Botanist وہاں 19 سال سے تعینات ہیں اور ان کے جواب کے جز(ب) میں لکھا ہے کہ 22 چارہ جات کی اقسام دریافت کی ہیں اور عام طور پر ایک قسم کو تیار کرنے میں دس تا بارہ سال کا وقت درکار ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنی supervision میں ان بیس سائنسدانوں سے 19 سالوں میں کتنے نئی قسم کے بیج دریافت کروائے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ کسی بھی بیج کو دریافت کرنے میں زراعت کے سارے ڈیپارٹمنٹ مل کر کام کرتے ہیں کوئی ایک آدمی کام نہیں کرتا اور اس میں وقت بھی دس تا بارہ سال لگتے ہیں۔ جو انہوں نے 22 ورائٹیز متعارف کرائی ہیں ان کو تیار کرنے میں پوری ایک ٹیم نے کام کیا ہے کسی ایک فرد نے کام نہیں کیا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!ان 19 سالوں میں جب سے یہ head لگے ہیں ان کی supervision میں کتنے چارہ جات اور بیج دریافت ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ head نہیں ہیں بلکہ یہ senior Botanist ہیں اس ادارے کا head تو ڈائریکٹر ہوتا ہے۔ کسی ایک فرد کا نام نہیں لیا جا سکتا بلکہ یہ ٹیم ورک ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! انہوں نے بتایا ہے کہ 22 اقسام دریافت کی ہیں جنہیں دریافت کرنے میں پوری ایک ٹیم نے کام کیا ہے۔ اگلا سوال جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 815 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راولپنڈی۔ پختہ کئے گئے کھالا جات و دیگر تفصیلات

*815: **جناب اعجاز خان:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع راولپنڈی میں کتنے کھالا جات پختہ ہیں؟

(ب) سال 12-2011 تا 13-2012 ضلع راولپنڈی میں کتنے کھال پختہ کئے گئے ان کا نمبر، گاؤں کا نام مع تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت مذکورہ ضلع میں کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے؟

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) مذکورہ ضلع میں کتنے کھالا جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے کیا حکومت ان کھالوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع راولپنڈی میں نہری نظام نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کھالا جات کی بجائے اریگیشن سکیمیں (Irrigation Schemes) / پائپ لائینز (Pipe Lines) لگائی جاتی ہیں۔ اب تک مختلف منصوبوں کے تحت ایسی 1433 سکیمیں لگائی جا چکی ہیں۔

(ب) مذکورہ سالوں میں کل 60اریگیشن سکیمیں لگائی گئی ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال14۔2013میں ضلع راولپنڈی میں40اریگیشن سکیمیں لگانے کا پروگرام ہے

(د) کھال (ضلع راولپنڈی کے حوالے سے اریگیشن سکیم) کو پختہ کرنے کے لئے حکومت کوئی رقم وصول نہیں کرتی تاہم اس کام کے لئے راجوں اور مزدوروں کے کل اخراجات بذمہ کاشتکار ہوتے ہیں جو وہ خود ہی خرچ کرتا ہے۔مزید برآں اگر اریگیشن سکیم پر تعمیراتی سامان کی لاگت 2لاکھ 50ہزار روپے سے زیادہ ہو تو زائد رقم کی ادائیگی بھی متعلقہ کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے۔

(ہ) اریگیشن سکیمیں ٹیوب ویلوں، ندی نالوں، کنوؤں، تالابوں اور چھوٹے ڈیم وغیرہ پر پہلے آئیے پہلے پائیے کی بنیاد پر لگائی جاتی ہیں لہٰذا ان کی تعداد مرتب نہیں ہو سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ سال14-2013میں ضلع راولپنڈی میں چالیس irrigation schemes لگانے کا پروگرام ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ان چالیس سکیموں کے لئے کتنے فنڈز رکھے گئے ہیں، کتنی سکیموں پر کام شروع ہو چکا ہے اور کتنی مکمل ہو چکی ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جیسے ہم نہری علاقوں میں کھالا جات پکے کرتے ہیں اسی طرح پوٹھوہار کے علاقے اور بارانی علاقوں میں irrigation schemes ہوتی ہیں جو پائپ کے ذریعے مہیا کی جاتی ہیں اس سکیم کے لئے اگر اڑھائی لاکھ روپے سے زائد خرچہ ہو تو باقی خرچہ زمیندار برداشت کرتا ہے اور اڑھائی لاکھ روپے حکومت فراہم کرتی ہے۔ جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ اس سال چالیس سکیمیں مکمل کرنی ہیں تو انشاء اللہ ہمارے پاس جو بھی درخواست آئے گی ہم اس کو entertain کریں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اب تک کتنی درخواستیں آچکی ہیں اور کتنی پر کام شروع ہو چکا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان کو اس کی detail فراہم کر دیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): ٹھیک ہے۔ میں ان کو detail فراہم کر دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز(ہ) میں پوچھا گیا ہے کہ مذکورہ ضلع میں کتنے کھالا جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے کیا حکومت ان کھالوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟ جواب یہ آیا ہے کہ irrigation schemes ٹیوب ویلوں، ندی نالوں، کنوؤں، تالابوں اور چھوٹے ڈیم وغیرہ پر پہلے آئیے پہلے پائیے کی بنیاد پر لگائی جاتی ہیں لہذا ان کی تعداد مرتب نہیں ہو سکتی۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ irrigation schemes پبلک خود لگاتی ہے یا محکمہ approve کرتا ہے؟ اگر پبلک خود لگاتی ہے پھر تو ظاہر ہے کہ تعداد مرتب کرنا ممکن نہیں ہے لیکن اگر محکمہ لگاتا ہے تو پھر محکمے کو اس کی تعداد معلوم ہونی چاہئے۔ اس کی ذرا وضاحت فرمادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس میں اس طرح ہوتا ہے کہ ایک User Committee بنتی ہے وہ کمیٹی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہے اور اس کا باقاعدہ ڈیزائن بنتا ہے کہ ہم نے کس جگہ irrigation scheme لگانی ہے۔ نہری علاقوں میں تو سرکاری کھالے ہوتے ہیں جو موگے سے نکلتے ہیں ان کی تعداد مقرر ہے جیسے پنجاب میں ان کی تعداد 58 ہزار ہے۔ وہاں پر irrigation schemes پرائیویٹ لگتی ہیں وہ کوئی چھوٹے ڈیموں میں لگ جاتی ہیں، ندی نالوں اور ٹیوب ویلوں میں لگتی ہیں اس لئے ان کی تعداد determine نہیں کی جاسکتی۔ ہمارے پاس جو بھی درخواست لے کر آتا ہے اور وہ User Committee بنانے کا criteria fulfill کرتا ہے تو ہم اس کو اڑھائی لاکھ روپے دے دیتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ User Committee سارا خرچہ کرتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کا ریکارڈ تو ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہونا چاہئے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس کا ریکارڈ بالکل ہے وہ میں اپنے بھائی کو دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا ریکارڈ تو ہونا چاہئے کہ آپ نے کتنی سکیمیں لگائی ہیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ سوال ضلع راولپنڈی کا ہے ہم نے اس میں 1433 سکیمیں لگائی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب!آپ پھر بہاولپور کی تفصیل چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!بس۔ میں منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف ہی دلانا چاہتا تھا کہ جو محکمے نے جواب لکھا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب آپ کو بہاولپور کی detail دے دیں گے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب بہاولپور کے بارے میں درخواست دیں ہم انشاءاللہ تعالیٰ ضرور لگا کر دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: مہربانی۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر!آپ نے کہا تھا کہ اس سوال کے بعد مجھے موقع دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!میں نے اس سوال کا نہیں کہا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ Question Hour کے بعد موقع دوں گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر!میں نے اسی سے متعلقہ بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، میں عباسی صاحب کے سوال کے بعد آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دیتا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!میں منسٹر صاحب سے یہ جاننا چاہوں گا کہ User Committee کا criteria کیا ہے، کیا یہ یوسی level پر بنتی ہے، تحصیل level پر بنتی ہے یا موضع پر بنتی ہے۔ سرکاری طور پر User Committee کی definition کیا ہے جس کی درخواست پر یہ grant دیتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!ہوتا یہ ہے کہ جیسے نہری علاقوں میں جو کھالے استعمال کرتے ہیں، جو اس کے beneficiaries ہوتے ہیں وہ User Committee بناتے ہیں۔اسی طرح پوٹھوہار کے علاقے میں جو بھی اس سکیم کے beneficiaries ہوتے ہیں جو سکیم کو استعمال کرتے ہیں انہی پر ہی User Committee مشتمل ہوتی ہے۔یہ 1981 کے ایکٹ کے تحت کمیٹیاں بنتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ عائشہ جاوید! آپ بات کرنا چاہتی ہیں۔ پلیز، کوئی relevant بات کیجئے گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ اگر آپ کو یہ relevant نہ لگے تو آپ اس کو disregard کر سکتے ہیں۔ میں ایوان کی توجہ دلانا چاہوں گی کہ یہ Rule of Procedure کی کتاب ہے۔۔۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ! آپ کوئی بات کر رہی تھیں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہ جو ہمیں ایجنڈے کی کاپی کل کے لئے دی جا رہی ہے۔ میں نے اسی پر بات کرنی تھی کہ پچھلے کچھ دنوں سے ہمیں آنے والے دن کے بارے میں ایجنڈے کی کاپی نہیں مل رہی تھی۔ Rules of Procedures کی book میں کہیں بھی نہیں لکھا ہوا کہ ہمیں یہ کاپی فراہم نہیں کرنی تو as member ہمارا یہ right ہے کہ ہم جب اگلے دن صبح آئیں تو ہمیں معلوم ہو کہ ایجنڈا کیا ہے اور بزنس کیا ہونا ہے تاکہ ہم اس کے مطابق تیاری کر کے آئیں۔ میں صرف آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی تھی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل آپ کی بات ٹھیک ہے۔ دیکھیں! لاء منسٹر صاحب جونہی ایجنڈے کے بارے میں بتاتے ہیں، جونہی وہ ایجنڈا final کر کے سیکرٹری اسمبلی کے پاس بھیجتے ہیں تو اسی وقت ہی یہ ایجنڈا circulate کیا جاتا ہے۔ اگر آپ Rule(28) Arrangement of Business ذرا پڑھ لیں تو اس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! وہ میں نے پڑھ لیا ہے لیکن اس میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ ایجنڈے کی کاپی فراہم نہیں کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جونہی لاء منسٹر ایجنڈا final کر کے سیکرٹری اسمبلی کو بھجواتے ہیں تو فوراً ہی circulate کر دیا جاتا ہے۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! ایجنڈے کی کاپی جمعرات کو دی گئی اور نہ ہی جمعہ کو دی گئی ہے تو آج اتنا important Bill discuss ہونے جا رہا ہے اور legislation ہو رہی ہے لیکن ہمیں ایجنڈے کی کاپی پہلے نہیں ملی۔ میں نے اس بارے آپ کی توجہ دلانا تھی اگر آپ کو یہ irrelevant لگے تو اسے disregard کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں،آپ کی بات ٹھیک ہے بہر حال میں اس کو دیکھتا ہوں۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،20منٹ کے لئے نماز مغرب کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے ایوان کی کارروائی 20منٹ تک ملتوی کر دی گئی)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 5:30 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر816ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد۔پختہ کئے گئے کھالا جات ودیگر تفصیلات

*816:**جناب اعجاز خان:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی۔52 ضلع فیصل آباد میں کل کتنے کھالا جات ہیں ان میں کتنے پختہ ہیں اور کتنے پختہ نہ ہیں؟

(ب) سال12۔2011کے دوران مذکورہ حلقہ میں کتنے کھال پختہ کئے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی کھالے کا نمبر اور گاؤں کا نام مع تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت مذکورہ حلقہ میں کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے اور کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنی رقم وصول کی جاتی ہے؟

(د) مذکورہ حلقہ میں کتنے کھالا جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے کیا حکومت ان کھالوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) حلقہ پی پی۔52 ضلع فیصل آباد میں کھالا جات کی کل تعداد 177ہے۔ان میں سے 167 کھالا جات پختہ کئے جا چکے ہیں اور بقیہ 10 کھالا جات ابھی پختہ نہ کئے گئے ہیں۔

(ب) سال12۔2011 کے دوران 5 کھالا جات پختہ تعمیر کئے گئے جن پر ایک کروڑ5 لاکھ 25ہزار474روپے خرچ ہوئے ہیں۔کھالا جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کھال نمبر	چک نمبر	کل لاگت (روپوں میں)
1	18889/R	55ر۔ب	30لاکھ34ہزار857
2	105498/R	98ر۔ب	31لاکھ51ہزار623
3	7710/TL	54ر۔ب	27لاکھ82ہزار705
4	11442/L	130ر۔ب	15لاکھ22ہزار402
5	169250/L	146ر۔ب	33ہزار887
		میزان	1کروڑ5لاکھ25ہزار474

(ج) مذکورہ حلقہ میں اس وقت دو کھالوں پر کام جاری ہے۔پختہ کھال کی تعمیر یا اصلاح میں زمینداران سے کوئی رقم وصول نہیں کی جاتی۔ کھال کے حصہ داران کے ذمے صرف راج اور مزدوروں کا خرچ ہوتا ہے جو وہ خود ہی برداشت کرتے ہیں۔ جبکہ مٹیریل کی رقم حکومت کی طرف سے مہیا کی جاتی ہے اور اسے بھی کاشتکار ہی خرچ کرتے ہیں۔

(د) مذکورہ حلقہ میں 10 کھالا جات ابھی تک پختہ نہیں کئے جا سکے جیسا کہ جز(الف) میں بیان کیا گیا ہے۔اس وقت دو کھالا جات کی اصلاح کا کام جاری ہے۔اگر محکمانہ پالیسی کے مطابق کسان اپنے حصہ کی رقم جمع کرلیں تو حکومت بقیہ کھالا جات کو بھی پختہ کرنے کے لئے تیار ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ حلقہ پی پی۔52 ضلع فیصل آباد میں کل 177 میں سے 167 کھالا جات کو مرمت کیا گیا ہے۔ مگر میری اطلاع کے مطابق ان میں سے پچاس فیصد کھالا جات کی توڑ پھوڑ شروع ہو چکی ہے۔ جتنی مرمت کی گئی تھی اس سے زیادہ وہ خراب ہو چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کون سے جز سے متعلق ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں جز(الف) سے متعلق بات کر رہا ہوں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ کھالا جات User Committee کے تحت پختہ کئے جاتے ہیں اور وہی ان کی look after کرتی ہے۔اس کے بعد ان کی third party validation نیسپاک سے کروائی جاتی ہے اس لئے کسی قسم کا issue ابھی تک سامنے نہیں آ سکا۔اگر میرے بھائی point out کریں کہ فلاں کھالا میں کوئی خرابی ہوئی ہے تو میں اس کی inquiry کرالوں گا۔ یہ مجھے لکھ کر دے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جی، بہتر ہے میں منسٹر صاحب کو یہ information دے دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 830 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت سبسڈی دینے کی تفصیلات

*830: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت یکم جولائی 2008 سے آج تک کتنی سبسڈی دی گئی؟

(ب) کتنے ٹریکٹر اس سکیم کے تحت آج تک فراہم کئے گئے ہیں؟

(ج) اس سکیم کی پالیسی اور شرائط کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ اس سکیم کے تحت نکلنے والے ٹریکٹر کے اکثر مالکان زمین کے مالک تو ہیں، مگر وہ خود کاشت نہیں کرتے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ایسے افراد نے قرعہ اندازی میں سبسڈی سکیم کے تحت نکلنے والے ٹریکٹر فروخت کر دیئے ہیں؟

(و) ایسی کتنی شکایات حکومت کے علم میں آئی ہیں اور ان افراد کے خلاف حکومت نے کیا ایکشن لیا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) 09-2008 سے لے کر آج تک کل 30 ہزار 47 ٹریکٹر دیئے گئے جبکہ ہر ٹریکٹر پر 2 لاکھ روپے سبسڈی دی گئی۔ اس طرح کل 6۔ارب 94 لاکھ روپے کی سبسڈی دی گئی۔

(ب) اس سکیم کے تحت مذکورہ سالوں میں کل 30 ہزار 47 ٹریکٹر فراہم کئے گئے ہیں۔

(ج) گرین ٹریکٹر سکیم کی پالیسی و شرائط کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) جی نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ حکومت کے علم میں ایسی کوئی شکایت نہیں آئی ہے۔ ہر درخواست دہندہ نے درخواست پر یہ اقرار کیا تھا کہ وہ زمین بذات خود کاشت کرتا ہے اور اس کے ہمراہ بیان حلفی جمع کروایا تھا جس میں یہ واضح درج تھا کہ "درخواست دہندہ / والد / والدہ اس زمین کو خود کاشت کرتا / کرتی ہے۔"

اگر کسی معزز ممبر اسمبلی کو کوئی ایسی شکایت موصول ہو تو وہ حکومت پنجاب کو آگاہ کرے تاکہ ان مالکان کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکے۔

(ہ) جی نہیں۔یہ درست نہیں ہے۔حکومت کے علم میں ایسی کوئی شکایت نہیں آئی ہے۔

(و) جی نہیں۔ایسی کوئی شکایت وصول نہیں ہوئی ہے۔تاہم پالیسی کے مطابق ایسے افراد کی طرف سے شرائط کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں متعلقہ ڈویژنل کمشنر منتخب فرد کے خلاف پالیسی میں تجویز کردہ تعزیری کارروائی کرے گا۔یہ تعزیری کارروائی الاٹمنٹ حکم کی منسوخی یا سبسڈی کی رقم کی واپسی کی صورت میں ہوگی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!میں اس جواب سے مطمئن ہوں اور کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!سوال نمبر881ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کیڑے مار ادویات میں سبسڈی دینے کا معاملہ

***881: محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کی کپاس کی پیداوار پورے ملک کی کپاس کی پیداوار کا75فیصد سے زائد ہے؟

(ب) اگر یہ درست ہے تو پنجاب میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ کتنے ایکڑ ہے،کیا حکومت کپاس کے زیر کاشت رقبہ کو بڑھانے کے لئے کپاس کے کاشتکاروں کو کچھ ترغیبات دے رہی ہے اور کیا ان ترغیبات میں کیڑے مار ادویات پر کچھ سبسڈی بھی شامل ہے؟

(ج) اگر نہیں تو کیا حکومت ان ادویات پر کچھ سبسڈی دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے۔پنجاب میں کپاس کی پیداوار پورے ملک کی پیداوار کا 70 سے 75 فیصد تک ہوتی ہے۔

(ب) اس سال پنجاب میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ 54لاکھ 8ہزار ایکڑ ہے۔حکومت پنجاب کپاس کا رقبہ بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے:

- پنجاب میں کپاس کاشت کرنے والے اضلاع میں زرعی ماہرین کی ٹیمیں کپاس کی بروقت کاشت، بہتر نگہداشت، کیڑوں وبیماریوں کے کنٹرول، بروقت آبپاشی، صاف چنائی اور بعد ازچنائی سنبھال کے متعلق مکمل ٹریننگ فراہم کرتی ہیں۔
- محکمہ کے ماہرین کاشتکاروں کے کھیت میں جاکر کیڑوں، بیماریوں کے حملہ کی پیسٹ سکاؤٹنگ کرتے ہیں اور اگر نقصان معاشی حد سے زیادہ ہو تو مناسب زرعی ادویات تجویز کرتے ہیں۔
- ٹی وی، ریڈیو، اخبارات کے ذریعے اچھی پیداوار کے حصول اور کیڑوں، بیماریوں سے بچاؤ کے لئے جدید ٹیکنالوجی سے بروقت آگاہ کیا جاتا ہے۔
- پنجاب بھر میں کاشتکاروں کو خالص ادویات اور کھادوں کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے جعلی زرعی ادویات وکھادوں کا کاروبار کرنے والے اداروں اور ملزمان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔زرعی زہروں پر حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی سبسڈی نہ ہے۔

(ج) حکومت پنجاب ادویات پر سبسڈی دینے کی بجائے ایسے جدید بیج متعارف کروا رہی ہے جو کہ بیماریوں کے خلاف زیادہ قوت مدافعت رکھتے ہوں جس سے ادویات پر سبسڈی کی ضرورت نہ رہے گی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ "پنجاب میں کپاس کی پیداوار پورے ملک کا70 سے 75 فیصد تک ہوتی ہے"۔ جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "اس سال پنجاب میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ 54لاکھ 8ہزار ایکڑ ہے"۔اسی طرح آگے بتایا گیا ہے کہ "پنجاب میں کاشت کرنے والے اضلاع میں زرعی ماہرین کی ٹیمیں کپاس کی بروقت کاشت، بہتر نگہداشت، کیڑوں و بیماریوں کے کنٹرول، بروقت آبپاشی، صاف چنائی اور بعد ازچنائی سنبھال کے متعلق مکمل ٹریننگ فراہم کرتی ہیں۔ محکمہ کے ماہرین کاشتکاروں کے کھیت میں جاکر کیڑوں، بیماریوں کے حملہ پیسٹ سکاؤٹنگ کرتے ہیں اور اگر نقصان معاشی حد سے زیادہ ہو تو مناسب زرعی ادویات تجویز کرتے ہیں"۔ جبکہ میری اطلاع کے مطابق کسان کو کبھی کسی نے کوئی ٹریننگ دی ہے اور نہ ہی بیماریوں کے کنٹرول کے لئے کسان کے پاس کوئی محکمہ زراعت کا آدمی گیا ہے۔ محکمہ کے ماہرین کیڑوں اور بیماریوں کے حملہ کے بارے میں بھی کچھ نہیں کرتے۔کیا منسٹر صاحب بتائیں گے کہ جواب میں کس علاقے کے بارے میں لکھا گیا ہے؟ ہمارے پاس تو محکمہ زراعت کا کوئی آدمی آج تک نہیں آیا۔اس ایوان میں تشریف فرما معزز ممبران

میں سے اکثریت زراعت سے منسلک ہے۔ ہمیں تو جواب میں بتائی گئی سہولتوں میں سے ایک بھی میسر نہیں تو یہ کس کو سہولتیں دی جارہی ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارا پیسٹ وارننگ کا باقاعدہ ایک محکمہ ہے جو کہ پیسٹ سکاؤٹنگ کرتا ہے۔اس کے علاوہ extension کا پورا wing کسانوں کو services فراہم کرتا ہے۔اسی طرح مرکز level پر کسانوں کو ٹریننگ بھی دی جاتی ہے اور پیسٹ سکاؤٹنگ کرنے کے طریق کار بھی سکھائے جاتے ہیں تاکہ کسان خود ہی پیسٹ سکاؤٹنگ کر سکیں۔اگر میری بہن کو اعتراض ہے کہ ان کے علاقے میں محکمہ زراعت کا کوئی آدمی غفلت کا مرتکب ہو رہا ہے تو یہ مجھے لکھ کر دے دیں ہم اس کے خلاف inquiry کر لیتے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہمارے محکمہ زراعت کے لوگوں کو پیسٹ سکاؤٹنگ کے حوالے سے کوئی تسلی بخش تربیت نہیں دی گئی۔ پہلے تقریباً ہر ضلع میں زرعی کمیٹیاں بنی ہوئی تھیں جبکہ اب ان کو ختم کر دیا گیا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ کم از کم آٹھ دس لوگوں پر مشتمل زرعی کمیٹی تحصیل کی سطح پر بنائیں جو کہ کپاس، گنے اور دھان کے کاشتکاروں کی راہنمائی کرے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! یہ تو آپ تجویز دے رہے ہیں۔آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ پوچھ لیں اور اگر کوئی تجویز ہے تو آپ وقفہ سوالات کے بعد منسٹر صاحب کو دے دیجئے گا۔

جناب احمد خان بھچر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ "پنجاب میں کپاس کی پیداوار پورے ملک کی پیداوار کا 70 سے 75 فیصد ہوتی ہے"۔ دوسری طرف جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "اس سال پنجاب میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ 54 لاکھ 8 ہزار ایکڑ ہے"۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں جواب ایک دوسرے کے ساتھ contradict کر رہے ہیں۔یہاں پر زیر کاشت رقبہ 54 لاکھ 8 ہزار بتایا گیا ہے اور 70 سے 75 فیصد پیداوار بتائی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کا 15 ملین ایکڑ سے زیادہ رقبہ ہے تو یہ 70 سے 75 فیصد پیداوار کس طرح بنتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہو گا کہ یہ باقاعدہ recorded چیز ہے کہ پورے پاکستان میں پچھلے دو تین سال سے کپاس کی twelve to thirteen million

balesپیدا ہوئی ہیں۔اس حوالے سے دیکھا جائے تو پنجاب میں ہر سال کپاس کی nine to ten million balesپیدا ہوئی ہیں۔اگر آپ اس سال کا dataدیکھیں تو معلوم ہوگا کہ پنجاب میں twelve millionکے مقابلے میںnine million balesپیدا ہو رہی ہیں تو یہ 70 سے 75 فیصد بن جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال کے جز(ب) میں ترغیبات کا ذکر ہے۔ کیڑے مار ادویات، بروقت آبپاشی اور چنائی کا ذکر ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کاشتکار کو subsidyنہیں دے سکتے، اگر اس کے پیداواری اخراجات کو کم نہیں کر سکتے، اگر آپ کپاس کی support priceمقرر نہیں کر سکتے تو کم از کم گوشت خور شکاریوں کو ان پرندوں کے شکار سے روکا جائے جو کہ کسان دوست ہیں۔ مثلاً تیتر، بٹیر، تلور وغیرہ جو کہ از خود کیڑے مکوڑوں اور سنڈیوں کو کھا جاتے ہیں۔ یہ کسان دوست پرندے ہیں اگر ان کے شکار پر پابندی لگائی جائے تو اصلی یا نقلی ادویات کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بڑی مہربانی۔ جی، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ! آپ اس سوال پر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں تو کر لیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اسی سوال کے جواب میں محکمہ نے جز(ب) کے پیرا نمبر 4 میں لکھا ہوا ہے کہ "پنجاب بھر میں کاشتکاروں کو خالص ادویات اور کھادوں کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے جعلی زرعی ادویات و کھادوں کا کاروبار کرنے والے اداروں اور ملزمان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ زرعی زہروں پر حکومت پنجاب کی طرف سے کوئی سبسڈی نہ ہے"۔ آج پنجاب میں جعلی ادویات اس طرح مل رہی ہیں کہ شاید دکانوں پر بھی اس طرح نہ ملتی ہوں۔ ہر جگہ پر یہ شکایت ہے کہ جعلی کھادیں، جعلی ادویات اور جعلی سپرے وغیرہ ہیں تو kindly یہ مجھے بتائیں گے کہ جعلی ادویات کا کاروبار کرنے والوں کی سزائیں کیا ہیں، جعلی ادویات کا کاروبار کرنے والوں کو محکمہ والے صبح پکڑ کر لے جاتے ہیں اور شام کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں پہنچے ہوئے ہوتے ہیں تو اُن کے لئے کیا سزا ہوتی ہے کیونکہ اس سے بڑا تو جُرم کوئی نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ پنجاب میں مختلف ادارےproduction of cotton کے حوالے سے اپنے اپنے جو

estimates لگا رہے تھے وہ 8.5 million bales کے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اب ہم 9 million bales کو touch کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ہماری زرعی ادویات اور کھادیں کام کر رہی ہیں کہ ہماری crops ہمارے estimate سے بھی زیادہ ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے اپنی بہن کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ کم از کم پنجاب کے level تک ہم نے اس پر 99 فیصد قابو پا لیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر انہیں کہیں شکایت ہو تو یہ ہمیں point out کر سکتی ہیں ہم انشاء اللہ action لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اگر کوئی جعلی ادویات بیچنے والا پکڑا جائے تو اس پر کیا سزا دی جاتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم FIR کاٹتے ہیں اُس کے بعد سزا دینا یا جُرمانہ کرنا عدالت کا کام ہے۔ ہمارا محکمہ ہر کیس کو خود prosecute کرتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! وزیر موصوف مجھے بتا دیں کہ کیا عدالت ایک دن میں فیصلہ کر دیتی ہے کہ وہ صبح پکڑے جاتے ہیں اور شام کو واپس آ جاتے ہیں، اگر ایف آئی آر کاٹی جاتی ہے تو وہ شام کو کیسے واپس آ سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس سال اب تک ہم 169 FIR's کاٹ چکے ہیں۔ آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ عدالتوں کا کام ہے کہ اُن کی bail before arrest لیتی ہیں، جُرمانہ کرتی ہیں یا سزا دیتی ہیں۔ ہم تو کیس کو بھرپور طریقہ سے عدالتوں میں prosecute کرتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے جعلی ادویات کا کاروبار کرنے کے جُرم کو bailable رکھا ہوا ہے تو کیا کوئی ایسا سسٹم ہو سکتا ہے کہ یہ جُرم non-bailable ہو جائے کیونکہ مجھے پتا ہے کہ یہ کیسے ہوتا ہے۔ اس قانون میں ترمیم کر کے اس جُرم کو non-bailable کر دیا جائے کیونکہ ان لوگوں کو سزا تو ملنی چاہئے۔ ہمیں پتا ہے کہ جب ہم یہ جعلی ادویات اور کھادیں لے کر آتے ہیں تو ہم کس طرح suffer کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!اس معاملہ پر آپ کوئی قرارداد لے کر آئیں تو یہ معاملہ پھر اس معزز ایوان میں discuss ہوگا۔منسٹر صاحب نے بتادیا ہے کہ انہوں نے اس سال اب تک FIR's 169 کاٹی ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!آپ دیکھیں کہ پنجاب کتنا بڑا صوبہ ہے اور یہ خود مانتے ہیں کہ پنجاب میں زرعی رقبہ کتنا بڑا ہے تو میں حیران ہوں کہ اتنا زیادہ زرعی رقبہ اور صرف یہ FIR's کاٹی گئی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!آپ نے محترمہ کو FIR's 169 کی detail بتادی ہے تو آپ محترمہ کو عدالتوں کی طرف سے ان FIR's پر ہونے والی کارروائی کی detail بھی دے دیجئے گا۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!Pesticide Act بھی بن رہا ہے تو اُس میں ہم محترمہ کی اس تجویز پر غور کرلیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔آپ محترمہ کی اس تجویز کو بھی اُس میں شامل کرلیں۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!on her behalf سوال نمبر 1045 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ راحیلہ خادم حسین کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں فروٹ فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1045: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں فروٹ کے سرکاری فارم کتنے ہیں نیز کن کن اضلاع میں ہیں اور کتنے رقبہ پر ہیں؟

(ب) مذکورہ فروٹ فارمز کی سالانہ آمدنی کتنی ہے اور یہ آمدنی کن کاموں کے لئے استعمال کی گئی؟

(ج) ان فروٹ فارمز پر کتنے ملازمین کام کرتے ہیں، ان کی سکیل وار لسٹ فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب میں فروٹ کے سرکاری فارمز کی کل تعداد 29 ہے۔نام ضلع، نام فارم اور رقبہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ فارمز کی گزشتہ سال کی کل آمدن 4کروڑ80لاکھ 92ہزار 7روپے رہی جو کہ سرکاری خزانے میں جمع کروادی گئی۔

(ج) ان فارمز پر ملازمین کل تعداد716ہے۔سکیل وار تفصیل اس طرح سے ہے۔

سکیل	کل تعداد
19	1
18+SP	11
18	28
17	49
16	4
14	17
12	3
11	27
9	15
7	17
6	16
5	79
4	17
3	6
2	20
1	406
میزان	716

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ان کے 29 سرکاری فارمز ہیں اور سالانہ کل آمدنی 4کروڑ80لاکھ 92ہزار 7روپے ہے اور اس میں کل 716ملازمین کام کرتے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آمدن تو4کروڑ80لاکھ روپے ہے تو اس پر administrative expenditure کتنا ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ان29فارمز میں سے آدھے سے زیادہ فارمز extension and adaptive research کے ہیں۔Extension کے فارمز ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے under ہیں اور باقی research کے فارمز صوبائی حکومت کے under ہیں۔ باقی اس میں profit کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ ہم نے یہ

ملازمین اپنی R&D کے لئے لگائے ہوتے ہیں۔Seed کی کوئی نئی variety آتی ہے تو ہم control کے ساتھ اُس کا تقابل کرتے ہیں تو اُس میں ہمیں بعض دفعہ نقصان بھی ہو جاتا ہے تو research کو promote کرنے اور کسان بھائیوں کو زیادہ سہولتیں فراہم کرنے کے لئے research and development کے لئے فارمز ہوتے ہیں اس میں profit or loss کو نہیں دیکھا جاتا۔

ملک محمد علی کھوکھر:جناب سپیکر!ان فارمز کا ایک مقصد true-to-type rootstock produce کرنا ہوتا ہے جو آگے یہ کاشتکاروں کو دیتے ہیں۔ اس میں Citrus Research Station, Sahiwal, Date Research Station, Jhang اور Mango Research Station, Shuja Abad ہو گیا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر جو true-to-type rootstock develop ہوا اور وہ آگے کاشتکاروں کو دیا گیا اُس کا انہوں نے کوئی feedback لیا کیونکہ میں ان چیزوں کا personal victim ہوں کہ میں نے ان سے plants لئے اور چھ سال کی محنت کے بعد اُن میں 70 فیصد 2 نمبر نکلے تو جن کاشتکاروں کو یہ اپنا rootstock دیتے ہیں تو اُن سے یہ کوئی feedback بھی لے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر:جی،وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!میرے بھائی نے جس فارم کے بارے میں شکایت کی ہے یہ مجھ سے مل لیں میں انشاءاللہ detailed report منگوا کر ان کی اس شکایت کا ازالہ کرا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:ملک صاحب!آپ منسٹر صاحب سے مل لیں اگر آپ کو کوئی غلط پودے دیئے گئے تھے تو منسٹر صاحب اُس پر ایکشن لیں گے۔اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!سوال نمبر1092 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گندم میں ڈالی جانے والی گولیوں سے قیمتی جانوں کا ضیاع و دیگر تفصیلات

*1092:**الحاج محمد الیاس چنیوٹی**:کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لوگ گندم کو محفوظ رکھنے والی گولیوں کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے اسے خودکشی کے لئے کھا لیتے ہیں جس کا کوئی فوری علاج نہیں ہوتا اور اکثر اوقات اس سے قیمتی جانوں کا ضیاع ہو جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گندم کو محفوظ کرنے کے لئے اس گولی کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس گولی کے استعمال کو ممنوع قرار دینے کا ارادہ بھی رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی! ہاں یہ درست ہے۔

(ب) گندم کو محفوظ کرنے والی فاسفین گولیوں کا متبادل میتھائل برومائیڈ ہے لیکن یہ Ozone Layer کو نقصان پہنچاتا ہے اس لئے اس کے استعمال کی اجازت نہیں دی جاتی۔ فاسفین گولیاں صرف زرعی اجناس کی محفوظ ذخیرہ کاری کے لئے ہی استعمال نہیں ہوتیں بلکہ ان کا استعمال آم، کھجور، سیب و دیگر پھلدار پودوں کے تنوں کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں کے خلاف بھی کیا جاتا ہے۔ چونکہ فاسفین گولیوں کے خلاف ضرر رساں کیڑوں میں قوت مدافعت بھی دیکھی گئی ہے اس لئے ان گولیوں کے متبادل پر تحقیق جاری ہے۔ تاہم ان کی ذمہ دارانہ فروخت کے لئے محکمہ زراعت نے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں۔

- صوبہ بھر میں تحصیل و ضلع کی سطح پر تعینات 266 پیسٹی سائیڈ انسپکٹر کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ ان گولیوں کو فروخت کرنے والے غیر لائسنس یافتہ دکانداروں کے خلات زرعی ادویات کے قانون 1971 کے مطابق کارروائی کریں۔ اب تک ایسے دکانداروں کے خلاف 82 ایف آئی آرز درج ہو چکی ہیں۔
- لائسنس یافتہ و نئے پیسٹی سائیڈ ڈیلرز کو سال میں دو مرتبہ زرعی ادویات کی محفوظ ذخیرہ کاری، استعمال وغیرہ کے بارے میں تربیت دی جاتی ہے اور وہ اس کے پابند ہیں کہ زرعی ادویات و گولیوں کے خریدار کا نام و مکمل پتا رسید پر درج کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گندم کو محفوظ کرنے والی دوا فاسفین کا گھسا پٹا وہی طریق کار ابھی تک رائج ہے اور یہ بڑا اہم سوال ہے۔ آپ نے اکثر اخبارات میں پڑھا ہو گا اور ٹی وی چینلز پر بھی آتا ہے کہ فلاں بندے نے گندم کی دوائی کی گولیاں کھا کر خودکشی کر لی۔ یہ گولیاں عام مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گندم کو محفوظ کرنے والی اس دوائی کو

کسی اور form میں بنانے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے؟ یا یہ research oriented کام ہے تو زراعت سے regarding ہمارے جتنے محکمے ہیں اُن کو چاہئے کہ اس پر research کر کے کوئی ایسی دوا ایجاد کریں جو گولی کی بجائے کسی اور form میں ہو۔وزیر موصوف اس حوالے سے ذرا بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں خودکشی کا رجحان اور اس کے مروجہ طریق کار ان گولیوں کے علاوہ اور بھی بہت سے ہیں مثلاً ٹرین ہے،لوگ دریا میں چھلانگ لگا لیتے ہیں،انسولین کا انجکشن ہے جو اِدھر تو شاید اتنا عام نہیں ہے لیکن باہر کے ملکوں میں انسولین کا انجکشن لگا کر بھی لوگ خودکشی کرتے ہیں۔نیند والی گولیاں ہیں،جتنے hypnotic ہیں،جتنے tranquillizer ہیں وہ کھا کر بھی لوگ خودکشی کرتے ہیں۔ باقی معزز ممبر نے اس کے علاوہ کسی طریق کار کا پوچھا ہے تو اس کے علاوہ methyl bromine ہے لیکن وہ safe طریقہ نہیں ہے کیونکہ وہ Ozone Layer کو کم کرتا ہے اور انسانی صحت پر بھی اُس کے مضر اثرات ہوتے ہیں۔ ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ ان گولیوں کو اپنے لائسنس یافتہ ڈیلرز کو دیا جائے۔ان کی باقاعدہ ٹریننگ کی جاتی ہے اور ان کو سختی سے ہدایت ہے کہ جو آدمی گولیاں لے کر جاتا ہے اس کا باقاعدہ فون نمبر اور پتا سب کچھ تسلی کر کے دی جائیں۔اس کے باوجود بھی ہم نے بہت سی ایف آئی آرز درج کرائی ہیں جو اس میں درج ہیں۔ ہم گندم محفوظ کرنے کے لئے گولیوں کے علاوہ دوسرا طریق کار بھی سوچ رہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میرے بھائی نے خودکشی کرنے کے کافی طریقے بتادیئے ہیں میں ان کا مشکور ہوں صرف ٹرین کے آگے لیٹنے اور پنکھے کے ساتھ لٹکنے کا طریقہ شاید ان کے ذہن میں نہیں رہا۔ ہمارا اس میں بڑا serious concern ہونا چاہئے کہ محکمہ زراعت research oriented ہے۔ان کو چاہئے کہ ضرور ایسا طریقہ ایجاد کریں اور ڈاکٹر صاحب نے اپنے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ ہم دوسرے طریقے پر بھی غور کر رہے ہیں۔یہ دوسرے طریقے کے بارے میں بتادیں اور جن 82 ایف آئی آرز کا انہوں نے حوالہ دیا ہے۔ میرا ان سے ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ 82 ایف آئی آرز پورے پنجاب میں کاٹی گئی ہیں اگر ایسا ہے تو ہر ضلع کے مطابق اس کی تفصیل بتادیں؟ابھی ہماری ایک بہن نے اپنا concern show کیا تھا کہ جو bailable offences ہیں اور جو لوگ جعلی ادویات کا دھندا کرتے ہیں وہ

معاشرے کا ناسور بن چکے ہیں ان کو لگام ڈالنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اس کو non bailable offences کے زمرے میں لے کر آئیں اور اس پر قانون سازی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! حکومت Pesticides Act بنا رہی ہے باقی دو سوالات کا جواب منسٹر صاحب سے لے لیتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو 82 ایف آئی آرز درج ہوئی ہیں ان میں جو ملزمان ہیں وہ جوڈیشل لاک اپ میں ہیں یا bail out ہو چکے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں نے جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہمارا کام ایف آئی آرز درج کرانا اور بندے کو عدالت تک لے کر جانا ہوتا ہے۔ اب آگے عدالت کا کام ہے کہ کسی کو کتنی سزا دیتی ہے یا کسی کو نہیں دیتی۔ اس کے علاوہ میں اپنے بھائی کے concern کو بڑی اچھی طرح سمجھتا ہوں اور میں اس کو address بھی کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کل ہی پتا چلا ہے کہ باہر ریسرچ بھی ہو رہی ہے کہ گولیوں کا متبادل ڈھونڈ لیا گیا ہے لیکن ابھی وہ initial stage پر ہی ہے اور commercialization کے لئے مارکیٹ میں نہیں آیا۔ انشاء اللہ وہ بھی لے آئیں گے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے اپنی بہن کے سوال کے جواب میں عرض کی تھی کہ devolve ہونے کے بعد ہم Punjab Pesticides Act بنا رہے ہیں۔ اس میں سزاؤں کو enhance کرنے یا بڑھانے کے لئے اور زیادہ سے زیادہ سخت سزائیں دینے اور عبرت کا نشان بنانے کے لئے بھی چیزیں شامل کر رہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری ڈاکٹر صاحب سے گزارش ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم ان کو کیفر کردار تک پہنچانے اور سخت سے سخت ترین سزائیں دلانے کے لئے اقدامات کر رہے ہیں۔ میرا اور ایوان کا بھی اس میں concern یہ ہے کہ ابھی یہ سوالات آئے ہیں، اس کے بعد اجلاس ختم ہو گا اور ہم نے اپنے اپنے گھروں کو چلے جانا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس معاملہ کو seriously take up کریں اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں جو اس پر قانون سازی کے حوالے سے اپنی تجاویز لے کر آئے اور پھر قانون سازی اگر وفاقی حکومت نے کرنی ہے تو اس کو propose کریں اور request کریں، اگر ہم نے صوبہ میں کرنی ہے تو یہ معزز ایوان جو بنا ہی قانون سازی کے لئے ہے اور we are all legislators ہمیں اس پر legislation کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ جو Pesticides Act بنا رہے ہیں اس میں شیخ صاحب کی input بھی لیں اور ان کی جو بھی مثبت تجاویز ہیں انہیں بھی شامل کریں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم almost بنا چکے ہیں۔ مجھے بڑی خوشی ہو گی اور میں اپنے بھائی کو مشاورت میں شامل کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آئندہ جب آپ کے محکمہ کے سوالات ہوں گے تو آپ بتائیں گے کہ Pesticides Act پر کتنی پیشرفت ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جیسے انہوں نے سوال نمبر 881 میں جواب دیا تھا کہ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ ایسے بیج متعارف کرائے جو بیماریوں کے خلاف زیادہ قوت مدافعت رکھتے ہوں۔ پنجاب میں یہ کلچر ہے کہ لوگ ایک سال کے لئے گندم کو محفوظ کر لیتے ہیں اور اس میں گولیاں بھی ڈالتے ہیں۔ اس طرح بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات گولی بھی پسائی کے لئے گندم کے ساتھ چلی جاتی ہے اور پس کر آ جاتی ہے جس سے بڑے بڑے واقعات ہو جاتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکمہ ایسے کسی بیج پر کام کر رہا ہے جو کیڑوں کے خلاف مدافعت رکھتا ہو اور اس گندم میں گولیوں کی ضرورت نہ رہے؟ یہ ریسرچ کا کام ہے اس حوالے سے ذرا بتا دیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میرے بھائی چونکہ ڈاکٹر بھی ہیں اس لئے میں ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ گولی رکھنے کے بعد فاسفین گیس بن جاتی ہے، اس کے بعد گولی کا جو کچھ بچ جاتا ہے وہ بے ضرر ہوتا ہے۔ اگر وہ گندم کے ساتھ چلا بھی جائے تو اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ فاسفین گیس ہی ہے جو harmful ہوتی ہے جو گولی رکھنے کے بعد اس میں سے discharge ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1315 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے بڑے دیہاتوں میں سستے بازار / رمضان بازار لگانے کی تفصیلات

*1315: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم پر شہروں میں سستے بازار یا رمضان بازار لگائے جاتے ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ شہروں میں تو پہلے ہی ہر چیز کی سہولت موجود ہوتی ہے؟

(ج) کیا حکومت آئندہ کے لئے صوبہ کے بڑے دیہاتوں میں بھی سستے بازار یا رمضان بازار لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ رمضان المبارک میں وزیر اعلیٰ کے حکم پر عوام کی سہولت کے لئے شہروں میں سستے بازار یا رمضان بازار لگانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(ب) جی ہاں۔ شہروں میں ہفتہ وار (اتوار بازار / جمعہ بازار) لگائے جاتے ہیں مگر رمضان المبارک میں عوام کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے روزانہ کی بنیاد پر رمضان بازار لگائے جاتے ہیں۔

(ج) فی الحال دیہاتوں میں سستے بازار / رمضان بازار لگانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

محترمہ لبنیٰ ریحان: جناب سپیکر! جز(ج) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ فی الحال دیہاتوں میں سستے بازار / رمضان بازار لگانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے پیچھے کیا وجوہات ہیں کہ حکومت ارادہ نہیں رکھتی جبکہ کم آمدنی والوں کو ان کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور کیا پنجاب حکومت اس حوالے سے کوئی کمیٹی تشکیل دینے کے لئے تیار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے سستے بازار ہفتہ میں ایک سے بڑھا کر تین کر دیئے ہیں۔ یہ بازار ہر تحصیل اور سب تحصیل level پر کام کر رہے ہیں اور صارف کو بڑے سستے نرخوں پر اشیائے ضرورت مہیا کر رہے ہیں۔ میری بہن کا concern دیہاتوں کے بارے میں ہے۔ آپ کے علم میں اچھی طرح ہے کہ دیہات کے لوگ سب تحصیل، تحصیل یا ٹاؤن level پر آ کر چیزیں خریدتے ہیں۔ ان کی تجویز انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو ہم ضرور forward کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جو سستے اتوار یا جمعہ بازار لگائے جاتے ہیں ان میں جو چیز دکان پر نہیں بکتی وہ لا کر بیچی جاتی ہے جس سے عموماً یہ شکایت ہے کہ اشیاء کا معیار انتہائی کم یا گھٹیا ہوتا ہے۔ کیا

اس پر کوئی مانیٹرنگ کا سسٹم ہے جو اشیاء کی قیمت کے ساتھ ساتھ معیار کو بھی یقینی بنائے اور جو چیز مضر صحت ہو صرف سستی کر کے عوام کو نہ بیچی جائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم نے نہ صرف قیمتوں پر توجہ رکھی ہوئی ہے بلکہ ہماری حکومت کا اور خاص طور پر میاں محمد شہباز شریف کا یہ vision ہے کہ جو چیزیں فراہم کی جائیں ان کا معیار اتنا ہی اعلیٰ ہونا چاہئے جتنا عام بازار میں ملتا ہے۔ میں خود بازاروں میں جاتا ہوں، ہمارے وزیر خوراک، وزیر صنعت اور ذمہ داران بھی جاتے ہیں لیکن پھر بھی میرے کسی بھائی کو کسی بازار میں particularly شکایت ہو تو یہ نشاندہی کریں۔ ہم اس کی رپورٹ منگوالیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1507 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات: زراعت کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1507: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں جنوری 2010 تا جنوری 2011 زراعت کی ترقی کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں ضلع گجرات میں زراعت کی ترقی کے لئے کتنی نئی مشینری خریدی گئی؟

(ج) مشینری کے لئے کل کتنا فنڈز جاری کیا گیا نیز کتنا فنڈز خرچ کیا گیا؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع گجرات میں مذکورہ عرصہ کے دوران زراعت کی ترقی کے لئے جو اقدامات اٹھائے گئے اس کی تفصیل اس طرح سے ہے:

- ضلع گجرات میں چھوٹے کاشتکاروں کو فی ٹریکٹر 2 لاکھ روپے سبسڈی پر 203 گرین ٹریکٹر تقسیم کئے گئے جس پر حکومت پنجاب کے 4 کروڑ 60 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔
- 970 عدد ہینڈ سپرئیر، 100 عدد ہینڈ پلیسمنٹ ڈرل، 12 عدد سیڈ گریڈر اور 86 عدد ربیع ڈرل 50 فیصد رعائتی قیمت پر فراہم کئے جس پر حکومت پنجاب کے 71 لاکھ 22 ہزار 5 سو روپے خرچ ہوئے۔

- گندم کی پیداوار میں اضافہ اور جدید ٹیکنالوجی سے آگاہی کے لئے 177 نمائشی پلاٹس لگائے گئے جن پر کھاد، بیج اور ادویات کی مد میں 15 لاکھ 20 ہزار روپے خرچ ہوئے۔
- سبزیوں کے رقبہ اور پیداوار میں اضافہ کے لئے آٹھ عدد واک ان ٹنل اور 4 عدد Low ٹنل کاشتکاروں کے رقبہ پر 50 فیصد سبسڈی پر لگوائی گئیں۔ اس مد میں حکومت پنجاب نے 15 لاکھ 20 ہزار روپے خرچ کئے۔
- 78 عدد ٹیوب ویل لگائے گئے جن پر سبسڈی کی مد میں ایک کروڑ 65 لاکھ 20 ہزار 83 روپے خرچ ہوئے۔
- 26 عدد لفٹ اریگیشن سکیموں (Lift Irrigation Schemes) پر سبسڈی کی مد میں 55 لاکھ 31 ہزار 444 روپے خرچ ہوئے۔
- بلڈوزروں نے 4206 گھنٹے کام کر کے 134 ایکڑ رقبے کو ہموار کیا۔

(ب) اس جز کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) مشینری کے لئے جاری کئے گئے فنڈ اور خرچ کی تفصیل اس طرح سے ہے:

- 50 فیصد سبسڈی پر زرعی آلات کی فراہمی کے لئے ایک کروڑ 37 لاکھ 21 ہزار روپے کا فنڈ دیا جس میں سے 71 لاکھ 22 ہزار 500 روپے خرچ ہوئے۔
- بلڈوزر ماڈل 93۔1990 کی مرمت و دیکھ بھال کے لئے 3 لاکھ 12 ہزار روپے کے فنڈ مہیا کئے گئے جو سارے کے سارے خرچ ہو گئے۔
- پاور ویڈر اور ہینڈ بورنگ پلانٹوں کی مرمت و دیکھ بھال کے لئے ایک لاکھ روپے کے فنڈ مہیا کئے گئے جن میں سے 58 ہزار 968 روپے کے فنڈ خرچ ہوئے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ سبسڈی کے ذریعے گرین ٹریکٹر تقسیم ہوئے اور 78 ٹیوب ویل لگے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو گرین ٹریکٹر تقسیم ہوئے اور جو ٹیوب ویل لگائے گئے تھے ان کا criteria کیا تھا اور کتنی زمین کے کاشتکاروں کو یہ تقسیم کئے گئے تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف کا یہ تاریخی کارنامہ تھا۔ اس سے پہلے کسی حکومت نے اتنی تعداد میں کسان بھائیوں کو ٹریکٹر فراہم نہیں کئے، تیس ہزار سے زائد ٹریکٹر کسانوں کو دیئے گئے اور اس کا criteria یہ تھا کہ کسان خود کاشتکار ہو اپنی زمین کاشت کرتا ہو، اس کی زمین نہری علاقوں میں پانچ ایکڑ سے کم اور پچیس ایکڑ سے زائد نہ ہو اور اگر بارانی علاقے ہیں تو اس سے

دُگنی زمین ہو۔اس کسان کی عمر18 سے 35 سال ہو جو بنک کا defaulter نہ ہو اور کسی دوسری سکیم سے اس نے ٹریکٹر حاصل نہ کیا ہو لہذا باقاعدہ شفاف طریقے سے ڈسٹرکٹ کمیٹی اور سب کے سامنے قرعہ اندازی کی گئی اور کسان بھائیوں کو دو لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی دے کر تقسیم کئے گئے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ پچاس فیصد subsidy پر زرعی آلات کے لئے ایک کروڑ 37 لاکھ 21 ہزار روپے فنڈز فراہم کئے گئے ہیں جبکہ تقریباً 71 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں تو باقی پیسے جو بچے ہیں وہ کہاں خرچ ہوئے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ کون سے جز کی بات کر رہی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جز(ج) کے بارے میں پوچھ رہی ہیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم نے پچاس فیصد subsidy دینے پر ایک کروڑ 37 لاکھ 21 ہزار روپے کا فنڈ دیا ہے جس میں سے 71 لاکھ 22 ہزار پانچ سو روپے خرچ ہوئے ہیں باقی کے لئے ابھی سکیمیں چل رہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! سکیمیں continue ہیں۔وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے پاس پیسے موجود ہیں لہذا وہ سکیم ابھی تک continue ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس سوال کے ذریعے جو جواب مانگا گیا تھا وہ سال 11-2010 کا تھا۔اگر اس کے لئے کوئی بجٹ تھا تو وہ 11-2010 میں ختم ہو جانا چاہئے لہذا continuation کے لئے میرا نہیں خیال کہ اس جواب کو صحیح مانا جائے۔ چونکہ سوال 11-2010 کے فنڈز کا پوچھا گیا تھا جس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ پچاس فیصد subsidy پر ایک کروڑ 37 لاکھ 21 ہزار روپے رکھے گئے جن میں سے 71 لاکھ 22 ہزار روپے خرچ ہوئے لہذا یہ سکیمیں continue کس طرح کر گئیں جبکہ financial year ہی ختم ہو گیا تھا۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ زرعی آلات subsidy پر دینے کی سکیمیں جاری ہیں باقی understood ہے کہ سال کے آخر پر جو اضافی اخراجات ہو جاتے ہیں

وہ surrender کر دیئے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ پیسے surrender ہو کر دوبارہ release ہو جاتے ہیں لیکن سکیمیں continue ہی رہتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ ابھی انہوں نے کہا کہ تیس ہزار ٹریکٹر دیئے گئے ہیں جو یقیناً ایک انقلابی قدم ہے لیکن کتنے ٹریکٹر ابھی تک farmers چلا رہے ہیں اور کتنے ٹریکٹر صرف paint ہو کر کمرشل استعمال میں آ گئے ہیں؟ یہ facility misuse ہوئی ہے اور منسٹر صاحب بتائیں کہ یہ کتنی misuse ہوئی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہمارے علم میں ابھی تک یہ ہے کہ سارے ٹریکٹر کسان بھائیوں کے پاس ہیں کیونکہ ہم نے خود trace کئے ہیں۔ اگر میرے معزز بھائی کو کسی کے بارے میں شکایت ہے یا ان کے علم میں ہے کہ فلاں جگہ ٹریکٹر misuse ہو رہا ہے تو یہ ہمیں لکھ کر دیں اُس ٹریکٹر کی الاٹمنٹ cancel کر دی جائے گی اور یہ شرط میں بھی لکھا ہوا ہے کہ ٹریکٹر misuse نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بڑا ہی خوبصورت جواب منسٹر صاحب نے اپنی طرف سے دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ Loaning Authority تھی اور آپ خود فیصلہ کریں کہ تیس ہزار میں سے کتنے ٹریکٹر ہیں جو اس وقت گرین نظر آ رہے ہیں؟ سارے کے سارے ٹریکٹر کہاں ہیں کیونکہ اس وقت ٹریکٹر اینٹیں لاد رہے ہیں اور building material میں کام آ رہے ہیں؟ Loaning Authority کو چاہئے تھا کہ انہیں monitor کرتی اور ان کو ٹرانسفر نہ کرتی۔ اب آپ یقین کیجئے کہ شیخوپورہ میں یہ فیکٹری کے گیٹ پر بکتے ہیں۔ اتنی اچھی سہولت جو گورنمنٹ نے دی اب misuse ہو رہی ہے، محکمے کو بھی پتا ہے کہ یہ misuse ہو رہی ہے اور یہ پیسا کھایا جا رہا ہے۔ یہاں پر سارے زمیندار بیٹھے ہیں، مجھے بتائیں کہ field میں گرین ٹریکٹر کتنا نظر آ رہا ہے؟ ان ٹریکٹروں کی وجہ سے light and heavy commercial vehicle سڑک پر نہیں ہے۔ اربوں روپے کی سڑکیں ٹوٹ رہی ہیں انہیں بھی دیکھا جائے کیونکہ بغیر tonnage کے جو ٹرالیاں چلائی جا رہی ہیں وہ انہی ٹریکٹروں سے ہیں۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے اور منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ بالکل شفاف قرعہ اندازی کے ذریعے ہوا تھا بلکہ آپ بھی کسی نہ کسی ضلع میں گئے ہوں گے جس وقت یہ قرعہ اندازی ہو رہی تھی کیونکہ مجھے بھی جانے کا اتفاق ہوا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا تو یہ سوال ہی نہیں ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ سہولت misuse ہو رہی ہے جس کو monitor کرنے والا کوئی نہیں ہے۔Loaning Authority نے ٹریکٹر دے دیا اور کہا کہ ٹھیک ہے اب آپ جاؤ لیکن believe me کہ اس نے فیکٹری کے گیٹ پر ٹریکٹر بیچا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جو آدمی ٹریکٹر کے لئے apply کرتا ہے تو شرائط میں یہ چیز لکھی ہوئی ہے کہ وہ ٹریکٹر تین سال تک نہیں بیچ سکتا۔ اس کے باوجود میں اپنے بھائی کے concern کو بالکل address کرتا ہوں، جائز سمجھتا ہوں اور اس بارے میں محکمے سے مکمل رپورٹ منگوالی جائے گی۔ میں اپنے بھائی کو پوری figures دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سبزیوں کے لئے tunnel اب بھی پنجاب گورنمنٹ پچاس فیصد subsidy پر دے رہی ہے یا یہ سہولت ختم کر دی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے کون سے جز کی بات کی ہے؟

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! یہ جز (الف) کے چوتھے نمبر پر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جیسا کہ لکھا گیا ہے اور سب حضرات کے علم میں ہے کہ پورے پنجاب میں ہم نے low tunnel اور high tunnel کو subsidy دی ہے۔ اب بھی ہم سبزیوں کی production enhance کرنے جا رہے ہیں جس کے حوالے سے medium term

and long term project میں tunnel والوں کو پچاس فیصد subsidy تجویز کر کے میاں محمد شہباز شریف کو بھیج دی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ان کو subsidy ملنا شروع ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی سردار قیصر عباس خان مگسی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

MRS RAHEELA ANWAR: On his behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کے پہلے ہی دو سوال ہو گئے ہیں۔

MALIK MUHAMMAD AHMAD KHAN: On his behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1729 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے الحاج محمد الیاس چنیوٹی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع چنیوٹ: آلو کی پیداوار و دیگر تفصیلات

*1729: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کا آلو پاکستان کے مختلف صوبوں کے علاوہ افغانستان اور تاجکستان تک پرائیویٹ طور پر برآمد کیا جا رہا ہے اور زر مبادلہ پاکستان کو حاصل ہوتا ہے لیکن بسا اوقات کاشتکاروں کی رقوم ڈوب جاتی ہیں اور ان کو تحفظ حاصل نہ ہے؟

(ب) کیا حکومت آلو کی فصل کو تحفظ دینے کے لئے اور کاشتکاروں کی رقوم کے تحفظ کو یقینی بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) یہ بات درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں آلو کی کاشت تقریباً 20 ہزار ایکڑ رقبہ پر کی جاتی ہے جس سے تقریباً ایک لاکھ 13 ہزار 500 ٹن آلو کی پیداوار حاصل ہوتی ہے جس کی پرائیویٹ طور پر افغانستان، تاجکستان اور روس تک فروخت کی جاتی ہے۔

چونکہ پنجاب میں آلو کی پیداوار بہت بہتر ہو رہی ہے اس لئے یہ اب ایک قابل برآمد (Exportable)جنس(Commodity)بن چکی ہے۔ حکومت پنجاب جلد ہی آلو کے نمائندہ زمینداروں کے ایک گروپ کی وزارت صنعت و تجارت اسلام آباد کے حکام کے ساتھ ملاقات کروا کے ایک ورکنگ گروپ بنائے گی جو آلو کے کاشتکاروں کے مفاد کا مکمل تحفظ کر سکے۔

(ب) حکومت پنجاب / پاکستان کی پالیسی میں کاشتکار بھائیوں کے مفاد کا تحفظ اوّلین ترجیح ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ ضلع چنیوٹ کا آلو پاکستان کے مختلف صوبوں کے علاوہ افغانستان اور تاجکستان تک پرائیویٹ طور پر برآمد کیا جا رہا ہے اور زر مبادلہ پاکستان کو حاصل ہوتا ہے لیکن بسا اوقات کاشتکاروں کی رقوم ڈوب جاتی ہیں اور ان کو تحفظ حاصل نہ ہے" جس کا جواب یہ ہے کہ "یہ بات درست ہے کہ ضلع چنیوٹ میں آلو کی کاشت تقریباً بیس ہزار ایکڑ رقبہ پر کی جاتی ہے جس سے تقریباً ایک لاکھ 13ہزار 500 ٹن آلو کی پیداوار حاصل ہوتی ہے جس کی پرائیویٹ طور پر افغانستان، تاجکستان اور روس تک فروخت کی جاتی ہے۔ چونکہ پنجاب میں آلو کی پیداوار بہت بہتر ہو رہی ہے اس لئے یہ اب ایک قابل برآمد (exportable) جنس (commodity) بن چکی ہے۔ حکومت پنجاب جلد ہی آلو کے نمائندہ زمینداروں کے ایک گروپ کی وزارت صنعت و تجارت اسلام آباد کے حکام کے ساتھ ملاقات کروا کر ایک ورکنگ گروپ بنائے گی جو آلو کے کاشتکاروں کے مفاد کا مکمل تحفظ کر سکے۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جتنے tonnage میں ذکر محکمہ زراعت نے کیا ہے اس کی ایک ایکڑ safely amount جو آلو کی بنتی ہے وہ approximately آج ڈیڑھ لاکھ روپے بنتی ہے۔ اب اگر بیس ہزار ایکڑ پر یہ آلو کاشت ہوتا ہے اور ایک لاکھ 13ہزار ٹن پیداوار صرف ضلع چنیوٹ سے حاصل ہوتی ہے تو آلو کی price کو stable کرنے کا سوال کیا گیا تھا جس کا اس میں جواب نہیں دیا گیا۔ آلو کی price اور کاشتکار کی رقم جو اُس تک جانی چاہئے اُس کو stable کرنے کے لئے صوبہ پنجاب کی وزارتِ زراعت کا کوئی control mechanism ہے کہ آلو کی price اگر آج سو روپے فی کلو ہے یا 3100 روپے فی بیگ ہے تو اگر یہ آج اتنا ہے تو آج سے ایک ہفتے بعد، دس دن بعد یا پندرہ دن بعد کتنا ہو گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! جز (الف) کا سوال کچھ اور ہے؟ افغانستان اور تاجکستان جو آلو جاتا ہے اس حوالے سے یہ سوال ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں نے آپ کی سہولت کے لئے پہلے سوال بھی پڑھ دیا تھا اور جواب بھی پڑھ دیا تھا۔ میں پوچھنا یہ چاہ رہا ہوں کہ کیا حکومت آلو کی فصل کو تحفظ دینے اور کاشتکاروں کی رقوم کے تحفظ کو یقینی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! حکومت کسانوں کو ان کی export کی گئی commodity کے پیسے اور ہر قسم کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میرے بھائی کا سوال آلو کی قیمت کے بارے میں تھا۔ حالیہ آلو کی قیمتوں میں اتنا زیادہ اضافہ اس لئے ہوا ہے کہ اکتوبر، نومبر میں ہم صوبہ KPK کے آلو کے dependent ہوتے ہیں لیکن صوبہ KPK سے سارا آلو افغانستان سمگل ہو گیا جبکہ وہاں بارشوں کی وجہ سے فصل خراب ہو گئی جس سے آلو کی price hike آئی ہے۔ اب جب منڈی میں abundant crop ہو جاتی ہے تو ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ forecasting کا system بنایا ہے اور یہ بھی سوچا ہے کہ کہاں export کرنا ہے اور کتنی قیمت ہو گی تو export کریں گے، کتنی قیمت ہو گی تو export ban کر دیں گے تاکہ کاشتکار بھائیوں کو نقصان نہ برداشت کرنا پڑے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ آلو کی قیمت کا جو مسئلہ ہے یہ exact science ہے اور یہ گھنٹوں کی بات ہے، کتنے گھنٹوں کی فصل ہے اور یہ کوئی ایسی rocket science نہیں ہے کہ جسے assume نہیں کیا جا سکتا اور جس پر کوئی assessment نہیں کی جا سکتی۔ یہ تین مہینے کی فصل ہے اور جب یہ کاشت ہوتی ہے تو کاشتکار اسے گھنٹوں کے حساب سے لے کر جاتا ہے۔ ایک بڑی اچھی فصل لے کر آتا ہے۔ آج جیسے پیپسی کی ایک فیکٹری ہے وہ آپ کے ساتھ 3100 روپے میں contract کرتی ہے، کینڈی لینڈ کی ایک فیکٹری 2700 روپے میں contract کرتی ہے تو بیجوں کی مختلف qualities ہیں، جب وہ contracts لوگوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں، میں پوچھنا صرف یہ چاہ رہا ہوں کہ جب ایک کاشتکار اپنی فصل دو ہزار روپے کی بیچ دیتا ہے جب اسے پیسے ملنے کا وقت آتا ہے تو اس کے اندر جو monopolist بیٹھے ہوئے ہیں تو بالخصوص محکمہ زراعت پنجاب اور حکومت پنجاب کا کیا کوئی ایسا mechanism ہے کہ اس trade کو ensure کر دے کہ جب میں نے بطور کاشتکار اپنی فصل کسی کو دے دی، میں بڑی آسان بات کہہ رہا ہوں کہ شوگر ملز میں گنا جاتا ہے تو وہاں سی پی آر دی جاتی ہے، گندم سرکاری گودام میں جاتی ہے تو اس کی رسید ملتی ہے تو اسی طرح میں پوچھ رہا ہوں کہ آلو کے اس کاروبار میں دو ہزار روپے کی میں فصل دیتا

ہوں اور جب پیسے لینے جاتا ہوں تو مجھے دو سو روپے ملتا ہے۔ وہ بیچ کا مارک اپ یا جو investor یہاں سے لے جا کر تاجکستان اور روس کے اندر بھجوا رہا ہے تو اسے curb کرنے کا کوئی mechanism حکومت پنجاب کے پاس ہے یا یہ وفاقی حکومت کا concern ہو گا کہ Ministry of Commerce ہی اسے دیکھ سکے گی اور پنجاب حکومت کے محکمہ زراعت کا اس پر کوئی کنٹرول نہیں ہو گا؟ یہ میرا سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! محکمہ زراعت مڈل مین کے role کو پہلے ہی بہت حد تک کم کر چکا ہے اور جیسا کہ میرے بھائی نے تجویز دی ہے تو ہم مڈل مین کے role کو ویسے ہی آہستہ آہستہ ختم کرنے جا رہے ہیں تاکہ ہمارے کاشتکار بھائیوں کو منڈی تک براہ راست رسائی ہو اور ان کی رقوم کا تحفظ صحیح طور پر ہو سکے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میرا آخری پوائنٹ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، جیسے آپ کا حکم۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات اور ان کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع لیہ: بارانی علاقوں کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1638: **سردار قیصر عباس خان مگسی:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ زراعت بارانی علاقوں کی ترقی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے نیز تحصیل چوبارہ ضلع لیہ جو کہ بارانی علاقہ ہے اس کی ترقی کے لئے کوئی منصوبہ جات بنائے گئے ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کیا محکمہ زراعت بارانی علاقوں کے لئے Portable Sprinkle System کے لئے کسانوں کو سبسڈی دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب حکومت نے "پنجاب میں آبپاش زراعت کی ترقی کا منصوبہ (PIPIP)" شروع کیا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت بارانی علاقہ جات میں Irrigation Schemes ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کی سکیمیں لگائی جارہی ہیں۔یہ ترقیاتی کام ضلع لیہ کی تحصیل چوبارہ میں بھی جاری ہے۔اس منصوبہ کے تحت 2لاکھ 50ہزار روپے فی اریگیشن سکیم اور ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کے لئے کل لاگت کا 60 فیصد حکومت پنجاب فراہم کررہی ہے۔

- سال 13۔2012 کے دوران ضلع لیہ کی تحصیل چوبارہ میں 2 عدد اریگیشن سکیمیں مکمل کی گئیں جن پر مبلغ 5لاکھ روپے لاگت آئی۔
- سال 13۔2012 میں ہی تحصیل چوبارہ میں 69 ایکڑ رقبہ پر ڈرپ اور سپرنکلر نظام آبپاشی کی 8 سکیمیں مکمل ہوچکی ہیں جن کے لئے حکومت کی طرف سے 38لاکھ 87ہزار 132روپے سبسڈی دی گئی۔
- وزیراعلیٰ کی ہدایت پر حکومت پنجاب نے بارانی علاقوں کے چھوٹے کاشتکاروں کو ضلع لیہ میں پچھلے تین سال میں 980 عدد ٹریکٹر بذریعہ کمپیوٹرائزڈ قرعہ اندازی فراہم کئے ہیں جبکہ ہر ٹریکٹر پر 2لاکھ روپے سبسڈی دی گئی اس پر حکومت کے 19 کروڑ 60 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ نیز ضلع لیہ میں حکومت نے دیگر زرعی آلات کے لئے کاشتکاروں کو مشینری کی مد میں 58لاکھ 27ہزار روپے فراہم کئے اور 39لاکھ روپے بے موسمی سبزیات کی مد میں ٹنل کے لئے فراہم کئے۔
- ضلع لیہ میں 24لاکھ روپے کی لاگت سے گندم کے پیداواری مقابلہ میں 4 عدد ٹریکٹر، 4 عدد ریپر، 3 عدد پیٹر ڈیزل انجن اور 1 عدد بینڈ پلیسمنٹ ڈرل بطور انعام کاشتکاروں میں مفت تقسیم کئے گئے۔

(ب) چونکہ حکومت پنجاب ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کے لئے کل لاگت کا 60 فیصد سبسڈی کے طور پر پہلے ہی دے رہی ہے لہٰذا Portable Sprinkler System پر سبسڈی کی ضرورت نہ ہے اور نہ ہی یہ سبسڈی Fund Donners کے ساتھ ہونے والے معاہدے میں شامل ہے۔

لیہ: مارکیٹ کمیٹی کی آمدن واخراجات کی تفصیلات

*1639: سردار قیصر عباس خان مگسی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مارکیٹ کمیٹی لیہ کی 09-2008 سے لے کر 13-2012 تک آمدنی اور اخراجات کی تفصیل مدوار بتائی جائے؟

(ب) 09-2008 سے 13-2012 تک تحصیل لیہ اور تحصیل چوبارہ میں مارکیٹ کمیٹی نے جو ڈویلپمنٹ کروائی ہے۔اس کی تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مارکیٹ کمیٹی لیہ کی مذکورہ سالوں کی آمدن کی مدوار تفصیل (روپوں میں) اس طرح سے ہے:

سال	لائسنس فیس	مارکیٹ فیس	متفرق	میزان
2008۔09	1لاکھ 7ہزار 260	59لاکھ 90ہزار 498	11لاکھ 28ہزار 580	72لاکھ 26ہزار 338
2009۔10	83ہزار 100	59لاکھ 52ہزار 442	10لاکھ 78ہزار 86	71لاکھ 13ہزار 628
2010۔11	1لاکھ 51ہزار 940	63لاکھ 22ہزار 898	13لاکھ 23ہزار 212	77لاکھ 98ہزار 50
2011۔12	3لاکھ 87ہزار 560	44لاکھ 4ہزار 494	12لاکھ 58ہزار 675	60لاکھ 50ہزار 729
2012۔13	7لاکھ 80ہزار 120	55لاکھ 62ہزار 200	25لاکھ 50ہزار 970	88لاکھ 93ہزار 290

مارکیٹ کمیٹی لیہ کی مذکورہ سالوں کے اخراجات کی مدوار تفصیل (روپوں میں) اس طرح سے ہے:

سال	اسٹیبلشمنٹ	کنٹیجینٹ	متفرق	میزان
2008۔09	31لاکھ 57ہزار 430	5لاکھ 11ہزار 795	20لاکھ 74ہزار 417	57لاکھ 43ہزار 642
2009۔10	37لاکھ 242	5لاکھ 95ہزار 881	40لاکھ 4ہزار 229	83لاکھ 352
2010۔11	39لاکھ 92ہزار 868	8لاکھ 30ہزار 737	37لاکھ 87ہزار 80	86لاکھ 10ہزار 685
2011۔12	45لاکھ 60ہزار 217	9لاکھ 48ہزار 23	49لاکھ 8ہزار 297	1کروڑ 4لاکھ 16ہزار 537
2012۔13	42لاکھ 38ہزار 622	12لاکھ 55ہزار 602	43لاکھ 90ہزار 661	98لاکھ 84ہزار 885

(ب) مذکورہ سالوں میں تحصیل لیہ اور تحصیل چوبارہ میں کسی قسم کی ڈویلپمنٹ نہ ہوئی ہے۔

ضلع قصور: کھالوں کو پختہ کرنے کی تفصیلات

*1838: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے کھال پختہ ہیں؟

(ب) سال 12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران مذکورہ ضلع کے کتنے کھال پختہ کئے گئے؟

(ج) اس وقت کن کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے؟

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) مذکورہ حلقہ میں کتنے کھالا جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے اور کیوں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع قصور میں کل1638 کھالاجات میں سے1036 کھالاجات پختہ ہیں۔

(ب) سال12۔2011 اور13۔2012 کے دوران مذکورہ ضلع میں بالترتیب19 اور71 کھالاجات پختہ کئے گئے۔

(ج) رواں سال14۔2013 میں33 کھالا جات کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے حکومت کسانوں سے کوئی رقم وصول نہیں کرتی تاہم اس کام کے لئے راجوں اور مزدوروں کے کل اخراجات بذمہ حصہ داران موگا ہوتے ہیں جو وہ خود ہی اکٹھے کر کے خود ہی خرچ کرتے ہیں۔اس کے علاوہ کچے کھال کی اصلاح بھی کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے۔

(ہ) ضلع قصور میں592 کھالا جات ابھی تک پختہ نہ ہیں۔ان کھالا جات کو "پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کے منصوبہ(PIPIP)" کے تحت فنڈز کی فراہمی کے مطابق پختہ کیا جائے گا۔

ضلع قصور:پختہ کئے گئے کھالاجات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1842:ڈاکٹر نوشین حامد:کیاوزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں کتنے کھال پختہ ہیں؟

(ب) سال12۔2011اور13۔2012 کے دوران ان حلقوں کے کتنے کھال پختہ کئے گئے ان کا نمبر اور گاؤں مع تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

(ج) اس وقت کن کھالوں کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے؟

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے کسانوں سے کتنے فیصد رقم وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) مذکورہ حلقہ میں کتنے کھالاجات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہیں ہو سکے اور کیوں؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع قصور میں کل1638 کھالاجات میں سے1036 کھالاجات پختہ ہیں۔

(ب) سال12۔2011 اور13۔2012 کے دوران مذکورہ ضلع میں بالترتیب19 اور 71 کھالاجات پختہ کئے گئے ہیں۔

(ج) رواں سال14۔2013 میں33 کھالاجات کو پختہ کرنے کا کام جاری ہے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کھالوں کو پختہ کرنے کے لئے حکومت کسانوں سے کوئی رقم وصول نہیں کرتی تاہم اس کام کے لئے راجوں اور مزدوروں کے کل اخراجات بذمہ حصہ داران موگا ہوتے ہیں جو وہ خود ہی اکٹھے کر کے خود ہی خرچ کرتے ہیں۔اس کے علاوہ کچے کھال کی اصلاح بھی کاشتکاروں کے ذمہ ہوتی ہے۔

(ہ) ضلع قصور میں 592 کھالاجات ابھی تک پختہ نہ ہیں۔ان کھالاجات کو "پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کے منصوبہ(PIPIP)" کے تحت فنڈز کی فراہمی کے مطابق پختہ کیا جائے گا۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں نصیر احمد صاحب! مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون شفافیت اور معلومات تک حق رسائی پنجاب مصدرہ2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں نصیر احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!میں

The Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 (Bill No. 18 of 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی،رپورٹ پیش کر دی گئی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے سوال نمبر 881 کے متعلق ضمنی سوال آپ کے توسط سے وزیر موصوف کے سامنے پیش کیا تھا لیکن اس کا جواب نہیں دیا گیا اور منسٹر صاحب نے اس پر توجہ نہیں فرمائی۔ میرا سوال یہ تھا کہ یہ سبسڈی، ترغیبات یا تحفظات کے علاوہ جعلی، نقلی، اصلی ادویات کے متبادل یہ کاشتکار کے دوست پرندے جن میں تیتر، تلور، بٹیر وغیرہ کے شکار پر اگر پابندی لگا دی جائے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پہلے ہی ان کے شکار پر پابندی ہے۔ منسٹر صاحب! note بھی کر لیتے ہیں اور ویسے شکار پر پابندی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس پر عمل نہیں ہو رہا۔ کہیں تلور ہے، کہیں بٹیر ہے اور نہ ہی کہیں تیتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ نشاندہی کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ گوشت خور سب کچھ کھا گئے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب کا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 328 ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے توجہ دلاؤ نوٹس کا نمبر 328 ہے۔

ضلع لاہور: مانگا منڈی میں پانچ لاکھ کی ڈکیتی کی تفصیلات

328: ڈاکٹر مراد راس: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 05-12-2013 کے مطابق مانگا منڈی ضلع لاہور میں ڈاکو احمد کبیر کے گھر میں گھس کر اسلحہ کے زور پر پانچ لاکھ روپے نقدی و زیورات لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(ب) اس ڈکیتی کے بارے میں آج تک کیا تفتیش کی گئی، اس بارے میں ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب جز(الف) یہ درست ہے کہ مدعی مقدمہ احمد کبیر کی درخواست پر مقدمہ نمبر 13/502 مورخہ 03-12-2013 جرم 407ت پ تھانہ مانگا منڈی لاہور رجسٹرڈ ہو کر تفتیش بذریعہ حاجی شاہ سب انسپکٹر عمل میں لائی گئی ہے اور ملزمان کی تلاش کرتے ہوئے ملزمان مسمیان مشتاق ولد محمد عارف قوم بھٹی سکنہ جئے کاٹبہ مانگا منڈی لاہور اور بابر علی ولد محمد منصب علی قوم بھٹی سکنہ حویلیاں بھٹیاں مانگا منڈی لاہور کو حسب ضابطہ گرفتار کیا گیا ہے۔ ملزمان کو پیش عدالت کر کے ریمانڈ جسمانی حاصل کر کے آلہ قتل برآمد کر لیا گیا ہے اور مزید تفتیش جاری ہے۔ اب تک جو شواہد ملے ہیں ان کے مطابق یہی ملزمان حقیقی گنہگار ہیں اور انہیں چالان کر کے مقدمہ عدالت میں جلد پیش کیا جائے گا تاکہ ملزمان کو ان کے کئے کی سزا مل سکے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا اس پر صرف ایک comment ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس پر تھوڑی سی بات کرنا بہت ضروری ہے کہ آج کل پولیس کو اتنی زیادہ support دی جا رہی ہے، مراعات بھی دے رہے ہیں، ٹیکنیکل support بھی دے رہے ہیں اور سب چیزیں دے رہے ہیں مگر ڈکیتیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔ لاہور شہر میں ڈکیتیاں پہلے سے بڑھ رہی ہیں، کم نہیں ہو رہیں۔ ان چیزوں کے لئے کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟ میں چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب اس حوالے سے تھوڑا سا بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! لاء اینڈ آرڈر پر پوری بحث ہوئی ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ نے خود بھی اس میں حصہ لیا تو اس وقت ہی آپ یہ issue اٹھا لیتے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس وقت صرف اس کے متعلق بتا دیں کہ کیا اقدامات اٹھا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انہوں نے اس کا جواب دے دیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ڈکیتیوں کو کم کرنے کے لئے کیا نئے اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟ میں اس سے زیادہ نہیں پوچھ رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب جو بات فرمارہے ہیں، جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث تھی میں نے اس دن پولیس میں جو ریفارم حکومت لارہی ہے، جو اس سے پہلے لائی گئی ہیں اور جو آئندہ کا پروگرام ہے اس کے متعلق اور اس کے علاوہ جرائم کی بیخ کنی کے لئے، مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے بھی مفصل عرض کیا تھا۔ اگر مقابلتاً دیکھا جائے تو پنجاب کا پاکستان کے دیگر حصوں سے بہت بہتر ریکارڈ ہے لیکن اس کے باوجود ہم اس بات کے لئے کوشاں ہیں کہ جرائم کو کم سے کم کیا جائے اور مجرمان کو پکڑا جائے اور انہیں عدالتوں سے سزائیں دلوائی جائیں۔ دراصل ہمارا جو criminal justice system ہے وہ عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ اس میں deterrence نہیں ہے، ملزمان پکڑے جاتے ہیں اور اس کے بعد انہیں سزا ہوتی نہیں ہے یا بری ہونے یا نکل جانے کے زیادہ راستے ہیں اس لئے اس پر جو legislation کا process ہم نے پہلے بھی پچھلے پانچ سالوں میں وفاقی حکومت کو recommend کیا تھا اور اب بھی pursue کر رہے ہیں۔ Evidence Act اور Criminal Procedure Code میں amendments ہونے جارہی ہیں۔ یہ Criminal Justice System جیسے جیسے بہتر ہوتا جائے گا انشاء اللہ اس کے مطابق جرائم بھی کنٹرول ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس میاں مناظر حسین رانجھا کا ہے اس کا نمبر 332 ہے۔

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! شکریہ

ضلع سرگودھا: ڈاکوؤں کی فائرنگ سے ایک شہری کی ہلاکت و تین افراد کے زخمی ہونے کی تفصیلات

332: میاں مناظر حسین رانجھا: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ یکم دسمبر 2013 کو رات سوا دس بجے کے قریب بھابھڑہ کوٹ مومن روڈ (ضلع سرگودھا) پر دس مسلح افراد ناکا لگا کر لوگوں کو لوٹ رہے تھے کہ سلطان رانجھا اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ وہاں سے دو گاڑیوں پر جارہے تھے کہ ان کو ڈاکوؤں نے رکنے کا اشارہ کیا اور ان پر فائرنگ کر دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ڈاکو سلطان رانجھا اور اس کے ساتھیوں سے 40 ہزار روپے، تین لائسنسی گنز اور موبائل فون لوٹ کر لے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ڈاکوؤں نے ایک گھنٹے کے بعد اسی علاقہ میں ڈیرہ رانجھا والا پر ڈکیتی کی واردات کی اور ایک شخص کو فائرنگ کر کے ہلاک اور تین افراد کو شدید زخمی کر دیا ان کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں ایک گزارش ہے۔ میں لاء منسٹر کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے متعلقہ ڈی پی او اور متعلقہ افسران کو اپنے دفتر میں بلایا اور ان کو خصوصی طور پر ہدایت جاری کی کہ ضلع سرگودھا میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر کیا جائے۔ نیز جلد از جلد ان ملزمان کو trace کیا جائے اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ متعلقہ افسران نے کہا کہ ہم اس سلسلے میں پہلے بھی کوشش کر رہے ہیں اور آئندہ بھی بھرپور کوشش کریں گے۔ میں تو یہ چاہوں گا کہ اس کو next week تک pending کر دیں تاکہ پولیس کی طرف سے مکمل تفصیلاً جواب آ جائے اور اللہ کرے اس پر کوئی progress بھی سامنے آ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے آج ڈی پی او سرگودھا کو بلایا تھا اور مناظر علی رانجھا صاحب سے ان کی میٹنگ کروائی ہے۔ انہوں نے اس مقدمہ سے متعلقہ اب تک جو تفتیش کی ہے اِن کو اعتماد میں لیا ہے۔ اگر یہ اس کو pending کروانا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو next week تک pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ ہمارے پاس ایک ہی تحریک استحقاق ہے۔ یہ تحریک ثقلین سپرا صاحب کی ہے ان کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ وہ کہیں رش میں پھنس گئے ہیں لہذا اس تحریک کو کل تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے لہذا اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں ایک اہم معاملہ یہاں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آج ملک کے کم و بیش تمام اخبارات کے اندر یہ خبر آئی ہے کہ بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے ایک سینئر راہنما عبدالقادر صاحب کے death warrant جاری ہو گئے ہیں۔ 1971 کی جنگ جس میں پاکستان دولخت ہو گیا تھا انہوں نے جو warcrime Tribunal بنائے ہیں اس میں جماعت اسلامی پر allegation لگایا ہے کہ انہوں نے پاکستان کی مدد کی تھی اور بنگلہ دیش کی آزادی میں hurdles ڈالی تھی۔ اتنے عرصے کے بعد اب یہ warcrime Tribunal بنے ہیں، موت کی سزائیں سنائی گئی ہیں اور اب اس پر عملدرآمد کا مرحلہ شروع ہو گیا ہے۔ یہ جماعت اسلامی کو وفائے پاکستان کی سزا دی جا رہی ہے۔ میں آپ کے، اس معزز ایوان کے اور میڈیا کے توسط سے یہ بات وفاقی حکومت تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ وہ اس معاملے کو Security Council اور United Nation میں اٹھائے اور اس میں بھرپور کردار ادا کرے۔ وہاں پر ہمارے بھائیوں نے قربانیاں دی ہیں اور دس ہزار کے قریب جماعت اسلامی کے کارکنان شہید بھی ہوئے ہیں۔ اس کی ساری تفصیل محمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ میں بھی موجود ہے۔ بنگلہ دیش کی حکومت جو کچھ کر رہی ہے اس پر جتنی بھی انسانی حقوق کی تنظیمیں ہیں ان سب نے تحفظات کا اظہار کیا ہے کہ جو warcrime Tribunal بنائے ہیں اُن کی کارروائی بھی شفاف نہیں ہے۔ اس حوالے سے حکومت پاکستان کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے۔ میں یہی درخواست کرنا چاہتا تھا اور میں وزیر قانون سے بھی گزارش کروں گا کہ میں اس حوالے سے قرارداد لانا چاہتا ہوں اگر وہ NOC دیں گے تو میں لے آؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا حق ہے آپ rules کے مطابق لاء منسٹر سے مشورہ کر کے قرارداد لے آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بہت شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین کی ہے اس کا نمبر 21/13 ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے اس تحریک کا جواب آنا ہے۔

دریائے راوی لاہور میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے زیر زمین پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شکریہ۔اس تحریک کے ضمن میں عرض ہے کہ یہ درست ہے کہ لاہور شہر کی فیکٹریوں اور رہائشی آبادیوں کے صنعتی یونٹوں کا گندہ پانی بغیر کسی treatment کے مختلف مقامات سے دریائے راوی میں ڈالا جاتا ہے جو کہ آبی آلودگی کا باعث ہے۔اس آلودگی سے مچھلی اور سبزیوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔تاہم یہ مکمل طور پر درست نہ ہے کہ دریائی آلودگی کی وجہ سے لاہور شہر کے شہری بیمار ہو رہے ہیں۔جہاں تک زہریلی دھاتوں کا تعلق ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ دریائی پانی کی وجہ سے زہریلی دھاتوں کا ارتکاز ماحولیاتی معیار سے تجاوز نہیں کرتا۔تاہم نامیاتی اور جراثیمی آلودگی ماحولیاتی مسائل کا باعث ہے۔جہاں تک کوڑا کرکٹ دریائے راوی میں ڈالنے کا تعلق ہے اس بارے میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور لاہور ویسٹ مینجمنٹ کمپنی بہتر بتا سکتی ہیں۔ راوی کو آلودگی سے پاک کرنے کے سلسلے میں مفاد عامہ کے تحت استغاثہ نمبر 9137/2012 لاہور ہائیکورٹ میں درج ہے اس کی سماعت لاہور ہائیکورٹ کے بنچ میں ہو رہی ہے۔ بنچ نے اس سلسلہ میں دریائے راوی کی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا ہے جو اپنی تجاویز اور سفارشات مرتب کرنے کے بعد بنچ کو پیش کرے گا۔ لاہور کے 22 صنعتی یونٹوں نے اپنے waste کو ٹھیک کرنے کے لئے treatment plant لگا رکھے ہیں۔مزید محکمہ نے مختلف قسم کی آلودگی پیدا کرنے والے 269 صنعتی یونٹوں کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی مکمل کر کے ان کے چالان ماحولیاتی ٹربیونل میں پیش کر دیئے ہیں۔ ماحولیاتی ٹربیونل نے آلودگی پیدا کرنے والے کارخانوں مثلاً بٹالہ سٹیل ملز لاہور کو دو لاکھ روپے اور جبار سٹیل ملز لاہور، ملک نعیم سٹیل ملز لاہور، حفیظ سٹیل ملز، پیکجز لمیٹڈ لاہور، بابا فرید فرنس لاہور اور سٹی سٹیل انڈسٹری لاہور کو پچاس پچاس ہزار روپے جرمانے عائد کئے ہیں۔ واسانے شمالی لاہور کے لئے شاد باغ کے پاس اور جنوب مغربی لاہور کے لئے شیرا کوٹ کے نالے پر treatment plant لگانے کے منصوبوں پر JICA Government of Punjab اور نیسپاک کے تعاون سے کام شروع کر دیا ہے۔ حال ہی میں ان ہڈیارا ڈرین کی آبی آلودگی پر قابو پانے کے لئے پنجاب گورنمنٹ نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو اس ڈرین کا معائنہ

کر کے اس سے متعلقہ stakeholders کی مشاورت سے اپنی تجاویز دے گی۔ درج بالا اقدامات کی تکمیل سے دریائے راوی کی آبی آلودگی میں خاطر خواہ کمی آئے گی۔ شکریہ

(اذانِ عشاء)

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس تحریک کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کارdispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر480/13 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے اور اس تحریک کا جواب آنا تھا۔

صوبہ میں سیلاب زدگان کی امداد کے لئے چندہ اکٹھا کرنے والے گروپس کی مانیٹرنگ کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اگست 2013 میں طوفانی بارشوں اور دریاؤں میں تغیانی کی وجہ سے پنجاب کے اکثر اضلاع میں سیلاب آیا جس سے انسانی جانوں ومکانات اور فصلات کو نقصان پہنچا۔ ریلیف ڈیپارٹمنٹ پنجاب حکومت کی جانب سے سیلاب زدگان کے لئے امدادی سرگرمیاں عمل میں لاتا ہے تاکہ بروقت امداد متاثرین کو مل سکے۔ سیاسی و غیر سیاسی تنظیموں کی چندہ مہم برائے سیلاب زدگان مانیٹرنگ ریلیف ڈیپارٹمنٹ کے زمرہ اختیارات میں نہ آتی ہے اور پنجاب گورنمنٹ رولز آف بزنس 2011 کے تحتSocial Welfare Department اس بابت متعلقہ محکمہ ہے لہذا تحریک التوائے کار منجانب سیکرٹری سوشل ویلفیئر پنجاب کو بھجوائی گئی ہے لیکن اس کے علاوہ اگست 2013 میں طوفانی بارشوں اور دریاؤں میں تغیانی کی وجہ سے پنجاب کے تقریباً25اضلاع میں نقصانات ہوئے جس پرDisaster Management Department Board of Revenue نے متاثرین کی بحالی کے لئے مناسب اقدامات کئے۔تاہم سیاسی وغیر سیاسی تنظیموں کو چندہ اکٹھا کرنے کی اجازت دینا Board of Revenue کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔ NGOsاور دوسری انتظامی تنظیموں کو چندہ اکٹھا کرنے یا کنٹرول کرنا محکمہ سوشل ویلفیئر بیت المال کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر!Department Disaster Management Board of Revenue کے پاس چیف منسٹر ریلیف فنڈ موجود ہے جس سے متاثرین کو امداد دی جاتی ہے۔ معزز چیف منسٹر کی

ہدایت پرPunjab Disaster Management Departmentنے متاثرین کی بحالی اور آبادکاری کے لئے بروقت انتظامات کئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) متاثرہ اضلاع کے علاقہ جات میں ضلعی حکومت کی مدسے 361 ریلیف کیمپ قائم کئے گئے جن میں ہزاروں لوگ موجود تھے اور انہیں حکومت کی طرف سے کھانا مہیا کیا گیا۔

(2) متاثرین سیلاب 2013 کی امداد کے لئے 1,20600 راشن بیگ مہیا کئے گئے جن میں آٹا، چاول، گھی، چینی اور باقی ضروری اشیاء تھیں۔ اس کے علاوہ چاول کے 50kg کے 6950 تھیلے اور 20kg کے 2,40029 تھیلے مہیا کئے گئے۔

جناب سپیکر! متاثرین کو سایہ مہیا کرنے کے لئے 26152 ٹینٹ اور 15 ہزار کمبل متعلقہ DCO کے ذریعے چیف منسٹر ریلیف فنڈز سے مہیا کئے گئے۔ محکمہ صحت اور لائیوسٹاک کی طرف سے متاثرہ لوگوں کی سہولت کے لئے مفت ادویات فراہم کی گئیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے 24 اضلاع کے 734 گاؤں کو آفت زدہ قرار دیا اور گورنمنٹ محصولات یعنی زرعی ٹیکس، انکم ٹیکس، آبیانہ، ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ وغیرہ متاثرہ علاقہ جات میں معاف کر دیئے۔

جناب سپیکر! فلڈ کی وجہ سے 109 فوت شدگان کے لواحقین کو 5 لاکھ فی کس کل 5 کروڑ 45 لاکھ روپے ادا کئے گئے۔ جن متاثرین کے مکانات کلی اور جزوی طور پر تباہ ہو گئے تھے ان کو تقریباً کل 50 کروڑ روپے متعلقہ DCO کے ذریعے ادا کئے جا رہے ہیں۔ فلڈ کی وجہ سے ضلع شیخوپورہ، گوجرانوالہ، نارووال، سیالکوٹ اور راجن پور میں جن کسانوں کی فصلات تباہ ہوئیں ان کو 4 ہزار 50 روپے فی ایکڑ کے حساب سے تقریباً 46 کروڑ روپے ادا کئے جا رہے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا بھی جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 486/13 محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی طرف سے ہے، اس تحریک کا جواب آنا باقی تھا۔

پنجاب کے کئی اضلاع میں سیلاب کی آڑ میں سبزیوں کی قیمتوں میں صد فیصد اضافہ سے عوام کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس سال مون سون کی بارشوں اور مختلف اضلاع میں آنے والے سیلاب کی وجہ سے زرعی اجناس کی فصلوں کو خاصا نقصان

پہنچا بلکہ بعض علاقوں میں تو تقریباً تمام فصلیں تباہ ہو گئیں۔ سیلاب کی وجہ سے راستوں کی بندش سے ان اشیاء کی منڈیوں میں آمد بھی متاثر ہوئی اور زرعی اجناس بروقت منڈیوں تک نہ پہنچتی رہیں۔ زرعی اجناس کی رسد میں کمی اور طلب میں اضافہ کی وجہ سے قیمتوں میں کسی حد تک اضافہ ہوا۔ 13-07-23 کی مارکیٹ کمیٹی لاہور کے اوسط نرخ اور اخباری قیمتوں میں فرق درج ذیل ہے۔اس کی detail چار حصوں میں تقسیم کی گئی ہے جس میں نام اشیاء،اوسط نرخ مارکیٹ کمیٹی،اخباری درج قیمت اور فرق ہے۔ اس میں آلو،پیاز، لہسن،ادرک، پالک،بند گوبھی،شملہ مرچ، مٹر، گھیا توری اور گھیا کدو وغیرہ۔ان کی اخباری درج قیمت اور اوسط نرخ مارکیٹ کمیٹی میں فرق ہے۔ جس کی تفصیل میں پیش کر دیتا ہوں۔ درج بالا گوشوارے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اخبار میں ظاہر کی گئی زرعی اجناس کی قیمتیں حقیقت پر مبنی نہ ہیں جس سے درست صورتحال سمجھنے میں غلط فہمی پیدا ہوئی۔اس کے علاوہ اطلاعاً عرض ہے کہ مارکیٹ کمیٹی زرعی اجناس کی قیمتیں اپنی طرف سے کم یا زیادہ کرنے کی مجاز نہ ہے بلکہ منڈی میں ان کی روزانہ auction کی بنیاد پر قیمت مقرر ہوتی ہے مارکیٹ کمیٹی صرف اس کی تشہیر کرتی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا بھی جواب آگیا ہے لہذا تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 513/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے اس کا بھی جواب آنا تھا۔

گورنمنٹ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کوارٹروں کے درمیان چھوٹے پارکس کو ختم کرنے کی تجویز سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ Q-Block جو کہ مین ڈرین کے ساتھ متصل تھا وہ کشادگی سڑک کے لئے مسمار کرنا پڑا اور اسی جگہ رہائش پذیر ملازمین کے لئے متبادل جگہ پر سہ منزلہ فلیٹس تیار کئے جا رہے ہیں۔ یہ جگہ ایسی تعمیر کے لئے مناسب تھی اور ایل ڈی اے کو چھ ماہ کے اندر اندر فلیٹس کی تعمیر کرنے کا ٹارگٹ دے دیا گیا ہے تاکہ متاثرین الاٹیوں کو متبادل کوارٹر الاٹ کئے جائیں۔ اولڈ مارکیٹ کو گرا کر اس جگہ پر دو بلاک پونچھ ہاؤس کالونی اور چوبرجی گارڈن اسٹیٹ کی boundary wall پر ایک بلاک اور ایک بلاک S-Block کے

خالی پلاٹ پر تعمیر کیا جارہا ہے۔اس طرح کل چار بلاک بنائے جارہے ہیں اور ہر بلاک چھ فلیٹس پر مشتمل ہو گا۔

جناب سپیکر!اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ اس تحریک میں جگہوں کی بابت ذکر کیا گیا ہے کہ وہاں پر اسٹیٹ آفس،ایس اینڈ جی اے ڈی سرکاری فلیٹس تعمیر کرنا چاہتا تھا اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ افسران کی بریفینگ کی روشنی میں ان جگہوں پر سہ منزلہ فلیٹس تعمیر کئے جانے کی تجویز دی گئی تھی جو کہ بعدازاں لوگوں کی سہولیات اور دیگر انتظامی امور کو مدنظر رکھتے ہوئے ختم کر دی گئی ہے جس کی وجہ سے ارد گرد کے کوارٹروں کی پردہ داری مجروح ہونے کا اندیشہ تھا۔مزید عرض ہے کہ مذکورہ جگہ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے نقشے کے مطابق مستقبل میں تعمیر کے لئے چھوڑ دی گئی تھی۔ حکام بالا نے دورہ کرنے کے بعد دونوں مطلوبہ جگہوں پر کسی بھی قسم کی تعمیر نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ ارد گرد کے کوارٹروں کی پردہ داری قائم رہے چونکہ یہ پلاٹ چاروں طرف سے کوارٹروں میں گھرے ہوئے تھے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس تحریک کا بھی جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر552/13 شیخ علاؤالدین صاحب اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے تھی اس تحریک کا بھی جواب آنا تھا۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کو اپ گریڈ کرنے کے ساتھ ساتھ فیسوں میں بھی کئی گنا اضافہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ مردم شماری کے مطابق پاکستان کی کل آبادی کا 52 فیصد حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔ وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ پاکستان میں ہر آدمی تعلیم یافتہ ہو۔ خاص طور پر خواتین کی تعلیم پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے تاکہ پاکستان کا شمار دنیا کے ترقی یافتہ کامیاب اور نمایاں ممالک میں ہو۔زیادہ والدین یہ سمجھتے ہیں کہ خواتین کے علیحدہ تعلیمی اداروں کے ذریعے لڑکیاں ہی تعلیم حاصل کر سکتی ہیں کیونکہ ابھی تک ہمارے معاشرے میں مخلوط ذریعہ تعلیم کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ فیصل آباد جو کہ پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے اور اس میں لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کا کوئی ادارہ نہیں تھا جو کہ فیصل آباد اور اس کے گردونواح کے

علاقوں کے لئے لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت کو پورا کر سکے۔اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور لڑکیوں کے لئے اعلیٰ تعلیم کی سہولت فراہم کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے قواعد وضوابط کو پورا کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج برائے خواتین مدینہ ٹاؤن کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا ہے اور اس سلسلے میں گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی ایکٹ 2013 جاری کیا۔یونیورسٹی بننے کے بعد پہلے سال 1600 طالبات نے داخلہ لیا جس سے لوگوں کے اس نئے ادارے پر اعتماد کا اظہار ظاہر ہوتا ہے۔یونیورسٹی بننے کے بعد کوئی سٹاف ممبر متاثر نہیں ہوا اور یونیورسٹی کی اہم ذمہ داریوں بشمول رجسٹرار، کنٹرولر اور treasurer پر اسی کالج کی ہی خواتین اساتذہ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ویمن یونیورسٹی کے وائس چانسلر کے عہدے کے لئے اشتہار دے دیا گیا ہے اور خاتون وائس چانسلر کے لئے مطلوبہ معیار کے مطابق انتخاب ہو گا۔ایک وسیع اور مستقل کیمپ کے لئے حکومت پنجاب نے چک نمبر RP/106 میں 396 ایکڑ زمین اس خواتین یونیورسٹی کے لئے جڑانوالہ روڈ بائی پاس UET کے Campus کے نزدیک مختص کی ہے۔اعلیٰ تعلیمی کمیشن نے اپنے مراسلہ نمبر 15/35/HEC/A&A/2/013/67 مورخہ 15-07-2013 میں اس یونیورسٹی کو برائے اعلیٰ تعلیم تسلیم کیا ہے۔HEC اس نئی خواتین یونیورسٹی کے بجٹ کے معاملے کو process کر رہا ہے۔ جہاں تک فیسوں کا تعلق ہے BS-Classes, semester-2 اور semester-8 کی فیس بالکل وہی ہے جو کہ گزشتہ سال کالج میں تھی۔تاہم یونیورسٹی بننے کے بعد صبح اور شام کی کلاسز کی فیسوں کے ڈھانچے کو والدین کی فیسیں ادا کرنے کی اہلیت کو سامنے رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے اور یہ دیگر پبلک سیکٹر یونیورسٹیوں کے مقابلے میں بھی کم ہے۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ عربی، باٹنی، کیمسٹری اور اُردو کے ایم فل پروگرام، سیلف سپورٹنگ پروگرام ہیں مگر ان کی فیس بھی کافی کم ہے۔ حکومت پنجاب تمام گورنمنٹ کالجوں کے مالی اخراجات کا ذمہ لیتی ہے جبکہ یونیورسٹیوں کے معاملے پر ایچ ای سی بہت کم معاملات کی معاونت گرانٹ کی شکل میں کرتی ہے باقی تمام اخراجات یونیورسٹی کو اپنے وسائل سے خود پورے کرنے پڑتے ہیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف ایک contradiction کی طرف آپ کی توجہ چاہوں گا۔ وزیر موصوف نے ابھی یہ بات کہی ہے کہ خاتون وائس چانسلر کی بھرتی کے لئے advertisement کی گئی۔چند دن پہلے انہی وزیر موصوف نے فاطمہ جناح میڈیکل کالج کے بارے میں کہا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے عورتوں کی، ہم نے وہاں پر مرد پرنسپل لگانا ہے۔وزیر موصوف اس contradiction کا جواب دیں کہ اب کیوں خاتون وائس چانسلر کے لئے advertisement کی گئی کیونکہ یہ Women

University ہے اس لئے اس کو Lady Vice-Chancellor چاہئے۔ فاطمہ جناح میڈیکل کالج میں یہ قانون نہیں ہے مگر فیصل آباد میں یہ قانون ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ contradiction ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ وزیر موصوف کا جواب سُنیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): شیخ صاحب! آپ انسانی حقوق کے محافظ ہیں میں آپ کو جواب دے دیتا ہوں۔ جو ایچ ای سی اور اس یونیورسٹی کا معاملہ ہے اور یہ جو فاطمہ جناح میڈیکل کالج کی بات کر رہے ہیں. That is entirely different یہ ایک سپریم کورٹ کے فیصلہ کی بات کر رہے تھے میں نے کہا تھا کہ اگر اس dictum میں، اس judgement میں کسی بھی جج صاحب نے یا اس کے ہائی کورٹ کے dictum کے مطابق یا وہ جس دوسرے ادارے میں گئے تھے اگر کسی جگہ پر بھی یہ لکھا ہو کہ اس میں مرد یا خاتون پر نسپل نہیں لگایا جا سکتا یا صرف خاتون پر نسپل ہی لگے گی تو آپ لے آئیں، اس کے بعد میں مکمل documents لے کر آیا تو مہربانی کر کے اس کو اس کے ساتھ mix up نہ کیا جائے۔ شیخ صاحب دونوں جگہوں سے twist کر رہے ہیں، ایسا نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس میں آپ نے خاتون وائس چانسلر کے لئے کہا ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جی، کہہ دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! پھر اس کا جواب تو آ گیا ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! فاطمہ جناح میڈیکل کالج والا الگ معاملہ ہے وہ فیصلہ تو سپریم کورٹ تک گیا ہے اور Hon 'able Supreme Court نے کسی جگہ پر یہ نہیں لکھا. That is entirely different matter

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر موصوف ہمیشہ misinterpret کرتے ہیں۔ سپریم کورٹ کبھی یہ نہیں کہے گی کہ اِس کو لگا دو یا اُس کو لگا دو۔ سپریم کورٹ نے ایک Law line دینی ہوتی ہے کہ یہ directions ہیں[*********]

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! جواب تو انہوں نے دے دیا ہے کہ وہاں پر خاتون وائس چانسلر لگانی ہے اس کے لئے انہوں نے اخبار میں بھی اشتہار دے دیا ہے۔ اس تحریک کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی غلط الفاظ بولے گئے ہیں تو ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے تحاریک التوائے کار ختم کرنے دیں اس کے بعد بات کیجئے گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ ہمارے کالج کی بات ہے اس لئے مجھے اس پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا ہے۔ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! اتنا اہم issue اس طرح dispose of تو نہیں ہونا چاہئے، facts پر بات ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس پر بحث نہیں ہو سکتی انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ اب محترمہ نگہت شیخ کی تحریک التوائے کار نمبر 576/13 ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری domain نہیں ہے کہ چیف منسٹر کے پاس جو بورڈ گیا ہے اس میں سے جس کو انہوں نے لگایا ہے میں اس کو چیلنج کروں۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر موصوف!آپ محترمہ نگہت شیخ کی تحریک التوائے کار کا جواب پڑھ دیں۔

لاہور میں مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ کا مسکن کھنڈر میں تبدیل

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر !محترمہ نگہت شیخ نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علامہ اقبال 1935-1922 تک میکلوڈ روڈ پر واقع رہائش گاہ پر مقیم رہے۔ پاکستان بننے کے بعد حکومت پاکستان نے علامہ اقبال سے عقیدت کی وجہ سے جہاں علامہ اقبال کے زیر استعمال دوسری عمارتوں کو اپنی تحویل میں لیا وہاں پر یہ عمارت بھی اپنی تحویل میں لے لی۔اس عمارت کا انتظام وانصرام وفاقی محکمہ آثار قدیمہ کے سُپرد ہوا۔1980 میں اقبال اکادمی کے دفاتر اور لائبریری اس عمارت میں منتقل ہوئے۔ایجرٹن روڈ پر واقع ایوان اقبال کی تعمیر کے بعد اقبال اکادمی کے دفاتر اور لائبریری ایوان اقبال میں منتقل ہو گئی تاہم ایوان اقبال میں مطلوبہ جگہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے دفتر کا ایک حصہ ابھی تک میکلوڈ روڈ عمارت میں ہی رکھا گیا ہے۔ سال 2011 میں آئین میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد وفاق سے بعض معاملات صوبوں کو منتقل ہو گئے۔اس ترمیم کے بعد وفاق کے تحت آنے والی تاریخی اور یادگاری عمارات کو متعلقہ صوبوں کی تحویل میں دے دیا گیا۔ اقبال میوزیم واقع علامہ اقبال روڈ، مزار اقبال اور سیالکوٹ میں علامہ اقبال کی رہائش گاہ کا انتظام حکومت پنجاب محکمہ آثار قدیمہ کے سُپرد ہوا۔تاہم صوبائی حکومت کو جو تاریخی اور یادگاری عمارات منتقل ہوئیں اس فہرست میں علامہ اقبال کی پرانی رہائش گاہ واقع میکلوڈ روڈ شامل نہ تھی۔یہاں یہ ذکر بھی کر دیا جائے کہ اس عمارت میں اقبال اکادمی کی حیثیت ایک کرایہ دار کی ہے جہاں پر اکادمی اپنے وسائل میں رہتے ہوئے فروغ اقبالیات کے لئے عمل پیرا ہے۔اکادمی مختلف نوعیت کی سرگرمیوں کے ذریعے معاشرے میں فروغ اقبالیات کے لئے مصروف عمل ہے۔بنیادی طور پر اکادمی کا دائرہ کار تحقیقی اور تصنیفی نوعیت کے امور کی انجام دہی ہے۔ جس کے تحت مختلف اہل علم کی علمی کاوشوں کی اشاعت کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ محاصل ضرورتوں کے پیش نظر مختلف موضوعات اور مستند اہل علم اور اقبال شناسوں سے تحقیقی کام کروانا ہے۔تاہم یہ سمجھتے ہیں کہ محض تصنیفی اور تخلیقی سرگرمیوں کے ذریعے مفکرِ پاکستان کی اس فکر کو عام نہیں کیا جا سکتا جس کے ذریعے اس وطن عزیز کا قیام ممکن ہوا اور آج ہم ایک آزاد وطن میں رہ رہے ہیں لہذا اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اکادمی کے سکالرز ملک بھر کے تعلیمی اداروں

میں اور مختلف forums پر اقبال کی فکر کو عام کرنے کے لئے اکادمی پر کسی نوعیت کا بوجھ ڈالے بغیر جاتے ہیں اور فکر اقبال سے نسل نو کو روشناس کروانے کے لئے اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ رواں ماہ نومبر میں میڈیا، سول سوسائٹی کے forums اور کئی تعلیمی اداروں میں اقبال اکادمی کے سکالرز سرکاری وسائل استعمال کئے بغیر پیغام اقبال کے فروغ کے لئے گئے اور افراد معاشرہ اور نسل کو فکر اقبال سے روشناس کروایا۔ محترمہ نگہت شیخ کی تجویز بہت صائب اور قابل تحسین ہے کہ اس تاریخی عمارت کے تحفظ اور تزئین کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ دریں اثناء عرض ہے کہ اقبال اکادمی کے پاس اس حوالے سے کوئی مختص وسائل نہیں ہیں تاہم ہم نے اپنے محدود وسائل میں رہتے ہوئے ممکن حد تک اس عمارت کی حفاظت اور تزئین کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ علامہ اقبال سے محبت رکھنے والے مخیر حضرات سے بھی تعاون حاصل کیا گیا ہے۔ تاہم اس سلسلے میں مزید کام کرنے میں جہاں مالی وسائل کی کمی حائل ہے وہاں اس کے ارد گرد قائم ہو جانے والی دُکانیں، ورکشاپس اور مختلف گروہوں کی طرف سے اس سے متعلق جاری مقدمات بھی مشکلات کا باعث ہیں۔ ان مسائل کا حل اکادمی کے دائرہ کار اور استعدادِ کار سے زیادہ ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 618/13 میاں محمد اسلم اقبال کی طرف سے ہے۔ میاں محمد اسلم اقبال!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 622/13 میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال اور ڈاکٹر مراد راس کی طرف سے ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے، کیا اس تحریک کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 630/13 جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، محترمہ شُنیلا رُوت اور جناب محمد صدیق خان کی طرف سے ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے۔ کیا اس تحریک کا جواب آ گیا ہے؟

گورنمنٹ انگلش میڈیم گرلز ہائی سکول ''رکھ ماچھیکے ''شیخوپورہ کی ہیڈ مسٹریس کا نصابی کتب کو کباڑیئے کو فروخت کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر !اس تحریک کا جواب آگیا ہے۔اس ضمن میں عرض ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول رکھ ماچھیکے فاروق آباد روڈ تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں ہیڈ مسٹریس نے حکومت پنجاب کی طرف سے2011 میں مفت فراہم کی جانے والی کتابوں کو فروخت کے بارے میں علم ہونے پر محکمہ تعلیم کے ذمہ داران کے خلاف ابتدائی انکوائری زیر عمل ہے۔رپورٹ آنے پر جو بھی اس میں ذمہ دار پایا گیا اس کے خلاف پیڈاایکٹ 2006 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک کا جواب آگیا ہے لہذا اس التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب تحریک التوائے کار نمبر 651/13 محترمہ جیّدہ خالد خان اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ شُنیلارُوت:جناب سپیکر!وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ یہ بہت serious matter ہے۔یہ بچوں کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ان کے ساتھ کیا روّیہ اختیار کیا گیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر چکا ہوں اب اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

محترمہ شُنیلارُوت:ابھی تک ان کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):پیڈاایکٹ کے تحت ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وہ بتا رہے ہیں کہ پیڈاایکٹ کے تحت ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ میں اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر چکا ہوں لہذا اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔جی،اب اگلی تحریک التوائے کار 651/13 محترمہ جیّدہ خالد خان اور جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر !اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 652/13 سردار وقاص حسن مؤکل، جناب احمد شاہ کھگہ اور ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی طرف سے ہے۔

لاہور میں غازی آباد پولیس کے نجی ٹارچر سیل سے چودہ سالہ طالبعلم برآمد

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شکریہ۔اس ضمن میں عرض ہے کہ مہتمم پولیس کینٹ ڈویژن، لاہور کی رپورٹ کے مطابق دریافت اسمبلی سوال ہذا عمل میں لائی گئی اسمبلی سوال ہذا سے مطلع ہو کر جملہ افسران اور ملازمین کو بھی مطلع آور brief کیا گیا جو کہ وقوعہ ہذا کے بارے میں مقدمہ نمبر 770/13 بجرم پی او 2002,342 اور 155 تھانہ ہربنس پورہ کے سب انسپکٹر محمد خالد، ایس ایچ او، غازی آباد وغیرہ کے خلاف درج ہو کر تفتیش بذریعہ انوسٹی گیشن ونگ عمل میں لائی جا رہی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آگیا ہے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 653/13 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن مؤکل اور محترمہ باسمہ چودھری کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر !اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 654/13 محترمہ شُنیلا رُوت، ڈاکٹر نوشین حامد اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔یہ پڑھی جا چکی تھی، کیا اس تحریک کا جواب آگیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میرے پاس اس کا تفصیلی جواب نہیں آیا اس لئے اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

I will give the detailed answer.

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر671/13 میاں محمود الرشید،جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔یہ پڑھی جاچکی ہے،وزیر موصوف اس تحریک کا جواب دیں گے ؟

صوبہ میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے پراپرٹی ٹیکس میں پانچ گنا اضافے کی تجویز

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!شکریہ۔موجودہ پراپرٹی ٹیکس بارہ سال قبل کرایہ جات کی بنیاد پر تیار کئے گئے، تشخیصی جدول یعنی valuable table کے مطابق وصول کیا جارہا ہے۔پچھلے بارہ سال کے دوران کرایہ جات کئی گنا بڑھ گئے ہیں اور کاروباری سرگرمیوں میں بھی اضافہ ہوا ہے، پراپرٹی ٹیکس چونکہ سالانہ کرایہ داری کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے جو کہ اس دوران بے حد بڑھ گیا ہے،تاہم حکومت پنجاب نے عوام کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے نہ صرف مجوزہ تشخیصی جدول valuable table کو کم سطح پر رکھا ہے بلکہ درجہ بندی کی تعداد بھی بڑھادی ہے،مزید برآں حکومت پنجاب نے ٹیکس کی شرح بھی25 فیصد سے کم کرکے 10 فیصد کر دی ہے۔ان اقدامات سے عوام کو خاطر خواہ فائدہ ہوا ہے۔موجودہ سروے کے لئے مختلف آبادیوں کی درجہ بندی وہاں کے موجودہ اوسطاً ماہانہ کرایہ جات کی بنیاد پر کی گئی ہے۔اگلے پانچ سال میں جائیداد ہائے کی تشخیص کے لئے محکمہ نے کیٹیگری "اے" کا کرایہ 120 روپے فی مربع فٹ جبکہ آخری کیٹیگری "جے" کا9 روپے تجویز کیا ہے۔یہ ریٹ کمرشل پراپرٹی جو کہ کرایہ پر دی گئی ہو اس کے لئے ہے جبکہ ذاتی استعمال کے لئے کمرشل جائیداد کا ریٹ مذکورہ ریٹ سے پانچ گنا کم ہے۔اس طرح کیٹیگری "اے" میں رہائشی جائیداد جو کہ کرایہ پر دی گئی ہو اس کا کرایہ 15 روپے اور کیٹیگری "جے" کے 2.50 روپے فی مربع فٹ تجویز کیا گیا ہے۔اسی طرح کیٹیگری "اے" اور "جے" میں پائی جانے والی رہائشی جائیداد ہائے جو کہ ذاتی استعمال میں ہو اس کا ریٹ بالترتیب 1.50 روپے اور 0.25 پیسے فی مربع فٹ تجویز کیا گیا ہے۔تاہم علاقہ جات کی درجہ بندی اور تشخیصی جدول یعنی valuable table کی categories کا عمل زیر غور ہے اور حتمی فیصلہ ابھی کرنا ہے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف نے اس کا گول مول سا جواب دیا ہے۔اس وقت جو urban areas ہیں خاص طور پر لاہور میں تین مرلے اور پانچ مرلے کے مکانات کو پہلے exempt کیا ہوا تھا۔بجٹ کے دوران ہم نے یہ کہا تھا کہ پانچ مرلے کے مکانات پر exemption کو ختم نہ کیا جائے۔جس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ جو posh areas اور "اے" کیٹیگری کے گھر ہیں صرف ان پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے اور باقی علاقوں میں نہیں لگایا جا رہا۔آج پورے لاہور میں بلکہ تمام شہروں میں کوئی ایک بھی غریب آدمی نہیں بچا جس پر انہوں نے یہ ٹیکس نہ لگایا ہو۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کو دوبارہ دیکھ لیں کہ وزیر موصوف کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس کے مطابق تو وہ areas cover نہیں ہو رہے۔ٹیکس مسلسل تمام لوگوں کو دینا پڑ رہا ہے، چاہے وہ کچی آبادی میں گھر ہے، کسی کا ایک مرلے کا کوئی چوبارہ ہے اس کو بھی، کسی کا کوئی کچا جھونپڑا ہے اس کو بھی یعنی سب لوگوں کے پراپرٹی ٹیکس بغیر کسی تخصیص کے نوٹس جا رہے ہیں جس کی وجہ سے لاکھوں لوگ پریشان ہیں کہ حکومت نے تو وعدہ کیا تھا کہ ہم ان غریبوں پر ٹیکس نہیں لگائیں گے ۔ پہلے سے جو exemption تھی اس کو بھی ختم کر دیا گیا ہے اور ہر غریب آدمی پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ٹائم تو تحاریک التوائے کار کا بے شک ختم ہو گیا ہے لیکن میں محترم قائد حزب اختلاف سے کہوں گا کہ ان کو جو information دی گئی ہے.That is disinformation اور یہ ذرا دوبارہ خود ایک دفعہ چیک کروالیں، جس نے بھی ان کو یہ information دی ہے totally baseless ہے اور concocted ہے کہ سب کو ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آ گیا ہے، اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔آج سے دو روز پہلے جمعہ والے دن محکمہ ہائر ایجوکیشن کے سوالات تھے اور اس سے پچھلا ہمارا جو اجلاس ہوا تھا اس میں سپیکر صاحب نے وزیر تعلیم سے میرے دو

سوالات کے متعلق کہا تھا کہ ان سوالات کے جوابات غلط دیئے گئے ہیں، سپیکر صاحب نے اس پر فرمایا تھا کہ جب اگلا اجلاس آئے گا اس میں وزیر تعلیم انکوائری کر کے اُن کا جواب معزز ایوان میں دیں گے لیکن اس دوران انہوں نے اس کی کوئی وضاحت کی اور نہ ہی اس پر کوئی بات ہو سکی۔اسی طرح میری گزارش یہ بھی ہے کہ جمعہ والے دن میرے سیکنڈری ایجوکیشن سے متعلق دو سوالات تھے حالانکہ میں نے سپیکر چیمبر میں گزارش کی تھی کہ میں کسی وجہ سے وقت پر نہیں پہنچ پاؤں گی لہذا میرے یہ سوالات pending کر دیئے جائیں کیونکہ ان دونوں سوالات کے جوابات بھی غلط تھے۔اب میری آپ سے یہ request ہے کہ اگر ایوان کے اندر اس طرح سے حکومتی سرپرستی میں ادارے غلط بیانی سے کام لیں گے تو پھر ایم پی ایز کی طرف سے جمع کروائے گئے سوالات جو کہ انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں ان کے پوچھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ابھی میری ایک معزز بہن نے ادھر سے بھی یہ پوائنٹ اٹھایا ہے کہ میرے سوال کا جواب وزیر موصوف غلط دے رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر اس طرح سے حکومتی سرپرستی میں ادارے غلط کام کریں گے اور ادارے جھوٹ بولیں گے تو پھر ہمارے یہاں پر سوال جمع کروانے کی بھی کوئی "تک" نہیں بنتی اور یہاں پر وزراء سے جواب لینے کی بھی کوئی تک نہیں بنتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کو personally check کر لیتا ہوں پھر میں آپ کو اس کے متعلق بتاؤں گا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! یہ تیسرا incident ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کو چیک کر لیتا ہوں۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب والا! یہ آج تیسرا incident ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کو اس کا جواب دے دیا ہے۔ میں اس matter کو خود دیکھتا ہوں اور پھر آپ کو اس بارے میں بتا بھی دیتا ہوں۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں آج کے ایجنڈے پر درج ذیل کارروائی ہے۔

مسودہ قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب مصدرہ2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. We take up the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion move is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Ahmad Ali Raza Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema and Dr Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2,

be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم بل ہے اس بل سے پنجاب کے دس کروڑ عوام سے وابستہ لوکل باڈیز کے ادارے بننے جا رہے ہیں۔ اس کو عوام کے لئے مشتہر کیا جانا از حد ضروری ہے، اگر چار ہزار سے زائد یونین کونسلیں ہیں اور تیرہ، تیرہ افراد اس میں حصہ لے رہے ہیں تو آپ خود دیکھیں یہ کتنی بڑی تعداد بن جاتی ہے۔ اگر اس کو مشتہر کیا جاتا، publicize کیا جاتا، عوام کو، stakeholders کو، منتخب نمائندے جو ماضی میں تھے اور آئندہ جو لوگ اس انتخاب میں حصہ لینے جا رہے ہیں ان سب کو اس کے اندر اپنی input دینے کا موقع ملتا تو زیادہ بہتر طریقے سے یہاں پر legislation ہو سکتی تھی۔ ہم نے جو قانون بنایا ہے، یہاں پر جو بل آیا جو بعد میں ایکٹ بنا وہ اس ایکٹ کے صریحاً contradictory ہے۔ ہم پہلے بھی کہتے رہے ہیں، آج بھی کہہ رہے ہیں کہ Constitution کی جو اصل spirit تھی اور آرٹیکل 140(A) جو واضح طور پر یہ کہتا ہے کہ political, administrative and financial responsibility and authority دی جائے اور یہ لوکل باڈیز کی بجائے لوکل گورنمنٹ ہو اور یہ third tier of the Government بنے لیکن یہاں پر جو کچھ ہم نے پاس کیا وہ بالکل بھی آئین کی اس روح کے مطابق نہیں ہے۔ ہم نے حلیہ بگاڑ دیا اور یہ ایک تاریخی موقع تھا کہ یہاں پر مسلم لیگ (ن) کی واضح اکثریت تھی اور ہم نے بھی Standing Committee میں بیٹھ کر بھرپور تعاون کیا۔ ہم یہ کہتے رہے کہ بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں لیکن ہماری ایک نہیں سنی گئی اور رانا ثناء اللہ خان اپنی ہی

توجیہات پیش کرتے رہے کہ یہ ضروری نہیں ہے۔ ہم ابھی اتنے mature نہیں ہیں اس لئے اگر ہم ابھی grass roots level پر جماعتی بنیادوں پر انتخابات کرائیں گے تو اس سے جمہوریت کو بڑا نقصان پہنچ جائے گا۔یہاں پر قوم بٹ جائے گی۔یہاں پر عددی اکثریت کے بل بوتے پر ہماری ترامیم کو bulldoze کیا گیا لیکن اللہ کا شکر ہے کہ عدالت عالیہ نے ہمیں انصاف فراہم کیا اور آئین کی روح کے مطابق جماعتی بنیادوں پر انتخابات کرانے کا حکم دیا۔عدالت عالیہ نے 140-A کے تحت عوام کو relief دیا اور انہوں نے کہا کہ بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔اب یہ حیلے بہانوں سے کسی کو کھڑا کر کے سپریم کورٹ میں اپیل میں چلے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو اعلان کیا تھا کہ ہم عدلیہ کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں تو اب صدق دل سے اسے تسلیم کرنا چاہئے اور جماعتی بنیادوں پر انتخاب کے لئے تیار رہنا چاہئے۔یہ درست ہے کہ چھ ماہ کے اندر ان کی performance negative ہے اور یہ deliver نہیں کر پائے، یہ take off نہیں کر سکے اور آج لوگ پس رہے ہیں اس لئے انہیں خوف ہے کہ ہم لوگ بلدیاتی انتخابات میں شکست کھائیں گے۔

جناب سپیکر!انہوں نے Local Government Act پاس کیا تھا آج یہ اس کے اندر جو ترامیم لا رہے ہیں اس سے colonial دور کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ یہ سب کچھ centralize کر رہے ہیں۔آئین کیا کہتا ہے اور عوام کیا مانگتی ہے؟اس کے بالکل برعکس قانون سازی کی جا رہی ہے۔ عوام تو جمہوریت کے ثمرات سے مستفید ہونا چاہتی ہے۔لوگوں کو empower کیا جانا چاہئے لیکن آج پنجاب اسمبلی کہتی ہے کہ empowerment نہیں۔ ہم ایم پی اے بن گئے ہیں، وزیر بن گئے ہیں اور ہر چیز حکمرانوں کی مُٹھی میں ہونی چاہئے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ گراس روٹ level پر جو منتخب لوگ ہوں گے آپ ان کو مٹی کے باوے اور مادھو مت بنائیں۔انہیں empower کریں،انہیں قانون کے مطابق مالی اور انتظامی اختیارات دیں۔اس طرح کرنے سے ہی یہ third tier of the government بن سکتا ہے۔آپ District Education Authority, District Health Authority اور دوسری authorities بنا کر ان کے ذریعے تمام اختیارات کو grasp کر لیں گے۔ایک عام آدمی، پنجاب کے باسی اور ایک غریب کا سب سے بڑا مسئلہ اس کی صحت اور تعلیم ہے۔جب آپ authorities بنا کر ان دونوں انتہائی اہم انسانی حقوق سے متعلق اختیارات کو بلدیاتی نمائندوں سے لے کر ان authorities کے حوالے کر دیں گے تو پھر ان لوکل اداروں کے پاس کیا اختیار رہ جائے گا؟ان کے پاس سوائے ایک نمائشی exercise کے کچھ نہیں رہے گا۔اس کے بعد آپ نے پنجاب لوکل گورنمنٹ

کمیشن بنا کر رہی سہی کسر بھی نکال دی ہے۔اس کمیشن نے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں۔آپ نے مغلیہ دور کی طرح کا ایک نادر شاہی پروانہ یہاں پر پاس کر دیا کہ یہ لوکل گورنمنٹ کمیشن منتخب میئر کو بھی dismiss کر سکتا ہے۔وہ ضلع کونسل کے ناظم یا چیئرمین کو dismiss کر سکتا ہے۔ وہاں پر منتخب نمائندوں نے جو بجٹ منظور کیا ہو گا یہ لوکل گورنمنٹ کمیشن اسے بغیر کوئی وجہ بتائے dismiss, review and cancel کر سکتا ہے۔جناب!یہ اکیسویں صدی میں ہم عجیب تماشا لگانے جا رہے ہیں۔کیا یہ عوامی مفاد کا Bill ہے،یہ کوئی طاقت دے رہے ہیں،یہ کوئی third tier بنا رہے ہیں اور یہ کوئی لوکل گورنمنٹ بنا رہے ہیں؟رانا صاحب اکثر کہتے رہتے ہیں کہ یہ تو ہم services delivery system دینے جا رہے ہیں۔میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ہمارا بنیادی اختلاف ہی اسی بات پر ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ اس کو realize کرتے ہوئے اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کیا جائے گا تو پھر ہی بات آگے بڑھے گی اور پھر ہی ہم ترقی کی طرف گامزن ہوں گے۔یہ بہتر ہوتا کہ اس Bill کو مشتہر کیا جاتا اور پنجاب کے عوام کو دعوت دی جاتی تاکہ تمام لوگ اس بارے میں اپنے تجربات،آئین اور قانون کی روشنی میں inputs دیتے۔اس ملک کے ماہرین،صحافی،سیاسی کارکن اور تجربہ کار لوگوں سے inputs لی جائیں اور پھر انہیں سامنے رکھتے ہوئے ہم یہاں پر قانون سازی کرتے تو بہتر ہوتا لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس Bill کو لازماً رائے عامہ حاصل کرنے کے لئے مشتہر کیا جانا چاہئے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!میں بھی اس amendment پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!اس ترمیم میں آپ کا نام نہیں ہے۔میرا خیال ہے کہ آپ کی ترمیم آگے آئے گی۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جی،بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:بہت شکریہ۔جی،عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!ہماری طرف سے یہ ترمیم Local Government Bill میں دی گئی ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں اسمبلی نے جو لنگڑا لولہ Local Government Bill پاس کیا تھا اس میں عوام کے لئے تو کچھ بھی نہیں تھا البتہ آئین کی شق A-140 کا پیٹ بھر گیا تھا۔ہم سمجھتے ہیں کہ یہ قانون کسی طرح بھی عوام کے مفاد میں نہیں ہے۔اس Bill میں عوام کے مسائل کا حل نہیں ہے۔اب شکست کے خوف سے وہ Bill بھی برداشت نہ ہو سکا اور اس میں بھی بے پناہ ترامیم تجویز

کی گئی ہیں۔اس مقصد کے لئے import کر کے لاہور میں ایک Ordinance فیکٹری لگائی گئی جس نے بے شمار Ordinances جاری کئے ہیں۔یہ قانون پہلے ہی عوام کے لئے فائدہ مند نہیں تھا اب اس میں لاتعداد Ordinances کے ذریعے ترامیم کی گئی ہیں جو کہ غلط ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ بلدیاتی ادارے عوامی مسائل کو حل کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں اس لئے اس میں یہ جو فضول قسم کی عوام دشمن ترامیم کی گئی ہیں ان کو مشتہر کیا جائے۔عوام کو بتایا جائے کہ اس اسمبلی میں ان کے ساتھ کیا ہونے جارہا ہے ہم نے جو Local Government Bill پاس کیا تھا اس میں مالیاتی، تعلیمی، صحت اور انتظامی اختیارات ان بلدیاتی اداروں سے چھین لئے گئے تھے اب رہی سہی کسر آپ کے ان Ordinances نے پوری کر دی ہے۔اُس وقت ہم نے ایک گزارش کی تھی کہ ان بلدیاتی اداروں کے الیکشن جماعتی بنیاد پر کرائیں۔ہماری بات کو تسلیم نہیں کیا گیا لیکن عدالت عالیہ نے ہمارے اس آئینی مطالبے کو منظور کر لیا۔اب صرف ایک ہی Ordinance کی ضرورت تھی کہ بلدیاتی الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہوں گے۔جب عدالت عالیہ کی طرف سے بلدیاتی الیکشن جماعتی بنیادوں پر کرانے کا حکم آیا تو حکمرانوں میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی کہ اب کیا ہوگا؟اب یونین کونسل level پر ہم expose ہوں گے۔ اب لوگوں کو پتا چلے گا کہ حکمران جماعت کی یونین کونسل level پر کیا اہمیت ہے اور ان کے ساتھ کتنے لوگ ہیں۔اس چیز کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے وارڈ بنا دیئے ہیں۔پہلے چھ جنرل کونسلر proportionally جیت کر آنے تھے۔یہ اس سے خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے یونین کونسل کو وارڈوں میں تقسیم کر دیا یعنی چھ وارڈ بنا دیئے۔اس کے بعد delimitation کے نام پر وہ بے ایمانیاں اور بے ضابطگیاں کی گئیں کہ جس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔اس کا ایک ثبوت راولپنڈی کی delimitation ہے۔انہوں نے انتظامیہ کو استعمال کیا اور اپنے مطلب کی یونین کونسلیں بنالیں۔ہماری بات نہ سنی گئی چنانچہ ہم عدالت میں گئے۔عدالت نے انتظامیہ کے تمام فیصلے set-aside کر کے پرانی یونین کونسلیں بحال کر دیں۔اس کے بعد اس Ordinance میں انہوں نے کہا کہ انتظامیہ الیکشن کروائے گی۔جس انتظامیہ نے delimitation میں ہمارے ساتھ ہاتھ کیا، وارڈوں میں ہمارے ساتھ ناانصافی کی اگر انہی کے ذریعے الیکشن کروانے ہیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اپنے کونسلروں، ناظمین اور نائب ناظمین کی فہرست انتظامیہ کو دے دیں اور ہم گھر بیٹھ جاتے ہیں۔اگر انتظامیہ کے تحت الیکشن کروانے ہیں تو ہم اس کو نہیں مانتے۔جب الیکشن انتظامیہ کے زیر انتظام ہوں گے تو وہ قطعی شفاف نہیں ہو

سکتے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اس الیکشن کو الیکشن کمیشن اور عدلیہ کے ذریعے کروائیں۔ اگر اس الیکشن میں کوئی انتظامی افسر آیا یا اثر انداز ہوا تو وہ طوفان اُٹھے گا کہ جو پھر کسی سے بھی نہیں سنبھل سکے گا۔

جناب سپیکر! اُس کے بعد reserve seats کے لئے کونسلروں نے ووٹ دینے تھے۔ حکمرانوں کو یہ بھی ایک خوف تھا اور ان کو پتا ہے کہ grass roots level پر کیا حالات ہیں اور ہماری کیا پوزیشن ہے۔ ان کو خوف تھا تو انہوں نے جنرل کونسلروں سے ووٹ کا حق بھی چھین لیا اور reserve seats کے لئے اب صرف چیئرمین ووٹ دے گا۔ اس سے بڑی بد دیانتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک عوامی نمائندہ منتخب ہو کر آئے اور آپ اُس سے آگے ووٹ دینے کا حق صرف اس خوف سے چھین لیں کہ شاید ہمارے مخالفین نہ منتخب ہو کر آ جائیں۔

جناب سپیکر! یہ سارے ایسے معاملات ہیں جن کا عوام کو پتا ہونا چاہئے اس لئے آپ سے ہمارا یہ بھرپور مطالبہ ہے کہ جو amendment pass کی جا رہی ہے اس کو pass ہونے سے پہلے اخباروں میں مشتہر کیا جائے۔ عوام سے، پڑھے لکھے طبقے سے اور صحافیوں سے اس پر رائے لی جائے اور اُن کی رائے کے مطابق عوام کے بہترین مفاد میں یہ amendments لائی جائیں۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! لوکل کونسل کا بل پیش کیا گیا تھا اور پھر بہت ہی جلد بازی سے جیسے تیسے پاس کر لیا گیا کہ جی عدلیہ کی طرف سے بڑا pressure ہے اور بار بار dates آ رہی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 2008 سے 2013 کی جو governance تھی اس میں مرکز کے اندر پاکستان پیپلز پارٹی، اے این پی اور ایم کیو ایم حکومت میں تھے، پنجاب کے اندر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی، اسی طرح KPK کے اندر اے این پی اور پاکستان پیپلز پارٹی governance میں تھے، بلوچستان کے اندر سردار محمد اسلم رئیسانی اور جے یو آئی governance کے اندر تھے اور سندھ کے اندر پاکستان پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم باہم حکومت کے اندر تھے۔ ان پانچ سالوں میں انہیں بالکل خیال نہ آیا کہ آئین کی ایک provision موجود ہے جس کے تحت لوکل کونسل کے ادارے بنائے جانے ہیں اور اس حوالہ سے یہ sense آتی ہے کہ financial administrative, political and powers delegate کرنی ہیں۔ اُس وقت انہیں بالکل کوئی خیال نہیں آیا تھا تو اس کا سارا credit سپریم کورٹ اور چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کو جاتا ہے کہ انہوں نے اس معاملہ کو اُٹھایا اور اُس کے نتیجے کے اندر تمام صوبوں کے اندر جیسے تیسے قانون سازی شروع ہو گئی اور اسی بات کا مسلسل اظہار کیا گیا

کہ اوپر سے عدلیہ کا بہت pressure ہے اس لئے اس کو جلدی جلدی پاس کیا جائے۔ اُس وقت بھی ہماری طرف سے یہ بات آئی تھی کہ یہ بلدیاتی ادارے بالکل grass roots level کے اوپر ایک سسٹم بن رہا ہے جس سے پبلک متاثر ہو گی۔ اس کے اندر بڑی تعداد میں کونسلر، چیئرمین، وائس چیئرمین، میئر، ڈپٹی میئر اور میٹروپولیٹن کے لارڈ میئر کا سارا ایک سسٹم بنے گا اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے لئے پبلک سے input لی جائے اور مہذب اداروں کے اندر اور خود ہمارے آئین کے اندر بھی یہ provision موجود ہے کہ اگر کسی issue پر بہت زیادہ اختلافِ رائے ہے تو اس پر آئین کے مطابق ریفرنڈم کا ایک طریق کار بھی موجود ہے۔ ہماری طرف سے last time بھی بالکل ایک آئینی مطالبہ تھا اور اب بھی ہمارا مطالبہ یہی ہے کہ اس کو public opinion کے لئے elicit کرنا چاہئے۔ عدلیہ نے بھی کوئی غیر حقیقت پسندانہ روّیہ اختیار نہیں کیا اُنہوں نے صرف اتنا دباؤ رکھا اور اس حوالہ سے انہوں نے مسلسل جو dates دیں کہ 2008 سے 2013 تک جو پچھلے پانچ سال گزرے تھے وہاں ان جمہوری حکومتوں نے بلدیاتی ادارے بنانے کی کوئی بات نہیں کی تھی تو عدلیہ نے pressure رکھا کہ یہ کم از کم قانون سازی تو کر لیں کیونکہ اب یہ صوبوں کا اختیار ہے وہ اپنے بلدیاتی ادارے بنائیں گے تو اس حوالے سے کچھ نہ کچھ شروع ہو گیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ ایسا دباؤ بھی نہیں ہے کہ وہ کہیں کہ بس اس تاریخ کو سب کچھ ہو جائے اور ہو جانا چاہئے۔ اس میں انہوں نے اس کو relax بھی کیا ہے اور دیکھا ہے کہ sense کیا ہے تو اس حوالے سے عدلیہ کی جو sense ہے اگر اس کو وقت دیں گے اور اس کو مشتہر کرنے کے لئے پیش کریں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس کے لئے عدلیہ کوئی نوٹس لے گی اور اس کے لئے کوئی زیادہ دن بھی درکار نہیں ہیں۔ اس کو ہم کل یا پرسوں public opinion کے لئے اخبار کے اندر اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پبلک کے سامنے رکھتے ہیں تو ہفتہ دس دن کے اندر اندر پبلک کی طرف سے بہت اچھی آراء آئیں گی کیونکہ جنرل (ریٹائرڈ) پرویز مشرف صاحب نے لوکل گورنمنٹ کا جو سسٹم دیا وہ ایک آمر تھا اور جیسے اُس نے آئین کو دو دفعہ توڑا ہے تو اگر پاکستان مسلم لیگ (ن) اپنی ٹانگوں پر کھڑی رہی تو وہ انشاء اللہ اُس کو face کرے گا اور یقیناً اُس کو آئین کے تحت سزا بھی ہونی چاہئے لیکن میں عرض یہ کروں گا کہ اُس نے لوکل گورنمنٹ کا جو سسٹم introduce کروایا وہ حقیقت کے اندر آئین کی اس sense کے بہت قریب تھا۔ اُس میں ہر ضلع کے اندر ڈسٹرکٹ اور تحصیل ناظمین بنے تھے، حقیقتاً اُن کے پاس administrative, political and financial powers موجود تھیں۔ خامیاں، خرابیاں تو ہر سسٹم کے اندر ہوتی ہیں اُس کو بہتر کر کے آگے چلایا جا سکتا تھا لیکن وہ نہیں

چلایا گیا اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اُس میں جن لوگوں نے deliver کیا تھا اُن کی opinion لینے کا ہم کوئی سسٹم نہیں بنا سکے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے اندر بھی وہ ناظمین شامل ہیں جو پچھلے دو tenures میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ میں شامل رہے تھے اگر اُن کا opinion آ جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ سسٹم کو مزید بہتر کرنے کے لئے یہ ایک اچھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب جو الیکشن ہونے چلا ہے یہ انتظامیہ کے ذریعے سے ہو گا۔ لوکل الیکشن کمیشن کا اس کے اندر واجبی سا کردار ہے۔ اس میں بظاہر تو لکھا گیا ہے کہ جو RO's and DRO's لگائے جائیں گے الیکشن کمیشن، گورنمنٹ اور اُس کے بعد دوسری bodies جن کو گورنمنٹ supervise کر رہی ہے اُس میں سے لئے جائیں گے لیکن ظاہر ہے الیکشن کمیشن کے پاس اپنے کام کرنے کے لئے عملہ نہیں ہے اُس کے اندر یہ deficit ہے۔ کہاں سے وہ اتنے بڑے صوبے کے اندر انتخابات کے لئے کوئی RO's, DRO's اور اس کے علاوہ کوئی اہلکار provide کر سکیں گے؟ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ پبلک کا یہ بڑا serious concern ہے کہ انتخابات انتظامیہ مت کرائے بلکہ انتخابات عدلیہ کرائے۔ اس حوالے سے اگر آپ opinion لیں گے تو پبلک کی صد فیصد رائے یہی آئے گی کہ یہ انتخابات عدلیہ کے تحت ہونے چاہئیں لیکن یہاں ایسا نہیں ہو رہا۔ اسی طرح اس نظام کے تحت اب جو کونسلر بننے چلے ہیں میں خود جب بہاولپور گیا تھا تو یونین کونسل کے چیئرمین کے دو تین امیدواروں سے بات ہو رہی تھی تو کہنے لگے کہ ہم نے شروع میں تو کونسلروں کو سارے حقائق بتا دیئے تو پھر کونسلروں نے کہا کہ اس نظام کے تحت پھر ہمارے پلے کیا ہے؟ چیئرمین کے اُس امیدوار نے مجھے بتایا کہ میں نے جنرل کونسلر کے امیدواروں کی دوبارہ میٹنگ بُلائی اور میں نے کہا کہ یہ تو پھر کوئی کام ہی نہیں کریں گے اور پورے سسٹم کے اندر ایک عدم دلچسپی آ جائے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر کونسلر بن جائے گا اب اس حوالے سے اُس کا کوئی کام نہیں ہے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جب پبلک منتخب کرے گی، ایک آدمی خرچ کرے گا، اُس میں اپنا وقت دے گا تو اُس کو نسلر کے پاس تو کوئی اتھارٹی ہی نہیں ہے تو یہ وہ چیزیں ہیں جن کے بارے میں پبلک کی طرف سے رائے آ جانا بہت ضروری ہے۔ اس سے اس کے اندر بہتری واقع ہو جائے گی جس سے اس حوالے سے اس پورے ایوان اور اس حکومت کا وقار بلند ہو گا کہ حکومت نے پورے پنجاب کی عوام سے رائے لینے کا سسٹم بنایا ہے اس لئے میں یہ درخواست کروں گا، محترم وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان خود بھی بہت جمہوری آدمی ہیں انہوں نے اپوزیشن

کی اس amendment کو oppose کیا ہے اُمید ہے وہ اس معاملہ میں ہم سے agree کریں گے اور اس کو opinion کے لئے پیش کرنے کی اجازت دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس میں جو پہلی ترمیم پیش کی گئی کہ اس کو مشتہر کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جب یہ بل پہلے بھی پیش ہوا تھا تو اس کو مشتہر کرنے کے لئے پہلے بھی یہ ترمیم دی گئی تھی اور اس پر بات کی گئی تھی۔ اس بل کو مشتہر کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس لوکل گورنمنٹ کے بل کے حوالے سے کئی سیمینارز اور میٹنگز میں جانا ہوا جہاں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لوگ تھے اور ان سب کے پاس بہت مواد تھا جو اس بل میں ڈالنا چاہئے تاکہ ایسا بل بنے جو بہت بہتر ہو۔ حکومت کے پاس یہ زبردست موقع تھا کہ یہ ایسا بل بنائے کہ اگلے سو سال کے لئے کسی نئے بل کی ضرورت نہ ہو لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ معلوم نہیں کہ ہمیں ایسی جلدی کیا ہے کہ ہم ساری powers اپنے ہی ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک سنہری موقع تھا کہ ہم ایک ایسا بل پیش کرتے کہ جس میں ہم صحیح معنوں میں grass roots level پر لیڈر شپ کو موقع دیتے کیونکہ لوکل باڈیز کی تنظیم جو لیڈر شپ کے لئے نرسری کہلاتی ہے۔ لیڈر شپ کب آتی ہے؟ جب ان کو powers دی جائیں کہ وہ عام لوگوں کو وہ سہولت فراہم کر سکیں جس مقصد کے لئے وہ بنائی جا رہی ہے۔ اگر ان کے پاس خود کوئی power نہیں ہے، اگر میں خود empower نہیں ہوں تو میں کسی دوسرے کو کیسے empower کر سکتی ہوں۔ اگر آپ ایک تنظیم آرٹیکل 140-A کے بالکل against بنا رہے ہیں، جس میں آپ last year تک powers نیچے تک devolve ہی نہیں کر رہے تو پھر فائدہ کیا ہے؟ اس میں اتنے بڑے level پر ہزاروں لوگوں کی شرکت ہے اور ہم اتنی بڑی exercise کرنے جا رہے ہیں لیکن فائدہ کیا ہے؟ اس میں بے انتہا پیسا خرچ ہو گا، پوری مشینری استعمال ہو گی، بے شمار لوگ دن رات کام کر رہے ہیں لیکن اس سے ہم نے حاصل کیا کیا اور اس بل کے عوض ایک عام آدمی کو کیا ریلیف ملا؟ کچھ بھی نہیں۔ وہی ایم پی اے کے پیچھے پھرنا، وہی نالی اور سٹریٹ لائٹس لگوانے کے لئے بھاگنا۔ ہم ان کو empower ہی نہیں کر رہے۔ ایک چیئرمین لاکھوں روپیہ خرچ کر کے یہ الیکشن لڑ رہا ہے، کونسلر لاکھوں روپیہ خرچ کر کے الیکشن لڑ رہے ہیں اور کتنے جذبے، کاوش اور دن رات کی محنت سے الیکشن لڑ رہے ہیں لیکن اس کا حاصل وصول کچھ بھی نہیں ہے۔ اس میں کیوں نہ تھوڑی سی effort کرتے اور اسے مشتہر کرتے اور عام لوگوں کی رائے کو اس میں شامل کرتے۔ اس بل کو اس طرح بنا کر لاتے کہ ہم سب جو یہاں بیٹھے ہیں

پارٹیوں سے بالاتر ہو کر پاکستان کے لئے ایسا کام کر کے جاتے اور ایسا بل بنا کر جاتے کہ ہمارا نام کئی سو سال تک زندہ رہتا کہ ایک ایسا بل آیا تھا، ایک ایسی پارلیمنٹ بیٹھی تھی جس نے صرف عوام کے لئے سوچا تھا اور عوام کی بات کی تھی لیکن افسوس کہ ہم نے ہر چیز کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھنا ہے۔ ہماری بادشاہت کی جو خواہش ہے وہ اس طرح پوری نہیں ہوتی اس لئے ہم عوام کو کیسے empower کر دیں، ہم کسی کسان کو کیسے empower کر دیں، ہم کسی مزدور کو کیسے empower کر دیں، ہم کسی خاتون کو نسلر کو کیسے empower کر دیں کہ وہ اپنے مسائل خود ہی حل کر لیں تو پھر ہمیں کون دیکھے گا اور پھر ایم پی ایز اور ایم این ایز کے پیچھے کون پھرے گا؟ ہمیں رعایا چاہئے، ہمیں عوام نہیں چاہئے اور یہ اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ ہمیں رعایا نہیں چاہئے بلکہ ہمیں عوام چاہئے۔ ہم نے عوام بنانی ہے رعایا نہیں بنانی اس لئے ان کے جو حقوق ہیں وہ ہمیں انہیں دلانا ہیں۔ اگر ہم ایک کام کرنے ہی جا رہے ہیں تو ایسے طریقے سے کیوں نہیں کر سکتے کہ ہم سب کے لئے اور آنے والی نسلوں کے لئے یادگار ہو کہ کچھ لوگوں کو منتخب کیا گیا تھا، بٹھایا گیا تھا تو انہوں نے بیٹھ کر کوئی اچھا کام کیا تھا۔ ہم یہاں بیٹھ کر ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں، یہاں سے کوئی اچھی بات بھی ہو رہی ہو تو وہاں سے مذاق اڑانے کی ایک روایت ہے۔ اس روایت کو ختم کر کے اگر ہم اس بل کو مشتہر کریں تو عوام میں بہت سے ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو اس بل میں بہت زبردست inputs دے سکتے ہیں۔ ہم کیوں نہ اس روایت کو ختم کر دیں۔ میری تمام ممبران سے درخواست ہے کہ خدا کے لئے پارٹیوں سے بالاتر ہو کر، اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر اس ملک کے لئے اور اس ڈوبتی ہوئی قوم کے لئے اکٹھے ہو جائیں اور اس بل میں ایسی ترامیم لے کر آئیں کہ یہ واقعی صحیح معنوں میں لوکل باڈیز کی روح کو قائم کر سکے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اس سپیشل کمیٹی کا حصہ ہوں جس کے سامنے یہ ترامیم پیش کی گئیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں چند گزارشات ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اب تک جتنی بھی اس بل کے حوالے سے efforts کی گئی ہیں وہ عوام کی بہتری کے لئے تھیں۔ اس وقت بطور اپوزیشن نہیں بطور حکومتی پارٹی نہیں بلکہ بطور عوامی نمائندہ میں اس جگہ پر کھڑا ہو کر بات کر رہا ہوں کہ جو کیا گیا ہے یا جو ہو رہا ہے وہ میرے نقطہ نظر میں عوام کی بہتری کے لئے ہے لیکن اگر ہماری سوچ مثبت ہے تو کیوں نہ اس کو ہم اور بہتر کریں۔

جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب یہ بل پیش کیا گیا تو اس کے بعد ہم تمام ممبران کو کیونکہ اس وقت پورے صوبہ پنجاب کی یہاں نمائندگی ہے۔ ہم تمام نمائندوں کو واپس اپنے حلقوں میں جا کر on ground یہ چیز اور حقیقت عیاں ہوئی کہ اس بل کے اندر یا اس قانون یا مسودے کے اندر کہاں کہاں پر کمیاں ہیں۔ اگر میں آپ کو اپنی مثال دوں گا تو میں یہ سمجھوں گا کہ تمام حلقوں یا خصوصی طور پر دیہاتی حلقوں میں وہ مسائل بالکل اپنی جگہ پر موجود ہیں۔

جناب سپیکر!original قانون کے اندر وارڈ بندی نہیں تھی، بعد میں آ گئی۔ میرے نقطہ نظر میں شاید یہ بہتری ہے کہ کونسلر کو پوری یونین کونسل میں پھرنے کے بجائے مختص علاقوں میں اپنا کام کرنا ہے۔ میرے خیال میں یہ بہتر ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو اقلیتی نمائندے، کسان ولیبر، خواتین اور نوجوانوں والی تیسری کیٹیگری شامل کی گئی ہے ان کی محنت کم کرنے کے لئے بڑھا رہے ہیں۔ وہ چیئرمین کا الیکشن لڑ لیں یا کونسلر کا الیکشن لڑ لیں ایک جتنی محنت ہے ایسا کیوں ہے، یہ ہم کر رہے ہیں تو ہم کیوں کر رہے ہیں؟ ہم تمام ممبران کے ذہن میں بنیادی بات یہ ہے جسے اپوزیشن highlight کر رہی ہے وہ یہی ہے کہ اگر ہم نے پچھلے پانچ سال ضائع کر دیئے ہیں یا کچھ نہیں کیا وہ وقت گزر گیا ہے اسے ہم واپس نہیں لا سکتے لیکن آج ماضی کی غلطیوں کو چھوڑتے ہوئے حال میں رہتے ہوئے مستقبل کا سوچیں۔ اس کو ہفتہ، دس دن، پندرہ دن یا جتنی دیر بھی ہے یہ ایوان اس کو فائنل کر لے، ہم سارے بیٹھ کر فائنل کر لیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت جو مسودہ قانون ہے اس میں ترامیم لانے کی ضرورت ہے۔ اس کو reshape کرنے کی ضرورت ہے لیکن ان چیزوں اور ground realities کو incorporate کر کے آگے چلنا چاہئے تاکہ ہم کم از کم عوام کے آگے اس بات پر تو جوابدہ ہو سکیں کہ ہم نے ٹھیک فیصلے کئے ہیں۔ یہ سوال بارہا دفعہ مجھے کیا گیا کہ میں نوجوان کونسلر کھڑا ہونا چاہتا ہوں تو کیا میں پوری یونین کونسل میں ووٹ مانگوں گا۔ میرا one to one مقابلہ ہو گا کس کے ساتھ ہو گا ایک کونسلر تو اپنے وارڈ کے اندر ہو گا میں کسی ایک وارڈ میں کیوں نہیں ہوں؟ اس کے علاوہ میری یہی گزارش ہو گی جس طرح میری بہن نے بھی یہ بات کی کہ سول سوسائٹی اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جن سے ہم بہتر طور پر اور formal طور پر مشاورت کریں تاکہ اس مسودے کو بہتر سے بہتر کر سکیں۔ اگر پچھلے تین مہینوں میں چار ترامیم آ سکتی ہیں تو پھر شاید اگلے وقت میں چار اور بھی آ سکتی ہیں۔ ہمارے پاس وقت ہے اور یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس کو بہتر سے بہتر کریں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں اتنا عرض کروں گا کہ اس بل کو عوامی رائے کے لئے مشتہر کیا جائے۔ جب سے لوکل باڈیز کا یہ بل پیش ہوا ہے اس وقت سے لے کر آج تک کافی کام اس پر ہو چکا ہے۔ میں دو تین مثالیں اپنے علاقے کی دوں گا۔ اس بل میں کافی زیادہ قباحتیں ہیں، 140-A کے تحت جس طرح grass roots level پر ہماری یہ کوشش ہے کہ میونسپل سروسز کو لوگوں تک پہنچایا جائے۔ اس میں میری کچھ گزارشات ہیں جن میں سے پہلی delimitation کے بارے میں ہے۔ ہم نے پہلے بھی عرض کی تھی اور آج بھی وہی بات کر رہے ہیں کہ delimitations میں کافی زیادہ ناانصافیاں ہوئی ہیں۔ یہاں ہمارے منسٹر رانا صاحب اور دوسرے منسٹرز بھی بیٹھے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں چار ہزار سے زیادہ یونین کونسلیں ہیں۔ آپ یونین کونسلوں کی تفصیل منگوا لیں کہ ایک یونین کونسل کی formation پانچ ہزار پر ہے اور دوسری یونین کونسل کی اسی ڈسٹرکٹ میں formation ستائیس ہزار پر بنی ہوئی ہے۔ میری ذاتی یونین کونسل واں بھچراں ستائیس ہزار ووٹروں پر بنی ہوئی ہے حالانکہ within revenue state وہ دو یونین کونسلیں بن سکتی تھیں۔ وہاں delimitations میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے حالانکہ دو یونین کونسلیں میری اپنی بن سکتی تھیں۔ میں آپ سے اتنا ہی عرض کروں گا کہ اس میں ہمارے پورے ایوان کی کوئی بدنیتی شامل نہیں ہے۔ ہم یہاں ایک نیک کام کے لئے بیٹھے ہیں اور ہم وہ کام کر رہے ہیں جس کی انشاء اللہ تعالیٰ مثال دی جائے گی کہ ہم ایک بہتر کام کے لئے یہ Local Bodies Bill بنا رہے ہیں۔ Local Bodies Bill میں delimitations اور جو موجودہ amendments ہوئی ہیں ان پر میں آپ سے کچھ عرض کروں گا کہ جس طرح مؤکل صاحب نے وارڈ سسٹم کے حوالے سے کہا کہ وارڈ سسٹم بن گئے ہیں تو بہتر ہے کہ ایک کونسلر اپنے وارڈ میں الیکشن لڑے گا لیکن youth اور کسان کونسلر پوری یونین کونسل سے ووٹ لے گا۔ کیا وہ چیئرمین کا الیکشن لڑ رہا ہے یا صرف ایک کونسلر شپ کا الیکشن لڑ رہا ہے؟ دوسرا خواتین سیکٹر کے حوالے سے ترمیم کی گئی ہے کہ دو خواتین کا تین تین وارڈز پر مشتمل ایک وارڈ بنا ہے تو اس حوالے سے میرا یہ خیال ہے کہ ہمیں خواتین کی سیٹیں دو سے زیادہ کر دینی چاہئیں۔ چونکہ وارڈ سسٹم آ گیا ہے تو اس وارڈ سسٹم پر ہمیں ایک نہیں بلکہ دو وارڈز پر ایک یونین کونسل کو لانا چاہئے کیونکہ ہمارے دیہاتی علاقوں کے وارڈ بہت بڑے ہیں۔۔۔ آپ House in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب سن رہے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں ایک گزارش اور بھی آپ سے کروں گا کہ کونسلروں کا بنیادی حق ختم کر دیا گیا ہے۔ اگر ایک کونسلر یا وائس چیئرمین elect ہوتا ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ اس کونسلر کا اس setup میں function کیا ہو گا؟ پہلے والے Local Bodies System میں کونسلر اپنا چیئرمین منتخب کرتا تھا بلکہ وہ تحصیل اور ڈسٹرکٹ ناظم منتخب کرتا تھا لیکن اب کونسلر کا کوئی function ہی نہیں رہا کیونکہ وہ اپنا چیئرمین یا وائس چیئرمین ہی منتخب نہیں کر سکتا۔ میں آپ سے اتنی گزارش کروں گا کہ اس amendment کو تھوڑا سا دیکھ لیں کیونکہ سپیشل کمیٹی بھی موجود ہے اور یہاں سب دوست احباب بیٹھے ہیں تو اس میں اتنی جلدی نہ کریں۔ آج شیڈول announce ہو چکا ہے جو 20th تک ہے اس لئے ہمارے پاس ابھی دس بارہ دن ہیں لہذا یہ دیکھ لیں کیونکہ ہم لوگوں کی تکلیف کو آسان کرنے کی بجائے اُن کو مشکل میں ڈال رہے ہیں۔ اس Local Bodies Bill میں کونسلر کو ووٹ کا حق دے دیا جائے، اس کے بعد نوجوان اور کسان کونسلر کی وارڈبندی کر دی جائے بے شک نوجوان کو نسلر کو بڑھا کر ایک کی بجائے دو کونسلر اور کسان کو نسلر کو بڑھا کر ایک کی بجائے دو کونسلر کر دیں۔ میں اس حوالے سے آپ کو تجاویز دے رہا ہوں اس لئے آپ کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ اگر ایک کونسلر پوری یونین کونسل کا الیکشن لڑے گا تو ایک چیز میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے عرض کروں گا کہ delimitations کے بارے میں تھوڑا سا review کریں کیونکہ اس میں بہت زیادہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ Delimitation کی آڑ میں ہماری یونین کونسلیں تیس تیس ہزار آبادی پر رکھی جا رہی ہیں جس کا آپ ریکارڈ منگوالیں اور اس کو مدنظر رکھ لیں۔ کل معزز ہائیکورٹ نے ہماری یونین کونسلوں کے فیصلے کو set-aside کر کے دوبارہ کمشنر کے پاس بھیجا ہے۔ اگر یہ exercise اس طرح چلتی رہی تو ہو سکتا ہے کہ کچھ یونین کونسلوں کا شیڈول ہی لیٹ ہو جائے کیونکہ ماضی میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے کہ کچھ یونین کونسلیں جو limitations کی وجہ سے legal process میں آ جاتی ہیں ان کے شیڈول لیٹ ہو جاتے ہیں۔ یہ بات اس سے related نہیں تھی لیکن میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کے توسط سے حکومتی بنچوں کے گوش گزار کیا ہے کہ ان چیزوں کو بھی تھوڑا سا consider کریں۔ آپ یونین کونسلوں کی لسٹ منگوائیں کیونکہ انہوں نے formation دے دی ہے کہ دس سے پندرہ ہزار آبادی کی ایک یونین کونسل ہے۔ اگر کوئی یونین کونسل بیس سے پچیس ہزار آبادی کی ہے تو اس کو دو حصوں میں یہ تقسیم کر سکتے ہیں۔ دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ Local Bodies میں آپ ایک بنیادی چیز کو مدنظر رکھیں کہ ہم عام آدمی کو کس طرح آسان رسائی اور اس کے لئے آسانیاں پیدا کر سکتے ہیں؟

بلوچستان کی مثال ہمارے سامنے ہے اور آپ دیکھیں کہ وہاں مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ تھی لیکن میں بدقسمتی سمجھتا ہوں کہ اس وقت اُدھر majority میں آزاد ممبرز آرہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بلوچستان میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت نہیں ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! Coalition گورنمنٹ ہے۔ میں آج بھی یہ بات گارنٹی سے کر رہا ہوں کہ اگر یہ زیادتی یہاں ختم نہ ہوئی تو اِدھر بھی زیادہ تر آزاد ہی آئیں گے کیونکہ rural پنجاب کے حالات کے متعلق آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے کہ وہاں delimitations کے نام پر بہت زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ میں ایک اور گزارش آپ سے کروں گا کہ الیکشن میں ریٹرننگ آفیسر کا بہت اہم role ہوتا ہے۔ ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر تک ریٹرننگ آفیسر لگ چکے ہیں۔ ہماری یہ تجویز ہے کہ آپ الیکشن کمیشن کے پاس جائیں اور کہیں کہ عدلیہ کے ذریعے یہ الیکشن کروائیں۔ ڈسٹرکٹ لائیو سٹاک آفیسر یا تحصیلدار اگر ریٹرننگ آفیسر ہوں گے تو پھر وہی پٹواری کلچر اور تھانہ کلچر شروع ہو جائے گا۔ ہم ان چیزوں سے آپ کو بھی بچانا چاہیں گے کیونکہ آپ کے پاس absolute majority ہے لہذا آپ اس کا فائدہ اٹھائیں تاکہ آنے والے دنوں میں یہ قوم، یہ صوبہ اور اس ملک کے لوگ اچھے الفاظ میں آپ کو یاد کریں۔ میری آپ اور رانا صاحب سے بھی یہی گزارش ہے کہ ان چیزوں سے اپنا اور ایوان کا وقت ضائع نہ کریں اور ان چیزوں کو گفتن، نشستن، برخاستن والی بات تک محدود نہ رکھیں بلکہ seriously action لیتے ہوئے ان چیزوں کو consider کریں۔ میرے خیال میں ان کی گورنمنٹ ہے لہذا ان کو کوئی فرق نہیں پڑے گا اس لئے اس بلدیاتی الیکشن میں بھی ہمارا "بلے" اور ان کے "شیر" کا انشاء اللہ اچھا اور صحت مند مقابلہ ہو گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اپوزیشن لیڈر اور دوسرے معزز ممبران نے اس ترمیم پر بات کی ہے اور بالکل ماضی کی طرح ترمیم کچھ اور اس پر تقاریر کچھ اور کی ہیں۔ الیکشن کمیشن کے ساتھ پنجاب گورنمنٹ کی discussion ہوئی جس کے نتیجے میں ان کی instructions کے تحت یہ چند amendments کی گئی ہیں۔ اب ان amendments پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے ترمیم یہ پیش کی ہے کہ ان amendments کو مشتہر کر دیا جائے اور عوام سے اِن کے اوپر 31۔ دسمبر تک رائے لے لی جائے۔ انہوں نے جو تقاریر فرمائی ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں کہ وہ اس amendment سے متعلقہ نہیں تھیں۔ اپوزیشن لیڈر کا یہ

کہنا کہ ہماری ترامیم کو bulldoze کیا گیا اور جلد بازی میں لوکل گورنمنٹ بل کو پاس کیا گیا جبکہ پورا معزز ایوان اس بات کا گواہ ہے اور محترم اپوزیشن لیڈر اس بات کی تردید نہیں کر سکیں گے کہ اس Bill کو جب ایوان میں lay کیا گیا تو اسی دن سپیشل کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس ایوان میں تین ہفتے تک اس Bill پر discussion ہوئی ورنہ خیبر پختونخواہ میں دیکھیں کہ وہاں کیا ہوا ہے؟ وہاں جس دن Bill پیش ہوا اسی دن تمام rules relax ہوئے اور Bill کو پاس کر دیا گیا۔ سندھ میں یہ ہوا کہ ایوان میں Bill lay ہوا، تمام rules کو relax کیا گیا اور Bill کو پاس کر دیا گیا۔ یہاں اس معزز ایوان میں آپ کے سیکرٹریٹ کا ریکارڈ گواہ ہے کہ تقریباً ستّر کے قریب ممبران نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر اس Bill کے اوپر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ سپیشل کمیٹی کی جو meetings ہوئی ہیں ان میں کبھی کبھی اپوزیشن لیڈر بھی تشریف لاتے رہے ہیں تو سات سات گھنٹے تک سپیشل کمیٹی کی meetings ہوئی ہیں اور ڈاکٹر صاحب بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتے۔ اگر وہ سات گھنٹے میٹنگ ہوئی ہے تو میں بھی سات گھنٹے وہاں موجود رہا ہوں۔ ہم نے ان کی تمام باتیں سنی ہیں اور تمام باتیں سننے کے بعد جو Bill ہم نے اس معزز ایوان میں پیش کیا تھا، اس کے بعد سپیشل کمیٹی سے جو بل پاس ہو کر آیا ہے، اس میں آپ فرق دیکھیں کہ کتنی ترامیم ہیں جنہیں سپیشل کمیٹی میں حکومت نے concede کیا۔ وہاں پر جب معزز ممبران جو کہ دونوں اطراف سے تھے اور وہاں پر کوئی تفریق نہیں تھی کہ اپوزیشن سے کون ہے اور treasury سے کون ہے، وہاں پر جو جو تجویز آئی اسے accept کیا گیا۔

جناب سپیکر! اس حد تک کہ یونین کونسل کا تصور صرف دیہی علاقوں میں تھا شہر میں نہیں تھا۔ وہاں پر معزز ممبران کی یہ تجویز آئی کہ بڑے شہروں میں بڑے حلقے ہیں جیسے لاہور میں یونین کونسل کی 35 سے 40 ہزار کی آبادی ہے تو وہاں پر single ممبر grass roots level تک لوگوں کو رسائی نہیں دے سکے گا اس لئے یہاں پر بھی یونین کونسل کا system لایا جائے۔ سپیشل کمیٹی کی recommendation پر اسے opt کیا گیا اس کے باوجود یہ فرما رہے ہیں کہ "ہمیں سنا نہیں گیا، ہمیں bulldoze کر دیا گیا" بلکہ اپوزیشن لیڈر صاحب یہ بات کرتے ہیں کہ رانا صاحب نے باہر یہ بات کی تھی اور فلاں جگہ پر وہ بات کی تھی، اگر میں یہ بات کرنے لگوں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ etiquettes کے خلاف ہے کہ آپ میں سے دوستوں نے کہاں پر کیا بات کی اور کہاں پر کیا بات نہیں کی۔ جس دن سپیشل کمیٹی کا آخری اجلاس تھا تو میں نے اس میں ان سے عرض کیا کہ دیکھیں آپ کی اتنی ترامیم کو ہم نے concede کیا ہے اور اب آپ کو چاہئے کہ اس پر ہمارے ساتھ اتفاق کریں تو ان کا یہ کہنا تھا کہ دیکھیں

ہم نے اپوزیشن کرنی ہے اور ایوان میں جا کر بات کرنی ہے تو آپ اس بات کے اوپر ہمیں مجبور نہ کریں یعنی یہ بات تھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!شروع سے ان کا یہ روّیہ ہے۔جب delimitation ہوئی تو انہوں نے پریس کانفرنس کی، شور مچایا اور کہا کہ دیکھیں جی delimitation تو انہوں نے اپنے ایم این اے اور ایم پی ایز کو بٹھا کر کی ہے اور بٹھا کر انہیں پنسل دے کر کہا ہے کہ آپ لکیریں لگائیں اور اس طرح سے حلقے بنائیں اور اس کے بعد وہ delimitation آویزاں کر دی گئیں۔ بھئی اگر آپ کی بات سچی ہے اور ہم نے تمام delimitation ڈی سی اوز اور اے سی وغیرہ کے ساتھ بیٹھ کر بنائی ہے تو پھر تو وہی رہنی چاہئے تھی ناں۔تقریباً سات ہزار اعتراضات اس delimitation پر ہوئے جو پہلی stage کے اوپر ہوئی تھی۔ان سات ہزار اعتراضات میں سے میرے اپوزیشن کے ان بھائیوں کو توفیق نہیں ہوئی کہ یہ اس process میں حصہ لیتے۔انہوں نے delimitation کے process میں حصہ لیا اور نہ ہی جب delimitation کرنے کے بعد delimitation authorities نے وہ لسٹیں اپنے دفاتر کے باہر آویزاں کیں تو انہیں دیکھنے کا وقت نکالا بلکہ صرف پریس کانفرنس کی کہ یہ دیکھیں کہ یہ تو سارا کچھ انہوں نے خود بنا دیا ہے۔ اگر ہم نے خود بنا دیا تھا تو تقریباً سات ہزار کے قریب ان پر اعتراضات کیسے file ہوئے؟ میرے پاس یہ ریکارڈ ہے کہ تقریباً ساڑھے پانچ ہزار اعتراضات کو accept کیا گیا۔یا تو ان کی بات پہلے غلط تھی یا پھر بعد میں غلط ہے یعنی کسی delimitation کے کسی process میں ابھی تک انہوں نے حصہ نہیں لیا۔بس صرف یہ ہے کہ پریس کانفرنس، statement اور یہ ہو گیا وہ ہو گیا کی حد تک ہے۔

جناب سپیکر!اب بھی یہاں پر بات کرتے ہوئے انہوں نے کتنا کہا ہے کہ جی empower نہیں کیا جا رہا، انہیں کوئی powers نہیں دی جا رہیں۔جس دن یہ Bill lay ہوا اس دن سے یہ فرما رہے ہیں کہ empowers کریں، انہیں powers دیں لیکن آج تک انہوں نے ایک power کا ذکر نہیں کیا کہ جی یہ powers آپ نے انہیں دی ہیں۔باقاعدہ بل میں پورا ایک chapter ہے کہ یہ یہ یونین کونسل کی powers ہیں، یہ میونسپل کمیٹی کی powers ہیں، یہ ضلع کونسل کی powers ہیں، یہ میونسپل کارپوریشن کی powers ہیں اور یہ میٹروپولیٹن کے ایوان کی powers ہیں۔انہوں نے ایک لائن کی کوئی بات نہیں کی کہ آپ نے یہ powers دی ہیں تو آپ یہ powers بھی دیں۔انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی آج کی اور نہ اس سے پہلے کی ہے۔بس صرف یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ انہیں powers دیں، انہیں powers دیں۔ بھئی جو powers دی گئی ہیں اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ان میں

کوئی کمی ہے تو آپ باقاعدہ ان powers کا ذکر کریں کہ انہیں Financial Autonomy دیں اور اس کے لئے باقاعدہ آپ ترامیم لے کر آئیں لیکن انہوں نے آج تک اس حوالے سے کوئی ترمیم پیش نہیں کی۔

جناب سپیکر! اب انہوں نے جو باتیں کی ہیں کہ اس میں یہ بھی خرابی ہے اور یہ خرابی ہے اور فلاں ہے تو مثال کے طور پر یونین کونسل میں چھ جنرل کونسلرز ہیں، دو خواتین کی سیٹیں ہیں تو خواتین کی سیٹیں بڑھانی چاہئیں۔ انہیں یہ علم نہیں کہ جنرل کونسلرز کی چھ سیٹوں پر بھی خواتین حصہ لے سکتی ہیں اور خواتین کو روکا نہیں گیا کہ وہ صرف ان دو سیٹوں پر ہی حصہ لے سکتی ہیں۔ اگر وہ جنرل کونسلرز کی چھ سیٹوں پر بھی حصہ لینا چاہیں تو وہ حصہ لے سکتی ہیں۔ اگر وہ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا الیکشن بھی لڑنا چاہیں تو وہ بھی لڑ سکتی ہیں اور اسی طرح سے اقلیتوں کو بھی ان سیٹوں پر حصہ لینے سے روکا نہیں گیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر انہیں Bill میں یا ان ترامیم میں کوئی بھی ایسی چیز نظر آتی ہے کہ وہ اس طرح سے نہیں بلکہ اس طرح سے ہونی چاہئے تھی تو انہیں چاہئے تھا کہ آج ایک counter amendment پیش کرتے۔ Bill میں جس طرح سے یہ ساری کی ساری ترامیم حکومت نے پیش کی ہیں تو ان کی طرف سے کوئی ترمیم نہیں ہے لہذا انہیں چاہئے تھا کہ یہ اس کے مطابق ترامیم لاتے اور اس کے مطابق بات کرتے کہ ہماری بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں اس طرح سے تبدیلی لائی جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے صرف حسب روایت بات کی ہے اور اس ترمیم سے متعلق کوئی بات نہیں کی اس لئے اس ترمیم پر ان کے اعتراض کو rule out کیا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Dr. Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan

Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan and Mrs Baasima Chaudhary. Any mover except the one who has moved or discussed the earlier motion may move it.

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، محترم! آپ تشریف رکھیں۔ اس Bill پر اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک وگرنہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ملے گا۔ اس کے بعد بات ہو سکتی ہے۔

MS SHUNILA RUTH: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st December 2013:-
>
> 1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
> 2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
> 3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
> 4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
> 5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
> 6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
> 7. Mrs Raheela Anwar, MPA
> 8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st December 2013:-

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-Ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR ACTING SPEAKER: Opposed.

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!آج لوکل گورنمنٹ بل پر جو بحث ہو رہی ہے اس حوالے سے میں سمجھتی ہوں کہ یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ ہم اس بل کو Select Committee کے سپرد کریں تاکہ جو اعتراضات ہوئے ہیں، جو ترامیم آئی ہیں اور معزز ممبران نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ان کو دوبارہ سے review کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ہی important area ہے اور ہم Local Government Body جو کہ third tier of Government کو بنانے جا رہے ہیں اس کے لئے ہمیں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے۔ پہلے بھی دیکھا کہ ہم نے جلد بازی کی اور بہت مشکلات کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ پنجاب اسمبلی میں بہت سی چیزوں کو bulldoze کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہم اس کو ذرا تسلی سے دیکھیں،اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے تاکہ ان تمام باتوں کو ایک دفعہ پھر سے review کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ بل 13th amendment کے مطابق آرٹیکل 140(A) کی بالکل نفی کرتا ہے۔ اس میں جو چیزیں نہیں ہیں ہم اس کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ Administrative Authority, Financial Authority اور Political Authority اس بل میں منتقل نہیں ہو رہی ہیں۔ ہم لوگوں کو empower نہیں کر رہے ہیں، ہم لوگوں کی کیا بہتری کر رہے ہیں؟ ہم ایک الیکشن کرانے جا رہے ہیں جس میں لاکھوں، کروڑوں روپے خرچ ہو گا اور جو لوگ یونین کونسل کی سطح پر الیکشن لڑ رہے ہیں وہ غریب لوگ ہیں۔ ان کے لئے دس ہزار روپیہ، بیس ہزار اور

پچاس ہزار روپے خرچ کرنا بہت معنی رکھتے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ یہ کیا مذاق کرنے جا رہے ہیں؟ یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اس بل کو review کریں اور اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ Authorities بہت اہم ہیں جو آپ نے لوکل باڈیز کے elected members سے چھین لی ہیں اور Punjab Local Government Commission کے حوالے کر دی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے اور لوگوں کو empower کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ جو elected members ہیں یہاں تک کہ میئرز اور چیئرمین کو بھی پنجاب لوکل گورنمنٹ کمیشن جب دل چاہے برطرف کر سکتا ہے۔ یہ تو پھر ان کے ملازم ہوئے، پھر الیکشن کرانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر بعد میں منتخب نمائندوں کو dismiss ہی کرنا ہے تو گورنمنٹ پھر کمیشن کو ہی nominate کر دے۔ یہ تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی سروس ڈلیوری سسٹم بنایا جا رہا ہے اس میں کوئی empowerment نہیں ہو رہی ہے، پھر delimitation کے حوالے سے بھی میں سمجھتی ہوں کہ یونین کونسل کا سائز کئی جگہوں پر تو بہت بڑا اور کئی جگہوں پر بہت چھوٹا ہے۔ کئی جگہیں ایسی ہیں جہاں تعداد تیس ہزار ہے اور کسی یونین کونسل میں لوگوں کی تعداد صرف پانچ ہزار ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بہت ناانصافی ہے لہذا اس کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! Minorities اور women بہت کمزور طبقات ہیں۔ جو کمزور طبقات ہوتے ہیں ان کو ذرا زیادہ مراعات دینا پڑتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم نے خواتین کے ساتھ بھی بہت زیادتی کی ہے۔ ہم نے ہر اس چارٹر کو sign کیا جہاں ہم نے یہ کہا کہ ہم خواتین کو empower کریں گے۔ آرٹیکل 23 بھی اس بات کی تلقین کرتا ہے لیکن ہم نے یہاں پر صرف اٹھارہ یا بیس کے درمیان نمائندگی دی ہے۔ ہم کیوں خواتین کو empower نہیں کرتے؟ خواتین زیادہ سنجیدگی سے کام کرتی ہیں، وہ زیادہ commitment سے کام کرتی ہیں اور زیادہ honest ہوتی ہیں۔ آپ دیکھ لیں جہاں جہاں، جس جس ادارے میں خواتین تعینات ہیں وہ ادارے بڑے خوبصورت اور احسن طریقے سے چلتے ہیں۔ میں اس بات پر دوبارہ زور دیتی ہوں کہ خواتین کی 33 فیصد نمائندگی لوکل باڈی سسٹم میں بہت اہم ہے۔ میں Minorities کے بارے میں کہوں گی کہ اس حوالے سے بھی بہت زیادتی کی گئی ہے۔ ابھی میرے بھائی نے بھی اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ ایک بے چارہ غریب minority، لیبر یا یوتھ جس کے پاس پیسوں کی کمی ہوتی ہے وہ بھی چیئرمین اور وائس چیئرمین کی طرح ہی پوری یونین کونسل میں الیکشن

لڑے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی discrimination ہے۔ان کے لئے بھی کوئی ایسا وارڈ سسٹم بنایا جائے تاکہ یہ بھی اس طرح سے الیکشن لڑ سکیں۔

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ جو ہمارے نمائندے منتخب ہو کر آتے ہیں یہ ان کے fundamental rights کی نفی ہے اگر ہم ان سے یہ rights لے لیتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ کونسل کے لئے reserve seats کے نمائندوں کو elect نہ کریں تو یہ بھی بہت بڑی زیادتی ہے اور اس پر بھی نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے اس لئے بہت ضروری ہے کہ لوکل باڈی بل کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ میں پولنگ سٹیشن کی بات کروں گی کہ خاص طور پر دیہاتوں میں جہاں پر سکول وغیرہ نہیں ہوتے وہاں candidates کے گھروں میں،اُن کے رشتہ داروں یا ان کے جاننے والوں کے گھروں میں پولنگ سٹیشن نہ بنائے جائیں تاکہ وہ اس کو influence نہ کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں اس بات کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں کہ ریٹرننگ آفیسر حکومت کے employees نہیں ہونے چاہئیں بلکہ ان کا تعلق جوڈیشری سے ہونا چاہئے اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ ان تمام باتوں کی روشنی میں اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی اور بات کرنا چاہتا ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بات کریں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر!یہاں پر بار بار بات ہو رہی ہے empowerment کی تو میں سمجھتی ہوں کہ 18th Amendment جو کہ 2010 میں کی گئی تھی اس کے بعد بے تحاشا powers Centre سے Province کو devolve کی گئی تھیں۔اس وقت یہ ہونا چاہئے تھا کہ صوبائی حکومت بھی اپنا دل تھوڑا سا بڑا کرتی اور اس کو جو سنٹر سے additional powers ملی تھیں یہ اس کو لوکل سطح پر devolve کرتی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی powers لوکل level پر devolve نہیں کرتا۔اس وقت ہماری عوام جن مشکلات سے دوچار ہے گورنمنٹ کا کام یہ تھا کہ ان کو door step پر relief دیتی اور یہ اسی صورت میں possible تھا جب لوکل باڈیز effective ہوتیں۔ بار بار لاء منسٹر صاحب اس بات کا ذکر کر رہے ہیں کہ ہم لوگ ان کو یہ نہیں بتا رہے ہیں کہ وہ کون سی powers ہیں جبکہ ہم لوگوں نے پچھلی بحث میں بھی بتایا تھا اور آج بھی میں ان powers کو دوبارہ سے دہرا دیتی ہوں۔ میں لاہور کی مثال دے کر کہہ دیتی ہوں کہ اس لاہور

میں انہوں نے جو different Authorities بنائی ہوئی ہیں جن میں Walled City Authority ہے، سلاٹر ہاؤس کا چارج ہے، پی ایچ اے ہے اور Parking Authority ہے۔یہ ساری Authorities لوکل گورنمنٹ کی jurisdiction میں آتی تھیں لیکن ان سب کو separate کر دیا گیا ہے اور اب یہ لوکل باڈیز کے پاس نہیں ہیں۔لوکل باڈیز کے پاس financial powers نہیں ہیں اس کے لئے ایک کمیشن بنا دیا گیا ہے اور اس کے اندر parliamentarians کو involve کیا گیا ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ parliamentarians کا کام صرف اور صرف legislation اور over sight کرنا ہے۔ہمیں یہ تین چار مہینے ملے تھے ہم نے بل پاس ہونے کے بعد عوام کا ردعمل دیکھا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بل کسی طرح سے بھی عوام میں popular نہیں ہے اس پر بہت سے تحفظات ہر سطح پر پائے جا رہے ہیں۔ ہم ہر روز اخبار دیکھتے ہیں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جو استاد ہیں وہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی سے بالکل مطمئن نہیں ہیں۔وہ اپنے مطالبات لے کر آج بھی سڑکوں پر موجود ہیں کہ اس اتھارٹی کو ختم کیا جائے کیونکہ یہ ان کے حقوق کی پامالی ہے۔باقی ساری باتیں تو میرا خیال ہے کہ ہو چکی ہیں اس لئے میں نے تھوڑی سی وہ مثالیں دی ہیں جو لاء منسٹر صاحب کا سوال تھا۔اس پر مزید غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے اس لئے اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جو amendments ہماری جانب سے move ہوئی ہیں ان پر بات کرنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ محترم لاء منسٹر نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہا ہے کہ ہم irrelevant باتیں کر رہے ہیں۔ان سے میں گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو گل اس ایکٹ کے اندر کھلائے ہیں ہم نے اسی کو discuss کرنا ہے اور اسی کی flaws کو identify کرنا ہے۔ ہم نے ان کی زبان نہیں بولنی اور ہم نے اپوزیشن کا role play کرنا ہے۔یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اس کے اندر موجود flaws کو identify کریں۔اس سے پہلے انہوں نے جو Bill سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا، آپ بھی جانتے ہیں اور ہم بھی جانتے ہیں کہ اس پر سپیشل کمیٹی نے کتنا کام کیا، سارے فیصلے رائیونڈ میں بیٹھے ہوئے پاکستان کے شہنشاہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپamendment پر بات کریں،ذاتیات پر بات نہ کریں۔ آپ اس amendmentپر بات کریں۔۔۔اجلاس کاٹائم ایک گھنٹہ بڑھایاجاتاہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!یہ سارے فیصلے وہاں سے ہوکر آتے ہیں لیکن میری یہ تجویز ہے کہ آپ اسےSelect Committeeکے سپرد کرکے بھی دیکھ لیں۔ان کو بھی تھوڑاسا موقع دیں شاید پنجاب کے عوام پر یہ جوایکٹ مسلط کیاجارہاہےاس کے اندر ہم تھوڑی بہت بہتری کر سکیں۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Billکو اس ایوان نے سپیشل کمیٹی کے سپرد کیاہے اور سپیشل کمیٹی نے پوری تسلی سے اپنے اجلاس منعقد کئے۔اس میں اپوزیشن کے ممبران بھی موجود تھے اورانہوں نے پورے غور وخوض کرنے کے بعداس Billکوclearکرکے معزز ایوان میں بھیجاہے۔اسے دوبارہ سےSelect Committeeکے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31-12-2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA"

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government amendment Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.2, be taken into the consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Mian Khurram Jahangir Wattoo, MPA. He may move it.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میاں خرم جہانگیر وٹو صاحب کی ترامیم in time نہیں ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر! میری یہ ترامیم in time جمع کرائی گئی ہیں لیکن لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ ٹائم پر نہیں ہیں۔

> I have been told that the agenda has been circulated and I think this is not fair. Why are they afraid of taking my amendments? They should take these amendments morally.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس دن ایوان میں اس Bill کی رپورٹ lay ہوئی تھی تو اس کے بعد rules کے مطابق ایک میعاد ہوتی ہے۔rules کے مطابق ریکارڈ میں ہر چیز موجود ہے آپ وہ وٹو صاحب سے شیئر کر لیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! یہ ایکٹ میں ترمیم نہیں ہے لیکن اس میں کمیٹی کی طرف سے جو proposals آئی ہیں ان میں amendment ہے۔

They can't bulldoze my amendments. They should be brave enough to listen, what I have moved. This is the part of the agenda. You can't just throw it into the basket.

MR ACTING SPEAKER: If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail unless the Speaker allows the amendment to be moved.

تو اس میں سب clear ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر اس میں کوئی amendment آ ہی گئی ہے تو اب رانا صاحب اسے oppose کر رہے ہیں۔یعنی یہ technical چیز کا سہارا لے کر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں نے تو rule کے مطابق چلنا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب! فرمائیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اور معزز ممبر کو بھی یہ بات تسلیم کرنی چاہئے کہ ان کی یہ ترمیم under میعاد نہیں ہے۔اگر اس کے بعد قائد حزب اختلاف آپ سے request کرتے ہیں کہ آپ اپنے صوابدیدی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے انہیں move کرنے کی اجازت دیں تو وہ اور بات ہے لیکن وہ کم از کم اس بات کو تو تسلیم کریں کہ انہوں نے amendment under time move نہیں کی جو کہ Under Rule(105) sub-2 ہے۔اگر ان کے پاس book ہے۔تو اس rule کو پڑھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نےrules پڑھ کران کو بتادیئے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!(105)rule میں ایسا نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Rule(105)sub-2 میں دو دن کاclear لکھا ہوا ہے۔اب یہ oppose ہو چکی ہیں اور اگر کوئی oppose نہ کرتا پھر تو ٹھیک تھا۔یہ oppose ہو چکی ہیں لہذا یہ time barred ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ Rule(105) کی sub-clasue-2 پڑھیں۔

MIAN KHURRAM JAHANGIR WATTOO: Mr. Speaker! Such amendment to the Bill is within the scope and relevant to the subject matter of the Bill. Now, how can they oppose this amendment. You know.

یہ ایجنڈے پر موجود ہے اور rules(105) subclause-2 کیا کہتا ہے۔

"If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days…"

So it has been accepted by your Honourable Assembly. That's why this is on the agenda. Now, if you have a moral courage. I would request honourable Mr Speaker.

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اگر اس پر objection نہ ہوتی تو consider ہو سکتی تھی لیکن اب انہوں نے اس پر اعتراض کیا ہے تو میں اس کو کیسے consider کر سکتا ہوں؟

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!یہ (105)rule کے تحت جمع ہو کر اسمبلی اجلاس کے ایجنڈے پر آچکی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں rules سے ہٹ کر بات نہیں کر سکتا۔میں معذرت کرتا ہوں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!یہ ہماری اس amendment کو bulldoze کرنے کے مترادف ہے اور ان میں ہمت نہیں ہے کہ وہ اس amendment کو تسلیم کریں۔اگر رانا صاحب کے پاس اخلاقی جرأت ہے تو وہ اسے move کرنے کی اجازت دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!
وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جس قسم کی یہ گفتگو فرمارہے ہیں میں اس کا جواب بہت اچھی طرح سے دینا جانتا ہوں۔ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ moral courage کے معنی کیا ہیں؟ یہ moral courage کے لفظ سے آشنا نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے دو clear days میں اپنی amendments دینی تھیں اور Rules کے مطابق جو requirement ہے اس کے اندر انہوں نے نہیں دی اور اس کے بعد دی ہیں۔ اب قائد حزب اختلاف اس بات کو تو تسلیم کریں کہ انہوں نے یہ within time نہیں دی۔ جس date کو انہوں نے جمع کرائی ہے وہ آپ دیکھ لیں۔ اگر اس کے بعد قائد حزب اختلاف request کرتے ہیں تو پھر آپ اس کو تسلیم کر لیں لیکن کم از کم جو ایک ریکارڈ کی حقیقت ہے اس کو تسلیم تو کریں۔
میاں خرم جہانگیر وٹو:جناب سپیکر!اگر میں نے amendment ٹائم پر نہیں دی تو یہ ایجنڈے پر کیوں لائی گئی؟ مجھے clear cut بتا دیا جائے کہ۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!اگر اس پر objection نہ ہوتا اور اگر کوئی اس پر objection نہ کرتا تو پھر آپ کی یہ amendment consider کی جاتی۔اب اس پر objection ہو گیا ہے تو لہذا ہم Rules کے مطابق چلیں گے۔
وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون وپارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔
جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!
وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! اب آپ ان کو سمجھا دیں کہ جو معزز ممبر بزنس دے گا وہ ایجنڈے پر آئے گا اور یہاں پر objection ہو گا۔وہ سیکرٹریٹ میں kill نہیں ہو گا۔

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MIAN KHURRAM JAHANGIR WATTOO: Sir, I have an amendment on it. This is really unfair.

آپ یہ بہت زیادتی کر رہے ہیں، آپ میری ترامیم کو اس طرح سے bulldoze نہیں کر سکتے۔

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad

Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I move:

"That in Clause 7 of the Bill, para (a), be omitted."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 7 of the Bill, para (a), be omitted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!اس ترمیم کو شامل نہ کرنے میں عوام سے اور عوام کے فیصلوں سے خوف صاف ظاہر ہے، حکومت کی performance عوام کے سامنے ہے۔لوگوں کے پاس ایک حق تھا کہ وہ جو ہماری reserve seats ہیں ان پر عام جنرل کونسلر، ہماری سپیشل سیٹ کی خواتین، ہماری یوتھ کے لوگ، ہماری لیبر ووٹ دیں مگر اس clause کے ذریعے ان سے یہ حق چھین لیا گیا ہے۔اب وہی چھانگا مانگا کا پرانا تجربہ، وہی پرانی تاریخ دُہرائی جارہی ہے۔ تھوڑے سے چیئرمین ہوں گے جن کو آسانی سے خرید لیا جائے گا۔ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عوام کا حق ہے، عوام کے نمائندوں کا حق ہے کہ سپیشل سیٹ سے جو لوگ آئیں، ان کو جو ہمارے پاس electoral college ہے جو ہم نے بل پاس کیا تھا اس میں یہ حق دیا گیا تھا کہ سپیشل سیٹوں پر ہمارے تمام وہ لوگ جو یونین کونسل میں جنرل کونسلر کے طور پر جیتے ہیں، خواتین کی سیٹ پر جیتے ہیں، یوتھ کی سیٹ پر جیتے ہیں یا کسان کی سیٹ پر جیتے ہیں، ان کو ووٹ کا حق دیا گیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس clause کے ذریعے وہ معزز ممبر جو عوام کے ووٹ لے کر آئیں گے ان کا right of vote چھیننا بہت بڑی زیادتی ہے۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے جمہوریت کو بہت بڑا دھچکا لگے گا۔جب چیئرمین رہ جائیں گے، بہت تھوڑے سے لوگ ہوں گے تو سودے بازی آسان ہو گی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس clause کا مقصد یہی ہے کہ خرید و فروخت آسانی سے ہو جائے اور عوام کا جو بھی

فیصلہ ہوان reserve seats کے بارے میں، چونکہ انہوں نے آگے میئر اور ڈپٹی میئر کے لئے ووٹ کرنا ہے۔اگر تمام تر دھاندلیوں کے باوجود معاملات حل نہ ہو سکیں تو ایک اور cushion رکھا گیا ہے،ایک اور wall safety لگایا گیا ہے کہ یہاں چیئرمین کو خرید لیا جائے اور جو لوگ reserve seat پر آنے ہیں ان کو اپنی مرضی سے منتخب کروایا جائے اور آگے عوام کا فیصلہ تبدیل کرنے میں میئر یا ڈپٹی میئر کے الیکشن میں آسانی ہو اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس معزز ایوان نے جو لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا تھا اس میں ترمیم کرنے کا مقصد سوائے بدنیتی کے اور کچھ نہیں ہے لہذا میری التماس ہے کہ جس طرح ہم نے بل پاس کیا تھا، جو حق ان لوگوں کو دیا تھا جو عوام کے direct نمائندے ہیں ان کا حق نہ چھینا جائے اور ان کو ان کے ووٹ کا حق دیا جائے تاکہ اس الیکشن میں کسی قسم کی خرید وفروخت، کسی قسم کی بددیانتی نہ ہو اور یہ ایکٹ کسی حد تک تو credible رہے۔باقی اس میں رہا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اس میں جو ترمیم کی گئی ہے یہ بے ایمانی اور بدنیتی کے علاوہ کچھ نہیں ہے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نہیں ہونی چاہئے۔اس ایوان میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی منتخب لوگ ہیں ان سب کو ووٹ کی اہمیت کا پتا ہے اگر ہم سے وزیر اعلیٰ اور سپیکر کے انتخاب کا حق چھین لیا جائے تو ہماری کیا حیثیت رہ جائے گی؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بھی ممبر یونین کونسل میں منتخب ہو اس کو کم از کم reserve seat پر الیکشن کے لئے ووٹ دینے کا حق دیا جائے۔ شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر !میں یہ سمجھتی ہوں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ جو marginalized groups ہوتے ہیں یا جو کمزور طبقات ہوتے ہیں ان کو empower کرنا ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے۔یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ الیکشن میں جو کمزور طبقات ہیں جس میں خواتین ہیں،اقلیتیں ہیں،لیبر کلاس ہے اور یوتھ ہے اس سے آپ نے ووٹ کا حق چھین لیا ہے،یہ سراسر زیادتی ہے۔ وہ ووٹ لے کر آئے ہیں، وہ اپنی یونین کونسل میں جیتے ہیں اور آگے ان کو ووٹ دینے کا حق ہے ان کو یہ حق دیا جائے تاکہ وہ اپنے آپ کو پاکستان کے برابر کے شہری سمجھیں۔اقلیتیں تو پہلے ہی یہ سمجھتی ہیں کہ پاکستان کی ریاست ہمیں اپنا حصہ ہی نہیں سمجھتی اس طرح سے آپ ان کا حق چھین کر ان کو ایک دفعہ پھر دیوار کی طرف دھکیل رہے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ marginalized groups کو empower کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ہم ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں پر ہمارے مسلمان بھائی majority میں رہتے ہیں۔ خواتین بھی کمزور طبقات میں آتی ہیں اس لئے کمزور نہیں ہیں کہ یہ خواتین ہیں بلکہ ان کو یہ باور کروایا جاتا ہے کہ آپ کمزور ہیں لیکن میں آپ کو یہ بتادوں کہ

خواتین جب کوئی کام یا ذمہ داری لیتی ہیں تو اس کو بہت خوش اسلوبی، محنت،commitment and devotion کے ساتھ پورا کرتی ہیں لہذا میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان سے یہ استدعا کرتی ہوں کہ اقلیتوں اور باقیmarginalized groups کو ان کا حق دیا جائے اور اس سے ان کو محروم نہ کیا جائے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ اگر سارے ممبران وائس چیئرمین اور لوکل باڈیز کا جو پورا پینل ہے وہ ووٹ لے کر، پوری محنت کر کے الیکشن جیت کر بنتے ہیں تو ان کو ووٹ دینے کا حق کیوں نہیں دیا جا رہا؟ مجھے کوئی ایسا جواب دیں جس سے میں مطمئن ہو سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی اور اس پر بات کرنا چاہتا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے بس مختصر سی بات عرض کرنی ہے کہ ہماری طرف سے جو مطالبہ ہے وہ genuine ہے اور یہ جو کونسلر منتخب ہو کر آئیں گے ہمیں ان کو اتنا اختیار تو دے دینا چاہئے کہ جو reserve seats پر اور Upper House سے لوگ منتخب ہونے چلے ہیں یہ اس کے لئے بھی ووٹ کر سکیں اتنا تو ان کو اختیار دے دیا جائے۔ کیا انہیں بالکل ہی نہتا کر کے رکھ دیں گے اور ان کی کوئی وقعت نہیں ہو گی؟ یہ درست نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ترمیم دی گئی ہے اس کو کھلے دل سے قبول کریں اس سے انشاء اللہ بہتری ہو گی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے جن معزز ممبران نے بات کی ہے میں انہیں یہ عرض کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ معاملہ آسانی کے لئے ہے، یعنی ایک ڈسٹرکٹ کونسل یا ایک کارپوریشن ہے تو اس میں جو یونین کونسل سے چیئرمین منتخب ہو کر آئیں گے، مثال کے طور پر وہاں پر سو یونین کونسلیں ہیں ان سو ممبران نے وہاں پر دس یا پندرہ reserve seats کے لوگوں کو منتخب کرنا ہے۔ اس میں کچھ خواتین ہوں گی، اقلیتی ممبران ہوں گے اور اس کے علاوہ انہوں نے میئر یا ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین یا وائس چیئرمین کو منتخب کرنا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ پورے ضلع کا ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین یا کارپوریشن کا میئر تو اس ایوان سے ووٹ لے کر elect ہو گا، جو سو ممبران یونین کونسلوں کے چیئرمین وہاں پر موجود ہوں گے اس کے علاوہ پندرہ ممبران سپیشل سیٹ سے یعنی reserve سیٹ سے ہوں گے۔ اس ضلع کا یا اس کارپوریشن کا میئر یا ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین، ان 115 ممبران کے ایوان سے ووٹ لے کر منتخب ہو

جائے گا لیکن آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ جو پندرہ reserve seats والے ہیں یہ پورے ضلع سے ان پوری سو کی سو یونین کونسلوں میں سے منتخب ہوں، ہر یونین کونسل کے تیرہ ممبران ہیں اور یہ ٹوٹل کوئی بارہ تیرہ سو ممبران بنیں گے تو یہ reserve seats کے لوگ، وہ خواتین جو reserve seats پر آئیں گی Minorities کے ممبران جو reserve seats پر آئیں گے، لیبر کے لوگ reserve seats پر آئیں گے۔ آپ اس ترمیم کی مخالفت کر کے یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ پورے ضلع سے ووٹ لیں۔ یعنی ڈسٹرکٹ کونسل کا چیئرمین کارپوریشن کا میئر تو اس ایوان کے ایک سو پندرہ لوگوں سے ووٹ لے کر منتخب ہو جائے لیکن یہ پندرہ لوگ جو reserve seats سے ہیں ان کے متعلق آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ پورے ضلع سے بارہ تیرہ سو لوگوں میں پورے ڈسٹرکٹ میں جا کر campaign کریں اور پھر جا کر وہاں سے ووٹ لیں اور elect ہوں۔ یہ ان کے لئے بہت زیادہ مشکل کا باعث بنے گا اور اس طرح سے reserve seats پر منتخب ہونے والے یا الیکشن لڑنے والے مشکل کا شکار ہو جائیں گے۔ جس طرح سے میری بہن نے کہا کہ جو لیبر کے لوگ ہوں گے یا Minorities کے لوگ ہوں گے وہ بہت زیادہ مشکل کا شکار ہو جائیں گے، اس کے علاوہ جب وہ پورے ضلع میں جائیں گے تو انہیں خرچ بھی کرنا پڑے گا۔ اس لئے یہ ترمیم ان کی آسانی کے لئے ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is

"That in Clause 7 of the Bill, para (a), be omitted."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat,

Mr Zaheer-ud Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar.

Since this amendment is substantly identical to the amendment in Clause 7 which has been lost. Therefore, the same is inadmissible under rule 106(b), 198(4) and is ruled out of order.

Now, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it…

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب والا! کلاز نمبر 9 میں میری ایک ترمیم تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر objection ہو گیا ہے۔

Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-Ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

DR SYED WASEEM AKHTAR: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 12 of the Bill, for sub-section (1) of the proposed Section 22 of the Principal Act, the following be substituted:

(1) The Election Commission shall appoint from amongst the officers of Judiciary, District Returning Officers, Returning Officers and Assistant Returning Officers for the purpose of election under this Act."

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 12 of the Bill, for sub-section (1) of the proposed Section 22 of the Principal Act, the following be substituted:-

"(1) The Election Commission shall appoint from amongst the officers of Judiciary, District Returning Officers, Returning Officers and Assistant Returning Officers for the purpose of election under this Act."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کے دونوں سائیڈ پر جو ہمارے معزز ممبران تشریف فرما ہیں ،آپ خود بھی اس ایوان کے ممبر ہیں اور اس وقت ایوان کو Chair کر رہے ہیں۔ یہ ترمیم جو پڑھی گئی ہے اس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ کسی ذہن میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اس حوالے سے نیک نیتی کے ساتھ پیش کی گئی ہے،یہ جو ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ جوڈیشری کے ماتحت الیکشن ہوں اور ROs, DROs اور AROs جوڈیشری میں سے لئے جائیں۔اس پر ہمارا ابھی اطمینان ہو گا، میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ ایوان میں اپوزیشن کی ترامیم قبول ہوتی رہی ہیں۔ ہم نے وہ زمانہ بھی دیکھا ہے جب رانا صاحب یہاں اس سیٹ پر ہوتے تھے اور پورے زور شور کے ساتھ وہی باتیں کرتے تھے جو آج ہم کر رہے ہیں۔ انتظامیہ کی کارکردگی کے حوالے سے کم از کم اس الیکشن کے process کے حوالے سے شدید ترین تحفظات ہر دور کے اندر رہے ہیں،اگر اعتماد رہا ہے تو جوڈیشری پر رہا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں ایک واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ماضی میں اسی طرح ضلع لودھراں کے اندر ایک الیکشن ہو رہا تھا ،انتظامیہ میں سے ایک آفیسر وہاں پر DRO لگایا گیا تھا۔اس وقت کے

وفاقی وزیر نے اسے ٹیلی فون کیااور کہا کہ .I need a majority of ten thousand votesتو اس نےin returnان کو جواب دیا کہ:

This is not my job. This is your job. I will ensure free and fair elections. This is my job.

تواس پر وفاقی وزیر نے ان سے یہ کہا کہ:

It means you don't intend to stay here in this capacity.

اس نے کہا کہ .My bag is ready

تو تیسرے دن اس کا تبادلہ ہو گیا اور اس کے بعد پھر وہاں پر انہوں نے انتظامیہ کا جو افسرappointکیا اس نے ٹھیک دس ہزار کیmajorityاس کو دلوا کر دی۔اس حوالے سے ہمارے سامنے بے شمار مثالیں موجود ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے جو ترمیم پیش کی ہے اگر ایوان اسے قبول کر لے گا تو اس میں عزت ہے اور پنجاب کے عوام کو یہ پیغام جائے گا کہ ہماری اسمبلی کے ممبران جن کو ہم نے قانون سازی کے لئے بھیجا ہے انہوں نے دیانتداری سے اپنے فرائض سر انجام دیئے ہیں۔حکومتی بنچوں پر ہمارے جو وزراء، بھائی بہن، مرد و خواتین تشریف فرما ہیں ان کی بھی اس میں بڑی عزت ہو گی کہ ایک بہت ہی مثبت چیز آئی اور انہوں نے اسے کھلے دل سے قبول کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس الیکشن کیsanctityکو قائم کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہماری اس ترمیم کو قبول کر لیا جائے۔اگر یہ انتظامیہ کے ذریعے سے الیکشن کروائیں گے تو پھر من مانے نتائج کی ترسیل شروع ہو جائے گی اور اس کے نتیجے میں شور وغل ہو گا۔اس کے برعکس اگر یہ الیکشنjudiciaryکے تحت ہوں گے تو پھر اس قسم کا کوئی شور وغل نہیں ہو گا۔انتظامی معاملات پر ہمیشہ کچھ اعتراضات آتے رہتے ہیں لیکن پورے الیکشن کی sanctityکے اُوپر کوئی آواز نہیں اُٹھے گی۔میں آپ کو پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اگر آپ انتظامیہ کے ذریعے سے انتخابات کرائیں گے تو پھر نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے اندر اس پر اعتراضات اُٹھیں گے۔الیکشن کیmonitoringکرنے والے بین الاقوامی ادارے بھی اعتراضات اُٹھائیں گے کہ یہ انتخابات fairنہیں ہوئے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ملک اور صوبہ پنجاب کی بدنامی ہو گی جو کہ اچھی بات نہیں ہے۔اگر ایک اچھی ترمیم حزب اختلاف کی طرف سے آ گئی ہے تو اس کو کھلے دل سے قبول کر لیں۔یہ ان اداروں کیsanctity, credibilityاور عزت کے حوالے سے بہت ہی اچھا ہو گا۔ورنہ شور وغل مچے گا اور پھر اس حوالے سے ایک اچھا تاثر نہیں جائے گا۔میری وزیر قانون سے یہی درخواست ہے کہ جب یہ ترمیم پیش ہو تو ہاتھ نیچے رکھیں اور اس کو منظور ہونے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہم نے جو ترمیم پیش کی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ الیکشن میں District Returning Officer, Returning Officer and Assistant Returning Officer ہمیں judiciary سے لینے چاہئیں اور ان کی خدمات سے استفادہ کرنا چاہئے۔ بات بڑی سادہ اور مختصر سی ہے کہ جب ہماری delimitations ہوئیں تو ہم نے اپنے انتظامی افسروں کا کردار بڑا بخوبی monitor کیا۔ جب ہمارے اسسٹنٹ کمشنر نے delimitations کیں تو ہم نے بڑے بھرپور طریقے سے اپنے اعتراضات دیئے۔ میں میانوالی کی حد تک بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ ہم نے اپنے اعتراضات خود directly وہاں پر جا کر دیئے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ انہوں نے پہلے جو فہرستیں آویزاں کیں وہ مکمل طور پر غلط تھیں۔ ہم نے اس کی شکایت ڈی سی او میانوالی سے کی۔ اس پر ڈی سی او نے ان کی ڈانٹ ڈپٹ کی، انہیں سمجھایا یا brief کیا اس کے بعد انہوں نے ہم سے تین دن کی مہلت مانگی اور پھر رات کے اندھیرے میں delimitations کر کے فہرستیں آویزاں کر دی گئیں۔ جب ہم دوسری مرتبہ گئے تو انہوں نے کہا کہ اب اس کا وقت گزر چکا ہے۔ آپ ڈی سی او میانوالی سے جا کر اس کی شکایت کریں۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے کیونکہ ہمیں ایک procedure کا پتا تھا۔ ہم judiciary کو اس الیکشن میں کیوں involve کرنا چاہتے ہیں میں یہ اس کی وجوہات اور background بتا رہا ہوں۔ ہمیں اس بات کا علم تھا کہ اب ہمیں ڈی سی او میانوالی، پھر کمشنر سرگودھا کے پاس جانا ہے اور اگر وہاں پر بھی ہماری شنوائی نہ ہوئی تو پھر ہمیں ہائیکورٹ جانا ہوگا۔ چنانچہ جب ہم اپنے متعلقہ ڈی سی او کے پاس گئے تو حفظ ماتقدم کے طور پر ہم اپنے lawyers کو ساتھ لے گئے۔ ہم نے سوچا کہ شاید ہم اپنی بات خود صحیح طور پر سمجھا نہ سکیں چنانچہ ہم نے اپنے lawyers engage کئے۔ ہم نے lawyers engage کرنے کے بعد proper petitions دائر کیں۔ اگر کچھ دوستوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ ہم نے اس proper forum پر اپنے cases کو plead نہیں کیا تو یہ درست نہیں۔ ملک احمد خان بھچر کے علاقے واں بھچراں میں ایک انہونی یہ ہوئی کہ 27 ہزار والی یونین کونسل بن گئی۔ اسی طرح کی اور بھی بہت ساری irregularities تھیں۔ جب ان کو clear کرنے کے لئے ہم نے کہا تو ڈی سی او صاحب نے آگے سے ایک ہی بات کہی کہ Sir, I am sorry اب اس سے آپ جو نتیجہ نکالنا چاہیں نکال لیں۔ اس سے آگے میں بات کرنا مناسب سمجھوں گا اور نہ ہی میں اس سے آگے

بات کروں گا۔Keeping in view all these circumstances ہم judiciary کی طرف اس لئے دیکھتے ہیں کہ یہ ہمارا ایک بڑا proper ادارہ ہے۔

جناب سپیکر! شاید ہمارے کچھ دوست یہ کہیں کہ judiciary کے پاس تو اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ وہ مقدمات نمٹائیں یا لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کروائیں؟ اس بابت میں پیشگی گزارش کرنا چاہتا ہوں، شاید بعد میں ہمیں وقت نہ ملے کہ آپ judiciary کو request کر کے تو دیکھیں۔ اگر آپ کو انکار ہو تو at least پھر آپ کے پاس پاکستان اور پنجاب کی سطح پر ایک justification ہو گی کہ ہم نے judiciary کو درخواست کی لیکن اس کے پاس وقت نہیں تھا اور انہوں نے ہماری درخواست کو turn down کر دیا اس لئے ہم ای ڈی او (ڈیری ڈویلپمنٹ)، ای ڈی او (ڈینگی مہم) اور ای ڈی او، ہیلتھ سے الیکشن کروا رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس صورت میں بھی الیکشن میں حصہ لیں گے کیونکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جمہوری process چلتا رہے۔ شاید portrait یہ کیا جاتا ہے کہ ہمارا negative role رہا ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارا بڑا positive role رہا ہے۔ ابھی کل کی بات ہے جب صدارتی انتخاب ہوئے تو ہمیں result کا پتا تھا لیکن اس کے باوجود ہم نے اس الیکشن میں حصہ لیا۔ کیوں؟ کیونکہ ہم ایک healthy ماحول بنانا چاہتے تھے۔ ہم چاہتے تھے کہ اس race میں شامل رہیں تاکہ یہ چیز international media کے سامنے controversial نہ بنے لہذا ہم نے صدارتی الیکشن میں حصہ لیا۔ ہم ہار گئے تو کوئی حرج نہیں۔ جمہوریت میں ہار جیت ہوتی رہتی ہے۔ ہار جیت تو جمہوریت کا part and parcel ہے اور یہ جمہوریت کا حُسن ہے۔ کہیں ہار گئے اور کہیں جیت گئے اس میں کوئی برائی ہے اور نہ ہی ہم اس بات کو محسوس کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہم نے ایک ترمیم دی ہے۔ اس میں کیا logic ہے؟ ہم نے خدانخواستہ یہ تو نہیں کہا کہ کسی اور force کے ذریعے الیکشن کرایا جائے۔ ہم simple بات کر رہے ہیں کہ judiciary کے ذریعے الیکشن کرایا جائے تاکہ hue and cry نہ ہو، پنجاب میں شور وغل نہ ہو۔ میں پیشگی یہ گزارش کروں گا کہ جب ای ڈی او محکمہ ڈیری ڈویلپمنٹ، ای ڈی او محکمہ صحت اور ای ڈی او محکمہ تعلیم الیکشن کروائیں گے تو اگلا ایک سال ہم شور وغل کرتے رہیں گے کہ الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے جبکہ ہمارے respectable بھائی کہیں کہ دھاندلی نہیں ہوئی تو اس کو ہم cut short کیوں نہیں کر رہے؟ ہماری meetings میں یہ بات کئی دفعہ بڑی categorically ہوئی کہ judiciary کے دباؤ کی وجہ سے ہم بلدیاتی الیکشن کروا رہے ہیں۔ چلیں، مان لیتے ہیں کہ ہم

judiciary کے دباؤ پر الیکشن نہیں کروا رہے بلکہ یہ حکومت کی نیک نیتی ہے، یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نیک نیتی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ لوگوں کے مسائل grass roots level پر حل ہوں اور انہیں لاہور نہ آنا پڑے۔ اگر واقعی ہم اس نیک نیتی کے ساتھ الیکشن کرا رہے ہیں تو پھر اختلاف کس چیز کا ہے؟ ہم کہہ رہے ہیں کہ judiciary کے ذریعے الیکشن کرائیں تو اس میں اختلاف کس چیز کا ہے؟ مجھے اس logic کی سمجھ نہیں آ رہی کہ حکومت کیوں بضد ہے کہ ہم نے الیکشن Judiciary کے ذریعے نہیں بلکہ اپنے ای ڈی اوز کے ذریعے ہی کرانے ہیں؟ خدارا اس الیکشن کی credibility ہونی چاہئے۔ یہ grass roots level کا الیکشن ہے۔ میرے خیال میں اس میں approximately چار ہزار یونین کونسلیں ہیں۔ اُس کے بعد میونسپلٹیز آتی ہیں، میونسپل کمیٹیز آتی ہیں، پھر کارپوریشنز آتی ہیں، پھر میٹروپولیٹن کارپوریشنز آتی ہیں، پھر ڈسٹرکٹ کونسلز آتی ہیں۔ اس ساری چیز کو جیسے ایک بقلم جُنبش جس طرح کہتے ہیں اُس کو ہم controversial کیوں بنا رہے ہیں؟ اگر in a way دیکھا جائے تو ہم ان دوستوں کی support کر رہے ہیں ہم ان کی مخالفت نہیں کر رہے اور صاف و شفاف الیکشن کی ڈیمانڈ کر رہے ہیں۔ مجھے پتا ہے کہ ہمارے سارے دوستوں کے چہروں پر بوریت بھی ہے لیکن اس میں میرا قصور تو اس لئے کوئی نہیں ہے کہ یہ important issue تھا اس کو آپ day time میں کر لیتے تو ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن آپ نے خود ہی مناسب سمجھا کہ اس کے لئے شام کا ٹائم رکھا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ خدارا ایک اور مزید controversy پیدا نہ کریں۔ ہم یہ بات ریکارڈ پر کر رہے ہیں اور پھر اگلا ایک سال کوئی بات نہیں ہو گی اور اسی بات پر شور شرابا رہے گا تو ہماری یہ بڑی جائز amendment ہے اور بڑی جائز ڈیمانڈ ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ ہمارے Treasury Benches کے بھائی اس کو overrule نہ کریں اور اس پر ہمارے ساتھ اتفاق کریں۔ اگر ہم سارے اس پر متفق ہو جاتے ہیں کہ judiciary ہی الیکشن کرائے تو پنجاب میں اس کا جو impact اچھا آئے گا پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور grass roots level پر ایک ہی چیز ہو گی کہ انشاء اللہ بڑے ہی شفاف اور ٹھیک الیکشن ہوں گے کیونکہ گورنمنٹ خود چاہ رہی ہے کہ شفاف الیکشن ہوں اسی لئے انہوں نے اپوزیشن کی judiciary والی بات کو مان لیا ہے۔ ماشاء اللہ ان کے پاس بہت بڑی majority ہے تو اگر یہ تنگ نظری کرتے ہیں تو چلو یہی ایک judiciary والی amendment یہ خود لے کر آ جائیں تو ہم اُس کو support کر دیتے ہیں ہمیں اس پر بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہم نے اختلاف برائے اختلاف نہیں کرنا بلکہ ہم نے ہر وہ کام کرنا ہے کہ جس کے لئے ہمیں لوگوں نے

mandate دیا ہے اور ان کو جو mandate دیا ہے ان کا حق ہے کہ وہ اپنا کام ضرور کریں ہمیں check and balance کا right ملا ہے کیونکہ اپوزیشن کا role, check and balance کا ہے اور یہ بڑا positive role ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے اس role کو بڑے positive طریقہ سے نبھا رہے ہیں اور ان دوستوں سے بھی میری برادرانہ گزارش یہی ہو گی کہ آپ مہربانی کریں اور پنجاب میں یہ ایک اچھا message جانا چاہئے اور اس کو initiate آپ کریں۔ اس کو پنجاب initiate کرے کیونکہ پنجاب بڑا بھائی ہے تاکہ دوسرے صوبے بھی کل اس چیز کو مانیں اور یہ بہت زبردست message جائے کہ پنجاب زندہ باد اور یہ بڑے fair and free الیکشن ہوئے ہیں، کل اس پر کوئی بھی بات نہ کر سکے اور کوئی بھی رَولا نہ پڑ سکے۔ اس کے ساتھ ہی بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم نے یہ جو amendment دی ہے یہ مخالفت برائے مخالفت یا ایوان کا وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں دی جیسے میرے دوست سمجھ رہے ہیں کہ شاید ہم ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ بالکل ایمانداری اور انتہائی خلوص کے ساتھ جمہوریت کو مستحکم کرنے کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ credible الیکشن ہو، شفاف الیکشن ہو اور ایسا الیکشن ہو جس پر عوام کا یقین ہو۔ آپ لوگوں نے کافی safety walls لگوا لئے ہیں اوپر کے الیکشن کے لئے ان ordinances کے ذریعے اتنے safety walls رکھ دیئے گئے ہیں کہ اب اپوزیشن کی شاید گنجائش نہ ہی بچے لیکن credibility کے لئے اس کو ہم سرکار کے حوالے نہ کریں۔ ایک ایسا ادارہ جس کا شفافیت کے حوالہ سے سب ہی احترام کرتے ہیں اور جس پر سب کو یقین ہے اگر ہم یہ الیکشن اُس کے حوالے کر دیں تو اس سے جمہوریت مضبوط ہو گی، جمہوری ادارے مضبوط ہوں گے، سیاسی ورکر مضبوط ہوں گے اور جمہوری لوگ مضبوط ہوں گے۔ انتظامیہ کے حوالہ سے ہمیں جو تجربہ ہوا ہے وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ جب delimitations ہو رہی تھیں تو یہ گئے نہیں اور گھروں میں بیٹھے رہے تو میں عرض کروں کہ میں عید کے دوسرے دن اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے دفتر میں تھا اور ہم گزارش کر رہے تھے کہ جو اعتراضات داخل ہو رہے ہیں اُن کی کاپیاں دی جائیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ انتظامیہ حکومت کے ساتھ کتنی زیادہ loyal ہے کہ اُس کی مثال اس طرح ہے کہ جب اعتراضات داخل ہو گئے تو ہمیں اُن اعتراضات کی کاپیاں اعتراضات پر سماعت ہونے کے وقت دی گئیں تاکہ ہم اُن کا جواب داخل نہ کر سکیں۔ میں انتظامیہ کی loyalty کی ایک اور مثال آپ کو دوں گا۔ میں کچھ دن پہلے ٹی ایم او

راولپنڈی کے پاس گیا تو میں نے کہا کہ ہمارے حلقہ میں 75 percent street lights خراب ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو instructions آئی ہیں کہ کسی اپوزیشن کے ایم پی اے کو lights ٹھیک کرنے کے لئے گاڑی بھی نہیں دینی۔ حکومت کے ساتھ انتظامیہ کی وفاداری کا یہ حال ہے تو ایسی انتظامیہ کے زیر اثر جو الیکشن ہوں گے اُن کا حال وہی ہو گا جو میرے دوست ڈاکٹر سید وسیم اختر نے کہا ہے کہ 10ہزار کی lead چاہئے، lead ہے تو نوکری ہے، lead نہیں ہے تو نوکری نہیں ہے تو میری یہ humble request ہے ہمارے فائدے کے لئے نہ سہی، جمہوری اداروں کے فائدے کے لئے، جمہوریت کی مضبوطی اور اس عوام کا جو تھوڑا بہت اعتماد جمہوریت اور الیکشن پر رہ گیا ہے اُس کو قائم رکھنے کے لئے آپ judiciary کے تحت الیکشن کروانے کا risk لے لیں گے تو کچھ بھی نہیں ہو گا کیونکہ آپ نے اس کے اوپر اتنی زیادہ قانون سازی کر دی ہے کہ آپ نے کہیں سے اس کے اندر اپوزیشن کے آنے کی گنجائش نہیں چھوڑی اگر یہ الیکشن انتظامیہ کے زیر اثر ہو گئے تو میرا نہیں خیال کہ کسی پاکستانی کو اس الیکشن کی غیر جانبداری پر یقین آئے گا اس لئے آپ سے یہ میری request ہے اور جیسے ہمارے دوست نے کہا کہ اس پر آپ amendment لے آئیں گے ہم اُس کو آپ کے ساتھ متفقہ طور پر قبول کر لیں گے لیکن خدا کے لئے اس کو controversial نہ بنائیں۔ پہلے ہی جس طرح پچھلے جنرل الیکشن پر آج تک سوالیہ نشان ہے تو یہ ایک اور لڑائی شروع ہو جائے گی۔ یہ الیکشن کروانے کی اگر عدلیہ سے درخواست کی جائے اور اگر عدلیہ نہ مانے تو پھر ہمیں الیکشن کمیشن کی صوابدید پر چھوڑ دینا چاہئے کہ وہ کس طرح یہ الیکشن conduct کرواتا ہے لیکن انتظامیہ کے زیر اثر یہ الیکشن کبھی impartial نہیں ہو سکتے۔ میں انتہائی وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ پنجاب کی حکومت ریاست کی وفادار نہیں ہے وہ حکومت وقت کی وفادار ہے اور وہ ہر قانونی یا غیر قانونی کام کرنے کو تیار ہے جس کا آرڈر حکومت وقت دیتی ہے۔ جب ہمیں اپوزیشن پر اعتبار نہیں ہے اور اگر زبردستی کی گئی اور اسی انتظامیہ کے ذریعے یہ الیکشن کرائے گئے تو میں کہتا ہوں کہ ہم تو اس کو بالکل تسلیم نہیں کریں گے، ہم لڑیں گے اور لڑتے رہیں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمود الرشید صاحب!

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! مجھے اندازہ ہے کہ Treasury Benches کے ہمارے دوستوں کو بھوک بھی بہت ستا رہی ہو گی لیکن ان کی مجبوری ہے کہ یہ باہر نہیں جا سکتے کیونکہ پہرے دار کھڑے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تو اپنی اس amendment کے حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمہوری اداروں کے لئے اور خاص طور پر آئندہ جو انتخابات ہو رہے ہیں، for God sake اس کو یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ ترمیم اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے تو ہم اس کو کیوں قبول کریں؟ میرا یہ خیال ہے کہ fair, free and transparent انتخابات کے لئے ہم نے یہ جو amendment دی ہے یہ ازبس ضروری ہے اور ہمارے دوستوں کو جمہوریت کے وسیع تر مفاد میں اس amendment کو oppose نہیں کرنا چاہئے بلکہ unanimously اس ایوان کی طرف سے یہ ترمیم منظور ہو کر ایکٹ کا حصہ بن جائے کہ یہ بلدیاتی انتخابات انتظامیہ کے تحت نہیں ہوں گے بلکہ یہ judiciary کے تحت ہوں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ راناثناء اللہ خان یہ بات بھی کرتے ہیں تو بڑے اعتماد سے اس طرح بات کرتے ہیں جیسے واقعی صحیح بات کر رہے ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس دفعہ پنجاب کی بدترین حلقہ بندیاں ہوئی ہیں اور میں being a Leader of Opposition آج بھی چیلنج کر رہا ہوں کہ یونین کونسل 206 اور 207 رضا بلاک کے لئے میں آج بھی ڈیڑھ گھنٹہ DCO کے دفتر بیٹھا رہا ہوں کہ مجھے اس کا ریکارڈ چاہئے تو پھر ایک عام آدمی کا کیا حال ہوتا ہو گا اور پورے پنجاب کے اندر کیا حال ہوتا ہو گا؟ آپ کا کوئی AC بات سننے کو تیار نہیں، DCO بات سننے کو تیار نہیں تو پھر ایک عام شہری جو فریق ہے جس کی الیکشن میں دلچسپی ہے جو آئندہ امیدوار ہو سکتا ہے جو اعتراض داخل کرنا چاہتا ہے وہ تین تین دن دھکے کھاتے رہے ہیں کہ ہمیں وہ حلقہ بندی کی notified کاپی دے دیں۔ راناصاحب! آپ سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ پنجاب کے عوام کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ آپ نے رات کے اندھیروں میں جس جلد بازی کے ساتھ اپنے منظور نظر امیدواران کو کامیاب کرانے کے لئے AC's کو چوبیس چوبیس گھنٹے نامعلوم مقامات پر مقید رکھ کر اپنے منظور نظر افراد کو task دیا کہ یہ حلقہ بندی اس طرح ہونی چاہئے۔ اس کے بعد دوسرے دن وہ بات سامنے آئی تو ایک دوسرا امیدوار سامنے آگیا اور تیسرے دن پھر اس کی کانٹ چھانٹ کی گئی۔ میں چیلنج کرتا ہوں، میں نے آج بھی آپ کے سامنے بات کی ہے کہ ڈیڑھ دو گھنٹے تو میں آج بیٹھا رہا ہوں، میں کمشنر کے پاس گیا ہوں کہ مجھے یونین کونسل 207 رضا بلاک کے نقشے کی notified کاپی چاہئے۔ مجھے یہ کاپی چاہئے کہ کون کون سی آبادی، کون کون سے سرکل اور کون کون سے علاقے اس یونین کونسل میں آتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آج بھی تبدیلیاں ہو رہی ہیں اور ریکارڈ نہیں دیا جا رہا۔ اگر میرا یہ حال ہے، میں یہاں کا منتخب نمائندہ ہوں، میں قائد حزب اختلاف ہوں لیکن مجھے آج بھی کاپی نہیں ملی۔ آج آخری دن تھا کہ میں اس کو چیلنج کرنا چاہتا ہوں، میں اسے ہائی کورٹ میں لے کر جانا چاہتا ہوں لیکن DCO

کے دفتر سے ریکارڈ غائب ہے، کمشنر کے دفتر سے ریکارڈ غائب ہے، ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ کوئی رانا صاحب ہیں شاید ان کا نام رانا صہیب ہے وہ ریکارڈ ساری جگہوں سے غائب ہے۔ یہ کہانی گھر گھر کی ہے، ضلع ضلع یہی کہانی ہے اور ہر یونین کونسل کی یہی کہانی ہے۔ آپ کہتے ہیں delimitations بڑی مثالی ہوئی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ بدترین delimitations ہوئی ہیں۔ اس حلقہ بندی کے حوالے سے کسی قانون اور ضابطے کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ میں لاہور شہر کی بات کر رہا ہوں کہ ایک ایک حلقہ کئی کئی کلو میٹرز پر پھیلا ہوا ہے۔ ایک حلقہ یتیم خانہ سے شروع ہوتا ہے تو منصورہ سے آگے دریائے راوی تک چلا جاتا ہے۔ یہ delimitations کی تعریفیں کر رہے ہیں جبکہ لوگوں کو موقع نہیں دیا گیا اور لوگوں کو کاغذات فراہم نہیں کئے گئے۔ اس پر طرفہ تماشا یہ ہے کہ کچھ لوگ ADCGL کے پاس گئے، AC کے پاس گئے، DCO کے پاس گئے کہ ہم نے اسے چیلنج کرنا ہے آپ ہمیں فلاں فلاں یونین کونسل کا نقشہ دے دیں تو un-attested اور un-signed فوٹو کاپیاں پتا نہیں کیسے دو دو، چار چار ہزار روپے میں لے کر آئے اور وہاں پر یہ اعتراض ہوا کہ یہ attested نہیں ہیں اور یہ notified نہیں ہیں۔ عام لوگ کہاں سے attested اور notified کاپیاں لیں؟ اے سی، ڈی سی او، ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ اور لوکل گورنمنٹ کا پورا اسٹاف جنہوں نے حلقہ بندیوں کو جس طرح تباہ و برباد کر دیا ہے بلکہ پورے پنجاب کو لیرو لیر کر دیا ہے۔ وہ آئندہ انتخابات میں کیا گل کھلائیں گے۔ کیا ہم یہ انتخابات دینے جا رہے ہیں، اسی انتظامیہ کے ذریعے انتخابات ہوں گے، ان پٹواریوں کے ذریعے سے انتخابات ہوں گے، تھانیداروں، کلرکوں اور ای ڈی اوز کے ذریعے انتخابات ہوں گے۔ اس وقت پوری قوم سراپا احتجاج ہو گی۔ میں اس لئے یہ کہتا ہوں کہ خدارا یہ ایک ایسا موقع ہے کہ ہم نے جو ترمیم دی ہے اس کو آپ تسلیم کریں اور پورا ایوان اس پر consensus کرے کہ یہ ٹھیک ہے کہ عدلیہ کے ذریعے ہم ان انتخابات کو کرائیں گے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا نہ ہوا تو ان انتخابات کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی اور پورے صوبہ کے اندر ایک انارکی اور انتشار پیدا ہو گا اور ایسی آگ لگے گی جو ان حکمرانوں کو بھسم کر دے گی جو لوگوں کو انصاف فراہم نہیں کر سکتے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! کافی باتیں ہو چکی ہیں۔ میں کوشش کروں گی کہ بہت کم الفاظ میں اپنے تحفظات کا اظہار کر سکوں۔ ہم اس وقت یہ چاہ رہے ہیں کہ جو سلسلہ پہلے ہی چل رہا ہے اس میں تھوڑی سی ترمیم کر لی جائے۔ میرا شہر جہلم بہت چھوٹا ہے وہاں کی میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہوں

گی کہ کل کوئی ٹی ایم او جا کر ہمارے الیکشن کو مانیٹر کرے گا۔ اب اس پر میرا سوال یہ ہے کہ جہلم میں جو ٹی ایم او ہے وہ ہمارے بڑے پیارے بھائی جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے بہت قریبی relative ہیں۔ کیا وہ یہاں deny کر سکتے ہیں کہ وہ ان کے relative نہیں ہیں؟ انہوں نے خود اس کو لگوایا ہے اور اس لئے لگوایا گیا کہ جہلم میں جہاں تک یہ جا سکتے ہیں یہ جائیں لیکن یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ ان چیزوں کو consider کرے۔ یہ حکومت کے لئے بھی اتنی ہی بدنامی کا باعث ہے۔ یہ باتیں کل جب لوگوں کو پتا چلیں گی کہ کس طرح الیکشن ہوئے اور کیسے الیکشن ہوئے؟ میرے دو بھائی جہلم کے یہاں ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ مجھے بتائیں کہ ایسا ہے یا نہیں؟ آپ ریٹرننگ آفیسر لگائیں گے، آپ ضرور لگائیں لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ کے سگے رشتہ دار وہاں پر ریٹرننگ آفیسر ہوں گے۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ جو ڈیشری پر کسی کو تحفظات نہیں ہیں۔ اس بات کو کیوں acknowledge نہیں کیا جاتا، منسٹر صاحب اس بات سے کیوں بھاگ رہے ہیں؟ اگر یہ ایک ترمیم ہو جاتی ہے تو ہم بھی satisfy ہو جائیں گے اور میرا خیال ہے کہ انہیں بھی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ میں نے آپ سے پہلے بھی بولا تھا کہ زیادہ وقت نہیں لوں گی۔ مجھے kindly جواب دے دیجئے کہ میرے حلقہ میں delimitations اس طرح کی گئی ہے کہ جو وارڈز بنائے گئے وہ zigzag بنائے گئے ہیں۔ وہاں ایک سرا گھوم گھما کر دوسری طرف چلا جاتا ہے۔ مجھے بتائیے کہ کیا یہ جو الیکشن انہوں نے کرانے ہیں شفاف الیکشن ہوں گے؟ کم از کم جو ڈیشری تو ایسی ہے جس پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا اور اس پر تو کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں جو ڈیشری کے الیکشن کرانے پر کیا اعتراض ہے؟ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ میری آخر میں بڑی humble request ہو گی کہ kindly اس کو consider کیا جائے اور ہمیں بھی تھوڑے سکون سے الیکشن لڑنے دیں۔ اس کے بعد جو بھی رزلٹ ہو گا ہم قبول کریں گے۔ ہم نے پہلے بھی رزلٹ قبول کئے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کا نام اس فہرست میں نہیں ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری ایک منٹ بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اس میں آپ کا نام نہیں ہے۔ مجھے رولز کے مطابق چلنے دیں۔ آپ کی مہربانی۔ جی،لاء منسٹر صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں نے ابھی بات کرنی ہے۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں بھی اپوزیشن میں سے ہوں۔ میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کھگہ صاحب!آپ بات کریں وٹو صاحب اس میں mover نہیں ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں آپ کا دلی احترام کرتا ہوں لیکن مجھے رولز کے مطابق چلنے دیں۔ جو ترمیم پیش کی گئی ہے اس میں آپ کا نام نہیں ہے۔ کھگہ صاحب!آپ نے بات کرنی ہے تو کریں نہیں تو لاء منسٹر صاحب سے جواب لے لیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! ایک منٹ کے لئے بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ کے پاس کوئی تجویز ہے تو آپ وہ لاء منسٹر صاحب کو علیحدہ دے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ خرم وٹو صاحب کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ یہاں پر ترامیم دی ہیں جبکہ ٹیکنیکل باتوں کا سہارا لیتے ہوئے اُن کو بولنے ہی نہیں دیا گیا۔ اب اگر وہ Clause 12 پر بات کرنا چاہتے ہیں تو میرا نہیں خیال کہ یہ کوئی مناسب روّیہ ہے کہ آپ ان سے کہیں کہ اس پر بالکل بات ہی نہیں ہو سکتی لہذا بیٹھ جائیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ان کی کوئی ترمیم آپ نے take up نہیں کی لیکن اس پر وہ بات کرنا چاہ رہے ہیں تو انہیں بات کرنے دی جائے۔ وہ اس پر بتا دیں گے کہ وہ اس میں کیا amendment چاہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کھگہ صاحب!آپ بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں چونکہ اتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں پنجابی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ پڑھے لکھے ہیں لہذا اردو میں ہی بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اگر کوئی لفظ غلط ہو جائے تو معافی چاہتا ہوں کیونکہ میرے دل میں جو بات آئی ہے میں وہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو دِل میں بات رکھے وہ کافر ہوتا ہے۔ میرے ہوش سنبھالن توں بعد جنے وی الیکشن آئے نیں ایہدا credit ماشاء اللہ میاں نواز شریف صاحب نوں جاندا اے شاید ہور کسے پارٹی نوں نئیں جاندا۔ میں ایہہ گل اپنے دل وچوں کر رہیا واں۔ میاں صاحبان نے 1988 والا الیکشن کرایا، 1991 وچ کرایا تے 1997 دے وچ وی کرایا جد کہ کوئی دو جی ہور حکومت آندی اے تے اوہ اینہوں ختم کر دیندے سن۔ میں سمجھنا آں کہ اللہ تعالیٰ جد کسے نوں عزت دیندا اے تے اوس نوں اوس دے مقام دے مطابق حوصلہ تے عقل وی دیندا اے۔ میں صرف اِک request کرنا چاہنا آں کیونکہ اوہ پنجاب دے وزیر اعلیٰ نیں تے ساڈے وی نیں۔ میں گزارش ایہہ کرنا چاہنا آں کہ جس طرح اوہناں نیں پچھلے تِن الیکشناں وِچ اچھا ثبوت دِتا اے تے اَج وی اوہناں دا ناں اے کہ الیکشن اوہناں نے ای کرائے نیں باقی پارٹیاں یا فوجی آ کے ختم کر دیندے سن۔ میری گزارش ایہہ اے کہ اَج وی ایس الیکشن نوں اوسے طریقے تے اچھے انداز نال جج صاحباناں کولوں ای کرائے جاون۔ میں اپنے پنڈ گیا تے اِک ایسا آدمی غلام فرید جیسڑا کدی شہر اِی نئیں سی جاندا بلکہ اوہدے جُتی کپڑے وی باقی صاحبان لے آندے نیں۔ اوہنے مینوں آکھیا کہ شاہ جی تسیں ایس الیکشن دا کی ناں لئی جاندے او، ایہہ شفاف الیکشن نئیں بلکہ ایہہ تے صفایا الیکشن اے۔ تسیں یقین کرو کہ میں اوہدی گل سن کے غور اِچ پے گیا۔ اللہ تعالیٰ اینہاں نوں تِن چار دفعہ وزیر اعلیٰ بناوے پَر گزارش ایہہ اے کہ اگر اینہاں نوں الیکشن دا خیال آیا اے تے اَگے وی پلڑا بلدیات دے بارے میاں صاحبان دا ای بھاری اے تے میں ایس چیز نوں منناآں۔ پہلے وی اوہناں ای الیکشن کرائے نیں تے ہن وی اچھے طریقے نال کراون تا کہ شفاف ہوون پَر صفایا الیکشن ناں ہووَن۔ لاء منسٹر صاحب ساڈے وڈے محترم بھائی نیں تے میں اوہناں نال وی گزارش کرنا چاہنا آں کہ اگر لڑائی توں بچنا اے تے شفاف الیکشن کراون۔ اگر شفاف نئیں ہونے تے فیر ویسے ای nominate کر دِتے

جاون باقی گلاں تے بھائی سبطین خان نے وی کیتیاں نیں۔ایہہ میرے دِل دی آواز سی جیہڑی میں ایس request دی صورت وچ وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچانا چاہنا آں۔ اوہ وڈے حوصلے دا مظاہرہ کرن کیونکہ اوہناں کول وڈا جگرا اے تے نالے بہت اچھے اوہناں نے کم وی کیتے نیں تے ساڈی اوہناں نال ایہہ وی گزارش اے کہ صحیح الیکشن کراون۔ جتنا اوہناں نے ای اے کیونکہ اوہ اکثریت اچ نیں۔ ساڈی پارٹیاں دے کوئی تیہہ چالی بندے نیں جیہڑے اپنے حلقیاں دے وچ زیادہ زور مارن گے تے جتن گے لیکن ایس گل وچ نام نامی میاں صاحبان دی ہونی اے۔ میری بس ایسواِک ای گزارش اے۔ جے کوئی غلطی ہو گئی ہووے تے معافی چاہنا آں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!میں نے ایک منٹ بات کرنی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ ایک young سپیکر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ کا نام اس میں نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ اپوزیشن لیڈر نے بھی request کی ہے تو یہ جو بھی بات کرنا چاہتے ہیں آپ اِن کو پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دے دیں تو یہ بات کر لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وٹو صاحب!آپ جو بھی بات کرنا چاہتے ہیں وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کر لیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: بہت شکریہ۔ میں وزیر قانون صاحب، حکومتی بنچوں اور معزز اپوزیشن لیڈر صاحب کا ممنون ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ بلاشبہ آپ جس Chair پر بیٹھے ہیں اور اس Chair پر آپ جیسے young اور energetic سپیکر ہوں گے تو مجھے توقع ہے کہ ایوان کی کارروائی انشاء اللہ تعالیٰ بہتر انداز سے چلے گی۔ اسی Chair پر خدا کے فضل و کرم سے میرے والد میاں منظور احمد وٹو صاحب بھی set like آٹھ سال بطور سپیکر بیٹھے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں بھی انہی colleagues کی طرح ایک ممبر پارلیمنٹ ہوں۔by elections میں elect ہو کر آیا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب کو بات کرنے دیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر!اگر یہ میری بات نہیں سننا چاہتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ بات کریں اور مختصر کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں مختصراً بات کر رہا ہوں کہ بطور ممبر نیشنل اسمبلی میں نے وہاں پر قانون سازی کی ہے، وہاں Bills متعارف کروائے ہیں، پارلیمانی سیکرٹری برائے کابینہ ڈویژن کے طور پر چھ مہینے وزیر اعظم صاحب کے behalf پر نیشنل اسمبلی میں جوابات دیتا رہا ہوں اور بطور ممبر نیشنل اسمبلی میری کارکردگی کو دیکھتے ہوئے مجھے بطور پینل آف چیئرمین House conduct کرنے کا موقع ملا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کوئی تجویز ہے تو وہ بتائیں۔ میں آپ کا احترام کرتا ہوں لیکن اس کے مطابق کوئی تجویز ہے تو وہ دے دیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میری Clause 12 کے حوالے سے گزارش ہے کہ۔۔۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور اُن کو بات کرنے دیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں نے حوصلے اور صبر سے تمام چیزیں سنی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! آپ پلیز تشریف رکھیں۔

CH ALI ASGHAR MANDA (Advocate): Sir, I am on point of verification.

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں نے گیارہ amendments move کی تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! وہ time barred تھیں اس لئے ہم نے rules کے مطابق کی ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے اپنی speech میں فرمایا ہے کہ آپ لوگوں نے تجاویز نہیں دیں۔ میں اگر محنت کر کے گیارہ amendments لے کر آیا ہوں تو میری بات کو سنا جائے اور حوصلے سے سنا جائے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ تو اپنی تعریفیں کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! میں نے اُن کو floor دیا ہے۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں کسی کے خلاف بات نہیں کر رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اُن کو floor دیا ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب! آپ اس کے مطابق ہی بات کریں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں اسی کے مطابق ہی بات کر رہا ہوں لیکن وہ میری بات سننا نہیں چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اپنی بات کریں۔ میں سن رہا ہوں اور لاء منسٹر صاحب بھی سن رہے ہیں۔

میاں خرم جہانگیر وٹو: جناب سپیکر! میں نے گیارہ Amendments move کی ہیں جن میں سے یہ Amendment ایسے ہے کہ عدلیہ کو اسسٹنٹ ریٹرننگ آفیسر اور ریٹرننگ آفیسر کے طور پر appoint کیا جائے۔ یقیناً یہ بات حکومت کی طرف سے ہے جیسے انہوں نے کہا ہے کہ سرکاری محکموں کے آفیسر الیکشن conduct کروائیں گے لیکن میں پوچھنا یہ چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے Parliaments اور Member of the Parliaments کا تقدس بحال کرنا ہے، اگر آج یہاں پر عدلیہ کے علاوہ سرکاری ملازمین الیکشن conduct کروائیں گے اور ہمیں نتیجے دیں گے تو کسی بھی اختلافِ رائے کے بغیر میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ اس سے آپ کی اپنی جماعت کی credibility suffer کرے گی۔ اس بات سے قطع نظر کہ سیاسی اختلافات اپنی جگہ پر لیکن پنجاب میں جیسے مسلم لیگ (ن) کہتی ہے کہ ہم یہاں پر Rule of Law رکھنا چاہتے ہیں اور جمہوریت کو مضبوط کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ایسا کرنا پڑے گا۔ جنرل الیکشن میں جو کچھ ہوا وہ آپ کے سامنے ہے میں اس پر تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن آج آپ خود عدلیہ کو accept نہیں کر رہے اور اس کو reject کر رہے ہیں۔ ہماری ترمیم یہ ہے کہ عدلیہ کے تحت الیکشن کروائے جائیں۔ ابھی ایک سال پہلے آپ عدلیہ کو مان رہے ہیں اور بلدیاتی الیکشن میں اسی عدلیہ کو نہیں مان رہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ یہ بہت بڑی بددیانتی اور زیادتی ہو گی۔ میری گزارش ہے کہ عدلیہ کے ماتحت ہی الیکشن کروائے جائیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب اس amendment کے اوپر اپوزیشن بحث کر رہی تھی تو میری طرف سے کچھ دوست اس بات کے اوپر تھوڑا irritate ہو رہے تھے یا محسوس کر رہے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کے یہ لمحات جو

ابھی آدھا گھنٹہ پہلے گزرے ہیں یہ ہماری موجودہ جمہوری اور انتخابی سیاست کے لئے اتنی اہمیت کے حامل ہیں کہ جیسے اس گفتگو کے دوران اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ عدلیہ سے الیکشن کروائیں ورنہ قوم تباہ ہو جائے گی، بھسم ہو جائے گی اور ہر طرف آگ لگ جائے گی۔یہاں پر کہا گیا کہ اگر عدلیہ نے الیکشن نہ کروائے تو جمہوریت تباہ ہو جائے گی، ملک تباہی کی طرف چلا جائے گا، ہم request کرتے ہیں کہ ریٹرننگ آفیسرز جوڈیشری سے ہونے چاہئیں۔یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی کہ حکومت کیوں نہیں ہماری یہ بات مان رہی۔یہاں پر یہ بھی کہا گیا کہ منسٹر صاحب جواب دیں کہ وہ کیوں اس بات سے بھاگ رہے ہیں؟ جوڈیشری سے الیکشن کروائیں ورنہ اگر جوڈیشری سے الیکشن نہ کروائے گئے تو یہاں پر غدر مچ جائے گا، یہاں پر دھاندلی ہو گی، یہاں پر من مانیاں ہوں گی اور یہاں پر انصاف نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ ریٹرننگ آفیسرز جوڈیشری سے ہونے چاہئیں، الیکشن جوڈیشری کروائے تو اس کا میرے پاس ایک ہی جواب ہے کہ اتنا بڑا مظاہرہ کہ ڈاکٹر صاحب بھی اس میں شامل ہیں، وٹو صاحب بھی اس میں شامل ہیں اور پوری پی ٹی آئی شامل ہے، میں نے سنا تھا کہ جھوٹ کے پاؤں بھی نہیں ہوتے اور حافظہ بھی نہیں ہوتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جھوٹ بولنے والوں کا حافظہ نہیں ہوتا اور جھوٹ بولنے والے بھول جاتے ہیں کہ انہوں نے کل کیا کہا تھا اور اس سے پہلے کیا کہا تھا۔یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے جوڈیشری کے ریٹرننگ آفیسروں کے خلاف پچھلے چھ ماہ جو گفتگو کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آج جب اس ایوان سے باہر جائیں تو جا کر کوئی اخبارات پڑھیں یا اپنے بیانات کو اٹھا کر دیکھیں اور پھر قوم کو یہ بتائیں اور کل یہ جواب دیں کہ جن ریٹرننگ آفیسروں کے کردار کو آپ "شرمناک" کہتے تھے، آج آپ کا کردار کیا ہے؟ یہ کردار "شرمناک" ہے یا ان کا کردار شرمناک ہے؟ آپ اب قوم کو بتائیں کہ آپ تو یہ کہتے ہیں کہ جوڈیشری الیکشن کروائے گی تو free & fair ہوں گے، ریٹرننگ آفیسروں کا کردار free & fair ہو گا تو پھر آپ کس طرح سے چھ ماہ تک انہیں گالیاں دیتے رہے، آپ کس طرح سے ان کے کردار کو "شرمناک" کہتے رہے؟ جب جوڈیشری نے suo moto notice میں بلایا تو آپ نے وہاں پر جا کر "شرمناک" کے معنی ہی change کر دیئے اور آپ نے کہا کہ شرمناک تو گالی ہی کوئی نہیں ہے۔ شرمناک تو بہت اچھا لفظ ہے۔آج کے حوالے سے اپوزیشن کا جو کردار سامنے آیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں ان کے لیڈر کی زبان میں اس کردار کو "شرمناک" کہنے تک ہی محدود رہوں تو میرا خیال ہے کہ کافی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ آئین پڑھیں، ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ آئین پر عمل نہیں ہو رہا اور دوسری طرف خود اپنا حال یہ ہے کہ آئین پڑھتے نہیں ہیں۔ آئین میں یہ لکھا ہے کہ Local Bodies Election الیکشن کمیشن کروائے گا، صوبائی حکومت نہیں کروائے گی۔ ریٹرننگ آفیسرز اور اسسٹنٹ ریٹرننگ آفیسرز الیکشن کمیشن نے مقرر کرنے ہیں اور یہ الیکشن کمیشن کا آئینی اختیار ہے۔ الیکشن کمیشن کا سربراہ اس وقت سپریم کورٹ کا sitting Judge ہے۔ یہ کام انہوں نے کرنا ہے، یہ صوبائی حکومت نے نہیں کرنا۔ وہ جسے ریٹرننگ آفیسر مقرر کریں گے تو صوبائی حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کے مطابق ریٹرننگ آفیسر لگائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 12 of the Bill, for sub-section (1) of the proposed Section 22 of the Principal Act, the following be substituted:-

"(1) The Election Commission shall appoint from amongst the officers of Judiciary, District Returning Officers, Returning Officers and Assistant Returning officers for the purpose of election under this Act."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmad Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khurram Shahzad,

Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan and Mrs Baasima Chaudhary. Any mover may move it. Dr Syed Waseem Akhtar!

میں اپوزیشن لیڈر سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں کیونکہ ان کی طرف سے اس بل کے متعلق ترمیم ہے۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر بھی چلے گئے ہیں۔۔۔ محرک موجود نہ ہیں لہذا یہ ترمیم withdraw سمجھی جائے۔

Now, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ کم از کم دو یا تین معزز ممبران پر مشتمل کمیٹی بنا کر اپوزیشن کو منانے کے لئے بھیجیں۔ وہ اگر اپوزیشن کو منا کر نہ لائے تو کم از کم ان سے یہ پوچھ کر آئے کہ وہ میری کس بات سے ناراض ہوئے تھے؟ میں اپنے ایک ایک لفظ پر قائم ہوں اور اس بات کی گارنٹی دینے کو تیار ہوں کہ

میں نے کوئی بھی لفظ فالتو نہیں کہا۔اگر شرمناک کا لفظ استعمال کیا ہے تو وہ ان کے لیڈر کا محبوب لفظ ہے۔ میں نے وہ لفظ ان کے لئے استعمال کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک ندیم کامران صاحب اور منسٹر جیل خانہ جات جناب عبدالوحید چودھری اپوزیشن ممبران کو منا کر لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران اور وزیر جیل خانہ جات جناب عبدالوحید چودھری معزز ممبران حزب اختلاف کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حالانکہ کافی tense ماحول ہے light mood میں آج ان کے لیڈر نے لاہور میں ایک اور بھی معاملہ کیا ہے۔ جیسے آج سے کوئی اڑھائی تین سو سال پہلے ایک بادشاہ نے تاج محل تعمیر کر کے غریبوں کی محبت کا مذاق اڑایا تھا تو عمران خان صاحب نے PC ہوٹل میں مہنگائی کے خلاف اجلاس کر کے غریبوں کی غربت کا مذاق اڑایا ہے۔اندازہ کریں کہ PC ہوٹل اور غریبوں کے لئے مہنگائی کے خلاف احتجاج۔(قہقہے)

جناب سپیکر! میں دوسرا بل move کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں put کرتا ہوں۔

مسودہ قانون (ترمیم) سماجی تحفظ صوبائی ملازمین مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Provincial Employees' Social Security (Amendment) Bill 2013. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Provincial Employees' Social Security (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Employees' Social Security (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

اپوزیشن کی طرف سے amendments ہیں لیکن ان کا کوئی ممبر یہاں ایوان میں موجود نہیں ہے لہذا یہ withdraw سمجھی جاتی ہیں۔

Now, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Employees' Social Security (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment but no mover is present.

اس کلاز میں بھی اپوزیشن کی طرف سے amendment ہے لیکن چونکہ اپوزیشن کا کوئی ممبر بھی موجود نہیں ہے لہذا اس کو withdraw سمجھا جاتا ہے۔

Now, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا وقت پانچ منٹ کے لئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Employee's Social Security (Amendment) Bill 2013 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Employee's Social Security (Amendment) Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Employee's Social Security (Amendment) Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: میں اپوزیشن کے معزز ممبران کو welcome کرتا ہوں۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔اب اجلاس انشاء اللہ کل مورخہ 10۔دسمبر 2013 صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

725

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،10۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

(مورخہ 3۔دسمبر2013 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

جناب محمد ثقلین انور سپرا: اس ایوان کی رائے ہے کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے جھنگ میں واقع کیمپس کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا چارٹر / درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی رکھا جائے۔

(موجودہ قرار دادیں)

1۔ میاں محمود الرشید: اس ایوان کی رائے ہے کہ دُلا بھٹی شہید کے مزار اور راستوں کو فوری طور پر ناجائز تجاوزات وقبضہ سے پاک کیا جائے نیز شہید کے شایانِ شان مزار تعمیر کیا جائے۔

2۔ محترمہ کنول نعمان: اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کے لئے روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے کے اقدامات اٹھائے جائیں نیز ان کے لئے ملازمتوں کے موجودہ مخصوص کوٹا کی شرح بڑھا کر کم از کم پانچ فیصد کی جائے۔

3۔ محترمہ ثریا نسیم: اس ایوان کی رائے ہے کہ گھروں میں کام کرنے والی خواتین کو لیبر لاء کے تحت رجسٹر کیا جائے اور ان کو بھی فیکٹریوں / کارخانوں / دیگر اداروں میں کام کرنے والے مزدوروں کی طرح سہولیات دی جائیں۔

4۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ میں بچے اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کے خلاف موثر قانون سازی کی جائے۔

5۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ طلباء کے مستقبل کو لاحق خطرات اور ان کو پرائیویٹ

یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں کے استحصال سے بچانے کے لئے پنجاب کی تمام سرکاری یونیورسٹیوں اور پوسٹ گریجویٹ کالجز میں سائنس مضامین کی سیٹوں میں بتدریج 100 فیصد تک اضافہ کر کے مستحق طلباء کو داخلے کی سہولیات فراہم کی جائیں۔

727

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

منگل،10۔دسمبر2013

(یوم الثلاثہ،6۔صفر المظفر1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 24 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

سورۃ إبراھیم آیات32تا34

اللہ ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے۔ اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اس کے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا (32) اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام میں لگا دیا (33) اور جو کچھ تم نے مانگا سب میں سے تم کو عنایت کیا۔ اور اگر اللہ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو۔ (مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے) کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے (34)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

دِل میں ہو یاد تیری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
اُس کی قسمت پہ فدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو
آج جو عیب کسی پر نہیں کھلنے دیتے
کب وہ چاہیں گے میری حشر میں رُسوائی ہو
بند جب خواب اجل سے ہوں حُسن کی آنکھیں
اُس کی نظروں میں تیرا جلوہء زیبائی ہو

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!میں آج اس ایوان میں آپ کی وساطت سے وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دو روز قبلYouth Policy announce کی ہے۔ ملک پاکستان کے لاکھوں بے روزگار نوجوان جو اپنے ہاتھوں میں ڈگریاں پکڑ کر دربدر پھر رہے تھے میں دیکھ رہا ہوں کہ اُن کے چہرے خوشی کے ساتھ کھلے ہوئے ہیں اور اُن کو اپنا مستقبل تابناک دکھائی دے رہا ہے۔ کسی بھی جمہوری حکومت کا اوّلین فرض یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے شاندار منصوبوں کا آغاز کرے تو میں قائدِ پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو اس ایوان اور آپ کی وساطت سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ شاندار سکیم متعارف کرائی۔یہاں پر کچھ لوگ ایک قیاس کی کیفیت پیدا کرنا چاہ رہے تھے، قوم کے اندر محرومیاں بانٹنا چاہ رہے تھے اب وہ بھی سوچیں گے کہ یہ وہی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف ہیں جو پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کے نہ صرف قائد ہیں بلکہ جنہوں نے اقوامِ عالم میں ملک پاکستان کو چھٹی ایٹمی قوت بنایا اور وہی میاں محمد نواز شریف اس ملک کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو منجھدار تک لے کر جائیں گے۔

جناب سپیکر!پاکستان کے اندر تاجروں کے حوالے سے بہت لے دے ہو رہی تھی۔اس سے پہلے میاں محمد نواز شریف نے تاجروں کو جوpackage دیا وہ بھی خراج تحسین کے قابل ہے اور خوشحالی کی طرف ایکroad map ہے تو میں میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور اُن کی پوری ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نوجوانوں کو اتنا شاندارpackage دیا۔

سوالات

(محکمہ جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر:بہت شکریہ۔ جی،اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جیل خانہ جات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!ابھی میرے معزز بھائی نے روزگار کے متعلق بات کی ہے۔ میں نے اسی اجلاس میں ضلع لیہ کے حوالے سے ایکpoint raise کیا تھا۔ پاکستان مسلم لیگ (ن)

ہی کی حکومت نے 2008میں محکمہ صحت میں29کمپیوٹر آپریٹرز رکھے اور صریحاً political victimization کے حوالے سے اُن کو2012میں terminate کر دیا گیا۔ابھی روزگار کی باتیں ہو رہی تھیں کہ میاں محمد نواز شریف نے Youth Policy introduce کروائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!آپ نے پچھلی دفعہ جب یہ point raise کیا تھا تو جناب سپیکر نے آپ سے کہا تھا کہ آپ ہائیکورٹ کے فیصلے کی کاپی ایجوکیشن منسٹر کو دے دیں تو کیا آپ نے انہیں وہ کاپی دے دی ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!میں ایجوکیشن منسٹر کے حوالے سے بات نہیں کر رہا۔اُس وقت قابل احترام وزیر قانون نے مجھے یہاں پر کہا کہ آپ کا مسئلہ حل کراتے ہیں۔انہوں نے ہائی کورٹ کے فیصلے کی کاپی لے کر ڈی سی او اور ای ڈی او(ہیلتھ) سے بات کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!جونہی وزیر قانون صاحب آ جاتے ہیں وہ آپ کی بات کا جواب دے دیں گے۔اب آپ مجھے ایجنڈا کے مطابق چلنے دیں۔جی، میاں نصیر احمد صاحب!آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر1 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1: **میاں نصیر احمد:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنی جیلیں ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تمام جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی رکھے جاتے ہیں صوبہ میں موجود تمام جیلوں میں قیدیوں کی تعداد جیل وار علیٰحدہ علیٰحدہ بیان کی جائے؟

(ج) ایک قیدی کو یومیہ کس حساب سے خوراک دی جاتی ہے؟

(د) قیدیوں کو سزا کاٹنے کے بعد کی زندگی میں بہتر شہری بنانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھاتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) صوبہ پنجاب میں کل 32 جیلیں ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ تمام جیلوں میں گنجائش سے زیادہ قیدی موجود ہیں۔ پنجاب کی جیلوں میں اس وقت مورخہ 20-06-2013 کو 48127 قیدی / حوالاتی بند ہیں جبکہ گنجائش 21527 اسیران کی ہے۔ ان جیلوں میں بند جیل وار قیدیوں کی تعداد ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیل میں بند قیدی کو یومیہ -/59.61 روپے فی کس کے حساب سے خوراک دی جاتی ہے۔ کھانے کا چارٹ ضمیمہ (ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) حکومت نے اس سلسلے میں بہت سے مثبت اقدامات کئے ہیں جن میں اسیران کی مذہبی تعلیم و تربیت کے لئے جیلوں میں معلمین تعینات کئے گئے ہیں۔ قیدیوں کو دنیاوی تعلیم بھی دی جاتی ہے جس میں پرائمری تعلیم سے لے کر ایم اے تک تعلیم حاصل کرنے کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں اور ان کو اس طرف راغب کرنے کے لئے اس تعلیمات کے حاصل کرنے پر پندرہ دن سے لے کر دو سال تک قید میں تخفیف بھی کی جاتی ہے اور قیدیان کو ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کھیلوں کے سامان بنانے کی تربیت، ملتان اور بہاولپور اور دیگر جیلوں میں دستکاری، کمپیوٹر وغیرہ اور دیگر ہنر سکھائے جاتے ہیں تاکہ وہ باہر جاکر ان ہنر کے سیکھنے کی وجہ سے معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے معاشرے کے مفید شہری بن سکیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! مجھے جو فہرست فراہم کی گئی ہے اس میں ہر جیل کی گنجائش سے تقریباً تین، چار، پانچ بلکہ دس گنا تک زیادہ قیدی رکھے گئے ہیں۔ اس کی تفصیل میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان قیدیوں کی تربیت بھی کی جاتی ہے اور ان کی تربیت کے لئے اقدامات بھی کئے جاتے ہیں۔ میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں جو قیدی موجود ہیں اور جب جیل میں ان کی تربیت کے لئے انتظامات کئے جاتے ہیں تو وہ قیدی جو تربیت لینے پر آمادہ نہیں ہوتے، اگر وہ ٹریننگ حاصل نہیں کرتے یا نہیں کرنا چاہتے تو ان کے لئے جیل میں کوئی ایسے اقدامات ہیں کہ وہ ٹریننگ حاصل کریں یا ان کی ٹریننگ کے لئے محکمہ کوئی تحرک کرتا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میاں صاحب نے جو جیلوں کے بارے میں کہا ہے،اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ جیلوں میں قیدیوں کے لئے گنجائش کم ہے اور اس وقت پنجاب میں قیدی بہت زیادہ ہیں۔اس وقت تقریباً26ہزار سے زائد قیدی تمام جیلوں میں گنجائش سے زیادہ ہیں۔ میاں صاحب نے جو کہا ہے اس حوالے سے یہ کہوں گا کہ زبردستی تو کوئی کسی سے کچھ نہیں کرا سکتا لیکن قیدیوں کی ٹریننگ کے لئے انتظامات موجود ہیں، پڑھے لکھے قیدیوں کے لئے کمپیوٹر کورسز،الیکٹرک وائرنگ اور مکینک کے کورسز ہیں۔اس کے علاوہ اَن پڑھ قیدیوں کے لئے قالین بانی کرائی جاتی ہے،جیلوں میں لکڑی کے کارخانے بھی موجود ہیں اور انڈسٹری بھی موجود ہے۔ جیل میں جو بامشقت قیدی ہوتے ہیں ان کے حوالے سے عدالت جو لکھ دیتی ہے ان کو اس کے مطابق ٹریننگ دی جاتی یا کام لیا جاتا ہے لیکن تعلیم و تربیت کے لئے تعلیم القرآن کے اساتذہ موجود ہیں اور ہمارے مذہبی اساتذہ بھی موجود ہیں۔قیدیوں کو تعلیمی اور مذہبی تربیت دی جاتی ہے ان میں سے جو پڑھتا ہے اور کچھ سیکھ جاتا ہے تو اس کی سزا میں قانون کے مطابق تخفیف ہوتی ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے از خود زبردستی کا لفظ شامل کر دیا ہے۔ میں نے لفظ تحرک استعمال کیا تھا۔ میں نےmotivationکی بات کی تھی، میں نے زبردستی کی بات نہیں کی تھی کہ اگر کوئی ٹریننگ نہیں لینا چاہتے جس کی عام خبریں بھی ہیں تو اس کے لئے کوئیmotivational programmeکا سوال کیا تھا۔اسی کے تناظر میں آگے بڑھتے ہیں کہ تقریباً ایک قیدی پر 60روپے یومیہ خوراک کا خرچہ ہے جو سالانہ ایک ارب روپے سے زیادہ بنتا ہے۔ان کی ٹریننگ کے لئے انہوں نے کتنا فنڈ مختص کیا ہوا ہے یا کوئی بجٹ رکھا جاتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری):جناب سپیکر!اس کے لئے بجٹ نہیں،اس کے لئے مذہبی ٹیچرز ہیں، تعلیم القرآن ٹرسٹ نے 64 ٹیچرز تمام جیلوں میں دیئے ہوئے ہیں اور 32 ٹیچرز گورنمنٹ سیکٹر سے ہیں ان کو تنخواہ دی جاتی ہے۔اگر ان ٹیچرز کی تنخواہ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں تو نیا سوال دے دیں میں تنخواہ کی تفصیل بتا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ تفصیل بتا دیں کہ کتنا خرچ آتا ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ تفصیل بھی نہ دیں۔ میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا اس کے لئے علیحدہ سے بجٹ مختص کیا جاتا ہے کہ ٹیچرز آتے ہیں، ٹریننگ ہے، exercise ہے اس پر خرچ آتا ہے یا مفت میں دی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! جو ٹیچرز آپ نے رکھے ہوئے ہیں ان کی جتنی بھی تنخواہ بنتی ہے وہ تفصیل میاں صاحب کو دے دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! تعلیم القرآن ٹرسٹ کے ٹیچرز کی تنخواہ وہی ٹرسٹ دیتا ہے، جو گورنمنٹ کے ٹیچرز ہیں اور ابھی recently بارہ ٹیچرز پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے تعینات ہوئے ہیں ان کی تنخواہ گورنمنٹ دیتی ہے۔ ان کے لئے extra بجٹ نہیں رکھا جاتا۔ وہ ٹیچرز جو ٹریننگ دیتے ہیں مثلاً سوشل ویلفیئر کی خواتین، ٹیچرز خواتین قیدیوں کو سلائی کڑھائی سکھانے کے لئے آتی ہیں انہیں متعلقہ محکمہ تنخواہ دیتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! کیا میں یہ سمجھوں کہ جیل خانہ جات میں قیدیوں کی ٹریننگ کے لئے کوئی بجٹ مختص نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! انہوں نے بتا دیا ہے کہ مذہبی ٹیچرز کو ٹرسٹ تنخواہ دیتا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں ان کے منہ شریف سے یہ سننا چاہتا ہوں کہ جیل خانہ جات کا جو بجٹ بنتا ہے اس میں ٹریننگ کا کوئی بجٹ نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا ایسا ہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں نے آپ کے توسط سے معزز ممبر سے یہ گزارش کی ہے کہ ٹریننگ ایک حصہ ہے، جیل میں جو بھی قیدی جاتا ہے اس کی ٹریننگ اور تعلیم و تربیت کے لئے پروگرام بنائے جاتے ہیں جس میں مختلف NGO's اور گورنمنٹ کے ادارے قیدیوں کی اصلاح کے لئے مذہبی تعلیم بھی دیتے ہیں، انہیں educate بھی کرتے ہیں اور ٹیکنیکل ٹریننگ بھی دیتے ہیں اس لئے کوئی علیحدہ سے sector نہیں ہے۔ وہ تمام اخراجات جو جیل کے اخراجات میں شامل ہوتے ہیں۔ اگر یہ کہیں کہ علیحدہ سے بجٹ ہے تو نہیں ہے، جو ٹیچرز ٹریننگ دیتے ہیں definitely وہ تنخواہ تو لیتے ہیں۔ جیلوں میں تعلیم القرآن ٹرسٹ کے ٹیچرز کو ٹرسٹ تنخواہ دیتے ہیں اور سرکاری ٹیچرز کو محکمہ جیل خانہ جات تنخواہ ادا کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف ماشاء اللہ جیل خانہ جات کے لئے بڑی محنت کر رہے ہیں اور انہوں نے بھیس بدل کر سنٹرل جیل کوٹ لکھپت میں visit بھی کیا تھا جو بڑا highlight بھی ہوا تھا۔ مجھے امید ہے کہ یہ پہلے کی طرح محنت کرتے رہیں گے۔ میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح تنخواہوں کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو ایک ایسا بندہ یا ایسا ملازم جو عرصہ دراز سے neglect ہوتا آ رہا ہے جو جیل میں پھانسی دیتا ہے اس کی کتنی تنخواہ ہے اور اگر وہ جیل کا مستقل ملازم ہے تو اس کو محکمہ کتنے پیسے دیتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن اگر منسٹر صاحب کو اندازہ ہے تو بتا دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! یہ میرے پاس آ جائیں تو میں ان کو پوری تفصیل بتا دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جیلوں کی تعداد 32 ہے اور قیدیوں کی گنجائش 21527 ہے اور موجودہ تعداد 48127 ہے۔ کیا وہ کوئی بھیڑ بکریاں ہیں کہ پچھلے بھی پانچ سال good governance کی گورنمنٹ رہی تو کیا اس کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے گئے کہ گنجائش سے زیادہ قیدی رکھے جا رہے ہیں؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فی کس قیدی 59.61 روپے یومیہ خوراک کا خرچہ ہے تو موجودہ مہنگائی کے دور میں جس وقت 50 روپے کلو آٹا ہے تو کیا قیدی کے لئے 59.61 روپے یومیہ تین وقت کی روٹی کے لئے کافی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتانا چاہوں گا کہ اس وقت تقریباً 26700 کے قریب قیدی گنجائش سے زیادہ ہیں۔ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے دور میں جب حکومت سنبھالی تو معزز ممبر نے جو بات کی ہے وہ وزیر اعلیٰ صاحب کے علم میں آئی تو انہوں نے 2009 میں بارہ نئی جیلیں بنانے کا حکم دیا۔ اس وقت بارہ نئی جیلیں تقریباً مکمل ہونے والی ہیں، ان میں سے تین جیلیں جون تک مکمل ہو جائیں گی اور باقی اگلے سال مکمل ہو جائیں گی۔ ان

کی capacity تقریباً بارہ ہزار کے قریب ہو گی۔انشاء اللہ یہ مسئلہ جلد ہی حل کر لیا جائے گا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھتی ہے اس حساب سے جرائم بھی بڑھتے جاتے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ چیف منسٹر پنجاب کے حکم سے within six months یہ جیلیں مکمل ہو جائیں گی۔ چار جیلیں تقریباً مکمل ہیں جو within two months handover ہو جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیاان میں بارہ ہزار قیدیوں کی capacity ہو گی؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جی،ان میں بارہ ہزار قیدی ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!قیدی تو آپ کے چھبیس ہزار بنتے ہیں تو آگے بھی آپ کا کوئی پروگرام ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر!اس کے علاوہ لاہور مناواں میں ہم ایک جیل کمپلیکس بنانے جارہے ہیں جس میں پانچ جیلیں ہوں گی۔اس کمپلیکس میں خواتین کی عام جیل ہو گی اور خطرناک قیدیوں کی بھی ایک جیل ہو گی۔انشاء اللہ چار ہزار قیدیوں پر مشتمل یہ جیلیں ہوں گی اور وہ بھی within three years مکمل ہو جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کے دوسرے سوال کا بھی جواب دے دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر!انہوں نے diet کے بارے میں کہا تو جب یہ diet menu بنا تھا تو میں فاضل ممبر کے علم میں یہ بھی لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت پورے پاکستان میں صرف پنجاب کا محکمہ جیل خانہ جات ایسا ہے جس میں اخراجات کم ہیں۔یہاں ناشتہ بھی دیا جاتا ہے۔ سندھ میں اس وقت 143 روپے ہے لیکن پنجاب میں یہ ریٹ 59 روپے سے شروع ہوا اور rate fluctuation کے حساب سے آج کل تقریباً 70 روپے کے قریب ہے۔جب ریٹ بڑھتے ہیں تو definite اخراجات بھی بڑھ جاتے ہیں لہذا موجودہ صورتحال کے مطابق یہ فی کس 70 روپے کے قریب ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!معزز منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ہم چار ہزار قیدیوں کے لئے مزید capacity بڑھا رہے ہیں تو میری ان سے درخواست ہو گی کہ 14-2013 کا جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں کوئی ایسی provision قیدیوں کے لئے موجود نہیں ہے کہ آپ جیلوں میں ان کی capacity بڑھائیں گے۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ وہ بجٹ کہاں سے آئے گا؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ بات میں نے وہ کی ہے جس کا بجٹ دیا جا چکا ہے اور یہ جیلیں تقریباً95 فیصد مکمل ہو چکی ہیں۔ اس میں بجٹ کا کوئی issue نہیں ہے۔ ابھی میں نے آپ کو بتایا ہے کہ لاہور مناواں جیل کمپلیکس چار ہزار قیدیوں کی capacity کا ہے جس کی سمری چیف منسٹر صاحب کے پاس پہنچ گئی ہے۔ اس کے علاوہ بارہ ہزار قیدیوں کی capacity کی وہ جیلیں ہیں جو مکمل ہونے والی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال بھی میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 2 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: جیلوں میں قیدیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

***2: میاں نصیر احمد:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور سنٹرل جیل اور کوٹ لکھپت جیل میں گنجائش سے زیادہ قیدی / حوالاتی موجود ہیں؟

(ب) مذکورہ جیلوں میں اوسطاً روزانہ کتنے ملاقاتی آتے ہیں نیز ملاقاتیوں کے لئے جیل انتظامیہ کیا سہولیات فراہم کرتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملاقاتیوں سے رقم وصول کر کے ملاقات کرائی جاتی ہے یا کھانا و دیگر سامان قیدیوں کو پہنچایا جاتا ہے؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے عناصر کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس ضمن میں تحریر ہے کہ سنٹرل جیل، لاہور میں اس وقت مورخہ 30-06-2013 کو 3530 اسیران بند ہیں اور گنجائش 1053 کی ہے اور یہ درست ہے کہ سنٹرل جیل لاہور میں گنجائش سے زیادہ قیدی / حوالاتی موجود ہیں۔

(ب) اس ضمن میں تحریر ہے کہ اوسطاً تقریباً 400 سے 500 ملاقاتی جیل کے قیدیان / حوالاتیان سے ملاقات کے لئے آتے ہیں اور سنٹرل جیل لاہور میں ملاقاتیوں کے لئے نئے شیڈ بنائے گئے ہیں۔ جن میں بیٹھنے کے لئے مناسب انتظامات موجود ہیں اور شیڈ کے اندر کنٹین،

واٹر کولر، پنکھے اور بنچ بھی رکھے ہوئے ہیں۔ جس میں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔ ملاقاتیوں کی راہنمائی اور مسائل کے حل کے لئے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل شیڈ کے اندر ہر وقت موجود ہوتا ہے اور سپرنٹنڈنٹ جیل بھی روزانہ ایک گھنٹہ شکایات سنتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے، بلکہ حکومت پنجاب جناب خادم اعلیٰ کے حکم پر دس روپے کی پرچی ختم کر کے فری ملاقات کرانے کا حکم صادر کیا ہے اور اسی حکم کے تحت ملاقات کی کوئی پرچی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

مزید تحریر خدمت ہے کہ قیدیوں کا کھانا اور دیگر سامان بحفاظت اسیران کو پہنچادیا جاتا ہے اور اس کے عوض کوئی رشوت یا رقم وصول نہیں کی جاتی۔

(د) یہ درست نہ ہے بلکہ سوال کا جواب، جز(ج) میں تفصیل سے دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ مذکورہ جیلوں میں روزانہ جو ملاقاتی آتے ہیں ان کو بڑی تکلیف، ملاقاتیوں سے رقم وصول کر کے ملاقات کرائی جاتی ہے۔ منسٹر صاحب آغاز میں وہاں گئے تھے اور پیسے دے کر ملاقات کی تھی جس کے بعد ان کے بقول اس نظام میں کافی بہتری آئی ہے۔ میرا اِن سے سوال یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جب یہ جاتے ہیں تو اب جیل والوں نے اِن کی تصویر ہر جیل میں لگادی ہو کہ اگر منسٹر صاحب آئیں تو ان کو چھوڑ کر باقی سب کا کام اسی طرح routine میں چلتا رہے۔ منسٹر صاحب ذرا یہ فرمادیں کہ اس میں کس قسم کی بہتری آئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جس طرح توجہ دلائی ہے تو میں ضرور یہ بات کہوں گا کہ اب معاملات بہت بہتری کی طرف ہیں۔ الحمدُللہ میں نے خود جیلوں میں جتنے بھی visit کئے ہیں surprise کئے ہیں۔ میں نے ایک بھی visit اُن کو بتا کر یا پروٹوکول کے ساتھ نہیں کیا۔ ضرور کچھ معاملات ایسے ہیں جو میرے ساتھ بھی پیش آئے لیکن الحمدُللہ میں نے ایک ایک چیز کی تہہ تک جا کر detail کے ساتھ check کیا ہے اور اب معاملات بہت بہتر ہیں۔ اس حوالے سے ہم نے دو اقدامات اٹھائے تھے۔ ایک یہ کہ میں نے آتے ہی تمام جیلوں میں sheds پر شکایات box لگوادیئے تھے تاکہ جس کو کوئی شکایت ہو تو وہ اپنی تحریری شکایت اس میں ڈال دے لیکن اس میں یہ پابندی لگائی گئی تھی کہ متعلقہ سپرنٹنڈنٹ جیل اس کو نہیں کھولے گا بلکہ ڈی آئی جی کھولے گا جس سے کافی بہتری آئی۔ اس کے علاوہ ایک انقلابی قدم ہم نے یہ اٹھایا ہے کہ تقریباً ڈیڑھ ماہ پہلے میں نے کوٹ

لکھپت جیل میں1124 سروس کا افتتاح کیا تھا جو ہوم ڈیپارٹمنٹ کے under ہے۔اب اس سروس کو ہم نے پورے پنجاب میں بڑھا دیا ہے۔ جب آپ جیل کی boundary میں جائیں گے تو آپ کو وہاں ایک کاؤنٹر ملے گا جس پر ٹیلیفون سیٹ رکھا ہوا ہے یعنی آپ کو قیدی، ملاقات یا کسی بھی قسم کی کوئی شکایت ہے تو اس سروس پر آپ فوری فون کریں تو وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تحت monitor ہو رہی ہوتی ہے جس کا تیس منٹ کے اندر اندر ازالہ ہوتا ہے اور سپرنٹنڈنٹ اس شکایت کو دُور کرتا ہے۔اس سروس کے شروع ہونے سے کافی بہتری آ گئی ہے۔۔۔(شور وغل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں یہ ضرور کہوں گا کہ شکایات موجود ہیں کیونکہ سو فیصد بالکل ختم نہیں ہو سکتیں لیکن اس کو minimize کیا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس محکمے میں پہلے پچاس فیصد بہتری ہوئی ہے تو within three months یہ انشاء اللہ تعالیٰ 80/90 فیصد بہتر ہو جائیں گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں نے بھی ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ پہلے کر چکے ہیں۔ جی، ڈاکٹر صاحب! آپ فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ گزشتہ سے پیوستہ جو اسمبلی تھی اس میں، میں نے ایک قرارداد دی تھی کہ قیدیوں کی families کو ملاقات کے لئے سہولت ہو کہ ایک دو دن ان کی families ان کے ساتھ رہ سکیں جو متفقہ طور پر پاس ہو گئی جس کے بعد گورنمنٹ نے یہ یقین دہانی کروائی تھی کہ ہر جیل کے اندر اس قسم کی سہولت فراہم کروادی جائے گی۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ایسی کوئی سہولت اس قرارداد کی روشنی میں جیلوں میں فراہم کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اس ضمنی سوال کا اس سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن میں معزز ممبر کے لئے گزارش کرنا چاہوں گا کہ تین اضلاع میں family room بن چکے ہیں۔ ملتان، فیصل آباد اور لاہور میں بالکل تیار ہیں۔ اس کی SNE's کے لئے ہوم سیکرٹری صاحب نے سمری بھیج دی ہے جونہی یہ approve ہوتی ہے تو سہولت فراہم کر دی جائے گی۔اس میں مسئلہ یہ آ رہا تھا کہ اس کا طریق کار کیا اختیار کیا جائے؟ چونکہ میاں محمد شہباز شریف کے vision کے تحت

یہ بنے ہیں لیکن مسئلہ یہ تھا کہ خدانخواستہ یہ misuse نہ ہو جائیں۔اس کی identificationاور ایک طریق کار وضع کرنے کے لئے ہم نے یہ کیا ہے کہ متعلقہ ضلع کا ڈی سی او نادرا کے شناختی کارڈ اور (ب) فارم وغیرہ کی verification کرے گا جس کے بعد چار دن کے لئے family کو اکٹھا رہنے کا انتظام کیا جارہا ہے۔ ہم عنقریب اس سہولت کو شروع کرنے والے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! انہوں نے تفصیل فراہم کر دی ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا باقی جیلوں میں ایسی کوئی سہولت فراہم کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! راولپنڈی جیل میں بھی family room بننے شروع ہو گئے ہیں۔ جیسے ہی تین جگہوں پر یہ operate ہو جائیں گے تو اس کے بعد باقی ہر ضلع کی جیل میں بھی انشاء اللہ ہم اس کو بنائیں گے۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں کافی تفصیلی جواب آگیا ہے۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے ایک سوال ہے کہ انہوں نے شروع شروع میں بہت چھاپے مارے تھے جس میں انہوں نے بڑے بڑے افسر معطل کئے تھے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے خلاف اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House. گپ شپ کے لئے لابی میں تشریف لے جائیں لیکن ایوان میں خاموشی اختیار کریں۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! کیا ایسے افسروں کو قرار واقعی سزا دی جائے گی یا دی جاچکی ہے جنہیں وزیر موصوف کے حکم پر معطل کیا گیا تھا؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! کسی کمی کوتاہی کی وجہ سے کوئی شکایت approve ہوتی ہے۔ میں نے جو چھاپہ مارا تھا اس کے نتیجے میں ملازمین کو معطل کیا گیا تھا بلکہ سپرنٹنڈنٹ کو بھی معطل کیا گیا تھا۔ جتنی سزائیں اب ہم نے دو سال کے اندر دی ہیں پچھلے دس سال میں بھی ایسا ریکارڈ نہیں ہے کہ اتنی سزائیں ملی ہوں۔ محکمانہ کارروائی ہوتی ہے اور سزائیں بھی ملتی ہیں لیکن اب اس پر ایف آئی آر بھی درج ہوتی ہے۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈوگر صاحب! پہلے ہی تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: میرے سوال کا نمبر 35 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سنٹرل جیل ساہیوال میں قیدیوں سے ملاقات کرنے والوں کو سہولیات فراہم کرنے کی تفصیلات

*35: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال میں قیدیوں کے ملاقاتیوں کے بیٹھنے، پینے کے پانی اور گرمی، سردی سے بچاؤ کے لئے کسی قسم کا بندوبست نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیل میں قیدیوں کو کھانے پینے اور علاج معالجہ کی سہولیات بہم نہیں پہنچائی جاتیں؟

(ج) مذکورہ بالا جیل سے ملحقہ زمین پر کیا کاشت کیا جاتا ہے اور وہ کس مقصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس مقصد کے لئے تحریر خدمت ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال میں اسیران کی ملاقات کے لئے آنے والے ورثاء اور لواحقین کی سہولت کے لئے وزیر اعلیٰ / خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے سال 10-2009 میں باقاعدہ طور پر ویٹنگ شیڈ کی تعمیر کی منظوری دی جسے کروڑوں روپے لاگت سے ہنگامی بنیادوں پر تعمیر کیا گیا ہے اور یہ زیر تعمیر ویٹنگ شیڈ آئندہ پچاس سال تک کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کافی / کارآمد ہیں اور یہ اسیران کے ورثاء اور لواحقین کے لئے گزشتہ دو سال سے آپریشنل ہیں جس میں سے تقریباً 200 صد سے 300 صد تک افراد کے بیٹھنے کے لئے مناسب اور بہترین گنجائش ہے۔ نئے تعمیر شدہ ویٹنگ شیڈ کو تمام تر بنیادی سہولیات سے آراستہ کیا گیا ہے جن میں چھت والے پنکھے، ایگزاسٹ فین، الیکٹرک واٹر کولر (ٹھنڈے اور صاف پانی کا بندوبست) بہترین اور صاف باتھ روم نیز جملہ سہولیات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1-	چھت والے پنکھے	18
2-	ایگزاسٹ فین	10
3-	الیکٹرک واٹر کولر	02
4-	باتھ روم برائے مرد حضرات	04
5-	باتھ روم برائے خواتین	04
6-	بنچز	32
7-	ٹیوب لائٹس /انرجی سیور	10

نیز یہ کہ ویٹنگ شیڈ پر خواتین کے لئے علیٰحدہ اور مردوں کے لئے علیٰحدہ کاؤنٹر موجود ہیں۔ ویٹنگ شیڈ پر ایک اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ انچارج تعینات ہے۔ خواتین کاؤنٹر پر لیڈی وارڈر اور مردوں کے لئے مرد وارڈر تعینات کئے گئے ہیں نیز سپرنٹنڈنٹ جیل نے اسیران کے ورثاء اور لواحقین کی سہولت کے لئے دفتر استقبالیہ پر ایمرجنسی گھنٹی کا انتظام کیا ہے اگر کسی بھی قسم کی شکایت یا کوئی دشواری ہو تو متعلقہ آدمی گھنٹی دباتا ہے جس کا ڈائریکٹ کنکشن سپرنٹنڈنٹ جیل کے دفتر میں موجود ہے اور فوری طور پر متعلقہ شخص کی شکایت کا ازالہ کیا جاتا ہے۔ نیز سپرنٹنڈنٹ جیل روزانہ کی بنیادوں پر دوپہر 12:30 سے 01:30 بجے تک دفتر استقبالیہ پر کھلی کچہری کا انعقاد کرتا ہے جس میں سپرنٹنڈنٹ جیل اسیران کے لواحقین اور ورثاء کے ساتھ ذاتی طور پر ملاقات کرتا ہے اور ان کو درپیش مسائل اور شکایات کا موقع پر ازالہ کیا جاتا ہے۔

(ب) خوراک کے ضمن میں تحریر ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ قیدیوں کو کھانے پینے کی سہولیات بہم نہیں پہنچائی جاتیں بلکہ حکومت پنجاب نے قیدیوں کی خوراک پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے ڈائٹ مینو میں مصالہ جات وغیرہ کا اضافہ کیا ہے جو کہ مورخہ 22-03-2013 سے نافذالعمل ہے جس سے قیدیوں کی خوراک مزید بہتر اور ذائقہ دار ہو گئی ہے۔ جیلوں کو سپلائی کردہ تمام خوردنی اشیاء حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر بعد از معائنہ اور لیبارٹری ٹیسٹ فراہم کی جاتی ہیں۔ باورچی خانہ اسیران میں حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کھانا تیار کیا جاتا ہے جسے میڈیکل آفیسر جیل اور سپرنٹنڈنٹ جیل صاحبان بعد از معائنہ قیدیان میں تقسیم کرواتے ہیں۔ جیلوں کو سپلائی کردہ دودھ نیسلے ملک کمپنی سے بعد از لیبارٹری ٹیسٹ لیا جاتا ہے اور مردہ و بیمار جانور کے گوشت سے بچنے کے لئے جیلوں میں

سلاٹر ہاؤس کا قیام عمل میں لاتے ہوئے میڈیکل آفیسر جیل کی زیر نگرانی زندہ / صحت مند جانور خرید کرنے کے بعد ذبح کر کے گوشت سپلائی کیا جاتا ہے۔

علاج معالجہ کے ضمن میں گزارش ہے کہ صوبہ بھر کی تمام جیلوں میں ہسپتال موجود ہیں جہاں پر قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولیات بہم پہنچائی جاتی ہیں۔رواں مالی سال13-2012 میں اندرون جیل ہسپتال میں علاج معالجہ کی بابت سہولیات واعداد وشمار درج ذیل ہیں:

1-	آؤٹ ڈور مریض	45349
2-	ان ڈور مریض	544

ایسے اسیران جن کا علاج معالجہ اندرون جیل ہسپتال ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں میڈیکل آفیسر جیل ہذا متعلقہ اسیر کی بیماری کے پیش نظر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ، ڈی ایچ کیو ہسپتال سے ماہر میڈیکل سپیشلسٹ، آئی سرجن، ڈینٹل سرجن، آرتھوپیڈک سرجن، کارڈک سپیشلسٹ و دیگر امراض سے متعلقہ ڈاکٹر حضرات کو جیل وزٹ کے لئے بھجوا دیتا ہے اور متعلقہ ڈاکٹر صاحب بیمار اسیران کا علاج معالجہ اور معائنہ کر کے اپنی رائے سے آگاہ کرتا ہے جس کی روشنی میں انتہائی حساس اسیر جس کا علاج معالجہ جیل ہسپتال میں ممکن نہ ہو کی منتقلی کا مکمل کیس ہوم ڈیپارٹمنٹ برائے منظوری بھجوا دیا جاتا ہے۔ نیز بعد از منظوری متعلقہ اسیر کو پولیس کی حراست میں ڈی ایچ کیو ہسپتال و دیگر انسٹیٹیوٹ میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔مزید یہ کہ حکومت پنجاب نے رواں مالی سال 13-2012 کے لئے 8لاکھ روپے برائے خریداری لائف سیونگ ڈرگ جو کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے بھجوائی جانے والی ادویات کے علاوہ ہے۔ ان ادویات کی خریداری میں کوالٹی / معیار کو مدنظر رکھا جاتا ہے اور یہ ادویات جیل ہسپتال میں برائے علاج معالجہ استعمال ہو رہی ہیں۔

(ج) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ سنٹرل جیل ساہیوال کا کل رقبہ 330ایکڑ ایک کنال 9مرلہ تھا جس میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ آف پنجاب کی ہدایات کے مطابق زیادہ تر حصہ دیگر محکمہ جات کو منتقل کر دیا گیا جیل ہذا کا کل رقبہ باقی ماندہ رقبہ اور قابل کاشت رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

		ایکڑ	کنال	مرلہ
1-	ہائی سکیورٹی پریزن جیل ساہیوال الاٹ شدہ رقبہ	98	00	00
2-	میڈیکل کالج کو الاٹ شدہ رقبہ	60	06	04
3-	سنٹرل جیل سٹاف کالونی کا رقبہ	59	07	00

4-	سرٹیفائیڈ سکول کو الاٹ شدہ رقبہ	10	00	00
5-	اندرون جیل کا کل رقبہ	55	00	00
6-	ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا مختص رقبہ	29	00	00

(ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا رقبہ فی الحال جیل ہذا کاشت کر رہی ہے)

		ایکڑ	کنال	مرلہ
7-	گریڈ سٹیشن کا رقبہ	07	00	00
8-	زرعی کاشت رقبہ	10	04	05
	کل رقبہ	330	01	09

باقی ماندہ رقبہ زیر کاشت رقبہ پر موسموں کی مناسبت اور اسیران کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مختلف اقسام کی سبزیات و فصلیں اگائی جاتی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1	گندم	20ایکڑ	-/576000روپے
2	برسیم	05ایکڑ	-/310000روپے
3	سبزی	10ایکڑ04کنال05مرلہ	-/3006168روپے
	ٹوٹل		-/3892168روپے

نوٹ: چار ایکڑ آئندہ کاشت سبزیاں رواں مالی سال 14-2013

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں جواب سے مطمئن ہوں اور کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 451 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: جیل کے ہسپتال میں بستروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*451: **جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ کی جیل میں کتنے بیڈز کا ہسپتال ہے اور ہسپتال کا کل کتنا عملہ ہے؟

(ب) ہسپتال میں قیدیوں کے لئے کون کون سی سہولتیں میسر ہیں، تفصیل بتائیں؟

(ج) کیا ضلع شیخوپورہ کی جیل کے ہسپتال میں مریضوں کے ٹیسٹ کروانے کے لئے سہولیات موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ:

ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ کے ہسپتال میں ٹوٹل اٹھائیس بیڈز ہیں۔ جیل ہسپتال میں اس وقت کل سات اہلکاروں پر مشتمل عملہ کام کر رہا ہے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔ ڈاکٹر مبین افضل (میڈیکل آفیسر)
2۔ زاہد حسین (نرسنگ اسسٹنٹ)
3۔ زاہد حسین (ڈسپنسر)
4۔ شمشاد خورشید (لیب ٹیکنیشن)
5۔ محمد عالم (نرسنگ اردلی)
6۔ شبیر حسین (نرسنگ اردلی)
7۔ محمد ارشد (نرسنگ اردلی)

(ب) جیل ہسپتال میں قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے ہر قسم کی ادویات موجود ہیں اور جیل ہسپتال کا عملہ 24 گھنٹے موجود رہتا ہے۔اس کے علاوہ جیل ہسپتال میں درج ذیل سہولیات بھی موجود ہیں۔

I- ECG مشین
II- الٹراساؤنڈ مشین
III- ڈینٹل یونٹ
IV- ہفتہ وار ڈی ایچ کیو ہسپتال شیخوپورہ سے میڈیکل سپیشلسٹ آتے ہیں اور مریضوں کو باقاعدگی سے چیک کرتے ہیں۔

(ج) جیل ہسپتال میں منی لیب دستیاب ہے جس میں قیدیوں کے مندرجہ ذیل ٹیسٹ ہوتے ہیں۔

1- خون کا ٹیسٹ
2- پیشاب کا ٹیسٹ
3- خون میں شوگر کی مقدار معلوم کرنے کا ٹیسٹ

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! جز(الف) میں بیڈز کے متعلق میں نے سوال کیا تھا تو جواب میں 28 بیڈز کا ذکر ہے لیکن میں صرف اتنا سوال کرنا چاہوں گا کہ میرے علم کے مطابق یہاں پر صرف

امیر اور approachable آدمی آتے ہیں اور غریب آدمی کو تو ادھر transfer ہی نہیں کیا جاتا۔یہاں پر اب وہ لوگ بیٹھے ہیں جو approach کروالیتے ہیں چاہے وہ بیمار ہیں یا نہیں اور وہ سہولت لینے کے لئے بیٹھے ہیں جبکہ بیڈز تو صرف 28 ہیں۔ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں ننکانہ ضلع کا بھی burden ہے اور شیخوپورہ ضلع کا تو ہے ہی۔ ننکانہ سے متعلق کافی عرصہ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ جیل بنا رہے ہیں لیکن ابھی تک نہیں بنی۔ ننکانہ والوں کو بھی پریشانی ہے کیونکہ وہ لوگ سفر طے کر کے ادھر آتے ہیں کیونکہ وہاں قیدیوں کی تعداد دگنی سے بھی زیادہ ہے تو کیا ادھر لیٹے ہوئے مریضوں کا کبھی چیک اپ بھی کروایا ہے کہ یہ واقعی مریض ہیں یا صرف سفارشی آکر لیٹے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو ضرور یہ گزارش کروں گا کہ اس کا ایک طریق کار موجود ہے، ڈاکٹر اسے چیک کرتا ہے، اس کی رپورٹ پر مریض جب وہاں پر داخل ہوتا ہے تو اس کا باقاعدہ چارٹ بنتا ہے کہ وہ کب سے ہے، کیا بیماری ہے اور ٹیسٹ وغیرہ بھی ہوتے ہیں جبکہ اس چیز کو ensure کیا گیا ہے کہ اب وہ دور گیا جب سفارش اور پیسے دے کر مریض ہسپتال میں آرام فرمایا کرتے تھے۔ اب میں اور آئی جی صاحب اس کو ensure کرتے ہیں اور مختلف اوقات میں visit surprise بھی کرتے ہیں تاکہ کوئی ایسی شکایت نہ ہو۔ اگر معزز ممبر کے علم میں کوئی ایسی شکایت ہے تو وہ بتائیں ہم اس پر سخت سے سخت action لیں گے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ننکانہ جیل کے حوالے سے بھی سوال کیا تھا تو اس حوالے سے اگر ان کے پاس کوئی جواب ہے تو اس پر بھی تھوڑی سی روشنی ڈال دیں۔ موبائل سروس کے حوالے سے پچھلے دنوں جیل میں issues بھی رہے اور آج کل الحمدللہ انہوں نے بہت اچھی سروس کی اور اس چیز کو کنٹرول کیا لیکن ابھی بھی ضلع شیخوپورہ میں میرے پاس شکایتیں آتی ہیں اور لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ فلاں موبائل کی وجہ سے پکڑا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ موبائل جاتا ہے تو پکڑا جاتا ہے اس لئے اس حوالے سے اس پر مزید توجہ دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! ننکانہ جیل بنانے کا فی الحال کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ جہاں تک موبائل کا سوال ہے تو وہ اس سے متعلقہ نہیں ہے لیکن ہم نے پانچ ہزار سے

زائد موبائل recover کئے ہیں اور میں معزز ممبر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جس سے موبائل پکڑا جائے تو اس کے لئے معافی کی گنجائش ختم ہے اور یہ نہیں کہ جس قیدی سے برآمد ہو بلکہ وہاں پر جو متعلقہ آفیسر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ ہے یا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہے یا جو بھی متعلقہ آدمی ہے اس کے خلاف A.T.A-7 کی ایف آئی آر launch ہوتی ہے، اب وہ وقت چلا گیا۔ پھر ہم نے اڈیالہ جیل میں جیمرز لگا دیئے ہیں اور ہم انشاء اللہ باقی جیلوں میں بھی جیمرز لگا رہے ہیں اور عنقریب اس بیماری کا سدباب ہو جائے گا۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب میں جیلوں کا نظام پہلے سے بہت بہتر ہے اور میں وزیر موصوف سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سوال کے جز(ب) میں فرمایا کہ جیل ہسپتالوں میں قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے ہر قسم کی ادویات موجود ہیں اور جیل ہسپتال کا عملہ 24 گھنٹے موجود رہتا ہے۔ یہاں فرمایا گیا کہ جیل کے ہسپتال میں ای سی جی، الٹراساؤنڈ، ڈینٹل یونٹ اور پیشاب و خون کے ٹیسٹ وغیرہ ہوتے ہیں تو کیا پنجاب کی تمام جیلوں میں یہ سہولت میسر ہے اور اگر نہیں تو کب تک یہ سہولت دوسری جیلوں میں میسر ہو سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری) جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی ذمہ داری ہے کہ قیدیوں اور اسیروں کی ممکنہ دیکھ بھال کی جائے اور ہم اس ذمہ داری سے پوری طرح آگاہ بھی ہیں اور تمام جیلوں میں اس وقت تمام بنیادی ضروریات موجود ہیں اور کوئی بھی ایسی جیل نہیں جس میں ای سی جی مشین، الٹرا ساؤنڈ، ڈینٹل چیئر اور بنیادی ٹیسٹ وغیرہ کی سہولت موجود نہ ہو۔ ہاں ابھی ہم نے این جی اوز اور مخیر حضرات کی مدد سے منی آپریشن تھیٹرز بھی بنا لئے ہیں اور کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ قیدیوں کا علاج انہی جیلوں میں کیا جائے۔ پچھلے سال پنجاب حکومت نے 34 کروڑ روپے سے صحت کے آلات خریدے اور اس سال 59 کروڑ روپے سے یہ سامان خریدا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے علاج معالجہ کے حوالے سے سوال یہ پوچھنا ہے کہ یہ سہولیات تو یقیناً میسر ہیں لیکن وقتاً فوقتاً ہم دیکھتے ہیں کہ اخبارات میں خبر آتی ہے کہ جیل میں قیدی فوت ہو گیا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے، یہاں پر procedure یہ ہے کہ اگر کسی مریض کو تکلیف ہے اور جیل کا ڈاکٹر ظاہر ہے ایم بی بی ایس ہوتا ہے سپیشلسٹ نہیں ہوتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات اس کو perceive نہیں کرتا۔ اب اس کو شک و شبہ ہو جاتا ہے تو پھر وہ جیل سپرنٹنڈنٹ سے بات کرے، پھر ڈی ایچ کیو سے یا کسی میڈیکل کالج سے attach ہسپتال کو لکھا جائے تو پھر وہاں سے ڈاکٹر آئے۔ یہ procedure اتنا لمبا ہے کہ اتنی دیر میں مریض کی چھٹی ہو جاتی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کی ایمرجنسی ہو یعنی کسی کو ہارٹ اٹیک ہو جائے تو اسے تو فوراً شفٹ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو ایسے مریض جنہیں جیل کے اندر ہارٹ اٹیک ہو جائے، انہیں کتنے عرصہ میں ہسپتال میں شفٹ کرتے ہیں اور اس طرح کی ایمرجنسی کا کیا procedure ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری) جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ ایمرجنسی cases میں کوئی اتنی requirement نہیں ہے۔ کسی بھی قیدی کے ساتھ کوئی ایسی ایمرجنسی ہو جاتی ہے تو جیل میں ڈاکٹر جو 24 گھنٹے موجود ہوتے ہیں تو وہ سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کریں گے اور سپرنٹنڈنٹ فوری طور پر اس قیدی کو شفٹ کر دے گا۔ عام cases کے لئے وہ procedure لمبا ہے جہاں پر ڈاکٹر بھی سپرنٹنڈنٹ کو رپورٹ کرے گا اور پھر سپرنٹنڈنٹ آئی جی کو اور آئی جی سے وہ ہو جائے گا۔ ایمرجنسی cases میں کوئی بھی لمبا procedure نہیں ہے no within time وہ سپرنٹنڈنٹ کے علم میں جب ڈاکٹر لے آتا ہے تو اسی وقت اسے شفٹ کر دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 520 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ جیل خانہ جات میں مختلف گریڈز کی خالی اسامیوں کی تفصیلات

*520: جناب اعجاز خان: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات میں مختلف گریڈز کی ایک ہزار سے زاید اسامیاں خالی پڑی ہیں، یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں، علیٰحدہ علیٰحدہ جیل وار بیان کریں؟

(ب) حکومت کب تک خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ جیل خانہ جات میں مختلف گریڈ کی ایک ہزار سے زاید اسامیاں خالی پڑی ہیں جن کی جیل وار تفصیل "A" Annex ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ ذیل میں درج خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کا عمل جاری ہے۔ جیسے ہی بھرتی کا عمل مکمل ہو گا خالی اسامیوں پُر تعیناتی کر دی جائے گی۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی
1	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	08
2	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل (میل)	49
3	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل (فی میل)	02
4	مذہبی ٹیچر	12
5	چیف وارڈر	28

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب نے سکیل ایک سے سکیل 15 تک کی خالی اسامیوں پر بھرتی پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ جیسے ہی پابندی ختم ہو گی خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ ایک ہزار vacancies موجود ہیں تو یہ اسامیاں کب تک پُر کی جائیں گی اور جو تفصیلات یہاں پر دی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ 2004 سے vacancies موجود ہیں۔ میں ایک دو سال کی بات نہیں کر رہا بلکہ almost ten years ہو گئے ہیں کہ یہ اسامیاں موجود ہیں۔ یہاں پر آ کر جب بتایا جاتا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے یہ سب کچھ ہو گا اور یہ سب چیزیں کی جائیں گی۔ میں آپ کے سامنے دس سال کا ریکارڈ لے کر آیا ہوں۔ جو issue بتایا گیا ہے یہاں پر آ کر اس کے facts نہیں بتائے جاتے اور اسے آگے چلا دیا جاتا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہو گا۔ کیوں نہیں سچ بولا جاتا اور صحیح جواب یہاں پر کیوں نہیں دیئے جاتے؟ ایک چیز 2004 سے چھوڑی ہوئی ہے یعنی ایک ہزار لوگ، میں کوئی پانچ چھ یا دس نوکریوں کی بات نہیں

کر رہا بلکہ ایک ہزار بندے کی بات کر رہا ہوں تو مہربانی کر کے اس کی تفصیلات بتائیں کہ یہ کب تک پُر کی جائیں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! معزز ممبر بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ پچھلے کافی سالوں سے یہ اسامیاں خالی چلی آ رہی ہیں۔ ہم نے اس کے جواب میں لیٹر بھی لکھ دیا ہے کہ یہ سمری ہوم سیکرٹری سے ہو کر چیف منسٹر کی طرف چلی گئی ہے اور انشاء اللہ عنقریب یہ خوشخبری ملے گی کہ پنجاب کی ایک ہزار نہیں بلکہ گیارہ سو خالی اسامیوں کو پُر کر لیا گیا ہے اس کے علاوہ فیملی رومز کے لئے 160 اسامیاں ہیں اور اگلے ماہ ہم دو نئی جیلوں کو open کرنے جا رہے ہیں اس کے لئے بھی 800 اسامیاں ہیں۔ مشین گنیں چلانے کے لئے بھی چار سو اسامیاں خالی ہیں جو ہم بھرتی کرنے جا رہے ہیں۔ میں ایوان کو ensure کرتا ہوں کہ محکمے میں بالکل کمی ہے، اس کمی کو ہم پورا کریں گے اور ان کو جلد ہی خوشخبری ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ خوشخبری آج ہی دے دیں کیونکہ دس سال سے اس خوشخبری کا انتظار ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! انہوں نے commitment کی ہے اور چیف منسٹر کو سمری بھجوا دی ہے جیسے ہی approval آ جائے گی اس پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! منسٹر صاحب اس کی کوئی date ہی بتا دیں کہ یہ کب تک پُر کر دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے اپنے بھائی سے عرض کیا ہے کہ وہ سمری ہوم سیکرٹری سے آگے جا چکی ہے ہم اس کو follow کر رہے ہیں کیونکہ اس سے ہمارے ہی ڈیپارٹمنٹ کا فائدہ ہے۔ اس میں کچھ اسامیاں ایسی ہیں جو پبلک سروس کمیشن نے کرنا تھی۔ چیف وارڈر اور مذہبی ٹیچر کی اسامیاں پُر ہو چکی ہیں۔ کچھ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کے بھی written test ہو چکے ہیں، ان کے صرف انٹرویو رہتے ہیں۔ جو بھرتیاں پبلک سروس

کمیشن کے علاوہ کی جاتی ہیں ہم ان کو pursue کریں گے تاکہ جلد از جلد بھرتی ہو کیونکہ یہ محکمے کے مفاد میں ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں تو چاہ رہا تھا کہ آج ہی لوگوں کو خوشخبری مل جاتی لیکن آج نہیں مل رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کو جلد ہی خوشخبری دے دیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا اس میں دوسرا ضمنی سوال ہے کہ سکیل ایک تا سکیل پندرہ کی job پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ پابندی کب اُٹھے گی اور یہ پابندی کیوں نہیں اُٹھا لیتے تاکہ نوجوانوں کو نوکریاں دی جا سکیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ محکمہ جیل خانہ جات کے حوالے سے بات کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اسی کی بات کر رہا ہوں، جواب میں لکھا ہے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ان پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ ہمیں کوئی تاریخ بتائی جائے کہ یہ ایک تا پندرہ سکیل پر پابندی کب تک اٹھالیں گے؟ اب بلدیاتی الیکشن بھی آ رہا ہے میرے خیال میں اب یہ نوکریاں کھل جانی چاہئیں تاکہ نوجوانوں کو opportunities مل سکیں۔ نوجوان بے روزگار بیٹھے ہیں ان کو opportunities ملنی چاہئیں، چاہے کسی بھی پارٹی کی طرف سے ملے ہمیں فرق نہیں پڑتا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اب تو الیکشن کمیشن نے ban لگا دیا ہے آپ تو ماشاء اللہ پڑھے لکھے آدمی ہیں الیکشن کے دوران کس طرح بھرتی ہو سکتی ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ party basis پر نہ کریں بلکہ آپ میرٹ پر کریں جو competent ہیں ان کو بھرتی کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب تو ban ہے الیکشن کے بعد ہی بھرتی ہو سکے گی، ماشاء اللہ آپ سمجھدار آدمی ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ کا کیا خیال ہے کہ کوئی کام نہیں ہو رہا ہے؟ آپ میرے ساتھ میرے حلقے میں چلیں، میں دکھا دیتا ہوں کہ آج کتنی جگہوں کے افتتاح ہونے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر!میں معزز ممبر کو بتانا چاہوں گا کہ 2012 میں بھی بھرتیاں ہوئی تھیں اب جو ban ہے اس کی سمری چیف منسٹر کے پاس جا چکی ہے اس پر سے انشاء اللہ جلد ہی ban ختم ہو جائے گا۔پبلک سروس کمیشن کے تحت جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کی بھرتی ہو رہی تھی اس سلسلے میں کچھ لوگوں نے عدالت سے stay لیا ہوا ہے۔ وہ بھرتی چونکہ پبلک سروس کمیشن نے کرنی ہے لہذا جب تک عدالت سے stay ختم نہیں ہو جاتا اس وقت تک وہ بھرتی نہیں ہو سکتی۔اس کے علاوہ باقی بھرتیاں ہم جلد ہی کر دیں گے، جیسے ہی سمری منظور ہو گی ہم جلد ہی بھرتیاں کر دیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!ابھی بھی انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کون سی تاریخ تک بھرتیاں کر لیں گے۔اس چیز کو ہمیشہ ہی open handed چھوڑ دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔وہ تشریف نہیں رکھتے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!سوال نمبر 521 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت کے لئے رکھے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*521: **جناب اعجاز خان:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت کے لئے سال 11-2010 اور 12-2011 کے دوران کتنا فنڈ رکھا گیا؟

(ب) کیمپ جیل لاہور میں مذکورہ مدت کے دوران کتنے قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی گئی؟

(ج) کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں کی صحت اور علاج معالجہ کے کن کن منصوبوں پر عمل کیا جا رہا ہے،اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ سال11-2010 میں قیدیوں کی صحت و علاج معالجہ کے لئے-/4777442 روپے مختص کئے گئے اور اسی طرح سال12-2011 میں-/747000 ہزار روپے مختص کئے گئے۔

(ب) سال11-2010 میں93740 قیدیوں / حوالاتیوں کو علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی گئیں اسی طرح سال12-2011 میں90422 قیدیوں کو علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی گئی۔

(ج) قیدیوں کی صحت و علاج معالجہ کے لئے درج ذیل سہولیات پر کام ہو رہا ہے:-

- ٹی بی کی روک تھام کے لئے پنجاب ٹی بی DOTS کے زیر نگرانی پروگرام شروع کیا گیا ہے-اپریل2011 تا اگست 3364،2013 قیدیوں / حوالاتیوں کی سکریننگ کی گئی جن میں سے 103 پوزیٹو مریض جبکہ 3261 نیگٹو مریض ہیں۔
- پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کے توسط سے ایچ آئی وی ایڈز کی سکریننگ اور علاج کا سلسلہ جاری ہے-اسی طرح 3500 قیدیوں / حوالاتیوں کی سکریننگ کی گئی جن میں سے 50 مریض پوزیٹو جبکہ 3450 نیگٹو مریض ہیں۔
- پنجاب ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام کے توسط سے ہیپاٹائٹس B&C کی سکریننگ کا سلسلہ مرحلہ وار جاری ہے۔ اسی طرح 20 قیدیوں / حوالاتیوں کی سکریننگ کی گئی جن میں سے 14 مریض پوزیٹو جبکہ 06 نیگٹو مریض ہیں۔ جو کہ زیر علاج ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس میں ٹی بی مریضوں کا بتایا ہے کہ ان کی screening کی گئی اور 103 مریضوں کی رپورٹیں positive آئی ہیں۔ اس میں سب سے بڑا point یہ تھا کہ بیس مریضوں کا ہیپاٹائٹس ٹیسٹ کیا گیا اس میں سے چودہ مریض positive نکلے۔ یہ کتنی بڑی چیز آپ کو نظر آ رہی ہے پھر انہوں نے اس کو بڑے پیمانے پر کیوں چیک نہیں کیا کہ مزید کتنے مریض اس مرض میں مبتلا ہیں؟ انہوں نے بتایا ہے کہ وہاں پر تین ہزار قیدی ہیں اگر ان کا ٹیسٹ کیا جائے تو 60,70 فیصد لوگوں کو ہیپاٹائٹس کا مرض نکلے گا۔ یہ بتایا جائے کہ ان کے علاج کے لئے کیا کیا جا رہا ہے، ان میں سے ابھی تک کتنے صحت یاب ہو گئے ہیں اور ان پر کیا اخراجات آئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر!یہ مرض جیل میں نہیں لگتا بلکہ جو قیدی باہر سے آتے ہیں ان میں بھی یہ مرض ہو سکتا ہے۔ جو قیدی اس مرض کے حوالے سے کوئی شکایت کرتے ہیں یاان کو کوئی ایسی feelings ہوتی ہیں تو پھر ڈاکٹر ان کی رپورٹ کرتا ہے۔ میں اس ایوان کو ضرور بتانا چاہوں گا کہ اس وقت جیل میں ادویات کی کوئی کمی نہیں ہے اور ہر مرض کی ادویات موجود ہیں۔اب ہوم سیکرٹری اور ہم سب مل کر ایک بہت اچھا پروگرام شروع کر رہے ہیں کہ جیسے ہی کوئی قیدی آئے گا تو اس کے سب ٹیسٹ کر لئے جائیں گے جیسے دوسرے ملکوں میں ہوتا ہے۔ اس پروگرام کو بھی ہم انشاء اللہ عنقریب شروع کر رہے ہیں۔ ایسے مریض کی مکمل تشخیص ہو جائے گی کہ اس کو کیا کیا مرض ہے۔ میں ensure کرتا ہوں کہ ہیپاٹائٹس ہو یا ٹی بی ہو کسی مریض کا علاج اس وجہ سے نہیں رک رہا ہے کہ وہاں پر ادویات نہیں ہیں۔ وہاں پر ادویات موجود ہیں اور سپرنٹنڈنٹ کو اختیارات ہیں کہ جب ادویات نہ ہوں تو وہ خرید بھی سکتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میں ان کو یہ suggestion دینا چاہوں گا کہ قیدیوں کے ٹیسٹ کرنے سے پہلے یہ ان کے رہنے، کھانے اور پانی کے حالات کو بہتر کریں۔ یہ ہیپاٹائٹس گندے پانی اور ناقص خوراک کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ اگر اس کو کنٹرول نہیں کیا جائے گا تو اس وقت آپ بیس میں سے چودہ مریض دیکھ رہے ہیں یہ بڑھتے بڑھتے بیس کے بیس ہو جائیں گے اس لئے سب سے پہلے قیدیوں کے کھانے، پانی اور صفائی کا انتظام کرنا پڑے گا پھر ہیپاٹائٹس کم ہو گا۔ یہ ٹیسٹ کرنے سے کم نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر!تمام جیلوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دیئے گئے ہیں۔ ان کی یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہیپاٹائٹس گندے پانی کی وجہ سے ہوتا ہے اس لئے ہم نے حفظ ماتقدم تمام جیلوں میں پلانٹ لگا دیئے ہیں۔ جو محکمہ صحت کا ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام ہے ان کے تحت ہی ان قیدیوں کا علاج ہو رہا ہے۔ جیلوں میں چوبیس گھنٹے ڈاکٹر بھی موجود ہے، وہاں ایک ماہ میں دو دفعہ سیشن جج بھی دورے کرتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اب ایسی کوئی گنجائش نہیں ہو گی کہ مریضوں کے ساتھ اچھا سلوک روا نہ رکھا جائے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!اب یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر!میں اس میں تھوڑی سی clarificationبھی کروں گی۔ جیسا کہ ڈاکٹر مراد راس نے ابھی کہا کہ ہیپاٹائٹس پانی اور کھانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان کا سوال بھی غلط تھا اور منسٹر صاحب کا جواب بھی غلط تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ اس چکر میں نہ پڑیں بلکہ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر!بنیادی طور پرHepatitis is not water bornیہ چیز understandکرنی چاہئے کہ .It is not water bornمیں منسٹر صاحب سے صرف یہی کہوں گی کہ یہ ایکalarming situationہے کہ آپ کی جیل میں ہیپاٹائٹس بی اور سی کے اتنے مریض ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو اس سلسلے میں کوئیstepاٹھانا چاہئے اور اس معزز ایوان کو بھی بتائیں کہ آپ اس سلسلے میں کون سا further stepاٹھانے جا رہے ہیں؟ اگر آپ کے سامنے اتنیalarming situationآئی ہے تو آپ کو ہنگامی بنیادوں پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر!میں نے جیسے عرض کیا ہے کہ محکمہ ہیلتھ کا ہیپاٹائٹس کنٹرول پروگرام چل رہا ہے، وہ بھی اس کو watch کر رہے ہیں، ہمارے ڈاکٹرز بھی موجود ہیں، میڈیسن کی کوئی کمی نہیں ہے اور تمام سہولتیں موجود ہیں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ایسی کوئی خطرناک صورتحال نہیں ہے۔ یہ تو عام نارمل زندگی گزارنے والے لوگوں میں بھی بہت سارے اثرات پائے جاتے ہیں لیکن ایسی کوئی خطرناک صورتحال نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کی طرف سے ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا سوال نمبر610 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کی جیلوں میں قید بچوں اور عورتوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*610: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ کی جیلوں میں اس وقت کل کتنے بچے اور عورتیں بند ہیں، تفصیل جیل وار بتائیں؟

(ب) اس وقت کتنے بے گناہ بچے مجبوراً اپنی والدہ کے ساتھ کس کس جیل میں بغیر کسی قانون و جواز کے بند ہیں، تفصیل الگ الگ جیل وار فراہم کریں؟

(ج) اس وقت کتنی حاملہ خواتین کس کس جیل میں قید ہیں؟

(د) کیا کسی بے گناہ بچے اور گنہگار حاملہ خاتون کو جیل میں رکھا جا سکتا ہے اگر نہیں تو پھر ان کو کس کس قاعدہ کے تحت جیلوں میں رکھا ہوا ہے کیا حکومت ان کو رہا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مورخہ 2013-07-31 تک 725 بچے اور 861 خواتین اسیران مقید ہیں، جن کی جیل وار تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مورخہ 2013-07-31 تک 130 بچے اپنی والدہ کے ساتھ جیل قوانین کے مطابق مقید ہیں جن کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مورخہ 2013-07-31 تک 24 حاملہ خواتین مقید ہیں جن کی جیل وار تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی بھی بے گناہ بچے کو جیل میں نہیں رکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی بے گناہ بچے کو جیل میں رکھا جاتا ہے، مگر چونکہ یہ ایک فطری تقاضا ہے کہ چھوٹے / شیر خوار بچے کی پرورش ماں کے زیر سایہ ہی صحیح طور پر ہو سکتی ہے اور دوسرے وہ بچے جن کا ماں کے علاوہ اور کوئی کفیل نہ ہو اپنی ماؤں کے ساتھ جیل میں رکھے جا سکتے ہیں جبکہ گنہگار حاملہ خاتون کو اس کے گناہ کی نوعیت کی وجہ سے اور عدالتی حکم پر جیل میں رکھا جاتا ہے۔

بے گناہ بچے جیل میں پاکستان پریزن رولز کے قاعدہ نمبر 326 کے تحت چھ سال کی عمر تک رکھے جا سکتے ہیں تاکہ وہ اپنی ماؤں کے زیر سایہ پرورش پا سکیں اور اس دوران ان کو جیل میں بہترین سہولیات مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس میں ان کے لئے Play Rooms وغیرہ کھانے، پینے میں دودھ / سپیشل خوراک وغیرہ شامل ہیں اور چھ سال کی عمر تک پہنچنے کے بعد ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ان کو SOS اور دیگر رفاہی اداروں کے حوالے کر دیا جاتا

ہے۔اس کے علاوہ جن بے گناہ بچوں کے لواحقین خود ان کی پرورش کر سکتے ہوں، وہ بچے اپنے لواحقین کے پاس ہی رہتے ہیں۔

جو مائیں اپنے بے گناہ بچوں کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہیں وہ اس کی اجازت متعلقہ عدالت سے حاصل کرتی ہیں اور متعلقہ عدالت کے حکم سے ہی ان کو لواحقین رفاہی اداروں کے حوالے کیا جاتا ہے۔ جیل حکام اپنے طور پر ان بچوں اور حاملہ خواتین کو جیل میں نہیں رکھتے بلکہ یہ بچے اور لواحقین عدالتوں کے حکم پر رکھے جاتے ہیں اور عدالتوں کے حکم پر ہی رہا کئے جاتے ہیں، جیل حکام کا اس میں کوئی کردار نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! اس کے جز(د) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ فطری تقاضا ہے کہ چھوٹے شیر خوار بچے کی پرورش ماں کے زیر سایہ ہی صحیح طور پر ہو سکتی ہے۔یہاں پر اس جواب میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ شاید فطرت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اگر کسی ماں نے کوئی خطا، غلطی یا گناہ سرزد کیا ہے تو اس کا وہ بچہ جس کو اللہ نے آزاد پیدا کیا ہے اس کو اس کے ساتھ پابند سلاسل کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کرنا ہی خلاف فطرت ہے کیونکہ اللہ نے تو ایک بچے کو آزاد پیدا کیا ہے اور اسلام میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں بھی اور خلفاء راشدین کے زمانے میں بھی جب کوئی حاملہ خاتون کوئی گناہ سرزد کرتی تھی یا ایسی خاتون جس کا کوئی شیر خوار بچہ ہوتا تو جب تک اس بچے کا شیر خوارگی زمانہ گزر نہیں جاتا تھا تو اس وقت تک اس خاتون کی سزا معکوف کر دی جاتی تھی اور پھر سورۃ نور کے اندر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جس دن ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ یہ کرتے رہے تھے" یہ چونکہ فطرت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ میرے ہاتھوں، میرے پاؤں اور میری زبان نے آواز اٹھائی ہے کہ یہ فطرت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے تو محکمہ جیل خانہ جات کے ہاتھ، زبان اور پاؤں کیا جواب دیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! معزز فاضل ممبر نے ایسا نکتہ اٹھایا ہے جو ہمارے دائرہ کار میں نہیں ہے۔ محکمہ جیل خانہ جات کا کام کسی کو پکڑ کر اندر لانا ہے اور نہ ہی کسی کو چھوڑنا ہے۔ عدالتیں جو فیصلہ کرتی ہیں اور عدالتیں جس کو سزا دیتی ہیں وہ ہمارے پاس آتے ہیں تو ان کی نگہداشت اور نگہبانی ہمارے ذمہ ہے۔ قانون کے مطابق بچے چھ سال تک اپنی ماں کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

یہ کسی کو زبردستی نہیں رکھتے،ان کی ماں کی چوائس ہوتی ہے کہ اگر وہ اپنے بچے کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہے تو اس کو قانون اجازت دیتا ہے اور اگر وہ نہیں رکھنا چاہتی تو عدالت ہی اس بچے کو اس کے کسی وارث کے سپرد کرے گی اور اس میں ہمارا کوئی کام نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب!انہوں نے بڑاvalid جواب دیا ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: میں مانتا ہوں کہ عدالتیں ہی کسی کو پابند سلاسل کرتی ہیں اور عدالتیں ہی کسی کو رہا کرتی ہیں لیکن میں بنیادی انسانی حقوق کی بات کر رہا ہوں کہ جو قیدی ان کی custody میں ہیں، یہ ان کے custodian ہیں اور ان کے بنیادی انسانی حقوق کا خیال رکھنا محکمہ جیل خانہ جات کا کام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو خیال رکھ رہے ہیں۔اب ان کی بات تو جائز ہے کہ عدالتیں ہی فیصلہ کرتیں ہیں کہ کس کو جیل میں رکھنا ہے تو اس میں جیل خانہ جات کا کیا قصور ہے؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!میں بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر جب یہ ان کو custody میں رکھتے ہیں تو وہ ان کی custody میں ہوتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر سہولیات کے حوالے سے کوئی شکایت ہے تو منسٹر صاحب کو وہ بتائیں تاکہ وہ اس کا ازالہ کر سکیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال اسی سلسلے میں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آپ وہی سوال کریں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!یہاں جواب میں کہا گیا ہے کہ شیر خوار بچے کی پرورش ماں کے زیر سایہ صحیح طور پر ہو سکتی ہے تو جب ہم صحیح طور پر پرورش کی بات کرتے ہیں تو اس کے کچھ تقاضے ہیں۔اگر تو وہ تقاضے پورے ہو رہے ہیں تو ہم یہ بات ماننے کو تیار ہیں اور اگر وہ تقاضے پورے نہیں ہو رہے ہیں تو پھر صحیح طور پر پرورش کا جو دعویٰ ہے ہم اس کو ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔اب صحیح پرورش کی جب بات ہوتی ہے تو وہ ایک بے کس مجبور ماں جو خود قید میں ہے۔میں خود سیاسی قیدی کی حیثیت سے جیل یاترا کر چکا ہوں۔جہاں پر کچا سالن دیا جاتا ہے، کچی روٹی دی جاتی ہے، پینے کا صاف پانی نہیں ہے، موسمی اثرات سے بچنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے، سردی سے نہیں بچ سکتے، گرمی سے نہیں بچ سکتے اور ہنگامی حالات میں چیک اپ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔جب یہ ساری سہولتیں ہی نہیں ہیں تو پھر

یہ صحیح پرورش کا دعویٰ کس طرح کیا گیا ہے؟ یہ ذرا ہمیں بھی بتا دیا جائے تاکہ ہماری information میں بھی یہ بات آ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے knowledge میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ الحمدللہ تمام خواتین جن کو عدالت جیل بھیجتی ہے ہم ان کی condition اور صورتحال کے مطابق تمام سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔ جیل میں خواتین ڈاکٹر بھی چوبیس گھنٹے موجود ہیں اور حاملہ خواتین کے لئے ایک علیحدہ diet پروگرام ہے۔ اگر کہیں تو اس کی detail بھی میں دے دیتا ہوں۔ بچوں کے لئے علیحدہ diet پروگرام ہے اور شیر خوار مائیں جو دودھ پلاتی ہیں ان کے لئے علیحدہ diet پروگرام ہے۔ یہ diet پروگرام اور جیلوں کا مینو Institute of Food Sciences and Technology Agricultural University Faisalabad کا دیا ہوا ہے اور یہ ہم نے نہیں بنایا۔ میں پرانی بات کا تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں کہیں نہ کہیں انسان سے غلطی سرزد ہو سکتی ہے۔ یہ جہاں بھی ہوتی ہے میں خود وہاں پہنچتا ہوں، ہوم سیکرٹری صاحب کے حکم پر عملہ پہنچتا ہے اور اس کو سخت سے سخت سزا دیتے ہیں لیکن یہ قصہ ماضی ہے کہ جب وہاں کوئی خوراک اچھی نہیں ہوتی یا کھانے کا انتظام اچھا نہیں ہوتا تھا۔ معزز ممبر کو میں دعوت دوں گا کہ جب مرضی چاہیں میرے ساتھ کسی بھی جیل کا surprise visit کر لیں، میں ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں اور ان کا جیل میں جانے کا تجربہ لگتا ہے پرانا ہے نیا نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جن کا سوال ہے پہلے وہ تو مطمئن ہو جائیں۔ چودھری صاحب! کھڑے ہوئے ہیں جنہوں نے محنت کی ہے اور جن کا سوال ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ان سے اجازت لے لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر وہ اجازت دیتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میں انہیں اجازت دیتا ہوں کہ وہ ضمنی سوال کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر یہ آخری ضمنی سوال ہو گا۔ جی، شیخ صاحب! آپ سوال کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔یہ جو سوال شیر خوار بچوں کے حوالے سے ہے اس پر جو میرے فاضل دوست نے اپنا stance یہاں پر رکھا ہے، انہوں نے اسلامی تاریخ کا ریفرنس کورٹ کیا ہے، نبی پاک ﷺ کے حوالے سے بھی انہوں نے مثال دی ہے اور ایک سورۃ بھی پڑھ کر یہاں سنائی ہے۔ اس میں میرے بھائی وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے وہ بالکل irrelevant ہے۔اب جو انہوں نے جواب دیا ہے وہ بھی اس حوالے سے irrelevant ہے کہ وہ بات کچھ پوچھ رہے ہیں اور میرے بھائی یہ جواب دے رہے ہیں کہ ان کا جو nutrition plan تیار کیا ہے، بات ایگریکلچر یونیورسٹی یا nutrition plan کی نہیں ہو رہی بلکہ بات یہ ہو رہی ہے کہ ہمارا جو August House ہے اس میں اگر کوئی ایسا critical question آ جائے تو یہ پورے ایوان کی امانت ہوتا ہے اور پورا پنجاب اس ایوان پر نظریں جمائے بیٹھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ ضمنی سوال کریں، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ شیر خوار بچوں کے حوالے سے legislation ہونی چاہئے کہ جن ماؤں کے شیر خوار بچے ہیں ان کے حوالے سے ہمیں یہاں پر legislation کرنی چاہئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر آپ نے ان کے جواب کو کس طرح irrelevant کہا ہے؟ آپ سیدھی بات کہیں، آپ قرارداد لے کر آئیں اور اس پر legislation کروالیں۔ منسٹر صاحب نے تو صحیح جواب دیا ہے کہ یہ عدالتوں کا کام ہے کہ کن وارثوں کو بچے ساتھ رکھنے کی اجازت دیتے ہیں اور کس عورت کو وہ سزا دیتے ہیں۔اس میں جیل خانہ جات کا کیا کام ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ Honourable Supreme Court of Pakistan کا اس حوالے سے ایک حکم بھی ہے۔ وہ بھی آپ ملاحظہ فرمالیں مجھے اس کا صحیح صفحہ نمبر یاد نہیں ہے۔ Honourable Supreme Court نے اس میں ایک مقدمہ میں hold کیا ہے کہ جتنی بھی شیر خوار بچوں کی مائیں ہوں گی یا حاملہ خواتین ہوں گی ان کو مقدمے میں bailout کیا جائے گا۔اس کو بھی آپ دیکھ لیں اور میرا اس پر دوسرا concern یہ ہے کہ اگر ایک خاتون جو کہ حاملہ ہے اور وہ معاشرے سے ستائی ہوئی کسی جرم کا ارتکاب کر دیتی ہے، اس حوالے سے ظاہر بات ہے کہ جو جیل خانہ جات کے جوابات آ رہے ہیں وہ تو اس حوالے سے ٹھیک ہیں کہ کسی کو گرفتار کیا اور اس کو اندر

جیل میں رکھ دیا لیکن اس میں جو ان کے rules کا حوالہ دیا گیا ہے، اگر ہم اس میں کوئی legislation لے کر آئیں اور ان بچوں کے مستقبل کے حوالے سے کیا لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے اس پر میرا بڑا concern ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ اس پر کچھ فرمائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر سے عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارا کام کسی کو رہا کرنا، چھوڑنا یا اندر لانا نہیں ہے۔ یہ قانون سازی وفاقی حکومت کا کام ہے لیکن جو حاملہ خواتین ہوں یا بچوں والی خواتین ہوں ان کو سہولتیں دینا۔ ڈاکٹر اس کو جو recommend کرتا ہے اس کے مطابق تمام سہولتیں دینا اور نگہداشت کرنا ہماری ذمہ داری ہے اس میں انشاء اللہ کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ حنا پرویز بٹ کی طرف سے ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! On her behalf.

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! On her behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پہلے احمد خان صاحب نے کہا ہے آپ ضمنی سوال کر لیجئے گا۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سوال نمبر 858 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ حنا پرویز بٹ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*858: **محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں جیلوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا پنجاب کی تمام جیلوں میں خواتین قیدیوں کے لئے علیٰحدہ بیرکیں موجود ہیں؟

(ج) کیا یہ ممکن ہے کہ خواتین قیدیوں کے لئے علیٰحدہ جیلوں کا اہتمام کیا جائے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) پنجاب میں جیلوں کی تعداد32 ہے۔

(ب) پنجاب کی 21 جیلوں میں جہاں خواتین مقید ہیں وہاں ان کے لئے علیٰحدہ بیرکیں بنائی گئی ہیں جن میں پردہ اور چار دیواری کا خاص اہتمام کیا گیا ہے اس کے علاوہ ملتان میں خواتین قیدیوں کے لئے علیٰحدہ جیل بھی موجود ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ ممکن ہے کہ خواتین قیدیوں کے لئے علیٰحدہ جیلیں بنائی جائیں اور اس وقت خواتین اسیران کے لئے زنانہ جیل ملتان میں موجود ہے۔

مزید برآں حکومت پنجاب ڈسٹرکٹ راولپنڈی میں بھی خواتین کے لئے علیٰحدہ جیل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لئے زمین تلاش کی جا رہی ہے اور اس سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر راولپنڈی سے خط وکتابت بھی جاری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا خواتین قیدیوں کے لئے علیحدہ جیلیں بنانا ممکن ہے؟ جواب میں بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے۔اگر زنانہ جیلیں بنانا ممکن ہے تو پھر ہر ڈویژن میں ایک زنانہ جیل کیوں نہیں بنائی جاتی؟ جیسا کہ ملتان میں زنانہ جیل ہے کیونکہ زنانہ اور مردانہ جیل ایک ہونا بہت ظلم کی بات ہے۔وہاں مرد عملہ ہوتا ہے،ان کا آنا جانا،ہر وقت مردوں کی آمدورفت رہتی ہے، عورتیں، مرد اکٹھے رہتے ہیں،اگر ممکن ہے تو پھر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہر ڈویژن میں زنانہ جیل کیوں نہیں بنائی جاتی؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):جناب سپیکر !ہر ڈسٹرکٹ میں زنانہ خواتین وارڈ موجود ہیں۔پنجاب میں صرف ملتان میں خواتین جیل ہے اب ملتان میں اس وقت ساڑھے تین سو قیدیوں کی capacity ہے اور اس میں صرف سو قیدی خواتین ہیں۔پورے پنجاب میں کل آٹھ سو خواتین قیدی ہیں ان کو facilitate کرنے کے لئے اگر آپ سب کو ملتان جیل میں رکھیں گے تو ان کے ملاقاتیوں اور لواحقین کو پریشانی ہو گی۔اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ڈسٹرکٹ میں ایک وارڈ بنا دیا گیا ہے جو مخصوص خواتین کا وارڈ ہے جس میں مرد حضرات کا داخلہ منع ہے۔جہاں خواتین کے تحفظ اور پردے کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔خواتین پروٹیکشن بل کے بعد ہزاروں کی تعداد میں کئی سو خواتین رہا ہو گئی

ہیں اب تو جیلوں میں بہت کم خواتین رہ گئی ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ جو خواتین قیدی رہ گئی ہیں یہ بھی رہا ہو جائیں اور جیلوں میں کم خواتین آئیں تو اس میں پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے ڈسٹرکٹ کا نہیں کہا، میں نے ڈویژن وار کہا ہے اگر آٹھ ڈویژن ہیں تو آٹھ جیلیں بنا دی جائیں۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ راولپنڈی میں ہم جیل بنانے کے لئے مذاکرات کر رہے ہیں اور ممکن بھی ہے تو پھر کیوں جیلیں نہیں بنائی جا رہی ہیں، چاہے آٹھ سو خواتین ہیں، ہزار ہیں یا دو ہزار ہیں ان کو کیوں اکٹھا رکھا جا رہا ہے؟ اس میں آسانی سے جیلیں بن سکتی ہیں تو عورتوں اور مردوں کی جیلیں علیحدہ کیوں نہیں ہیں۔ میں ڈسٹرکٹ کا اس لئے نہیں کہہ رہا، میں کہتا ہوں کہ ان کی تعداد تھوڑی ہے تو ڈویژن میں خواتین کے لئے علیحدہ جیلیں بنا دیں۔ اگر ہماری خواتین، ماؤں بہنوں سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو ان کو علیحدہ کیوں نہیں رکھا جاتا؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اگر اوسطاً دیکھا جائے تو ہر ڈسٹرکٹ میں پندرہ سے بیس خواتین قیدی ہیں اب ایک جیل بنانے کے لئے پچاس کروڑ روپے سے زاید خرچہ آتا ہے۔ اگر فاضل ممبر کو کسی ڈسٹرکٹ میں خواتین بیرک میں کسی سہولت، پردے یا تحفظ کے حوالے سے کوئی شکایت ہے تو یہ بتائیں اس کو دور کیا جا سکتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ دس سے پندرہ خواتین کے لئے ہر ڈسٹرکٹ میں پچاس کروڑ روپے لگا کر جیل بنا دی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ جلدی سے ضمنی سوال کر لیں۔ وقفہ سوالات کا وقت ختم ہونے والا ہے۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ اس وقت پورے پنجاب میں خواتین قیدیوں کی تعداد کتنی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! اس وقت پورے پنجاب میں تقریباً آٹھ سو خواتین قیدی ہیں جس میں 92 خواتین قیدی بچوں کے ساتھ ہیں۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! جیلوں میں کتنی خواتین قیدیوں نے بچوں کو جنم دیا ہے، ان کی تعداد بتائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! مختلف جیلوں میں کل 118 بچے اپنی ماؤں کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ جن کی عمر چھ سال سے کم ہے اور مائیں انہیں جیل میں رکھنے پر راضی ہیں۔ ہم راضی نہیں ہیں ان کی ماؤں کا اختیار ہے کہ اگر وہ اپنے بچوں کو اپنے ساتھ رکھنا چاہیں تو رکھ سکتی ہیں۔ ہاں! ہم ان کی خوراک، نگہداشت اور تعلیم کا بندوبست ضرور کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جیلوں میں ماؤں کے ساتھ رہنے والے شیر خوار بچوں کی تفصیلات

*859: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیر خوار اور چھوٹے بچے اپنی ماؤں کے ساتھ جیلوں میں ہی رہتے ہیں؟

(ب) اپنی قیدی ماں کے ساتھ رہنے کے مستحق بچے کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی عمر مقرر ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ شیر خوار اور چھوٹے بچے اکثر و بیشتر اپنی ماؤں کے ساتھ جیلوں میں رہتے ہیں لیکن اس میں متعلقہ خواتین اسیران کی مرضی شامل ہوتی ہے تاہم اگر وہ چاہیں تو اپنے بچوں کو متعلقہ عدالت کی اجازت سے جیل سے باہر اپنے عزیز و اقارب کے پاس بھجوا سکتی ہیں۔ پاکستان پریزن رول قاعدہ نمبر 326 کے مطابق چھ سال کی عمر تک کے بچے اپنی اسیر ماؤں کے ساتھ جیل میں رہ سکتے ہیں جبکہ چھ سال سے زیادہ کے بچے ان کے خونی رشتہ داروں کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں اگر کسی ماں کو اپنے لواحقین کے متعلق کوئی تحفظات ہوں تو ان کے بچے ضلعی انتظامیہ / متعلقہ عدالت کی اجازت سے SOS اور چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر ہومز منتقل کر دیئے جاتے ہیں ان بچوں کو پاکستان پریزن رول 489

کے مطابق روزانہ کی بنیاد پر انتہائی معیاری خوراک مہیا کی جاتی ہے جس میں ایک (1)دودھ 467 گرام،(2)چینی 29 گرام، (3) چاول 117 گرام،اس کے علاوہ دودھ پلانے والی ماؤں کو بھی روزانہ کی بنیاد پر 500 گرام دودھ مہیا کیا جاتا ہے اور ان بچوں کے لئے کھیل کود کا سامان جس میں جھولے، کھلونے، کیرم بورڈ اور ٹی وی وغیرہ کی سہولیات شامل ہیں جن سے یہ بچے لطف اندوز ہوتے ہیں اس کے علاوہ جہاں تک ممکن ہو سکے ان بچوں کی تعلیم کا بندوبست بھی کیا جاتا ہے جبکہ ان خواتین نے یہ بچے اپنی مرضی اور عدالتی احکامات کے مطابق رکھے ہوئے ہیں اور ان میں کوئی بچہ بھی شیر خوار نہ ہے اور اس کے علاوہ ہر ماہ میں دو مرتبہ سیشن جج صاحبان دورہ کرتے ہیں اور اگر کسی خاتون کو کوئی شکایت ہو تو اس کا موقع پر ازالہ کیا جاتا ہے لہذا فاضل ممبر اسمبلی کے خدشات حقیقت پر مبنی نہ ہیں۔ہاں یہ درست ہے کہ ہمیں ایسا معاشرہ تخلیق کرنا چاہئے جس میں کوئی جرم ہو اور نہ ہی ایسے حالات درپیش ہوں جس میں ایسے معصوم فرشتوں کو اپنے اہلخانہ سے دور رہنا پڑے۔

(ب) پاکستان پریزن رولز 1978 کے قاعدہ نمبر 326 کے تحت چھ سال تک کی عمر کے بچے اپنے ماؤں کے پاس اندر جیل میں رہ سکتے ہیں۔

صوبہ میں خواتین کی جیلوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*885: محترمہ شُنیلا رُوت: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں اس وقت خواتین کے لئے کتنی جیلیں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر جیل میں کتنی عورتیں بند ہیں؟

(ج) ان قیدی / حوالاتی عورتوں کو ان جیلوں میں کیا کیا سہولیات حکومت فراہم کرتی ہے؟

(د) تمام جیلوں میں بند خواتین کے لئے کیا انتظامات ہیں کیا ان کے لئے علیٰحدہ سے سیل ہیں کیا ان جیلوں میں ان قیدی عورتوں کی عزت و نفس کا خیال رکھا جاتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا حکومت جیلوں میں قید خواتین کی ترقی کے لئے کوئی ایسا پروگرام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ ہر قیدی خاتون جیل سے رہا ہونے کے بعد عزت کی زندگی گزار سکے؟

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں خواتین کے لئے الگ سے صرف ایک جیل موجود ہے جو ملتان میں واقع ہے اور اس کا نام زنانہ جیل ملتان ہے اس کے علاوہ پنجاب کی مختلف جیلوں میں ان خواتین کے لئے کہ جن کے مقدمات زیر التواء ہوں علیٰحدہ وومن وارڈ موجود ہیں۔ان وومن وارڈز پر صرف لیڈی سٹاف کو ہی تعینات کیا جاتا ہے اور یہ وومن وارڈ باقی جیل سے قطعی طور پر علیٰحدہ ہوتے ہیں۔

(ب) پنجاب کی تمام جیلوں میں بند خواتین کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب کی تمام جیلوں میں خواتین اسیران کو بمطابق قانون تمام سہولیات فراہم کی جارہی ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:-

1. کھانا بمطابق سکیل دیا جارہا ہے میڈیکل کی ہر سہولت میسر ہے فی میل ڈاکٹرز تعینات ہیں جو خواتین اسیران کو ہر ممکن میڈیکل سہولت دے رہی ہیں۔ایمر جنسی کی صورت میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں سے ڈاکٹرز آکر ان کا علاج معالجہ کرتی ہیں۔
2. خواتین اسیران کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے ان کی بیرکوں میں چھوٹے پیمانے پر ڈسپنسریاں بنائی گئی ہیں جو کہ بنیادی سہولیات سے مزین ہیں اور ادویات سرکاری و غیر سرکاری (این جی اوز) دونوں ذرائع سے فراہم ہوتی ہیں سرکاری ہسپتال سے ہر پندرہ روز کے بعد سپیشلسٹ ڈاکٹر/گائناکالوجسٹ وزٹ کرتی ہیں غرضیکہ علاج معالجہ سے متعلق ہر قسم کی سہولیات میسر ہیں۔
3. مذہبی اور نصابی تعلیم کا بھی مکمل اہتمام کیا گیا ہے بچوں اور قیدی خواتین کو تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لئے جمعیت تعلیم القرآن کی جانب سے لیڈی ٹیچر متعین ہیں جو ان کو دینی تعلیم فراہم کرتی ہیں مزید یہ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے سکول بھی خواتین وارڈ میں قائم کئے گئے ہیں جس میں ان بچوں کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے جو کہ اپنی ماؤں کے ہمراہ جیل میں مقید ہیں اور یہ سکول مکمل طور پر فری تعلیم فراہم کرتے ہیں۔
4. خواتین وارڈ کی بارکوں اور دیگر بارکوں میں ائر کولر اور ٹھنڈے پانی کے الیکٹرک واٹر کولر بھی نصب ہیں۔
5. نادار اور مفلس خواتین قیدی اسیران کو مستقل بنیاد پر Free Legal Aid کی فراہمی کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے۔
6. تمام اسیران خصوصاً قیدی خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے انہیں وقتاً فوقتاً مختلف مواقع پر کپڑے، جوتے، گرم سوئیٹر، کمبل وغیرہ اور موسم کی مناسبت سے مطلوبہ اشیاء فراہم کی جاتی ہیں۔

7. مختلف جیلوں میں لیڈی سوشل ویلفیئر آفیسر موجود ہیں اور محکمہ سوشل ویلفیئر کی طرف سے قیدی خواتین کو ایمبرائیڈری / سلائی کڑھائی سیکھائی جاتی ہے تاکہ خواتین یہ کام سیکھ کر رہا ہو کر اپنی روزی باعزت طریقے سے کمانے کے قابل ہو سکیں۔

(د) خواتین اسیران کے لئے جیلوں میں علیٰحدہ وارڈز ہیں جہاں پر ان کو جیل قوانین کے مطابق رکھا جاتا ہے اور تمام سہولتیں بمطابق قواعد مہیا کی جاتی ہیں یہ وارڈز دیگر جیل سے بالکل الگ حصے میں ہوتے ہیں جس میں مرد حضرات کا داخلہ قطعی طور پر ممنوع ہوتا ہے اور صرف لیڈی آفیسران کی سربراہی میں اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دیتی ہیں ان تمام اقدامات کی وجہ سے خواتین اسیران کی عزت و نفس بالکل محفوظ ہے۔

(ہ) جیلوں میں لیڈی سوشل ویلفیئر آفیسر موجود ہیں اور محکمہ سوشل ویلفیئر کی طرف سے قیدی خواتین کو ایمبرائیڈری / سلائی کڑھائی سیکھائی جاتی ہے تاکہ خواتین یہ کام سیکھ کر رہا ہو کر اپنی روزی باعزت طریقے سے کمانے کے قابل ہو سکیں مستقبل میں مزید ووکیشنل ٹریننگ پروگرام مختلف این جی اوز کے تعاون سے کرائے جانے کا پروگرام بھی ہے۔

لاہور: جیلوں میں قیدیوں اور حوالاتیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1150: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور کی کیمپ جیل اور کوٹ لکھپت جیل میں اس وقت کتنے قیدی اور حوالاتی موجود ہیں؟

(ب) ان جیلوں میں کتنے قیدی اور حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے؟

(ج) ان جیلوں میں قیدیوں کو کیا سہولیات میسر ہیں؟

(د) ان جیلوں میں عملہ کی تعداد کے بارے میں بھی گریڈ وار آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف)

1۔ مورخہ 25-09-2013 کو کیمپ جیل لاہور میں قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد 2987 تھی۔

2۔ مورخہ 25-09-2013 کو سنٹرل جیل لاہور میں قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد 3587 تھی۔

(ب)

1۔ کیمپ جیل لاہور میں 1050 قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے۔

2۔ کوٹ لکھپت جیل لاہور میں 1406 قیدی / حوالاتی رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ج) لاہور کی دونوں جیلوں میں بمطابق قانون تمام سہولیات میسر ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1. کھانا بمطابق سکیل دیا جارہا ہے میڈیکل کی ہر سہولت میسر ہے 03 میل ڈاکٹرز اور 02 فی میل ڈاکٹرز تعینات ہیں جو اسیران کو ہر ممکن میڈیکل سہولت دے رہے ہیں۔
2. اسیران کو طبی سہولیات کی فراہمی کے لئے جیلوں میں چھوٹے پیمانے پر ہسپتال بنائے گئے ہیں جو کہ بنیادی سہولیات سے مزین ہیں اور ادویات سرکاری و غیر سرکاری (این جی اوز) دونوں ذرائع سے فراہم ہوتی ہیں سرکاری ہسپتال سے ہر پندرہ روز کے بعد سپیشلسٹ ڈاکٹر وزٹ کرتے ہیں جناح ہسپتال لاہور اور جنرل ہسپتال سے گائناکالوجسٹ بھی روزانہ وزٹ کرتی ہیں غرضیکہ علاج معالجہ سے متعلق ہر قسم کی سہولیات تمام اسیران کو میسر ہیں۔

مذہبی اور نصابی تعلیم کا بھی مکمل اہتمام کیا گیا ہے سوائے over crowding تمام اسیران کو بمطابق قانون ہر سہولت حاصل ہے۔ مرد اسیران، بچوں اور قیدی خواتین کو تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لئے جمعیت تعلیم القران کی جانب سے مرد ٹیچرز اور ایک لیڈی ٹیچر متعین ہے جو ان کو دینی تعلیم فراہم کرتے ہیں مزید یہ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک سکول خواتین وارڈ میں قائم کیا گیا ہے جس میں ان بچوں کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے جو کہ اپنی ماؤں کے ہمراہ جیل میں مقید ہیں اور یہ سکول مکمل طور پر فری تعلیم فراہم کرتا ہے۔

3. خواتین وارڈ کی بارکوں اور دیگر بارکوں میں ائر کولر اور ٹھنڈے پانی کے الیکٹرک واٹر کولر بھی نصب ہیں۔

نادار اور مفلس قیدی اسیران کو مستقل بنیاد پر Free Legal Aid کی فراہمی کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے۔

4. تمام اسیران خصوصاً قیدی خواتین اور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے انہیں وقتاً فوقتاً مختلف مواقع پر کپڑے، جوتے، گرم سوئیٹر، کمبل وغیرہ اور موسم کی مناسبت سے مطلوبہ اشیاء فراہم کی جاتی ہیں۔

(د) ڈسٹرکٹ جیل لاہور اور سنٹرل جیل لاہور میں تعینات عملے کی گریڈ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بہاولپور جیل کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1151: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں بچوں کے لئے علیحدہ جیل موجود ہے؟

(ب) اس جیل کا رقبہ کتنا ہے، اس رقبہ کو کس کام کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ بہاولپور میں بچوں کے لئے علیٰحدہ جیل موجود ہے۔

(ب) کل رقبہ 26 ایکڑ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	ایکڑ	کنال	مرلہ
جیل بلڈنگ رقبہ	13	0	0
رہائشی کالونی	7	0	0
زرعی رقبہ	6	0	0
کل رقبہ	26	0	0

راولپنڈی: اڈیالہ جیل کے ہسپتال میں بیڈز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1246: **محترمہ زیب النساء اعوان:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں کتنے بیڈز کا ہسپتال ہے ہسپتال کا کل کتنا عملہ ہے، نام، عہدہ اور گریڈ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ہسپتال میں قیدیوں کے لئے کون کون سی سہولتیں میسر ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ جیل کے ہسپتال میں مریضوں کے ٹیسٹ کروانے کے لئے سہولیات موجود ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ اڈیالہ جیل کا ہسپتال 60 بیڈز پر مشتمل ہے جیل ہسپتال میں کام کرنے والے عملے کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ سینئر میڈیکل آفیسر ڈاکٹر ہمایوں انور میر، گریڈ(17)
2۔ لیڈی ڈاکٹر شازیہ، گریڈ(17)
3۔ نرسنگ اسسٹنٹ شکیل احمد، گریڈ(14)
4۔ ڈسپنسر محمد ارسلان، گریڈ(06)
5۔ LHV شہناز گل، گریڈ(08)
6۔ ڈینٹل اسسٹنٹ احمد کمال، گریڈ(05)
7۔ لیب اسسٹنٹ تقی شاہ، گریڈ(05)

(ب) جیل ہسپتال میں قیدیوں کے علاج معالجہ کے لئے درج ذیل سہولیات میسر ہیں:
لیبارٹری میں خون کا ٹیسٹ، پیشاب کا ٹیسٹ، خون میں شوگر کی مقدار معلوم کرنے کے ٹیسٹ ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ ایکسرے یونٹ، ڈینٹل یونٹ، دو عدد ایمبولینس، الٹراساؤنڈ یونٹ، ای سی جی مشین، آکسیجن سلنڈر، ہیٹ سٹروک روم، ادویات کی بروقت فراہمی وغیرہ کی سہولیات میسر ہیں۔

(ج) جیل ہسپتال میں قیدیوں / حوالاتیوں کے لئے ٹیسٹ کروانے کی سہولت موجود ہے اور لیبارٹری موجود ہے۔لیبارٹری میں موجود ٹیسٹوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ❖ خون کا ٹیسٹ
- ❖ پیشاب کا ٹیسٹ
- ❖ خون میں شوگر کی مقدار معلوم کرنے کا ٹیسٹ

راولپنڈی، اڈیالہ جیل میں قیدیوں کی تعداد و توسیع کی تفصیلات

*1247: **محترمہ زیب النساء اعوان:** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں اس وقت کتنے قیدی / حوالاتی ہیں؟

(ب) اس جیل میں اس وقت گنجائش سے زیادہ کتنے قیدی / حوالاتی قید ہیں؟

(ج) یہ جیل کتنے رقبہ پر مشتمل ہے، اس کی عمارت کتنے رقبہ پر ہے نیز زرعی رقبہ کی تفصیل بھی بیان کریں؟

(د) اس جیل میں کتنی بیرکس اور سیل ہیں؟

(ہ) اس جیل کے سال 12-2011 اور 13-2012 کے اخراجات بتائیں؟

(و) کیا حکومت اس جیل کو قیدیوں / حوالاتیوں کی تعداد کے مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) مورخہ 25-09-2013 کو اڈیالہ جیل میں 4429 قیدی / حوالاتی مقید ہیں۔

(ب) اڈیالہ جیل میں اس وقت مورخہ 25-09-2013 کو 4429 اسیران مقید ہیں جبکہ 2056 اسیران کی گنجائش ہے اس طرح 2373 اسیران گنجائش سے زیادہ بند ہیں۔

(ج) اڈیالہ جیل کے رقبہ کی تفصیل درج تفصیل ہے:-

کل رقبہ	=	75ایکڑ
عمارت کا رقبہ	=	42ایکڑ
زرعی رقبہ	=	08کنال

(د) اڈیالہ جیل راولپنڈی میں بیرکس اور سیل کی تفصیل درج ذیل ہے:-

کچن اسیران بارک	=	01عدد
بیرکیں ڈبل سنٹوری	=	08عدد(5عدد بیرکیں قیدیوں اور3عدد بارکیں برائے حوالاتی)
A کلاس وارڈ	=	01عدد
Bکلاس	=	01عدد
خواتین وارڈ	=	02عدد
نوعمر وارڈ	=	01عدد
Segregation Block	=	48عدد
سزائے موت کوٹھڑیاں	=	100عدد
اخراجات2011-12	=	30128190/-روپے
اخراجات2012-13	=	346677584/-روپے

(و) جی ہاں! حکومت اس جیل کو حوالاتیوں اور قیدیوں کی تعداد مطابق توسیع دینے کا ارادہ رکھتی ہے اس وقت خطرناک اسیران کو بند کرنے کے لئے ہائی سکیورٹی بیرک برائے 76اسیران اور 32عدد سزائے موت کے سیل کی تعمیر کا کام جاری ہے جو جلد پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا جس سے قیدیوں کی مشکلات کم ہوں گی۔

پنجاب کی جیلوں میں کرپشن و بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*1697:**ڈاکٹر محمد افضل:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک سرکاری خفیہ ادارے کی رپورٹ کے مطابق پنجاب کی تمام جیلوں میں رشوت کا ٹھیکہ ہوتا ہے اور سنٹرل جیل ساہیوال، کیمپ جیل لاہور، اڈیالہ جیل راولپنڈی اور سنٹرل جیل فیصل آباد بالترتیب پہلے سے چوتھے نمبرز پر ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قیدی مشقت نہ کرنے، موبائل فون اور منشیات استعمال کرنے کے لئے جیل حکام کو پیسے دیتے ہیں؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے جیلوں میں جرائم پر قابو پانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جیل خانہ جات(جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) متعلقہ جیلوں کی بابت نہ تو کوئی خفیہ رپورٹ جاری ہوئی اور نہ ہی کوئی ٹھیکہ سسٹم/رشوت الزامات میں کوئی صداقت ہے۔جیلوں پر تمام معاملات بمطابق جیل قوانین چلائے جارہے ہیں۔جیلوں کے اندر اسیران کے ساتھ قانون کے مطابق مساوی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ ملازمین کی ڈیوٹیاں ماہانہ بنیادوں پر قواعد کے تحت تبدیل کی جاتی ہیں۔نیز سپرنٹنڈنٹس جیل روزانہ کی بنیاد پر اندرون جیل دورہ کرتے ہیں۔دوران دورہ اسیران کو مہیا کردہ سہولیات اور درپیش مشکلات کا جائزہ لیا جاتا ہے اور موقع پر ان کا تدارک کیا جاتا ہے نیز محکمہ ہذا کی طرف سے اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے خاطر خواہ انتظامات کئے گئے ہیں خاص طور پر جیلوں میں واٹر فلٹریشن پلانٹس کی تنصیب نیز ٹھنڈے پانی کے لئے واٹر چلرز اور ہینڈ پمپس وغیرہ لگوائے گئے ہیں۔غریب اور مستحق اسیران کو روزمرہ کی ضروریات زندگی کی فراہمی مخیر حضرات کے تعاون سے پورا کرنے کی کوششیں مسلسل کی جارہی ہیں جس میں کپڑوں و دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء مہیا کرنے کا انتظام کیا جاتا ہے۔بیمار اسیران کے لئے جیلوں کے ہسپتالوں کو تمام تر ادویات مہیا کی جارہی ہیں جس کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مناسب بجٹ فراہم کیا گیا ہے۔نیز بعض جیلوں پر طبی آلات سے آراستہ کیا گیا ہے۔جس میں ایکسرے یونٹ، ای سی جی، ڈینٹل چیئرز وغیرہ اور الٹرا ساؤنڈ مشین مہیا کی جا چکی ہیں جبکہ قرشی فاؤنڈیشن کے تعاون سے مختلف جیلوں میں ڈسپنسریاں بنائی گئی ہیں جو کہ دن رات اسیران کو فری ادویات فراہم کر رہی ہیں۔اسیران کی فلاح و بہبود کا کام دن رات ہو رہا ہے۔اس سلسلہ میں مزید گزارش ہے کہ کسی بھی جیل پر کسی قسم کا ٹھیکہ سسٹم رائج نہ ہے اور ایسی شکایات کے لئے اندرون و بیرون جیل محکمہ ہذا کے معزز منسٹر صاحب کے حکم پر شکایت باکسز لگائے جا چکے ہیں جن کی چابیاں متعلقہ ریجن کے ڈی آئی جی صاحبان کے پاس ہوتی ہیں اور وہ اپنے دورہ کے وقت ان باکسز سے تمام تر شکایات نکال کر ان پر قواعد کے تحت فوراً احکامات جاری کرتے ہیں نیز اس کی پوری تفصیل معزز منسٹر صاحب کو بھی ارسال کی جاتی ہے،مزید یہ کہ گورنمنٹ آف پنجاب محکمہ داخلہ کی طرف سے بھی(1124) Help Line کا آغاز کیا جا چکا ہے۔اس سلسلہ میں مزید گزارش ہے کہ ہر ضلع کے معزز جج صاحبان جیلوں کا ماہانہ بنیاد

پر دورہ کرتے ہیں۔ بدعنوانی و کرپشن میں ملوث جن اہلکاران کو انضباطی کارروائی کرتے ہوئے سزائیں دی گئی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	ہیڈکلرک	ہیڈوارڈر	وارڈر	سٹورکیپر
05	01	01	06	01

(ب) جیلوں میں ایسے اسیران کو مشقت پر مامور کیا جاتا ہے جن کو بوقت فیصلہ معزز عدالت کی جانب سے قید بامشقت کی سزاء سنائی گئی ہو، مشقت پر مامور کرنے سے قبل بمطابق قوانین قیدی کی صحت، عمر، کسی بھی قسم کی جسمانی معذوری اور ذہنی رجحان کو مدنظر رکھا جاتا ہے تاہم دوران اسیری جیلوں میں اسیران کو مثبت اور مناسب ہنر کی تربیت و مشقت کروائی جاتی ہے تاکہ بعد از رہائی وہ معاشرہ میں اپنی صلاحتیوں کو بروئے کار لا سکیں۔ اس مقصد کے لئے جیلوں میں اسیران کے لئے مختلف جیلوں میں فیکٹریاں موجود ہیں جس میں اسیران کو قالین بانی، موٹر وائینڈنگ اور کمپیوٹر کی تربیت دینے کے خاطر خواہ انتظامات کئے گئے ہیں تاکہ اسیران کو ہنر سکھایا جاسکے۔اس کے علاوہ جیلوں میں مناسب اسلامی تعلیمات کی باقاعدہ تربیت دی جاتی ہے جس میں کلمہ کلاسز، نماز، ناظرہ وحفظ قرآن پاک کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ الزامات بے بنیاد ہیں کہ اسیران سے مشقت نہ کروائی جاتی ہے نیز بابت موبائل فون کے ضمن میں عرض ہے کہ جیلوں پر اسیران کی تلاشی کا مربوط اور جامع نظام موجود ہے اس کے علاوہ روزانہ کی بنیاد پر بھی اچانک تلاشیاں کروائی جاتی ہیں جس کے نتیجہ میں پنجاب کی تمام جیلوں سے بمطابق ریکارڈ رواں سال میں اب تک 5905 موبائل فون، 1543 عدد موبائل فون سمیں، 1410 عدد چارجرز برآمد کئے گئے۔ مندرجہ ذیل اہلکاران کو قواعد کے مطابق فرائض کی غفلت کے مرتکب ہونے پر انضباطی کارروائی کرتے ہوئے جن کو سزائیں دی گئی ہیں اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

سپرنٹنڈنٹ	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	چیف وارڈر	ہیڈوارڈر	وارڈر	مذہبی ٹیچر
01	01	16	04	12	14	02

(ج) مذکورہ بالا سوالات میں کسی قسم کی صداقت نہ پائی جاتی ہے تاہم محکمہ داخلہ پنجاب کی طرف سے اسیران کو موبائل فون کے غیر قانونی استعمال کو روکنے کے لئے مختلف جیلوں پر جیمرز تنصیب کئے جارہے ہیں مزید برآں یہ کہ مختلف جیلوں پر پی سی اوز کی تنصیب کا کام بھی کیا جا رہا ہے۔ جس سے غیر قانونی موبائل فون کے استعمال کی لعنت ختم ہو جائے گی۔ علاوہ ازیں

جیلوں میں جرائم اور غیر قانونی اشیاء کی سمگلنگ کی روک تھام کے لئے جیل ملازمین اور اسیران کے خلاف فوجداری کارروائی کے لئے جیل حکام کو ہدایات جاری کی جاچکی ہیں۔

ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*1867: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ جیل میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے؟

(ج) اس جیل میں اس وقت کتنے بچے اور عورتیں کس کس جرم میں قید کاٹ رہے ہیں؟

(د) اس جیل میں قیدیوں کے لئے کتنے پنکھے چالو حالت میں ہیں اور کتنے خراب ہیں؟

(ہ) ان پنکھوں اور واٹر کولرز میں جو خراب ہیں حکومت ان کو ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) جیل ہذا میں 1050 قیدیوں کی گنجائش ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ جیل ہذا میں قیدی گنجائش سے زیادہ موجود ہیں جن کی موجودہ تعداد 2867 ہے۔

(ج) جیل ہذا میں اس وقت 18 سال اور اس سے کم عمر کے 62 نوعمر اسیران مختلف جرائم میں مقید ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ خواتین اسیران سنٹرل جیل لاہور کوٹ لکھپت میں مقید ہوتی ہیں۔

(د) 770 میں سے 28 پنکھے خراب تھے جن کو مرمت کروالیا گیا ہے جبکہ فی الوقت کوئی بھی پنکھا خراب نہ ہے۔

(ہ) جیل ہذا میں 15 واٹر کولر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ دو عدد واٹر فلٹریشن پلانٹ مع چلر بھی کام کر رہے ہیں۔ پنکھے اور واٹر کولرز چالو حالت میں ہیں۔ جب کبھی کوئی پنکھا اور واٹر کولر خراب ہوتا ہے تو فوری طور پر مرمت کروایا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدیوں کی گنجائش و دیگر تفصیلات

*1868: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے؟
(ب) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ جیل میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے؟
(ج) اس جیل میں اس وقت کتنے بچے اور عورتیں کس کس جرم میں کتنے عرصہ کی قید کاٹ رہے ہیں؟
(د) اس جیل میں کتنے پنکھے، ائر کولر اور واٹر کولر برائے قیدیاں ہیں؟
(ہ) ان میں سے کتنے خراب ہیں اور کتنے چالو حالت میں ہیں قیدیوں کی تعداد کے مطابق کیا یہ اشیاء پوری ہیں؟
(و) حکومت ان قیدیوں کو کون کون سی سہولیات فراہم کر رہی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری):

(الف) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں 722 اسیران رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ جیل ہذا پر مورخہ 28-10-2013 کو 2217 اسیران مقید تھے۔
(ب) یہ بات درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں قیدیوں کی تعداد گنجائش سے زیادہ ہے۔
(ج) ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ میں کوئی بچہ بطور قیدی مقید نہ ہے مورخہ 28-10-2013 کو 11 قیدی عورتیں اور چھ سزائے موت کی قیدی عورتیں مقید تھیں جن کے جرائم اور سزاء کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(د) 378 میں سے 25 پنکھے خراب تھے جن کو مرمت کروالیا گیا ہے جیل ہذا میں سات عدد واٹر کولر اور دو ائر کولر موجود ہیں جبکہ فی الوقت کوئی بھی پنکھا یا واٹر کولر خراب نہ ہے۔
(ہ) تمام پنکھے اور واٹر کولر چالو حالت میں ہیں جب کہ کوئی پنکھا یا واٹر کولر خراب ہوتا ہے اسے فوری مرمت کروایا جاتا ہے۔
(و) خواتین قیدیوں کے لئے علیٰحدہ خواتین بارکس موجود ہیں جبکہ ان کے آرام اور سونے کے لئے چارپائیاں اور گدے مہیا کئے گئے ہیں اور ان کے علاج معالجہ کے لئے مناسب سہولیات میسر ہیں ہمہ وقت خاتون میڈیکل آفیسر اور لیڈی ہیلتھ ورکر اور ضروری ادویات مع ڈسپنسریاں موجود ہیں۔ خواتین اسیران کو سلائی کڑھائی سکھانے کے لئے خاتون ٹیچر روزانہ باہر سے جیل میں آتی ہے جبکہ اسیران بچوں کو طبی سہولیات کے علاوہ دیگر بالغ اسیران سے علیٰحدہ رکھا جاتا

ہے۔اسیران بچوں کی رسمی اور مذہبی تعلیم کے لئے ٹیچر مہیا کئے جاتے ہیں۔اسیران بچوں کی تفریح کے لئے کیرم بورڈ اور لڈو کی سہولیات میسر ہیں۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ جناب محمد ثقلین انور سپرا کی تحریک استحقاق ہے۔یہ پڑھی جاچکی ہے، کیااس تحریک کا جواب آگیا ہے؟

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس تحریک کو پرسوں تک کے لئےpendingفرمادیں تب تک اس کا جواب آجائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس تحریک کو پرسوں تک کے لئےpendingکیا جاتا ہے۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!آج کم و بیش تمام اخبارات میں شہ سُرخیوں پر یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ 'پنجاب میں تمام سی این جی سٹیشن ، صنعتی اور پاور سیکٹر کو گیس کی فراہمی بند کی جارہی ہے۔'میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ایوان کو نوٹس لینا چاہئے اتنی بڑی تعداد میں سی این جی سٹیشنز کی بندش کے نتیجے میں بہت سے لوگ بے روزگار ہو جائیں گے۔اس کے علاوہ جن لوگوں کی کروڑوں روپے کی investment ہے ان کو بھی بہت پریشانی ہو گی۔ سابقاادوار میں بار بار لوگوں کو اس طرف لایا گیا کہ آپ پٹرول سے سی این جی کی طرف شفٹ ہو جائیں۔ باقاعدہ تحریک چلی، گورنمنٹ اور پرائیویٹ سیکٹر میں بسیں بھی سی این جی پر شفٹ کی گئیں کہ یہ ماحول کی بہتری کے لئے بھی ضروری ہے اور جو پٹرول ڈیزل باہر سے آتا ہے اس پر ہمارا foreign exchange خرچ ہوتا ہے اور یہ ساری مہم گزرے کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ اس کے نتیجے میں جو صنعتیں بند ہوں گی اس سے ملک کی معیشت گر جائے گی، کتنے لوگ بے روزگار ہو جائیں گے ؟یہ بہت serious معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب!یہ فیصلہ وفاقی حکومت کرتی ہے۔آپ اس پر قرارداد لے کر آئیں پھر ہم اس معاملہ کو دیکھیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہم اپوزیشن والے اس پر قرارداد لانا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وہ آپ کا حق ہے۔ آپ Rules کے مطابق اس پر قرارداد لے آئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر672/13 یہ میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال اور محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔ جی، اسے پیش کریں۔

پنجاب یونیورسٹی اوریوای ٹی یونیورسٹی کی انتظامیہ کی جانب سے ہاسٹلز کا سرچ آپریشن کرنے کی وجہ سے مشکوک افراد کا نجی ہاسٹلز کی طرف رجحان میں اضافہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 20۔ ستمبر2013 کی خبر کے مطابق پنجاب یونیورسٹی اوریوای ٹی لاہور میں دہشت گردوں کی گرفتاری کے بعد سرکاری تعلیمی اداروں کی انتظامیہ نے ہاسٹلز میں پابندیوں کے بعد سرکاری تعلیمی اداروں کی انتظامیہ نے ہاسٹلز میں پابندیاں سخت کر دی ہیں جس کی وجہ سے مشکوک عناصر کا رجحان لاہور میں قائم چار ہزار کے قریب نجی ہاسٹلز کی طرف ہو گیا ہے۔ واضح رہے کہ لاہور کے اطراف میں کئی علاقوں میں نجی ہاسٹلز کا بزنس بڑا کامیابی سے جاری ہے اور لوگوں نے عام بلڈنگوں اور گھروں میں بھی ہاسٹلز کھول رکھے ہیں۔ ماضی میں ان ہاسٹلز سے خطرناک اسلحہ اور دہشتگرد عناصر کی رہائش کا بھی انکشاف ہو چکا ہے۔ اب ایسے وقت میں جب سرکاری تعلیمی اداروں میں سرچ آپریشن جاری ہے تو اس کے باوجود بھی نجی ہاسٹلز حفاظتی اقدامات نہیں کر رہے ہیں۔ پٹیالہ ہاؤس کے ایک پراپرٹی ڈیلر کے مطابق صرف پٹیالہ ہاؤس اور اس سے ملحقہ علاقوں میں دو سو سے زاید گھروں میں ہاسٹلز قائم ہیں اور یہ بزنس زیادہ تر لوگ صرف مال کمانے کے لئے کر رہے ہیں۔ اس کے مطابق بد قسمتی یہ ہے کہ یہ لوگ نئے آنے والوں کی انکوائری کرتے ہیں اور نہ ہی پولیس ڈیپارٹمنٹ کے پاس ان کا کوئی ریکارڈ موجود ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید نے انتہائی اہمیت کی حامل تحریک پیش کی ہے۔ مجھے اس پر next week تک ٹائم دے دیں، میں اس تحریک کا تفصیلاً جواب منگوالوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 673/13 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، اسے پیش کریں۔

گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے خواتین میں خطیر رقم سے تعمیر بی ایس سی بلاک میں کلاسز کے اجراء میں تاخیر

محترمہ نگہت شیخ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ میں کلاسز کا اجراء نہ ہو سکا، عمارت کی تعمیر مکمل ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ والدین اور طالبات میں مایوسی پائی جاتی ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے خواتین ننکانہ صاحب میں 2 کروڑ 58 لاکھ 50 ہزار روپے کی خطیر رقم سے تعمیر ہونے والے بی ایس سی بلاک کی عمارت کی تعمیر مکمل ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر اس میں ابھی تک بی ایس سی کی کلاسز کا اجراء نہیں ہو سکا جس کے سبب سینکڑوں طالبات اور ان کے والدین مایوسی کا شکار ہو چکے ہیں۔ جبکہ 30 لاکھ مالیت کا فرنیچر اور لیبارٹریز کا سامان بھی گزشتہ تین سالوں سے بے کار پڑا ہوا ہے اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی کی لیبارٹریز سے نامعلوم چور میزوں کو توڑ کر ان سے ٹوٹیاں اور سینک چُرا کر لے گئے ہیں جس کی وجہ سے یہ تینوں لیبارٹریز استعمال سے قبل ہی کھنڈر بن چکی ہیں جواب تک ملکی خزانے کو لاکھوں روپے کے نقصان کا سبب بن چکا ہے۔ غریب اور متوسط گھرانوں سے تعلق رکھنے والی طالبات ایف ایس سی کر لیتی ہیں۔ انہیں بی ایس سی کی خاطر دوسرے شہروں کے کالجوں میں داخل ہونا پڑتا ہے جس پر اُن کے والدین کو اخراجات برداشت کرنے کی استطاعت نہ ہونے کے باوجود اور دوسرے شہروں کے کالج میں بی ایس سی کی کلاسز شروع نہ ہونے کے باعث ایسی طالبات کو مجبوراً سائنس مضامین کو ترک کر کے اپنی خواہش کے برعکس بی اے کی کلاسز میں داخلہ لینا پڑ رہا ہے۔ گورنمنٹ گورونانک ڈگری کالج برائے

خواتین نکانہ صاحب کی ابتر حالت اور بی ایس سی کی بروقت کلاسز کا اجراء نہ ہونے کی وجہ سے طالبات کے ساتھ ساتھ ان کے والدین میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ بات درست نہ ہے کہ بی ایس سی بلاک کو مکمل ہوئے تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے بلکہ محکمہ تعمیرات نے مذکورہ عمارت کو سال 2012 میں محکمہ ہائر ایجوکیشن کے حوالے کیا۔ جہاں تک کلاسز کے اجراء کا تعلق ہے، کالج ہذا کی انتظامیہ نے پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ بی ایس سی کلاسز کے الحاق کے لئے درخواست جمع کروائی ہوئی ہے اور پنجاب یونیورسٹی کے قواعد کے مطابق بی ایس سی کلاسز کے لئے اساتذہ کی مطلوبہ اسامیوں کی منظوری کے لئے درخواست محکمہ خزانہ کو بھجوادی گئی ہے، وہ درخواست بھی میرے پاس موجود ہے۔ محکمہ خزانہ کی منظوری کے بعد کالج کو مطلوبہ اساتذہ کی ضروری اسامیاں اور فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔اس کے بعد کالج میں بی ایس سی کلاسز کا اجراء ہو جائے گا۔جہاں تک ٹوٹیاں اور سنک کے چوری ہونے کا تعلق ہے،اس سلسلہ میں کالج ہذا کے اندر انکوائری مکمل کرنے کے بعد سابقا کالج کی پرنسپل نے تھانہ سٹی میں ایف آئی آر درج کروائی ہوئی ہے اور پولیس اس کے بارے میں تفتیش کر رہی ہے،اس کی ایف آئی آر بھی میرے پاس موجود ہے۔مزید برآں نئے تعمیر شدہ بلاک کی دیکھ بھال کے لئے محکمہ نے ڈسٹرکٹ کی متعلقہ اتھارٹیز کو ہدایات جاری فرمادی ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 681/13 جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی صاحب کی طرف سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 679/13 کہاں گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: Rules کے تحت تحریک التوائے کار dispose of ہو گئی ہے،اس پر discussion ہو گئی ہے۔

اخبارات میں قرآنی ترجمہ والے متبرک اوراق کو بے حرمتی سے بچانے اور محفوظ کرنے کا مطالبہ

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی

ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ عوام الناس میں دینی شعور اُجاگر کرنے کے لئے تقریباً تمام اخبارات کے صفحہ اول پر قرآنی آیات کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔ گو کہ ان صفحات پر یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ "قرآنی آیات کا احترام ہم سب پر لازم ہے" لیکن ہمارے معاشرہ میں دینی اعتبار سے کم علم و فہم کے لوگ بھی موجود ہیں جس کی وجہ سے اخبارات کے ان صفحات کا تحفظ اس درجے کا نہیں ہو پاتا جو اس کا حق ہے۔ دیکھنے میں آیا کہ ان اخبارات کو عام طور پر رَدی اور دیگر کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے جس سے ان کی بے حرمتی بڑھ رہی ہے۔ اگر حکومت ان تمام اخبارات کو اس امر کا پابند کرے کہ جن صفحات پر آیات یا ترجمہ تحریر ہو، اس کے گرد کوپن اور کاؤنٹر فوائل کی طرز پر ڈاٹ بنا کر Scissors and cutting marks لگائے جائیں تاکہ لوگ انہیں بآسانی کاٹ کر محفوظ کر لیں اس طرح ان متبرک اوراق کی بے حرمتی سے بچا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے عوام میں شعور بھی اُجاگر کیا جائے۔ ان مقدس اوراق کی بے حرمتی سے صوبہ بھر کی عوام میں شدید بے چینی، غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترم یعقوب ندیم سیٹھی نے بڑی اہم تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ محکمہ اطلاعات وثقافت اس تحریک التوائے کار کے متن سے بالکل متفق ہے، تاہم اخبارات کو ایسی ہدایات جاری کرنا محکمہ ہذا کے دائرہ اختیار میں نہ ہے، تاہم عوام میں شعور پیدا کرنے کے حوالے سے محکمہ اطلاعات وثقافت اپنا کردار ادا کر سکتا ہے اور اس سلسلے میں ہدایات بھی جاری کی گئی ہیں تاکہ جو متبرک اوراق ہیں ان کو بے حرمتی سے بچایا جا سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آ گیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 683/13 جناب ظہیر الدین خان علیزئی اور جناب جاوید اختر کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 684/13 محترمہ شُنیلا رُوت اور ڈاکٹر نوشین حامد کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ جی، محترمہ!

صوبائی دارالحکومت کے قبرستان گندے پانی اور مچھروں کی آماجگاہ میں تبدیل

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب والا! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 24۔ ستمبر2013 کی خبر کے مطابق لاہور صوبائی دارالحکومت کے قبرستانوں میں گندگی، جنگلی گھاس اور جمع شدہ پانی سے مچھروں کی آماجگاہیں بن گئی ہیں جبکہ انتظامیہ کی طرف سے قبرستانوں میں ڈینگی سپرے بھی نہ کیا جا سکا جس کی وجہ سے قبرستانوں میں جانے والے شہریوں اور ان سے متصل آبادیوں کے مکین ڈینگی کے خطرے سے دوچار ہو گئے ہیں۔ شہر کے تمام بڑے قبرستانوں میں اس وقت صفائی کے انتہائی ناقص انتظامات کئے گئے ہیں۔ پچھلے دنوں ہونے والی بارشوں کی وجہ سے قبرستانوں میں اکثر قبریں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ جہاں پر پانی جمع ہونے سے مچھروں کی بھرمار ہو چکی ہے جبکہ جنگلی جڑی بوٹیاں اور گھاس بھی بہت زیادہ بڑھ چکی ہے جس کی وجہ سے قبرستان مچھروں کی افزائش گاہیں بن گئے ہیں جبکہ شہریوں کا اس حوالے سے کہنا ہے ضلعی انتظامیہ کی غفلت سے شہر کے قبرستانوں میں مچھروں کی بھرمار ہے جس کی وجہ سے رات کو سونا محال ہو چکا ہے اور بارہا متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ کو اس حوالے سے آگاہ کیا گیا ہے مگر ابھی تک یہاں پر ڈینگی سپرے نہیں کیا گیا ہے جبکہ محکمہ ماحول ڈینگی سیل سے بھی رابطہ کیا گیا تو اُن کا کہنا ہے کہ قبرستانوں میں سپرے کی ذمہ داری ہماری نہیں ہے۔ یہ متعلقہ ٹاؤن انتظامیہ کی ذمہ داری ہے شہریوں نے ڈی سی او لاہور سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ خود شہر کے بڑے قبرستانوں کا دورہ کریں اور وہاں پر گندگی کے ڈھیروں اور مچھروں کی افزائش گاہوں کو ختم کرنے کے احکامات جاری کریں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار آج ہی پیش ہوئی ہے اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتہ تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 685/13 جناب محمد ثقلین انور سپرا اور میاں محمد اعظم صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔ جی، سپرا صاحب!

کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کا مطالبہ

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب والا! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے 2006 میں ویٹرنری یونیورسٹی کے چار کیمپس بنائے تھے جن میں ایک کیمپس جھنگ میں بھی تھا۔ جھنگ کیمپس کے پاس سوایکڑ رقبہ موجود ہے اور اتنا ہی ساتھ سرکاری رقبہ اور پڑا ہے جو کیمپس اپنے نام لگوا رہا ہے۔ یہاں بڑے چھ پروگرام چل رہے ہیں جن میں LAD مارننگ /ایوننگ، DVM مارننگ / ایوننگ، DF Applied for Microbiology اور اس طرح کے بڑے کورسز ہیں، ان کے ساتھ بے شمار چھوٹے کورس بھی چل رہے ہیں۔ یہاں پر ایم فل ہو رہا ہے اور اب Ph.D کی بھی منظوری ہو چکی ہے۔ ان کے پاس well managed faculties موجود ہیں، جن میں اکثریت Ph.D ڈاکٹروں کی ہے۔ اس کیمپس میں جدید دور کی ضروریات کے مطابق 20 Labs ہیں اور پورے پاکستان سے بہتر ریسرچ کی جا رہی ہے۔ حکومت پنجاب نے جو چار کیمپس بنائے تھے ان میں صرف جھنگ کیمپس ہی PVMC اور HEC سے recognized ہے یہ کالج نہ صرف پنجاب میں بلکہ پورے پاکستان میں best college declared ہے۔ جھنگ کیمپس سے دو سیشن فارغ ہوئے ہیں اور دونوں میں گولڈ میڈل اس کالج کے نام ہوئے ہیں۔ پاکستان کی معیشت کا انحصار زراعت کے ساتھ ساتھ لائیو سٹاک پر depend کرتا ہے نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں جھنگ ایک ایسا علاقہ ہے جو لائیو سٹاک کے حوالے سے بہت بہتر ہے اور یہ جنوبی پنجاب کا گیٹ وے ہے۔ اگر جھنگ کیمپس کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے تو ہمارا صوبہ اور ہمارا ملک لائیو سٹاک میں بہت زیادہ ترقی کر سکتا ہے اور یہ نہ صرف جھنگ بلکہ ڈیرہ غازی خان تک کے اضلاع کی عوام کی ایک دلی خواہش اور ڈیمانڈ ہے جیسا کہ حکومت پنجاب کا وژن ہے کہ دیہی علاقوں میں رہنے والوں کو بھی ترقی دے کر ترقی یافتہ علاقوں کی فہرست میں شامل کرنا ہے تو اس سے زیادہ اور کوئی بہتر way نہیں ہے لہذا اس پورے علاقے کی ڈیمانڈ ہے کہ اس علاقے کو ترقی دینے کے لئے کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو ویٹرنری یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی جھنگ رکھا جائے۔ اس مقصد کے لئے جھنگ کے تمام ممبران صوبائی اور قومی اسمبلی نے حکومت کو تحریری درخواست /استدعا کی ہے کہ کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کے پاس رقبہ، بلڈنگ، faculties، labs اور تمام وہ چیزیں موجود ہیں جو یونیورسٹی کے لئے درکار ہیں لہذا اس کالج کو یونیورسٹی

کا درجہ دیا جائے لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا جس سے نہ صرف جھنگ بلکہ اس سے ملحقہ تمام اضلاع کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ صوبہ پنجاب میں 1882 سے ویٹرنری سائنس کے حوالے سے ایک ادارہ موجود تھا جس کو 2002 میں حکومت پنجاب نے یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کا درجہ دے دیا۔ اس طرح 1963 میں ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد میں ویٹرنری سائنسز کی ایک فیکلٹی کام کر رہی ہے۔ پنجاب میں یہ دو ہی ادارے ویٹرنری سائنس کی ڈگریاں جاری کر رہے تھے۔ اس شعبہ میں ویٹرنری ڈاکٹرز کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر حکومت پنجاب نے 2006 میں تین یونیورسٹیوں میں ویٹرنری کی faculties قائم کی ہیں جبکہ چوتھی یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز کے تحت ویٹرنری کالج جھنگ قائم کیا ہے۔ یہ چار ادارے مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز 2006
2۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز 2006
3۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز 2006
4۔ کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ، یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور 2006

ان چاروں اداروں میں سے پاکستان ویٹرنری اینڈ میڈیکل کونسل نے مشروط طور پر ابھی صرف دو اداروں کو دو سال کے لئے accredit کیا ہے اور ان اداروں میں جو خامیاں پائی گئی تھیں ان کو دو سالوں میں دور کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ باقی دو ادارے جن میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی ویٹرنری سائنسز کی فیکلٹیز جو DVM کی ڈگریاں جاری کر رہی ہیں پاکستان ویٹرنری اینڈ میڈیکل کونسل جو کہ حکومت پاکستان کا ایک قانونی ادارہ ہے جو کہ پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت وجود میں آیا ہے۔ اس نے ان دونوں اداروں کی کمیاں دیکھتے ہوئے ان کے طالب علموں کو رجسٹرڈ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ پاکستان ویٹرنری اینڈ میڈیکل کونسل کے مطابق ان دونوں اداروں میں تعلیم کی سہولیات پاکستان ویٹرنری اینڈ میڈیکل کونسل کے کم از کم معیار کو پورا نہیں کر رہیں۔ کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ نے پچھلے سات سالوں میں حیرت انگیز ترقی کی ہے جو بلاشبہ قابل تحسین ہے۔ جہاں اس کامیابی کا سہرا جھنگ کالج کی انتظامیہ اور فیکلٹیز کو جاتا ہے وہاں یہ بات بھی

قابل ذکر ہے کہ اس کالج کی فکری راہنمائی یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کی انتظامیہ اور تمام یونیورسٹیوں کے دستوری statutory bodies نے کی ہے۔ تعلیمی میدان میں ہونے والی تمام تر ترقی اور دیگر معاملات میں کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو شانہ بشانہ لے کر چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر!ابھی کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے بہت وقت درکار ہوگا۔ ویسے بھی جن اداروں کو عام طور پر یونیورسٹی کا درجہ دیا جاتا رہا ہے ان کو بنے ہوئے کئی دہایاں گزر چکی ہیں۔ کالج آف ویٹرنری سائنسز جھنگ کو ابھی مستقل بنیادوں پر پاکستان ویٹرنری اینڈ میڈیکل کونسل سے accredit ہونا باقی ہے اور ابھی یہ ادارہ بہت اچھا ویٹرنری کالج بننے کی طرف گامزن ہے جس پر اگر ایک خود مختار یونیورسٹی کی بہت بھاری ذمہ داری ڈال دی گئی تو قوی امکان ہے کہ یہ ادارہ ابتدا میں ہی شکست وریخت کا شکار نہ ہو جائے۔اس وقت بہت ضروری ہے کہ اس ادارے کی مالی اور فکری حوالے سے پشت پناہی کرتے ہوئے مزید اچھے معیار کے ویٹرنری ڈاکٹرز پیدا کئے جائیں۔ حکومت پنجاب کی یہ اوّلین کوشش ہے کہ دیگر دونوں اداروں یعنی اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور اور بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی ویٹرنری فیکلٹیز کو بھی جلد از جلد اس قابل بنایا جائے تاکہ وہ بنیادی معیار کو پورا کر سکیں۔اس سلسلے میں تمام ضروری وسائل یونیورسٹیوں کو مہیا کر دیئے گئے ہیں البتہ چند مخصوص شعبوں میں اچھے اساتذہ اور سبجیکٹ سپیشلسٹ کی دستیابی رکاوٹ بن رہی ہے۔اس سلسلہ میں بھی محکمہ لائیو سٹاک نے اپنے پاس موجود پی ایچ ڈی ڈگری رکھنے والے ریسرچرز کی خدمات ان یونیورسٹیوں کو دینے کی پیشکش کر دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر!اس وقت پنجاب میں کل سات ویٹرنری کے ادارے قائم ہیں اور DVM کی ڈگریاں جاری کرنے کے مجاز ہیں جن میں

1۔ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور
2۔ یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد
3۔ پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگریکلچر یونیورسٹی فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز
4۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز
5۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان فیکلٹی آف ویٹرنری سائنسز
6۔ کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل جھنگ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور
7۔ رفاع کالج آف ویٹرنری سائنسز لاہور

پنجاب کے تمام اداروں سے پچھلے پانچ سالوں میں تقریباً2790ڈاکٹر فارغ التحصیل ہوئے ہیں۔PVMC کی طرف سے پنجاب میں ابھی صرف دو ہی اداروں کو پوسٹ گریجویٹ ڈگریاں جاری کرنے کی اجازت دی گئی ہے جن میں یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور اور یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/690 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

آشیانہ ہاؤسنگ سکیم لاہور کے الاٹی گھر مکمل ہونے کے باوجود قبضہ سے محروم

ڈاکٹر نوشین حامد: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" کی خبر کے مطابق حکومت پنجاب نے سال 2011 میں آشیانہ ہاؤسنگ سکیم لاہور غریب بے گھر لوگوں، سرکاری ملازمین کے لئے شروع کی تھی جو فیروزپور روڈ پر واقع ہے۔ اس کے تقریباً 350 گھر مکمل ہو سکے بقایا نامکمل ہیں۔ سینکڑوں الاٹی ایک برس سے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ جن لوگوں نے یکمشت ادائیگی کر دی تھی ان کو بھی ابھی تک مکان الاٹ نہیں ہو سکے۔ سابقا حکومت ختم ہونے کے بعد نگران حکومت اور بیوروکریسی نے اس سکیم کا بیڑا غرق کر دیا۔ پنجاب لینڈ ڈویلپمنٹ کمپنی کا بورڈ آف ڈائریکٹرز توڑ دیا گیا جس کی وجہ سے تعمیر کا کام رک گیا۔ اب لوگ مارکیٹنگ انجینئرنگ نیسپاک اور کنٹریکٹرز کے دفاتر کے چکر لگا کر عاجز آ چکے ہیں اور لوگوں میں حکومت کے خلاف شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک آج پڑھی گئی ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار next week تک pending فرما دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next week تک pending کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/695 میاں محمود الرشید، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔

پنجاب کی جیلوں میں ایڈز کے مرض میں اضافہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 25۔ ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق پنجاب کی جیلوں میں قیدیوں میں ایڈز کا مرض بڑھنے لگا ہے۔ نیشنل ایڈز پروگرام کی طرف سے کئے گئے قیدیوں کے ٹیسٹ میں 150 کے قریب قیدی ایڈز میں مبتلا پائے گئے جبکہ مزید 50 قیدیوں کے نمونے لے لئے گئے ہیں جن میں ایڈز کی تصدیق ٹیسٹ رپورٹ آنے کے بعد ہو گی۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب کی جیلوں میں ایڈز میں مبتلا قیدیوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے جس کے باعث باقی قیدیوں میں تشویش پائی جارہی ہے۔ ذرائع کے مطابق جیل میں ایڈز پھیلنے کی وجہ نشہ کے عادی مجرم ہیں جو انجکشن خستہ حال ہوتے ہیں ایک انجکشن جیل میں سارے قیدیوں کو لگتا ہے جس سے مرض تیزی سے پھیل رہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! چونکہ یہ آج پڑھی گئی ہے لہذا استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک pending کیا جاتا ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/704 ہے۔۔۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ identical ہے بالکل same ہے اور ایک ہی آدمی نے لکھی ہیں لہذا اس تحریک التوائے کو بھی pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 704 ہے۔ یہ تحریک التوائے کار بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے اور ان کا اکٹھا ہی جواب آ جائے گا۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/705 میاں محمود الرشید صاحب، میاں محمد اسلم اقبال صاحب اور ڈاکٹر مراد راس صاحب کی طرف سے ہے۔

صوبائی ملازمین کا حکومت پنجاب سے اپ گریڈیشن پر اضافی انکریمنٹ دینے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ خزانہ (ریگولیشن ونگ) حکومت پاکستان نے اپنے مراسلہ نمبری F.No.11(4)R-22/ 11532013-2011 مورخہ 31۔ مئی2013 کے ذریعہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کی روشنی میں اپ گریڈیشن کی صورت میں اضافی انکریمنٹ مورخہ 28۔جنوری 2002 سے اب تک دینے پر عملدرآمد کے لئے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔ مراسلہ میں تحریر ہے کہ:

> It has been decided to grant pre-mature increment on upgradation of posts as on promotion. These orders would be applicable in all cases of upgradation taken place from 28th January 2002 onward i.e. the date of Honourable Supreme Court's Judgement passed in Appeal No. 637 of 1998 and would take effect from the actual date of upgradation of each post.

مذکورہ فیصلہ کی روشنی میں وفاقی حکومت اپ گریڈیشن کی صورت میں اضافی انکریمنٹ دینے کے لئے نہ صرف احکامات جاری کر چکی ہے بلکہ عملدرآمد بھی کر رہی ہے جبکہ صوبائی حکومت پنجاب اپنے صوبائی ملازمین کو اپ گریڈیشن پر اضافی انکریمنٹ دینے کے سپریم کورٹ کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنے سے گریزاں ہے مذکورہ فیصلہ کی روشنی میں ملازمین کے ایک وفد نے چیف سیکرٹری سے ملاقات کی۔ انہوں نے وفد کو یقین دہانی کروائی کہ صوبائی ملازمین کو بھی اپ گریڈیشن پر اضافی انکریمنٹ دی جائے گی اور چیف سیکرٹری نے سیکرٹری خزانہ کو ہدایت جاری کی کہ وہ مثبت سمری بھجوا کر احکامات جاری کریں لیکن محکمہ خزانہ تین ماہ سے زاید وقت گزر جانے کے باوجود اب تک لیت ولعل سے کام لے رہا ہے محکمہ خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کی سرد مہری سے صوبائی ملازمین میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔ صوبائی ملازمین نے حکومت پنجاب سے اپیل کی ہے کہ وہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کی روشنی میں اپ گریڈیشن پر اضافی انکریمنٹ دینے کے احکامات جاری کر کے اس پر عملدرآمد کو یقینی بنائے۔ یہ

معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک التوائے کار کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! I don't know what is the mysterious mystery in it? میں سمجھ نہیں سکا کہ یہ تحریک التوائے کار ایجنڈا پر کس طرح آ گئی ہے؟ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 کے Rule-83 (c) کے تحت صرف وہی تحریک التوائے کار admissible ہو سکتی ہے جس کا تعلق فوری نوعیت کے واقعہ سے ہو۔اس میں لفظ "shall" استعمال ہوا ہے جو کہ mandatory ہے۔چونکہ موجودہ تحریک التوائے کار کا تعلق فوری نوعیت کے کسی واقعہ سے نہیں بلکہ ملازمین کے ایک مطالبہ سے ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

تحریک التوائے کار کا جواب متعلقہ منسٹر کے ہوتے ہوئے دیگر منسٹر کے جواب دینے پر رولنگ کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab1997 کے Rule-81 کی جانب مبذول کرانا چاہوں گا۔اس میں لکھا ہے کہ:

> **81. Notice of a motion.** The notice of a motion under rule 80, explaining the matter proposed to be discussed, shall be given in writing, in triplicate, to the Secretary not less than one hour before the

commencement of the sitting in which the motion is proposed to be moved, and the Secretary shall thereupon bring the notice to the knowledge of the Speaker, the Minister for Law and Parliamentary Affairs and the Minister concerned.

جناب سپیکر!rulesبنانے والوں نے جو کہ ہمارے ہی بھائی تھے اس کو مزید Rule-88میں clear کیا ہے۔

88. Time limit for speeches. - A speech during the debate on a motion for adjournment shall not exceed ten minutes in duration:

Provided that the mover and the Minister or Parliamentary Secretary concerned may speak for twenty minutes each.

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ انتہائی اہم معاملات تحاریک التوائے کار کے تحت آتے ہیں۔ مجھے اپنے بھائی خلیل طاہر سندھو صاحب کی قابلیت پر کوئی اعتراض نہیں لیکن متعلقہ منسٹر موجود ہونے کے باوجود اس کا جواب متعلقہ منسٹر نہیں دیتے جبکہ rules کہتے ہیں کہ ان کے علم میں لایا جائے۔ اب جب ان کو یہی نہیں پتا اور متعلقہ منسٹر کے موجود ہونے کے باوجود وہ ایوان میں جواب دیتے ہیں۔ میں یہ مانتا ہوں کہ ایمرجنسی میں "A Minister can do." اور یہ چیز rules میں آتی ہے کہ A Minister can move it. A Minister can reply. تحاریک التوائے کار یا اہم معاملات کے حوالے سے جب تک وزیر قانون جواب دیتے تھے تو کم از کم مجھے move کرنے اور جواب سننے میں مزہ آتا تھا۔ میں یہ دیکھتا رہا ہوں کہ اس کا کچھ اثر بھی ہوتا ہے۔ جب rules یہ کہتے ہیں کہ متعلقہ منسٹر جواب دیں اور اگر وہ موجود نہیں تو پھر Minister for Law and Parliamentary Affairs جواب دیں گے کیونکہ rules یہ کہتے ہیں کہ ان کے علم میں لایا جائے۔ اس حوالے سے وزیر قانون کچھ کہہ دیں یا آپ ہدایت فرما دیں۔ ہم لوگ محنت کر کے یہاں پر کوئی بھی issue لاتے ہیں۔ اوّل تو کسی تحریک التوائے کار کو on the floor of the House لانا جوئے شیر لانا ہے، تقریباً پُل صراط سے گزرنا ہے اور اگر اس پُل صراط سے کوئی مائی کا لال گزر ہی جائے تو یہاں ایسا لگتا ہے کہ

محکموں نے قسم کھالی ہے کہ جواب نہیں دینا۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ تلور کے شکار کے 32لائسنس دیئے گئے۔اٹھارہویں ترمیم کے تحت اب یہ اس ایوان کا حق ہے۔انہوں نےHoubara Bustard کھا کھا کر ہمارے ملک سے ختم ہی کر دیئے ہیں۔ مجھے اور آپ کو تو اس کے لائسنس نصیب نہیں ہو سکتے۔اگر میں یہ معاملہ اُٹھاتا ہوں توcold store میں چلا جائے گا اور پھر وہ جون میں آئے گا۔جب آئے گا تو اس وقت میرے بھائی سندھو صاحب جواب دیں گے اور وہ جو جواب دیں گے مجھے پتا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز ممبران جس بھی اہمissue کوon the floor of the House لاتے ہیں تو خدارا اس کی اہمیت کو سمجھا جائے اور اس کا بنیادی طور پر متعلقہ منسٹر کو جواب دینا چاہئے اگر وہ موجود نہ ہوں تو کم از کم وزیر قانون اس کا جواب دیں۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!اس حوالے سے میں اور آپ مل بیٹھ کر طے کر لیں گے۔اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔آج کے اخبار میں ایک بڑے اہمissue کے بارے میں خبر چھپی ہے اور میں اس حوالے سے ایک قرار داد پیش کرنا چاہتی ہوں۔یہ بہت ہی اہمیت کا حامل اور مفاد عامہ کا معاملہ ہے اس لئے آپ مجھے اس قرار داد کوout of turn پیش کرنے کی اجازت فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میرے پاس اس وقت پانچ قرار دادیں ہیں۔ پہلے ان کوtake up کرنے دیں اس کے بعد آپrules suspend کرنے کی تحریک پیش کریں گی اور اگرconsensus ہوا تو پھر آپ اپنی قرار داد پیش کر لینا۔

پہلے ہم مورخہ 3۔دسمبر2013 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرار داد لیتے ہیں۔یہ قرار داد جناب محمد ثقلین انور سپرا کی ہے اور وہ اسے پیش کر چکے ہیں۔وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ اس

قرارداد کا جواب مبہم ہے اس لئے اس کو pending کر دیا جائے۔اُس وقت اس قرارداد کو pending کر دیا گیا تھا تو آج وزیر قانون اس قرارداد پر حکومتی مؤقف سے آگاہ کریں۔جی،وزیر قانون صاحب!

کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا درجہ دینے اور اس کا نام میاں محمد شریف کے نام سے موسوم کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔آپ اس پر question put کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے جھنگ میں واقع کیمپس کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا چارٹر/درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی رکھا جائے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے جھنگ میں واقع کیمپس کالج آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز جھنگ کو یونیورسٹی کا چارٹر/درجہ دیا جائے اور اس یونیورسٹی کا نام میاں محمد شریف ویٹرنری یونیورسٹی رکھا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر:اب ہم آج کے ایجنڈے کی قرار دادیں لیتے ہیں۔آج کی پہلی قرار داد میاں محمود الرشید صاحب کی ہے۔وہ اسے پیش کریں۔

دلا بھٹی (شہید) کے مزار کو قبضہ سے بچانے اور شایان شان مزار کی تعمیر کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ دُلّا بھٹی شہید کے مزار اور راستوں کو فوری طور پر ناجائز تجاوزات و قبضہ سے پاک کیا جائے نیز شہید کے شایان شان مزار تعمیر کیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ دُلّا بھٹی شہید کے مزار اور راستوں کو فوری طور پر ناجائز تجاوزات و قبضہ سے پاک کیا جائے نیز شہید کے شایان شان مزار تعمیر کیا جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔اس پر question put کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ دُلّا بھٹی شہید کے مزار اور راستوں کو فوری طور پر ناجائز تجاوزات و قبضہ سے پاک کیا جائے نیز شہید کے شایان شان مزار تعمیر کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: دوسری قرارداد محترمہ کنول نعمان صاحبہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں اس قرارداد سے پہلے ایک بات کرنا چاہوں گی۔ میں پنجاب حکومت اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے معذور افراد کے لئے پرائمری سے لے کر ایم اے تک تعلیم free کر دی ہے۔ میری یہ گزارش اور خواہش ہے کہ باقی صوبے بھی میاں محمد شہباز شریف کی تقلید کرتے ہوئے معذور افراد کے لئے تعلیم free کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں چاہ رہی تھی کہ معذور افراد بھی کارآمد کارکن اور فعال شہری بنیں۔

معذور افراد کو روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے اور بھرتی کوٹا پانچ فیصد کرنے کا مطالبہ

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کے لئے روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں نیز ان کے لئے ملازمتوں کے موجودہ مخصوص کوٹا کی شرح بڑھا کر کم از کم پانچ فیصد کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کے لئے روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں نیز ان کے لئے ملازمتوں کے موجودہ مخصوص کوٹا کی شرح بڑھا کر کم از کم پانچ فیصد کی جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک معذور افراد کے روزگار کے بہتر مواقع کے لئے اقدامات کا تعلق ہے تو حکومت وہ اقدامات already اُٹھا رہی ہے۔ اُن کے لئے دو فیصد کوٹا بھی مختص ہے اور دو فیصد کوٹا کی بھی صورتحال یہ ہے کہ اکثر اوقات مطلوبہ اہلیت اور qualification نہ ہونے کی وجہ سے وہ سیٹیں اب تک خالی پڑی ہیں تو اس لئے پانچ فیصد کوٹا کرنے کی ضرورت فی الحال محسوس نہیں کی جا رہی۔ ویسے پہلے بھی پانچ فیصد کوٹا اقلیتوں کے لئے ہے، پندرہ فیصد کوٹا خواتین کے لئے ہے اور دو فیصد کوٹا معذور افراد کے لئے ہے۔ اگر اس کوٹا کو اسی طرح سے اور بڑھایا جاتا رہا تو پھر general portion بہت کم ہو جائے گا تو محترمہ کی اس بات سے بالکل اتفاق ہے کہ معذور افراد کی بہتری کے لئے اقدامات ہونے چاہئیں۔ اگر محترمہ کوٹا میں پانچ فیصد کا لفظ amend کر لیں تو اس کے اوپر کوئی اعتراض نہیں ہے اور معزز ایوان اس قرارداد کو پاس کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کی بات سے متفق ہوں اور حکومت معذور افراد کے لئے جو بھی اقدامات کرنا چاہے میں ان کی ہر ایسی بات سے متفق ہوں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ معذور افراد کے لئے روزگار کے بہتر مواقع فراہم کرنے کے لئے اقدامات اُٹھائے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: تیسری قرارداد محترمہ ثریا نسیم صاحبہ کی ہے وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب چوتھی قرارداد محترمہ راحیلہ خادم حسین کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

بچوں اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کے خلاف مؤثر قانون سازی کا مطالبہ

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ میں بچے اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کے خلاف مؤثر قانون سازی کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ میں بچے اور بچیوں کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کے خلاف مؤثر قانون سازی کی جائے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معاملہ پر مؤثر قانونی کارروائی کرنے کی دفعات موجود ہیں۔ یہ Under Section-376 PPC آتا ہے اور اس میں عمر قید کی سزا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! اس قرارداد کو لانے کا میرا مقصد اُن لوگوں تک صرف یہ message پہنچانا تھا جو ایسی بے راہ روی کا شکار ہیں۔ پچھلے دنوں سے تواتر کے ساتھ ایسے cases

ہمارے سامنے آرہے ہیں۔یہ قرارداد لانے کا میرا صرف اور صرف یہ مقصد تھا کہ پنجاب اسمبلی کے تمام ممبران اپنا ایک message بھجوائیں کہ ہم اس حوالہ سے بہت زیادہ کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔اس جرم پر سزائے موت ہونی چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے دوران یہ گزارش کی تھی کہ قانون سازی سے آگے بھی بہت غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔یہ اتنا simple معاملہ نہیں ہے۔بہت سارے factor ہیں جو بے راہ رَو لوگوں کو بچوں اور بچیوں کے ساتھ اس طرح زیادتی کرنے پر اُکساتے ہیں۔اس معاملہ پر ایک پوری study کی ضرورت ہے۔اس میں ایک بڑی اچھی تجویز یہ بھی آئی تھی کہ یونیورسٹیوں کے اندر اس حوالہ سے criminology کا مضمون introduce کروایا جائے۔میں نے اُس دن بھی یہ تجویز پیش کی تھی کہ ایوان کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو تمام محرکات کو سامنے رکھتے ہوئے کام کرے یعنی ہمارا میڈیا کیا کر رہا ہے، اخبارات کیا کر رہے ہیں، اسی طرح face book and internet پر جو چیزیں آرہی ہیں ان سارے حوالوں سے ایک comprehensive study ہو اور اس حوالہ سے دین اسلام کیا راہنمائی دیتا ہے۔اُس کے بعد پھر اس پر multi dimensional اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔یہ قرارداد آگئی ہے تو اس حوالہ سے میں وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے نتیجہ میں اگر اس طرح کی کوئی کمیٹی بن جائے گی تو یہ بھلائی ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی، محترمہ!آپ اس قرارداد کو withdraw کرنا چاہتی ہیں کیونکہ اس معاملہ پر already قانون سازی ہوئی ہوئی ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین:جناب سپیکر!میں اپنی اس قرارداد کو withdraw کروں گی کیونکہ اس پر قانون سازی تو ہے لیکن صرف مقصد اُن لوگوں تک message پہنچانا تھا۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:جی،اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔پانچویں قرارداد چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا اس قرارداد کو dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میری ایک قرارداد ہے اس کو out of turn لے لیا جائے اور کل میں نے اس حوالے سے وزیر قانون صاحب سے بھی بات کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بنگلہ دیش میں جماعت اسلامی کے راہنماؤں کو پھانسی کی سزاؤں کے لئے جو death warrant جاری ہو رہے ہیں یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے یہ قرارداد اس حوالے سے ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بنگلہ دیش میں سیاسی جماعتوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی مذمت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے قواعد کی معطلی کی تحریک ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بنگلہ دیش میں سیاسی جماعتوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی مذمت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بنگلہ دیش میں سیاسی جماعتوں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کی مذمت کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! اب آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

بنگلہ دیش میں سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے خلاف انتقامی کارروائی کی مذمت

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بنگلہ دیش میں نام نہاد جنگی جرائم کے نام پر سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کے خلاف جاری انتقامی کارروائی کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔انسانی حقوق کے عالمی اداروں اور وکلاء کی بین الاقوامی تنظیموں نے بھی ان انتقامی کارروائیوں پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملہ پر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل سے نوٹس لینے کی اپیل کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بنگلہ دیش میں نام نہاد جنگی جرائم کے نام پر سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کے خلاف جاری انتقامی کارروائی کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔انسانی حقوق کے عالمی اداروں اور وکلاء کی بین الاقوامی تنظیموں نے بھی ان انتقامی کارروائیوں پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملہ پر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل سے نوٹس لینے کی اپیل کی جائے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بنگلہ دیش میں نام نہاد جنگی جرائم کے نام پر سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں کے خلاف جاری انتقامی کارروائی کی بھرپور مذمت کرتا ہے۔انسانی حقوق کے عالمی اداروں اور وکلاء کی بین الاقوامی تنظیموں نے بھی ان انتقامی کارروائیوں پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے۔یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملہ پر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل سے نوٹس لینے کی اپیل کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!پہلے بھی دو تین دوستوں کی طرف سے بات ہوئی ہے کہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ ہم اس پر بھی ایک قرارداد out of turn لینا چاہتے ہیں۔ یہ معاملہ سوئی گیس کی بندش کا ہے کہ پورے پنجاب میں تین ماہ کے لئے صنعتوں اور CNG سٹیشنز کے لئے سوئی گیس کو بند کر دیا گیا ہے۔اس کے لئے قرارداد ہے اور میرا خیال ہے کہ ہمیں اس ایوان کے اندر ضرور بات کرنی چاہئے اور مرکزی حکومت سے مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ اپنے اس فیصلہ پر review کرلے۔ اگر تین ماہ تک گیس نہیں دی جائے گی تو فیکٹریاں بند ہو جائیں گی لاکھوں لوگ پہلے ہی بے روزگار ہیں اور لاکھوں مزید بے روزگار ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے پاس ایک اور قواعد کی معطلی کی تحریک موجود ہے۔ محترمہ کنول نعمان صاحبہ!آپ کی طرف سے ہے آپ اسے پڑھ دیں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

محترمہ کنول نعمان: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کو خراج عقیدت پیش کرنے کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! آپ اپنی قرارداد پڑھیں۔

قرارداد

جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کے انتقال پر رنج و غم کا اظہار اور ان کی انسانی حقوق کے لئے خدمات کو خراج عقیدت کا پیش کیا جانا

محترمہ کنول نعمان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری عمر انسانی حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے گزاری۔ مرحوم کو نسلی امتیاز کے حوالے سے جدوجہد کرنے کی پاداش میں 27 سال پابند سلاسل رہنا پڑا۔ مرحوم کی خدمات پر انہیں نوبل انعام برائے امن سمیت بے شمار اعزازات سے نوازا گیا۔ مرحوم بین الاقوامی برادری میں ایک ہیرو کا درجہ رکھتے تھے۔ یہ ایوان انسانی حقوق اور نسلی امتیاز کے حوالے سے ان کی خدمات پر ان کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری عمر انسانی حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے گزاری۔ مرحوم کو نسلی امتیاز کے حوالے سے جدوجہد کرنے کی پاداش میں 27 سال پابند سلاسل رہنا پڑا۔ مرحوم کی

خدمات پر انہیں نوبل انعام برائے امن سمیت بے شمار اعزازات سے نوازا گیا۔ مرحوم بین الاقوامی برادری میں ایک ہیرو کا درجہ رکھتے تھے۔ یہ ایوان انسانی حقوق اور نسلی امتیاز کے حوالے سے ان کی خدمات پر ان کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اس لئے سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان جنوبی افریقہ کے سابق صدر آنجہانی نیلسن منڈیلا کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نے اپنی ساری عمر انسانی حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہوئے گزاری۔ مرحوم کو نسلی امتیاز کے حوالے سے جدوجہد کرنے کی پاداش میں 27 سال پابند سلاسل رہنا پڑا۔ مرحوم کی خدمات پر انہیں نوبل انعام برائے امن سمیت بے شمار اعزازات سے نوازا گیا۔ مرحوم بین الاقوامی برادری میں ایک ہیرو کا درجہ رکھتے تھے۔ یہ ایوان انسانی حقوق اور نسلی امتیاز کے حوالے سے ان کی خدمات پر ان کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل مورخہ 11۔دسمبر 2013 بروز بدھ صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

801

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 11۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر18 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013 پر فوری غور وخوض کے لئے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ234 کے تحت قاعدہ95(3) کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی2013(مسودہ قانون نمبر17 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی 2013منظور کیا جائے۔

803

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

بدھ،11۔دسمبر2013

(یوم الاربعاء،7۔صفر المظفر1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت

جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾
وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمۡ
عَنۡهَا بِغَآئِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ
مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَيۡـًٔاۖ
وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٖ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

سورۃ الانفطار13 تا 19

بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔(13)اور بدکردار دوزخ میں (14)(یعنی) جزاء کے دن اُس میں داخل ہوں گے (15)اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے (16)اور تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے؟(17)پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے(18)جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز صرف اللہ ہی کا ہو گا(19)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

گزر ہو جائے میرا بھی اگر طیبہ کی گلیوں میں
تو ساری زندگی کر دُوں بسر طیبہ کی گلیوں میں
جِدھر دیکھی اُسی ماہِ مبین کی چاندنی دیکھی
برستا نُور ہے شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں
محمد مُصطفٰے ﷺ کے عشق میں ہر آنکھ پُر نم ہے
یہ دیکھا ہے محبت کا اثر طیبہ کی گلیوں میں
درُود اُن پر سلام اُن پر سلام اُن پر درُود اُن پر
وظیفہ ہے یہی شام و سحر طیبہ کی گلیوں میں

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آج آپ کی اور ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہوں گی۔ وہ مسئلہ ممبران کی accommodation کا ہے۔ 371 ممبران کے لئے ایم پی ایز ہاسٹل میں ہر ایم پی اے کو کمرہ میسر نہیں ہے اور جو accommodation ہمیں اسمبلی کی طرف سے مختلف ہوٹلوں میں یا گیسٹ ہاؤسز میں provide کی جاتی ہے I think وہ میں یہاں mention ہی نہ کروں تو بہتر ہے کہ وہ جس قسم کی accommodation ہوتی ہے جو رہائش کے قابل ہی نہیں ہوتی۔ میرا خیال ہے کہ 2002 کی اسمبلی میں شاید 2003 یا 2004 میں ایک نئے ایم پی اے ہاسٹل کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ آج اتنے سال گزرنے کے باوجود بھی وہ مکمل نہیں ہوا۔

سوالات

(محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے علم ہے۔ Act کے مطابق 1500 روپے ممبران کو ملتے ہیں۔ بہر حال مجھے اندازہ ہے اور سپیکر صاحب بھی اس معاملہ کو دیکھ رہے ہیں وہ جونہی آتے ہیں تو ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے، راناثناء اللہ خان بھی اس کے ممبر ہیں، انشاء اللہ اس معاملہ کو solve کرتے ہیں۔

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر نادیہ عزیز واک آؤٹ کر کے ایوان سے باہر چلی گئیں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 514 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب کے جنوبی اضلاع میں تلور کے شکار کی تفصیلات

***514: جناب اعجاز خان:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے جنوبی اضلاع میں ہر سال تلور کے شکار کے لئے خصوصی پرمٹ دیئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ برادر اسلامی ممالک کے شکاریوں کو بھی اس ضمن میں خصوصی اجازت نامے دیئے جاتے ہیں؟

(ج) کیا ایسے پرمٹوں کے اجراء کے لئے حکومت غیر ملکی افراد سے کوئی خصوصی فیس وصول کرتی ہے یا خیر سگالی کے اظہار کے لئے یہ پرمٹ بغیر کس فیس کے دیئے جاتے ہیں؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت فیس کی مد میں کتنی رقم وصول کرتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ بعض برادر اسلامی ممالک کے شکاریوں کو خصوصی اجازت نامہ دفتر خارجہ کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے۔

(ج) ایسے اجازت ناموں کے اجراء پر مروجہ قانون کے مطابق فیس وصول کی جاتی ہے۔

(د) منظور شدہ شیڈول کے مطابق شرح فیس حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	قسم فیس	فیس شیڈول
1۔	قبضہ فالکن	-/2500روپے فی فالکن
2۔	امپورٹ فالکن	-/20000روپے فی فالکن
3۔	امپورٹ فالکن	-/20000روپے فی فالکن
4۔	سپیشل پرمٹ برائے گیم ریزرو	-/2000روپے فی دن فی فالکن

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ! آپ جائیں اور ڈاکٹر صاحبہ کو منا کر لائیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جز(الف) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال ہے کہ 2013 میں اب تک کتنے پرمٹ شکار کے لئے جاری کئے گئے؟ میرا دوسرا ضمنی سوال جز(ب) کے مطابق 2013 میں اب تک کتنے افراد کن کن ممالک سے شکار کے لئے آئے اور ان سے مروجہ قانون کے مطابق کتنی فیس وصول کی گئی اور تیسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں کتنے تلوروں کا شکار کیا گیا اور پنجاب کے جنوبی اضلاع میں پرندوں کی افزائش نسل کے لئے حکومت کون کون سے اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ پرمٹ وزارت خارجہ دیتی ہے۔ انہوں نے جن ممالک کا پوچھا ہے تو ان میں سعودی عرب، قطر اور متحدہ عرب عمارات کے سربراہان کو یہ پرمٹ جاری کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فیس کی تفصیل جز(د) میں دے دی گئی ہے۔ ان مہمانوں کو دس دن کا وقت دیا جاتا ہے ان میں یہ ایک سو پرندے شکار کر سکتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے جو سوال پوچھا ہے اس کا جواب دیں۔ میں اپنا سوال repeat کر دیتا ہوں۔ جز(الف) کے حوالے سے میں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ 2013 میں اب تک کتنے پرمٹ شکار کے لئے جاری کئے گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ وزارت خارجہ پرمٹ جاری کرتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا یہ بات ریکارڈ پر ہے اور کیا ہم اس کو مان لیں کہ وزارت خارجہ ہی پرمٹ جاری کرتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جی، ہاں غیر ملکیوں کو وزارت خارجہ ہی پرمٹ جاری کرتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا وہ letter اسمبلی میں produce کیا جا سکتا ہے کہ ان کو وزارت خارجہ نے پرمٹ جاری کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل کیا جا سکتا ہے۔ منسٹر صاحب! 2013 میں کتنے پرمٹ جاری ہوئے اس کی تفصیل انہیں دے دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!میاں صاحب کو تفصیل دے دیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!میں نے ان سے یہ بھی پوچھا تھا کہ پچھلے پانچ سالوں میں کتنے تلوروں کا شکار کیا گیا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!جتنے پرندے شکار ہوئے ان کی تعداد کی تفصیل بھی انہیں فراہم کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!منسٹر صاحب آپ کو اس کی بھی تفصیل دے دیں گے۔

چودھری خالد محمود دجیہ:جناب سپیکر!میں محترم وزیر صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا مقامی لوگوں کو بھی تلور کے شکار کا پرمٹ دیا جا سکتا ہے؟ جواب میں انہوں نے فالکن کے بارے میں بتایا ہوا ہے کہ اتنی فیس لی جاتی ہے اور جیسا کہ انہوں نے پہلے کہا ہے کہ دس دن کے لئے ان مہمانوں کو اجازت دی جاتی ہے یا سو پرندہ تلور یہ شکار کر سکتے ہیں۔ وہ مہمان پندرہ پندرہ، بیس بیس دن وہاں رہتے ہیں اور میری اطلاع کے مطابق وہ سوڈیڑھ سو پرندہ ایک دن میں فالکن کے ساتھ شکار کرتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا مقامی لوگوں کا بھی حق ہے کہ ان کو بھی شکار کا پرمٹ دے دیا جائے یا یہ صرف اسلامی ممالک کے معزز سربراہان کا ہی حق بنتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!مقامی لوگوں کو اجازت نہیں ہے بلکہ ہمارے جو مہمان سربراہِ مملکت ہیں اُن کو اجازت ہے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جیہ صاحب!آپ شکار نہیں کر سکتے۔ یہ last ضمنی سوال ہے۔ جی، سردار شہاب الدین خان صاحب!

سردار شہاب الدین خان:بہت شکریہ۔جناب سپیکر!اس سوال کے جز(د) میں جواب دیا گیا ہے کہ منظور شدہ شیڈول کے مطابق فیس حسب ذیل ہے۔ قبضہ فالکن 2500 روپے، امپورٹ فالکن 20 ہزار، ایکسپورٹ فالکن 20 ہزار اور سپیشل پرمٹ برائے گیم ریزرو 2 ہزار روپے ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جنوبی پنجاب میں جو بھی شکار ہوتا ہے جس میں ہمارے بہت سارے ممالک سے سربراہانِ مملکت تشریف لاتے ہیں تو کیا یہ اتنی تھوڑی سی فیس سے

مطمئن ہیں؟آپ بھی اس ضلع سے تعلق رکھتے ہیں جہاں فالکن یا کوئی دوسرے پرندوں کا شکار کیا جاتا ہے۔اگر پرائیویٹ آدمی کی طرف سے کسی بھی پرندے کا شکار کر کے جو میرے بھی علم میں ہے کہ سربراہِ مملکت کو تحفے میں دیا جاتا ہے تو ایک غیر سرکاری آدمی لاکھوں روپے وصول کرتا ہے تو کیا ہماری اتنی مہربانی ہے کہ 20ہزار روپے،2500اور پرمٹ صرف2ہزار روپے میں دیا جاتا ہے؟میں گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب اس حوالے سے ذرا تفصیل بتائیں کہ کیا ان کا اس فیس کو review کرنے کا ارادہ ہے تاکہ حکومتِ پاکستان کے خزانے میں زیادہ پیسا جمع ہو اور ہمارے پرندے بھی بچ جائیں، میرے مطابق یہ فیس نہ ہونے کے برابر ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!وہ اپنے ذاتی فالکن ساتھ لے کر آتے ہیں جس کی فیس اس جواب میں بتائی گئی ہے۔اس کے علاوہ جو permit issue ہوتا ہے اس کی فیس جو2007میں مقرر ہوئی تھی وہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو فالکن وہ اپنے ساتھ لاتے ہیں وہ ہیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!جو فالکن وہ اپنے ساتھ لے کر آتے ہیں پھر ساتھ لے کر جاتے ہیں یہ اُن کی فیس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ٹھیک ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!آپ جز(د)میں دیکھیں تو انہوں نے لکھا ہے کہ سپیشل پرمٹ برائے گیم ریزرو2ہزار روپے فی دن فی فالکن لیتے ہیں۔ایک دن میں فالکن کتنے شکار کرتا ہے؟ اگر آپ figure note کریں تو ایک فالکن پندرہ سے لے کر پچاس تک شکار کرتا ہے جس کی فیس آپ نے صرف2ہزار روپے رکھی ہوئی ہے۔میں نے محترم وزیر صاحب سے یہ سوال کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!آپ اس کی فیس بڑھانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!انشاءاللہ آنے والے وقت میں ہم یہ فیس بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب احمد خان بلوچ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!میں نے ایک ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے تین ضمنی سوال کا کہا تھا اور بہت سارے ممبران نے شکایت کی ہے کہ ہمارے سوال رہ جاتے ہیں لہذا تین سے زیادہ ضمنی سوال نہیں ہوں گے۔ جناب احمد خان صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 762 ہے، اجواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لودھراں: ذخیرہ میراں پور کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*762: جناب احمد خان بلوچ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ذخیرہ میراں پور تحصیل و ضلع لودھراں کا کل رقبہ کتنا تھا اور اب بقایا کتنا ہے؟

(ب) مذکورہ جنگل میں سے کتنے ایکڑ رقبہ الاٹ کیا گیا ہے؟

(ج) جو رقبہ الاٹ کیا گیا ہے وہ کس رولز اور پالیسی کے تحت کیا گیا ہے؟

(د) کیا جنگلات کا رقبہ کسی سکیم کے تحت الاٹ کیا جا سکتا ہے؟

(ہ) جو رقبہ بقایا ہے اس پر کتنے ناجائز قابضین کتنے رقبہ پر کاشت کر رہے ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی ہو رہی ہے، کب تک خالی کرایا جائے گا؟

(و) ذخیرہ کے لئے 13-2012 میں کتنا بجٹ رکھا گیا؟ اس میں کتنی رقم نئے درختوں کے لگانے پر خرچ کی گئی ہے اور پرائیویٹ لوگوں کو درختوں کی پنیری فی پودا کس ریٹ پر دی جاتی ہے اور اس کی کل آمدن 13-2012 بتائی جائے؟

(ز) 13-2012 میں سالانہ کتنے درخت ذخیرہ میں لگائے گئے؟

(ح) مذکورہ سال میں کتنے درخت چوری ہوئے اور چوروں کے خلاف کیا کارروائی ہوئی اور ان کو کیا سزا دی گئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) میراں پور ذخیرہ reserve forest ہے اس کا شروع میں کل رقبہ 3143.00 ایکڑ تھا۔ جس میں سے 1300.00 ایکڑ رقبہ GHQ Gallantry Awardees کو allot کر دیا گیا اور اب محکمہ جنگلات کے پاس صرف 1843.00 ایکڑ رقبہ بقایا موجود ہے۔

(ب) مذکورہ جنگل میں سے 1300.00ایکڑ رقبہ GHQ Gallantry Awardees کو allot کیا گیا ہے۔

(ج) یہ رقبہ ڈپٹی سیکرٹری کالونیز ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے بحوالہ اپنے مراسلہ نمبر 1873-CVI/81-2086 مورخہ 1981۔07۔05 کے تحت 1300ایکڑ رقبہ GHQ Gallantry Awardees کو الاٹ کیا۔

(د) محکمہ جنگلات ذخیرہ میراں پور جو کہ ایک reserve forest کس دوسرے مقصد کے لئے اس میں سے رقبہ ٹرانسفر نہیں کیا جا سکتا۔

(ہ) ذخیرہ میراں پور میں کوئی بھی ناجائز قابضین کاشت نہ کر رہے ہیں۔

(و) ذخیرہ میراں پور میں سال13۔2012 کے لئے نئے پودہ جات لگانے کے لئے 2,551,000/۔روپے کا بجٹ رکھا گیا۔ ذخیرہ میں تین روپے فی پودہ کے حساب سے پنیری فروخت کی جاتی ہے اور سال13۔2012 میں ذخیرہ میراں پور میں کوئی پودہ فروخت نہ ہوا ہے۔

(ز) ذخیرہ میراں پور میں سال 13۔2012 میں 150ایکڑ رقبہ پر 108900پودہ جات لگائے گئے۔

(ح) سال13۔2012 میں ذخیرہ میراں پور میں درخت چوروں کے خلاف جو کارروائی عمل میں لائی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	درخت چوری شدہ	سی سی	پی سی	پرچہ پولیس	مالیت
2012۔13	742	18	51	02	1643660روپے

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ہماری محترمہ ممبر ناراض ہو کر گئی تھیں لہذا ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ کو ہی بھیج دیا جائے کیونکہ وہ ان کی colleague ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں نے بھیجا ہوا ہے۔ وہ آ جاتی ہیں تو ان کا جواب آ جاتا ہے۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرے سوال کا جز (ج) اور (د) آپ بھی پڑھ لیں۔ میں اس میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی 3100ایکڑ کا جنگل تھا جس میں سے 1300ایکڑ بانٹ دیا گیا مگر افسوس اس بات کا ہے کہ یہ 55مربع زمین بنتی ہے جس کے متعلق میں نے پوچھا ہے کہ کس قانون اور rule کے تحت

تقسیم کیا گیا ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا جنگلات کا رقبہ تقسیم ہو سکتا ہے ان دونوں سوالوں کے جواب بھی بے شک آپ پڑھ لیں؟ جز(د) میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ رقبہ تقسیم بھی نہیں ہو سکتا جو reserve for forest ہے لیکن یہ صرف ایک ڈپٹی سیکرٹری کے لیٹر پر 55 مربع رقبہ اس طرح بانٹ دیا گیا ہے جس کو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہے۔ یہ تقسیم ایسے ہوا کیونکہ اس وقت مارشل لاء کا دَور تھا۔ مارشل لاء سے ہماری جان تو چُھوٹ گئی لیکن 55 مربع رقبہ جس پر وہ قبضہ کر کے گئے ہیں وہ آج تک واپس نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بلوچ صاحب! اس میں اِن کا کیا قصور ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ مانتے ہیں کہ یہ رقبہ تقسیم نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ تقسیم نہیں ہو سکتا تو اس کو واپس کرنے کا یہ کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس پر آپ کی ایسی کوئی پالیسی ہے کہ کس قانون کے تحت یہ رقبہ الاٹ کیا گیا تھا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ 1981 میں الاٹ کیا تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر نادیہ عزیز واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف آئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کا شکریہ اور میں آپ کو ایوان میں welcome کرتا ہوں۔ محترمہ راحیلہ خادم صاحبہ! میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ اُن کو منا کر لائیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ رقبہ 1981 میں جی ایچ کیو کو الاٹ کیا گیا تھا۔ ابھی 2010 میں جو Forest Act پاس ہوا ہے اس کے تحت اب یہ کسی کو تقسیم نہیں ہو سکتا۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ابھی 2010 میں جو Forest Act پاس ہوا ہے اس کے تحت جنگلات کا رقبہ تقسیم نہیں ہو سکتا لیکن GHQ کو یہ رقبہ 1981 میں دیا گیا تھا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!1981میں یہ تقسیم ہوا ہے لیکن انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ یہ 1981میں بھی تقسیم نہیں ہو سکتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بلوچ صاحب!بات یہ ہے کہ اب انہوں نے جواب دیا ہے کہ اس کا ایکٹ 2010میں بنا ہے جس کے مطابق آئندہ جنگلات کا کوئی بھی رقبہ کسی کو الاٹ نہیں ہو سکے گا۔یہ تو 1981 میں ہی الاٹ ہو گیا تھا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!وہ تو بغیر قانون کے تقسیم ہو گیا تھا۔ ہم یہاں ایوان میں اس لئے آئے ہیں کہ ایسی چیزوں کی نشاندہی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر Rules کے مطابق کوئی قرارداد لے کر آئیں اور یہاں سے پاس کروائیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!ہم اسی چیز کی نشاندہی کرنے کے لئے آئے ہیں کہ یہ ہمارا اور غریب لوگوں کا ملک ہے۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ آپ سے ٹائم لے رہا ہوں۔ایک آدمی نے اس رقبہ کو ایک لاکھ روپے ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے ادا کر کے لے لیا اور اب ٹوٹل 55مربع رقبہ ایک آدمی کے پاس ہے جو لودھراں کا سب سے بڑا جاگیردار ہے۔یہ اتنا ظلم ہوا ہے لہذا اس رقبے کو ہر حالت میں واپس ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب!اس پر آپ قرارداد لے کر آئیں تو ایوان میں Rules کے مطابق جو بھی کارروائی بنتی ہے وہ کر لیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ 742 درخت چوری ہوئے ہیں جبکہ ایف آئی آر صرف دو درج ہوئی ہیں یعنی 742 درخت چوری کرنے پر صرف دو ایف آئی آر درج کیوں ہوئیں باقی لوگ کہاں گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!باقی لوگوں کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قانون کے مطابق ان کے خلاف بھی کارروائی ہو گی۔ جو چوری پکڑی گئی ہے اُن لوگوں کے خلاف یہ ایف آئی آر درج ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کب تک یہ انکوائری مکمل ہو جائے گی؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! انہوں نے خود مانا ہے کہ 742 درخت چوری ہوئے ہیں۔ یہ میرا سوال 2012 کا ہے جس کو دیئے پانچ مہینے ہو گئے ہیں۔ اب منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ انکوائری کب تک مکمل ہو گی، کوئی ٹائم آپ دے سکتے ہیں؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! کیا ابھی تک ایف آئی آر نہیں کاٹی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انشاء اللہ جلد مکمل ہو جائے گی اور جن لوگوں پر یہ چوری ثابت ہوئی تو قانون کے مطابق ان کے خلاف ہم کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، جب اگلی دفعہ آپ کے سوالات کی باری آئے گی تو اس کا جواب آپ ایوان میں دیں گے کہ انکوائری مکمل ہوئی ہے یا نہیں؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ درخت تقریباً 16 لاکھ کے بنتے ہیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترم! فرمائیں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب صرف یہ بتا دیں کہ یہ رقبہ جو صرف ایک بندے کو الاٹ ہوا ہے کم از کم اس کا نام تو اس ایوان میں بتایا جائے کہ 55 مربع زمین رقبہ کس کو الاٹ ہوا ہے، وہ ایک سیاسی figure ہے لیکن اس ایوان کو بھی پتا چلے کہ وہ بندہ کون ہے اور یہ رقبہ کون کھا رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ہمارے پاس جو ریکارڈ ہے اس کے مطابق یہ رقبہ جی ایچ کیو کو الاٹ ہوا ہے اور یہ رقبہ کسی پرائیویٹ آدمی کو الاٹ نہیں ہوا۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! منسٹر صاحب یہ کیوں نہیں بتا رہے کہ یہ رقبہ جہانگیر ترین صاحب کو الاٹ ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم! وہ فرما رہے ہیں کہ ان کے ریکارڈ کے مطابق یہ رقبہ جی ایچ کیو کو الاٹ ہوا ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر!ایک ہی آدمی کے پاس55مربع زمین ہے۔منسٹر صاحب اس کی تفصیلات ہمیں بعد میں بتادیں کوئی بات نہیں لیکن کم از کم لوگوں کو پتا تو چلنا چاہئے اور پنجاب کے لوگوں کو پتاچلنا چاہئے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!یہ رقبہ کسی بھی آدمی کے نام الاٹ نہیں ہوااور ہمارے ریکارڈ میں یہ رقبہ جی ایچ کیو کو الاٹ ہوا ہے۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر!کیا جی ایچ کیو آگے رقبے فروخت کر دیتا ہے کیونکہ سارے رقبے تو ان کے پاس ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!جو order issue ہوا ہے آپ ریکارڈ چیک کر کے معزز ممبر کو بتادیں۔اس کے مطابق انہیں بتادیں تاکہ ان کی تسلی ہو جائے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو بتادیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!جز(ج) کے جواب میں ہے کہ ڈپٹی سیکرٹری کالونیز ڈیپارٹمنٹ نے ایک letter جاری کیا اور اس کے مطابق یہ 1300 ایکڑ رقبہ جی ایچ کیو gallantry awardees کو الاٹ کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ یہ کسی پالیسی کے تحت ہی الاٹ ہوا اور اس زمانے میں یہ جو رقبہ جی ایچ کیو gallantry awardees کو الاٹ کیا گیا تو اس وقت حکومت کی کیا پالیسی تھی، ایک تو اس کی نقل فراہم کریں اور یہ بھی انفارمیشن دے دیں کہ یہ رقبہ جی ایچ کیو کے پاس ہی ہے یا انہوں نے آگے فروخت کر دیا ہے؟اس حوالے سے تفصیل بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!یہ رقبہ جی ایچ کیو کے پاس ہے اور انہوں نے آگے کسی کو نہیں دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کس پالیسی کے تحت الاٹ کیا گیا تھا؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ریونیو بورڈ مالک ہوتا ہے اور اس وقت یہ پالیسی تھی کہ جنگلات کا رقبہ کسی بھی محکمہ کو الاٹ ہو سکتا تھا تو اسی قانون کے تحت انہوں نے الاٹ کیا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہ رقبہ جی ایچ کیو awardees کو الاٹ کیا گیا ہے اور پہلے میرے ایک معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ جہانگیر ترین صاحب نے یہ رقبہ خریدا ہے اور اسے ایوارڈ کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چیزیں غلط quote کی جا رہی ہیں اور جہاں تک منسٹر صاحب نے جتنے بھی جوابات دیئے ہیں وہ قانونی اور logically درست نہیں ہیں جیسا کہ آٹھ ماہ انکوائری کی بات کی اور جو درخت چوری ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چوری ہونے والے درختوں کی انکوائری کی ضرورت نہیں ہے بلکہ investigation کی ضرورت ہے۔ جو چوری کرتا ہے اس کے خلاف ایف آئی آر درج ہوتی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! انہوں نے بتایا کہ دو ایف آئی آرز درج ہوئیں اور باقی کی انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جو انکوائری کی بات کی ہے وہ illogical ہے اور قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ چوری کے مقدمہ میں without registration of any case inquiry ہو سکتی ہے، یہ تو ایک criminal proceeding ہے اس لئے اس میں انکوائری کا کیا مسئلہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ایک آدمی پر الزام لگتا ہے تو اس کے بعد انکوائری کرنی ہوتی ہے اور انکوائری کے بعد ہی اس کے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ یہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ہیں یا کوئی اور لوگ ہیں جن کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ لوگ محکمہ کے بھی ہیں اور پرائیویٹ بھی ہیں۔ پرائیویٹ لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج ہو گئی ہیں اور محکمہ کے جن لوگوں پر الزام ہے ان کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے اور قانون کے مطابق محکمانہ action لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! میں نے آپ سے کہا ہے کہ آئندہ جب آپ کے محکمہ کے سوال ہوں تو اس کی وضاحت پیش کریں گے کہ انکوائری کہاں تک پہنچی ہے۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ کو منانے کے لئے باہر بھیجا تھا، آپ کو بھی پتا ہے کہ ان کی genuine problems ہیں، تمام خواتین کو Kindly specially ایوان میں بات کرنے کی آپ اجازت دیا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میں نے انہیں بات کرنے کی اجازت بھی دی ہے، میں نے جو اسمبلی کے rules بنے ہوئے ہیں ان کے مطابق انہیں accommodation کے پیسے ملتے ہیں وہ بھی بتا دیئے ہیں باقی لاء منسٹر اور سپیکر صاحب اس معاملے کو دیکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ جلد ہی یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ آپ اپنا سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 764 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں جنگلات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*764: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں جنگلات کن کن علاقوں میں ہیں، علاقہ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا حکومت جنگلات کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو 13-2012 میں پورے پنجاب میں کل کتنے درخت لگائے گئے؟

(ج) محکمہ نے درختوں کی چوری کو روکنے کے لئے پچھلے پانچ سالوں کے دوران کیا اقدامات اٹھائے اوراس سے درختوں کی چوری کی شرح میں کتنے فیصد کمی ہوئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) صوبہ پنجاب میں1.62 ملین ایکڑ رقبہ پر جنگلات موجود ہیں جن کی علاقہ وار تفصیل درج ذیل ہے۔

پہاڑی جنگلات 0.171 ملین ایکڑ (بمقام: مری کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے پہاڑی جنگلات)، نیم پہاڑی جنگلات / جھاڑی دار جنگلات 0.635 ملین ایکڑ (بمقام: راولپنڈی، اٹک، چکوال، جہلم خوشاب اور ڈی جی خان کے پہاڑوں کے نچلی سطح کے جنگلات)، آبیاری ذخیرہ جات / جنگلات 0.371 ملین ایکڑ (صوبہ بھر کے میدانی سیرابی علاقہ جات)، دریائی جنگلات / بیلہ جات 0.144 ملین ایکڑ (دریائے راوی، جہلم، سندھ اور چناب کے کنارہ جات کے جنگلات)، رینج لینڈ / چراگاہیں 0.138 ملین ایکڑ (تھل، لیہ، بھکر، چولستان، بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان)

علاوہ ازیں صوبہ بھر میں قطاروں میں جنگلات نہروں کے کنارے 32640 کلو میٹر، سڑکات کے کنارے 11680 کلو میٹر، ریلوے لائنوں کے کنارے 2987 کلو میٹر پر پائے جاتے ہیں۔ان جنگلات کی شرح کا تناسب کل رقبہ کا تقریباً 3.1 فیصد ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نئے جنگلات لگانے کے لئے ہر طرح سے کوشاں ہے۔ محکمہ جنگلات محدود سرکاری وسائل کے ساتھ سرکاری جنگلات کے علاوہ پرائیویٹ زمینوں پر بھی شجرکاری کے لئے کسانوں کو ترغیب وفنی تربیت کے علاوہ رعائتی نرخوں پر پودہ جات مہیا کر رہا ہے جن کی بناء پر پرائیویٹ زمینوں پر درختوں کی تعداد بڑھ کر 17 درخت فی ایکڑ ہو گئی ہے۔ محکمہ جنگلات دوسرے محکمہ جات بشمول دفاعی شعبہ کو بھی پودہ جات اور فنی تربیت مہیا کرتا ہے۔ محکمہ جنگلات نے سال 13۔2012 کے دوران 10 ملین پودہ جات سرکاری جنگلات جبکہ 19 ملین پودہ جات دوسرے محکمہ جات، شعبہ دفاع اور زمینداروں کو ارزاں نرخوں پر مہیا کئے ہیں۔

(ج) محکمہ جنگلات درختوں کی چوری کو روکنے کے لئے ملزمان کے خلاف فاریسٹ ایکٹ 1927 ترمیم شدہ 2010 کے تحت کارروائی عمل میں لاتا ہے علاوہ ازیں ملزمان کے خلاف ضابطہ

فوجداری کے تحت بذریعہ پولیس ایف آئی آر درج کرواکے بھی قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ سرکاری ملازمین کی نااہلی یا ملوث ہونے کی صورت میں اُن کے خلاف پیڈاایکٹ2006کے تحت کارروائی کی جاتی ہے جس میں نقصان جنگل کی وصولی کے علاوہ دیگر سزائیں بھی دی جاتی ہیں۔ان اقدامات کے باعث درختوں کی چوری کی شرح میں مستقبل میں کمی کی اُمید ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!اس کے جز(الف)میں پوچھا تھا کہ کن کن علاقوں میں جنگلات موجود ہیں۔ باقی مقامات کو تو ہم دیکھ لیں گے لیکن مری ہمارا ایک پر فضا مقام ہے.جہاں تقریباًاس ایوان میں بیٹھے ہوئے80فیصد لوگ ضرور اس مقام کو دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!جب ہم اس راستے سے گزرتے ہیں اور جب ہم کبھی بچپن میں گزرتے تھے تو اُس وقت اور آج کے جنگلات میں زمین آسمان کا فرق آ چکا ہے۔ وہ پہاڑیاں سبز ضرور ہیں لیکن سر سبز نہیں رہیں۔ منسٹر صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ سر سبز نہ ہونے کی وجہ کیا ہے اور وہ جنگلات کہاں گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!میں اپنی بہن سے گزارش کروں گا کہ مری کے جنگلات سے درخت کاٹنے پر پابندی ہے۔ وہاں قبضہ مافیا سے بھی رقبہ واگزار کروالیا ہے اور اس کیdemarcationہو گئی ہے تو مری کے علاقے میں سے کوئی سبز درخت نہیں کاٹ سکتا اور کسی کے پاس یہ اتھارٹی نہیں ہے کہ وہ کسی کو درخت کاٹنے کی اجازت دے۔ جو درخت اپنی عمر پوری کر لیتا ہے تو شفاف طریقے سے اس کی نیلامی ہوتی ہے اور پھر اس کے بعد دوبارہ شجر کاری کی جاتی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر!میرے سوال کا جواب تو کوئی نہیں آیا کیونکہ انہوں نے جنگلات کا تو بتایا ہی نہیں کہ وہ کہاں گئے اور مری جاتے ہوئے راستے میں جو پہاڑیاں ہیں ان پر درختوں کا تو بتایا نہیں۔ میں نے تو یہ کہا ہی نہیں کہ مری کی جو پہاڑیاں ہیں ان کے جنگلات غائب ہیں بلکہ میں نے کہا کہ راستے میں گزرتے ہوئے پہاڑیوں سے جنگلات غائب ہیں۔ بہر حال انہوں نے جز(ج) کے جواب میں پیڈاایکٹ 2006کے تحت جو کارروائی سرکاری ملازمین کے خلاف کرتے ہیں تو

وزیر موصوف بتائیں گے کہ اب تک کون سے ایسے سرکاری ملازمین ہیں جن کی نااہلی ثابت بھی ہوئی اور پیڈا ایکٹ کے تحت ان کے خلاف کارروائی بھی کی اور کیا واقعی انہیں سزا بھی دی گئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جن ملازمین کے خلاف جرم ثابت ہو جاتا ہے ان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی ہوتی ہے۔ سینکڑوں ملازمین جن پر جرم ثابت ہوا تو انہیں پیڈا ایکٹ کے تحت نوکری سے فارغ کیا گیا ہے۔ باقی انکوائریاں چل رہی ہیں اور جن کے خلاف بھی جرم ثابت ہوا ان کے خلاف انشاء اللہ کارروائی کریں گے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز(ج) میں ہی انہوں نے فرمایا کہ ان اقدامات کے باعث درختوں کی چوری کی شرح میں مستقبل میں کمی کی امید ہے۔ جون 2013 میں سوال کیا تھا اور اکتوبر میں جواب آیا ہے تو یہ مستقبل ابھی کتنی دور ہے؟ اس مستقبل کے بارے میں ہمیں بتا دیں کیونکہ پچھلے پانچ سال میں بھی جنگلات کے بارے میں یہی سوال میں کرتی رہی تو وہ مستقبل قریب کی بات تھی اور ماشاء اللہ آج بھی مستقبل میں ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! 12-2011 میں 179 ایف آئی آر جنگلات کی چوری میں ملوث پائے جانے والوں کے خلاف درج ہوئیں اور ابھی 13-2012 میں 67 ایف آئی آر درج ہوئی ہیں اور تقریباً 62 لاکھ 85 ہزار روپے ان پر جرمانہ عائد ہوا ہے اور آپ اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہماری انتہائی سخت پالیسی کی وجہ سے گزشتہ سال کے مقابلے میں اس سال 42 فیصد درختوں کی چوری میں کمی آئی ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پیڈا ایکٹ 2006 کے تحت کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی ہوئی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! تقریباً 221 ملازمین کو نوکری سے فارغ کیا گیا ہے اور 387 ملازمین کے خلاف انکوائریاں چل رہی ہیں۔ اگر ان کے خلاف بھی جرم ثابت ہو گیا تو ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! اب نہیں ہو سکتا اس پر پہلے ہی کافی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کا ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 814 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ وائلڈ لائف اینڈ بریڈنگ فارم میں جانوروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*814: **لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) وائلڈ لائف اینڈ بریڈنگ فارم / پارک بھاگٹ، رجانہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس وقت کتنے جانور ہیں؟

(ب) اس فارم / پارک کی چاردیواری مکمل ہے اگر نہیں تو کب تک چاردیواری مکمل کر دی جائے گی؟

(ج) اس بریڈنگ فارم / پارک کا کتنا رقبہ ہے کیا حکومت اس پارک کو extend کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا حکومت اس فارم / پارک میں جانوروں کی تعداد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) وائلڈلائف پارک بھاگٹ میں درج ذیل جانور / پرندگان رکھے گئے ہیں۔

نام جانور / پرندگان	نر	مادہ	ٹوٹل
مغلان شیپ	06	06	12
بندر	02	02	04
مور	03	08	11
فیزنٹ	02	06	08
بچے مور / فیزنٹ	–	–	14

(ب) جی ہاں! پارک کی چار دیواری مکمل ہے۔

(ج) پارک / بریڈنگ فارم کا رقبہ 14 ایکڑ ہے۔ جی ہاں، وضاحت جز (د) میں موجود ہے۔

(د) محکمہ تحفظ جنگلی حیات اینڈ پارکس پنجاب وائلڈلائف پارک کے ترقیاتی پروگرام مالی سال 17۔2016 اور 18۔2017 میں پارک کی توسیع کا پروگرام رکھتا ہے۔ تکمیل کے بعد پارک ہذا میں مزید جانور اور پرندے متعارف کرائے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا جز (الف) یہ تھا کہ وائلڈلائف اینڈ بریڈنگ فارم / پارک بھاگٹ، رجانہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اس وقت کتنے جانور ہیں؟ اس کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ 14 ایکڑ جگہ پر صرف 12 بھیڑیں اور 4 بندر ہیں۔ پرندوں کی تعداد میں مور کی تعداد 11 اور pheasant کی تعداد 8 ہے۔ جو پارک 14 ایکڑ اراضی پر بنایا گیا اور rural area میں بنایا گیا ہو تو کیا وہاں فیملیاں صرف بھیڑیں اور بندر دیکھنے آئیں گی؟ جب سے یہ پارک بنا ہے آج تک انہوں نے وہاں کوئی جانور نہیں بڑھائے۔ یہ breeding park ہے اور اس میں کوئی ایسے جانور نہیں رکھے گئے جن کی breeding ہو۔

جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا اس فارم / پارک کی چار دیواری مکمل ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ چار دیواری مکمل ہے۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہو گی کہ وہ موقع پر جا کر دیکھیں کہ وہاں پر کون سی چار دیواری ہے؟ اس وقت اس پارک میں کوئی چار دیواری نہیں ہے محکمے نے غلط جواب دیا ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! چار دیواری کے ٹینڈر ہو گئے ہیں اس پر کام شروع ہے اگر کوئی تھوڑا بہت کام رہتا بھی ہے تو انشاء اللہ اس کو مکمل کرا دیں گے وہاں کام موقع پر شروع ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! چار دیواری کا ٹینڈر ہوا ہے اور نہ ہی وہاں کوئی کام شروع ہوا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے دوبارہ گزارش کروں گا کہ وہ موقع پر جا کر دیکھیں کہ کیا وہاں پر چار دیواری بن رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! جواب میں تو لکھا ہے کہ جی ہاں۔ پارک کی چار دیواری مکمل ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جس کا ٹینڈر ہوا تھا وہ مکمل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ٹینڈر ہونا کوئی اور بات ہوتی ہے لیکن مکمل ہونا اور بات ہوتی ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ 14 ایکڑ پر چار دیواری مکمل ہے۔ اگر میرے بھائی کہتے ہیں کہ اس میں مزید کوئی توسیع کی جائے تو ہم انشاء اللہ آنے والے وقت میں وہ بھی مکمل کرا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! کیا وہاں 14 ایکڑ پر چار دیواری مکمل ہے؟

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! میں آپ سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ بھی وہاں موقع پر جا کر دیکھ لیں۔ توسیع کا مطلب یہ ہے کہ 14 ایکڑ کے علاوہ کسی دوسرے پارک میں توسیع کی جائے لیکن اگر وہ رقبہ ہی 14 ایکڑ کا ہے تو پھر اس 14 ایکڑ پر کوئی چار دیواری نہیں ہے۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں کہ وہاں جا کر دیکھ لیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! محکمے نے جواب غلط دیا ہے ان کے خلاف انکوائری کرائیں اور اس ایوان کو آگاہ کریں کہ انہوں نے غلط جواب کیوں دیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کے لئے ٹائم نکالیں یا کسی متعلقہ آفیسر کو کرنل صاحب کے ساتھ بھیجیں اور وہاں کا visit کریں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ میں خود کرنل صاحب کے ساتھ موقع پر جاؤں گا۔ محکمے کی طرف سے اگر جواب غلط ہوا تو پھر ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے انکوائری کر کے اس کی رپورٹ next Session میں ایوان کو دینی ہے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی، آپ نے ٹھیک کہا ہے کہ یہ انکوائری کر کے اگلے اجلاس میں ایوان کو بتائیں گے۔ میں اس سے مطمئن ہوں لیکن وہاں 14 ایکڑ کی جگہ پر اتنے تھوڑے جانور اور پرندے رکھے ہوئے ہیں تو کیا وہاں پر فیملیاں صرف بھیڑیں اور بندر دیکھنے آتی ہیں، اس کے علاوہ کوئی جانور نہیں ہے۔ کیا منسٹر صاحب بتائیں گے کہ ان کا وہاں پر جانور اور پرندے مزید بڑھانے کا ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! جز(د) میں جواب دے دیا گیا ہے کہ ہم 17-2016 تک پارک کی توسیع کا ارادہ رکھتے ہیں، اس کی funding کی جائے گی اور اس کو خوبصورت بنایا جائے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: جناب سپیکر! ابھی 14-2013 جا رہا ہے اور انہوں نے 18-2017 کا کہا ہے۔ جو انہوں نے چار سال بعد کا کہا ہے تو کیا اگلے سال جانوروں کو بڑھانے کا کام نہیں ہو سکتا؟ چار سال بعد کی تاریخ دینے کا مطلب ہے کہ یہ اس کام کو نہیں کرنا چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس پارک کا visit بھی کریں اور جس طرح وہ کہہ رہے ہیں کہ 14 ایکڑ رقبہ میں دس بارہ جانور ہیں تو ان کو رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ اس میں اگلے سال کی کوئی پالیسی لے کر آئیں، جانور بڑھائیں اور چار دیواری کے حوالے سے انکوائری کر کے اس کی رپورٹ سے ایوان کو آگاہ بھی کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! مہربانی کر کے اس سے relevant ہی رہنا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بہت ضروری ہے اور میں یہ جاننا چاہوں گا کہ 14 ایکڑ پر جانور اور پرندے جب اتنے کم ہیں تو بتایا جائے کہ اتنے سالوں میں ان کی افزائش اتنی کم کیوں ہوئی، دوسرا سوال یہ ہے کہ اتنے تھوڑے جانور اور پرندوں کے لئے 14 ایکڑ پر چار دیواری کا بنانا کروڑوں اربوں روپے کی خطیر رقم کیوں خرچ کی جائے؟ میں تو اس کو غیر ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس پر کوئی commitment اس ایوان کو دے دیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے 2016-17 کی ADP میں اس پارک کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈیپارٹمنٹ نے تو اس کا جواب ہی غلط دیا ہے کہ پارک کی چار دیواری مکمل ہے۔ آپ خود اس معاملے کو دیکھیں اور اس پارک پر خصوصی توجہ دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): ٹھیک ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کاشف صاحب!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! وہاں پر 14 ایکڑ پر چودہ جانور ہیں یہ بتایا جائے کہ پچھلے دو سالوں میں ان پر کتنا خرچہ آیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ چودہ جانور نہیں ہیں بلکہ 49 جانور ہیں۔ ہم اس پارک کو آنے والے وقت میں توسیع دینا چاہ رہے ہیں اور اس میں جانور بھی زیادہ رکھیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ next Session میں اس سوال کی پوری detail دیں گے۔ اگلے اجلاس میں جس دن بھی ان کے محکمے کے سوال ہوں گے یہ اس سوال کی پوری detail ایوان کو دیں گے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 827 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں سرکاری و نجی ہیچریوں کی تفصیلات

***827: محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں سرکاری و نجی ہیچریوں میں 80 ملین سے زیادہ پونگ حاصل ہو رہی ہے اور یہ پونگ دوسرے صوبوں کو بھی فراہم کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ فشریز پنجاب فش بریڈنگ کے شعبے میں تربیتی کورسز کا انعقاد کر رہا ہے۔ یہ کورسز کن کن شہروں میں کروائے جا رہے ہیں، ان کے دورانیہ اور دیگر شرائط سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) جی ہاں! پنجاب میں سرکاری و نجی ہیچریوں میں 90.7 ملین پونگ حاصل ہو رہی ہے اور یہ پونگ دوسرے صوبوں کو بھی فراہم کی جا رہی ہے۔ دورانِ سال 13۔2012 درج ذیل مقامات پر مختلف سائز کا فش سیڈ سپلائی کیا۔

صوبہ بلوچستان	=	5,45,455
صوبہ خیبر پختونخواہ	=	16,500
صوبہ سندھ	=	6,12,614

(ب) یہ درست ہے کہ محکمہ فشریز پنجاب میں فش بریڈنگ کے شعبے میں تربیتی کورسز کا انعقاد کر رہا ہے۔ ان کورسز کا دورانیہ سہ روزہ اور ہفت روزہ ہوتا ہے اور ان کا انعقاد فشریز ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ مناواں لاہور میں باقاعدہ طور پر ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ فشریز ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، مناواں، لاہور میں تعینات آفیسرز پنجاب کے ہر ضلع میں خود ذاتی طور پر جا کر فش فارمرز کے لئے ایک روزہ تربیتی ورکشاپ منعقد کرتے ہیں جس میں فش فارمنگ کے ساتھ ساتھ ہیچری مینجمنٹ اور بچہ مچھلی کی افزائش کے بارے میں ضروری ہدایات بھی دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ان سے یہ سوال پوچھنا چاہوں گی کہ پنجاب میں سرکاری و نجی ہیچریوں کی تعداد کتنی ہے اور جز (ب) کے حوالے سے بتا دیں کہ 2012-13 میں کتنے fish farmers کو courses کروائے گئے؟ میرے علم کے مطابق یہ سب غلط ہے کیونکہ آج تک کوئی ورکشاپ منعقد ہوئی ہے اور نہ ہی کسی کو ٹریننگ دی گئی ہے۔ میرا اپنا رقبہ ڈنگا گجرات میں ہے وہاں پر ہمارے بھی fish points ہیں۔ میں نے تو ابھی تک کسی کو وہاں جاتے دیکھا ہے اور نہ ہی مجھے کوئی ٹریننگ دی گئی ہے۔اس کا مجھے جواب دیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! انہوں نے courses کے حوالے سے پوچھا ہے تو 2012-13 میں 17 لوگوں کو courses کروائے گئے ہیں، 2011-12 میں courses 6 تھے اور اس میں farmers 19 نے یہ courses کئے۔ ہر سیزن میں یہ courses چلتے ہیں۔ پرانے farmers پہلے course کر چکے ہیں اور نئے farmers کو courses کروائے جا رہے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں نے پوچھا تھا کہ سرکاری و نجی ہیچریوں کی تعداد کتنی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس کی تفصیل بتا دیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! سرکاری ہیچریوں کی تعداد 8 ہے اور نجی ہیچریوں کی تعداد 70 ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی جیسا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ سرکاری ہیچریاں صرف 8 ہیں اور نجی ہیچریوں کی تعداد 70 ہے تو دیکھیں ان میں کتنا فرق ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ سرکاری ہیچریوں پر کسی کو اعتماد نہیں ہے یا ان کے ریٹس اتنے زیادہ ہیں کہ وہاں سے لوگ purchasing نہیں کرتے۔ on the other hand پرائیویٹ سیکٹر میں 70 ہیچریاں ہیں، اس کا مطلب ہے کہ وہ 70 ہیچریاں flourish کر رہی ہیں اور ان کے ریٹس بھی reasonable ہیں۔ Kindly منسٹر صاحب مجھے بتائیں کہ اتنا فرق کیوں ہے؟ حالانکہ حکومت کی طرف سے ہیچریاں

زیادہ ہونی چاہئیں۔ اگر انہوں نے لوگوں کو کسی قسم کی سہولت دینی ہے تو ان کی ہیچریاں زیادہ ہونی چاہئیں لیکن ان کے پاس ٹوٹل 8 ہیچریاں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں نے ان کو تعداد بتائی ہے، کسی بھی محکمے یا کسی بھی بزنس میں سرکاری وسائل محدود ہوتے ہیں اس لئے لوگ پرائیویٹ طور پر اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ اگر کاروبار منافع بخش ہے تو لوگ اپنے بزنس کو بڑھاتے رہتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! معزز وزیر صاحب کیسے بات کر رہے ہیں؟ یہ کہہ رہے ہیں کہ محدود وسائل ہوتے ہیں اور اگر وسائل لوگوں کے لئے نہیں ہیں تو لوگ پھر own پر اس بزنس کو چلائیں گے۔ اس کے علاوہ انہوں نے میرے سوال کے جز(ب) میں جواب دیا ہے کہ ہر جگہ تربیتی کورس اور ورکشاپس ہوتی ہیں لیکن میں نے تو آج تک کہیں نہیں دیکھا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھوں گی کہ وہاں پر جو اہلکار ٹریننگ دینے جاتے ہیں ان کی expertise کیا ہیں، کیا ان کو باہر بھیجا جاتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ qualified لوگ ہوتے ہیں، انہوں نے یونیورسٹی سے اس فیلڈ میں ماسٹر ڈگریاں لی ہوئی ہیں، ان کا اس فیلڈ میں وسیع تجربہ ہوتا ہے اور انہی لوگوں کو instructors مقرر کیا جاتا ہے تاکہ فیلڈ میں جا کر لوگوں کو تربیت دیں۔ الحمدللہ یہ کاروبار دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ میری بہن کے علم میں ہو گا کہ فشریز کا کاروبار بڑی جلدی سے اس صوبے میں بڑھ رہا ہے۔ انشاءاللہ اس کاروبار سے جو لوگ منسلک ہیں، ہمارا ڈیپارٹمنٹ ان کو ہر طرح کی سہولت مہیا کر رہا ہے، ہم انشاءاللہ تعالیٰ آنے والے وقت میں بھی ان کو تربیت دیتے رہیں گے اور ان کے کاروبار کو آگے بڑھانے کے لئے سہولیات بھی دیں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب! فرمائیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے محترم بھائی کہہ رہے ہیں کہ یہ کاروبار دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی بیلنس شیٹ ہے کہ اس کاروبار سے کیا profit یا loss ہوا ہے، input کتنا ہے اور output کتنا ہے؟ کوئی

proper statement نہیں ہے، دوسری بات میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بیوروکریسی کا یہ سلسلہ کہ ادھر بیٹھ کر بار بار چٹیں دے رہے ہیں.This is no way مطلب یہ کوئی Examination Hall ہے کہ جس میں نقل لگا رہے ہیں؟ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب!آپ کا ضمنی سوال کیا ہے،آپ وہ بات کریں، یہ کیا بات ہے؟

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں سوال ہی کر رہا ہوں۔۔۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!آپ تو تشریف رکھیں کیونکہ آپ بیٹھ چکی تھیں اس لئے میں نے ان کو floor دیا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!انہوں نے میرے سوال کا جواب ہی نہیں دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھ گئی تھیں،آپ نے دوبارہ سوال کے لئے نہیں کہا۔اب اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ سندھو صاحب!آپ ضمنی سوال کریں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں یہی کہہ رہا تھا کہ انہوں نے جو اتنا سیڈ بیچا ہے اس سے ان کو کتنا profit یا loss ہوا،ان departmental courses پر ٹوٹل کتنے اخراجات آئے ہیں اور ان کی production کیا تھی؟ وہ ہمیں چاہئے اور یہ سارے اعداد و شمار اس ایوان کو بتائے جائیں تاکہ ہم assess کر پائیں کہ کیا صورتحال ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب!یہ ویسے fresh question بنتا ہے۔ اگر آپ کے پاس detail ہے تو دے دیں۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!دیکھیں!جب یہ تیاری کر کے آتے ہیں تو Secretaries وغیرہ کس کے لئے ہیں؟۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں!جو سوال پوچھا گیا ہے اس کا جواب تو انہوں نے محترمہ کو دے دیا ہے۔ اگر آپ کو اس پر کوئی detail چاہئے تو اپنا نیا سوال لے کر آئیں۔ منسٹر صاحب!اس سلسلے میں آپ کے پاس کوئی detail ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!یہ fresh question بنتا ہے۔ سندھو صاحب!اس پر نیا سوال لے کر آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!آپ اس کی مکمل detail لے کر سندھو صاحب کو مہیا کریں۔آج ہی Question Hour کے بعد ان کو بٹھا کر سندھو صاحب کو اس کی detail دیں۔جی، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتی ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!انہوں نے مجھے کیا detail مہیا کرنی ہے۔یہ ایوان اور میڈیا کو detail مہیا کریں جس طرح ان کا ڈیپارٹمنٹ role play کر رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سندھو صاحب!اس کے لئے پھر آپ fresh question لے کر آئیں۔

CH.TAHIR AHMED SINDHU(Advocate): Mr Speaker! I am here to protect the public interest.

جناب قائم مقام سپیکر:آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔مجھے خوشی ہوتی اگر آپ کا سوال اس میں ہوتا۔

چودھری طاہر احمد سندھو(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ یہ Chair سے convey کر دیں کہ کل منسٹر صاحب یہ اعداد و شمار دیں گے اور آپ ادھر ایوان کو اس سے آگاہ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ سوال لے کر آئیں منسٹر صاحب اس کا جواب دینے کے پابند ہوں گے۔جی، محترمہ!آپ فرمائیں۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!جز(ب) کے حوالے سے جو میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا کہ یہ courses کن کن شہروں میں کروائے جا رہے ہیں،ان کا دورانیہ اور دیگر شرائط سے ایوان کو آگاہ کیا جائے،میں چاہوں گی کہ معزز منسٹر صاحب مجھے بتائیں کہ ان کی شرائط کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!یہ courses کن کن شہروں میں کروائے جا رہے ہیں اور ان کا کتنا دورانیہ ہے؟

وزیر جنگلات،جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک):جناب سپیکر!خانیوال اور لاہور میں یہ courses کروائے جاتے ہیں اور ان courses کا دورانیہ پندرہ دن ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!لیکن انہوں نے شرائط نہیں بتائیں پھر بھی جواب نامکمل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آپ شرائط بھی بتادیں۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! شرائط اس میں کوئی نہیں ہیں۔ اس کی باقاعدہ advertisement کی جاتی ہے اور جو بندہ بھی کورس کرنا چاہے وہ اس میں شرکت کر سکتا ہے۔ اس میں لیٹر کے ذریعے بھی آگاہ کیا جاتا ہے اور بذریعہ ٹیلی فون بھی آگاہ کیا جاتا ہے کیونکہ ہمارے تمام فارمز کے ریکارڈ موجود ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں کیونکہ اس پر پانچ ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا چھوٹا سا سوال مفاد عامہ کے متعلق ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جس طرح محکمے نے جواب میں کہا ہے کہ آفیسرز پنجاب کے ہر ضلع میں خود ذاتی طور پر جاکر فش فارمز کے لئے ایک روزہ تربیتی ورکشاپ منعقد کرتے ہیں تو یہ اچھا پروگرام ہے کیونکہ لوگ دور سے آکر اس میں شریک نہیں ہو سکتے اس لئے ضلعی سطح پر اس پروگرام کو جاری رہنا چاہئے۔ مزید میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مالی سال 13-2012 میں کتنے ضلعوں میں جاکر یہ پروگرام کروائے گئے تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ اس میں ہمارا مرکز لاہور اور خانیوال ہے، ان دو جگہوں پر سنٹر ہیں اور وہاں پر یہ courses کروائے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! سوال نمبر 880 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب میں جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*880: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب کے کل رقبہ میں سے ماہرین اور بین الاقوامی سٹینڈرڈ کے مطابق کتنے رقبہ پر جنگلات ہونے چاہئیں؟

(ب) اس وقت کل رقبہ میں سے پنجاب کے کتنے رقبہ پر جنگلات واقع ہیں؟

(ج) کیا پنجاب کے جنگلات سے صوبہ کی ضرورت کے مطابق عمارتی لکڑی، بالن، کاغذ وغیرہ کی ضروریات پوری ہو رہی ہے، اگر نہیں تو حکومت اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کوئی منصوبہ بندی کر رہی ہے، ہاں تو تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) پنجاب کے کل رقبہ پر ماہرین اور بین الاقوامی سٹینڈرڈ کے مطابق 25 فیصد جنگلات ہونے چاہئیں۔

(ب) اس وقت پنجاب کے کل رقبہ 50.956 ملین ایکڑ رقبہ میں سے 1.62 ملین ایکڑ رقبہ پر جنگلات واقع ہیں جس کی شرح کا تناسب کل رقبہ کے تقریباً 3.1 فیصد کے برابر ہے۔

(ج) محکمہ جنگلات پنجاب بالن کی صوبائی ضروریات کا تقریباً 10 فیصد اور عمارتی لکڑی کی ضروریات کا 15 فیصد سرکاری جنگلات سے مہیا کر رہا ہے۔ ضروریات کا بقایا حصہ زرعی زمینوں پر لگائے گئے درختان / جنگلات سے مہیا ہوتا ہے۔ محکمہ جنگلات کے شعبہ توسیع کی کاوشوں سے اس وقت زرعی رقبہ جات پر آزادانہ تحقیقی ذرائع کے مطابق 17 درخت فی ایکڑ موجود ہیں۔ محدود سرکاری وسائل کے باوجود محکمہ جنگلات کسانوں کی ترغیب و فنی تربیت کے علاوہ رعائتی نرخوں پر پودا جات بھی مہیا کرتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے ادھر جواب دیا ہوا ہے کہ پنجاب کے کل رقبہ پر ماہرین کی رائے اور بین الاقوامی سٹینڈرڈ کے مطابق 25 فیصد جنگلات ہونے چاہئیں اور آگے جز (ب) میں کہا ہے کہ اس وقت پنجاب کے کل 50.956 ملین ایکڑ رقبہ میں سے 1.62 ملین ایکڑ رقبہ پر جنگلات موجود ہیں

جس کی شرح کا تناسب کل رقبہ کا تقریباً3.1 فیصد کے برابر ہے تو میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ بہت ہی خطرناک حد تک کم شرح ہے جو کہ 12.96 تک ہونا چاہئے لیکن یہ یہاں پر 3.1 فیصد بتا رہے ہیں اور kindly منسٹر صاحب جواب دیں کہ اس طرح کیوں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں جنگلات کا کل رقبہ 16 لاکھ ایکڑ ہے جو کہ اس شرح کے حساب سے کل رقبے کا 3.1 فیصد بنتا ہے۔ ہم نے ابھی recently satellite کے ذریعے پورے پنجاب کی تصویر لی ہے اس کے مطابق اس وقت پنجاب میں 6.3 فیصد رقبے پر جنگلات موجود ہیں۔ اس میں سرکاری رقبہ 3.1 فیصد ہے اور پرائیویٹ طور پر 3.2 فیصد رقبے پر جنگلات موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ کیا آپ مزید رقبے پر جنگلات بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! اگر ہمیں مزید ایک فیصد بھی بڑھانا پڑے تو اس کے لئے پانچ لاکھ ایکڑ رقبہ درکار ہے، 6 ہزار کیوسک پانی چاہئے اور 10۔ارب روپے کی رقم درکار ہے اس وقت ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں ہمارے پاس جو رقبہ خالی پڑا ہے اس پر ہم شجر کاری کر رہے ہیں اور اگلے تین سالوں میں ہم تمام رقبہ کو fill کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ج) میں جو جواب دیا ہے اس حوالے سے میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ حکومت بائیو گیس کے استعمال پر بہت زور دے رہی ہے، 2008 سے ہم بائیو گیس کا شور سُن رہے ہیں آپ کو بھی پتا ہے اور ہم سب کو پتا ہے کہ درختوں کی کٹائی تیزی سے جاری ہے، ماحول پر اس کا کتنا منفی اثر ہو رہا ہے، آلودگی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آپ دیکھیں تو سیلاب کی تباہ کاریاں اسی وجہ سے ہیں اگر ہمارے پاس جنگلات ہوں، درختوں کی کٹائی نہ ہو تو شاید ہم سیلاب سے بھی بچ جائیں۔ اگر بائیو گیس کے استعمال کو فروغ دیا جائے تو شاید درختوں کی کٹائی کم ہو جائے۔ وزیر صاحب یہ تو کہہ رہے ہیں کہ ہم کوشش کریں گے مگر باتیں کرنے سے تو کوشش نہیں ہو گی یہ تو عمل سے ہو گی۔ وزیر موصوف مہربانی کر کے یہ بتا دیں کہ یہ اپنی کوشش میں کیا کر رہے ہیں؟ کچھ اپنی efforts کا بتا دیں، انہوں نے تو جو simple figures تھیں ان کو بھی اتنا wrong quote کیا ہے۔ میں تو حیران ہوں

کہ figures کچھ اور تھے اور انہوں نے کچھ اور بتائے ہیں۔ مہربانی کر کے یہ ایک دفعہ خود study کر لیں۔انہوں نے یہ figures خود دیئے ہوئے ہیں یہاں پر اتنے ملین ایکڑ، اس کو ذرا یہ calculate کریں تو ان کو خود پتا چلے گا کہ یہ مجھے کیا جواب دے رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! میں نے صحیح جواب دیا ہے جو بالکل facts and figures کے مطابق ہے۔ حقیقت میں بھی اتنے ہی رقبے پر جنگلات موجود ہیں۔ میں نے اپنی بہن کو کوئی غلط بات نہیں بتائی۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر موصوف! محترمہ کا سوال ہے کہ آپ اس میں اپنی کوئی effort بتادیں کہ کیا آپ مزید کوئی درخت لگانا چاہتے ہیں یا جنگلات بڑھانا چاہتے ہیں، آپ اس حوالے سے کیا کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ہماری جو 2012-13 کی پلاننگ ہے اس کے مطابق 2014 تک ہم 2 کروڑ 10 لاکھ نئے درخت لگا رہے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) کے آخر میں انہوں نے بتایا ہے کہ "محکمہ جنگلات کسانوں کی ترغیب وفنی تربیت کے علاوہ رعائتی نرخوں پر پودا جات بھی مہیا کرتا ہے۔"ابھی میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اول تو سرکاری نرسریوں کا کسی کو پتا ہی نہیں ہوتا، میں جہلم کی بات کروں گی وہاں "دینہ" میں ایک نرسری ہے مجھے بھی چند دن پہلے پتا چلا ہے کہ وہاں کوئی سرکاری نرسری بھی ہے۔ لوگ سرکاری نرسریوں کے بجائے پرائیویٹ نرسریوں سے پودے خریدتے ہیں کیونکہ ان کی قیمت سرکاری نرسریوں سے کم ہوتی ہے تو مہربانی کر کے وزیر موصوف اس معاملے کو بھی دیکھیں اور مجھے اس بات کا جواب دیں کہ ایسا کیوں ہے کہ پرائیویٹ نرسریوں میں تو ہمیں چیزیں ارزاں قیمتوں پر ملتی ہیں جبکہ سرکاری نرسریوں میں زیادہ قیمت پر ملتی ہیں؟ ظاہری بات ہے کہ لوگ تو وہاں سے چیز لیں گے جہاں سے سستی ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ جہلم کی بات کر رہی ہیں؟ آپ کوئی ایسی جگہ بتادیں۔۔۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر !میں نے ابھی آپ کو "دینہ "جہلم کا بتایا ہے۔ جب آپ ہیڈ رسول ورکس کی طرف جاتے ہیں وہاں نہر کے اوپر ایک بہت ہی چھوٹی سی نرسری بنی ہوئی ہے۔اگر یہ مجھے کہتے ہیں تو میں facts and figures لاکر ان کو بتا دیتی ہوں لیکن انہیں مجھے یہ تو بتانا چاہئے کہ ایسا کیوں ہے ؟اول تو وہاں پر plants ہی نہیں ملتے،اگر plants ملیں تو مہنگے ملتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر!سرکاری نرسریوں میں انتہائی کم قیمت پر پودا جات مہیا کئے جاتے ہیں اور لوگوں کو شجر کاری کی ترغیب دی جاتی ہے۔ پرائیویٹ نرسریوں میں زیادہ تر نمائشی پودا جات رکھے جاتے ہیں جو قیمتی پودا جات ہوتے ہیں حقیقت میں آپ facts and figures دیکھ لیں۔سرکاری نرسریاں جو ہمارے محکمہ میں چل رہی ہیں آپ ان کا معائنہ کر سکتے ہیں وہاں انتہائی کم قیمت ایک یا دو روپے میں پودا جات فروخت کئے جاتے ہیں جبکہ پرائیویٹ نرسریوں کی قیمت بہت زیادہ ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میرا ابھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس پر بہت سوال ہو چکے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!مجھے صرف چند الفاظ کہنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو کر لیں مگر speech نہ کریں۔آپ کسی نرسری کی نشاندہی کر دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!میں صرف چند الفاظ کہنا چاہتی ہوں یہ صرف میرے لئے نہیں ہے یا اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے لئے نہیں ہے،یہ ہم سب کے لئے ہے۔ان کو پتا ہونا چاہئے کہ یہ بات کیا کر رہے ہیں ؟at least جو ایوان میں باتیں ہوتی ہیں اور کچھ نہیں تو ہم سب جو یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے knowledge میں اضافہ ہو گا ہمیں بھی پتا چلے کہ حکومت کیا کر رہی ہے جب ان کے پاس facts and figures ہی نہیں ہیں تو ہم کیسے ان پر یقین کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: کس چیز کے facts and figures نہیں ہیں؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!انہوں نے شروع میں جو مجھے جواب دیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے آپ کو بتایا تو ہے کہ ہم مزید 2 کروڑ پودے لگانا چاہتے ہیں، آپ کو تفصیل بھی دی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے مجھے جواب دیا ہے کہ 25 فیصد جنگلات ہونے چاہئیں۔ میں ان سے request کروں گی کہ یہ جا کر calculate کریں اور پھر مجھے بتائیں کہ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ ماہرین اور بین الاقوامی سٹینڈرڈ کے مطابق 25 فیصد رقبہ پر جنگلات ہونے چاہئیں تو انہوں نے جواب تو دیا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): میں بتا رہا ہوں کہ 25 فیصد رقبہ پر جنگلات ہونے چاہئیں لیکن ہمارے وسائل نہیں ہیں ہم 25 فیصد کہاں سے لے کر آئیں جو ہمارے پاس وسائل ہیں اسی میں رہ کر ہی ہم اسے بڑھا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال میاں محمد اسلام اسلم صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! سوال نمبر 1071 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان: قاسم والا میں محکمہ جنگلات کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*1071: **میاں محمد اسلام اسلم:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قاسم والا لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) اس جگہ کتنے رقبہ پر محکمہ نے کون کون سے درخت لگائے ہوئے ہیں اور کتنا رقبہ بے کار اور بنجر پڑا ہوا ہے، کتنے رقبہ پر کس کس نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) سال 12-2011 اور 13-2012 میں اس جگہ محکمہ نے شجر کاری پر کتنی رقم خرچ کی ہے؟

(د) کیا حکومت اس وسیع رقبہ پر وائلڈ لائف پارک، لال سوہانرا پارک بہاولپور کی طرز پر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) قاسم والا2نہری ذخیرہ جات پر مشتمل ہے۔

1۔قاسم والا ذخیرہ 5763ایکڑ

2۔قاسم والا جنوبی1L عباسیہ 8400ایکڑ

(ب) رقبہ زیر فصل اور خالی رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جنگل	رقبہ زیر فصل	تفصیل درختان جو کہ موقعہ پر لگائے گئے ہیں	جو رقبہ خالی پڑا ہے	جس رقبہ پر ناجائز قبضہ ہے
1	قاسم والا ذخیرہ	3000ایکڑ	سفیدہ۔کیکر۔شیشم وغیرہ	2763ایکڑ رقبہ اونچے ٹیلوں پر مشتمل ہے نیز نہری پانی بھی دستیاب نہ ہے	NIL
2	قاسم والا جنوبی 1L عباسیہ	1197ایکڑ	سفیدہ۔کیکر	1584ایکڑ رقبہ اونچے ٹیلوں پر مشتمل ہے نیز نہری پانی بھی دستیاب نہ ہے	5619ایکڑ رقبہ پر پاک آرمی نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

(ج) سال12۔2011اور سال13۔2012میں جو نئی شجر کاری کی ہے اور اس پر جو خرچہ آیا ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	نام ذخیرہ	جتنے رقبہ پر شجر کاری کی گئی	جو رقم خرچ ہوئی	کیفیت
2011۔12	قاسم والا ذخیرہ			دوران سال12۔2011کوئی نئی شجر کاری نہ کی ہے صرف پرانی فصل3000ایکڑ کو نہری پانی دیا گیا اور بھل صفائی مین برانچ کھالاجات کا کام کرایا گیا
2011۔12	قاسم والا جنوبی1L عباسیہ			اس رقبہ میں کوئی بھی نئی شجر کاری نہ کی گئی صرف پرانی فصل1197ایکڑ کو نہری پانی دیا گیا اور بھل صفائی مین برانچ کھالاجات کا کام بھی کرایا گیا
2012۔13	قاسم والا ذخیرہ	17.5ایکڑ	402288	نئی شجر کاری کے ساتھ ساتھ پرانی فصل کو نہری آبپاشی اور بھل صفائی مین برانچ کھالاجات کا کام بھی کرایا گیا۔
2012۔13	قاسم والا جنوبی1L عباسیہ	43ایکڑ	688000	نئی شجر کاری کے علاوہ پرانی فصل کو
		22.5ایکڑ	312891	نہری پانی آبپاشی اور بھل صفائی کا کام کرایا گیا نیز3ایکڑ رقبہ پر بیڈز نرسری بھی لگائی گئی
	ٹوٹل	65.50ایکڑ	1000891	

(د) یہ رقبہ چولستان میں واقع ہے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے 100 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جبکہ نزدیکی قصبہ فیروزہ سے بھی 30 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ سفری سہولیات ناکافی ہیں لہذا وائلڈ لائف پارک بنانا منافع بخش نہ ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ '5619 ایکڑ رقبہ پر پاک آرمی نے قبضہ کیا ہوا ہے۔' میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ جنگلات کے رقبے پر کس capacity میں آرمی نے قبضہ کیا ہوا ہے جبکہ انہوں نے پہلے ہی 70 ہزار ایکڑ کے قریب زمین زمینداروں کو lease پر دی ہوئی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پاک آرمی نے آپ کی مشاورت اور ملی بھگت سے قبضہ کیا ہوا ہے یا وہ چھوڑ نہیں رہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ رقبہ عرصہ دراز سے ڈی ایچ کیو کے قبضے میں ہے اس کی واگزاری کے لئے ہم نے letter لکھے ہوئے ہیں کہ ڈی ایچ کیو سے رقبہ واپس لیا جائے۔ اس کی واپسی کے لئے ہم نے تحرک شروع کیا ہوا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقت میں ڈی ایچ کیو سے یہ رقبہ واپس لے لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کی طرف سے آپ کو کوئی جواب موصول ہوا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): نہیں، ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ عام طور پر ایک ایکڑ میں کتنے پودے لگائے جاتے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! ایک ایکڑ میں 725 پودے لگائے جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ جواب کے جز(ب) میں لکھا ہوا ہے کہ 2763 ایکڑ رقبہ ناقابل کاشت ہے نیز نہری پانی بھی دستیاب نہ ہے۔ 1L عباسیہ میں بھی 1584 ایکڑ رقبہ پر بھی نہری پانی دستیاب نہ ہے۔ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر:.Order in the House گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔

میاں محمد اسلام اسلم:کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ وہاں پر عباسیہ لنک کینال گزرتی ہے تو یہ رقبہ قابل کاشت کیوں نہیں بنایا گیا جبکہ ہماری ملکی معیشت کے لئے درخت بہت ضروری ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب سپیکر! یہ رقبہ ٹیلوں پر مشتمل ہے۔یہاں جتنا پانی سیراب ہوتا ہے اتنا رقبہ ہم نے آباد کیا ہوا ہے باقی رقبہ ٹیلوں پر مشتمل ہے جہاں پانی نہیں پہنچ سکتا اس لئے یہ رقبہ خالی پڑا ہے۔

میاں محمد اسلام اسلم:جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے جز(د) میں بتایا گیا ہے کہ:

"یہ رقبہ چولستان میں واقع ہے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر سے 100 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے جبکہ نزدیکی قصبہ فیروزہ سے بھی 30 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔سفری سہولیات ناکافی ہیں لہذا وائلڈ لائف پارک بنانا منافع بخش نہ ہوگا۔"

جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ کیا حکومت اس وسیع رقبہ پر وائلڈ لائف پارک، لال سوہانرا پارک بہاولپور کی طرز پر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ یہ منافع بخش نہ ہوگا حالانکہ رحیم یار خان سے تو یہ 100 کلو میٹر کے فاصلے پر ہوگا لیکن تحصیل ہیڈ کوارٹر لیاقت پور سے یہ 20 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے، تحصیل ہیڈ کوارٹر خان پور سے یہ 30 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ وزیر موصوف مجھے یہ بتائیں کہ کیا لال سوہانرا بہاولپور شہر کے اندر ہے؟ وائلڈ لائف پارک جو بنائے جاتے ہیں یہ تو عموماً شہروں سے دور ہی بنائے جاتے ہیں اور پھر آپ کے پاس facilities بھی موجود ہیں، آپ کے پاس وسیع ذخیرہ بھی موجود ہے تو اس کے باوجود یہ کہنا کہ یہ منافع بخش نہیں، کہاں تک درست ہے جبکہ وہاں پر ڈی سی او اور کمشنر صاحب بھی visit کر چکے ہیں، میں نے وہاں پر ایک تحریری درخواست بھی دی تھی جس پر انہوں نے اسے feasible قرار دیا ہے، آپ پھر کس طرح سے کہہ رہے ہیں کہ یہ feasible نہیں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری(جناب محمد آصف ملک): جناب والا! میرے بھائی میاں اسلام اسلم صاحب کی یہ تجویز اور سکیم ہمارے پاس آ گئی ہے ہم اسے study کروا لیتے ہیں اگر feasible ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع شیخوپورہ: محکمہ ماہی پروری کا رقبہ ،پیداوار اور آمدن کی تفصیلات

*1203: **جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ ماہی پروری کا کتنا رقبہ کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنے تالاب ہیں اور کتنا رقبہ خالی پڑا ہے؟

(ج) یکم جنوری2010 سے آج تک کتنا پونگ تیار کیا گیا اور کتنا فروخت کیا گیا اور کس ریٹ پر فروخت کیا اور اس سے کتنی آمدنی ہوئی؟

(د) مچھلی کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے محکمہ کیا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(ہ) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مچھلی کی پیداوار میں بالترتیب کتنا کتنا اضافہ ہوا اور کتنی آمدنی ہوئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف)

(i) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ ماہی پروری کا ایک عدد فش سیڈ نرسری یونٹ فاروق آباد 249 کنال 15 مرلے تقریباً (32) ایکڑ رقبہ پر محیط ہے۔

(ii) انفارمیشن سنٹر کھوڑی جس کا رقبہ 2 کنال اور 10 مرلے پر محیط ہے۔

(ب)

(i) کل 22تالاب ہیں اور تقریباً5ایکڑ رقبہ خالی پڑا ہوا ہے جس میں مچھلی کے لئے چارہ وغیرہ تیار کیا جاتا ہے۔

(ii) انفارمیشن سنٹر کھوڑی میں کوئی تالاب نہ ہے بلکہ وہاں پر صرف ماہی پروری سے متعلق عام لوگوں کے لئے معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

(ج) یکم جنوری2010سے آج تک 94.40لاکھ پونگ تیار کیا گیااور 26.89لاکھ پونگ پرائیویٹ سیکٹر میں بمطابق گورنمنٹ کے منظور شدہ ریٹس پر فروخت کیا گیا جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مہیا کردہ وسائل کے اندر رہتے ہوئے جدید خطوط پر عمل کر کے مچھلی کی پیداوار بڑھانے کے اقدامات کئے جارہے ہیں اور خالی رقبہ پر مچھلی کے پیداواری فارم بنانے کی تجویز ہے اور نرسری فارم فاروق آباد پر ایک ترقیاتی سکیم کا آغاز کیا جارہا ہے جس میں سردی کے موسم میں تھیلا مچھلی کے پونگ کی شرح اموات کو کم کرنے اور پرائیویٹ فش فارمرز کو تھیلا مچھلی کا پونگ وافر تعداد میں مہیا کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔یہ ترقیاتی سکیم مکمل ہونے سے صوبہ میں مچھلی کی مجموعی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

(ہ)

سال	مچھلی کی پیداوار	آمدنی
2008۔09	1582کلوگرام	1.28لاکھ روپے
2009۔10	1491کلوگرام	1.30لاکھ روپے
2010۔11	1359کلوگرام	1.27لاکھ روپے
2011۔12	1226کلوگرام	1.50لاکھ روپے
2012۔13	1188کلوگرام	2.00لاکھ روپے

لاہور:زوسفاری پارک میں انتظامیہ کی غفلت سے ببر شیر کی ہلاکت کی تفصیلات

*1216:جناب اعجاز خان:کیاوزیر جنگلات،جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ2013۔07۔09کو ایک مؤخر اخبار ''نوائے وقت'' کی خبر کے مطابق لاہور کے زوسفاری پارک میں ایک ببر شیر بیماری کی وجہ سے ہلاک ہوگیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ببر شیر کی ہلاکت انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے ہوئی کہ شیر کو فوراً طبی امداد نہ دی گئی اور انتظامیہ خود ہی تجربے کرتی رہی جس کی وجہ سے شیر مر گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پارک انتظامیہ نے اپنی غفلت کو چھپانے کے لئے یہ کہا کہ شیر کی موت سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے ہوئی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پارک انتظامیہ نے ویٹرنری یونیورسٹی سے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ملی بھگت سے اپنی مرضی کی حاصل کی؟

(ہ) کیا حکومت ویٹرنری یونیورسٹی کے میڈیکل افسران جنہوں نے میڈیکل رپورٹ تیار کی اور سفاری پارک کی انتظامیہ جن کی غفلت سے شیر کی موت ہوئی، ان تمام افراد کے خلاف انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست ہے کہ سفاری پارک میں ببر شیر (نر) کی ہلاکت ہوئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے ببر شیر کی ہلاکت ہوئی بلکہ انتظامیہ نے ببر شیر کا علاج لاہور چڑیا گھر اور یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کے ڈاکٹر صاحبان سے کروایا۔

(ج) یہ درست نہ ہے پارک انتظامیہ نے یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور کو پوسٹ مارٹم کے لئے کہا شعبہ پیتھالوجی کی رپورٹ کے مطابق شیر کی موت سانپ کے زہر سے واقع ہوئی۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ تمام سرکاری ادارے اپنے فرائض اپنے دائرہ اختیار کے اندر سر انجام دیتے ہیں۔پوسٹ مارٹم جیسے اقدامات سرکاری طریق کار کے مطابق ہی کئے جاتے ہیں۔

(ہ) شیر کی موت حادثاتی طور پر سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے ہوئی ہے یہ بات ابتدائی انکوائری اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے بھی تصدیق ہو چکی ہے لہذا حکومت کسی آفیسر یا پارک انتظامیہ کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔

لاہور: چڑیا گھر میں بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*1270: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور چڑیا گھر میں جانوروں کی خوراک کے لئے 12۔2011 اور 13۔2012 میں کل کتنا فنڈ رکھا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جانورں کی خوراک کی مقدار اور صفائی کا بھی خیال نہیں رکھا جاتا جس سے جانور بیمار ہو جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت جانوروں کو پوری خوراک کی فراہمی و دیکھ بھال کے لئے کوئی مثبت اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو ان اقدامات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) جانوروں کی خوراک کے لئے 12۔2011 میں -/2,35,16,000 روپے اور 13۔2012 میں -/2,38,00,000 روپے کے فنڈز رکھے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ جانوروں کو منظور شدہ راشن سکیل کے مطابق معیاری خوراک دی جاتی ہے اور صفائی کا بھی ہر لحاظ سے خیال رکھا جاتا ہے یہی وجہ ہے چڑیا گھر لاہور کے جانور تندرست اور صحت مند ہیں۔

(ج) چڑیا گھر انتظامیہ نے جانوروں کی خوراک و دیکھ بھال کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھا رکھے ہیں۔

1۔ ٹھیکیدار سے راشن وصول کرنے کے لئے راشن کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے۔ جو متعلقہ ٹھیکیداران سے اپنی موجودگی میں راشن وصول کرتی ہے اور وصول شدہ راشن اپنی نگرانی میں جانوروں کو ڈلواتی ہے۔

2۔ راشن کمیٹی جانوروں کو منظور شدہ راشن سکیل کے مطابق صاف ستھری اور معیاری غذا کی فراہمی یقینی بناتی ہے۔

3۔ جانوروں کی بہتر صحت کے لئے موسم کے لحاظ سے خوراک میں سپلیمنٹ دیئے جاتے ہیں۔

4۔ جانوروں کے پنجروں کی روزانہ صفائی کی جاتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتی جاتی ہے۔

5۔ پانی کی ہودیوں و برتنوں کی بلاناغہ صفائی کی جاتی ہے۔

لاہور زوسفاری پارک میں انتظامیہ کی غفلت سے آئے روز قیمتی جانوروں کی اموات کی تفصیلات

*1317: محترمہ لبنیٰ ریحان: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک مؤقر اخبار "نوائے وقت" کی خبر مورخہ 13۔07۔09 کے مطابق لاہور زوسفاری پارک کا سب سے بڑا ببر شیر انتظامیہ کی نااہلی کے باعث دم توڑ گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ببر شیر کو پوسٹ مارٹم کے لئے ویٹرنری یونیورسٹی بھجوایا گیا تھا جہاں سے ملنے والی رپورٹ کو چھپایا جارہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ زوسفاری کی انتظامیہ ویٹرنری ڈاکٹر کے ساتھ مل کر اپنی مرضی کی میڈیکل رپورٹ حاصل کرنا چاہتی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ زوسفاری پارک میں اس سے قبل متعدد جانور انتظامیہ کی غفلت لاپروائی اور نااہلی کے باعث مر چکے ہیں۔ کیا حکومت مذکورہ پارک کی انتظامیہ وذمہ داران کی اس نااہلی ولاپروائی پر کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) یہ درست ہے۔ کہ ببر شیر کی ہلاکت ہوئی ہے لیکن ایسا انتظامیہ کی غفلت سے نہیں ہوا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ تاہم ببر شیر کو پوسٹ مارٹم کے لئے یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور بھجوایا گیا اور پوسٹ مارٹم رپورٹ ریکارڈ پر موجود ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ کہ انتظامیہ کی غفلت سے کوئی جانور ہلاک ہوا ہے ہر جانور کی موت کی صورت میں ابتدائی انکوائری کروائی جاتی ہے۔ اس معاملہ میں بھی ابتدائی انکوائری کروائی گئی جس کے مطابق ببر شیر کی ہلاکت میں انتظامیہ کی غفلت ولاپروائی ثابت نہ ہوئی ہے۔

مری: محکمہ جنگلات میں ریسٹ ہاؤسز و گیسٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1448: جناب احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلات کے مری میں کتنے ریسٹ ہاؤسز / گیسٹ ہاؤسز ہیں؟

(ب) ان ریسٹ ہاؤسز میں کیا عام پبلک کو بھی رہنے کی اجازت ہے؟

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کے کرایہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان ریسٹ ہاؤسز کو عام پبلک کے لئے کرایہ پر حاصل کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) یکم جنوری2012 سے 31۔دسمبر2012 تک گورنمنٹ کو ان ریسٹ ہاؤسز سے کتنا کرایہ وصول ہوا، ہر ریسٹ ہاؤس کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) محکمہ جنگلات مری فاریسٹ ڈویژن کے زیر انتظام کل پانچ ریسٹ ہاؤس ہیں ان میں سے تین قابل رہائش اور دو ریسٹ ہاؤس رہائش کے قابل نہ ہیں۔

(ب) محکمہ جنگلات کے سرکاری ریسٹ ہاؤس بنیادی طور پر جنگلات کے افسران کو سرکاری ڈیوٹی کے دوران رہائش فراہم کرتا ہے کیونکہ دور دراز جنگلات میں ان ریسٹ ہاؤسز کے علاوہ کوئی مناسب رہائش نہ ہے دوسرے محکمہ جات کے سرکاری افسران بھی ان ریسٹ ہاؤسز کو سرکاری دورہ کے وقت استعمال کرتے ہیں البتہ اگر سرکاری افسران دورہ پر نہ ہوں اور محکمانہ طور پر ان ریسٹ ہاؤسز کی ضرورت نہ ہو تو مجاز اتھارٹی مخصوص مدت کے لئے پبلک کو بھی استعمال کے لئے اجازت دے سکتی ہے۔

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز کا کرایہ فی کمرہ فی دن گورنمنٹ کے نوٹیفکیشن کے مطابق درج ذیل ہے۔

1۔آفیسرز فارسٹ ڈیپارٹمنٹ ۔/200

2۔آفیسرز صوبائی ووفاقی محکمہ جات ۔/400

3۔علاوہ ازیں پرائیویٹ ۔/800

(د) جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ محکمہ جنگلات کے ریسٹ ہاؤس سرکاری دورہ پر آئے افسران کی رہائش کے لئے ہیں لیکن اگر یہ ریسٹ ہاؤس کسی سرکاری ڈیوٹی کے لئے درکار نہ ہوں تو مجاز اتھارٹی متعلقہ ڈی ایف او مخصوص مدت کے لئے مطلوبہ کرایہ جمع کرانے پر پبلک کو استعمال کے لئے دے سکتا ہے۔

(ہ) مذکورہ عرصہ میں ریسٹ ہاؤسز سے کرایہ کی مد میں جو رقم گورنمنٹ کو وصول ہوئی ہے درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	رقم (وصولی)
1	فاریسٹ ریسٹ ہاؤس گھوڑا گلی	۔/84800روپے
2	فاریسٹ ریسٹ ہاؤس پتریاٹہ	۔/29400روپے
3	فاریسٹ ریسٹ ہاؤس بن	۔/4000روپے
	میزان	۔/118200روپے

ضلع لاہور: شجر کاری پر خرچ کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*1498: **محترمہ نگہت شیخ:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں سال 11۔2010 اور 12۔2011 کے دوران کتنی شجر کاری کس کس مقام پر کی گئی، کون کون سے پودے لگائے گئے اور ان پر کتنی رقم صرف کی گئی، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ ضلع کے دفاتر میں اس وقت کتنی اور کون کون سی اسامیاں خالی ہیں، یہ کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

(ج) سال 11۔2010 میں لکڑی چوری کے کتنے مقدمات درج کروائے گئے، جرمانے کی کتنی رقم وصول کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) ضلع لاہور میں سال 11۔2010 کے دوران کوئی محکمانہ شجر کاری نہ کی گئی ہے نیز 12۔2011 کے دوران سرکاری رقبہ پر مختلف اقسام پودا جات کی شجر کاری کی گئی ہے اور ہونے والے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	جگہ شجر کاری	تعداد و اقسام پودا جات	شجر کاری پر اخراجات
2010۔11	----	-----	------
2011۔12	اڈا پلاٹ تا اڈا مال	2376 پودے جیکورنڈا، املتاس، کچنار، تکومہ، ایپر سینا، ہیبکس، لیجک سٹونیہ	۔/5,48,121روپے

(ب) ضلع لاہور میں اس وقت خالی اسامیوں کے نام اور تعداد درج ذیل ہیں۔

فارسٹ گارڈ، سکیل نمبر 9	28 عدد
مالی، سکیل نمبر 1	1 عدد
خاکروب، سکیل نمبر 1	1 عدد
گیٹ کیپر، سکیل نمبر 1	1 عدد

نیز حکومت کی طرف سے بھرتی کی اجازت ملنے کے بعد خالی اسامیوں پر بھرتی کی جائے گئی۔

(ج) سال11۔2010میں41لکڑی چور ملزمان سے محکمانہ عوضانہ مبلغ۔/1,69,220روپے وصول کیا گیا۔یہ کارروائی محکمانہ طور پر کی گئی اور جرمانہ وصول کر کے خزانہ سرکار میں جمع کروادیا گیا ہے۔

لاہور: جلو پارک میں درخت لگانے کی تفصیلات

*1500: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

سال2011میں محکمہ جنگلات نے جلو پارک لاہور میں کتنے درخت لگائے نیز ان پر کتنی رقم خرچ کی گئی؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

سال2011 جلو پارک میں مختلف اقسام کے4005 عدد زیبائشی پوداجات لگائے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

گولڈ مور	25عدد
جڑوفا،ارنامینٹل	950عدد
الٹااشوک	30عدد
ہیکس،ارنامینٹل	2000عدد
لاجسٹومیا	500عدد
چنمبیلی	500عدد

نیز ان کی شجر کاری پر محکمہ نے مبلغ۔/11350روپے خرچ کئے ہیں۔

لاہور: شجر کاری کے لئے رقبہ ودیگر تفصیلات

*1690: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ جنگلات کے پاس لاہور میں شجر کاری کے لئے کتنا رقبہ موجود ہے اور اس پر2012-13 سے اب تک شجر کاری کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے؟

(ب) کیا محکمہ کے پاس پنجاب کی تمام سڑکوں اور انہار کے کناروں پر شجر کاری کے لئے کوئی پروگرام موجود ہے؟

(ج) محکمہ سڑکوں کے کناروں پر کون کون سے درخت لگانے کی سفارش کرتا ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) محکمہ جنگلات کا ضلع لاہور میں درج ذیل جگہوں پر رقبہ موجود ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام جنگل	کل رقبہ
1۔	شاہدرہ فارسٹ	678ایکڑ
2۔	کرول فارسٹ	547ایکڑ
3۔	جھگیاں فارسٹ	390ایکڑ
4۔	اینو بھٹی فارسٹ	272ایکڑ

سال13۔2012میں اینو بھٹی فارسٹ میں30ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کی گئی جس پر مبلغ 4,80,000/۔روپے خرچ کئے گئے۔ نیز جھگیاں اور کرول فارسٹ کے 750ایکڑ رقبہ پر شجر کاری کے لئے منصوبہ / سکیم گورنمنٹ کو برائے منظوری بھجوادی گئی ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے منظوری کے بعد شجر کاری کروائی جائے گی۔

(ب) جی ہاں! محکمہ جنگلات نے پورے پنجاب میں سڑکوں کے کنارے 3,70,000پودا جات لگانے کا پروگرام بنایا ہے۔ یہ پودہ جات ضلع خوشاب، میانوالی، بھکر، لیہ، حافظ آباد، اوکاڑہ، ملتان، چکوال، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، فیصل آباد، شیخوپورہ، بہاولنگر میں لگائے جائیں گے۔

(ج) سڑکوں کے کناروں پر شجر کاری کے لئے محکمہ کیکر، کونوکارپس، سفیدہ اور شیشم وغیرہ کی سفارش کرتا ہے جو علاقہ کے زمینی اور موسمی حالات سے مطابقت رکھتے ہوں۔

ضلع سیالکوٹ: بائی پاس روڈ پر درخت لگانے کی تفصیلات

*1725: **جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ڈسکہ (ضلع سیالکوٹ) کے چاروں اطراف سڑک ہے، جس کو بائی پاس کہتے ہیں۔ بائی پاس روڈ پر کسی قسم کا کوئی درخت نہ ہے، محکمہ جنگلات بائی پاس روڈ پر چاروں اطراف سایہ دار درخت لگانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر ہاں تو کب تک درخت لگائے جائیں گے ؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

ڈسکہ ضلع (سیالکوٹ) شہر کے ارد گرد اگر بائی پاس کا جتنا بھی رقبہ ہے وہ تحصیل میونسپل کمیٹی کی زیر نگرانی ہے۔ بائی پاس کی لمبائی 8 کلو میٹر ہے۔ دونوں اطراف میں 5 فٹ چوڑائی میں ایک قطار میں پودے لگائے جا سکتے ہیں لیکن چونکہ یہ بائی پاس ضلعی حکومت کے زیر انتظام ہے اس لئے صوبائی محکمہ نے اس بارے جگہ پر پلاننگ نہیں کی۔ ضلعی آفیسر سے رابطہ کیا گیا ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ بائی پاس پر اگلے سال فروری مارچ میں پودے لگائے جائیں گے۔

گٹ والا پارک فیصل آباد کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*1826: **میاں طاہر:** کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گٹ والا پارک فیصل آباد کا رقبہ کتنا ہے ؟

(ب) اس وقت کتنے رقبہ پر پارک ہے۔ کتنے رقبہ پر محکمہ جنگلات کے دفاتر اور دیگر رقبہ کس کس کے استعمال میں ہے ؟

(ج) اس پارک کی دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ؟

(د) اس پارک میں کیا کیا سہولیات عوام کی تفریح کے لئے فراہم کی گئی ہیں ؟

(ہ) اس پارک میں محکمہ کیا کیا مزید سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) فیصل آباد فاریسٹ ڈویژن کے زیر استعمال گٹ والا فاریسٹ کل 131 ایکڑ پر مشتمل ہے۔

(ب) فیصل آباد فاریسٹ ڈویژن کے زیر استعمال رقبہ میں سے 78 ایکڑ رقبہ پر فارسٹ پارک اور 53 ایکڑ رقبہ پر محکمہ ماہی پروری و جنگلی حیات کے جنگلی جانوروں کے انکلوژر اور دفتر ہیں۔

اس کے علاوہ125.65ایکڑ رقبہ پنجاب فارسٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ گٹ والا فیصل آباد کے زیر استعمال ہے جس میں سے 46ایکڑ پر رہائشی کالونی اور بقایا79.65ایکڑ رقبہ پر ریسرچ پلانٹیشن اور درج ذیل دفاتر ہیں:

1۔ ڈائریکٹر پنجاب فارسٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ گٹ والا فیصل آباد
2۔ کنزرویٹر آف فارسٹ فیصل آباد
3۔ ڈپٹی ڈائریکٹر وائلڈلائف فیصل آباد
4۔ ڈویژنل فارسٹ آفیسر سلوا فیصل آباد

(ج) گٹ والا پارک کی دیکھ بھال کے لئے12 کل وقتی ملازمین کام کر رہے ہیں۔

(د) فارسٹ پارک گٹ والا میں عوام کی سہولیات کے لئے درج ذیل سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔

1۔ کنٹین
2۔ کشتی رانی
3۔ جوگنگ ٹریک
4۔ گھاس کے پلاٹ(لان)
5۔ سیزنل فلاور(موسمی پھول)
6۔ بچوں کے لئے جھولے
7۔ جنگلی جانور
8۔ عوام کی سہولت کے لئے فری انٹری و پارکنگ فیس وغیرہ۔

(ہ) عوام کی فلاح کے لئے کئی منصوبے زیر غور ہیں۔ جونہی گورنمنٹ کی طرف سے فنڈز فراہم کئے جائیں گے ان پر عملدرآمد کیا جائے گا۔مزید پہلے سے فراہم کردہ سہولتوں کی دیکھ بھال کی جارہی ہے۔

ضلع فیصل آباد: محکمہ جنگلات کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*1827: میاں طاہر: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری کا رقبہ کہاں کہاں ہے؟

(ب) نہروں اور روڈز پر کتنے درخت ہیں۔ نہروں اور روڈز کا محکمہ جنگلات کا رقبہ کتنا ہے؟

(ج) سال12۔2011اور13۔2012کے دوران محکمہ نے اس ضلع میں کہاں کہاں شجر کاری کی ہے اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) محکمہ جنگلات: ضلع فیصل آباد میں محکمہ جنگلات کے رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ چکور یزروائر پلانٹیشن تحصیل جڑانوالہ 940ایکڑ

2۔ گٹ والا فارسٹ پارک فیصل آباد 131ایکڑ

محکمہ جنگلی حیات: ضلع فیصل آباد میں محکمہ جنگلی حیات کا کوئی رقبہ نہ ہے۔

محکمہ ماہی پروری: ضلع فیصل آباد میں محکمہ ماہی پروری کا 44ایکڑ2کنال رقبہ ہے۔

چک نمبر215ر۔ب ستیانہ روڈ فیصل آباد 16ایکڑ2کنال

چک نمبر226ر۔ب ستیانہ روڈ فیصل آباد 28ایکڑ

(ب) نہروں اور سڑکوں پر اس وقت تقریباً55,999درخت موجود ہیں۔ ضلع فیصل آباد نہروں کا رقبہ 1967.63کلو میٹر اور سڑکات کا رقبہ 272.65کلو میٹر پر مشتمل ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں شجر کاری کی تفصیل بمعہ خرچ کی گئی رقم درج ذیل ہے:۔

سال	شجر کاری کا مقام	رقبہ (ایونیو میل)	خرچہ
2011-12	برلب برالہ برانچ برجی نمبرL/40-29 تحصیل جڑانوالہ	20	۔/3,00,000لاکھ روپے

(غیر ترقیاتی بجٹ سے بحساب۔/15,000روپے فی ایونیو میل شجر کاری کروائی گئی ہے اور پانی نہر سے حاصل کیا گیا تھا)

سال	شجر کاری کا مقام	رقبہ (ایونیو میل)	خرچہ
2012-13	سمندری رجانہ روڈ کلو میٹرR/57-50	20	۔/5,57,875روپے

(ترقیاتی بجٹ سے بحساب۔/24,000روپے فی ایونیو میل شجر کاری کروائی گئی ہے اور پانی خرید کر استعمال کیا گیا)

صوبہ میں 14-2013 کے دوران لگائے جانے والے پودوں کی تفصیلات

*1863: میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ کی طرف سے 14-2013 کے دوران صوبہ میں کتنے نئے پودے لگائے جا رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں محکمہ کی لاکھوں ایکڑ اراضی خالی ہے۔اس پر 14-2013 کے دوران کتنے نئے پودے لگائے جا رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری (جناب محمد آصف ملک):

(الف) سال14۔2013 کے دوران شجر کاری مہم موسم برسات2013 کے لئے11 ملین پوداجات لگانے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ موسم بہار 2014 کے لئے تخمینہ ہدف تقریباً15 ملین پوداجات ہے جس کا ہدف جنوری2014 میں مقرر کیا جائے گا۔

(ب) ضلع رحیم یار خان کی تحصیل لیاقت پور میں محکمہ جنگلات کی اراضی کا رقبہ 39312 ایکڑ پر مشتمل ہے۔ سال14۔2013 کے دوران701 ایکڑ رقبہ پر پوداجات لگانے کا ہدف ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: آپ آپس میں decide کر لیں کہ پہلے کس نے بات کرنی ہے؟ چونکہ تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے لہذا اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب والا! میں نے ایک انتہائی اہم معاملے پر بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تینوں، چاروں آپس میں decide کر لیں کہ بات کس نے کرنی ہے، محترمہ! پھر آپ پہلے بات کر لیں آپ نے کیا کہنا ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! میں پہلے سے کھڑا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب صدیق خان صاحب! ان کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں آج اس ایوان میں ایک بہت ہی sensitive issue پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ جناب! مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت:جناب سپیکر!کل پوری دنیا میں Human Rights Day منایا گیا تھا اور ہم مسیحی جو پاکستان میں بستے ہیں ان کے ساتھ جو کل سلوک کیا گیا وہ نا مناسب تھا۔ ہمارا جو انار کلی میں چرچ ہے جہاں پر ایک سکول بھی موجود ہے اس کی چار دیواری گرا دی گئی۔انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس میں ہمارے حکومتی ایم این ایز بھی شامل تھے۔ وہ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کا حلقہ ہے جہاں پر چرچ کی چار دیواری کو گرایا گیا جس پر ہمارے لوگوں نے اس چرچ کو دوبارہ کھڑا کیا۔وہاں پر ایک سکول بھی ہے۔چودھری پرویز الہیٰ صاحب کی حکومت میں ہمارے تمام وہ institutions اور سکول واپس کئے گئے تھے۔رومن کیتھولک چرچ نے ان سکولوں کو واپس لینے کے لئے 16لاکھ روپے جمع کروائے تھے۔انار کلی کا چرچ جو کہ بہت important strategic position پر located ہے ابھی تک وہ سکول واپس نہیں کیا گیا۔ ہماری پوری community اس وقت سراپا احتجاج ہے، پریس کلب میں اس وقت Bishop Sebastian Shaw انٹرنیشنل پریس کے ساتھ بات چیت کر رہے ہیں اور میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ حکومت اقلیتی پراپرٹی پر کیوں قبضہ کرنا چاہ رہی ہے ؟اس سے پہلے بھی میں نے اس کی نشاندہی کی تھی کہ "گوشہ امن" پر بھی حکومتی لوگوں نے قبضہ کیا اور آج تک اس کو واپس نہیں کیا۔اب یہ ہمارے انار کلی سکول پر قبضہ کرنا چاہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ !اس وقت خلیل طاہر سندھو صاحب یہاں پر موجود ہیں،اجلاس کے بعد آپ اور خلیل طاہر سندھو صاحب وزیر قانون و پارلیمانی امور سے مل لیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت:جناب والا!آپ میری بات تو سن لیں،یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو اس کا جواب دے رہا ہوں آپ کے اقلیتی امور کے وزیر خلیل طاہر سندھو صاحب یہاں پر موجود ہیں ان سے بات کر لیں اور پھر آپ دونوں اجلاس کے بعد وزیر قانون و پارلیمانی امور سے مل کر معاملے کو resolve کروالیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت:جناب والا!یہ ایک انتہائی اہم اور sensitive issue ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ میں ایک تحریک التوائے کار out of turn لینا چاہتا ہوں۔آپ کی اجازت کا طلبگار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس پر بات ہو گئی ہے ؟چلیں،آپ out of turn لے لیں۔

ای ڈی او(صحت)لیہ کا عدالت عالیہ کے حکم کے باوجود برخاست کمپیوٹر آپریٹروں کو بحال نہ کرنا

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت ضلع لیہ میں ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال، تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال، رورل ہیلتھ سنٹر اور بی ایچ یونٹ میں کمپیوٹر آپریٹروں کی 29اسامیاں میرٹ کی بنیاد پر پُر کی گئی تھیں۔عرصہ تین چار سال بعد کام کرنے کے بعد ان اسامیوں پر تعینات اہلکاروں کو terminate کر دیا گیا۔عدالت عالیہ ہائیکورٹ ملتان کے حکم مورخہ 29۔نومبر 2013 میں ان ملازمین کو reinstate کر دیا گیا لیکن تاحال ای ڈی او(ہیلتھ) لیہ نے عدالت عالیہ کے حکم کی تعمیل نہیں کی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور(جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میری اس میں گزارش ہے کہ یہ تحریک التوائے کار آج پڑھی گئی ہے اس لئے اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 707/13 محترمہ شُنیلارُوت، ڈاکٹر نوشین حامد اور محترمہ نبیلہ حاکم علی خان کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا!میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 708/13 تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب یہ تحریک التوائے کار نمبر 707/13 ہے، حوصلہ کریں اور تشریف رکھیں۔

پنجاب میں انسانی گردوں کی خرید وفروخت کھلے عام جاری

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر!شکریہ۔میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 27۔ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق خفیہ اداروں نے اپنی رپورٹ میں

انکشاف کیا ہے کہ صوبہ پنجاب میں ماہانہ 33 سے 40 گردوں کی غیر قانونی خرید و فروخت کھلے عام جاری ہے جبکہ وفاقی حکومت کی طرف سے2009میں بنائی گئیHuman Organ Transplant Authority (HOTA) ملک بھر میں گردوں کی خرید و فروخت کے گھناؤنے دھندے کی روک تھام میں ناکام ہو گئی اور پنجاب سمیت ملک بھر میں گردوں کی کھلے عام خرید و فروخت جاری ہے۔ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ مڈل ایسٹ، یورپ اور جنوبی افریقہ سے آنے والے گردوں کے مریضوں کو گردے25لاکھ روپے سے50لاکھ روپے کے درمیان غیر قانونی طور پر فروخت کئے جارہے ہیں۔ بڑے شہروں میں گردوں کی خرید و فروخت کرنے والے گروہوں نے اپنے کارندے ایسے مقامات پر پھیلا رکھے ہیں جو مزدوروں کو2 سے3لاکھ روپے کا لالچ دے کر ان کے گردے نکال کر فروخت کر دیتے ہیں۔ 2007 سے ملک بھر میں اور خصوصاً پنجاب میں یہ سلسلہ شروع ہوا ہے کہ غیر ملکی آکر ضرورت مند لوگوں کے گردے اونے پونے داموں خرید کر ٹرانسپلانٹ کروا کر واپس چلے جاتے ہیں جبکہ اس دوران گردے فروخت کرنے والے درجنوں افراد ہلاک ہو گئے۔ کچھ عرصہ قبل ڈیفنس اور گارڈن ٹاؤن کے ہسپتالوں میں غیر ملکی لوگ گردے تبدیل کرواتے تھے۔ اسی دوران ایک غیر ملکی عورت ہلاک ہو گئی جس کے بعد ہسپتال کوsealکر دیا گیا۔2012میں فیصل ٹاؤن کے علاقے میں ایسے کلینک کا انکشاف ہوا جہاں لوگوں کے گردے رات کے وقت نکالے جاتے تھے اور بعد میں بھاری رقم کے عوض ٹرانسپلانٹ کر دیا جاتا تھا، فیکٹری ایریا کے علاقہ میں 7مزدور نوجوانوں کو بے ہوش کر کے ان کے گردے نکال لئے گئے جس کے 2 ملزم پکڑے بھی گئے لیکن اصل ملزمان آج تک گرفتار نہیں ہو سکے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار آج پڑھی گئی ہے میں اس کا تفصیلی جواب اگلے ہفتے دے دوں گا اس وقت تک اسے pending فرما دیں لیکن میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Worthy Chief Minister میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے پرنسپل کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی ہے کہ اگر کسی کا عزیز بھی کسی کو گردہ دینا چاہتا ہے تو وہ پہلے ان سے ملے گا کہ کہیں خرید و فروخت تو نہیں ہو رہی لہذا اب اس طرح سے نہیں ہو گا اور کوئی بھی اپنا گردہ یا کوئی اور جسمانی عضو نہیں بیچ سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/708 شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو دو حصوں میں تقسیم کرنے سے اس کی تاریخی حیثیت مسخ ہونے کا خدشہ

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد پاکستان کی سب سے قدیم اور ایشیاء کی سب سے بڑی اور اکلوتی زرعی یونیورسٹی ہے جس کی وجہ سے فیصل آباد شہر کو نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں نمایاں اہمیت حاصل ہے۔موجودہ زرعی یونیورسٹی کا قیام 1908 میں زرعی کالج کے نام سے عمل میں لایا گیا تھا اور اب 100 سال سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے ساتھ یہ وطن عزیز کی زراعت کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے اور یہی نہیں بلکہ پاکستان کی 132 یونیورسٹیوں کی ریٹنگ میں ہر سال دوسری، تیسری یا چوتھی پوزیشن کی حامل قرار پاتی ہے۔زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے پچھلے 50 برسوں میں ساڑھے آٹھ سو سے زائد پی ایچ ڈی فارغ التحصیل ہوئے جبکہ آنے والے دنوں میں یہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہو گی۔باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس تاریخی اہمیت کی حامل یونیورسٹی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ویٹرنری یونیورسٹی اور زرعی یونیورسٹی بنایا جا رہا ہے جس سے فیصل آباد کے اس قدیم ترین ادارے کی تاریخی حیثیت مسخ ہونے کے علاوہ انتظامی طور پر بھی نقصان کا احتمال ہے۔زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی دو حصوں میں تقسیم سے یونیورسٹی کے ہزاروں طلباء و طالبات کے علاوہ پروفیسروں، سائنسدانوں اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے شہریوں میں شدید غم و غصہ کی لہر پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں حکومت کی طرف سے categorically یہ statement دینا چاہتا ہوں کہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد ایک جامع اور مکمل زراعتی تعلیم کا ادارہ ہے جو کہ زمینی سائنس، زرعی انجینئرنگ، سوشل سائنسز، crops اور اینیمل سائنسز کے تمام شعبہ جات میں بی ایس سی، بی ایس سی آنرز، ایم ایس سی، ایم ایس سی آنرز، ایم فل اور پی ایچ ڈی پروگرام بڑی کامیابی کے ساتھ کروا رہی ہے۔حکومت پنجاب کے تحت اس یونیورسٹی کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس تحریک کا جواب آگیا ہے۔ یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر! شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/725 جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے ہے۔جی، کھگہ صاحب!

انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور نشتر ہسپتال ملتان میں مریضوں کو ضروری ٹیسٹوں کے لئے لمبی لمبی تاریخیں دینے سے پریشانی کا سامنا

جناب احمد شاہ کھگہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "خبریں" مورخہ 30۔ ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی اور نشتر ہسپتال ملتان کے امراض دل وارڈ میں مریض بدستور علاج اور ادویات کے لئے دھکے کھا رہے ہیں۔ دونوں ہسپتالوں میں دل اور بلڈ پریشر کی ادویات کی کمی ہے۔ ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی ویٹنگ لسٹ غریب کیٹیگری کے لئے چار ہزار سے بھی متجاوز ہے۔انجیو گرافی اور ایکو کارڈیو گرافی ٹیسٹوں کے لئے بھی دو سے تین ماہ بعد کا وقت غریب مریضوں کو دیا جاتا ہے۔آؤٹ ڈور میں سفارشی مریضوں کا چیک اپ کیا جاتا ہے۔ جبکہ دل کے آپریشن اور بائی پاس کے لئے غریب آدمی کی باری ہی ڈیڑھ سے دو سال کے بعد آتی ہے جس کی وجہ سے انتظار میں کئی مریض اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ ملتان کے یہ دونوں ہسپتال اس صوبہ کے بڑے ہسپتالوں میں شمار کئے جاتے ہیں لیکن بے چارے دل کے مریض اپنے ٹیسٹ کروانے کی خاطر سفارشیں ڈھونڈنے کے لئے دھکے کھا رہے ہیں اور کئی مریض مفت ادویات کو ترس رہے ہیں جس سے صوبہ بھر بالخصوص ملتان شہر کی عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر! جو جواب آیا ہے اس کے مطابق جناب احمد شاہ کھگہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی حلقہ پی پی۔229 کی پیش کردہ تحریک نمبری 13/725 جو کہ بذریعہ گورنمنٹ آف پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور لیٹر نمبری SO Liaison 13/1317-III مورخہ 10-10-2013 کے تحت وصول ہوئی۔ ایم پی اے صاحب کو کسی ذریعہ سے

غلط اطلاع فراہم کی گئی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہ ہے۔ ہسپتال ہذا میں دل کے امراض اور بلڈ پریشر کے علاج کے لئے تمام ادویات موجود ہیں اور اس چیز کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ روزانہ تقریباً سات سو افراد کو ایک ماہ کی ادویات مفت فراہم کی جا رہی ہیں۔ ایمرجنسی، آؤٹ ڈور، آپریشن تھیٹر میں دل کے مریضوں کے لئے سو فیصد سہولت موجود ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہسپتال میں مریضوں کا رش ہوتا ہے جن میں زیادہ تر لوگ غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کنسلٹنٹ کی کوشش ہوتی ہے کہ علاج کی غرض سے آنے والے ہر مریض کو چیک کیا جائے۔ مریضوں کی روزانہ کی بنیاد پر تقریباً30 انجیو گرافی اور 60 ایکو کے ٹیسٹ کئے جا رہے ہیں۔ رش کے باعث مریضوں کو انجیو گرافی اور ایکو گرافی کا ٹائم دیا جاتا ہے جو کہ تین ماہ سے زائد نہیں ہوتا۔ ہسپتال ہذا میں کوئی مریض سفارش پر چیک نہیں کیا جاتا بلکہ بغیر کسی تفریق کے علاج معالجہ کی سہولت فراہم کی جاتی ہے۔ ہر ماہ میں تقریباً160 مریضوں کی سرجری کی جاتی ہے۔ سرجری کے لئے مریضوں کو ٹائم ان کی حالت و کیفیت کو مدنظر رکھ کر دیا جاتا ہے جو کہ دو ماہ سے زائد کا نہیں ہوتا۔ کنسلٹنٹ کے دیئے ہوئے ٹائم کے دوران کسی کے فوت ہونے کی شکایت آج تک موصول نہیں ہوئی ہے۔ بجٹ کی کمی کی وجہ سے ہسپتال میں آؤٹ ڈور مریضوں کے لئے سٹور کے کچھ آئٹمز میں تخفیف کی گئی ہے ہسپتال ہذا میں مریضوں کو بغیر کسی سفارش کے چیک کیا جاتا ہے۔ ہاں البتہ پارلیمنٹیرینز کی سفارش کو عزت بخشی جاتی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آ چکا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/733 جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی صاحب، جناب احمد خان بھچر صاحب اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔

دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں اور سیوریج کا پانی ڈالنے سے آلودگی میں خطرناک حد تک اضافہ سے مختلف بیماریوں میں اضافہ

محترمہ شُنیلا رُوت: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ یکم اکتوبر 2013 کی خبر کے مطابق دریاؤں اور نہروں میں فیکٹریوں اور سیوریج کا کیمیکل ملا پانی ڈالنے سے آلودگی میں خطرناک حد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ پنجاب کے 22 اضلاع میں 1085 فیکٹریوں اور میونسپل واٹر نہروں نالوں اور دریاؤں میں پھینکا جا رہا ہے۔ اس پانی میں پارہ، لیڈ، آرسینک، کاپر، بیریم، زنک اور

دیگر زہریلے کیمیکل پائے گئے ہیں۔ لیبارٹری ٹیسٹ میں یہ پانی زراعت اور پینے کے لئے unfit قرار دیا گیا ہے۔ اس کو زرعی مقاصد کے لئے استعمال کرنے سے نہ صرف زمین کی زرخیزی میں کمی ہوئی ہے بلکہ فصلوں میں بھی یہ زہریلے کیمیکل شامل ہو جاتے ہیں جو انسانوں اور جانوروں میں مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ صرف آٹھ انڈسٹریز نے واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ لگائے ہیں جن میں چار شوگر ملز شامل ہیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ کسی بھی شہر کا پانی ٹریٹ نہیں کیا جارہا جو نہروں، نالوں اور دریاؤں میں 5243 کیوسک میونسپل واٹر شامل ہے جس میں 1455.42 کیوسک فیکٹریوں کا اور 3788.22 کیوسک میونسپل واٹر بھی شامل ہے محکمہ آبپاشی کی رپورٹ کے مطابق صوبہ بھر کے 22 شہروں میں شوگر ملز، پیپرز، ٹیکسٹائل، ٹینریز اور دیگر فیکٹریوں کا پانی ٹریٹ کئے بغیر اریگیشن واٹر میں شامل کیا جارہا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو next week تک کے لئے pending فرمالیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 735/13 میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال، چودھری عامر سلطان چیمہ اور سردار وقاص حسن مؤکل کی طرف سے ہے۔

گلبرک لاہور میں واقع ایل جی ایس سکول و دیگر پرائیویٹ اداروں کا تعلیمی نصاب سے اسلامیات کا مضمون نکالنا

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور کے ایک معروف و مشہور پرائیویٹ سکول (ایل جی ایس، گلبرگ) نے اسلامیات کا مضمون سرے سے ختم کر دیا ہے اور ساتویں جماعت جس میں بچوں کی عمریں تقریباً بارہ سے تیرہ سال کے درمیان ہوتی ہیں یعنی ان بچوں کے نابختہ اذہان میں ایسی چیزیں ڈالی جارہی ہیں جو ان کے لئے کسی طور بھی بہتر نہیں۔ مذکورہ سکول اور دیگر ایسے ادارے مخصوص مفادات کی خاطر دینی و قومی اقدار کی دھجیاں بکھیرنے کی سازش میں ملوث ہیں۔ مذکورہ سکول کی انتظامیہ نے اسلامیات کے مضمون کی جگہ Seeing Through Religion کا مضمون پڑھانا شروع کیا ہے۔ جس میں عیسائیت،

بدھ ازم، ہندوازم، اسلام، یہودیت اور سکھ ازم کا ذکر کیا گیا ہے جس میں اسلامی اقدار کے منافی تعلیمات دی جارہی ہیں۔اسی کتاب کے حصہ (B) میں ایک باب استقاط حمل کے حوالے سے دیا گیا ہے اور اسے ایک سوالیہ جملے میں پیش کیا گیا ہے کہ Is abortion right or wrong? پاکستانی معاشرے میں یہ انتہائی اخلاق سوز اور بچوں کے اذہان میں طوفان پیدا کرنے کے مترادف ہے۔مزید برآں ساتویں جماعت کی ایک دوسری کتاب(New edition-2012)Check Point Science کے صفحہ نمبر70 پر Sexual Intercourse کے نام سے ایک سبق شامل ہے جس میں انتہائی نازیبا اور گھٹیا طریقے سے خاتون و مرد کے جسمانی تعلقات کی ترجمانی کی گئی ہے۔پرائیویٹ سکول اس وقت بے لگام گھوڑوں کی طرح ہیں وہ اپنا نصاب خود ترتیب دے رہے ہیں یا کسی بیرون ممالک کے خصوصی ایجنڈے پر کام کرتے ہوئے چھوٹے بچوں کے نصاب پر حملہ آور ہیں۔اس ساری صورتحال میں حکومت اور اس کے دیگر ادارے خواب خرگوش میں مگن ہیں۔انہیں نہ صرف اپنی قوم بلکہ آنے والی نسل کا بھی خیال نہیں ہے۔اس ساری صورتحال سے ہر ذی شعور شہری جس کے علم میں یہ بات آرہی ہے وہ اضطراب اور بے چینی کا شکار ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

(اذانِ ظہر)

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو):جناب سپیکر!اس ضمن میں عرض ہے کہ افتخار احمد ساکن نارنگ منڈی محلہ مسلم پارک مرید کے روڈ فیروز والا ضلع شیخوپورہ نے ایک writ نمبری 2494/13 عدالت عالیہ ہائیکورٹ میں دائر کی ہوئی ہے۔اس کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں آیا۔ On the other hand جب یہ بات ہماری حکومت کے notice میں آئی تو ڈی سی او اور ضلعی حکومت نے اس قسم کی ساری کتابیں ضبط کر لی ہیں۔باقاعدہ دورہ کر کے تمام طالب علموں اور سکولوں سے یہ کتابیں اُٹھوالی گئی ہیں۔چونکہ ابھی تک یہ معاملہ عدالت میں subjudice ہے اس لئے عدالت کی طرف سے کوئی فیصلہ آنے کے بعد ہی اس کا تفصیلی جواب دیا جاسکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر737 میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی طرف سے ہے۔

وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور کے کوارٹروں کو ترکی کمپنی کو فروخت کرنے سے رہائشیوں کو پریشانی کا سامنا

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب سرکاری ملازمین کی رہائش گاہیں واقع وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کو ترکی کی کمپنی کو فروخت کر چکی ہے۔ یہ کمپنی وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ میں چار سے پانچ منزلہ فلیٹ بنا کر وہاں ملازمین کو شفٹ کرنے کے بعد سنگل سٹوری کے تمام گھروں کو ختم کر کے پلازے، مارکیٹیں، شاپنگ مال اور دیگر کاروباری ادارے بنائے گی اور اس منصوبہ کو دو سے تین سال میں پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ واضح رہے کہ اس وقت وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور میں ساڑھے چار ہزار سے زائد گھروں میں ہزاروں ملازمین رہتے ہیں وہاں ان کے بچے خوش و خرم زندگی گزار رہے ہیں، وہ اپنے بچوں کے روشن مستقبل کے لئے انہیں تعلیم دلوا رہے ہیں اور اب حکومت ان کی خوشحال زندگی کو دنیا میں ہی جہنم بنانے پر تُلی ہوئی ہے۔ فلیٹ میں عام حالات میں رہنا دوبھر ہو جاتا ہے اور جب لوڈشیڈنگ ہوتی ہے تو وہاں سانس لینا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ جن سرکاری ملازمین کو کھلے گھروں میں رہنے کی عادت ہو چکی ہوتی ہے ان کے لئے فلیٹ میں رہنا واقعی مشکل ہوتا ہے۔ فلیٹ کی سیڑھیاں چڑھنا ایک عام آدمی کے لئے بے حد مشکل ہوتا ہے اور جب سرکاری ملازمین کے بوڑھے والدین، بیمار، دل کے مریض، شوگر کے مریض، جوڑوں کے درد کے مریض اور دیگر امراض میں مبتلا ملازمین اور ان کے بیوی و بچوں کے لئے بھی چڑھنا نہ صرف دشوار ہو گا بلکہ ان کی زندگی کے لئے بھی خطرات پیدا ہوں گے جو بعض اوقات جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ پاکستان ہے۔ یہ پاکستانی آزاد قوم ہے جو کہ آزادانہ ماحول، تر و تازہ ہوا اور کھلے ماحول میں رہنے کی عادی ہے۔ یہ ترکی نہیں ہے کہ ان کو مرغی خانوں جیسے ڈربوں میں رکھا جائے۔ حکومت اپنی مرضی سے ملازمین کو زندگی گزارنے پر مجبور نہ کرے اور انہیں اپنا ذاتی غلام نہ سمجھے۔ انہیں آئین پاکستان کے آرٹیکل 15,16,17,18,19 اور 25 کے مطابق زندگی گزارنے کا آئینی حق دیا جائے اور ان کی آزادی کو سلب نہ کیا جائے۔ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کو 1928 میں انگریزوں نے ایک ماسٹر پلان کے مطابق قائم کیا، اس کے نقشہ میں کسی قسم کی تبدیلی کی جا سکتی اور نہ ہی اس کالونی کو فروخت کیا جا سکتا ہے۔ واضح رہے کہ جب وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے سرکاری ملازمین نے اپنے زیر استعمال گھروں کو مالکانہ حقوق

پر دینے کے لئے (جیسا کہ ماضی میں حکومت نے سوڈیوال اور رحمان پورہ کوارٹرز مالکانہ حقوق پر دیئے تھے) حکومت سے استدعا کی تو حکومت نے یہ کہہ کر ملازمین کو ٹرخا دیا تھا کہ یہ ماسٹر پلان کے مطابق بنائے گئے ہیں اس لئے ان کالونیوں کے گھروں کو فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کے نقشہ میں کسی قسم کی تبدیلی کی جا سکتی ہے۔اب حکومت کیوں کر ان کالونیوں کو ترکی کی کمپنی کے ہاتھوں فروخت کر کے وہاں فلیٹ، پلازے، شاپنگ مال، مارکیٹیں بنا رہی ہے؟ اگر حکومت نے ایسا ہی کرنا تھا تو پھر ان ملازمین کو ہی مالکانہ حقوق پر دے دیئے جائیں جو کئی سالوں سے مالکانہ حقوق کے لئے حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں تاکہ ان ملازمین کو سر چھپانے کے لئے چھت مل سکے۔حکومت غریب ملازمین کے نام پر مختلف رہائشی سکیمیں بناتی ہے لیکن ان سکیموں میں کسی سرکاری ملازم کو گھر نہیں ملتا۔ان سکیموں میں بندر بانٹ کر کے اپنے متوالوں کو گھر الاٹ کر دیئے جاتے ہیں اور بے چارے ملازمین منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔کالونیوں کے مکینوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ وہ وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کو فروخت کرنے کے معاہدہ کو فوری طور پر ختم کرے اور گراؤنڈز، چھوٹے پارکوں میں کسی قسم کے کوئی فلیٹ نہ بنائے۔متذکرہ صورتحال سے وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے ہزاروں مکینوں میں حکومت کے خلاف سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میاں محمد اسلم اقبال صاحب نے کہا ہے کہ عوام میں سخت غم وغصہ پایا جاتا ہے تو شاید ان میں سخت غم وغصہ پایا جاتا ہو۔یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔میں اس تحریک کا جواب بھی تفصیلاً دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ S&GAD, Estate Office نے وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ لاہور کو کسی بھی صورت میں تُرکی کی کمپنی کو فروخت کیا ہے، Estate Office میں اس طرح کی کوئی تجویز زیر غور ہے اور نہ ہی S&GAD, Estate Office کے مطابق ایسا کوئی memorandum کسی غیر ملکی کمپنی کے ساتھ دستخط کیا گیا ہے۔جہاں تک وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے گھروں کو مالکانہ حقوق پر دینے کا تعلق ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ دو کالونیاں گریڈ۔1 سے گریڈ۔16 تک کے ملازمین کی رہائشی ضروریات کو پورا کرتی ہیں اور مالکانہ حقوق

دینے سے Estate Office, S&GAD حکومتِ پنجاب اور سرکاری ملازمین ایسی سہولیات سے محروم ہو جائیں گے۔ یہ سرکاری رہائش گاہیں ملازمین کے ریٹائر ہونے کی تاریخ تک یا اُن کا لاہور سے تبادلہ ہونے کی صورت میں لاہور میں تعینات دوسرے ملازمین کو الاٹ کر دی جاتی ہیں لہذا ان دو سرکاری رہائشی کالونیوں کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینے کی کوئی تجویز Estate Office, S&GAD میں زیرِ غور ہے نہ ہی ان کالونیوں کو کسی غیر ملکی کمپنی کے ہاتھ فروخت کرنے کی کوئی تجویز زیرِ غور ہے۔ بہت شکریہ

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں اسی تحریک سے متعلق عرض کرنا چاہوں گا کہ وحدت کالونی کے اندر دو تین کچی آبادیاں ہیں وہاں مالکانہ حقوق دے دیئے گئے ہیں۔ وہاں سینکڑوں لوگ قابض ہیں اُنہیں رجسٹریاں مل گئی ہیں اور انہوں نے وہاں پر اپنے گھر بنائے ہوئے ہیں تو یہ سرکاری ملازم جو اپنی ساری زندگی سرکار کے نام کرتا ہے اور حکومت اپنے شہریوں کو facilitate کرنے کے لئے مختلف سکیمیں بناتی ہے اور وہاں کے الاٹی یہ گھر فری نہیں مانگ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کی قیمت دینے کو تیار ہیں۔ اگر وہاں پر کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دے دیئے گئے ہیں تو وحدت کالونی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے میں کیا امر مانع ہے؟ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کو وہاں سے بے شمار فنڈز ملیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کا جواب آ چکا ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میری تحریک کا جو جواب دیا ہے میں اُس سے agree کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ چوبرجی کوارٹرز جہاں سے dual carriage way نکالی جا رہی ہے وہاں پر کچی آبادی کا ایک پورشن تھا۔ چوبرجی گارڈنز اسٹیٹ کے اندر گراؤنڈ میں فلیٹ بنائے جا رہے ہیں۔ کیا ماسٹر پلان کے مطابق کسی بھی گراؤنڈ کے اندر فلیٹ بنا کر دوسروں کو دیئے جا سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس کے اندر بحث نہیں ہو سکتی اور اس کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔ وزیر موصوف نے detailed جواب دے دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے جو غلط جواب دیا ہے میں وہ بھی accept کر لوں؟ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہاں سے چوبرجی کوارٹرز کا پانچ منٹ کا فاصلہ نہیں ہے آپ کسی متعلقہ سیکرٹری یا کسی متعلقہ بندے کی وہاں پر ڈیوٹی لگا کر پتا کرا لیں اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو ٹھیک ہے میں مان لیتا ہوں اور

میںon the floor of the House اُس بات پر sorry کروں گا۔اگر میری بات ٹھیک ہے تو پھر منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے اُس پر غور کر لیں کہ انہوں نے کیا کیا ہے۔کیا ماسٹر پلان پر تبدیلی کی جا سکتی ہے، وہاں پر موقع پر گراؤنڈ کے اندر فلیٹ بنائے جا رہے ہیں تو میں یہ بات کر رہا ہوں کہ وہ کیوں بن رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس تحریک پر according to rules بحث تو نہیں ہو سکتی۔Sections–81 & 85(3) کے مطابق تو یہ ہو گا کہ اگر کوئی ایسی بحث کرنی ہوتی ہے تو پھر ایوان کی رائے لیں گے اور پھر آپ کارروائی suspend کریں گے۔اُس کے بعد دس منٹ محرک کو دیں گے اور پھر دو گھنٹے عام بحث ہو گی لیکن ان کا particularly question تھا کہ تُرکی کی کمپنی کو ٹھیکہ دے دیا، عوام میں غم وغصہ پایا جاتا ہے اور یہ ہو گیا ہے وہ ہو گیا۔ میں نے اس کا detailed جواب دیا ہے اور on the floor of the House جو جواب دیا جا رہا ہے میرا خیال ہے کہ میاں صاحب کو وہ جواب تسلیم کرنا چاہئے اور اگر کوئی ایسی بات ہوتی ہے تو پھر ان کی تحریک استحقاق بن جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!وزیر موصوف تو کہہ رہے ہیں کہ اس قسم کا کوئی منصوبہ ہی نہیں ہے اور تُرکی کی کسی کمپنی کو الاٹ ہی نہیں کیا گیا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں وزیر موصوف کے جواب کو own کر رہا ہوں اور اس کے ساتھ اگلی بات یہ کر رہا ہوں کہ وہاں پر گراؤنڈ کے اندر جو فلیٹ بنائے جا رہے ہیں وہ ذرا دیکھ لیں اور پھر اُس کے مطابق جواب دیں۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اُس کے لئے پھر آپ نئی تحریک لے کر آ جائیں۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈا پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

The Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 (Bill No.18 of 2013)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! میں اب سرکاری کارروائی شروع کر چکا ہوں آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ سرکاری کارروائی کے بعد اگر آپ کوئی point of order لینا چاہیں گے تو میں آپ کو ٹائم دے دوں گا۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ نے میرے ساتھ وعدہ بھی کیا تھا تو اگر آپ مجھے point of order پر بولنے کی اجازت نہیں دیتے تو پھر میں walkout کر رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب محمد صدیق خان احتجاجاً walkout کر گئے)

مسودہ قانون کو زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013. Minister for Law may move the motion for suspension of the rules.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the requirement of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirement of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013."

The motion moved and the question is:

"That the requirement of Rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, may be suspended under Rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ2013

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Sardar Vickas Hassan

Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it?

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جیسا کہ بل کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہ حق ہے جو آئین کا آرٹیکل 19-A کے تحت مملکت خداداد پاکستان کے عوام کو دیتا ہے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ موجودہ اسمبلی اور موجودہ حکمران جماعت نام کے ہی سہی لیکن The Punjab Transparency and Right to Information Bill اس ایوان میں پیش کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ایک معزز ممبر واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب صدیق خان صاحب! میری گزارش ہے کہ آپ ایوان میں تشریف لے آئیں۔ اس بل کے بعد دوسرا ایک اور بل بھی ہے اس سے پہلے میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر لازمی دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ساری اپوزیشن یہ سمجھتی ہے کہ آپ کا روّیہ اپوزیشن کے ساتھ درست نہیں ہے۔ آج دوسرا دن ہے کہ ہم یہ برداشت کر رہے ہیں اور ہمیں افسوس ہے۔ ہمارے بے شمار لوگ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ انہیں اجازت نہیں دیتے۔ آپ نے آئین کے تحت oath لیا ہے اس کی رو سے بڑا واضح ہے کہ جب آپ سپیکر منتخب ہو گئے ہیں تو آپ bias نہیں ہوں گے۔ آپ سپیکر منتخب ہو گئے ہیں تو صرف حکومتی بنچوں کے Custodian نہیں ہیں بلکہ اس پورے ایوان کے Custodian ہیں۔ اگر ہمارے لوگوں کی اسی طرح سے دل آزاری جاری رہی تو مناسب نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کل بھی ہم نے ایک بات کرنی چاہی تو آپ نے snub کیا، پرسوں بھی بات کرنی چاہی آپ نے اجازت نہیں دی اور آج بھی ہمارے دو تین لوگوں نے یہاں پر بات کرنی چاہی تو آپ نے انہیں بُرے طریقے سے snub کیا۔ یہ روّیہ درست نہیں ہے۔ آپ کے لئے پورا ایوان برابر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میرے لئے تمام ممبران برابر ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ایجنڈے کے مطابق چل رہا ہوں۔ مجھے جس وقت صحیح لگتا ہے تو میں پوائنٹ آف آرڈر کی بھی اجازت دیتا ہوں۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ میں اس بل کے بعد انہیں بات کرنے کی اجازت دوں گا۔ میں ابھی بھی اس بات پر قائم ہوں۔ اس بل کے بعد میں ان کو اجازت دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس اجلاس میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ہماری ایک بہن جو حکومتی بنچوں سے ہیں آپ کے روّیے کے خلاف واک آؤٹ کر گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کی بات کا جواب بھی دیا تھا۔ میں نے رولز کے مطابق چلنا ہے مہربانی کر کے مجھے رولز کے مطابق چلنے دیں۔ میں announce کر چکا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آئین کے تحت آپ unbiased ہوں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے لئے تمام ممبران برابر ہیں۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ میں اس کے بعد موقع دوں گا۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!ہم اس انداز سے ایوان کو چلانے کی اجازت نہیں دیں گے۔اگر کوئی فرد کھل کر بات کرنا چاہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!میں نے رولز کے مطابق چلنا ہے۔میں ایوان کو رولز کے مطابق چلا رہا ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ میں نے ان سے کہا ہے کہ میں اس کے بعد انہیں پوائنٹ آف آرڈر دوں گا۔جی،لاء منسٹر صاحب!آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے ہمیشہ ہر معاملے میں رولز کا بڑا لحاظ رکھا ہے اور رولز کے مطابق سپیکر کا conduct ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف اس بات پر اتنے رنجیدہ ہیں کہ ان کے ایک ممبر کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت بل کی consideration سے پہلے ملنا بہت زیادہ ضروری ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے request کروں گا کہ وہ بجائے اس معاملہ کو controversy میں لے جائیں،وہ آپ سے اس بات کا تقاضا کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اتنا ہی ضروری پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ اس بل سے پہلے ہی اس پر بات کرنی بہت ضروری ہے تو وہ بات کر لیں۔اس کا جو بھی جواب ہماری طرف سے بنتا ہو گا، وہ بھی ان کو دے دیں گے۔ قائد حزب اختلاف اپنی بات کریں اور اس بحث اور controversy کو مزید بڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ وہ بات کریں اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بہت ضروری پوائنٹ آف آرڈر ہے تو پھر میں بھی آپ سے یہ request کروں گا کہ آپ اس بات کو allow کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کی بات کا بھی جواب دیا ہے کہ اس بل کے بعد میں جناب صدیق خان صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر دوں گا تو وہ اپنی بات کر لیں گے لیکن وہ واک آؤٹ کر کے چلے گئے ہیں۔ میاں محمد اسلم صاحب!آپ جناب صدیق خان صاحب کو منا کر ایوان میں لے آئیں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ایوان کو smooth چلائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پوری کوشش کرتا ہوں اور میرے لئے تمام ممبران برابر ہیں وہ چاہے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں یا اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے ہیں۔آپ نے محترمہ کی جو بات کی ہے تو میں نے

ان کی بات کا برابر ایک جواب دیا تھا کہ اس کے لئے ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جس کے لاء منسٹر صاحب بھی ممبر ہیں اور سپیکر صاحب اس معاملہ کو دیکھ رہے ہیں۔آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ بات کر لیں۔اگر اس کے بعد بھی کوئی شوقیہ واک آؤٹ کرنا چاہتا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! کوئی بھی شوقیہ واک آؤٹ نہیں کرتا۔ایوان کے اندر مجموعی اور عمومی perception بن رہی ہے، خاص طور پر تمام اپوزیشن ممبران یہ سمجھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔اگر میں بات کر رہا تھا تو میری بات کرنے کے دوران رولز کے مطابق ان کا بولنا بنتا بھی نہیں تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آئندہ ہم سارے کوشش کریں گے اور cooperate کریں گے جیسے پہلے کرتے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے لئے دونوں اطراف کے لوگ برابر ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! لوگوں کے اندر جو غلط perception ہے اسے آپ ختم کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پوری کوشش کر رہا ہوں کہ یہ غلط perception ہے اس کو وہ ویسے ہی ختم کر لیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف جناب محمد صدیق خان واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس آ گئے)

Welcome صدیق خان صاحب! آپ میرے لئے قابل احترام ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم تمام لوگ اپنے اپنے حلقوں سے یہاں پر آتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے میاں صاحب اور صدیق خان صاحب کو رولز کا بتایا ہے لیکن اگر صدیق خان صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کا اس بل کے حوالے سے بل سے پہلے کوئی اہم پوائنٹ آف آرڈر ہے تو آپ بے شک اس پر بات کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم اپوزیشن کے جتنے بھی ممبران یہاں پر بیٹھے ہیں۔ میں صرف مختصر سی بات کر کے اپنی بات کو سمیٹوں گا۔ ہم اپنے اپنے حلقوں سے آتے ہیں اور ایک عرصہ کے بعد اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے۔ ہماری خواہش ہوتی ہے کہ public matters آپ کے

سامنے رکھیں اور ہم اپنے ذاتی مسئلے یہاں بیان نہیں کرتے۔یہاں منسٹرز اور حکومتی مشینری موجود ہوتی ہے۔ ہم ان کے سامنے مسئلہ رکھتے ہیں اگر وہ اس وقت اسے حل کر سکتے ہیں تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ حلقہ کے عوام کا کوئی نہ کوئی مسئلہ حل ہو جائے۔ ہم جس دن ذاتی مسئلہ اس ایوان میں بیان کریں گے تو بے شک اس دن ہمیں آپ پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہ دیجئے گا لیکن جب ہم لوگوں کی بات کریں گے تو please بات کرنے دیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! مجھے بھی یہ ایوان رولز کے مطابق چلانا ہے۔آپ رولز پڑھ لیں۔ بہر حال صدیق خان صاحب!آپ اپنی بات کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!کیا رولز کے اندر پوائنٹ آف آرڈر کی provision نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! بالکل ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر ہے تو آپ اجازت کیوں نہیں دیتے، ہم کتنی بات کرتے ہیں؟ یہاں پانچ پانچ مہینے اجلاس نہیں ہوتا۔ ہم نے آکر بات کرنی ہوتی ہے کہ چلیں حکومتی ایوان تک یہ بات پہنچادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ کی بات وہاں تک پہنچ گئی ہے۔ جی، صدیق خان صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!کیا ہم روزہ رکھ کر آیا کریں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ بہر حال مجھے رولز کے مطابق چلنے دیا کریں۔ جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اس لئے ضروری تھا کہ ایک بہت اہم بل The Punjab Transparency and Right to Information Bill آنا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ اس کے لئے اس ایوان کا ایسا ماحول بنایا جائے جس میں detailed discussion ہونی چاہئے۔ اس سے قبل لوکل گورنمنٹ کے بل آئے تو اس میں اپوزیشن کو وہ موقع فراہم نہیں کیا گیا جو آئین کے شیڈول 3 کے تحت آپ کا جو role بنتا تھا صفحہ 199 میں اس کے مطابق اپوزیشن کے ساتھ ویسا سلوک نہیں کیا گیا۔ اس حوالے سے میں نے سرکاری بل آنے سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر آپ سے مانگا تھا اور بالخصوص جس وقت وقفہ سوالات چل رہا تھا تو آپ کا role as Custodian of this

House totally impartial ہونا چاہئے تھا۔تین سوالات مفاد عامہ کے حوالے سے حکومتی بنچوں سے بھی اٹھائے گئے اور اپوزیشن کی طرف سے بھی اٹھائے گئے ان کو گورنمنٹ نے defend کرنا تھا جن کو آپ نے defend کیا۔

جناب سپیکر!اس ایوان کو چلانے میں آپ کا بہت کلیدی role ہے۔اس حوالے سے میں hurt ہوا کہ جو آئین کا شیڈول 3 ہے This is very very sacred document جب تک اس آئین کی عملداری نہیں ہو گی اس وقت تک اس ملک کے کسی نظام میں بھی بہتری نہیں لائی جا سکتی۔ اس ایوان کی معزز خاتون ممبر جن کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہے انہوں نے point raise کیا کہ جو اس ایوان کے ممبران ہیں اُن کو proper رہائش نہیں دی جا رہی۔اس کا جواب حکومت کی طرف سے آنا چاہئے تھا لیکن آپ نے اس کا جواب دے کر اُن کو باہر بھیج دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب!حکومت کا اس میں کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ اسمبلی کی buildings ہیں۔ سپیکر صاحب ممبران کو کمرے الاٹ کرتے ہیں اور یہ اسمبلی کی property ہے۔ حکومت نے اس پر جواب نہیں دینا تھا بلکہ Chair نے ہی دینا تھا جس کا میں نے اُن کو جواب دیا ہے اور آپ اپنے knowledge میں اضافہ کر لیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر!کل وزیر جیل خانہ جات جواب دے رہے تھے تو ایک معزز ممبر نے Quranic Verses کو refer کیا۔دیکھیں،اگر آپ آئین پاکستان کا مطالعہ کریں تو قرار دادِ مقاصد is the Preamble of the Constitution قرار دادِ مقاصد کیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمیں ایک ایسا خطہ زمین چاہئے جس میں ہم ایک اسلامی معاشرہ قائم کر سکیں،یہ اسلامی معاشرہ قائم کرنے کے لئے کون سے اصول ہوں گے تو شوریٰ اس کی قانون سازی کرے گی،وہ کس طرح قانون سازی کرے گی جس طرح قرآن کریم ہمارا code of life ہے تو اس کی spirit میں کرے گی اور اس کو guide کون کرے گی وہ اسلامی نظریاتی کونسل کرے گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میری اپوزیشن لیڈر سے یہ گزارش ہے کہ وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو رہی ہے؟

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اس کا background بتا رہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! کل انہوں نے قرآن شریف کی آیت کی جو تلاوت کی وہ میں نے سنی تھی۔ بات یہ ہے کہ سزا یا جزا اللہ کے اختیار میں ہوتی ہے۔ یہاں تو Rules بنے ہوئے ہیں جن کا عدلیہ فیصلہ کرتی ہے۔ مجھے بتائیں کہ عدالت ایک فیصلہ کرتی ہے کہ فلاں کو جیل میں اس سزا کے طور پر بھیجا جا رہا ہے تو جیل ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کہ اس عورت کو باہر بھیجیں یا کچھ کریں۔ انہوں نے تو عدالتوں کے فیصلے پر عمل کرنا ہے۔ اگر میں غلط ہوں تو آپ میری تصحیح کر دیں کہ میں غلط کہہ رہا ہوں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں سے شیخ صاحب نے یہ point raise کیا کہ اس میں قانون سازی required ہے تو اس حوالے سے معزز ایوان کا یہ استحقاق ہے۔ بجائے اس کے کہ آپ جواب دیتے کہ اس کا عدالت فیصلہ کرے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے جواب دیا ہے کہ اگر قانون سازی کرنی ہے تو آپ اس پر قانون کے مطابق کوئی قرارداد لے کر آئیں جس کے مطابق ہم اس کو یہاں پر take up کریں گے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اس پر میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ جتنے Bills آ رہے ہیں جیسے لوکل گورنمنٹ کا ترمیمی بل 2013 آیا ہے اس پر بھی اپوزیشن کو proper موقع نہیں دیا گیا۔ اب یہ جو Bill آ رہا ہے this is highly important Bill لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! میرے پاس یہ بیس پچیس ممبران کے نام ہیں۔ جتنی دیر یہ بیس پچیس لوگ یہاں بات کریں گے میں ایوان کا ٹائم بڑھاتا جاؤں گا اور جب آپ تھک جائیں گے اس کے بعد میں گورنمنٹ سے جواب لوں گا۔ مجھے بتائیں کہ اس میں ایسی کیا بات ہے؟ باقی اگر موقع نہیں دیا گیا تو لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ اُن سے علیحدہ بیٹھ کر بات کر لیں۔ مجھے تو Rules کے مطابق ایوان چلانے دیں۔ امید ہے کہ اپوزیشن لیڈر بھی میری اس بات سے اتفاق کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: اپوزیشن لیڈر صاحب! اب آپ بتائیں کہ میں Rules کے مطابق ایوان چلاؤں یا پوائنٹ آف آرڈر پر آ جاؤں کیونکہ اس وقت عباسی صاحب کی speech چل رہی ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں مختصر سی بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایوان کا ماحول تھوڑا سا tense ہو گیا ہے اس لئے میں ماحول میں تبدیلی کر کے ذرا موضوع کو تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ آپ خود بھی کسان ہیں اور یہ ایوان بھی کسانوں کا ایک representative ایوان ہے کہ اکثر جو یہاں پر ممبران آتے ہیں وہ village background کے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ کسانوں کی کم و بیش تمام تنظیمیں جن میں کسان بورڈ پاکستان ایک ملک گیر تنظیم ہے اس کے سمیت دوسری تنظیموں نے بھی کل پورے ملک کے اندر تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹروں میں اس بات کے اوپر مظاہرے کئے ہیں کہ ہر مہینے پٹرول ڈیزل کی قیمت بڑھتی ہے اور بجلی کا tariff بڑھتا ہے جس سے کسانوں کی input میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اب حالیہ کرشنگ سیزن کا آغاز ہوا ہے تو کین کمشنر نے جو سابقا 170 روپے فی من ریٹ تھا اسی حساب سے notification جاری کر دیا ہے۔ یہ ناانصافی ہے کیونکہ جب ہر مہینے بجلی کا tariff بھی بڑھتا ہے اور پٹرول ڈیزل کا ریٹ بھی بڑھتا ہے جس کے نتیجہ میں کسان کے اخراجات بھی بڑھتے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ کسانوں نے جو مطالبہ اٹھایا ہے، اس سے پہلے کہ violence شروع ہو جائے گورنمنٹ کو اس کا notice لینا چاہئے۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ 170 روپے فی من گنے کے ریٹ کو بڑھا کر 230 روپے کیا جائے۔ اب ٹائم ہے اس لئے گورنمنٹ کو اچھی طرح سوچنا سمجھنا چاہئے کیونکہ کوئی بھی شوگر مل نقصان میں نہیں ہے۔ میں نے بہت ہی مثبت تجویز اس حوالے سے دی ہے لہذا گورنمنٹ کو اس کا notice لینا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کی بات سنی گئی ہے لیکن اس پر اگر آپ کوئی تحریک التوائے کار لے آئیں تو اس پر ایوان کی sense لے لی جائے گی۔ جی، عباسی صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے بھی یہی point raise کرنا تھا کہ اگر یہ اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے تو ڈاکٹر صاحب اس پر تحریک التوائے کار لے کر آئیں اور جب یہ آپ کے پاس آئے تو اسے out of turn لے لیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! مجھے پتا ہے کہ آپ نے بھی بات کرنی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس بات پر bound ہیں۔ ایک تو لاء منسٹر صاحب نے rightly point out کر دیا کہ سپیکر کا conduct یہاں زیر بحث نہیں آتا and this is violation of the rules of procedure لیکن پوائنٹ آف آرڈر وہ ہوتا ہے جو conduct of the House ہو رہا ہوتا ہے یعنی جو business اس وقت چل رہا ہو اس کے procedure کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر ہو سکتا ہے لیکن اہمیت عامہ کی کسی بات پر نہیں ہو سکتا۔ Chair کے پاس turn down کرنے کا اختیار ہے جو بڑا clearly لکھا ہوا ہے and this is not a point of privilege کہ کسی کا استحقاق مجروح ہو جائے۔ آپ اس کو turn down کر سکتے ہیں تو procedure should carry on

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا کہ ہم نے ترامیم move کی ہیں کہ اس Bill کو عوام کی information کے لئے بھیجا جائے کیونکہ یہ بڑا اہم Bill ہے۔ یہ واحد Bill ہے جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں directly عوام کا فائدہ ہے اور یہ عوام سے ہی concern ہے۔ جیسا کہ یہ Bill نام سے ظاہر ہے لیکن اس کے اندر جو لکھا ہوا ہے میں اس کی بات نہیں کر رہا کیونکہ وہ اس نام سے مکمل طور پر متصادم ہے لیکن Bill کے نام کی حد تک پبلک کو معلومات کا حق دینا ضروری ہے۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس Bill کے معنی اور spirit یہی ہے کہ حکومتی معاملات، حکومتی پالیسیوں اور بیوروکریسی کا عوام کے ساتھ روّیے کو شفاف بنایا جائے۔ اس کے علاوہ حکومتی معاملات تک عوام کی رسائی ہو تاکہ وہ جان سکیں کہ اُن کے پیسے سے چلنی والی حکومت، اُن کے پیسوں سے تنخواہیں لینی والی بیوروکریسی اور سرکاری ملازمین کیا کر رہے ہیں یعنی جتنے بھی کام انتظامیہ یا

ضلعی انتظامیہ کرتی ہے اُن کی معلومات تک عام آدمی کی رسائی ہو،اس Bill کے نام کی حد تک اس کا یہی معنی ہے لیکن اندر کے معاملات اتنے پیچیدہ بنا دیئے گئے ہیں کہ Right of Information Commission کا جو فیصلہ کریں گے وہ کون لوگ ہونے چاہئیں؟آیا اگر حکومت ہونی چاہئے تو پھر تو اس کمیشن کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ تمام انتظامی افسران حکومت کے اپنے ہیں اور انہی کو ہی لگانا ہے تو پھر اس Right of Information Bill کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ عوام کو پتا ہونا چاہئے کہ آیا یہ صرف ایک خانہ پُری ہے اور یہ Bill آئین کے آرٹیکل 19 کی منشاء کسی طرح بھی پوری نہیں کرتا۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ تمام معاملات کا پتا ہونا چاہئے کہ جو کمیشن بننا ہے وہ کس نے بنانا ہے اور کمیشن میں جو لوگ appoint کرنے ہیں اُن کی قابلیت کیا ہونی چاہئے ؟اس میں جج بننے کی اہلیت ہی سخت اعتراض والی بات ہے یعنی جج بننے کی اہلیت رکھنے والے جو لوگ ہیں اس میں controversy آئے گی اور آپ انہی لوگوں کو لگائیں گے جو آپ کے اپنے ہیں جن پر آپ کا اعتماد ہے۔اس کے بعد نیچے جب ضلعی سطح پر Right of Information کا کمشنر تعینات ہو جائے گا تو اس کا جوابدہ کون ہو گا کہ اگر وہ چھٹی پر ہے یا available نہیں ہے؟ جیسے ہماری بیوروکریسی کبھی بھی عوام کے لئے نہیں رہتی کیونکہ ان کے دروازوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں دس دس رکاوٹیں دُور کرنی پڑتی ہیں اور GOR کے چار پانچ ایکڑ کے بنگلوں میں رہنے والوں کو کیا پتا کہ عام آدمی کے معاملات یا حالات کیا ہیں؟ وہاں سے بیوروکریسی کو نکال کر عوام کو رکھا جائے تو پھر اُن کو پتا چلے کہ عوام کن حالات میں رہ رہے ہیں؟ عوام تک اُن کی رسائی آسان کر دی جائے کیونکہ ہمیں اُن کے PA تک پہنچنے میں ہی مشکل ہو رہی ہے۔ اس وجہ سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس بل کو عوام کے پاس بھیجا جائے۔ کوئی لمبے عرصے کے لئے ہم نہیں کہہ رہے بلکہ 31۔دسمبر تک عوام کی opinion لے لی جائے۔اس میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ جب آپ کمشنر تعینات کر دیں تو اس کی عدم موجودگی میں کون ذمہ دار ہو گا یعنی وہ چھٹی پر چلا جائے یا وہ بیمار ہو جائے یا وہ نہ ہو اور وہ نہ ملنا چاہے تو پھر اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ اگر انفارمیشن کمشنر وہاں نہیں ہے تو اس کی direct responsibility ہو اور اس کی سزا اور جزا ہو۔ اگر آپ کو صحیح انفارمیشن نہیں دی جاتی تو اس کے بعد آپ کے پاس کیا اختیارات ہیں اور پھر وہی اپیلوں میں جائیں گے یا عدالتوں میں جائیں تو اس کا کیا procedure ہو گا؟ اس میں بہت سارے معاملات clear نہیں ہیں اور مبہم ہیں۔ میری اس ایوان سے درخواست ہے کہ اس بل کو اگر عوام کے پاس بھیج دیا جائے تو اس میں کوئی بُری بات اور ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس ملک کے اصل مالک عوام ہی ہیں اور انہی کے پیسوں سے یہ ملک چل رہا ہے

اور ان کا یہ حق ہے کہ وہ اس بل کو پڑھیں اور پڑھ کر اپنی opinion دیں۔ اس میں مزید انفارمیشن کی ضرورت ہے تو عوام کی طرف سے opinion آنی چاہئے۔ ہم نے خیبر پختونخواہ میں بڑا comprehensive Bill دیا ہے جو کہ منظور ہو چکا ہے اور اس بل میں جو چیزیں دی گئی ہیں یہ اس بل کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ آپ اس بل کی کاپی کر سکتے ہیں اور وہاں سے انفارمیشن لے سکتے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ بات کر رہے ہیں۔

سید عبدالعلیم: میں نے ان کی بات کے اوپر بات کرنی ہے کیونکہ یہ توہین کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بات نہیں کر سکتے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کوئی اتنی ایمرجنسی نہیں ہے اور 62 سال تک ہم اس بل کے بغیر بھی زندہ رہے ہیں اس لئے اگر ایک اور ماہ کے لئے عوام کے پاس اس بل کو بھیج دیا جائے اور اگلے سیشن میں ہم اس بل پر عوام کی طرف سے opinion آنے کے بعد اسے discuss کر لیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہ پھر توہین کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں اور مہربانی کریں۔ جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہاں بیٹھے ہوئے لوگ عوام کے نمائندے ہیں لیکن عوام کے مختلف طبقات کے پاس جب یہ بل جائے گا کیونکہ دس کروڑ لوگ پنجاب میں بستے ہیں جبکہ ان دس کروڑ میں سے ہم یہاں پر 371 ممبران بیٹھے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں لیکن جو انفارمیشن عوام کے ذریعے ہمیں مل سکتی ہے، کیونکہ جنہیں اصل مسائل درپیش ہیں، جنہیں روزمرہ زندگی میں واسطہ پڑتا ہے وہ سارے تو یہاں پر نہیں بیٹھے ہوئے۔ ہمارے ذریعے ان تک جو بات پہنچتی ہے اس پر کتنی توجہ دی جاتی ہے یا اس پر کتنا عملدرآمد ہوتا ہے اس کا بھی سب کو پتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس بل کو عوام کی معلومات کے لئے اور انفارمیشن کے لئے مشتہر کیا جائے اور عوام کے پاس بھیجا جائے۔ جب آئندہ اجلاس تک پورے صوبے سے broad level پر عوام کی طرف سے opinion آ جائے تو پھر اس کے مطابق ترامیم کر کے اس بل کو پاس کر سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔جناب سپیکر!یہPunjab Transparency and Right to Information Bill 2013 جو کہ ایوان میں introduceہوا پھر ایک سپیشل کمیٹی کے پاس چلا گیا اور اس کے بعد یہاں پر واپس آیا ہے تو اس حوالے سے میں پہلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو قدم اٹھایا گیا ہے یہ قابل تحسین ہے۔ اس کے اندر ایک اچھا پہلو یہ ہے کہ عوام کو معلوم ہے کہ مختلف محکمہ جات کے اندر کیا کچھ ہو رہا ہے۔انہوں نے جو اسمبلی بنائی ہے وہ کیا کام کرتی ہے؟انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں میں سے کچھ نے یہ بات بھی اپنی recommendation میں رکھی ہے کہ پاکستان کے اندر یہ بھی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے کہ لوگوں کو معلومات نہیں ہوتیں۔کچھ چیزیں ان کے حق میں ہو سکتی ہیں لیکن ان کی انفارمیشن نہیں ہوتی اس لئے وہ اپنے حقوق کو حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں۔یہ بل بڑی اہمیت کا حامل ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بات ہم نے کی ہے کہ اسے public opinion کے لئے publish کیا جائے اور عوام اس حوالے سے اپنی رائے دے۔ عوام میں مختلف walks of life کے لوگ ہوتے ہیں، وکلاء ہوتے ہیں جو قانون سازی کو سمجھتے ہیں اور قانون کو عدالتوں میں لے کر چلتے بھی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج 11۔دسمبر ہے اور 20/15 دن میں کوئی قیامت نہیں آئے گی اور کوئی ایمرجنسی بھی نہیں ہے کہ اس بل کے پاس ہونے کے نتیجے میں پنجاب کی حکومت یا عوام مشکل میں پڑیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ عوام کے پاس جائے گا تو وکلاء اس پر اپنی اپنی opinion دیں گے اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ وکلاء کو اپنی opinions دینی بھی چاہئیں کیونکہ انہوں نے ہی بعد میں اسے اس حوالے سے deal کرنا ہے۔ ہمارے غریب عوام تو بے چارے ان پڑھ اور دیہاتی ہیں جنہیں معلوم ہی نہیں ہوتا اور نتیجتاً وہ کسی وکیل کو لیتے ہیں جو کہ آگے جا کر معاملات کو عدالتوں میں لے کر جاتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ public opinion کے لئے illicit کریں گے تو ہم بھی اسے manage کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ وکلاء کی مختلف تنظیموں اور بارز میں باضابطہ اسے ہم اپنے طور پر بھیجیں گے اور ان سے کہیں گے کہ یہ چیز آپ کو بھیج رہے ہیں جس پر 31۔دسمبر تک آپ اپنی رائے دیں۔ ہم اس سے پہلے رائے منگوالیں گے اور اسے compile کریں گے کیونکہ اس کے نتیجے میں جو سقم رہ جاتے ہیں وہ بہتر ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!آپ دیکھیں کہ لوکل گورنمنٹ کا بل حکومت نے یہاں introduce کیا جس کے بعد کمیٹی کے سپرد ہوا اور کمیٹی کی بہت ساری meetings ہوئیں جس دوران اس بل کی نوک پلک درست ہوتی رہی اور پھر اس کے بعد وہ بل اس معزز ایوان میں پیش ہوا اور پھر پاس ہو گیا۔اس کے بعد

کیا ہوا کہ کچھ لوگ اٹھے اور انہوں نے عدالت میں رٹ دائر کر دی جس کے بعد عدالت نے فیصلہ دیا۔ ساری اپوزیشن بھی اس حوالے سے کہہ رہی تھی کہ بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں لیکن گورنمنٹ کا اپنا stance تھا کہ نہیں جی، غیر جماعتی ہونے چاہئیں۔ بل پاس ہو کر ایکٹ بن گیا اور پھر اس کے بعد لوگ اٹھے اور عدالت میں چلے گئے جہاں پر ہائیکورٹ نے اس کی پوری سماعت کے بعد فیصلہ دیا کہ انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہوں گے کیونکہ اس کے نتیجے میں جمہوریت کی نرسری جو بلدیاتی ادارے ہیں، کو مضبوط کرنا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد حکومت کو دو تین آرڈیننس جاری کرنے پڑے۔ یہ ٹھیک ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ ہائیکورٹ نے فیصلہ دیا تھا تو subsequently ہمیں اس کے اندر تبدیلیاں کرنا پڑیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک دو آرڈیننس ایسے ہیں کہ ہائیکورٹ نے کوئی آرڈر نہیں دیا تھا لیکن حکومت نے اپنے طور پر کچھ چیزوں کو سوچا کہ اس کو اس طرح ہونا چاہئے جس کے نتیجے میں آرڈیننس آ گئے۔ پھر جو بل ایکٹ بنا تھا اس کے تحت ایک بھی انتخاب پنجاب کے اندر نہیں ہوا اور آرڈیننس آ گئے پھر وہ Special Select Committee کے پاس چلے گئے جہاں پھر بحث مباحثہ ہوا اور اس کے بعد یہ ترامیم یہاں پر آئیں جنہیں پاس کر کے اس ایکٹ کا حصہ بنایا گیا۔

جناب سپیکر! یہ ساری تفصیل میں نے اس لئے عرض کی ہے کہ اس سے بچنے کے لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہ ایک اہمیت عامہ کا بل ہے اور ہر شخص اس سے benefit بھی لے گا اور اس حوالے سے اسے نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اسے آپ publish کریں گے تو مختلف walks of life کے لوگ اس پر اپنی رائے دیں گے جس سے یہ مزید refine ہو جائے گا۔ ہم اس سیشن میں نہ سہی 31۔دسمبر تک جو بھی انفارمیشن compile ہوئی وہ آ جائے گی۔ اس پر ایک ترمیم بھی آ رہی ہے جس کے لئے ایک سپیشل کمیٹی بھی بنائی جا سکتی ہے ورنہ جو پہلے ہی Select Committee موجود ہے اسی کے پاس اسے دوبارہ refer کیا جا سکتا ہے کہ عوام اور مختلف walks of life کی طرف سے جو opinions آئی ہیں اور جو اچھی تجاویز آئی ہیں، انہیں thrash out کر کے اس کے اندر ڈال دیا جائے۔ اس کے نتیجے میں اس کی زیادہ بہتر position ہو جائے گی اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ اگر کوئی ایمرجنسی نہیں ہے تو اسے تھوڑا سا وقت اور دیا جائے تو عوام کی رائے اور ماہرین کی رائے اس کے اندر شامل ہو جائے گی۔ اسی طرح مختلف ممالک میں بھی ایسے ہی قاعدے قوانین موجود ہیں لیکن اسے ابھی اس حوالے سے thrash out نہیں کیا گیا۔ اگر ہم اسے مزید وقت دے دیں گے کہ

جو لوگ قانون سازی کا ادراک رکھتے ہیں وہ اس پر مزید محنت کریں گے کہ دوسرے ممالک میں کیسے ہو رہا ہے۔ وہ بھی چیزیں اچھائی کے حوالے سے آ جائیں گی تو یہ اس حوالے سے ایک بہت comprehensiveچیز بن جائے گی اس لئے میری استدعا ہے کہ وزیر قانون اس کی اجازت مرحمت فرمادیں کہ یہ public opinionکے لئےpublish کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر ڈاکٹر سید وسیم اختر کو secondکرتا ہوں کہ یہ جو اس حوالے سے Punjab Transparency Right of Information Bill آ رہا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب صدیق خان صاحب! اس میں آپ کا نام نہیں ہے اور آپ نے opposeنہیں کیا اس لئے آپ بات نہیں کر سکتے۔ سبطین خان صاحب کا نام ہے اس لئے وہ بات کریں۔ جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ جو بل ہے جس کے لئے ہم نے یہ تجویز دی کہ 31۔دسمبر 2013 تک عوام میں publishکیا جائے کیونکہ جب یہ publishہو گا تو یقیناً، اس میں کوئی اختلاف والی بات نہیں ہے کہ ہم سارے elected representativesہیں، پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ اور ستر ستر ہزار ووٹ لے کر آئے ہوئے ہیں۔ کچھ طبقے ایسے ہیں جیسے ہمارے intelligent lawyers ہو گئے، trade unions ہو گئیں اور کچھ عرصے سے ایک بہت بڑی کلاس ابھر کر آئی ہے وہ سول سوسائٹی کے لوگ ہیں۔ یہ اتنا اہم بل ہے کہ اس کی definitionصرف تین لائنوں کی ہے جو میں آپ کی اجازت سے پڑھ دیتا ہوں۔

> The applicant means a citizen of Pakistan or a legal person registered or incorporated in Pakistan seeking information under this Act and includes a person authorized on behalf of the legal person.

جناب سپیکر! اُدھر سے ایک بہت بڑا قہقہہ آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کی بات پر نہیں بلکہ کسی اور بات پر آیا ہے۔ میں معزز ممبران سے کہوں گا کہ اگر آپ نے گپ شپ کرنی ہے تو لابی میں تشریف لے جائیں۔ جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! انہوں نے جو definition بل میں دی ہے وہ میں نے پڑھ دی ہے۔اب ہم جو اپنا بار بار point of view دے رہے ہیں کہ اس کو پبلک میں بھیجا جائے کیونکہ اس کا basic concept ہونا ہے public access to information of any Department of Government of Punjab اب جس میں پبلک access ہو گی اگر کوئی شخص کسی ڈیپارٹمنٹ سے کوئی انفارمیشن لینا چاہے گا تو وہ اس کی certified copy بھی لینا چاہے گا اور اس کے sample بھی لینا چاہے گا۔اگر عوام کو اس سارے process کی سمجھ نہیں ہو گی تو ہم کیوں ان کو مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اپنے ایم پی ایز اور ایم این ایز کے پیچھے ہی بھاگتے رہیں؟ ہمیں یہ چاہئے کہ جب ایک ویب سائٹ بن رہی ہے، جب ہم ایک نیک نیتی کے ساتھ یہ بات بھی کر رہے ہیں کہ عوام کو اس کی access ہو گی تو پھر عوام کو پتا ہونا چاہئے کہ ان کا کیا right ہے اور کس طرح سے information لینی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اتنی جلد بازی یا خدانخواستہ what's so hurry یا what's so rush ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ بس یہ جلدی جلدی ہو جائے حالانکہ پنجاب کے حالات بلکہ پاکستان کے حالات بڑے پر سکون ہیں اور جمہوریت بھی مضبوط ہے۔ ہم نے اور آپ سب نے انشاء اللہ تعالیٰ پانچ سال پورا tenure گزارنا ہے۔اُن کا مدعا بھی یہی ہے اور ہمارا مدعا بھی یہی ہے کہ betterment of Punjab. وہ بھی پنجاب کی بہتری چاہتے ہیں اور ہم بھی پنجاب کی بہتری ہی چاہتے ہیں۔ پھر اس میں اتنی چھوٹی سی بات کو انا یا ضد کا مسئلہ بنانا مناسب نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح سلیکٹ کمیٹی کی میٹنگ ہوتی رہی ہے اس میں انہوں نے جو conclude کیا وہ یہ تھا کہ تیس سال تک ہم وہ information اپنے پاس ثبوت کے طور پر رکھیں گے اور وہ ریکارڈ عوام کو مہیا کیا جائے گا۔ بعد میں پتا چلا کہ without the consent of that Committee جو چیئرمین تھے may be یہ اُن کے اختیارات میں ہو، انہوں نے تیس سال کو بڑھا کر پچاس سال کر دیا۔اس پر ہمیں اختلاف نہیں ہے بلکہ ہم appreciate کر رہے ہیں کہ عوام کو تیس سال کی بجائے پچاس سال کی information ملے گی۔ پھر اس کمیٹی کا کیا فائدہ رہ گیا جہاں چیئرمین نے اپنی exclusive power استعمال کرتے ہوئے، اگر کوئی ترمیم کرنی ہے یا کوئی فیصلہ کرنا ہے تو Then that Committee is not needed اِن کے پاس majority ہے جو یہ کرنا چاہیں کر لیں۔ میرا بات کرنے کا مدعا صرف یہ ہے کہ اگر ایک کمیٹی بنی ہے اور اس نے کچھ decide کرنا ہے تو At least that Committee should be taken into confidence ہمیں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی انفارمیشن چاہئے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی انفارمیشن چاہئے،

پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی انفارمیشن چاہئے لوکل گورنمنٹ کی انفارمیشن چاہئے یا ہمیں ڈینگی کے بارے میں انفارمیشن چاہئے جس پر حکومت پنجاب بہت کام کر رہی ہے۔ ہم اس کو appreciate کرتے ہیں کہ یہ بہت بڑا serious issue تھا الحمد للہ اس پر حکومت کام کر رہی ہے۔ اتنی محنت کے باوجود گو اللہ رحم کرے کہ مریضوں کی تعداد بڑھ رہی ہے لیکن ایک چیز نظر تو آ رہی ہے کہ they are working on it. اس میں میری تجویز ہے کہ جب آپ ویب سائٹ جاری کریں تو ان departments کا آپس میں linkage ہونا چاہئے اور آپ linkage ہی نہیں دے رہے ہیں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ اس وقت تک حکومت کے کسی ڈیپارٹمنٹ کی right information موجود نہیں ہے۔ ابھی ہمارے لاء منسٹر یہ کہہ دیں گے کہ ابھی یہ بل چونکہ introduce ہو رہا ہے، ہم ان کی نامکمل انفارمیشن کو update کر دیں گے۔ میں صوبہ خیبر پختونخواہ کی بات کروں گا کہ انہوں نے اس طرح کا جو بل دیا ہے ورلڈ بنک نے اس کو پوری دنیا میں تیسرے نمبر پر confirm کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہماری حکومت پنجاب کا جو بل ہے اس کا نمبر 17 ہے۔ ہم خدانخواستہ منفی سوچ میں بات نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس بل کو نمبر 17 سے 5 یا 3 پر لے آئیں اس لئے اس میں تھوڑا بہت مشورہ مزید کیا جائے۔ انٹرنیشنل ادارے بہت باریکی سے monitor کرتے ہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں بہتری لائی جائے۔ یہ میری تجاویز ہیں اور میں گزارش کروں گا، جس طرح دیسی مثال ہے کہ اس بل کو "ہلہ گلہ" میں پاس نہ کیا جائے۔ خدانخواستہ ہمارے پیچھے کوئی پولیس نہیں لگی ہوئی ہے یا ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے اس لئے اس بل کو عوام میں publish کیا جائے اور اس سے feedback لیا جائے۔ بے شک ہماری صوبہ خیبر پختونخواہ میں حکومت ہے لیکن ہم پنجاب سے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب کے ادارے بھی Universally, Internationally اس standard پر آئیں اور ہم competition میں آئیں۔ ہم ممبران میں یہ proud feelings ہوں کہ جو کچھ ہم نے contribute کیا ہے وہ sufficient کیا ہے اور الحمد للہ گورنمنٹ کا بھی point of view بڑا positive تھا۔ اپوزیشن کی تجویز سمجھ کر اس کو turn down نہیں کیا گیا بلکہ اپوزیشن کی اچھی تجاویز کو حکومت نے بڑی فراخ دلی سے قبول کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش بھی کرنا چاہوں گا کہ ہمارا یہ پنجاب اسمبلی کا بڑا قابل احترام اور قابل عزت ایوان ہے اور اس میں سارے ہی بڑے بڑے اچھے لوگ بڑے علاقوں سے ووٹ لے کر آئے ہوئے ہیں۔ میں نے آج محسوس کیا ہے کہ اوپر چھت پر دیکھیں کہ ایک شیشہ ٹوٹا ہوا ہے،

شیشے کا رخ بھی دیکھ لیں کہ کس کی طرف ہے؟ یہ شیشہ بالکل رانا صاحب کے اوپر ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کی repairing کروائیں کیونکہ اللہ نہ کرے اگر یہ نیچے آگیا تو یہ loss پنجاب برداشت کرے گا اور نہ ہی ہم برداشت کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کسی اور نے بات کرنی ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب محمد سبطین خان صاحب! ہماری واقعی نظر نہیں پڑی تھی، آپ کی شیشے پر نظر پڑی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بہت جلد ٹھیک کروا دیا جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی، مجھے تو بہت زیادہ وہم ہو رہا تھا کہ شیشے کا رخ خطرناک side پر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بہت جلدی ٹھیک کرواتے ہیں۔ جی، سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں اپنے بڑے بھائی جناب محمد سبطین خان کی بات کو آگے forward کروں گا اور میرے نقطہ نظر میں بہت ساری ایسی جگہیں ہیں جہاں پر ہمیں reinvent the wheel نہیں کرنا چاہئے۔ جس طرح انہوں نے بتایا ہے کہ یہ already acknowledge ہو چکا ہوا ہے۔۔۔(شور وغل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! KPK کا transparency ایکٹ اس وقت دنیا میں تیسرے نمبر پر ہے اگر ہم اس میں سے کچھ لے سکیں تو میرے خیال میں یہ بہتری کے لئے ہو گا کیونکہ ہم عوام کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔ دوسرا میں اس پر اس طرح سے بھی elaborate کرنا چاہوں گا کہ مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام محکموں کی website ہیں اور وہاں پر انہوں نے already informations رکھی ہوئی ہیں۔ یہ information انگلش اور اردو میں بھی ہیں، statistic، نمبر اور اعداد و شمار بھی ہیں۔ جو ہم کمیشن بنانے جا رہے ہیں اس میں میرا مشورہ اور request یہی ہے کہ ہم جس چیز کو بنانے جا رہے ہیں ہم اس کے اندر یہ دیکھیں کہ آنے والے وقت میں اس کے role سے عوام کو افادیت کیا ملے گی؟ اگر اس کمیشن کا کام یہ ہے کہ بہت ساری انفارمیشن اکٹھی کر کے کسی کے سامنے رکھ دے، بے شک یہ سہولت ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک

unnecessary سہولت ہے کیونکہ اگر کوئی بھی website تک رسائی کر سکتا ہے، وہ اپنے گھر بیٹھ کر بھی access کر لے اور اگر کوئی پڑھا لکھا نہیں ہے تو وہ متعلقہ دفتر بھی جا سکتا ہے۔ میرا کہنے یا بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس کے اندر تھوڑا سا اور addition کرنا چاہئے کہ ہم اس کمیشن کو اس طرح کے اختیارات یا اس طرح کی power دیں کہ ان information کو validate بھی کر سکے۔ جس طرح بات ہو رہی تھی اور میں نے تھوڑے دن پہلے اخبار کے اندر یہ آرٹیکل پڑھا کہ ڈینگی کے مریض under report ہو رہے ہیں کیونکہ پرائیویٹ ہسپتال ان کی رپورٹ ہی نہیں کرتے کیونکہ اگر نمبرز بڑھیں گے تو اس کی وجہ سے حکومتی کارکردگی پر سوالیہ نشان اٹھایا جائے گا۔ اگر access to information ہے تو پھر ہر انسان کا یہ right ہے اس کو ایک صحیح information ملے۔ یعنی نمبرز کم ہیں یا زیادہ ہیں، یہ ڈینگی کی ایک مثال ہے وہ کسی طرح بھی ہو سکتی ہے۔ اس میں بچوں کی enrollment بھی ہو سکتی ہے، اس کے اندر مریض بھی ہو سکتے ہیں اور اس کے اندر ٹریفک کے حادثات بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس وقت کمیشن کے پاس یہ اختیارات اس طرح سے ظاہر نہیں ہو رہے، بے شک اُن کے پاس judiciary powers یا civil power ہیں کہ وہ اس کو بلا سکتے ہیں یا اس کو ڈیمانڈ کر سکتے ہیں لیکن کیا وہ انفارمیشن کو validate کر سکتے ہیں، کیا اس کمیشن کا متعلقہ افسر اس محکمے میں بیٹھ کر اس کو چیک کرے؟ ہم نے جو request کی ہے کہ اس کو سپیشل کمیٹی میں بھیجا جائے یا اس کی تشہیر کی جائے یا اس کے اندر اور بہتری کی گنجائش ہے تو اس کو استعمال کیا جائے تو میں یہ درخواست کروں گا کہ ہمیں کرنی چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس Bill کو مشتہر کروانے کے لئے اپوزیشن کے معزز ممبران نے کافی زور دیا ہے، اس کی اہمیت سے تو شاید کسی معزز ممبر نے انکار نہیں کیا اور واقعی یہ بہت ہی اہمیت کا Bill ہے۔ اس ایکٹ کے جاری ہونے کے بعد جو کہ اس وقت یہ ordinance کی صورت میں practice ہو رہا ہے تو اس سے حکومت کی کارکردگی میں شفافیت آئے گی جس سے اپوزیشن، میڈیا یا سول سوسائٹی کے وہ لوگ جو حکومت کے معاملات میں شفافیت لانے کی جستجو میں رہتے ہیں ان کو اپنے کام بہت ہی بہتر انداز میں سرانجام دینے میں بہت مدد ملے گی۔ جہاں تک وہ اس میں جلد بازی کی بات کر رہے ہیں تو اگست میں باقاعدہ اخبارات میں اس Bill سے متعلق اشتہارات دیئے گئے تھے اور تمام stakeholders سے تجاویز طلب کی گئی تھیں۔ اس میں لوگوں نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بہت عمدہ تجاویز دیں پھر اس کی بنیاد

پر ordinance کو تیار کیا گیا، پھر اکتوبر میں ordinance جاری کیا گیااور ابھی یہ اس وقت law in practice ہے۔ نومبر میں اسے اسمبلی میں پیش کیا گیااور اب اگر اس پر legislation میں اور بھی delay کریں تو پھر یہ delay بہت زیادہ ہو جائے گی۔ اس کا اگست سے process شروع ہے اور اب ہم دسمبر میں اس پر بات کر رہے ہیں تو اس میں قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس پر کوئی جلد بازی سے کام لیا جا رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ایوان کی پراپرٹی ہے، ایوان اس کو legislate کر رہا ہے اور یہ کوئی مارشل لاء کا ordinance نہیں ہے۔ ایوان میں کوئی بھی معزز ممبر کسی وقت اس میں کوئی بھی ترمیم Private Members Day پر suggest کر سکتا ہے۔ ایوان always empower ہے کہ اس میں کوئی بھی amendment کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کو فوری طور پر ایکٹ کا درجہ دیا جانا چاہئے، یہ in practice ہے اور in practice رہے گا۔ اگر ہم اب ordinance کو legislate نہیں کرتے تو پھر یہ Ordinance lapse کر جائے گا اور اس میں پھر ایک vacuum پیدا ہو گا لہذا اس کی continuity رہنی چاہئے اور جب یہ in practice آئے گا تو اس میں یقیناً بہت ساری چیزیں observe ہوں گی کہ یہاں پر further ضرورت ہے کہ اس میں تبدیلی کی جائے گی۔ جب یہ in practice ہو گا تو جو اس میں on ground realities سامنے آئیں گی تو اس میں یقیناً ضرورت پڑے گی کہ بہت ساری جگہوں پر ہمیں اسے further improve کرنا پڑے گا اور یہ سلسلہ اس طرح سے جاری رہے گا۔ اس پر پچھلے تقریباً چار پانچ ماہ سے کافی غور و خوض ہوا ہے لیکن اس کو further اسی process میں دوبارہ ڈالنے سے اس میں بے جا تاخیر ہو گی تو اس لئے میری یہی گزارش ہے کہ یہ جو motion move ہوئی ہے اس کو rule out کیا جائے اور اسے آج ہی under consideration لایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purposes of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

(The motion was lost.)

کورم کی نشاندہی

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، گنتی کی گئی ہے، کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ2013

(۔۔۔جاری)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from: Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer ud din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan and Mrs Baasima Chaudhary. Any mover except the one who has moved or discussed the earlier motion may move it.

MR ASIF MEHMOOD: Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report thereon by 31st December 2013:
>
> 1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
> 2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
> 3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA

4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with instructions to report thereon by 31st December 2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir! I oppose.

SHEIKH IJAZ AHMAD: Sir! I also oppose.

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ بل جو اس وقت اسمبلی میں آیا ہے بہت اہم ہے۔ جیسا کہ وزیر قانون نے بھی کہا ہے کہ جمہوریت کے عمل کو فروغ دینے کے لئے، governance کی improvement کے لئے، کرپشن کنٹرول کرنے کے لئے، گورنمنٹ اور دوسری organizations کی accountability کے لئے اس کی بہت اہمیت ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پر مزید غور و فکر کی ضرورت ہے اس لئے اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس تھوڑا اور ٹائم دینا چاہئے کیونکہ اس میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن پر مزید

غور و فکر کی ضرورت ہے۔ کچھ باتیں تو ظاہر ہیں، جیسا کہ وزیر قانون نے بھی کہا ہے کہ وقت کے ساتھ ہمارے سامنے آئیں گی مگر جو lacunas ہمیں already اس میں نظر آ رہے ہیں اگر ان پر اسی وقت غور و فکر کر لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ پھر ترامیم کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کسی بھی چیز کی affectivity improve کرنے کی key اس کے Constitution میں ہوتی ہے، اس کی powers میں ہوتی ہے اور اس کے selection criteria میں ہوتی ہے جو اس انفارمیشن کمیشن کا selection criteria ہو گا اس کی powers اور constitution ہو گی۔ یہاں پر KPK کی مثال دی جاتی ہے، ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس کمیشن میں تین انفارمیشن کمشنر ہوں گے۔ KPK ایک بہت چھوٹا صوبہ ہے اور اس میں چار کمشنر بھرتی کئے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سلیکٹ کمیٹی کو بھی اس چیز پر غور کرنا چاہئے کہ کیا ان کمشنر کی تعداد بڑھانی چاہئے کیونکہ پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے، اس کے ادارے اور اس کے ڈیپارٹمنٹ KPK کے مقابلے میں بہت بڑے ہیں اس کے علاوہ جو اس کی appointments کی جا رہی ہیں اس پر بھی غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اس کو ایک غیر جانبدار ادارہ بنائیں۔ اس میں کمشنرز کی appointment گورنمنٹ کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ اگر میں آپ کو KPK کی مثال دوں تو اس میں گورنمنٹ کی طرف سے صرف ایک چیف کمشنر appoint کیا جائے گا اور باقی جو تین ہیں ان میں ایک ریٹائرڈ جج ہو گا جس کو چیف جسٹس پشاور ہائیکورٹ appoint کرے گا، ایک Senior Lawyer ہو گا جس کو بار کونسل appoint کرے گی اور ایک سول سوسائٹی کا representative ہو گا جس کو Human Rights Commission appoint کرے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! محترمہ کو بات کرنے دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جب تک یہ بل table نہیں ہو جاتا، یہ اس بل کو Clause wise نہیں پڑھ سکتیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں Clause wise تو نہیں پڑھ رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ شیخ صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اسی طرح اس کے اندر جو ایک اور کمی محسوس ہو رہی ہے اس پر سلیکٹ کمیٹی کو غور کرنا چاہئے کہ پنجاب کے کمشنرز کی کوئی حیثیت نہیں بتائی جا رہی، ان کے perks and privileges نہیں بتائے جا رہے جبکہ KPK میں اس کو ایک ہائیکورٹ کے جج کا درجہ دیا گیا ہے، یہاں پر بھی اگر اتنی important position دی جا رہی ہے، Right to Information کا کمشنر بنایا جا رہا ہے تو ان کو بھی ہائیکورٹ کے جج کے برابر عہدہ دیا جانا چاہئے۔ اسی طرح ان کی removal کے بارے میں اس بل میں لکھا ہوا ہے کہ misconduct پر ان کا removal کر دیا جائے گا، جبکہ میرے خیال میں poor performance اس کا criteria ہونا چاہئے misconduct تو پھر ان کی اپنی پسند ناپسند پر آ جاتا ہے لہذا poor performance اس کا criteria ہونا چاہئے۔ اس بل کے اندر بیوروکریسی کو ایک دفعہ پھر اہمیت دی جا رہی ہے اور اگر بیوروکریسی کسی stage پر کوئی information block کرتی ہے یا کمیشن کے directive کو defy کرتی ہے تو ان کا جو mechanism of panelizing ہے اس کو دوبارہ سے ہی بیوروکریسی کی discretion پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ کس طریقے سے اس معاملے کو handle کرتی ہے؟ ظاہر ہے بیوروکریسی اپنے آپ کو بچانے کے لئے کوئی effective mechanism نہیں کر سکے گی۔ اس میں ایک اور چیز پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کے مطابق جو public information officers ہیں اور جو awareness campaign ہے وہ بھی بیوروکریسی ہی carry out کرے گی، جبکہ یہ معاملہ کمیشن کے حوالے ہونا چاہئے۔ یہ جو پنجاب کا بل ہے اس کے اندر آرٹیکل 19(A) جو کہ Right to Information ہے اس کو implement کرنے کے لئے کمیشن کے پاس کوئی ایسا اختیار نہیں ہے کہ وہ اس میں changes کو recommend کر سکے کیونکہ ظاہری بات ہے کہ یہ ایک نئی چیز introduce ہو رہی ہے اور اس کے لئے departments میں کچھ نہ کچھ changes لانی پڑیں گی جس کے لئے کمیشن کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے۔ ایک important بات، اس کے اندر بہت بڑی کمی ہے کہ جو لوگ آپ کو information provide کریں گے ان کی security کے لئے جو whistle blowers ہیں ان کی security کے لئے کوئی گارنٹی نہیں دی گئی ہے، جبکہ KPK کے بل میں ان کے تحفظ کو یقینی بنایا گیا ہے لیکن یہاں پر ایسی کوئی بات نہیں کی گئی۔ ہمیں یہ پتا ہے کہ جو لوگ whistle blowers ہوں گے ان کی security high risk ہو گی۔ اسی طرح Public Information Officers کے نام، ٹیلیفون نمبر، پوسٹل ایڈریس یا ای میل ایڈریس کی بھی تشہیر کی جانی چاہئے اور عوام کے ساتھ share

کئے جانے چاہئیں۔ اس کا بل میں کوئی ذکر نہیں ہے،پبلک کو یہ کیسے پتا چلے گا کہ Public Information Officers کون سے ہیں اور انہوں نے کس کو approach کرنا ہے؟اس لئے میرا یہ خیال ہے کہ اس کی بھی multiple media کے ذریعے تشہیر کرنی چاہئے۔اس کے علاوہ اس میں ایڈوائزری کمیٹی کی بھی بہت کمی محسوس ہوتی ہے کیونکہ یہ بڑا ٹیکنیکل معاملہ ہے اس کے اندر ہمیں experts کی ضرورت ہو گی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ کمشنر کے ساتھ ایک ایڈوائزری کمیٹی بھی ہونی چاہئے جو کہ اپنی سفارشات پیش کرے،ان کو مختلف laws میں guide کرے اور technical information provide کرے۔بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر:آپ نے بات کرنی ہے؟

محترمہ شُنیلا رُوت:جی،میں نے بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،فرمائیں!

محترمہ شُنیلا رُوت:جناب سپیکر!بہت شکریہ۔آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں اس بل کی recommendations پر بات کر سکوں۔Recommendations جو ابھی پڑھی گئی ہیں وہ یہی ہیں۔

That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee.

میں اس پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ کیوں اس کی ضرورت ہے کیونکہ یہ جو بل ہم بنا رہے ہیں اس کے نام سے ہی یک دم ذہن میں آتا ہے کہ یہ transparency کیسی ہے اور کیسا Right to Information ہے جس میں گورنمنٹ نے ساری اتھارٹی اپنے پاس ہی رکھ لی ہے؟وہی باتیں ہوں گی جیسے حکومت چاہے گی،جیسا کہ کلاز نمبر 5(2)A میں ہے

…or is qualified to be…

یہ line delete کر دینی چاہئے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کمشنر کی تعیناتی کے لئے لکھا گیا ہے کہ وہ یا تو کوئی کورٹ کا جج ہو گا یا اس کا اہل ہو گا۔میں سمجھتی ہوں کہ اہل والی بات کو ختم کر دینا چاہئے اور جسے کمشنر بنایا جائے وہ کورٹ کا ریٹائرڈ جج ہونا چاہئے اس لئے اس میں …or is qualified to be… ہے کو اس سے منفی کیا جائے۔

Secondly, in the sub-clause (2) (b) "or is" be deleted.

اس ترمیم میں بھی ہم نے تجویز کیا ہے کہ صرف ایسا افسر جو کہ گریڈ21 کا ہو اس کی تعیناتی کی جائے، نہ کہ کسی ایسے افسر کی تعیناتی کی جائے جو اس کا اہل ہو۔اس چیز کو بھی مدنظر رکھا جائے،اگر تو ہم نے حکومتی لوگوں کو ہی تعینات کرنا ہے تو پھر transparency کیسے ہو گی،لوگوں کو صحیح انفارمیشن کیسے ملے گی کیونکہ اس وقت جو نظام چل رہا ہے اس سے تو ایسے ہی لگتا ہے کہ حکومت بہت سی چیزیں عوام سے چھپاتی ہے۔

In Clause 5 of the Bill, for sub-clause (1), the following be substituted…

اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جو حکومت ہے وہ ہی پنجاب انفارمیشن کمیشن کی تعیناتی کرے گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے اس کو بھی بڑا transparent ہونا چاہئے اور یہ transparent اسی وقت ہی ہو سکتا ہے اگر اس میں ہم باقی stakeholders کو بھی include کریں اور اس کے علاوہ جو اپوزیشن لیڈر ہے اس کی رائے کو بھی لیا جائے لہذا اس کو ایسے recommend کیا جائے۔

"(1) The Government shall, in consultation with the Leader of Opposition….and the stakeholders from civil society, establish a Commission, to be called "Punjab Information Commission."

یہ بہت ضروری ہے کہ ہم تمام stakeholders کو جس میں human rights کے لوگ ہوں، سول سوسائٹی کے لوگ ہوں اور اپوزیشن کے لوگ ہوں ان کو بھی ساتھ لے کر چلیں اس لئے اس سے پہلے کہ ہم اس بل کو پاس کریں اور اس پر کوئی decision لیں ہمیں چاہئے کہ ہم اسے سلیکٹ کمیٹی کو بھیجیں تاکہ اس وقت جو کمی رہ گئی ہے اس کو پورا کیا جائے۔ بل ایک دفعہ کے لئے بنتے ہیں لہذا ان کو بڑا جامع طریقے سے بنانا چاہئے، سب لوگوں کی آراء کو شامل کرنا چاہئے، ان کو confidence میں لینا چاہئے اور خاص طور پر عوام کو confidence میں لینا چاہئے۔ ہم یہ بل آخر کس کے لئے بنا رہے ہیں؟ عوام کی سہولت کے لئے بنا رہے ہیں تاکہ ان کو یہ right مل سکے کہ کیا ہو رہا ہے لیکن اگر یہ سارے اختیارات حکومت نے اپنے ہی پاس رکھنے ہیں تو پھر ان بلوں کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اسی طرح کلاز5 میں اگر ہم دیکھیں تو اس میں بھی یہ لکھا ہے کہ جو ایک آفیسر ہو گا Provided in case of designated information officer اس میں یہ بالکل ظاہر نہیں کیا گیا کہ اگر

یہ designated information officer چھٹی پر چلا جاتا ہے in case of absence, illness یا کوئی بھی ایمرجنسی ہو جاتی ہے تو ان سارے معاملات کو کون دیکھے گا؟ اس لئے اس میں یہ Clause add ہونی چاہئے کہ There should be a substitute who will be incharge for interim period ان کی غیر حاضری میں جو معاملات ہوتے ہیں وہ ان کو deal کر سکیں، میں سمجھتی ہوں کہ اس کلاز کو بھی include کیا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ ایسے ہی لگتا ہے کہ حکومت سارا کنٹرول اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہے جیسے کلاز 17 میں کہتے ہیں کہ:

A court shall not take cognizance…

یہ remove کیا جائے بلکہ یہ کہا جائے کہ:

A court shall take a cognizance

کیونکہ یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ اگر حکومت اس رپورٹ کو vet نہ کرے اور اس کو آگے نہ پہنچائے تو پھر کورٹ اس کو receive ہی نہیں کرے گی۔اس کا مطلب ہے، اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کی اس میں بہت زیادہ مداخلت ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس کو transparent بنانے کے لئے، اس کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے، transparency کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہم باقی لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر چلیں۔اسی طرح سے کلاز نمبر 18 میں بھی اسی قسم کے معاملات ہیں اس میں لکھا گیا ہے کہ:

"A court shall not entertain" be substituted with the words "A court shall entertain"

اس میں حکومت کو مداخلت نہیں کرنی چاہئے بلکہ ایک ایسی کمیٹی بنانی چاہئے جس میں تمام stakeholders ہوں اور وہ اس کو vet کرے وہ اس کو آگے لے کر جائے should not be just the Government but also all the other stakeholders اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ جو Transparency and Information Bill ہے، حکومت سے میری یہ درخواست ہے اور وزیر قانون سے بھی گزارش ہے کہ اس کو بڑی تسلی کے ساتھ دیکھیں اس میں جلد بازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ ایک انفارمیشن بل ہے جو ہم لوگوں کے لئے بنا رہے ہیں اس کو لوگوں تک پہنچائیں۔اس کو ویب سائٹ پر لے کر جائیں تاکہ لوگ اس کو پڑھیں اور واقعی یہ feel کریں کہ حکومت نے ہماری input لی ہے۔اس وقت تو لوگوں کو پتا ہی نہیں ہے اور ہم سارے بل ایسے ہی پاس کر رہے ہیں، خود ہی بنا رہے ہیں۔

We are not taking on board all the stakeholders along with us and I think this is very very important.

کہ ان تمام ساتھیوں کو جن کو یہ بل effect کرے گا، یہ بل پبلک کو effect کرے گا اور اگر ہم نے پبلک کا point of view نہ لیا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت سخت زیادتی ہو گی۔ ایک دفعہ پھر آپ کی وساطت سے التماس ہے کہ اس بل کو اس طرح سے پاس نہ کیا جائے بلکہ یہ Select Committee کو دیا جائے تاکہ اسے عام لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو سپیشل کمیٹی کے اندر decide کیا گیا تھا کیا یہ وہی ہے؟ وہاں duration کے متعلق decide کیا گیا تھا لیکن اس بل میں اسے 50 سال کر دیا گیا ہے۔ میں نے یہ اس لئے چیک کرنا تھا کہ چونکہ سپیشل کمیٹی میں بیٹھ کر سب کا اس بات پر consensus ہوا تھا کہ They should be increase to 30 years جو کہ پہلے 20 سال تھا اب یہ automatically 50 years پر کس طرح چلا گیا ہے؟ مجھے بتایا گیا ہے کہ صرف چیئرمین نے یہ کہا ہے، اگر چیئرمین نے ہی بیٹھ کر سارے decisions کرنے ہیں تو پھر کمیٹی بٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ جو 50 years کا change کیا گیا ہے یہاں پر کمیٹی ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھیں کہ وہاں کمیٹی میں 50 years کیا گیا تھا؟ یہاں پر یہ بات پوچھنا بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ جواب دیں گے۔ کسی اور صاحب نے بات کرنی ہے؟ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبران نے جو بات کی ہے انہوں نے اس motion کے بارے میں تو کوئی بات نہیں کی کہ سپیشل کمیٹی کے بعد سلیکٹ کمیٹی کس طرح سے ایک بہتر forum ہو گا کہ جن چیزوں پر وہاں پر غور نہیں ہو سکا تو یہاں پر ہو سکے گا۔ سپیشل کمیٹی بھی اسی معزز ایوان کے معزز ممبران پر مشتمل تھی۔ انہوں نے اس بل پر شق وار بحث کی ہے تو جب آپ second reading شروع کریں گے تو انہوں نے جن شقوں پر بحث کی ہے وہ آگے آ رہی ہیں وہاں پر ان کی amendments بھی ہیں یہ وہاں پر بات کریں تو میں ان relevant sections کے مطابق جواب دوں گا۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

That Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be referred to the Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st December 2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah Ud Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013, as recommended by Special Committee No. 1, be taken in to the consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Second Reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Dr. Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar. Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afza, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, for sub clause (1), the following be substituted:
>
> "(1) The Government shall, in consultation with the Leader of Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab and the stakeholders from civil society, establish a Commission, to be called "Punjab Information Commission".

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That Clause 5 of the Bill, for sub clause (1), the following be substituted:
>
> "(1) The Government shall, in consultation with the Leader of Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab and the stakeholders from civil society, establish a Commission, to be called "Punjab Information Commission".

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب سپیکر! ہم یہ کلاز صرف اس لئے ڈالنا چاہ رہے تھے کہ اگر یہ کلاز نہ ڈالی جائے تو جو بل آیا ہے پھر اس کو Right of Information کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ سب کچھ حکومت نے کرنا ہے، بندے حکومت کے لگانے ہیں، انتظامیہ سے لگانے ہیں اس کی جوابدہی بھی حکومت اور انتظامیہ کے پاس ہے، ان کا misconduct بھی حکومت اور انتظامیہ نے دیکھنا ہے، ہم تو حکومت اور انتظامیہ کے لئے ہی یہ بل لا رہے ہیں۔ Right of Information کا مقصد یہ ہے کہ حکومت اور انتظامیہ کی غلطیوں، کوتاہیوں، کرپشن، بدعنوانی، عوام کے حقوق کا تحفظ نہ کرنے کے بارے میں یہ بل ہے۔ اگر یہ سارے فیصلے حکومت نے کرنے ہیں، کمیشن حکومت نے بنانا ہے، جو ڈسٹرکٹ سطح پر بننا ہے وہ بھی حکومت نے بنانا ہے پھر جہاں performance صحیح نہ ہو اس پر چیک بھی حکومت نے رکھنا ہے تو پھر اس بل کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ اسے true manner میں، حقیقت میں واقعی Right of Information Bill بنانا چاہتے ہیں تو ہم اس طرح کا ایک ادارہ بنا دیں کہ واقعی حقیقتاً غیر جانبدار ہو، اس میں ایسے لوگ ہوں جو غیر جانبدار ہوں نہ بلکہ نظر آئیں۔ اگر حکومت نے خود بنانا ہے اور اپوزیشن کا کوئی کردار نہیں ہے میں تو کہتا ہوں کہ جس طرح احتساب کمشنر اور الیکشن کمشنر، اپوزیشن لیڈر اور لیڈر آف دی ہاؤس کی مرضی سے لگتا ہے تاکہ اس کی impartially، اس کی غیر جانبداری guaranty کی جائے اسی طرح اس کمیشن میں بھی تینوں ممبران بلکہ تین کی بجائے پانچ ممبران کر دیئے جائیں چونکہ پنجاب بہت بڑا صوبہ ہے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اگر یہ کمیشن لیڈر آف دی

اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس کی مرضی سے بنا لیا جائے تو یہ credible رہے گا otherwise یہ حکومت کا ایک ذیلی ادارہ ہو گا اور ہم اسے کسی طرح بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ حکومت کے خلاف کوئی کام کر سکے گا، حکومت کی مرضی کے خلاف کوئی کام کر سکے گا، حکومت کی کوئی غلطی، کوتاہی یا ان کی کوئی غفلت سامنے لا سکے گا۔ اگر حکومتی لوگوں نے ہی بنانا ہے، حکومتی لوگوں پر ہی مشتمل ہے، حکومتی لوگوں نے ہی اس کی کارکردگی پر نظر رکھنی ہے، حکومتی لوگوں نے ہی حکومت کے سامنے جوابدہ ہونا ہے تو پھر اس طرح کے کسی ایکٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر جس طرح نظام چلتا ہے چلتے رہنے دینا چاہئے۔ اگر آپ اس طرح کا کوئی Right of Information Commission بنا رہے ہیں جس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا بلکہ صرف نقل ہی ہو گی جو مجبوری بن گئی ہے چونکہ KPK میں ہو گیا ہے اور پنجاب میں نہ ہونا شاید حکومت سمجھتی کہ شاید حکومت کا عوام میں اعتبار کم ہو گا لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ بل آنے سے یہ اعتبار ختم ہو جائے گا۔ جب آپ ایسے لوگوں کو بنائیں گے جو آپ کے اپنے منظور نظر ہیں پھر کیا ضرورت ہے؟ جس طرح KPK میں ملازمتوں کا تحفظ دیا ہے، وہاں ان کا constitution اس طرح ہے کہ ہمیں کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ impartially نظر آ رہی ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اس کمیشن کی constitution لیڈر آف دی اپوزیشن اور قائد ایوان کی مرضی اور ان دونوں کی consensus سے ہونی چاہئے۔ اگر حکومت یک طرفہ طور پر یہ کمیشن بنائے گی تو میں کہتا ہوں کہ اس بل کے جو مقاصد ہیں، جو عوام کی ضرورت ہے وہ کسی طرح بھی پوری نہیں ہو گی لہذا میری گزارش ہے کہ ہم نے جو amendment دی ہے اسے منظور کیا جائے اور اس کی constitution میں لیڈر آف دی اپوزیشن نہ صرف شامل کیا جائے بلکہ یہ compulsory کیا جائے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس کی consensus سے یہ کمیشن بنے۔ Thank you very much.

جناب آصف محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی ترمیم پر بات کرنے سے پہلے دو چار مختصر باتیں کرنا چاہوں گا۔ یہ ہمارے اس ایوان اور صوبہ پنجاب کے لئے انتہائی تاریخ ساز دن ہے کیونکہ آج The Punjab Transparency and Right to Information Bill کے حوالے سے initiative لیا جا رہا ہے جس کا مقصد پاکستان کے اندر corruption کا خاتمہ کرنا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس Act کے نافذ ہونے سے corruption پر قابو پانے میں کافی مدد ملے گی۔ تحریک انصاف کے لوگ اس مقصد کے تحت سیاست اور اس ایوان میں آئے ہیں تاکہ پاکستان کے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے آواز اُٹھا سکیں۔ یہ ایک اچھا initiative ہے اور ہم اس کی تعریف کریں گے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں اپنے حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے صاحبان سے گزارش کروں گا کہ ہم اس Bill کے اندر جن خامیوں کی نشاندہی کر رہے ہیں ان کو positively لیا جائے۔اس موجودہ ترمیم کے اندر "Punjab Information Commission" کی بات کی گئی ہے۔ میرے خیال میں یہ قطعاً ناجائز بات نہیں۔یہ مطالبہ بالکل جائز ہے کیونکہ transparency کو یقینی بنانے کے لئے اس میں تمام stakeholders کو شامل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ حزب اختلاف کے ممبران اور قائد ایوان بھی اس کے اندر شامل ہوں اور وہ مل کر اس Commission کو form کریں۔ سول سوسائٹی کے لوگ کافی عرصے سے اس Act کے بارے میں جدوجہد کر رہے ہیں۔اس میں CPDI کا بھی بڑا role رہا ہے کیونکہ میں ان کے بہت سے پروگراموں میں شامل ہوتا رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کے اندر تمام stakeholders کو شامل کریں گے تو تب ہی آپ اس کی transparency کو make sure کر سکتے ہیں۔ میں جب سے اس ایوان کے اندر منتخب ہو کر آیا ہوں تو مجھے ایک تاثر ملتا ہے کہ جیسے حکومتی ممبران کے سروں پر ایک لاٹھی منڈلا رہی ہے کیونکہ جس طرف رانا ثناء اللہ خان کا ہاتھ کھڑا ہوتا ہے اسی کے پیچھے ان کے ہاتھ بھی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب اس روایت کو ٹوٹنا چاہئے۔آج media بھی آزاد ہے اور اگر ہم پرانی روایات کو توڑ کر تمام stakeholders کو اس کے اندر شامل کریں گے تو اس سے بہتری آئے گی۔ ہم پنجاب کے پسے ہوئے عوام کو آئین کی شق 19-A کے تحت یہ حق دے رہے ہیں لہذا اس کی transparency کو make sure کرنے کے لئے یہ کمیشن بنا دیا جائے تو اس کا فائدہ پنجاب کی عوام، ہمیں اور حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران کو ہو گا۔یہاں پر ہمیشہ discrimination کی جاتی ہے۔ راولپنڈی کے اندر ہمیں اس طرح کے بے شمار مسائل درپیش رہے ہیں۔ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیاں (DDC) بنائی گئیں لیکن حزب اختلاف کے ممبران کو ان میں شامل نہیں کیا گیا۔ کیا ہم لوگ اپنے علاقوں سے ووٹ لے کر نہیں آئے؟ ہمیں ان کمیٹیوں کا حصہ نہیں بنایا گیا حالانکہ notification کے اندر خصوصی طور پر یہ mention ہے کہ منتخب لوگ اس کمیٹی کا حصہ ہوں گے۔ میں وزیر موصوف اور حکومتی بنچوں پر تشریف فرما معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ ہمارا یہ مطالبہ قطعاً ناجائز یا سیاسی نہیں بلکہ یہ ایک جائز اور مناسب مطالبہ ہے۔ براہ مہربانی اس پر ذرا positively غور کیجئے گا۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!ہماری طرف سے یہ amendment پیش کی گئی ہے کہ:

"(1) The Government shall, in consultation with the Leader of Opposition in the Provincial

Assembly of the Punjab and the stakeholders from civil society, establish a Commission to be called "Punjab Information Commission".

جب میں Act کی Clause-5 کو پڑھ رہی تھی تو اس میں "Government" کا لفظ کوئی دس مرتبہ استعمال ہوا ہے جس سے مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ Bill حکومت نے عام لوگوں کے لئے نہیں بلکہ اپنے لئے بنایا ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں کہ ہر لائن اور پیراگراف میں "Government" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ "The Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013" یہاں ایوان میں پیش کرنے کا initiative واقعی قابل ستائش ہے۔ آپ نے لوگوں کو information حاصل کرنے کا حق دینے کے بارے میں سوچا ہے لیکن اس کو پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تمام authority حکومت نے اپنے پاس رکھی ہے۔ ہم یہ بالکل نہیں چاہتے کہ اس Punjab Information Commission میں صرف حکومت کے لوگ شامل ہوں۔ ہم حکومت پر کوئی شک نہیں کر رہے بلکہ for the sake of transparency, I think it is important that we take everybody on board. اس لئے میں اپنے حکومتی بنچوں پر تشریف فرما معزز ممبران سے پُرزور سفارش کرتی ہوں کہ قائد حزب اختلاف کو بھی شامل کیا جائے۔ ان سے صرف مشورہ نہ کیا جائے بلکہ ان کو ساتھ رکھا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرے stakeholders مثلاً سول سوسائٹی اور Human Rights کے لوگوں کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ یہاں اس Bill میں بالکل نہیں لکھا گیا کہ اس کمیشن کے ممبران کو کون نامزد کرے گا اور وہ کس طریقے سے اس کے ممبر بنیں گے؟ آپ مہربانی کر کے ایسا نہ کریں کیونکہ یہ Transparency and Right to Information Bill ہے اور جن لوگوں کے لئے یہ بنایا جا رہا ہے ان کو اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ سول سوسائٹی، عوام اور حزب اختلاف یہ سب stakeholders ہیں لہذا ان کو اپنے ساتھ لے کر چلیں تاکہ ہم لوگوں کو ایک اچھا، خوبصورت اور جامع Transparency and Right to Information Bill دے سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یہاں Bill میں لکھا گیا ہے کہ:

"A person who has been or is qualified to be a judge of the High Court."

میں کہتی ہوں کہ اس کمیشن میں صرف ہائیکورٹ کا ریٹائرڈ جج ممبر ہونا چاہئے۔اس کے علاوہ کہا گیا ہے کہ گریڈ۔21 کا ریٹائرڈ آفیسر بھی ممبر بن سکتا ہے۔اس کو بالکل نہیں رکھنا چاہئے۔اس سے فیصلے biased ہوں گے لہذا اس سے اجتناب کیا جائے۔اس کمیشن کے ممبران کو select کون کرے گا؟ان ممبران کو حکومت select کرے گی جو کہ بڑی معیوب سی بات لگتی ہے۔اسی طرح terms and conditions بھی حکومت ہی بنائے گی۔پھر کمیشن کا کیا کام ہوگا، ہم کمیشن کس مقصد کے لئے بنا رہے ہیں؟یہاں لکھا گیا ہے کہ:

(3) The Government shall, on such terms and conditions as may be prescribed…

جب اس کی conditions prescribe کی جائیں تو ہمیں پتا ہونا چاہئے کہ کون سی conditions کے مطابق یہ کمیشن بنے گا؟یہ اختیار بھی حکومت نے اپنے پاس رکھا ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ terms and conditions بنانے کا اختیار کمیشن کے پاس ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!اسی طرح Clause-5(8) میں کہا گیا ہے کہ:

(8) Subject to sub sections (9), (10) and (11), a commissioner shall be liable to removal on grounds of misconduct or physical or mental incapacity.

یعنی کسی بھی کمشنر کو remove کرنے کے لئے یہ reasons ہوں گی۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بہت بڑی زیادتی ہے کیونکہ misconduct کی تو بڑی لمبی فہرست ہوتی ہے۔یہاں پر corruption کا ذکر ہی نہیں ہے۔Corruption should be the prime reason.اس کے بعد باقی چیزیں بھی آپ شامل کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!میری گزارش ہے کہ آپ اپنی amendment تک ہی محدود رہیں۔

محترمہ شنیلا رُوت: جناب سپیکر!جس Clause میں ہم نے ترمیم دی ہے یہ اسی کا حصہ ہے۔اسی طرح نمبر 11 میں کہا گیا ہے کہ:

(11) If the Committee finds the Commissioner guilty of any of the charges mentioned in sub section (8), the Government shall remove the Commissioner.

میں پوچھتی ہوں کہ کون سی کمیٹی؟یہاں پر تو کسی کمیٹی کا ذکر نہیں ہے اس لئے میری آپ کی وساطت سے وزیر موصوف اور حکومتی ممبران سے درخواست ہے کہ اس Bill کو اس طریقے سے پاس نہ کیا جائے بلکہ پہلے اس کو Select Committee کے پاس بھجوایا جائے تاکہ اس میں پائی جانے والی کمیاں دُور کی جا سکیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ اس Bill میں غلطیاں ہیں بلکہ میں کہتی ہوں اس میں کسی نہ کسی طریقے سے کمیاں رہ گئی ہیں،اگر oversight ہو گئی ہیں تو اس کو دوبارہ دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہم نے ایک Select Committee recommend کی ہے لہذا اس Bill کو اس کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے تاکہ اس کے اُوپر مزید بات چیت ہو سکے۔ابھی وزیر قانون صاحب تھوڑی دیر پہلے کہہ رہے تھے کہ جی انہوں نے تو کوئی تجویز ہی نہیں دی۔ ہم تجویز ہی تو دے رہے ہیں۔ ہم یہی تو کہہ رہے ہیں کہ اس Bill کو Select Committee کے حوالے کیا جائے تاکہ اس میں رہ جانے والی ساری کمیاں، کمزوریاں دُور کی جا سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! جیسا کہ میرے باقی سب دوستوں نے اس پر بہت تفصیل سے بات کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اس میں کیا بہتری لائی جا سکتی ہے۔ ہمارے ایک معزز ممبر آصف محمود نے بات کرتے ہوئے حکومت سے کہا ہے کہ positive ہو کر سوچیں۔ میں بھی بار بار کہتی ہوں کہ be positive ہو کر غور کریں کیونکہ میرا blood group بھی B+ve ہے۔ ہم حزب اختلاف کو بھی on board لیا جائے اور اس میں شامل کیا جائے۔ یہ تو ایسے ہی لگ رہا ہے جیسا کہ بلی کو کہا جائے کہ دودھ کی رکھوالی کرو۔ایک کمیشن بنایا ہی اسی لئے گیا ہے کہ ہم اس corruption کو روکیں لیکن المیہ یہ ہے کہ اس میں سارے حکومتی لوگ ہی شامل ہیں۔ جنہوں نے خود ہی قوانین بنانے ہیں خود ہی توڑنے ہیں، کرپشن بھی خود ہی کرنی ہے، جواب بھی خود دینا ہے اور accountability بھی خود ہی کرنی ہے۔ یہ تو بالکل انصاف نہیں ہے کہ اس کو دیکھے گا کون ؟اس طرح تو آپ آپس میں ہی کھیل رہے ہیں۔ میں بہت واضح طور پر یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ اگر اس بل کو transparent رکھنا ہے اور اس بل کا نام ہی یہی ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپوزیشن اور تمام stakeholders کو اس میں شامل کیا جائے تاکہ وہ دیکھیں کہ کہاں غلط اور کہاں صحیح ہو رہا ہے ؟ ہم کتنا اچھا کام کرنے جا رہے ہیں لیکن اگر اس کام کو صحیح طریقہ سے کر لیا جائے تو یہ کتنا ہی اچھا ہو۔ ہم نے یہ قانون کیوں بنایا ہوا ہے اور آپ قوانین کی book دیکھ کر مجھے بتائیں کہ ایسا کوئی واضح قانون ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے اگر کوئی اچھی amendment آئے

اُسے قبول نہ کرنے کا ان سے کوئی حلف یا وعدہ لیا گیا ہے کہ اپوزیشن کی کسی اچھی amendment کو بھی قبول نہیں کرنا۔ ہماری اس amendment کو قبول کر لیں کیونکہ یہ ہم سب کی favour میں ہے اور یہ ہم سب کے فائدے میں ہے کہ یہ اس چیز کو قبول کریں کہ جب تک transparency نہیں ہو گی اس ملک میں کرپشن ختم نہیں ہو گی، برائی کا خاتمہ نہیں ہو گا، ہم ترقی نہیں کر سکتے اور ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔اس کے لئے ضروری ہے کہ حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف اکٹھے مل کر اچھے کام کریں کیونکہ یہ ملک ان کا ہی نہیں، ہمارا بھی ہے۔ یہ پنجاب حکومت صرف ان کی نہیں، ہماری بھی ہے تو ہمارا بھی پورا حق ہے۔اس قانون میں دودھ کی رکھوالی بلی کے ذمہ کی گئی ہے اس لئے اس پر غور کیا جائے۔ بہت شکریہ

کورم کی نشاندہی

جناب خُرم شہزاد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ2013

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس motion پر discussion ہوئی ہے اس motion میں معزز ممبران حزبِ اختلاف نے کہا ہے کہ کمیشن کو establish کرنے کے لئے قائد حزب اختلاف اور تمام stakeholders کو consult کیا جائے۔اس میں ایک بات تو یہ ہے کہ stakeholders کی کوئی لسٹ معین نہیں ہے تو اس طرح سے یہ ایک ایسا سلسلہ ہو گا کہ جس کو کوئی number نہیں کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف کا ایک اپنا role ہے اور قائد حزب اقتدار کا ایک اپنا role ہے اس لئے دونوں مل کر حکومت نہیں چلا سکتے۔ حکومت قائد حزب اقتدار نے ہی چلانی ہے۔ قائد حزب اختلاف کا اپنا role ہے کہ وہ اپنی تنقید کے ذریعے سے اپنا کردار ادا کریں اور

گورنمنٹ کے اقدامات کا احتساب کریں کیونکہ اُن کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ گورنمنٹ کے ہر function میں حکومت کے ساتھ شامل ہوں۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, for sub clause (1), the following be substituted:

(1) The Government shall, in consultation with the Leader of Opposition in the Provincial Assembly of the Punjab and stakeholders from civil society, establish a Commission, to be called "Punjab Information Commission".

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2)(a), the words "or is qualified to be" be deleted.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub clause (2) (a), the words "or is qualified to be "be deleted".

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس میں ہماری طرف سے جو ترمیم آئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہم صرف جج کا کہہ رہے ہیں اور انہوں نے equivalent کا کہا ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ان کو جج سے کیا خطرہ ہے؟ اگر آپ equivalent کریں گے تو اس میں زیادہ تر تو وکلاء ہی qualify کریں گے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ واقعی اس کو transparent کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ لوگوں کو information ملے تو وہاں ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جج لگا دیئے جائیں تو زیادہ بہتر انداز میں کام ہو گا بجائے اس کے کہ اپنی پارٹی کے کسی ورکر یا اپنے لوگوں کو oblige کریں جو صحیح کام نہ کر سکیں۔ اس سے زیادہ خدشہ یہ ہے کہ یہ بل سیاست کی نذر ہو جائے گا، اس طرح اس قانون کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور کاغذات میں یہ قانون موجود ہو گا۔ اس بل پر عملدرآمد کرنے والے ذمہ داران جب تک غیر جانبدار، credible اور جن پر عوام کو اعتبار ہو انہیں نہ لگایا جائے تو وہ کبھی بھی انصاف نہیں کر پائیں گے۔ ہماری یہ practice ہے اور ماضی کا تجربہ بھی ہے۔ اگرچہ حکومت سے ہمیں توقعات نہیں ہیں کہ کوئی ایسا کام کرے گی جس میں غیر جانبداری اور عوام کے حقوق کا تحفظ ہو بلکہ وہ ہر طریقے سے اپنی من مانیاں کرنا چاہتی ہے۔ اس میں ہم نے جو چھوٹی سی بات لکھی ہے، یہ بھی جج پر تو راضی ہیں اور ہم بھی راضی ہیں اگر equivalent کو ہٹا دیا جائے تو کوئی قیامت نہیں آ جائے گی بلکہ شاید اس قانون کی تھوڑی سی credibility بڑھ جائے گی اس لئے ہماری حکومت سے یہی گزارش ہے کہ ججز سے نہ ڈریں۔ ججز آزاد اور غیر جانبدار ہیں ان پر پوری قوم کو اعتبار ہے۔ اس لئے یہاں صرف جج ہی رہنے دیا جائے یا ریٹائرڈ جج کر دیا جائے۔ ہم equivalent کو انصاف کے تقاضوں کے منافی سمجھتے ہیں اور اس پر عوام کا اعتبار کم از کم ہو جائے گا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میرے دائیں طرف بیٹھے ہوئے بھائی بھی یہی چاہیں گے کہ یہ بل جس مقصد کے لئے لایا گیا ہے وہ مقصد پورا ہو اور یہ credible ہو لہذا ہماری ترمیم کو منظور کر لیا جائے۔ اس سے صاحبان اور بل کی عزت میں اضافہ ہو گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شُنیلارُوت!

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! یہ ترمیم جو ہم نے منظوری کے لئے دی ہے وہ 5(a) میں ہے۔اس میں درج یہ ہے کہ:

A person who has been or is qualified to be a Judge of the High Court

مجھے ایسے لگتا ہے کہ یہاں پر Advocate ,.complainantاور three in one judgeہیں یعنی خود ہی complainantہیں، خود ہی advocateاور خود ہی فیصلے بھی کریں گے اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ بڑی valid amendmentہے۔اس میں ہم ان لوگوں کو کمیشن میں لیں جو ہائیکورٹ کے جج ریٹائرڈ ہیں۔ان پر لوگوں کا اعتماد بھی زیادہ ہوگا اور انہیں ہم جو اختیارات دے رہے ہیں ان کے مطابق ہمیں توقعات بھی ہوں گی۔جہاں تک person who is qualified to be a judgeاس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تو government servantہوگا، وہ کوئی civil servantہوگا جو اس کی qualificationہوگی۔ ہم کیوں اس چیز پر stressکرتے ہیں، ہمیں ہائیکورٹ کا ریٹائرڈ جج لینا چاہئے تاکہ لوگوں کو ان پر زیادہ اعتبار ہو۔اگر government employeeیہ اہلیت رکھتا ہے کہ وہ جج بن سکتا ہے تو اس کی بجائے جج ہی کو کیوں نہ لے لیا جائے تاکہ لوگوں کا اعتماد بھی بحال رہے جن کے لئے ہم یہ بل بنا رہے ہیں۔ میں اپنے معزز وزیر سے agreeکرتی ہوں کہ یہ حکومت کا کام ہے لیکن ہم بھی اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں اور کچھ سوجھ بوجھ بھی رکھتے ہیں۔ ہم بھی لوگوں کو represent کر رہے ہیں۔ ہم نے بھی پنجاب کے عوام کو جواب دینا ہے اس لئے اسے deleteکیا جائے اور صرف یہ لکھا جائے A person who has been a Judge of the High Court۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں انتہائی مختصراً اس ترمیم پر دو تین باتیں کرنا چاہوں گا۔ یہ ترمیم بھی پچھلی ترامیم سے ملتی جلتی ہے۔ معزز وزیر صاحب نے یہاں پر کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا اپنا ایک roleہے، اپوزیشن لیڈر کا اپنا roleہے جہاں تک میری ناقص سمجھ ہے اس کے مطابق Right to Informationکا جو بل آپ introduceکرا رہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ کے جتنے ادارے ہیں ان سے ان کی بے ضابطگیوں سے متعلق کوئی informationلینا چاہے گا تو اس کے back endپر سوچ یہی ہوگی کہ اگر کوئی flawموجود ہے، کوئی corruptionموجود ہے یا کوئی بے ضابطگی موجود

ہے تو ان کو identify کیا جائے۔ انہوں نے خود سے یہ بات کہی ہے کہ گورنمنٹ پر تنقید یہ کر سکتے ہیں تو ہم اپنا وہی right آپ سے مانگ رہے تھے اس صورت میں کہ Punjab Information Commission بنایا جائے اور اس کے بعد اب یہ دوسری بات ہے کہ ججز یا ریٹائرڈ ججز کے ذمہ یہ کام لگایا جائے۔ انہوں نے ایک اور addition کی ہوئی ہے کہ اس کے equivalent کوئی بھی bureaucrat یا کوئی بھی سرکاری اہلکار اس کو supervise کر سکتا ہے۔ یہاں پر بھی same وہی بات ہے جیسے میری بہن نے ابھی فرمایا ہے کہ یہاں پر یہ خود ہی وکیل ہیں اور خود ہی جج ہیں جو فیصلہ کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ بل کی جو اصل روح ہے وہ اس سے متاثر ہوتی ہے۔ میں نے اس ایوان میں کھڑے ہو کر اس بل کی تعریف اس لئے کی تھی اور حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے معزز ممبران اسمبلی کے لئے ایک initiative لیا تھا کہ اپنی جماعتوں سے باہر نکل کر لوگوں کی فلاح و بہبود کی بات کریں، پارٹی پالیسی سے باہر نکل کر لوگوں کی فلاح و بہبود کی بات کریں۔ خدارا پرانی روایات کو چھوڑیں، ایک انگلی کا اشارہ دیکھ کر پیچھے انگلیاں کھڑی نہ کریں اور جو positive چیز آپ کو نظر آئے اس پر implement کرنے میں ہماری مدد کریں۔ ہم اپنی ذات کی بات نہیں کر رہے پنجاب کے عوام کی بات کر رہے ہیں۔ آپ دوبارہ اس چیز کو bureaucracy کے ذریعے ضرور bulldoze کرائیں گے۔ آپ اتنا اچھا قانون بنانے جا رہے ہیں تو خدارا اس کی transparency کو make sure کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس motion کے ذریعے سے اپوزیشن کے معزز ممبران یہ ترمیم چاہتے ہیں تو قانون یہ ہے کہ جس شخص کو آپ نے Information Commissioner مقرر کرنا ہے He has been or is qualified to be a Judge of High Court اپوزیشن کا یہ کہنا ہے کہ or is qualified to be کو ختم کر دیا جائے۔ Meaning thereby کہ پھر صرف۔۔۔

Who has been a Judge of the High Court...

(اذانِ عصر)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر or is qualified کا لفظ ختم کر دیا جائے تو پھر رہ جائے گا کہ the Who has been Judge of High Court یعنی ریٹائرڈ جج رہ جائیں گے۔ اس job کی working کے لحاظ سے یہ طے کیا گیا ہے کہ

appointment کے وقت عمر65 سال سے زیادہ نہ ہو اور وہ آدمی68 سال کی عمر تک کام کر سکے۔ اگر اس میںqualified کا لفظ کاٹ دیا جاتا ہے تو پھر سپریم کورٹ کے ججوں کی ریٹائرمنٹ کی عمر65 سال ہے جو qualify نہیں کریں گے جبکہ ہائیکورٹ کے ججوں کی عمر62 سال ہے۔ یہ اُن لوگوں کی بہت narrow space ہو گی جن میں سے ان لوگوں کو select کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ بھی ہے کہ جوڈیشل پالیسی بڑی واضح ہے کہ سپریم کورٹ یا ہائیکورٹ کا کوئی بھی جج اس عہدے سے کم تر کسی بھی عہدے پر بعد میں کام نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ Right of Information Commission کا عہدہ ہے آیا وہ اس معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں لہذا اس کو اس لئے رکھا گیا ہے تاکہ ہمارے پاس ایک vide range ہو جس میں سے بہتر سے بہتر آدمی select کیا جا سکے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2) (a), the words "or is qualified to be" be deleted."

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Sir, I move:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2) (b), the words "is or" be deleted."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, in sub-clause (2) (b), the words "is or" be deleted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی،oppose کیا گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!اس میں پھر وہی ہیرا پھیری کہ ہم نے کنٹرول میں رکھنا ہے یعنی عوام کو دھوکا دینے والی بات ہے۔اس ترمیم میں ہم نے صرف یہ تجویز کیا ہے کہ ایسا افسر جو گریڈ 21 میں رہا ہو یعنی ریٹائرڈ افسر ہو وہ کمیشن کا ممبر یا کمشنر بنے نہ کہ حاضر سروس ہو کیونکہ اگر حاضر سروس افسر حکومت کی مرضی کے خلاف کوئی کام کر دے تو وہ اس کا وہ حال کرتی ہے جس کو اس ایوان میں explain کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اس میں again وہی بات کہ جیسے نادرا کے چیئرمین کا واقعہ recently ہے جو ہمارے لئے سبق آموز ہے کہ جو حکومت کی اَبرو کا اشارہ نہ سمجھے اُس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے اور کیا کیا جا سکتا ہے؟ اللہ کا شکر ہے کہ عدلیہ تھوڑی سی آزاد ہے اور کہیں نہ کہیں سے relief مل جاتا ہے۔ ہمارا مقصد اس میں صرف اتنا ہے کہ آپ اس میں ریٹائرڈ افسر کو with the guarantee of the service تعینات کریں جو کہ گورنمنٹ کے کنٹرول میں نہ ہو۔ جب آپ ایک سرکاری افسر کو لگائیں گے تو اس سے پھر کیا کروائیں گے کیونکہ وہ اپنے خلاف کس طرح شکایت سنے گا، کوئی اقدام کرے گا یا عوام کو کیسے relief دے گا جبکہ سارا Bill ہی معلومات کا ہے اور معلومات ان ہی چیزوں کی لی جاتی ہے جہاں شکوک و شبہات ہوں جہاں لوگ یہ سمجھیں کہ اُن کی حق تلفی ہوئی ہے، زیادتی ہوئی ہے، کرپشن یا بدعنوانی ہوئی ہے؟ یہ تو ایسے ہی ہے کہ آپ گوشت کی حفاظت کے لئے بلی کو بٹھا دیں۔ایک سرکاری افسر کو اس کمیشن کا ممبر بنانے کا مقصد یہی ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ نام تو ہے کہ ہم نے Right of Information عوام کو دے دیا ہے لیکن on ground and practically اس طرح کے کمیشن سے عوام کو کوئی حق ملے گا اور نہ ہی اُن کی معلومات تک رسائی

ہو گی۔ ہماری یہ گزارش ہے کہ تھوڑا سا risk لے لیں اس سے کچھ نہیں ہوتا لہذا غیر جانبدار لوگوں کو قبول کر لیں کیونکہ سرکاری افسر جب ریٹائر ہو جاتا ہے تو اس کے پاس experience بھی ہوتا ہے۔اس ریٹائرڈ سرکاری افسر کے مفادات حکومت سے زیادہ وابستہ نہیں ہوتے کیونکہ وہ اپنے تمام مفادات حکومت سے لے چکا ہوتا ہے۔ایک سرکاری افسر پر ہمیں یقین ہے کہ وہ آپ کی آنکھ کے اشارے کے بغیر کوئی کام نہیں کرے گا جس کا ہم سب کو پتا ہے اور یہ secret بات نہیں ہے اس لئے ہم یہ ترامیم لا رہے ہیں کہ کم از کم تھوڑا بہت اس Bill پر لوگوں کا اعتبار بن جائے اور عوام کو پتا ہو کہ جو شخص اس عہدے پر بیٹھا ہے یہ حکومت کا وفادار ہونے کی بجائے ریاست کا وفادار ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت پنجاب کی بیوروکریسی ریاست سے تنخواہ لیتی ہے لیکن وفادار حکومت کی ہے اور وہ حکومت کی مرضی کے بغیر دنیا کا کوئی جائز کام نہیں کرتی اس لئے ہماری اپوزیشن کی اس ایوان سے یہی گزارش ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یا کوئی بہت بڑا طوفان نہیں آ جائے گا اگر گھروں میں بیٹھے اہل اور دیانتدار ریٹائرڈ سرکاری افسران سے کام لیا جائے۔اگر ریٹائرڈ افسر کے ذمے یہ ذمہ داری لگائی جائے گی تو وہ احسن طریقے سے حاضر سروس سرکاری ملازمین کے مقابلے میں عوام کی خدمت کر سکے گا اور جس مقصد کے لئے ہم یہ Bill لا رہے ہیں شاید کسی حد تک پورا ہو جائے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!یہ amendment جو اس میں تجویز کی گئی ہے یہ بہت ہی غور وخوض کے ساتھ اور سوچ سمجھ کر کی گئی ہے۔اگر حاضر سروس کسی افسر کو لگاتے ہیں تو ظاہر ہے وہ کسی محکمے سے deputation پر آئے گا کیونکہ یہ ایسا محکمہ نہیں ہے کہ جس میں نیچے سے لے کر اوپر تک کوئی tier موجود ہو جبکہ یہ بالکل نئے سرے سے subject چل رہا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہم نے یہ تجویز کیا ہے تو کسی اہل بندے کو اس عہدے پر لگایا جا سکتا ہے کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ گورنمنٹ کسی سے ناراض ہو جاتی ہے تو اس کو تبدیل کرنے کے سو بہانے موجود ہوتے ہیں مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ ٹرانسفر پوسٹنگ پر ban ہے لیکن administrative grounds دو الفاظ کا ایسا مجموعہ ہے جسے لکھ کر بڑے آرام کے ساتھ ٹرانسفر پوسٹنگ ہو رہی ہوتی ہے۔ جب ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا administrative grounds ہیں تو ظاہر ہے کہ ان کے پاس کوئی reason نہیں ہوتی لیکن کہتے ہیں کہ اوپر سے حکم آیا ہے کہ administrative grounds کے تحت تبدیل کر دیا جائے اس لئے اس اختیار کا ناجائز استعمال ہوتا ہے۔چونکہ یہ بہت ہی sensitive معاملہ ہے اور کسی جگہ سے اگر کوئی غلط کاری سامنے آ رہی ہو گی تو اس

وقت administrative grounds کا ہتھیار موجود ہوگا اور افسر کو تبدیل کر دیا جائے گا۔ پھر scenario تبدیل ہو جاتا ہے کہ نیا افسر آئے گا جس کے دوران پھر یہ ہوتا ہے کہ جہاں کوئی خرابی واقع ہوتی ہے تو وہ سائل کو approach کر لیتے ہیں، اس کو press کر لیتے ہیں یا اس سے مک مکا کر لیتے ہیں اور معاملہ پھر hush-up ہو جاتا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ قانون سازی کے اندر کم از کم راستے اور چور دروازے رکھنے چاہئیں کیونکہ جتنے زیادہ چور دروازے رکھیں گے اتنے ہی زیادہ معاملات خرابی کی طرف جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک مثبت بات جو ہماری طرف سے آئی ہے اس کو قبول کر لینا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ recommendation ہماری پہلی recommendation سے ملتی جلتی ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ اس حوالے سے بہت اہم recommendation ہے کہ آپ ایک loophole create کر رہے ہیں۔ آپ ایک ایسا loophole بنا رہے ہیں جہاں پر آپ اپنی پسند سے لوگوں کو لے کر آئیں گے، جو بیوروکریسی سے ہوں گے، جو آپ کے influence میں ہوں گے اور جن پر you will have your hands on them, so I think this is very unfair آپ ایسے لوگوں کو لے کر آئیں جو ریٹائرڈ ہیں۔ گریڈ 21 کے بہت سے ریٹائرڈ آفیسرز مل جائیں گے۔ جب ہم equivalent کا نام دے دیتے ہیں تو اس میں بڑی ambiguity پائی جاتی ہے اور وہ اس لئے پائی جاتی ہے کہ جیسے ہمارے لاء منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ اس طرح سے بڑا وسیع ہو جاتا ہے اور اس طرح سے محدود کر دیتے ہیں تو آپ یہ جو مزید وسیع کر رہے ہیں اس کی سمجھ ہمیں آ رہی ہے کہ آپ کیوں اسے وسیع کر رہے ہیں۔ آپ اس لئے وسیع کر رہے ہیں کہ آپ اپنی پسند کے لوگوں کو لے کر آئیں گے۔ ہماری یہ بڑی جائز recommendation ہے۔ میں اپنے treasury benches اور وزیر موصوف سے بھی یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آپ ان چیزوں پر غور کریں کیونکہ ہم آپ کی مخالفت برائے مخالفت نہیں کر رہے بلکہ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ جو بل لے کر آئے ہیں، اس کا سہرا آپ ہی کے سر ہو اور لوگ یہ جانیں کہ واقعی اپوزیشن بنچوں نے جو باتیں کیں اور جو recommendations دی ہیں وہ صحیح ہیں۔ دیکھیں ناں اس میں آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ A person who is or has been یعنی presently وہ گریڈ 21 کا ہے یا اس سے نیچے ہے تو یہ تو غلط بات ہو جائے گی۔ آپ ریٹائرڈ لوگوں کو لے کر آئیں کیونکہ ان کا بڑا تجربہ ہوتا ہے، انہوں نے بہت سے طوفان اور آندھیوں کا سامنا کیا

ہوتا ہے They know how to do this work تو میں ایک بار پھر یہی درخواست کرتی ہوں کہ اس recommendation کو یقینی بنایا جائے اور assure کیا جائے تاکہ لوگوں میں یہ ایک confidence پیدا ہو کہ ایسے لوگ آ رہے ہیں جو حکومت کی پسند کے لوگ نہیں ہیں بلکہ وہ لوگ ہوں گے جو واقعی، تجربہ کار اور اس ذمہ داری کو بہتر طور پر نبھا سکتے ہیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں اور میرا خیال ہے کہ معزز ممبران نماز عصر پڑھنے گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

دوبارہ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جی، لاء منسٹر!

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ 2013

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ گریڈ 21 میں جب ایک سول آفیسر پہنچتا ہے تو تقریباً وہ اپنی ریٹائرمنٹ کے قریب ہوتا ہے اس لئے یہ کہنا کہ جب گریڈ 21 کی قدغن لگا دی گئی ہے تو پھر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آفیسر in service ہو یا retired ہو۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill in sub clause-2B the words "is or" be deleted"

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do, stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا لہذا اجلاس کل مورخہ 12۔دسمبر2013 صبح10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

914

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات خوراک واوقاف)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر18 بابت2013)

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب 2013 پر(ضمن 6 سے)ضمن وار غور وخوض دوبارہ شروع ہوگا۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب2013 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی2013(مسودہ قانون نمبر17 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی2013 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر10 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

915

4۔ مسودہ قانون (ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر14بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب2013، جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر1نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب 2013منظورکیاجائے۔

5۔ مسودہ قانون(ترمیم)کم ازکم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب2013
(مسودہ قانون نمبر13بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کم ازکم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب2013،جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر1نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)کم ازکم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب2013 منظورکیاجائے۔

6۔ مسودہ قانون(ترمیم)نفاذ(انٹرنیشنل سسٹم)اوزان وپیمانہ جات پنجاب2013
(مسودہ قانون نمبر16بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)نفاذ(انٹرنیشنل سسٹم)اوزان وپیمانہ جات پنجاب2013،جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر1نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)نفاذ(انٹرنیشنل سسٹم)اوزان وپیمانہ جات پنجاب2013 منظورکیاجائے۔

7۔ مسودہ قانون(ترمیم)ادائیگی اجرت پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر11بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)ادائیگی اجرت پنجاب2013، جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر1نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفورزیر غورلایاجائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)ادائیگی اجرت پنجاب2013منظور کیا جائے۔

8۔ **مسودہ قانون(ترمیم)معاوضہ کارکنان پنجاب2013**(مسودہ قانون نمبر15بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)معاوضہ کارکنان پنجاب2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)معاوضہ کارکنان پنجاب2013منظور کیا جائے۔

916

9۔ مسودہ قانون (ریلیف)(ترمیم)مصارف زندگی ملازمین2013(مسودہ قانون نمبر12بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ریلیف)(ترمیم)مصارف زندگی ملازمین2013، جیساکہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ریلیف)(ترمیم)مصارف زندگی ملازمین 2013منظور کیا جائے۔

918

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

جمعرات،12۔دسمبر2013

(یوم الخمیس،8۔صفر المظفر1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوْرَةُ البَقَرَة آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجئو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھئو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔(286)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حبیب خُدا کا نظارہ کروں میں
دل و جان اُن پر نثارا کروں میں
یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں
میرا دین و ایماں فرشتے جو پوچھیں
تمہاری ہی جانب اشارہ کروں میں
مجھے اپنی رحمت سے تو اپنا کر لے
سوا تیرے سب سے کنارہ کروں میں
خُدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینے کی گلیاں نہارا کروں میں

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ نعتِ رسولِ مقبول ﷺ ہمارے ایمان کا جز ہے کیونکہ جہاں اللہ کا ذکر ہو اور ذکرِ مصطفیٰ نہ ہو، وہ بات پوری نہیں ہوتی تو میں صرف اپنی اور اس معزز ایوان کی information کے لئے Chair سے ایک observation چاہوں گا کہ اگر اس معزز ایوان میں سے کوئی معزز ممبر بھی نعت پڑھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہے تو کیا اُس کو اجازت مل سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل اجازت ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

لاہور میں اقلیتی ادارے گوشہ امن اور سکول واپس کرنے کا مطالبہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! کل میں نے minorities کے حوالے سے ایک بہت ہی sensitive issue کی نشاندہی کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ آپ وزیر قانون اور وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملہ کو دیکھیں لیکن ہماری کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور نے میرے ساتھ بات کی میں ان کے دفتر میں بھی گئی لیکن ہمیں کوئی assurance نہیں دی گئی۔ یہ بہت ہی sensitive issue ہے آج تمام پادری صاحبان، لاہور اور پنجاب کی تمام Christian Community پریس کلب پر protest کرے گی، اگر میاں محمد شہباز شریف یہاں پر نہیں ہیں تو آپ میاں حمزہ شہباز سے کہیں کہ وہ اس معاملہ پر ہمارے ساتھ ملاقات کریں۔ اس سکول کا denotification ہونا چاہئے اور یہ سکول چرچ کو واپس ملنا چاہئے کیونکہ یہ چرچ کی property ہے۔ 1972 میں جب سکول nationalize ہوئے تھے تو nationalize properties نہیں ہوئی تھیں۔

It was only the administration, which was nationalized. Why the government personnels are trying to take over the property of the Church?

یہ بڑا sensitive issue ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور بیٹھے ہوئے ہیں اس معاملہ پر اُن سے جواب لے لیتے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ نے جس معاملہ پر ابھی بات کی ہے اس معاملہ پر کل بھی یہاں پر بات ہوئی تھی اور آپ نے حکم دیا تھا کہ وزیر قانون صاحب، میں اور محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ ملیں۔ میں نے اس معاملہ کے حوالے سے باقی ممبران کی موجودگی میں محترمہ سے شام 7/8 بجے تک بات کی ہے اور پھر میں نے چیف سیکرٹری، ڈی سی او، دیگر متعلقہ افسران اور بشپ صاحبان سے بھی بات کی ہے۔ میں نے اُن کے تحفظات کو کافی حد تک دیکھا ہے۔ ایک تو گوشہ امن کا معاملہ ہے تو last time وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور جناب کامران مائیکل تھے انہوں نے assurance دلوائی تھی کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن میرے خیال میں وہ معاملہ under process ہے۔ باقی جہاں تک سکول کی بات ہے تو 1972 میں جب جناب ذوالفقار علی بھٹو نے سکول nationalize کئے تھے تو اُس پر سپریم کورٹ کا dictum آیا تھا کہ property nationalize نہیں ہوتی صرف administration nationalize ہوتی ہے۔ اُس حوالے سے میں محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے پتا ہے کہ وہاں پر دیواریں اور گیٹ گرایا گیا تھا لیکن وہ کسی کی سازش تھی ہم انشاء اللہ اُس سازش کو بے نقاب کریں گے اور جو بھی ذمہ دار ہو گا He will come to the task. میں یہ بات on behalf of the government as well as being a Minister of Human Rights & Minority Affairs کہہ رہا ہوں۔ جہاں تک احتجاج کا تعلق ہے تو بشپ صاحبان سے بھی میری بات ہوئی ہے میں نے اُن سے request کی ہے کہ ٹھیک ہے احتجاج آپ کا بنیادی حق ہے ہم اس سے کبھی بھی منع نہیں کرتے لیکن اگر آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں تو اس معاملہ کو دیکھ لیتے ہیں۔ اُن کی صرف ڈیمانڈ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف یا میاں حمزہ شہباز اُن سے ایک دفعہ مل لیں۔ باقی اگر کوئی ایسی بات ہو گی تو میں اپنی بہن کو

ساتھ لے کر یہ مسئلہ حل کرادوں گا اور باقی معزز ممبران کا بھی اس مسئلہ کے ساتھ deep concern ہے۔ شکریہ

سوالات

(محکمہ جات خوراک واوقاف)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات خوراک واوقاف سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں جا رہی ہوں۔ان چکنی چوپڑی باتوں سے بات نہیں چلے گی اور میں جا کر اُس احتجاج کو lead کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ منسٹر ہیں انہوں نے گورنمنٹ کے behalf پر یہ جواب دیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ شُنیلا رُوت ایوان سے واک آؤٹ کر کے باہر تشریف لے گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پہلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں۔اس سوال کا جواب بھی موصول نہیں ہوا۔منسٹر صاحب! اس سوال کا جواب کیوں نہیں آیا؟

وزیر اوقاف ومذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! میں نے گزشتہ دنوں تمام سوالات کے جوابات محکمہ کے ساتھ discuss کئے تھے۔ میں اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں تھا۔ ہم نے اسمبلی سیکرٹریٹ سے request کر کے اس سوال کا جواب withdraw کر لیا تھا تاکہ میرے اطمینان کے مطابق اُس سوال کا صحیح جواب آ جائے تو پھر ہم ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! 17۔جون 2013 کو یہ سوال اسمبلی سیکرٹریٹ سے بھیجا گیا تھا اور آج تقریباً چھ مہینے ہو گئے ہیں اور آپ کا محکمہ اگر چھ مہینے کے بعد بھی صحیح جواب نہ دے تو آپ اُن کے خلاف کوئی کارروائی تو کریں؟

وزیر اوقاف ومذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! اگر غلط جواب آئے گا تو اُس پر کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! on her behalf سوال نمبر168 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ فائزہ احمد ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: جعلی مشروبات تیار کرنے والی فیکٹریوں کی تفصیلات

*168: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سال2013 کے دوران جعلی مشروبات تیار کرنے والی کل کتنی فیکٹریاں پکڑی گئیں نیز کتنے مالکان کو گرفتار، سزا اور جرمانہ کیا گیا، الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال2013 کے دوران جعلی مشروبات تیار کرنے والی فیکٹریوں سے جرمانے کی مد سے حاصل ہونے والی کل کتنی رقم موصول ہوئی؟

(ج) سال2013 کے دوران ضلع لاہور میں جعلی مشروبات تیار کرنے والی فیکٹریوں کے مالکان کا تعلق کس کس شعبہ ہائے زندگی سے تھا نیز ان جعلی مشروبات تیاکرنے والی فیکٹریوں کے مالکان میں کتنے سرکاری ملازمین شامل تھے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) سال2013 میں ضلع لاہور میں جعلی مشروبات بنانے والی 33 فیکٹریوں کو سیل کر دیا گیا۔ سیل شدہ فیکٹریوں کی تعداد، جرمانہ اور گرفتار کئے جانے والے مالکان کی تعداد درج ذیل ہے:

نمبر شمار	2013 میں جعلی مشروبات بنانے والی سیل کی جانے والی فیکٹریوں کی تعداد	2013 میں گرفتار شدہ لوگوں کی تعداد
01	33	03

مندرجہ بالا فیکٹریاں غیر معیاری اور مضر صحت مشروبات تیار کر رہی تھیں جس کی وجہ سے فوری طور پر پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے کارروائی عمل میں لائی گئی اور فیکٹریوں کو سیل کر دیا گیا۔ مزید برآں سال2013 میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے صفائی کی بہتری کے لئے مشروبات کی فیکٹریز سے کل 736 مختلف سیمپلز لئے گئے اور ڈسٹرکٹ فوڈ لیبارٹری،

ڈسٹرکٹ لاہور بھجوائے گئے۔ فوڈلیبارٹری کی رپورٹس کے مطابق کل 736 سیمپلز میں سے 305 سیمپلز فیل ہوئے۔ان فیل شدہ سیمپلز کے خلاف متعلقہ کورٹس میں مقدمے دائر کئے گئے اور فیل شدہ سیمپلز پر جرمانے کرنا متعلقہ کورٹس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔پنجاب فوڈاتھارٹی کااس سے تعلق نہ ہے۔مزید برآں متعلقہ کورٹس کوآفس ہذاکی جانب سے مورخہ 27۔اگست2013 کوڈیٹاکی فراہمی کے لئے خط ارسال کر دیاگیاتھاجس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فیل شدہ سیمپلز پر جرمانے کرنامتعلقہ کورٹس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ پنجاب فوڈاتھارٹی کااس سے تعلق نہ ہے۔مزید برآں متعلقہ کورٹس کوآفس ہذاکی جانب سے مورخہ 27۔اگست 2013 کوڈیٹاکی فراہمی کے لئے خط ارسال کر دیاگیاتھاجس کی کاپی منسلکہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) آفس ہذامیں اس سلسلہ میں موصول ہونے والی معلومات کے مطابق فیکٹری مالکان، کاروباری لوگ ہیں اور کسی سرکاری ملازم کے فیکٹری مالک ہونے کی کوئی معلومات نہ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب کے جز(الف) کے حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جعلی مشروبات بنانے والی 33 فیکٹریاں seal کی ہیں تو کیا33 فیکٹریوں میں سے ابھی تک صرف تین ملزم پکڑے ہیں، باقی کتنے ملزمان ہیں جو پکڑے نہیں گئے ہیں؟ میری information کے مطابق جو فیکٹریاں seal کی گئی تھیں وہ دوبارہ کھل گئی ہیں اور وہاں پر پھر یہ کام شروع ہو چکا ہے تو مجھے اس کی detailed information چاہئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!میں آپ سے گزارش کروں گا کہ محترمہ شُنیلارُوت صاحبہ یہاں سے walkout کر گئی ہیں آپ لابی میں جاکر دیکھیں اگر وہ موجود ہیں تو اُن کو kindly منا کر لے آئیں۔جی،منسٹر صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر نوشین حامد محترمہ شُنیلارُوت کو منانے لابی میں تشریف لے گئیں)

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!معزز ممبر نے بالکل ٹھیک بات کہی ہے۔ جن فیکٹریوں کو seal کیا جاتا ہے انہیں notice serve کیا جاتا ہے کہ rules کی جو جو violations ہیں اُن کو upgrade کریں اور اُس کے لئے minimum 8 days and maximum 120 days time

ہوتا ہے۔جب وہ اپنی deficiencies کو clear کر لیتے ہیں تو پھر اُن کو ultimately دوبارہ فیکٹری کھولنے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ میرے بھائی نے بات کی ہے کہ 33 فیکٹریوں کو seal کیا گیا ہے اور تین لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے تو ہمارے ایکٹ میں یہ provision موجود ہے کہ ہم offence دیکھ کر اُس کی گرفتاری کرتے ہیں اگر اُس طرح کا serious offence باقی 30 فیکٹریوں میں بھی پایا جائے گا تو اُن کو بھی گرفتار کیا جائے گا۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر جگہ پر offence اس طرح کا ہو کہ ہم اُن کو arrest کر لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی تک جو لوگ پکڑے گئے ہیں یا پکڑے جانے ہیں اُن کے لئے کیا اقدامات اُٹھائے جا رہے ہیں کہ باقی لوگوں کو پکڑنا ہے یا نہیں پکڑنا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! فوڈ اتھارٹی کا کام یہ determine کرنا نہیں ہے کہ ان کا کرنا کیا ہے۔ فوڈ اتھارٹی نے ایکٹ کے مطابق ان کیسوں کو کورٹس میں بھیجنا ہے کہ اس فیکٹری کی اتنی violation ہے اُس کے بعد اس پر کورٹ نے decision کرنا ہے۔ اُس کے لئے چیف منسٹر پنجاب نے ہمیں instructions دی ہیں کہ آپ فوڈ اتھارٹی کے ساتھ اپنے سپیشل مجسٹریٹس کو بھی include کریں اور پھر اس میں ہماری زیادہ سے زیادہ involvement ہو جائے گی اور پھر ہم سخت سے سخت کارروائی recommend کریں گے۔ فوڈ اتھارٹی کی age ایک سال کے لگ بھگ ہے اور میاں محمد شہباز شریف صاحب کے vision کے مطابق ہم نے اس اتھارٹی کو launch کیا ہے اور اس کے خاطر خواہ results آ رہے ہیں۔ فوڈ اتھارٹی کے قیام سے پہلے ہمارے پاس کوئی check system نہیں تھا وہی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پرانے اور بوسیدہ arrangements تھے۔ اب الحمدللہ جب سے یہ فوڈ اتھارٹی محکمہ کا حصہ بنی ہے تو اُس وقت سے بہت زیادہ بہتری آئی ہے اور daily basis پر ہماری exercise چل رہی ہوتی ہے جس پر پورا محکمہ فخر کر سکتا ہے کہ ہم وہ چیزیں کر رہے ہیں جو ہمیں بہت پہلے کر لینی چاہئیں تھیں مگر الحمدللہ ایسی بات نہیں ہے کہ ہم اس کو pursue نہیں کر رہے۔ میں یہ بات بھی آپ کو بتاتا چلوں کہ اتھارٹی کی طرف سے جو acts ہیں تو جو بندہ بھی اس میں involve ہوتا ہے تو اگر اُس کی sealing کی offence ہو تو بغیر کسی تفریق کے اُس کی sealing کر دی جاتی ہے اور اگر notices کا ہو تو اُس کو notice کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں تو over doing کی complaints مل رہی ہیں مگر اس بات کی بھی پروا کئے بغیر ہم اس پر کام کر رہے ہیں کیونکہ food کی adulteration پر کسی قسم کے

compromise کا ہم کبھی سوچ سکتے ہیں نہ ہمارا ایسا کوئی ارادہ ہے تو یہ ongoing process ہے اس کو ہم جاری رکھیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ یہاں پر 305 samples fail ہوئے ہیں۔ ابھی تک اُن پر کیا جرمانہ کیا گیا ہے یا ابھی تک اُن کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے under پنجاب فوڈ اتھارٹی چلتی ہے۔ ہم دو طرح کے جرمانے کرتے ہیں جن میں ایک جرمانہ وہ ہے جو ہمارے فوڈ سیفٹی آفیسر کی اتھارٹی ہے، پھر ڈائریکٹر کی اتھارٹی ہے اور پھر ڈائریکٹر جنرل کی اتھارٹی ہے۔ وہ at the spot جو جرمانے ہوتے ہیں فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے head میں آتے ہیں اور دوسرے جرمانے جیسے میرے بھائی نے ابھی کہا ہے کہ جو samples ہم نے حاصل کئے اور وہ فیل ہو گئے تو ان پر جرمانے کرنا کورٹ کی ذمہ داری ہے۔ ان سے ڈیپارٹمنٹ کا کوئی لینا دینا نہیں۔ کورٹ جرم کے مطابق جرمانہ کرتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا صرف یہ سوال ہے کہ جہاں سے sample صحیح نہیں نکلتا یا جہاں کا sample فیل ہو جاتا ہے اس جگہ کو فوراً بند کیوں نہیں کیا جاتا کیونکہ جب ایکشن لیا جائے گا تو کتنی خراب چیزیں sample کی رپورٹس آنے تک اسی sample پر بنا چکے ہوں گے۔ میرا یہ سوال ہے کہ اس جگہ کو فوراً بند کیوں نہیں کیا جاتا جہاں سے sample ٹھیک نہیں نکلتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں خود بھی اس کا حصہ بنتا ہوں تو apparently جس چیز میں violation نظر آتی ہے ہم فوری طور پر اسے موقع پر بند یا seal کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی جگہوں پر ایسا ہوتا ہے کہ ہم انہیں یہ cushion دیتے ہیں کہ ان کا sample حاصل کرنے کے بعد لیبارٹری میں جانا ہوتا ہے اور اس کا process ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ sample لیبارٹری کا فیل ہوا ہو اور اس کو کام کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں اگر میرے بھائی سمجھتے ہیں اور ان کے علم میں ایسی بات آئی ہے کہ sample فیل ہوا ہے اور وہ دوبارہ continue کر رہا ہے تو میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مجھے بتائیں ہم فوری طور پر اسے seal کرا دیں گے۔ بہر حال اس طرح کی کوئی شکایت ہمارے سامنے نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ نے کہا ہے کہ فیل شدہ samples پر جرمانہ کرنا متعلقہ کورٹس کی ذمہ داری ہوتی ہے اور پنجاب فوڈ اتھارٹی کا اس سے تعلق نہ ہے۔یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے بتایا ہے کہ افسران موقعہ پر raid کر کے جرمانہ وصول کرتے ہیں اور پرسوں کے اخبار میں بھی کافی تفصیل سے تھا کہ بلال یٰسین صاحب خود بھی اس کام کو کر رہے تھے۔ یہ اچھی بات ہے حکومت اس طرح active ہو گی تو چیزیں بہتر ہوں گی۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ اگر کوئی کیس فوڈ اتھارٹی نے کورٹ کے حوالے کر دیا تو پھر اس کا والی وارث کون ہو گا، کون اس کو follow کرے گا؟ یعنی جو ڈیپارٹمنٹ پکڑتا ہے، کورٹ میں لے کر جاتا ہے تو اسی ڈیپارٹمنٹ کو کیس follow کرنا پڑتا ہے۔ اگر ڈیپارٹمنٹ کیس کو follow نہیں کرے گا تو وہ اپنا وکیل رکھ کر معاملہ clear کرالیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!کیا آپ کا ڈیپارٹمنٹ ایسے cases کو follow کرتا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب فوڈ اتھارٹی pursue کرتی ہے اور ایسے precedents موجود ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہوتا کہ وہ ہائر کورٹس تک جائیں لیکن میرے علم میں ہے کیونکہ میں خود سب کو observe کرتا ہوں تو ڈیپارٹمنٹ نے ہائر کورٹس تک pursue کیا ہے اور جو ہمارا point of view ہے اس پر ہم قائم رہتے ہیں۔ ہمیں violation کرنے والے کی اطلاع ملتی ہے تو اس کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے ہم اپنا کردار کورٹس میں بھی ادا کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!سوال نمبر168 جز(ج)میں جو جواب درج کیا گیا ہے وہ ایک technical lacuna کی وجہ سے بچ جانے کی کوشش ہے کہ صاف چھپتے بھی نہیں،سامنے آتے بھی نہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جعلی فیکٹریوں میں جعلی مشروبات تیار کرنے والے مالکان کاروباری لوگ ہیں کیا وہ پولیس کو نظر نہیں آتے، محکمہ آبکاری کو نظر نہیں آتے، محکمہ ایکسائز کو نظر نہیں آتے اور محکمہ فوڈ کو نظر نہیں آتے کیا انہوں نے سلیمانی ٹوپی پہن رکھی ہوتی ہے کہ ان محکموں کو نظر نہیں آنا؟ مجھے یہ یقینی طور پر بتایا جائے کہ اگر ایسی فیکٹریوں کے مالکان سرکاری ملازم نہیں تو سرکاری سرپرستی اس میں یقیناً موجود ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اس میں آپ پوچھنا کیا چاہ رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اگر سرکاری ملازم فیکٹری مالک نہیں ہے تو جعلی مشروبات تیار کرنے والی فیکٹریاں سرکاری سرپرستی کے بغیر کیسے چل سکتی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ابھی تک ریکارڈ کے مطابق اس طرح کی کوئی involvement نہیں پائی گئی کہ ہم نے کوئی جعلی مشروب کی فیکٹری پکڑی ہو اور اس کا مالک سرکاری بندہ ہو۔ معزز ممبر نے جو بات کی ہے کہ سرکاری سرپرستی کے شواہد موجود ہیں کہ بغیر سرکاری سرپرستی کے ایسا نہیں ہو سکتا تو میں یہ گزارش کروں گا کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ بھی تو سرکار کا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ اول تو سرکاری سرپرستی سامنے نہیں آئی اگر آئی بھی ہے تو فوڈ ڈیپارٹمنٹ اس کو کسی طرح سے بھی خاطر میں نہیں لا رہا اور اپنی کارروائی کر رہا ہے۔ یہ بھی تو سرکار کی effort ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سوال پر آخری ضمنی سوال ہو گا۔ جی،عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!میرا سوال یہ ہے کہ جعلی مشروبات کے جو samples لئے جاتے ہیں،ٹیسٹ کرایا جاتا ہے اور فیکٹری مالکان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ یہ ساری چیزیں ٹھیک ہیں لیکن میرے علم میں بھی ہے اور آپ کے علم میں بھی ہو گا کہ ہمارے جو مضافاتی علاقہ جات اور دیہاتی علاقہ جات شہروں سے ہٹ کر ہیں وہاں بہت زیادہ مقدار میں جعلی مشروبات بکتے ہیں۔ کیا محکمہ خوراک کے پاس کوئی ایسا طریق کار ہے کہ دکانداروں کے خلاف کارروائی کی جائے اور دکانوں سے samples اٹھائے جائیں اور ان دکانداروں کے خلاف کارروائی کی جائے جو یہ جعلی مشروبات بیچتے ہیں۔ یہ مشروبات بڑی فیکٹریوں میں نہیں بلکہ عام گھروں میں چھوٹی سی جگہ پر بھی تیار کئے جا سکتے ہیں اور تیار کئے جا رہے ہیں۔ کیا وزیر صاحب یہ فرمائیں گے کہ وہ دکاندار جو جان بوجھ کر لوکل تیار کئے ہوئے مشروبات بیچتے ہیں ان کے خلاف بھی یہ کوئی کارروائی کرتے ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!یہ بڑی اہم بات ہے کہ اس وقت بد قسمتی کے ساتھ اس طرح کے حالات چل رہے تھے کہ چھوٹے چھوٹے،لوکل level پر بھی لوگ جعلی مشروبات کی تیاری میں مصروف ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کے ایکشن سے لاہور ڈویژن میں تو خاطر خواہ نتائج آئے ہیں جو

بڑے مثبت ہیں اس کے لئے فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب فوڈ اتھارٹی کا دائرہ اختیار مختلف بڑے شہروں تک فوری بڑھانے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھیج دی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں راولپنڈی ڈویژن، گوجرانوالہ ڈویژن، ملتان ڈویژن اور فیصل آباد ڈویژن تک اس کا دائرہ کار بڑھانے کا سوچ رہے ہیں۔ یہ فوری طور پر شروع بھی ہو جائے گا جس سے بہت ساری چیزیں بہتر ہو جائیں گی۔ میں یہ بات بھی یہاں گزارش کرنا چاہوں گا کہ فوڈ اتھارٹی کے ایکشن across the board ہیں۔ ہم نے نہیں دیکھا کہ کوئی بڑی انڈسٹری ہے، بڑا نام ہے یا کوئی لوکل لیول پر کسی گلی محلہ میں بیٹھ کر دو نمبری کر رہا ہے۔ ہمیں جس جگہ کی بھی معلومات آئیں تو ہم وہاں پر خود گئے ہیں اور across the board کارروائیاں کی ہیں جس کے خاطر خواہ نتائج بھی سامنے آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ! آپ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کو منانے کے لئے گئی تھیں اس حوالے سے ایوان کو آگاہ کر دیں۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! جب میں انہیں منانے کے لئے گئی تھی تو وہ پریس کلب اپنی کمیونٹی کے احتجاج میں شامل ہونے کے لئے جا چکی تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 72 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں مزارات کی تفصیلات

*72: **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں محکمہ کے تحت کس کس ضلع میں کتنے مزارات ہیں، ان سے سالانہ کتنی آمدنی ہوتی ہے؟

(ب) مالی سال 12-2011 میں کس کس مزار کی تزئین و آرائش و maintenance پر کتنی کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(ج) کس کس مزار کے ساتھ کون کون سی جائیداد منسلک ہے، مزار کا نام اور جائیداد سے ہونے والی آمدن سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اوقاف ومذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف،ب،ج)

صوبہ میں مزارات سے ہونے والی سالانہ آمدن اور تزئین وآرائش پر ہونے والے اخراجات کی تفصیل انتظامی امور کے تحت محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مزارات اور ملحقہ جائیداد ہائے کا انتظام وانصرام محکمہ کی طرف سے بنائے گئے زونز کے تحت ہوتا ہے اور زیر تحویل مزارات وجائیداد ہائے سے حاصل آمدن واخراجات کے اعداد وشمار بھی زونز کے تحت مرتب کئے جاتے ہیں اس لئے سوال مذکور کا جواب زونز سے حاصل اعداد وشمار کے مطابق مرتب کیا گیا ہے تاہم تمام اضلاع میں واقع مزارات آمدن واخراجات کی تفصیل لف کر دی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام زون	جز(الف) تعداد مزارات	جز(الف) (سالانہ آمدن سال 2011-12)	جز(ب) (اخراجات تزئین وآرائش سال2011-12)	جز(ج) (جائیداد سے ہونے والی سالانہ آمدن)
1	داتا دربار	1	19,34,82,275/-روپے	26,76,722/-روپے	43,73,843/-روپے
2	لاہور	117	11,79,81,915/-روپے	6,91,200/-روپے	2,84,90,220/-روپے
3	گوجرانوالہ	119	7,74,10,271/-روپے	90,00,000/-روپے	6,77,00,271/-روپے
4	پاکپتن	49	8,64,18,003/-روپے	79,98,000/-روپے	8,64,18,003/-روپے
5	راولپنڈی	69	2,83,64,936/-روپے	NIL	40,55,591/-روپے
6	فیصل آباد	53	4,26,62,802/-روپے	96,23,000/-روپے	1,32,00,002/-روپے
7	ڈیرہ غازی خان	27	3,41,38,695/-روپے	3,24,687/-روپے	73,69,925/-روپے
8	بہاولپور	37	1,52,52,327/-روپے	53,80,000/-روپے	85,75,477/-روپے
9	سرگودھا	32	1,4070,480/-روپے	6,96,182/-روپے	17,96,606/-روپے
10	ملتان	30	3,24,09,327/-روپے	2,30,00,000/-روپے	3,07,07,87,720/-روپے
	میزان	534	64,21,91,031/-روپے	5,93,89,791/-روپے	25,26,87,720/-روپے

(نوٹ: بقایا تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سالانہ آمدن 12-2011 کی ہے اور پھر جائیداد سے ہونے والی آمدن بھی ہے جو 90 کروڑ روپے کے قریب بنتی ہے اور اخراجات پانچ چھ کروڑ روپے کے ہیں۔ محکمہ یقیناً maintenance پر بھی خرچ کرتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ کے پاس کوئی سسٹم ہے کہ سالانہ visit کر کے جو بھی کمیاں یہاں پر ہیں اور جو سہولیات وہاں پر ہونی چاہئیں وہ ہیں یا نہیں؟ بعض مزارات پر بڑا رش ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ محکمہ کی ذمہ داری ہے کہ جب 90 کروڑ کی سالانہ آمدن بھی ان کے پاس ہے اور اخراجات صرف پانچ چھ کروڑ روپے کئے ہیں۔ ایسے بہت سے مزارات ہیں جہاں proper wash rooms بھی نہیں ہوتے اور بیٹھنے کی facility بھی نہیں ہے۔ کیا ایسا کوئی mechanism ان کے پاس ہے کہ اتنی آمدن کو وہاں لوگوں کی بہتری کے لئے استعمال کر سکیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! مجھے اس محکمے کو take over کئے ابھی چند ہفتے ہی ہوئے ہیں لیکن میں معزز ممبر اسمبلی کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمارے بہت سے مزارات پر محکمہ اوقاف کا چالیس چالیس سال سے قبضہ ہے اور زائرین کی سہولتوں کے لئے بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ ہمارا ایک انجینئرنگ ونگ ہے تو یہ کچھ لکھ کر بھیج دیں کیونکہ مختلف مزارات یا مساجد پر ہمارے مینجر ہیں تو شاید انہیں رحم آ جائے تو کچھ کر چھوڑتے ہیں ورنہ systematically مزارات اور مساجد کی مناسب دیکھ بھال کے حوالے سے یہ مانتے ہوئے مجھے شرمندگی ہوتی ہے کہ اُن پر کماحقہٗ توجہ نہیں دی گئی بلکہ کسی نے اس محکمے کو آج تک seriously لیا ہی نہیں ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ ہماری آمدن کا اسّی پچاسی فیصد تمام انتظامی اخراجات میں چلا جاتا ہے اور دس پندرہ فیصد جو بچتا ہے وہ تمام مساجد اور مزارات کی مرمت اور تزئین و آرائش یا زائرین کی سہولتوں کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ انشاء اللہ ہم اپنی آمدن کو بڑھائیں، pilferage کو روکیں اور زائرین کی سہولتوں کے لئے ہم سے جو کچھ ہو سکے وہ کریں۔ اپنے انتظامی اخراجات کو گھٹا کر زائرین کی سہولتوں پر زیادہ توجہ دیں جس کے لئے ہم نے ایک ٹیم بنا دی ہے جو تمام جگہوں کا سروے کر کے ایک رپورٹ پیش کرے گی کہ کون کون سی جگہ پر زائرین کے لئے کیا کیا ضروریات ہیں جن کو ہم انشاء اللہ پوری کریں گے ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مانیکا صاحب بہت ہی سینئر پارلیمنٹیرین ہیں۔ جس طرح انہوں نے محکمے کے حوالے سے بات کی ہے ان کی اس بات پر میں انہیں تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ lapses کو admit کرنا چاہیئے لیکن پردہ پوشی نہیں کرنی چاہیئے۔ میں دوبارہ ان کے لئے تحسین کا لفظ بولتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! دوسری بات مجھے یہ عرض کرنی ہے کہ بڑی تعداد میں دیہاتوں سے لوگ آتے ہیں جو اَن پڑھ ہوتے ہیں اور دین کا پورا شعور نہیں رکھتے جبکہ یہ بات مجھے معلوم ہے اور یہ ایوان بھی جانتا ہے کہ بعض انبیاء کرام جو دنیا سے چلے گئے اُن کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا گیا تھا جس کے بارے میں اللہ کے نبی ﷺ نے سختی سے تنبیہ فرمائی تھی کہ میرے بعد میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنا لینا۔ میں خود ذاتی طور پر اس بات کا شاہد ہوں کیونکہ صوبہ پنجاب میں جماعت اسلامی کے امیر کی حیثیت سے بھی یہ ذمہ داری ہے جس کی وجہ سے مختلف اضلاع میں میرا جانا ہوتا ہے اور بعض اوقات اس طرح کے مزارات میں بھی جانے کا موقع ملتا ہے تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ وہ لوگ آگے تقریباً سجدے میں گرے

ہوئے ہوتے ہیں جس کی ممانعت اللہ کے نبی ﷺ نے کی ہے۔اس کے علاوہ اس سے منسلک بریلوی school of thoughts بھی اس کو authenticate نہیں کرتے کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنایا جائے۔ میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ وہاں مزارات پر حاضری کا ایک پروٹوکول بننا چاہئے کیونکہ جو لوگ وہاں پر نا سمجھی کی وجہ سے اس طرح کرتے ہیں تو گورنمنٹ اور یہ محکمہ اس حوالے سے ذمہ دار بنتا ہے۔ اس طرح کا کوئی پروٹوکول بنا کر وہاں باقاعدہ آویزاں کیا جائے، لوگوں کی proper guidance کی جائے یا وہاں پر تعینات کئے گئے care takers کے ذریعے سے ایسا سسٹم بنایا جائے۔ اس طرح کا کوئی پروٹوکول بنا کر تمام مکاتبِ فکر کے لوگوں سے vet کروا کر مزارات پر آویزاں کیا جائے اور آگاہی بھی کی جائے تو اس حوالے سے اچھا اور خیر کا کام ہو جائے گا۔ کیا منسٹر صاحب یہ کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کی تجویز ہے یا ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ ضمنی سوال کیا ہے کہ کیا اس طرح کا کوئی پروٹوکول سب کے مشورے سے بنانے کے لئے یہ تیار ہیں؟

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ دیہاتوں سے منسلک لوگ ایسا کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فیضان صاحب! وہ پہلے کھڑے ہوئے تھے لہذا آپ تشریف رکھیں۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔اِن کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! میرے محترم ممبر جو ابھی گفتگو فرما رہے تھے اُن کو پہلے میں یہ clear کرتا چلوں کہ خانقاہی نظام میں کسی جگہ پر قبروں کو سجدہ نہیں ہوتا اور جس بات کو سجدہ کہہ کر پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے وہ تعظیم ہے۔ میں اپنے باپ اور ماں کی قبر پر جاؤں اور اُس مٹی کو چُوم لوں تو اس پر اگر کوئی حد لگتی ہے تو یہ میرا اور میرے اللہ کا معاملہ ہے۔اس بات کو یہاں پر اس طرح discuss کرنا چاہئے تھا اور نہ ہی اس طرح rule out کرنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار احمد علی خان صاحب!

DR. SYED WASEEM AKHTAR: I am on point of explanation.

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! گزارش یہ ہے کہ آپ اس بات کو نہ ہی چھیڑیں تو زیادہ بہتر ہے بلکہ آپ کی تجویز منسٹر صاحب نے note کر لی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مٹی کو چُومنا اچھی بات ہے اور میں اس کے مخالف نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس میں بحث نہ کریں۔ بس اب آپ رہنے دیں۔ جی، سردار احمد خان صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس چیز کا مخالف نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! بس آپ تشریف رکھیں میری آپ سے یہ request ہے۔

جناب احمد علی خان دریشک: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا وزیر اوقاف سے یہ سوال ہے کہ جو تفصیل انہوں نے بیان کی ہے اس میں ضلع راجن پور کا ذکر نہیں کیا گیا۔ کیا راجن پور ضلع میں محکمہ اوقاف کا رقبہ نہیں ہے، اگر نہیں ہے تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! اس لسٹ میں دھان کی خریداری کا سوال چھپا ہوا ہے اس لئے مجھے دقّت پیش آ رہی ہے۔ مجھے پلیز سوال نمبر بتا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سوال نمبر 72 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔ آپ نے جو یہاں detail دی ہوئی ہے کہ فلاں فلاں ڈسٹرکٹ میں اوقاف کا اتنا رقبہ ہے اور اتنے مزار ہیں۔ انہوں نے راجن پور کی بات کی ہے کہ وہاں پر اوقاف کا کوئی رقبہ ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! فہرست میں سرکل کے حساب سے دیا گیا ہے۔ چونکہ ضلع راجن پور میں سرکل نہیں تھا اس لئے یہ فہرست اسی سرکل کے حساب سے آئی ہے۔ رقبہ یقیناً ہو گا لیکن اس فہرست میں رقبہ درج نہیں ہے کیونکہ مزارات کا جو ہمارا سرکل ہے اس کے حساب سے ضلع راجن پور کوئی الگ سرکل نہیں ہے۔ یہاں سرکل کے حساب سے رقبہ دیا گیا ہے۔ ڈیرہ غازی خان زون میں وہ رقبہ شامل کیا گیا ہے لیکن اگر معزز ممبر کو صرف ضلع راجن پور کے رقبہ کی تفصیل چاہئے تو میں انہیں کل مہیا کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ڈیرہ غازی خان زون میں آتا ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جی،اس کے زون میں آتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!آپ ان سے detail پوچھ لیں۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر!اس چیز کو ensure کیا جائے کہ اس کی تفصیل مجھے کل مل جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کو کل دے دیں گے بہر حال آپ منسٹر صاحب سے مل لیجئے گا۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر!میں کل اِن کو ضلع راجن پور کی detail دے دوں گا۔

جناب محمد عارف عباسی: ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب!اگلے سوال پر آ جائیں۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے ایک چیز ضرور ایوان میں کہنا چاہوں گا کہ ڈاکٹر صاحب نے ابھی تھوڑی دیر پہلے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ورک صاحب!آپ سوال کی حد تک بات کریں اور سوال کا نمبر بولیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر!میں ڈاکٹر صاحب کی بات سے بات کروں گا کہ کیا دیہات والے لوگ زیادہ بے وقوف ہیں جو اس کو نہیں سمجھتے۔ میں کہوں گا کہ ان چیزوں پر بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ورک صاحب!آپ بس رہنے دیں۔ میں نے اس چیز پر بالکل نہیں بولنے دینا۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر!یہ بات تو ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فیضان خالد ورک صاحب!آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 595 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں دھان کی سرکاری خریداری کے لئے قیمت کا تعین و دیگر تفصیلات

*595:جناب فیضان خالد ورک:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال12-2011تا13-2012 میں دھان کی سرکاری خریداری کے لئے حکومت نے کیا قیمت مقرر کی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سال مذکورہ عرصہ کے دوران کسان دھان کی فصل کم قیمت فروخت کرنے پر مجبور تھے کیا حکومت نے آئندہ کسان کو ریلیف دینے کے لئے کوئی اقدامات اٹھائے یا پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) کیا حکومت کسانوں کو ان کی اجناس کی مناسب قیمت دلوانے اور مڈل مین سے ان کی خلاصی کروانے کے لئے کوئی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):

(الف) محکمہ خوراک پنجاب دھان کی خریداری نہ کرتا ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) محکمہ خوراک پنجاب صرف گندم کی خریداری کرتا ہے، اس سلسلہ میں وضاحت کی جاتی ہے کہ گندم خریداری پالیسی کو مرتب کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ آڑھتی / مڈل مین کی حوصلہ شکنی ہو اور باردانہ اصل کسان کو ملے تاکہ کسان اپنی محنت کا معقول معاوضہ حاصل کر سکیں۔گندم خریداری پالیسی کے مطابق ہر خریداری مرکز پر متعلقہ کسانوں کی گرداوری لسٹ آویزاں کی جاتی ہے جس سے کسان آسانی سے اپنی باری پر باردانہ حاصل کر لیتا ہے۔متعلقہ علاقہ کے کسان کی تصدیق کے لئے ہر گندم خریداری سنٹر پر ڈی سی او کا نمائندہ ایک گزیٹڈ آفیسر / سنٹر کو آرڈینیٹر مقرر کیا جاتا ہے۔ جو متعلقہ کاشتکار کی مکمل تصدیق کے بعد باردانہ جاری کرنے کی اجازت دیتا ہے۔اس تمام عمل کو شفاف بنانے کے لئے ضلعی، تحصیل اور گندم خریداری سنٹر کی سطح پر نگران کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں جس میں کاشتکاران کے نمائندے بھی شامل ہوتے ہیں جو اس امر کو یقینی بناتی ہیں کہ باردانہ صرف کاشتکاران کو جاری ہو رہا ہے، اس کے علاوہ مختلف محکمہ جات کے سیکرٹری صاحبان بھی نامزد کئے جاتے ہیں جو گندم خریداری سنٹر پر گندم خریداری مہم کی نگرانی کرتے ہیں تاکہ کسی بھی ممکنہ شکایت پر فوری ایکشن لیا جائے اور کسان کی شکایات بابت زائد وزن یا کوالٹی کا ازالہ ہو۔

گندم خریداری پالیسی کے مطابق فلور ملز مالکان اور پرائیویٹ پارٹیوں کو بھی گندم خرید کرنے کی اجازت ہوتی ہے اور کسانوں کو موقع فراہم ہوتا ہے کہ وہ ایسی پارٹی کو گندم فروخت کریں جو انہیں معقول معاوضہ دے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! جز (الف) میں محکمے نے بتایا ہے کہ ہم دھان کی فصل کی خریداری نہ کرتے ہیں۔ بتایا جائے کہ یہ کیوں نہیں کرتے، کیا یہ محکمہ خوراک کا حصہ نہیں ہے یا یہ زمیندار کی فصل نہیں گنی جاتی؟ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں پھر میں باقی بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ دھان کی فصل کیوں نہیں خریدتے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! گورنمنٹ کی پالیسی میں صرف wheat کو procure کیا جاتا ہے۔ اگر دھان فصل کی خریداری بھی کریں تو پھر کسانوں کی دوسری اجناس کو بھی خریدنا پڑے گا لیکن گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ wheat procurement کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں خریدنی۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ ان کا سوال ہے اور انہوں نے محنت کی ہوئی ہے لہذا انہیں ہی ضمنی سوال کرنے دیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: وہ تو withdraw ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: withdraw نہیں ہوا۔ جی، ورک صاحب!

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ج) میں محکمے نے بتایا ہے کہ گندم کی فصل کی خریداری کی جاتی ہے جس کے دوران کاشتکاروں کے لئے نمائندگان میں کچھ کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں جو کسانوں کی شکایات وغیرہ وصول کرتی ہیں اور ان کے پاس middleman کا کردار ختم کرنے کا plan بھی ہے لیکن ایک چیز بطور تجویز یا ضمنی سوال کہہ لیں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ middleman آڑھتی کو بولا جاتا ہے اور میرا خیال ہے کہ ابھی ہمارا ملک اس position میں نہیں ہے کہ ہم middleman کو ختم کر سکیں کیونکہ زمیندار کی جو requirements ہیں جو اس نے loaning لینی ہوتی ہے، بہت سارے

مزارع ہیں، ہاری ہیں جن کے پاس نہ کوئی پراپرٹی ہوتی ہے کہ وہ اسے دے کر زرعی بنک سے قرضہ لے سکیں اس لئے middlemanکا roleتو رہتا ہی ہے اور ہر صورت میں رہتا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ کہنا چاہوں گا کہ انہیں جو باردانہ گندم کی فصل پر ملتا ہے تو انہیں ایک permissionدی جائے تاکہ وہ middlemanکے سامنے رکھ کر، پچھلے سال میں نے اس پر تھوڑی سی محنت کی تھی کہ وہ لوگ اپنا باردانہ لے کر middlemanکے پاس جا کر اس کے سامنے تول کر اس میں بھرتی کر کے deliver کر سکیں تاکہ middleman سے اس کا لین دین کا جو سلسلہ ہے وہ بھی چلے اور ان کا گزارہ ہو جائے اور انہیں فصل کی قیمت بھی اچھی مل جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کی تجویز ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جی، یہ میری تجویز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ منسٹر صاحب کو اس حوالے سے اجلاس کے بعد مل لیں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! کسی بھی ضلع میں بننے والی کمیٹی میں پارلیمنٹ کے ایک ممبر کو بھی شامل کیا جائے جو اسی علاقہ سے تعلق رکھتا ہو تاکہ وہ آپ لوگوں کو اس ایوان میں آ کر بتا سکے، وہ بات چاہے غلط ہو یا ٹھیک ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی تجویز note کر لیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے یہ تجویز note کر لی ہے اور یہ بات valid ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ رخ کہیں اور چلا جائے گا بہر حال محکمہ خوراک middlemanکے کردار کو discourage کر رہا ہے اور جو بات میں نے پہلے کہی ہے میں دوبارہ دہراتا ہوں کہ اس میں وزن ہے اور حقیقت بھی ایسے ہی ہے۔ ہمارا جو tradeہے یا ہماری جو آپس میں interactionہوتی ہے وہ directکسان کے ساتھ کرنے کی محکمہ کوشش کرتا ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا معزز منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ اگر حکومت دھان کی خریداری نہیں کرتی تو ہم جو rice ایکسپورٹ کرتے ہیں تو کیا اس کے لئے permitکا اجراء ہوتا ہے

یا لائسنس کا؟ ہم یو اے ای، انگلینڈ اور کئی ممالک میں چاول ایکسپورٹ کرتے ہیں تو کیا کوئی ایسا چیک اینڈ بیلنس کا سسٹم موجود ہے کہ ہم اپنی کوالٹی maintain کریں؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ رائس ملز مالکان ہی اس کی قیمت مقرر کرتے ہیں اور اس وقت 100 کلو گرام چاول کے تھیلے کی قیمت تین ہزار روپے ہے جبکہ مارکیٹ میں اس وقت ڈیڑھ سو روپے فی کلو گرام چاول فروخت ہو رہا ہے۔ کیا حکومت کوئی ایسا پروگرام رکھتی ہے کہ قیمتوں میں کنٹرول کیا جائے اور کوئی حتمی قیمت مقرر کی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں سوال نہیں سمجھ سکا کیونکہ پانچ چھ سوال ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، منسٹر صاحب! انہوں نے ایک ہی سوال کیا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! پانچ چھ سوالوں کے جواب دینے کی کوشش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! انہوں نے مارکیٹ میں چاول کی قیمت کا ذکر کیا ہے کہ اس کی قیمت کا فیصلہ ملز مالکان ہی کرتے ہیں تو کیا حکومت اس حوالے سے کوئی چیک اینڈ بیلنس رکھتی ہے؟ اس حوالے سے ان کا سوال تھا۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! چاول کی قیمت۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میرا پہلا سوال تھا کہ جو چاول ایکسپورٹ کیا جاتا ہے اس میں کیا چیک اینڈ بیلنس رکھا جاتا ہے کیونکہ باہر کے ممالک میں ہمارے چاول کو مانا جاتا ہے تو اس کی کوالٹی کو maintain کرنے کے لئے کیا چیک اینڈ بیلنس سسٹم ہے؟ اس کے لئے لائسنس کا اجراء کیا جاتا ہے یا permit دیا جاتا ہے کیونکہ ہر کوئی اسے اٹھ کر ایکسپورٹ نہیں کر سکتا اور کیا میں چاول ایکسپورٹ کر سکتی ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ اگر ایکسپورٹ کرنا چاہیں تو میرے پاس تشریف لائیں اور میں انہیں ضرور گائیڈ لائن دے دوں گا کہ انہوں نے کیسے چاول ایکسپورٹ کرنے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چاول کی قیمتوں پر کوئی چیک اینڈ بیلنس رکھ سکتے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! چیک اینڈ بیلنس موجود ہے اور مجھے موقع دیں گے تو بتاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بتائیں کیونکہ انہوں نے یہی سوال کیا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! House in order کروادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House. جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! چاول کی procurement کے لئے حکومت پنجاب کے پاس کوئی سسٹم موجود نہیں ہے اور ویسے ہی مہذب قومیں تو اس کو discourage کر رہی ہیں۔ ہمیں تو یہاں پر بات یہ کرنی چاہئے کہ ہم جو wheat procure کر رہے ہیں اس سے ہمیں باہر نکلنا چاہئے۔ یہ ایوان ہمیں تجویز دے رہا ہے کہ دھان کو بھی کر لیں اور دیگر اجناس کو بھی کر لیں۔ پہلے تو ہمیں clear ہونا چاہئے کہ ہمیں جانا کس طرف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا جو step forward ہے وہ اس طرف ہونا چاہئے کہ ہم اس procurement سے باہر نکلیں لیکن یہاں اس معزز ایوان میں یہ تجویز آ رہی ہے کہ آپ فلاں چیز کو بھی procure کریں اور کیوں نہیں کیا جا رہا، دو چیزیں ہیں۔ ادھر سے اتنے سوال آئے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آئی اور جو اگلا سوال میں سمجھا ہوں کہ چاول کی قیمت بہت زیادہ ہو گئی ہے اور انہوں نے شاید quote کیا تھا کہ 1500 روپے کا پچاس کلو گرام کا تھیلہ مل رہا ہے تو میں deny کرتا ہوں کہ پچھلے ڈیڑھ مہینے سے پنجاب حکومت نے بے پناہ effort کی ہے۔ ایک کابینہ کی کمیٹی constitute پہلے ہی جسے میں head کرتا ہوں اور ہم روزانہ کی بنیاد پر گھنٹوں بیٹھتے ہیں اور item to item discuss کرتے ہیں۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ ہر ٹی وی چینل نے آج سے ایک ڈیڑھ ماہ پہلے ایک hype create کی ہوئی تھی کہ قیمتیں بہت اوپر چلی گئی ہیں اور اس کے بعد میاں محمد شہباز شریف بھی روزانہ ہماری meeting لے رہے ہیں جس سے بہت حد تک قیمتیں کنٹرول میں آئی ہیں۔ جو یہاں پر قیمت quote کی گئی ہے تو میں اسے بالکل deny کرتا ہوں کہ کوئی چاول بھی اس وقت 1500 روپے کا پچاس کلو گرام یعنی ڈیڑھ سو روپے فی کلو گرام کا rate نہیں ہے اور میں اسے ensure کرتا ہوں کہ 1500 روپے کوئی rate نہیں ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کوئی mechanism موجود ہے تو میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ ایک mechanism موجود ہے، ہماری کابینہ کمیٹی ہے جہاں پر

فوڈ سے inter related departments کے جو heads ہیں اور وزراء کے ساتھ جو سیکرٹریز ہیں وہ بھی کمیٹی کا حصہ ہیں۔ چھ سیکرٹریز اس کمیٹی کا حصہ ہیں جن میں سیکرٹری فوڈ، سیکرٹری زراعت، سیکرٹری لائیو سٹاک، سیکرٹری محنت، سیکرٹری انفارمیشن اور ایڈیشنل چیف سیکرٹری جبکہ سپیشل برانچ اور آئی بی کے لوگ روزانہ meet کرتے ہیں اور گھنٹوں ہماری میٹنگ ہوتی ہے اور شام میں جا کر ہم وزیراعلیٰ صاحب کو رپورٹ دیتے ہیں کہ یہ prices ہیں۔ اس وقت کل صبح اور شام میں ہماری میٹنگ ہوئی ہے جس کے index کے مطابق پنجاب میں اور لاہور میں دونوں طرف down word trend ہے اور کسی بھی جگہ پر increase دیکھنے میں نہیں ملی اور یہ mechanism موجود ہے اور اتنا active اور فعال شاید کبھی ہوا ہو کہ ڈی سی او اور ڈی پی او روزانہ صبح فجر کے وقت بھی میرے ساتھ منڈیوں میں ہوتے ہیں اور رات 12 بجے بھی فروٹ و سبزی منڈیوں میں موجود ہوتے ہیں۔ مختلف اضلاع میں جا رہے ہیں اور وہاں پر بھی ڈی سی اوز اور ڈی پی اوز، وزراء اور ممبران اسمبلی کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ auction time پر موجود ہوں گے اور جس وقت وہ وہاں پر موجود ہوں گے تو third party audit کے طور پر سپیشل برانچ چیک کر کے ہماری کمیٹی کو رپورٹ کرتی ہے اور ہم صرف ان کی لکھی پڑھی بات پر یقین نہیں کرتے بلکہ ان کے evidences دیتے ہیں جو کہ تصویر کی شکل میں ہوتے ہیں اور یہ اس کیمرہ کی تصویر ہوتی ہے جس پر وقت اور تاریخ flash ہو رہی ہوتی ہے۔ ان ساری چیزوں سے ہمیں خاطر خواہ نتائج ملے ہیں اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ پر امید ہیں کہ آنے والے دنوں میں ہم قیمتوں کو مزید کنٹرول میں رکھیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے جواب کافی تفصیل کے ساتھ آ گیا ہے اس لئے اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بھچر صاحب! آخری ضمنی سوال ہو گا۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! ہم انہیں ٹی وی پر روز دیکھتے ہیں اور لاہور کی حد تک کافی محنت ہو رہی ہے تو جیسے ورک صاحب نے middleman کی بات کی ہے کہ آڑھتی کا جو کردار خریداری میں ہے اور جو کمیٹیاں بنتی ہیں تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کیونکہ یہ تجربہ ہے کہ یہ کمیٹیاں وہاں پر فعال نہیں ہوتیں اور ان کا وہاں پر صرف یہ کام ہوتا ہے کہ باردانہ اپنے من پسند لوگوں کو دلوانے کے لئے موجود رہتی ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا اور منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ باردانہ کے اجراء سے لے کر

گندم کی اس وقت جو بھرتی ہوتی ہے جہاں پر خریداری کے وقت تقریباً دو سے تین لوگ محکمہ خوراک کے موجود ہوتے ہیں اور وہ جب اس کو پاس کرتے ہیں تو اس میں ان کا کافی حصہ ہو جاتا ہے تو کیا اگلے سال کے لئے ان کمیٹیوں کو اس حد تک فعال کریں گے ؟ ورک صاحب کی اس تجویز سے بھی میں اتفاق کرتا ہوں کہ متعلقہ حلقہ کا ممبر جو کہ اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہو یا حکومتی بنچوں سے ہو یا کسی اور زمیندار کو اس کی نگرانی کے لئے لگایا جائے۔ کیا وزیر موصوف کے پاس ان کمیٹیوں کے کردار کے حوالے سے کوئی حل ہے یا ہم سے کوئی تجویز لینا چاہیں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان کا سوال بڑا valid ہے کہ کمیٹیوں کو فعال کس طرح بنانا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں تمام ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ جب چیئر اور منسٹر یا معزز ممبر کوئی آپس میں بات کریں تو ان کے آگے سے گزرنا غیر پارلیمانی ہے اس لئے تمام ممبران اس کی احتیاط برتیں اور سامنے سے نہ گزریں، مہربانی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑا valid question raise کیا ہے۔ یہ جو کمیٹیاں بن رہی ہیں یہ ہمیشہ سے بنتی رہی ہیں ان کی اہمیت ہونی چاہئے اور انہیں transparent طریقے سے کام کرنا چاہئے یعنی یہ procurement سے لے کر باردانہ کے اجراء تک transparency رکھے۔ جو ابھی procurement ہونے جائے گی اس میں ایک عوامی نمائندہ ہو گا یعنی ڈسٹرکٹ کمیٹی میں ایم پی اے صاحب خود موجود ہوں گے، تحصیل اور سنٹرل کمیٹی میں ایم پی اے صاحبان اپنے نمائندے بھی رکھ سکتے ہیں۔ اس میں DPOs,DCOs کو mandatory کیا گیا ہے، ایم پی اے صاحب ان کو notify کریں گے اور اس میں ای ڈی او ایگریکلچر کو بھی شامل کیا ہے۔ ہم ٹال فری نمبر بھی announce کر رہے ہیں اس طرح جو بھی کوئی شکایت آئے گی وہ براہ راست ہماری access میں آئے گی۔ اس شکایت کو میں خود observe کروں گا، محکمہ خوراک کا سیکرٹریٹ اس کو observe کرے گا اور Directorate اس کو observe کرے گا۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ہر complaint تک پہنچا جائے اور جتنا ہو سکے گا ہم اس کو transparent بنائیں گے۔ یہ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ اس میں بہت زیادہ issues نکلتے ہیں، باردانے کی تقسیم میں بھی بہت شکایتیں آتی رہی ہیں اور ہم پوری کوشش کریں گے کہ یہ شکایتیں کم سے کم آئیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ complaints نہیں

ہوں گی کیونکہ اس میں بہت سے departments involve ہیں۔ اس میں محکمہ مال کے لوگ involve ہوتے ہیں انہوں نے گرداوری دیکھ کر باردانہ تقسیم کرنا ہوتا ہے۔ ہمارا یہ focus ہے اور انشاء اللہ ہماری کوشش بھی یہ ہوگی کہ لوگوں کو transparent طریقے سے serve کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال۔۔۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اب میں اگلا سوال بول چکا ہوں اب پہلے والے سوال پر ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ آپ کی مہربانی ہوگی، آپ اِس سوال پر ضمنی سوال کر لیں۔

جناب احمد علی خان دریشک: جناب سپیکر! میں نے اس حوالے سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ جیسا کہ منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ یہ جس ڈسٹرکٹ میں جاتے ہیں وہاں کے ممبران اسمبلی کو بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔ میں منسٹر صاحب کو بتاؤں گا شاید یہ بات ان کے علم میں ہے یا نہیں ہے کہ جب یہ ڈیرہ غازی خان میں آئے تو ہمیں اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کیا اپوزیشن کے ارکان ممبران اسمبلی نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا البتہ منسٹر صاحب نے آپ کی تجویز note کر لی ہے next time احتیاط برتی جائے گی۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔ محترمہ! سوال نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 589 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: حضرت باباماد ھولال حسین کے دربار کی آمدن و دیگر تفصیلات

*589: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حضرت باباماد ھولال حسین لاہور کے دربار کو 13-2012 کے دوران کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) اس سال کے دوران دربار پر کتنی رقم کن کن کاموں کے لئے خرچ ہوئی، تفصیل سال وار اور کام وار بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ دربار کی عمارت اور فرش ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(د) کیا حکومت اس دربار کی عمارت کی مرمت کا کام کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) دربار حضرت مادھو لال حسین پر سال2012-13 میں مبلغ 37,74,541 روپے آمدن ہوئی۔

(ب) اس سال دربار مذکورہ پر پختہ دیوار اور لیوٹری بلاک کی تعمیر و مرمت پر مبلغ 5,39,000 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) اس سال دربار کی تعمیر و مرمت کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ دربار حضرت مادھو لال حسین پر سال2012-13 میں مبلغ 37,74,541 روپے آمدن ہوئی لیکن خرچ صرف 5 لاکھ 39 ہزار روپے ہوئے۔ میرا سوال یہ ہے کہ باقی رقم کہاں خرچ کی جارہی ہے، اس کی تفصیلات بتادیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! آمدنی اور اخراجات کا حساب بتادیا گیا ہے۔ اب اگر معزز ممبر اس کی تفصیل چاہتی ہیں کہ باقی رقم کہاں گئی تو موٹی سی بات ہے کہ وہ محکمے کے پاس گئی ہے۔ جو اخراجات ہوتے ہیں وہ ضرورت کے تحت ہوتے ہیں وہاں جو ضرورت تھی اس کو پورا کر دیا گیا ہے، چار دیواری بنادی گئی اور خواتین کے لئے واش روم کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔ اس سال وہاں کوئی ضرورت نہیں تھی لہذا اس سال وہاں پر خرچے کے لئے رقم مختص نہیں کی گئی۔ اگر یہ چاہتی ہیں کہ دربار کی تمام آمدنی کی تفصیل بتائی جائے کہ وہ کہاں گئی ہے تو وہ آمدنی محکمے کے پاس آئی ہے اور محکمے کی کل آمدنی میں شامل ہو گئی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! بہت مہربانی کہ منسٹر صاحب نے یہ بات فرمائی ہے لیکن میں یہ بات گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ جو انہوں نے کہا ہے کہ وہاں دربار کی چار دیواری بنادی گئی ہے تو ان کو ڈیپارٹمنٹ نے سراسر غلط اطلاع دی ہے۔ وہاں چار دیواری مکمل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور وہ بہت پرانی بنی ہوئی ہے۔ جہاں تک واش روم کا تعلق ہے وہ 2011 یا پھر 2010 میں بنے تھے اس کا

2012-13 کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے لہذا میں اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں اور ڈیپارٹمنٹ نے اس کا سراسر غلط جواب دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! میں ان کی بات کو مان لیتا ہوں اور بہتر ہو گا کہ یہ کل اسمبلی کے اجلاس کے بعد میرے ہمراہ دربار بابا مادھولال حسین چلیں تاکہ ہم دونوں اپنی آنکھوں سے خود دیکھ لیں۔ اگر جواب غلط ہوا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں غلط جواب ارسال کرنے والوں پر چھُرا نہیں بلکہ ٹوکا چلاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! یہ دربار میرے ہی حلقہ میں ہے بلکہ میں منسٹر صاحب کو دعوت دیتی ہوں کہ وہ ضرور چلیں اور ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں تاکہ وہ بھی دربار کی اصل حالت سے آگاہ ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب نے آپ کے ساتھ commit کیا ہے وہ آپ کے ساتھ جائیں گے اور وہاں پر خود visit کریں گے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ جو مزار کی سالانہ رقم بچتی ہے اور کئی سالوں سے بچتی آ رہی ہے اس کا مصرف کیا ہوتا ہے، اب تک اس کا surplus کتنا ہے اور اس کا آڈٹ کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! مزارات کوئی دکانیں نہیں ہیں جن کے بارے میں ہم یہ کہہ دیں کہ ان کا سالانہ profit کتنا ہوتا ہے بلکہ آمدنی ہوتی ہے جو محکمے کے پاس اکٹھی ہوتی ہے۔ میں نے گزارش کی تھی کہ جہاں جہاں ضرورت ہوتی ہے اس مزار کی آمدنی ہو یا پورے محکمے کے پاس جو فنڈ موجود ہو اس میں سے پیسا خرچ کیا جاتا ہے۔ اس آمدنی کا مصرف یہ ہوتا ہے کہ اس سے جس حد تک ممکن ہو تمام مزارات کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے پاس کئی مساجد ایسی ہیں، کئی مزارات ایسے ہیں جن سے ہمیں کوئی آمدنی نہیں ہوتی لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ

وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہیں ہوتے اور وہاں کوئی پیسا خرچ نہیں کیا جاتا۔ کل آمدن اکٹھی ہوتی ہے اور اس آمدن سے جہاں ضرورت ہو وہاں خرچ کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! اکثر مزارات جہاں پر ہر سال ہزاروں لاکھوں لوگ آکر دعا کرتے ہیں، ان مزارات پر ان بزرگوں کی کوئی ہسٹری نہیں لکھی ہوتی۔ ہمیں یہ نہیں پتا ہوتا کہ یہ بزرگ کہاں پیدا ہوئے، کہاں سے migrate ہوئے، ان کی اسلام کے بارے میں کیا خدمات رہیں اور وہ کب فوت ہوئے۔ کیا وزیر صاحب اس سلسلے میں کچھ فرمائیں گے کہ وہ مزارات پر اس طرح کی معلومات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب کا بڑا valid question ہے۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! یہ ان کی اچھی تجویز ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا۔ انشاء اللہ اب اس تجویز کو ذہن میں رکھ کر اسی مہینے سے ہی کام شروع کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا سوال مخدوم سید مرتضیٰ محمود کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ (معزز ممبر نے مخدوم سید مرتضیٰ محمود کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سوال نمبر 653 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع رحیم یار خان: محکمہ خوراک کو فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*653: **مخدوم سید مرتضیٰ محمود:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2010 سے یکم جون 2013 تک محکمہ خوراک ضلع رحیم یار خان کو سال وار کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خریدی گئی اور کتنی رقم افسران و اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم کا ان سالوں کے دوران کرپشن اور خُورد بُرد کا انکشاف ہوا اور اس کرپشن کے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف)

سال	فراہم کردہ رقم
2010	5350023000/-روپے
2011	4931037200/-روپے
2012	5179703400/-روپے
2013	6643032000/-روپے

(ب)

سال	اخراجات بابت خریداری گندم	اخراجات بابت تنخواہ عملہ محکمہ خوراک	اخراجات بابت تنخواہ ٹی اے/ڈی اے
2010	5154988891.80	13520711	94830
2011	4612514255.30	18128798	97005
2012	4071587302.00	21729486	219641
2013	5500811965.50	24319846	99875

(ج) اس تمام عرصہ میں دوران سال2012 (Scheme2011-12) میں پی آر سنٹر رحیم یار خان پر1015.510 میٹرک ٹن گندم کی misappropriationہوئی اور ذمہ داران میسرز پرویز حسن EX-DFC میاں ایاز مالک FI، توصیف احمد FGS، محمد عمران عاشق چوکیدار، محمد ندیم چوکیدار، محمد حیات چوکیدار محمد نعیم ولد نذیر احمد اور محمد طارق ولد عبدالغفار کے خلاف ایف آئی آر درج کرائی گئی جس کی انکوائری محکمہ انٹی کرپشن میں زیر سماعت ہے اور اس کے علاوہ محکمانہ انکوائری میسرز چودھری جاوید گجر EX-DDF، پرویز حسن شاہ EX-DFC، میاں ظہور احمد Bahawalnagar EX-DFC، ملک ارشادالحسن (مرحوم)، زاہد پرویز AFC، مشرف علی خان FGI، شوکت علی ہیڈ کلرک، امین مسیح جونیئر کلرک، میسرز پرویز حسن EX-DFC، میاں ایاز مالک FI، توصیف احمد

FGS، محمد عمران عاشق چوکیدار، محمد ندیم چوکیدار، محمد حیات چوکیدار کے خلاف ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!انہوں نے جز (ج) میں بتایا کہ 1015.510 میٹرک ٹن گندم کی misappropriation ہوئی اور اس کا کیس چل رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کمیشن میں جو کیس چل رہا ہے یہ کتنی دیر چلے گا؟ میں نے یہاں جب بھی date کے بارے پوچھا ہے مثلاً نوکریاں کب کھلیں گی یا میں نے جب بھی کسی چیز کے بارے میں کوئی date یا time line مانگی ہے تو مجھے کبھی بھی time line نہیں ملی۔ آج بھی میں یہی پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ یہ کیس دس سال چلنا ہے، پانچ سال چلنا ہے، ایک سال چلنا ہے، کتنی دیر چلنا ہے اور ان چیزوں کے رزلٹ کب آئیں گے؟ یہاں ان چیزوں کو اتنا fog میں رکھا جاتا ہے کہ کسی بھی چیز کی کوئی time line نہیں دی جاتی۔ میرا یہ سوال ہے کہ کیا یہ کیس بھی unlimited چلتا رہے گا یا اس کا کوئی رزلٹ نکلنے کا امکان بھی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!آپ کوئی date دے سکتے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!جب یہ (Scheme-2011-12) سامنے آئی تھی ڈیپارٹمنٹ نے اس کی ایف آئی آر درج کروائی تھی اور یہ اِس وقت نیب میں ہے۔ اس کے speedy trials کا تو مجھے نہیں پتا کہ اس کے speedy trials ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو سکتے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ سے نکل کر یہ کیس نیب میں ہے اور جو میرے بھائی نے خواہش کی ہے وہ سبھی کی خواہش ہے کہ ہمیں فوری طور پر انصاف ملنا چاہئے، ان چیزوں کو فوری طور پر wind up ہونا چاہئے اور result بھی نکلنا چاہئے مگر میں اپنے ڈیپارٹمنٹ کی حد تک ان کو ensure کروا سکتا ہوں کہ ہم اسے pursue کریں گے اور ہم نے بہت سے cases pursue کئے ہیں۔ میں نے خود ان پانچ چھ مہینوں میں بہت سے cases pursue کر کے ان کے result بھی نکلوائے ہیں اور اگر آپ میں سے کوئی پوچھنا چاہے تو میں ان کی تفصیل بھی بتا سکتا ہوں مگر اس case کے حوالے سے میں انہیں ensure کرواتا ہوں کہ جتنی بھی جلدی ہو سکے اسے pursue کریں گے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ جب بھی اس طرح کے cases سامنے آئیں گے تو ہمارا ایک دوسرے پر confidence level build ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحب!فرمائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!یہاں پر گندم کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔میں اس میں صرف اتنی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب گندم کی procurement شروع ہوتی ہے تو کسانوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ ریونیو پٹواریوں سے پرچی لے کر آئیں کہ اس نے کتنی ایکڑ پر گندم کاشت کی ہے۔میں personally اس بات کو جانتا ہوں کہ ریونیو پٹواری آڑھتیوں کے ساتھ ملی بھگت کر کے یہ چیزیں manage کرتے ہیں،جہاں پر گندم کاشت نہیں کی ہوتی اس کی بھی پرچی بنا کر دیتے ہیں،اس کے ذریعے middleman بار دانہ لے لیتے ہیں اور گندم گودام پر دیتے ہیں یہ سارا کچھ عملے اور پٹواری کی ملی بھگت سے ہوتا ہے لیکن اس کا سب سے بہتر ریکارڈ نہری پٹواری کے پاس ہوتا ہے اور اس کے پاس پوری تفصیل ہوتی ہے۔میں پہلے تو یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ خود یہ سارا ریکارڈ نہری پٹواری سے حاصل کر کے اس کو چلائے اور ریونیو کا پٹواری جو کرپشن میں دفن ہوا ہوتا ہے اس کو اس میں سے نکال دے اور اس بحث کو چھوڑتے ہوئے کہ ایسی کرپشن کیوں کرتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹر صاحب!یہ ان کے متعلقہ نہیں ہے بہر حال آپ اس پر کوئی قرارداد لے آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!اب میں اس پر ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے،یہ ایف آئی آر کس تاریخ کو درج کروائی گئی تھی اور اس کا نمبر کیا ہے،یہ ذرا مجھے بتایا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر:جی،یہ کون سے جُز کی بات ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!یہ جُز(ب)کی تیسری لائن ہے ایف آئی آر درج کرائی گئی جس کی انکوائری محکمہ Anti Corruption میں زیر سماعت ہے۔مجھے یہ پوچھنا ہے کہ یہ ایف آئی آر کب درج کروائی گئی تھی؟

جناب قائم مقام سپیکر:جی،منسٹر صاحب!آپ بتائیں کہ یہ ایف آئی آر کب درج ہوئی تھی؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):جناب سپیکر!ڈاکٹر صاحب سے بڑی پرانی رفاقت ہے اور ان کا بڑا احترام ہے۔انہوں نے جو ابھی ہمیں مشورے دیئے ہیں بالکل جب نئی procurement ہو گی اور جب

procurement کا سیزن آنا ہے تو میں بغیر کسی تفریق کے ہر معزز ممبر کے پاس جاؤں گا اور جو interest show کرے گا اس سے proposal لے کر اس پر کام کروانے کی کوشش کروں گا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایف آئی آر کے اندراج کی date پوچھی ہے تو میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ 12-2011 میں اس سکیم میں جو خُورد بُرد سامنے آئی ہے تو اسی وقت ہی کارروائی شروع ہو گئی تھی لیکن مجھے وہ دن اور date پتا نہیں ہے۔ میں غلط بیانی نہیں کروں گا کہ فلاں date یا فلاں مہینہ ہے۔ مگر مجھے یہ پتا ہے کہ اگر یہ 12-2011 میں کروائی ہو گی تو یقینی طور پر چند مہینوں کی بات ہو گی۔ مجھے date کا پتا نہیں کیونکہ میرے پاس یہاں لکھی ہوئی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! پھر 12-2011 کو تو سال سے زیادہ ہو گیا ہو گا۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی recommendation پر ایف آئی آر ہوئی ہے، ڈیپارٹمنٹ نے اپنے بندوں پر ایف آئی آر درج کروائی ہے اور اب یہ Anti Corruption میں ہے۔ جہاں تک ڈاکٹر صاحب نے سوال پوچھا ہے کہ وہ date بتائیں تو مجھے دن اور date پتا نہیں ہے کہ وہ کیا ہے اور وہ میں پوچھ کر ان کو بتا دوں گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ابھی ملک صاحب کی باری ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! مجھے اس کے بعد floor دے دینا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال کے جُز (ج) میں یہ admit کیا گیا ہے کہ 1015 ٹن گندم misappropriate ہوئی، اس کے ذمہ داران کے خلاف ایف آئی آر بھی launch ہوئی اور ان کے خلاف انکوائری بھی چل رہی ہے تو جیسے منسٹر صاحب کا بھی concern ہے کہ اسے جلد سے جلد نمٹایا جائے گا تو میرے خیال میں اس میں دیر کی وجہ یہ ہے کہ وہ officials جن کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ہے وہ اس وقت بھی اپنی job کر رہے ہیں اور جب وہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہوں گے تو وہ اس ایف آئی آر اور کیس کو ختم کرنے کے لئے serious نہیں ہوں گے اس لئے میرا یہ concern ہے کہ جتنے بھی officials ہیں جنہوں نے گندم میں misappropriate کی ہے اور

کروڑوں روپے کی خُورد بُرد کی ہے انہیں فوری طور پر نوکری سے الگ کر کے ان کے خلاف پہلے کارروائی کی جائے،اس کی انکوائری کروائی جائے اور پھر جو بھی ذمہ داران ہیں ان سے recovery کر کے پھر ان سے ڈیوٹی لی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب!وہ بتا چکے ہیں کہ یہ کیس نیب میں ہے۔منسٹر صاحب!اس میں جو لوگ ملوث ہیں کیا وہ ابھی بھی official duty کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!ایسا ہو نہیں سکتا۔ دونوں انکوائریاں چلی ہیں اور ڈیپارٹمنٹل انکوائری بھی ہوئی ہے۔یہاں پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ Ex ہیں، میں Ex کا تو یہی مطلب سمجھتا ہوں کہ جو گزرا ہوا ہوتا ہے اور اس وقت کوئی بندہ بھی post پر نہیں ہے۔ ڈیپارٹمنٹل انکوائری بھی ہو رہی ہے بلکہ اس میں تو نیب نے guilty feel کروا کر ایف آئی آر درج کروائی ہے۔اس میں delay کی وجہ ڈیپارٹمنٹ نہیں ہے بلکہ نیب کا اپنا internal issue ہو گا۔اس میں delay نہیں ہے کیونکہ اگر ایک سال کا کیس ہے تو اس کو mature کرنے میں سال سوا سال لگ سکتا ہے یا اس کا decision آنے میں ڈیڑھ سال لگ سکتا ہے۔ میں نے آپ کو کہا تھا کہ میرے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں۔ میرے بھائی جو فرما رہے ہیں ان کے ضلع ساہیوال میں ہی کیس ہوا تھا اور جب سے میں منسٹر بنا ہوں اس کو pursue کیا ہے،ان کو arrest کروایا ہے اور ان کو نوکریوں سے فارغ کیا ہے۔ایسا نہیں ہے اس میں سال سوا سال ٹائم لگ جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب!میرے خیال میں منسٹر صاحب نے تفصیلی جواب دے دیا ہے۔ اب میاں صاحب بھی کھڑے ہیں،اس میں آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ بندے expel ہو چکے ہیں جبکہ وہ officials ڈیوٹی دے رہے ہیں اور میں ذمہ داری کے ساتھ ایوان کے floor پر یہ بات کر رہا ہوں کہ یہ expel بندے اس وقت ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ میں اس وقت ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!اس کی detail لے لینا۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! اس کی detail نہیں بلکہ بڑا مختصر سا جواب ہے کہ میں اس پر on the floor of the House کہتا ہوں کہ اگر Departmental Rules کے against کوئی بندہ یہاں پر کام کر رہا ہے تو میرے ساتھ بیٹھ جائیں، میں یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ رہا ہوں کہ انشاء اللہ سخت سے سخت action لیا جائے گا۔ ایسی بات نہیں ہے بلکہ ڈیپارٹمنٹل کارروائی بھی ہو چکی ہے۔ اب جو ڈیپارٹمنٹل process ہوتا ہے اس کو ختم نہیں کر سکتا کیونکہ process کے تحت یہ ساری چیزیں چل رہی ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ میں بھی کارروائی ہو رہی ہے اور نیب میں بھی کارروائی ہو رہی ہے اس کے بعد یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ لوگ سیٹ پر ہوں۔ مجھے بتائیں اور میں اس کو چیک کرا لیتا ہوں کہ اس طرح کا کوئی کام ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! جب آپ کا next day question ہو گا تو اس کی بھی detail آپ ایوان میں دیں گے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں ضرور detail دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ بات کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس کی پوری detail کے ساتھ ایوان کو بتائیں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے جب منسٹر صاحب کے متعلقہ next day question ہوں گے۔۔۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس کا نام بھی بتا دیتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، نام بتا دیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چودھری جاوید گجر اس وقت بھی ساہیوال میں بطور District Food Controller Job کر رہا ہے اور منسٹر صاحب expel کہہ رہے ہیں کیونکہ وہ expel تو ہے ہی نہیں۔ He is the sitting DFC.

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!آپ اس کو چیک کروائیں جب آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے next day question ہوں گے تو آپ ایوان کو پوری تفصیل سے آگاہ کریں گے۔ جی، میاں صاحب فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سوال سے سب کا بھلا ہو گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ کی بڑی مہربانی، میں ان کو floor دے چکا ہوں۔ جی، میاں رفیق صاحب!آپ فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرے اس سوال سے بہت ساروں کا بھلا ہو گا۔ سوال نمبر 653 کے جُز(ج) کے جواب میں درج ہے کہ 10لاکھ 15ہزار5سو10 میٹرک ٹن گندم خُورد بُرد کی گئی ہے اور یہ کتنا بڑا خُورد بُرد کا حجم ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کارروائی کے متعلق بھی لکھا گیا ہے ان لوگوں کے خلاف درج ذیل کارروائی بھی ہوئی، کیا ان میں کچھ ریٹائرڈ ہو گئے ہیں، کچھ terminate ہو گئے ہیں یا کچھ بحال ہو گئے ہیں لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ان لوگوں سے خُورد بُرد کی گئی گندم یا خُورد بُرد کی رقم بھی وصول کی جاتی ہے یا خالی کارروائی ہی کی جاتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!انہوں نے بڑا important point اٹھایا ہے۔ میرے خیال میں بنیادی طور پر یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی جگہ پر شکایت ملتی ہے یا اس طرح کی کوئی خُورد بُرد سامنے آتی ہے تو پہلے اس کی رقم اور وہ گندم وصول کی جاتی ہے اس کے بعد یہ سارا process چلتا ہے۔ میں نے آپ کو کہا ہے کہ according to rules اس پر کام کر رہے ہیں اور یہ اس چیز کی دلیل ہے کہ یہ ایف آئی آر کسی معزز ممبر کی شکایت پر نہیں ہوئی بلکہ یہ ڈیپارٹمنٹ نے خود کروائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!اس کی پھر detail لے کر ایوان کو بتائیں گے۔اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں اس کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا معزز ایوان ہے یہاں پر جو ڈیپارٹمنٹ نے information دینی ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ بہت ٹھیک information ہونی چاہئے۔ ایک معزز ممبر یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ آفیسر موجودہ سیٹ پر بیٹھے کام کر رہے ہیں اور

ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب آرہا ہے کہ نہیں ہم اس کوexpel گن رہے ہیں، ایوان کو مذاق نہ بنایا جائے، اس کے تقدس کو پامال نہ کیا جائے اور یہاں پر information ٹھیک دی جائے تاکہ ہم تک ٹھیک information آئے۔ یہ نہیں کہ وہاں سے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری صاحب نے جواب لکھ کر بھیج دیا، منسٹر صاحب نے یہاں پر آکر پڑھ دیا اور ہم نے اس کو مان لیا اور یہ on ground reality ہو رہا ہے۔ یہ نئی روایت نہ ڈالیں جو چیزیں ایوان میں پیش کی جاتی ہیں وہ authentic ہوں۔ کل ایوان میں ایک بات کی گئی کہ foreign office شکار کا لائسنس جاری کرتا ہے۔ میں چُپ کر کے بیٹھ گیا میں نے کہا کہ یہ ہمیں کیا پڑھا رہے ہیں؟ گزارش ہے کہ یہ written ایسے جواب دے رہے ہیں اور آپ ان کے خلاف ایکشن بھی نہیں لیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ سے عرض کی ہے کہ۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: آپ صحیح فرما رہے ہیں۔ میں Chair سے یہی request کر رہا ہوں کہ آپ نے ایوان چلانا ہے آپ ان سے صحیح جواب بھی طلب کریں۔ متعلقہ محکمہ کے خلاف انکوائری کر کے ہمیں بتایا جائے تاکہ آئندہ کسی بندے کو جرأت نہ ہو کہ وہ ایوان میں غلط بیانی کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے منسٹر صاحب کو کہہ دیا ہے کہ جب اگلی دفعہ سوالات آئیں گے تو وہ اس سوال کی پوری تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! چھ مہینے بعد سوالات کی باری آتی ہے۔ ایک معزز ممبر بات کر رہا ہے، میں بات کر رہا ہوں اور عوام نے ہمیں جو mandate دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس کا جواب آپ یا میں تو نہیں دے سکتے۔ گورنمنٹ کے ایک منسٹر یہاں پر موجود ہیں جو محکمہ کو چلا رہے ہیں وہ وثوق کے ساتھ جواب دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں اس کی انکوائری کر کے اگلے سیشن میں آپ کو اس کی پوری تفصیل بتاؤں گا اگر غلط جواب ہوا تو یہ منسٹر کی ذمہ داری ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کل بھی اجلاس ہے، اس پر کیا انکوائری ہونی ہے؟ محکمہ سے پوچھ کر کل اس کا جواب ایوان میں دے دیا جائے، بات ختم ہو جائے گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ان کو کہہ دیا ہے، جب وقفہ سوالات ختم ہو گا تو وہ ڈیپارٹمنٹ سے بات کریں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس پر ایک کمیٹی بنادی جائے، یہ کل پوچھ لیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ جواب جو لکھا ہوا ہے میں اسے own کرتا ہوں میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے۔ جواب میں لکھا ہے کہ چودھری جاوید گجر Ex-DDF یہ اب وہاں پر نہیں ہے اور اس پر Chair کا حکم بھی آگیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ وزیر صاحب اتنے وثوق کے ساتھ ایک بات کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): مجھے کوئی شوق نہیں ہے کہ میں غلط بیانی سے کام لوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس میں ایک فرق ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): مجھے بات ختم کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسلم اقبال صاحب! پہلے ان کی پوری بات سُن لیں۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ جاوید گجر Ex-DDF ہیں تو یہ DDF نہیں ہیں۔ دوسری میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ confusion نہ create ہو اس لئے میں اس بات کو clear کر دوں کہ یہ جو کارروائی ہے یہ محکمہ خوراک کی request پر ہوئی ہے یہ کسی کی complaint پر نہیں ہوئی۔ یہاں پر بہت قابل احترام ممبران موجود ہیں یہ ان کی complaint پر نہیں ہوئی بلکہ ڈیپارٹمنٹ جاگ رہا ہے اور اس کو پتا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ خود complainant ہو، خود وہ اس پر ایف آئی آر درج کروائے کہ یہ forgery ہے اور خود ان کو وہاں پر DDF لگادے۔ یہ common sense کی باتیں ہیں اس میں تھوڑا سا الجھاؤ ختم کریں اور اب Chair کا حکم بھی آگیا ہے۔ میں bound ہوں، میں نے لکھ لیا ہے، میں اس کی تصدیق کر کے بتادوں گا بلکہ میں نے تو اگلی بات بھی کہہ دی ہے اور بغیر زور لگائے میں نے کہہ دیا ہے کہ اگر اس میں کوئی فرق آیا تو میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ سخت سے سخت کارروائی کروں گا۔ اس کے بعد کوئی issue نہیں رہ جاتا کہ اس پر مزید بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔ بالکل ٹھیک ہے، اس پر بات ہو گئی ہے۔ اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات یہ ہے کہ اتنی تفصیلاً بات ہو گئی ہے اب اس پر ضمنی سوال بنتا نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔جی،اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سوال نمبر 603 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ:مزارات و مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

***603:جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات اور مساجد کتنی ہیں؟

(ب) ان درباروں اور مساجد کی سال10-2009 سے آج تک کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل دربار اور مساجد وار فراہم کریں؟

(ج) ان مساجد اور مزارات کی تعمیر/مرمت پر ہر سال10-2009 سے آج تک کتنی رقم خرچ کی،تفصیل مزارات اور مساجد وار بتائیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات اور مساجد کی تعداد درج ذیل ہے:

1- مزارات 13عدد

2- مساجد 10عدد

(ب) ان درباروں اور مساجد سے سال10-2009 سے آج تک کی آمدن و اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دربار حضرت داتا شاہ جمال شیخوپورہ:اس دربار شریف پر سال10-2009 سے اب تک مبلغ-/28,74,500 روپے خرچ کئے گئے جس میں دربار شریف کی از سر نو تعمیر کا کام شامل تھا۔

جامع مسجد سعیدیہ مرید کے شیخوپورہ:اس مسجد پر سال10-2009 سے اب تک مبلغ -/14,87,232 روپے خرچ کئے گئے جس میں مسجد کی تزئین و آرائش کا کام شامل تھا۔

دربار حضرت میاں شیر محمد شرقپور شریف شیخوپورہ:اس دربار شریف پر سال10-2009 سے اب تک مبلغ-/99,77,000روپے خرچ کئے گئے جس میں دربار شریف کی از سر نو تعمیر کا کام شامل تھا۔

دربار حضرت پیر بہار شاہ شیخوپورہ:اس دربار شریف پر سال10-2009 سے اب تک مبلغ -/3,76,000روپے خرچ کئے گئے جس میں دربار شریف کے احاطہ کے داخلی راستہ پر آہنی دروازے دربار شریف کا رنگ وروغن اور سکیورٹی انتظامات کے کام شامل تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں انہوں نے بتایا ہے کہ دس مساجد ہیں جو اس کے under آ رہی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ محکمہ اوقاف نے جو دس مساجد اپنی تحویل میں لی ہیں، ڈسٹرکٹ شیخوپورہ میں تو بہت ساری مساجد ہیں لیکن ان دس کی کیا خصوصیت ہے کہ یہی دس مساجد محکمہ نے اپنی تحویل میں لی ہیں، اگر کوئی اور مساجد محکمہ اوقاف کی تحویل میں شامل کرنی ہوں تو اس کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! یہ مساجد جو پہلے سے محکمہ اوقاف کی تحویل میں چلی آ رہی ہیں، یہ اس وقت لی گئی ہوں گی جب مساجد کی دیکھ بھال کرنے والا اور کوئی نہیں ہو گا۔ دوسرا یہ بھی ہے کہ جہاں پر کہیں جھگڑا فساد ہو جائے ایک مسجد کو تحویل میں لینے پر، بین المسالک کوئی جھگڑا ہو جائے تو ان مساجد کو بھی محکمہ اوقاف قانوناً takeover کر سکتا ہے اور کر لیتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر معزز ممبر اسمبلی چاہتے ہیں کہ محکمہ اوقاف کسی مسجد کا انتظام وانصرام سنبھال لے تو یہ ہمیں بتا دیں ہم اس مسجد کو بھی takeover کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اب وقفہ سوالات کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہو گا کیونکہ میں time bound ہوں۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اسی سوال کے جز(ج) سے ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وارث شاہ کو پنجابی زبان کا Shakespeare کہا جاتا ہے۔ میں نے جز(ج) میں پوچھا تھا کہ کن مزارات پر پیسے لگائے جا رہے ہیں، ان کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائی جائے۔ باقی جواب

تو آگیا لیکن پیر وارث شاہ کا نہیں آیا، کیا اس پر پیسے نہیں لگانے چاہئیں جس کو پنجابی زبان کا Shakespeare کہا جاتا ہے ؟انگریزی کے Shakespeare کا گھر تو لوگ دیکھنے جاتے ہیں اور دس پاؤنڈ ٹکٹ لیتے ہیں اور ہمارے Shakespeare کی حالت دیکھیں اگر کوئی visit کر لے تو اس میں کسی شک وشبے کی گنجائش نہیں رہے گی جو اس وقت وہاں پر حالت ہے، وہاں پر عرصہ دراز سے ایک ہی عملہ تعینات ہے جو کرپشن کا گڑھ بن چکا ہے۔آپ کیوں نہیں ان لوگوں کو تبدیل کرتے، کیوں محکمہ ان کو change نہیں کرتا؟تبدیلی آئے گی، کوئی دوسرا آئے گا، audit کرے گا، دو تین یا پانچ سال بعد تو یہ تبدیل ہوں مگر یہاں پر تو عرصہ دراز سے وہی مینجر، وہی سب کچھ آرہا ہے۔اس دربار کو سالانہ پوری دنیا سے لوگ دیکھنے آتے ہیں کہ یہاں پر کیا ہے مگر مایوس ہو کر لوٹ جاتے ہیں وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں پر گزشتہ سالوں میں جتنی آمدن ہوئی ابھی تک اس پر کوئی خرچہ نہیں ہوا۔اس سال بھی میری معلومات کے مطابق اس کے لئے 9 ملین روپے رکھے گئے لیکن ابھی تک نہیں لگے، نہ کچھ نظر آرہا ہے کہ کہاں پر لگنے ہیں اور کہاں نہیں، نہ ہی مجھے ابھی تک اس کا کوئی پلان نظر آیا ہے۔یہ مزار میری constituency میں بھی آرہا ہے لہذا میں اس کے بارے میں وزیر موصوف سے information لینا چاہوں گا اور یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کی حالت کب تک بہتر کر دی جائے گی ؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! میں معزز ممبر اسمبلی کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ حضرت وارث شاہ یقیناً ان کے حلقہ جنڈیالہ شیر خان میں پیدا ہوئے انہوں نے قصور میں تعلیم حاصل کی اور پھر ہماری طرف پاکپتن میں آ گئے وہاں انہوں نے ملکہ ہانس میں ایک مسجد کے حجرے میں بیٹھ کر نہ صرف مسجد کی امامت کی بلکہ ہیر کی تحریر بھی ملکہ ہانس میں ہی مکمل ہوئی اس کے بعد وہ زمانہ حوادث کے مطابق پھر اپنی جنم بھومی واپس آ گئے تو یہ ان کا جو مزار ہے یہ پنجاب آرٹس کونسل کے پاس ہے، ہمارے محکمہ کے پاس نہیں ہے ان کے متعلق جو سوالات ہیں وہ کر لیں لیکن میں بھی چونکہ حضرت وارث شاہ کا بہت معترف ہوں، ہمیشہ ان سے inspiration بھی لی ہے اور استفادہ بھی کیا ہے۔ ان کے جو قوموں کے بارے میں، لوگوں کے بارے میں اور علاقوں کے بارے میں مشاہدات ہیں وہ میرے تجربے میں بھی سو فیصدی صحیح آئے ہیں مثلاً اگر میرے عزیز فیضان خالد ورک بُرا نہ منائیں تو حضرت وارث شاہ چونکہ چناب کے ایک کنارے کے رہنے والے تھے، دونوں کناروں پر جو قومیں اور لوگ آباد تھے وہ ان سے واقف تھے تو انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ :

وارث شاہ اے ٹھگ نئیں جٹ سبھے
وڈے ٹھگ جٹ چناب دے نیں
(قہقہے)

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ:

وارث شاہ دا بولنا بھید اندر
تے دانشمند نوں غور ضرور ہوسی

اس پر بھی کچھ غور کر لیں۔(قہقہہ)

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): اس پر بھی بہت غور کیا ہے اور اس پر غور کرنے کے بعد ہی میں نے وارث شاہ سے اتفاق کیا ہے۔(قہقہہ)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پنجابی کے شیکسپیئر نقاش فطرت نے کہا ہے کہ:

اِٹ سٹ تے بھکھڑا، کوار گندل اسیں ہو روی بُوٹیاں جاندے ہاں

ان کے دوسرے ایک شعر کا مصرعہ ہے:

چرخے دی گھوک سُن کے جوگی اُتر پہاڑوں آیا

واہ، واہ کیا بات ہے نقاش فطرت، پنجابی دے شیکسپیئر دی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جہلم میں فلور ملز و دیگر تفصیلات

*770: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں قائم فلور ملز اور ان کے مالکان کے نام بتائیں؟

(ب) ان فلور ملز کو مالی سال 2011 اور 2012 کے دوران کتنی گندم فراہم کی گئی؟

(ج) اس وقت کون کون سی فلور ملز کب سے بند پڑی ہیں؟

(د) کس کس فلور مل سے گندم چوری فروخت کرنے کی شکایات وصول ہوئیں ان کے نام کیا ہیں اور حکومت نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی، آگاہ کریں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع جہلم میں اس وقت 17 فلور ملز موجود ہیں اور ان کے مالکان کے نام درج ذیل ہیں:-

نمبر شمار	نام فلور ملز	نام فلور ملز مالکان
1	شوکت	بشارت وحید
2	الفضل	چوہری ظہور احمد
3	الریاض	چودھری گلبہار
4	یونین	شیخ محمد سلیم
5	عاصم	ملک محمد صدیق
6	الحبیب	مرزا حبیب
7	الانجم	انجم پرویز
8	السلیم	انجم سلیم میر
9	علی لال	کاشف مشتاق
10	شیر باز	محمد صدیق (ٹھیکیدار)
11	نیو حسین	خواجہ اکرم
12	حسین	خواجہ اکرم
13	فائن	خواجہ اکرم
14	کوہ نور	ظفر اقبال (ٹھیکیدار)
15	الرضوان	خواجہ اکرم
16	المعراج	شیخ محمد اقبال
17	راجہ	چودھری محمد افضل

(ب) ان فلور ملز کو فراہم کردہ گندم کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فلور ملز	برائے مالی سال2011 (میٹرک ٹن)	برائے مالی سال2012 (میٹرک ٹن)
1	الرضوان	2592.500	2539.700
2	کوہ نور	535.900	1342.100
3	حسین	2621.100	2568.200
4	نیو حسین	4528.000	4444.400
5	فائن	3541.200	3867.200
6	السلیم	959.400	0.00
7	علی لال	678.100	1677.300
8	شیر باز	472.800	75.000
9	الحبیب	1666.000	2279.800
10	الریاض	2270.000	2439.100
11	الفضل	2058.900	1890.000
12	عاصم	3726.800	4485.800
13	یونین	1641.800	1391.800
14	شوکت	2618.900	3098.300
15	المعراج	0.000	0.000
16	الانجم	1665.000	3486.100
17	راجہ	746.700	2465.800
	میزان	32323.100	38051.100

(ج) اس وقت نیو المعراج فلور ملز بوجہ مرمت و توسیع مئی2009 سے بند ہے۔

(د) کسی بھی فلور ملز سے گندم چوری فروخت کرنے کی شکایت وصول نہ ہوئی ہے۔

بہاولپور: جامع مسجد الصادق کے لئے مختص کی گئی اراضی و دیگر تفصیلات

*706:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اندورن شہر بہاولپور میں نواب صادق مرحوم کے دور میں ایک عالی شان جامع مسجد جامع مسجد الصادق کے نام سے تعمیر کی گئی، اس کی دیکھ بھال کے لئے نواب صاحب مرحوم نے کتنی زرعی اراضی مختص کی تھی؟

(ب) اس مختص کردہ زمین کا اب کیا status ہے، اس سے کتنی آمدنی سالانہ ہو رہی ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) جامع مسجد الصادق بہاولپور کی دیکھ بھال کے لئے نواب صاحب مرحوم نے کوئی اراضی مختص نہ کی تھی۔

(ب) جامع مسجد الصادق بہاولپور سے ملحقہ کوئی زرعی اراضی مختص ہے اور نہ ہی کوئی سالانہ آمدن ہو رہی ہے۔

ضلع راولپنڈی: گندم خرید کا ٹارگٹ و دیگر تفصیلات

*1249: **محترمہ زیب النساء اعوان:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی سال 2013 میں گندم کی خرید کا کل ٹارگٹ کتنا مختص کیا گیا ہے؟

(ب) اس کی خرید کے لئے مذکورہ ضلع میں کتنے مستقل اور کتنے عارضی مراکز خرید گندم بنائے گئے ہیں؟

(ج) اس مقصد کے لئے کتنا باردانہ خرید کیا گیا ہے اور اس کی خرید کا طریق کار کیا ہے؟

(د) گندم کی خرید کے لئے کتنی مدت مقرر کی گئی ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع راولپنڈی سال 2013 میں حکومت کی طرف سے گندم کی خرید کا کل ٹارگٹ 10000 میٹرک ٹن مقرر کیا گیا تھا، بعد ازاں کم کر کے 266 میٹرک ٹن کر دیا گیا اور 266 میٹرک ٹن گندم خرید کر لی گئی تھی۔

(ب) اس کی خرید کے لئے پہلے سے موجود چار عدد مستقل مراکز پی آر سنٹر اسلام آباد-II، III گوجر خان اور ٹیکسلا مقرر کئے گئے تھے۔ ضلع ہذا میں کوئی بھی عارضی مرکز گندم کی خریداری کے لئے مقرر نہ کیا گیا۔

(ج) نظامت خوراک پنجاب ہر ضلع میں خرید گندم کے ہدف کے مطابق باردانہ کی ڈیمانڈ محکمہ خوراک کو بھیجتا ہے جو پیپر رولز کے مطابق باردانہ کی خریداری کے عمل کو مکمل کرتا ہے۔ اخبار میں اوپن ٹینڈر کے لئے اشتہار دیا جاتا ہے اور تمام خواہشمند بولی دہندہ فرموں سے مقابلتاً سب سے کم ریٹ والی فرموں کو قانون کے مطابق سپلائی کا آرڈر دیا جاتا ہے اور تمام سٹورز کی مکمل کوالٹی انسپکشن ٹیم کی زیر نگرانی ٹینڈر انکوائری میں دیئے گئے معیار کے مطابق چیک کی

جاتی ہے۔مزید برآں گورنمنٹ لیبارٹری سے کوالٹی پیرامیٹرز چیک کروانے کے بعد ہی سٹور کو تفویض کردہ ضلع میں ارسال کیا جاتا ہے تاکہ اسے گندم کی خریداری کے لئے کاشتکاروں کو بمطابق پالیسی جاری کیا جائے۔اسی طریق کار کے مطابق ضلع راولپنڈی میں خریداری گندم کے لئے کل185000پی پی تھیلے جیوٹ ملز گدون سے خریدے گئے۔

(د) گندم کی خرید کے لئے45دن مقرر کئے گئے تھے۔

جہلم شہر میں اوقاف کی اراضی و دیگر تفصیلات

*771: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) جہلم شہر میں محکمہ اوقاف کی کتنی اراضی ہے؟

(ب) کتنی اراضی پر کن کن لوگوں نے کب سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) کتنی اراضی محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے؟

(د) کتنی اراضی پٹا/ٹھیکہ/لیز پر کن کن افراد کو کتنے عرصہ کے لئے کتنی رقم کے عوض دی گئی ہے؟

(ہ) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ محکمہ اوقاف کی کافی اراضی پر قبضہ کر کے آگے فروخت کی جا رہی ہے اور اس میں محکمہ کے اہلکاران وافسران بھی ملوث ہیں؟

(و) کیا حکومت اس سلسلہ میں انکوائری کمیٹی بنا کر تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع جہلم بشمول جہلم شہر میں محکمہ اوقاف (مسلم) کی وقف املاک کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام وقف	رقبہ کنال مرلے	دوانات	مکانات	زرعی اراضی
1	دربار سلمان پارس	15 - 00	- - -	- - -	- - -
2	دربار عبدالحکیم	15 - 2	- - -	- - -	- - -
3	دربار سخی شاہ بھور	15 - 00	- - -	4محلہ خواجگان جہلم شہر	- - - -
4	جامع مسجد افغاناں جہلم شہر		6	07	7کنال13مرلے
5	جامع مسجد حافظ نور مین بازار		8مین بازار جہلم شہر		
6	دربار پیر شہاب	3 - 00	- - -	- - -	- - -
7	دربار خواجہ مقبول	23 - 8	- - -	- - -	- - -
8	دربار پیر دسن شاہ	50 - 00	- - -	- - -	- - -

9	دربار معصوم بادشاہ	2 - 00	- - -	- - -	- - -	
10	دربار سہری والی سرکار	10 - 00	- - -	- - -	- - -	
11	دربار عبداللہ شاہ	15 - 00	- - -	- - -	- - -	
12	دربار شاہ جہاں چشتی	16 - 5	-	- - -	- - -	
13	دربار شاہ سفیر	74 - 00	- - -	- - -	- - -	
14	دربار زندہ پیر پنڈ سویکا	13 - 02	- - -	- - -	- - -	
15	دربار احمد علی شاہ پنڈ سویکا	4 - 00	- - -	- - -	- - -	
16	دربار عاشق علی پنڈ سویکا	00 - 02	- - -	- - -	- - -	
17	دربار میراں شاہ ہمدانی	23 - 05	- - -	- - -	- - -	
18	آمدہ انڈیا موضع چوٹالہ		- - -	- - -		40کنال موضع چوٹالہ جہلم
19	درگاہ خواجہ صاحب آمدہ انڈیا		- - -	- - -		71کنال14مرلے موضع جلال پور
20	دربار غلام محی الدین		- - -	- - -		112کنال8مرلے موضع پکھوال
21	دربار سیدن شاہ شیرازی		- - -	- - -		531کنال2مرلے موضع لنگر
	میزان	146 - 04	14	11		762کنال17مرلے

(ب) محکمہ اوقاف کی اراضی پر کسی قسم کا کوئی ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ج) تمام اراضی محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ مکانات اور دکانات سے باقاعدگی سے کرایہ وصول کیا جاتا ہے جبکہ زرعی اراضی ہر سال بذریعہ نیلام عام نیلام کی جاتی ہے۔

(د) ضلع جہلم میں وقف زرعی اراضی درج ذیل تفصیل کے ساتھ پٹا پر دی گئی ہے:

نمبر شمار	وقف زرعی اراضی	محل وقوع	رقبہ تعدادی	عرصہ پٹا	رقم پٹا	نام پٹادار
1	دربار حضرت غلام محی الدین	موضع پکھوال	112کنال8مرلے	2013-14	-/81000روپے	راجہ اظہر محمود ولد اختر خان
2	وقف اراضی آمدہ انڈیا	موضع چوٹالہ	40کنال	2013-14	-/22200روپے	محمد انور مرزا ولد حسین بیگ مرزا
3	درگاہ خواجہ صاحب آمدہ انڈیا	موضع جلالپور	71کنال14مرلے	2013-14	-/36500روپے	منظور حسین ولد حاجی احمد خان
4	دربار سیدن شاہ شیرازی	موضع لنگر	531کنال2مرلے	2013-14	-/13000روپے	عظمت اللہ ولد حاجی احمد خان
	میزان		755کنال4مرلے		-/152700روپے	

(ہ) محکمہ کی کسی اراضی پر کوئی ناجائز قبضہ ہے اور نہ ہی کوئی اراضی فروخت کی جارہی ہے۔

(و) انکوائری کمیٹی بنانے کی کوئی ضرورت نہ ہے کیونکہ محکمہ میں کوئی ایسی بے ضابطگی موجود نہ ہے۔

رمضان بازاروں میں چینی کی فراہمی کے لئے سبسڈی دینے کی تفصیلات

*1303: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے رمضان بازاروں میں سستی چینی کی فراہمی کے لئے کتنی رقم سبسڈی کی مد میں مختص کی ہے؟

(ب) رمضان بازاروں میں چینی فی کلو کس ریٹ پر مہیا کی جارہی ہے اور عام بازار میں چینی کس ریٹ پر مل رہی ہے؟

(ج) کیا رمضان بازار اور عام بازاروں میں فروخت ہونے والی چینی کی کوالٹی ایک جیسی ہے یا ان میں فرق ہے، اگر فرق ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت رمضان بازاروں میں اعلیٰ کوالٹی کی چینی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) حکومت پنجاب نے رمضان بازاروں میں کوئی سبسڈی مختص نہ کی ہے۔

(ب) رمضان بازار میں چینی مبلغ 51روپے فی کلو گرام مہیا کی گئی جو کہ عام بازار سے مبلغ 3روپے فی کلو گرام کم تھی۔

(ج) رمضان بازار اور عام بازاروں میں فروخت ہونے والی چینی میں کسی قسم کا کوئی فرق نہ ہے۔

(د) حکومت پنجاب نے رمضان بازاروں میں اعلیٰ کوالٹی کی چینی فراہم کی۔

ضلع چنیوٹ: محکمہ کی اراضی والاٹمنٹ کے طریق کار کی تفصیلات

*796: **الحاج محمد الیاس چنیوٹی:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اگر ضلع چنیوٹ میں مسلم اوقاف کی اراضی موجود ہے تو تحصیل وار تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ نے مذکورہ اراضی کئی این جی اوز اور افراد کو الاٹ کی ہوئی ہے، کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کی تعداد کیا ہے، جو الاٹ ہو چکی ہے اور کتنی اراضی بقایا ہے جو ابھی تک الاٹ یا لیز پر دی جانی مقصود ہے؟

(ج) مسلم اوقاف کی کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کی الاٹمنٹ کی شرائط اور criteria کیا ہے؟

(د) متذکرہ اراضی کن کن مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتی ہے نیز مذکورہ اراضی جن مقاصد کے لئے الاٹ کی گئی ہے آیا انہی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع چنیوٹ کی تحصیل چنیوٹ میں 1042 کنال تحصیل لالیاں میں 3060 کنال اور تحصیل بھوانہ میں 2769 کنال 18 مرلے زرعی اراضی محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔

(ب)

(i) محکمہ نے کوئی اراضی کسی N.G.O کو الاٹ نہیں کی۔

(ii) کل زرعی اراضی 6871 کنال 18 مرلے میں سے 4552 کنال 18 مرلے سالانہ پٹا پر ہے۔

(iii) کمرشل یونٹ دکانات 166 عدد، رہائشی یونٹ (مکانات) 14 عدد، پٹرول پمپ کی جگہ 4 عدد، سکول 1 عدد کالج 1 عدد ہیں۔

(iv) 2319 کنال زرعی اراضی تاحال سالانہ پٹا پر نیلام ہونا باقی ہے۔

(ج) بمطابق قوانین اوقاف وقف اراضی کسی شخص کو الاٹ نہ کی جاسکتی ہے۔ وقف اراضی زرعی / رہائشی و کمرشل مقاصد کے لئے حسب ذیل طریق کار کے تحت نیلام کی جاتی ہے۔

1۔زرعی مقاصد: پنجاب وقف پراپرٹیز ایڈمنسٹریشن رولز 2002 کے تحت وقف زرعی اراضی جو کاشتہ ہو ایک سال کے لئے اور غیر کاشتہ (بنجر) عرصہ سات سال کے لئے بعد از اشتہار نیلام اخبار وسیع تر مشتہری منادی بذریعہ نیلام عام نیلام کی جاتی ہے۔ کارروائی نیلام میں ہر پاکستانی ماسوائے ملازمین اوقاف حصہ لے سکتا ہے۔

نیلام شدہ وقف اراضی جو عرصہ ایک سال کے لئے نیلام ہوئی ہے پٹادار اس رقبہ کو مزید عرصہ چار سال تک حسب ذیل اضافہ کے ساتھ اپنے استعمال میں رکھ سکتا ہے۔

پہلا سال: گزشتہ سال کے زرپٹا پر 20 فیصد اضافہ کے ساتھ

دوسرا سال: گزشتہ سال کے زرپٹا پر 20 فیصد اضافہ کے ساتھ

تیسرا سال: گزشتہ سال کے زرپٹا پر 10 فیصد اضافہ کے ساتھ

چوتھا سال: گزشتہ سال کے زرپٹا پر 10 فیصد اضافہ کے ساتھ

بنجر اور غیر آباد رقبہ کی نیلامی کے سات سال بعد گزشتہ سال کے زرپٹا پر 10 فیصد اضافہ کے ساتھ مزید تین سال تک کی توسیع مدت پٹا دی جاسکتی ہے۔

2۔رہائشی مقاصد: محکمہ اوقاف از خود کوئی رہائشی کالونی تعمیر کر کے نیلام نہ کرتا ہے بلکہ پنجاب وقف پراپرٹیز آرڈیننس 1979 کی شق نمبر 7 کے تحت جب کسی دربار کو محکمانہ تحویل میں لیا جاتا ہے تو دربار کے ساتھ وقف جائیداد میں اگر کوئی مکان شامل ہو تو رہائش پذیر شخص کو مارکیٹ ریٹ کے مطابق کرایہ لگاتے ہوئے اسے کرایہ دار بنالیا جاتا ہے۔ یہاں یہ امر قابل وضاحت ہے کہ چند ایک شہروں میں محکمہ نے دکانات کے اوپر رہائشی مقاصد کے لئے فلیٹس تعمیر کئے جو گڈول پالیسی کے تحت بذریعہ نیلام عام ماہوار کرایہ داری پر نیلام کئے گئے۔ یہ کرایہ داری عرصہ تین سال کے لئے ہوئی ہے اور ہر تین سال بعد ماہوار کرایہ میں 25 فیصد اضافہ کے ساتھ مزید تین سال کے لئے بمطابق قوانین اوقاف تجدید ماہوار کرایہ داری عمل میں لائی جاتی ہے۔

3۔کمرشل مقاصد: کمرشل مقاصد کے تحت 33 سال کے لئے حکومت پنجاب کی پیشگی منظوری سے (Goodwill) پریمیم کے تحت ماہانہ کرایہ داری کے لئے برسر عام نیلام کی گئی اس میں (Goodwill) پریمیم کو نیلام کیا جاتا تھا۔ کمرشل مقاصد کے تحت قواعد / پالیسی و شرائط کا از سر نو جائزہ لیا جارہا ہے جس کی منظوری کے بعد دستیاب اراضی کے نیلام کی کارروائی برسر عام عمل میں لائی جائے گی۔

(د) متذکرہ اراضی جن مقاصد کے تحت الاٹ کی جائے انہی کے لئے استعمال ہو سکتی ہے اور وقف اراضی جن مقاصد کے تحت الاٹ کی گئی انہی مقاصد کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔

محکمہ خوراک کا بنکوں سے قرضہ لینے کی تفصیلات

*1381:ڈاکٹر نوشین حامد:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

سال13۔2012کے دوران محکمہ خوراک نے بنکوں سے کتنے قرضے لئے اور ان پر ماہانہ کتنا سود ادا کیا گیا بنکوں کی تفصیل علیحدہ علیحدہ حاصل کی جانے والی رقم ماہانہ سود بیان کی جائے؟

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین):

محکمہ خوراک پنجاب نے سال13-2012کے دوران بنکوں سے-/1,10,53,99,00,000 روپے بنکوں سے قرض لئے۔یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ بنک محکمہ خوراک سے سابقا سال کی بقایا قابل ادار قم اور دوران سال13-2012 حاصل کی جانے والی رقم پر سود ماہانہ کی بنیاد پر مطالبہ کرتا ہے جبکہ محکمہ خوراک اسے سہ ماہی(quarterly)کی بنیاد پر سود ادا کرتا ہے۔

بنکوں کی سابقا سال کی قابل ادار قم-/78,94,49,00,000 روپے تھی۔سال13-2012 کے دوران حاصل کی جانے والی رقم-/1,10,53,99,00,000 روپے، کل قابل ادار قم -/1,89,48,,48,00,000 روپے اور اپریل2013 تا ستمبر2013، 6ماہ کے دوران سود کی مد میں رقم-/7,82,45,57,340 روپے ادا کی، حاصل کردہ قرضہ اور سود جو ماہانہ کی بنیاد پر بنتا تھا کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع شیخوپورہ: محکمہ اوقاف کی اراضی والاٹمنٹ کے طریق کار کی تفصیلات

*797:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں مسلم اوقاف کی اراضی کی تعداد تحصیل وار کس کس مقام اور موضع میں واقع ہے؟

(ب) مذکورہ اراضی کن کن مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتی ہے؟

(ج) مذکورہ ضلع میں تحصیل وار کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کی تفصیل الگ الگ بیان فرمائیں؟

(د) مذکورہ ضلع میں اب تک کتنی اراضی کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کس کس مقصد اور کس کس کو کتنے کتنے عرصہ سے دے رکھی ہے، اس کی الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) مذکورہ ضلع میں اب تک کتنی اراضی ایسی ہے جو بقایا سرکار ہے اور ابھی تک الاٹ نہیں ہوئی؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) ضلع شیخوپورہ مسلم اوقاف کی کل اراضی 486 ایکڑ 4 کنال 2 مرلے ہے جس کی مکمل تفصیل برنشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ اراضی صرف زرعی مقاصد کے لئے نیلام کی جاتی ہے۔

(ج) شیخوپورہ ضلع میں 172 دکانات، 42 مکانات اور 2 عدد پٹرول پمپ کرایہ داری ہیں جس کی تفصیل برنشان (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کمرشل، رہائشی اور زرعی اراضی کی تفصیل برنشان (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔زرعی اراضی ہر سال زرعی مقاصد کے لئے بذریعہ نیلام عام پٹا پر دی جاتی ہے جبکہ دکانات و مکانات کی کرایہ داری ابتدائی عرصہ تین سال کے لئے نیلام کی جاتی ہے جس میں ہر تین سال بعد 25 فیصد اضافہ کے ساتھ توسیع کرایہ داری کی جاتی ہے جبکہ پٹرول پمپ و دیگر کمرشل مقاصد کی تنصیب کے لئے ابتدائی کرایہ داری جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی پیشگی منظوری کے بعد 30 سال کے لئے بذریعہ نیلام عام نیلام کی جاتی ہے۔

(ہ) وقف اراضی جو ابھی تک نیلام نہ ہوئی ہے کی تفصیل برنشان (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور: گندم سٹور کرنے کی گنجائش و عارضی ملازمین کی تفصیلات

*1427: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں واقع گندم کے مراکز رکھ چھبیل رائیونڈ برکی اور کاہنہ میں کل کتنے ٹن گندم سٹور کرنے کی گنجائش ہے، الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ضلع لاہور میں موجود گندم کے گوداموں میں کل کتنے عارضی ملازمین ہیں ان کے نام، عہدہ و گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ہر سال گندم کی خریداری کے مواقع پر محکمہ خوراک عارضی ملازمین بھرتی کرتا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) ضلع لاہور میں واقع گندم کے مراکز رکھ چھبیل، رائیونڈ، برکی اور کاہنہ میں گندم سٹور کرنے کی گنجائش کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

ضلع	نام سنٹر	گندم سٹور کرنے کی گنجائش
لاہور-II	رکھ چھبیل	22500 میٹرک ٹن
	رائیونڈ	6000 میٹرک ٹن
	میزان	28500 میٹرک ٹن
لاہور-I	برکی (مغل پورہ)	52000 میٹرک ٹن
	کاہنہ (گلبرگ)	10000 میٹرک ٹن
	میزان	62000 میٹرک ٹن

(ب) ضلع لاہور میں واقع گندم کے مراکز رکھ چھبیل، برکی اور کاہنہ میں خریداری گندم و ذخیرہ حکومتی مراکز میں ہی کی جاتی ہے لہذا مذکورہ گوداموں میں کوئی عارضی ملازم نہ ہے۔ تاہم رائیونڈ سنٹر پر گنجائش ذخیرہ گندم کم ہونے کی بناء پر خرید کردہ گندم پرائیویٹ گوداموں میں ذخیرہ کی جاتی ہے جس کے لئے عارضی چوکیدار روزانہ اجرت کی بنیاد پر بھرتی کئے جاتے ہیں۔ روزانہ اجرت DCO کی طرف سے مقرر کردہ نرخوں کے مطابق کی جاتی ہے اس وقت ضلع لاہور میں 300 روپے روزانہ اجرت مقرر ہے۔ رائیونڈ سنٹر پر گندم خریداری سکیم 14-2013 کے دوران چھ عدد عارضی ملازمین تعینات کئے گئے جو بعد از اجراء گندم مورخہ 05-08-2013 اور 12-09-2013 کو فارغ کر دیئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ضلع	نام سنٹر	نام عارضی چوکیداران	عرصہ تعیناتی
1	لاہور-II	رائیونڈ	محمد صدیق ولد غلام محمد	17-5-2013 تا 12-9-2013
2		ایضاً	محمد عرفان ولد محمد رشید	ایضاً
3		ایضاً	محمد حنیف ولد عبدالغفار	ایضاً
4		ایضاً	اللہ دتہ ولد لیاقت علی	22-5-2013 تا 5-8-2013
5		ایضاً	نسیم مسیح ولد یونس مسیح	ایضاً
6		ایضاً	محمد رشید ولد محمد دین	ایضاً

(ج) یہ درست ہے کہ عارضی خریداری مراکز پر جہاں گندم کھلے آسمان تلے ذخیرہ کی جاتی ہے یا پرائیویٹ گوداموں میں ذخیرہ گندم کی حفاظت کے لئے عارضی چوکیداران روزانہ اجرت کی بنیاد پر رکھے جاتے ہیں جو بعد ازاجراء گندم فارغ کر دیئے جاتے ہیں۔

لاہور، قصوراور شیخوپورہ میں گندم کے گوداموں کی تعداد ودیگر تفصیلات

*1519: محترمہ نگہت شیخ: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور، قصوراور شیخوپورہ میں گندم کے کتنے گودام ہیں۔ان میں گندم کی کتنی مقدار سٹور کی جاتی ہے؟

(ب) ان سٹور/گوداموں میں اس وقت کتنی گندم محفوظ ہے؟

(ج) ان تینوں اضلاع میں گزشتہ سیزن میں کتنی گندم خرید کرنے کا ٹارگٹ محکمہ نے ملازمین کو دیا تھا؟

(د) ان اضلاع میں کتنے مرکز خرید گندم بنائے گئے ہیں؟

(ہ) ان اضلاع میں گندم کی خرید کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(و) ان اضلاع میں گندم کی خرید کے لئے کتنا باردانہ فراہم کیا گیا؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) لاہور، قصوراور شیخوپورہ میں گندم کے گوداموں کی تعداد اور گنجائش ذخیرہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ضلع	تعداد ذخیرہ گودام گندم	استعداد ذخیرہ گندم
لاہور	74	90500 میٹرک ٹن
قصور	51	60900 میٹرک ٹن
شیخوپورہ	59	80900 میٹرک ٹن
میزان	184	232300 میٹرک ٹن

(ب) لاہور، قصوراور شیخوپورہ اضلاع کے گوداموں میں مورخہ 9۔اکتوبر تک درج ذیل سٹاک گندم ذخیرہ ہے۔

نام ضلع	ذخیرہ کردہ گندم
لاہور	54152.691 میٹرک ٹن
قصور	44674.950 میٹرک ٹن
شیخوپورہ	78610.834 میٹرک ٹن
میزان	177438.475 میٹرک ٹن

(ج) لاہور، قصوراور شیخوپورہ میں خرید گندم کے ضلع وار ہدف کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام ضلع	ہدف خرید گندم
لاہور	47500 میٹرک ٹن
قصور	107000 میٹرک ٹن
شیخوپورہ	119600 میٹرک ٹن
میزان	274100 میٹرک ٹن

(د) لاہور، قصوراور شیخوپورہ میں مندرجہ ذیل مراکز خرید گندم بنائے گئے۔

نام ضلع	تعداد مراکز گندم
لاہور	4
قصور	14
شیخوپورہ	14
میزان	32

(ہ) لاہور، قصوراور شیخوپورہ میں گندم خرید کے لئے مندرجہ ذیل رقوم فراہم کی گئیں:

نام ضلع	فراہم کردہ رقم
لاہور	1136267264روپے
قصور	2748779812روپے
شیخوپورہ	3596970000روپے
میزان	7482017076روپے

(و) لاہور، قصوراور شیخوپورہ میں گندم خرید کے لئے درج ذیل بار دانہ فراہم کیا گیا۔

نام ضلع	تعداد بوری(100کلوگرام)
لاہور	5,76,846
قصور	11,20,000
شیخوپورہ	13,01,688
میزان	29,98,534

صوبہ میں گندم خرید پر خرچ کی گئی رقم ودیگر تفصیلات

*1525: محترمہ نگہت شیخ: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال12-2011میں گندم کی خریداری کے لئے حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی؟

(ب) سال13-2012میں گندم کی خریداری کے لئے حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی؟

(ج) مذکورہ سالوں میں گندم کی سب سے زیادہ خریداری کن کن علاقوں سے کی گئی؟

(د) مذکورہ سالوں میں گندم کی سب سے زیادہ پیداوار صوبہ پنجاب کے کون سے ضلع میں ہوئی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین):

(الف) دوران سال2011-12 حکومت نے گندم کی خریداری کے لئے مبلغ -/73,300,629,631 روپے خرچ کئے۔

(ب) دوران سال2012-13 حکومت نے گندم کی خریداری کے لئے مبلغ -/110,539,900,000 روپے خرچ کئے۔

(ج) سال2011-12 سب سے زیادہ گندم ضلع بہاولپور میں 228282 میٹرک ٹن خرید کی گئی۔ سال2012-13 سب سے زیادہ گندم ضلع بہاولنگر میں 188473 میٹرک ٹن خرید کی گئی۔

مذکورہ سالوں میں صوبہ پنجاب میں ضلع وار خریداری گندم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) متعلقہ محکمہ زراعت

ضلع سرگودھا: مساجد و درباروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1651: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔28 بھلوال (ضلع سرگودھا) میں محکمہ کے زیر کنٹرول مساجد، درباروں اور ان سے ملحقہ پراپرٹی کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان سے محکمہ کو سال 11۔2010 اور 12۔2011 کے دوران جو آمدن ہوئی ہے اس کی تفصیل بتائیں؟

(ج) ان پر ان سالوں کے دوران خرچ کردہ رقم کی تفصیل سال وار اور منصوبہ وار بتائیں؟

(د) اس حلقہ میں محکمہ کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ نیز ان کے ذمہ کام کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) کس کس ملازم کی ڈیوٹی درباروں اور مساجد میں رکھے گئے سرکاری donation box کھولنے کی ہے اور یہ کن کن تاریخوں کو کھولے جاتے ہیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) پی پی۔28 بھلوال ضلع سرگودھا میں محکمہ کے زیر کنٹرول مساجد، درباروں اور ان سے ملحقہ پراپرٹی کی تفصیل

مساجد	ملحقہ جائیداد	مزارات	ملحقہ جائیداد
1جامع مسجد دروازہ چکوالی بھیرہ تحصیل بھیرہ	18دکانات	1۔دربار حضرت میراں شاہ ملحقہ پراچگان بھیرہ 2۔دربار حضرت ادھم سلطان طرطی پور تحصیل بھیرہ 3۔دربار حضرت شاہ شاہل نبی شاہ خورد تحصیل بھیرہ 4۔دربار حضرت پیر خاکی شاہ مین بازار بھیرہ	139کنال زرعی رقبہ 82-05کنال زرعی رقبہ 03دکانات

(ب)

آمدن سال2010-11

نام مسجد/دربار شریف	کرایہ	زرپٹا	کیش بکس	متفرق	پاپوش	میزان
1۔جامع مسجد دروازہ چکوالی بھیرہ	218370	-	-	-	-	218370-00
2۔دربار حضرت میراں شاہ ملحقہ پراچگان بھیرہ	-	-	472971	-	-	472971-00
3۔دربار حضرت ادھم سلطان طرطی پور تحصیل بھیرہ	-	185130	62500	-	-	247630-00
4۔دربار حضرت شاہ شاہل۔ نبی خورد	-	44000	42000	-	-	86000-00
5۔دربار حضرت پیر خاکی شاہ مین بازار بھیرہ	21600	-	-	-	-	21600-00
میزان	239970	229130	577471	-	-	1046571-00

آمدن سال2011-12

نام مسجد/دربار شریف	کرایہ	زرپٹا	کیش بکس	متفرق	پاپوش	میزان
1۔جامع مسجد دروازہ چکوالی بھیرہ	203230	-	-	-	-	203230-00
2۔دربار حضرت میراں شاہ ملحقہ پراچگان بھیرہ	-	-	529587	7850	-	537437-00
3۔دربار حضرت ادھم سلطان طرطی پور تحصیل بھیرہ	-	185130	62781	-	-	558381-00
4۔دربار حضرت شاہ شاہل۔ نبی خورد	-	44000	53000	-	-	116360-00
5۔دربار حضرت پیر خاکی شاہ مین بازار بھیرہ	21600	-	-	-	-	21600-00
میزان	224830	558960	645368	7850	-	1437008-00

(ج)

نام وقف مزار/مسجد اخراجات	اخراجات سال2010-11	اخراجات سال2011-12
1۔تعمیر نومزار وفرشبندی صحن وچاردیواری دربار حضرت میراں شاہ بھیرہ	-/12,11,026روپے	
2۔مرمت تبدیلی چھت مسجد وبرآمدہ وغیرہ دربار حضرت میراں شاہ بھیرہ		-/4,34,266روپے

(د)

نام مسجد/دربار (نام مساجد)	نام ملازم	عہدہ	سکیل	فرائض
1۔جامع مسجد دروازہ چکوالی بھیرہ تحصیل بھیرہ	مولانا عنایت اللہ	خطیب	7	امامت اور خطابت
	حافظ محمد تنویر	موذن/خادم	2	اذان پنجگانہ صفائی مسجد
(نام دربار شریف)	محمد سلیم خان	نگران	2	صفائی دربار/حفاظت کیش بکس
1۔دربار حضرت میراں شاہ محلہ پراچگان				
2۔دربار حضرت ادھم سلطان طرطی پور تحصیل بھیرہ	محمد اسلم	نگران	2	صفائی دربار/حفاظت کیش بکس
3۔دربار حضرت شاہ شاہل نبی شاہ خورد تحصیل بھیرہ	سالانہ ٹھیکہ پر ہے اس لئے کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔			

4۔دربار حضرت پیر خاکی شاہ مین بازار بھیرہ		دربار غیر معروف ہے جس کی وجہ سے زائرین نہ آتے ہیں لہٰذا کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔

(ہ) درباروں اور مساجد میں سرکاری رکھے گئے donation box کھولنے کے لئے درج ذیل آفیسران/اہلکاران مامور ہیں۔

1۔	راجہ عبدالحمید	ڈسٹرکٹ مینجر اوقاف سرگودھا
2۔	مولانا فتح محمد	ڈسٹرکٹ خطیب اوقاف سرگودھا
3۔	کیشئر نیشنل بنک آف پاکستان	نیشنل بنک آف پاکستان متعلقہ برانچ
4۔	نگران	دربار شریف متعلقہ

(نام دربار شریف)

1-	دربار حضرت میراں شاہ محلہ پراچگان	ہر ماہ کی 11 تاریخ
2۔	دربار حضرت ادھم سلطان طرطی پور تحصیل بھیرہ	ہر ماہ کی 11 تاریخ
3۔	دربار حضرت شاہ شہابل نبی شاہ خورد تحصیل بھیرہ	سالانہ ٹھیکہ پر ہے اس لئے کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔
4۔	دربار حضرت پیر خاکی شاہ مین بازار بھیرہ	دربار غیر معروف ہے جس کی وجہ سے زائرین نہ آتے ہیں لہٰذا کوئی ملازم تعینات نہ ہے۔

لاہور: داتا دربار پر ٹھیکیدار کی جانب سے ہونے والی بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*1716: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 13-2012 میں مزار حضرت علی ہجویری (داتا دربار) لاہور کی جوتیاں رکھنے والی جگہ کو کتنے ٹھیکہ پر دیا گیا ہے نیز ٹھیکے کی فی جوڑا اجرت کیا مقرر کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مزار پر ٹھیکیدار کے آدمی زائرین سے من مانی قیمت وصول کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اکثر اوقات زائرین اور ٹھیکیدار میں بحث وتکرار کے دوران نوبت جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اوور چارجنگ کرنے والے ٹھیکیدار اور عملے کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات سے معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) سال13-2012 میں داتا دربار کے حفاظت پاپوش کا ٹھیکہ مبلغ-/1,62,00,000روپے میں دیا گیا تھا اور حفاظت پاپوش کی اجرت مبلغ-/2روپے فی جوڑا مقرر کی گئی تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے اجرت حفاظت پاپوش مبلغ-/2روپے فی جوڑا مقرر ہے زائرین سے زائد وصولی اجرت پاپوش کو مؤثر طریقہ سے کنٹرول کیا جاتا ہے ہر گیٹ پر سکیورٹی گارڈ تعینات کئے گئے ہیں جو اپنی عمومی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ٹھیکیدار حفاظت پاپوش کے کارندوں پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں۔ زائد وصولی کے سدباب کے لئے بذریعہ سپیکر مسلسل اعلانات ہو رہے ہیں اور جابجا بورڈز بھی آویزاں کئے ہوئے ہیں جن پر اجرت حفاظت پاپوش مبلغ-/2روپے نمایاں طور پر تحریر ہے۔ بورڈ پر ناظم داتا دربار اور منیجر داتا دربار کے دفتری ٹیلی فون نمبرز تحریر ہیں۔ علاوہ ازیں منیجر داتا دربار تین شفٹوں میں ان گیٹس کی خصوصی نگرانی کرتے ہیں۔ ٹھیکیدار کی جانب سے زائد اجرت کی وصولی کی شکایت پر حسب ضابطہ فی شکایت (بلحاظ نوعیت) ایک ہزار سے دو ہزار تک جرمانہ کیا جاتا ہے۔

(ج) جواب جز(ب) مفصل ہے۔ دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں ٹھیکیدار کی جانب سے اوور چارجنگ کی شکایت پر حسب ضابطہ باقاعدہ فوری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

فیصل آباد: پی پی۔58 میں محکمہ اوقاف کی اراضی کی تفصیلات

*1865: **جناب احسن ریاض فتیانہ:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی اراضی کہاں کہاں اور کتنی ہے؟

(ب) کتنی زرعی اراضی اور کتنی کمرشل اراضی و دکانیں ہیں؟

(ج) زرعی اراضی سے سال12۔2011 اور13۔2012 کے دوران کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(د) یہ اراضی کتنے سال پٹا/لیز/ٹھیکہ پر دی گئی ہے؟

(ہ) یہ اراضی پٹا/لیز/ٹھیکہ پر دینے کا طریق کار اور کن کن ملازمین کی نگرانی میں دی جاتی ہے؟

(و) اس وقت کتنی اراضی بنجر اور ناکارہ پڑی ہوئی ہے؟

(ز) بنجر اور ناکارہ اراضی کو کب تک محکمہ آباد کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (میاں عطاء محمد خان مانیکا):

(الف) پی پی۔58 فیصل آباد میں محکمہ اوقاف کی اراضیات و محل وقوع درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اراضی مع محل وقوع	لاٹ نمبر	رقبہ تعدادی مرلے - کنال
1	i۔وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت نتھو شاہ شیرازی واقع موضع شیرازہ	01	100 - - 11
	II۔ایضاً۔	02	67 -- 04
	III ۔ایضاً۔	03	96 -- 04
2	وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت نتھو شاہ شیرازی واقع موضع مہر شانہ	1,2	513 - -07
3	i۔وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت نتھو شاہ شیرازی واقع موضع گڑھ فتح شاہ	1,2	179 - - 00
	ii۔وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت نتھو شاہ شیرازی واقع موضع تاندلیانوالہ	03	12 - - 03
4	i۔وقف اراضی چک نمبر452گ ب رحمے شاہ تاندلیانوالہ	01	106 - - 13
	II۔وقف اراضی چک نمبر452گ ب رحمے شاہ تاندلیانوالہ	02	55 - - 08

(ب) پی پی۔58 میں1130 کنال10 مرلے رقبہ زرعی ہے جبکہ 4 عدد یونٹس کرایہ داری پر ہیں۔

(ج) حلقہ پی پی۔58 میں واقع وقف اراضی سے سال12-2011 میں مبلغ-/7,64,500 روپے جبکہ سال13-2012 میں مبلغ-/10,66,000 روپے آمدن ہوئی ہے۔

(د) محکمہ یہ وقف اراضی صرف ایک سال کے لئے نیلام عام کرتا ہے۔

(ہ) اراضی مذکورہ کو نیلام کرنے کے لئے قومی اخبارات میں اشتہار نیلام کی اشاعت اور مقامی طور پر وسیع تر مشتری منادی کے بعد ڈسٹرکٹ منیجر اوقاف ، زونل خطیب اوقاف، نمائندہ زونل دفتر اوقاف، نمائندہ صدر دفتر اوقاف اور نمائندہ ضلعی انتظامیہ کی نگرانی میں نیلام عام کی جاتی ہیں۔

(و) حلقہ پی پی۔58 میں کوئی وقف اراضی بنجر اور ناکارہ نہ ہے۔

(ز) حلقہ پی پی۔58 میں کوئی وقف اراضی بنجر اور ناکارہ نہ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ایک اہم مسئلہ جو میرے سامنے لایا گیا ہے ، پنجاب اسمبلی کے اندر یہ معاملہ جنوری2007 کو اٹھایا گیا تھا، جنوری2008 میں بھی اٹھایا گیا تھا پھر اس کے بعد جولائی 2008 میں بھی اٹھایا گیا تھا، پنجاب اسمبلی کے 31 ملازمین اور ان کے خاندان ہیں جن کے پاس 24 کوارٹرز گڑھی شاہو میں، 7 کوارٹرز پیپلز ہاؤس میں موجود ہیں۔ اب ان کو یہ نوٹس بھیج دیا گیا ہے کہ پندرہ دن کے اندر اپنے کوارٹرز خالی کر دیں۔ آخری دفعہ 2008 میں اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے

ایک کمیٹی بنائی گئی تھی،اس وقت رانا مشہود احمد خان صاحب اس کمیٹی کے سربراہ تھے،اس کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہاں پر اپارٹمنٹس بنیں گے یا جو کچھ بھی وہاں پر بنایا جائے گا اس میں ان employees کو move کیا جائے گا اور اس کے بعد نئی جگہ بنائی جائے گی،ان اپارٹمنٹس کو ٹھیک کر کے،ان کوارٹروں کو ٹھیک کر کے ان ملازمین کو دوبارہ جگہ دی جائے گی۔اس سلسلے میں جناب محسن لطیف جو اس وقت بھی ایم پی اے ہیں انہوں نے بلڈنگ کا نقشہ بھی بنوایا،اس پر ڈپٹی سپیکر صاحب جو اس وقت وزیر تعلیم ہیں وہ بھی تھے مگر اب تک اس کمیٹی کا کوئی فیصلہ سامنے نہیں آیا کہ ان کوارٹروں کے ساتھ کیا کرنا ہے؟ میں آپ کو یہ بتادوں کہ اس وقت بھی نوٹس میرے ہاتھ میں ہے،ان کو اب نوٹس مل گیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس میں میری بھی ایک گزارش ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں اپنی بات ختم کرلوں؟

جناب قائم مقام سپیکر:جی،پلیز!آپ اپنی بات ختم کرلیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب والا!ان کو یہ نوٹس مل گیا ہے کہ پندرہ دن کے اندر اندر یہ لوگ اپنے کوارٹر خالی کریں جبکہ ان کو کوئی متبادل جگہ نہیں دی گئی۔ان کے بچے وہاں کے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں لہذا آپ ان کے لئے کوئی arrangement کریں۔یہ ہمارے اپنے اسمبلی کے employees ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹر صاحب!میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں۔یہ بات میرے بھی نوٹس میں ہے،وہاں پر جو کوارٹرز ہیں ان کی حالت خراب ہے وہ اپنی عمر پوری کر چکے ہیں تو خدانخواستہ کسی وقت کوئی حادثہ رونما نہ ہو جائے۔بہر حال ہم اس کا alternate دیکھ رہے ہیں اور یہ ساری بات میرے نوٹس میں ہے،وہ ہماری اسمبلی کے ہی ملازمین ہیں ہمیں ان کا حد سے زیادہ خیال ہے انشاءاللہ تعالیٰ اس کا کوئی بہتر راستہ نکالا جائے گا،آپ اس کی فکر نہ کریں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب والا!ان کو جو notices ملے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،آپ فکر نہ کریں۔اب ہم Call Attention Notices لیتے ہیں۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور:جناب والا!کل جب اسمبلی کا اجلاس ختم ہوا اور میں یہاں سے باہر نکلی تو ایک بڑا خوبصورت نظارہ اس حکومت کے دور میں دیکھنے کو ملا کہ ایک کالے رنگ کی گاڑی تھی اس پر سبز رنگ کی

نمبر پلیٹ بھی لگی ہوئی تھی، وہ آپ بھی سمجھتے ہیں ہم سب بھی سمجھتے ہیں کہ وہ گاڑی کن لوگوں کی ہوتی ہے۔اس گاڑی کا ڈرائیور بڑے شاہی انداز سے گاڑی کے آگے کھڑا ہوا تھا۔ ٹریفک پولیس کے علاوہ کوئی صاحب بھی ان کو حکم نہیں دے سکتے تھے کیونکہ ان کے لئے تو یہ حکم ہی تھا کہ آپ راستہ چھوڑ دیں اور ٹریفک کو راستہ دیں۔ان کی من مانی اس حد تک تھی کہ کتنی دیر تک ٹریفک رُکی رہی اور کوئی اس کو منع کرنے والا بھی نہیں تھا۔ ٹریفک والے اس کے آگے پیچھے ایسے پھر رہے تھے جیسے وہ اس کے نوکر ہیں۔ یہ ایک ڈرائیور تھا، یہاں سے روّیوں کا پتا چلتا ہے کہ یہ ڈرائیور کا قصور نہیں ہے یہ جن صاحب کی گاڑی تھی ان کا قصور تھا۔Good governance کا مظاہرہ جو ہم نے کل دیکھا ہے، یہاں پر equality کی بات ہوتی ہے، اصولوں کی بات ہوتی ہے، میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کیسے اصول ہیں کہ سڑک پر آپ کی سائیڈ کی بھی عورتیں کھڑی ہوئی ہیں، request کر رہی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے آپ بتائیں کہ گاڑی کا نمبر کیا تھا اور کن صاحب کی یہ گاڑی تھی۔۔۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب والا! اب نمبر نوٹ کرنے کے لئے تو ہم وہاں نہیں کھڑے ہوئے تھے، وہاں پر اُس وقت بے شمار لوگ تھے، میرے دوسرے بہن بھائی بھی کھڑے ہوئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو اندازہ ہو گا۔ کیا کسی آفیسر کی گاڑی تھی؟

محترمہ راحیلہ انور: Sir, you can also enquire کہ کیا ہوا تھا؟ وہاں پر صرف میں تو نہیں تھی بلکہ بے شمار لوگ تھے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: میں اسے چیک کروالیتا ہوں اگر آپ کے نوٹس میں ہے تو مجھے آپ چیمبر میں آکر بتائیں میں اس کے خلاف action لوں گا۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 333 میاں محمود الرشید صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، میاں صاحب!

لاہور:راوی روڈ پر حافظ شمس الرحمٰن مذہبی رہنما کے قتل کی تفصیلات

333:قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بحوالہ نیوز چینل سٹی 42 مورخہ 06-12-2013 کیا یہ درست ہے کہ راوی روڈ لاہور کے علاقہ میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے ایک مذہبی رہنما حافظ شمس الرحمٰن کو قتل کر دیا اور فرار ہو گئے؟

(ب) تفتیش کی تازہ ترین صورتحال سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر:وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ حافظ حسین احمد ولد حافظ سلامت اللہ قوم شیخ سکنہ قصر فاروق اعظم جیا موسیٰ شاہدرہ اس کیس کے مدعی ہیں۔انہوں نے اس واقعہ کی رپورٹ کی اور ان کی رپورٹ کے مطابق مولانا شمس الرحمٰن معاویہ بسواری کار ٹیوٹا کرولا جس کو ڈرائیور محمد عدنان چلا رہا تھا، برائے ادائیگی نماز جمعہ جامع مسجد محمدی کریم پارک گئے جہاں مولانا شمس الرحمٰن نے نماز جمعہ کی امامت و خطابت بعد نماز جمعہ ائرپورٹ کی طرف جانے کے لئے روانہ ہوئے، بتی چوک سے رنگ روڈ کی طرف داخل ہوئے ہی تھے کہ اچانک دو موٹر سائیکلوں پر سوار چار نامعلوم مسلح ملزمان نے گاڑی پر فائرنگ شروع کر دی، مولانا شمس الرحمٰن کی گردن کی پچھلی طرف اور دیگر حصوں پر فائر لگے جبکہ ڈرائیور محمد عدنان کو بازو اور کندھے پر پچھلی جانب فائر لگے۔ ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے اور مولانا شمس الرحمٰن معاویہ موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔اس کا مقدمہ درج کرنے کے بعد تفتیش عمل میں لائی گئی ہے،اس علاقہ کی geo-fencing کروائی گئی ہے،اس کے علاوہ جو خول وہاں سے ملے تھے ان کا بھی فرانزک لیبارٹری کے ذریعے سے پتا چلایا گیا ہے۔اس سے کچھ نشاندہی ہوئی ہے اور یہ معاملہ still in progress ہے، کچھ چیزیں ایسی ہیں جنہیں فی الحال public کرنا شاید مناسب نہیں ہے۔اس تفتیش کو پورے professional انداز سے آگے بڑھایا جا رہا ہے اور اُمید ہے کہ ان target killers کو گرفتار کر لیا جائے گا اور ابتدائی تفتیش کے مطابق یہ فرقہ وارانہ target killing کا کیس معلوم ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس کا جواب آ گیا ہے لہذا یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 337 شیخ اعجاز احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

فیصل آباد:22لاکھ کی ڈکیتی کی تفصیلات

337:شیخ اعجاز احمد:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ پانچ اور چھ دسمبر2013 کی درمیانی شب میرے رہائشی علاقہ "رحمٰن گارڈن" ستیانہ روڈ فیصل آباد میں 10/8ڈاکو مسلح آتشیں اسلحہ لے کر وہاں پر موجود سکیورٹی گارڈ کو باندھ کر شہزاد کاشف چیمہ کے گھر رات ڈیڑھ بجے داخل ہوئے اور اہلخانہ کو رسیوں سے جکڑ کر22لاکھ روپے نقدی اور52تولہ طلائی زیورات لوٹ لئے؟

(ب) پولیس نے اس ضمن میں اب تک کیا کارروائی کی ہے اور کب تک ملزمان پکڑے جائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر:وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر!یہ بات درست ہے،وقوعہ ہوا ہے اور اس کے اوپر مدعی شہزاد کاشف چیمہ ولد عبدالحمید قوم چیمہ سکنہ113 رحمن گارڈن ستیانہ روڈ، فیصل آباد کی تحریری درخواست پر مقدمہ نمبر1695 مورخہ13-12-05 بجرم395 تھانہ صدر فیصل آباد میں نامعلوم ملزمان کے خلاف رجسٹرڈ کیا ہے اور موقع پر جا کر تمام evidence کو collect کرنے کی کوشش کی گئی ہے luckily وہاں سے fingerprints مل گئے ہیں ان کی بنیاد پر further investigation کے عمل کو آگے بڑھایا جارہا ہے ان کی جو matching ہے اس کا process بھی کیا جارہا ہے۔اس کے علاوہ ریکارڈ یافتگان کو بھی شناخت کے لئے مدعیوں کو دکھایا جارہا ہے۔اس سلسلے میں ایک ایس پی کی سربراہی میں ایک investigation team بنائی گئی ہے اور سی پی او فیصل آباد خود ذاتی طور پر اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ ان ملزمان کو جلد گرفتار کر کے مقدمہ چالان عدالت کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:اس کا جواب آچکا ہے لہذا یہ توجہ دلاؤ نوٹس بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جنوبی پنجاب میں پٹرول پمپس کی ہڑتال سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

جناب مہدی عباس خان:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔میں اس معزز ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ویسے تو گیس پورے پنجاب میں بند ہے لیکن جنوبی پنجاب میں پچھلے پانچ روز سے پٹرول پمپس بھی بند ہیں وہ ہڑتال پر ہیں۔انتہائی تشویش کا عالم ہے،سفر کرنے والوں کو بہت

problem ہے اور اس وقت پورے جنوبی پنجاب میں پٹرول پمپس بند ہیں۔ براہ مہربانی متعلقہ حکام کو حکم فرمایا جائے کہ وہ اس معاملے کو دیکھیں اور ہڑتال ختم کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے notice میں کچھ بات ہے اور میں صبح یہ دیکھ کر ہی آیا ہوں کہ حکومت اور پٹرول پمپس ایسوسی ایشن کے مذاکرات ہوئے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اس پر عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (چودھری محمد شفیق): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ جنوبی پنجاب میں پٹرول پمپس نے ہڑتال کی ہوئی ہے۔ دراصل ہم کسی پٹرول پمپ کے خلاف کوئی action نہیں لے رہے بلکہ ہم ان کو تنبیہ کر رہے ہیں کہ وہ اپنے پیمانے درست کریں اور اوگرا نے جو ریٹس مقرر کئے ہیں ان کے مطابق پٹرول اور ڈیزل فروخت کریں۔ وہ extra charges لے رہے تھے اس لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے خصوصی طور پر لیبر ڈیپارٹمنٹ اور دیگر ڈیپارٹمنٹس کو instructions جاری کی ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری عوام کا خون چوسا جائے لہذا پیمانوں کو درست کیا جائے اور اوگرا کا ریٹ وصول کیا جائے۔ یہ ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو روپے extra وصول کر رہے تھے۔ پٹرول پمپ کا کمیشن 2.78 روپے برقرار ہے ان کو ان کا کرایہ بھی دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنا منافع بڑھانے اور عوام کا خون چوسنے کے لئے ہڑتال کرتے ہیں۔ وہ جتنی مرضی ہڑتال کر لیں لیکن ہم قطعاً ان کو اس چیز کی اجازت نہیں دیں گے۔ وہ اپنے پیمانوں کو درست کریں اور مقرر کردہ ریٹ پر تیل فروخت کریں۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr Speaker! I am on point of order

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بزنس سیکٹر کے کسی بھی segment پر الزام لگا دینا بڑا آسان کام ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ بات کر رہے تھے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!شکریہ۔میں عرض کر رہا تھا کہ بزنس سیکٹر کے کسی بھی segment پر الزام لگادیناکہ وہ زیادہ charge کر رہے تھے یا یہ کر رہے تھے یہ بڑاآسان کام ہے۔دس سال سے پٹرول پمپس کا کوئی کمیشن increase نہیں کیا گیااور یہ صرف جنوبی پنجاب میں ہڑتال پر نہیں بلکہ پورے ملک میں ہڑتال پر ہیں۔جب گورنمنٹ یہ کہتی ہے کہ آپ اس certain amount سے کم تنخواہ نہ دیں، سوشل سکیورٹی کے کارندے سینکڑوں کی تعداد میں EOBI کے کارندے،لیبر ڈیپارٹمنٹ کے کارندے چھتیس محکمے عام بزنس مین اور پٹرول پمپس کے ارد گرد پھرتے ہیں۔اس وقت ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا،کتنا پٹرول short ہوتا ہے راستے میں کہاں جاتا ہے،کون کون سی کمپنیاں کیا کر رہی ہیں؟وہاں ان کا کوئی بس نہیں ہے۔پٹرول پمپس پر بس ہے کہ یہ زیادہ charge کر رہے ہیں یا یہ کر رہے ہیں۔ان کے ساتھ بیٹھیں؟مجھے بٹھائیں میں ثابت کر سکتا ہوں کہ پٹرول پمپس کو کتنے losses ہو رہے ہیں۔ اگر losses ہوتے جائیں گے،ہوتے جائیں گے تو کون سا business ہے جو survive کرے گا؟اگر یہ ایوان گندم پر منافع لینے کو کہہ سکتا ہے کہ ٹھیک ہے اجازت ہے،ایک عام آدمی کی چیز ہے تو پوری دنیا میں پٹرول اور ڈیزل اور جتنا بھی بزنس ہے یہ prime business میں آتا ہے۔دس سے پندرہ کروڑ روپے میں ایک پٹرول پمپ لگتا ہے، کیا ان پٹرول پمپس کے مالکان کو اتنا حق نہیں ہے کہ وہ اس میں سے اپنا کچھ رزق لے لیں۔الزام لگانا تو بہت آسان کام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:بہت شکریہ۔جی،منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم کسی کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کرنا چاہتے۔میں اپنے معزز ممبر شیخ صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ہماری پٹرولیم منسٹری نے اس سلسلے میں کمیٹی بنادی ہے۔وہ کمیٹی پٹرول پمپس ایسوسی ایشن کے ساتھ مذاکرات بھی کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!صبح ٹیلی ویژن پر چل رہا تھا کہ آپ نے جو کمیٹی بنائی ہے شاید اس کے مذاکرات کامیاب ہو گئے ہیں۔

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری(چودھری محمد شفیق):جناب سپیکر!ہڑتال ختم ہو گئی ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔جناب محمد ثقلین انور سپرا صاحب کی تحریک استحقاق ہے یہ پڑھی جا چکی ہے۔

چوکی مکھیانہ تھانہ صدر جھنگ کے انچارج کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ

(۔۔۔جاری)

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی نمبر 1 کے سپرد کیا جاتا ہے اور ایک مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔

جناب محمد ثقلین انور سپرا: جناب سپیکر! شکریہ

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔میاں محمود الرشید صاحب، میاں محمد اسلم اقبال صاحب ڈاکٹر مراد راس صاحب اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 738/13 ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہن تن بندے کھڑے نیں۔ڈاکٹر صاحب تے بہہ گئے نیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ تحاریک التوائے کار کا ٹائم announce کر چکے ہیں تو اس کا time out دے دیں۔آپ کا اختیار ہے جس کو مرضی پوائنٹ آف آرڈر دیں یا پھر تحاریک التوائے کار لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 738/13 ہے یہ پیش ہو جائے اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔جی، محترمہ!

محکمہ خزانہ پنجاب کاملازمین کواگلے سکیل میں ترقی اور سیکرٹریٹ الاؤنس دینے کے حوالے سے صوبائی محتسب کے فیصلے پر عملدرآمد نہ کرنا

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی ملازمین پنجاب نے اگلے سکیل میں ترقی اور سیکرٹریٹ الاؤنس کو شامل کرنے کے بارے میں صوبائی محتسب پنجاب کے پاس درخواست دائر کی ہوئی تھی جس پر صوبائی محتسب نے فیصلہ دے دیا کہ حکومت پنجاب صوبہ بھر کے تمام صوبائی ملازمین گریڈ 1تا15 کو اگلے سکیل میں ترقی اور سیکرٹریٹ الاؤنس کو شامل کرنے کے احکامات جاری کرے۔مذکورہ فیصلہ کی روشنی میں ملازمین کے ایک وفد نے چیف سیکرٹری سے ملاقات کی۔انہوں نے وفد کو یقین دہانی کروائی کہ صوبائی ملازمین کو صوبائی محتسب کے فیصلہ کے مطابق اگلے گریڈ میں ترقی اور سیکرٹریٹ الاؤنس شامل کرنے کے بارے میں مثبت سمری بھجوائی جائے گی اور جلد ہی احکامات بھی جاری کر دیئے جائیں گے۔اس سلسلہ میں محکمہ خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کو بھی ہدایت جاری کر دی گئی تھی لیکن اب محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کئی ماہ گزرنے کے باوجود صوبائی محتسب کے فیصلہ پر عملدرآمد نہیں کروا رہی ہے۔اس طرح محکمہ خزانہ اور سیکرٹری خزانہ کی سرد مہری سے صوبائی ملازمین میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔صوبائی ملازمین نے حکومت پنجاب سے اپیل کی ہے کہ وہ صوبائی محتسب کے فیصلہ کی روشنی میں احکامات جاری کر کے اس پر عملدرآمد کو یقینی بنائے۔یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!اس ضمن میں گزارش ہے کہ Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 کے Rule-83(c) کے تحت صرف وہی تحریک التوائے کار admissible ہو سکتی ہے جس کا تعلق فوری نوعیت کے واقعہ سے ہو۔چونکہ موجودہ تحریک التوائے کار کا تعلق فوری نوعیت کے کسی واقعہ سے نہیں بلکہ ملازمین کے ایک مطالبہ سے ہے اس لئے میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ کچھ اضافی مواد یہ ہے کہ چند صوبائی ملازمین نے صوبائی محتسب کے دفتر میں درخواست دی تھی کہ اعلیٰ عدلیہ کے ملازمین کے سکیلوں کے مطابق جونیئر کلرک، سینئر کلرک اور اسسٹنٹ کے سکیلوں کو بالترتیب گریڈ11,13اور15 دیا جائے۔اس پر صوبائی محتسب نے جو فیصلہ کیا وہ میرے پاس ہے۔ محکمہ خزانہ نے سیکرٹری محتسب پنجاب کو Office of Ombudsman Act,1997 Punjab کے Section-11(2) کے تحت رپورٹ جمع کروادی ہے کہ اس فیصلہ پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔جہاں تک سیکرٹریٹ کے allowances کا تعلق ہے تو اس پر بھی سیکرٹری محتسب پنجاب کو مذکورہ سیکشن کے تحت رپورٹ جمع کروادی گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں اس کے اوپر Rule-83(c) کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔اس کا جواب آ چکا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ Rule-83(c) کے تحت آپ اس کو disallow کر سکتے ہیں۔یہ ایک نیا معاملہ شروع ہو گیا ہے کہ منسٹر صاحب اُٹھ کر کہہ دیتے ہیں کہ Rule 83(c) کے تحت یہ تحریک admissible نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ آپ کا prerogative ہے۔آپ اس کو disallow کریں۔منسٹر صاحب کا یہ prerogative بالکل نہیں ہے۔آپ disallow کریں گے تو اس کو ایوان مانے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!میرے notice میں یہ بات آ گئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: دیکھیں،آپ کا سیکرٹریٹ اگر ایک چیز کو allow کرتا تو پھر You have the right to disallow it. منسٹر صاحب کا یہ کام نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں،منسٹر صاحب نے Rule-83(c) کا حوالہ دینے کے ساتھ اس تحریک کا جواب بھی پڑھ دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: دیکھیں،یہ ایوان آپ کے اختیارات کا بھی Custodian ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔اگلی تحریک التوائے کار 739/13 سردار وقاص حسن مؤکل،چودھری عامر سلطان چیمہ اور ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں چھوٹی سی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ علاؤالدین صاحب میرے بھائی ہیں، میرے لئے بڑے ہی قابل احترام ہیں اور ہمیشہ بڑی اہم نوعیت کے مسائل کو لاتے ہیں۔ میں بھی being a student of law چاہتا ہوں کہ آج اس مسئلے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حل کر لیا جائے کیونکہ ہمارے بھائی شیخ صاحب روزانہ غصے میں ہوتے ہیں۔ پتا نہیں کیوں؟ شاید میرے سے کوئی غلطی ہو گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، اس کو بعد میں حل کر لیا جائے گا۔ منسٹر صاحب! اس مسئلے کو ہم آج ہی بیٹھ کر حل کر لیں گے۔ تحریک التوائے کار 739/13 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ میرے خیال میں وہ موجود نہیں ہیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں کل بھی چاہ رہا تھا اور اس سے ایک دن پہلے بھی میں نے عرض کیا تھا کہ سوئی گیس کی بندش کا پنجاب کے اندر ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے لیکن ہمیں اس پر بات کرنے کا موقع نہیں مل رہا۔ میں نے آج بھی اس پر تحریک التوائے کار دی ہے۔ یہ پورے پنجاب کے لاکھوں لوگوں کا مسئلہ ہے۔ ہزاروں فیکٹریاں بند ہیں، سینکڑوں سی این جی سٹیشن بند ہیں اور لاکھوں لوگ بے روزگار ہو چکے ہیں۔ خُدا کے لئے میری اس تحریک التوائے کار کو out of turn take up کیا جائے اور اس پر بحث کی جائے۔ رانا ثناء اللہ خان بھی آ گئے ہیں۔ مجھے اس تحریک کو پڑھنے کی اجازت دی جائے کیونکہ یہ public interest کا معاملہ ہے۔ اگر ہم ایوان کے اندر پنجاب سے متعلقہ ایک انتہائی اہم معاملہ پر بات نہیں کر سکتے اور ہمیں technical چیزوں کی وجہ سے روکا جاتا ہے تو یہ مناسب بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے لئے اگر rules relax کرنے پڑتے ہیں یا آپ کو اپنے اختیارات استعمال کرنے پڑتے ہیں تو کریں۔ بے شک حکومتی بنچوں سے بھی پوچھ لیں۔ مجھے یہ تحریک التوائے کار پڑھنے دی جائے اور اس پر بات کرنے کے لئے ہمیں time fix کرنا چاہئے تاکہ اس انتہائی اہم معاملے پر پنجاب کے کروڑوں لوگوں کو پتا چلے کہ منتخب نمائندوں نے اُن کے حقوق کی بات کی ہے۔ اب اگر آپ اس پر بھی اجازت نہیں دیتے تو پھر یہ ہمارے mandate کی توہین ہو گی۔ ہم کس لئے یہاں پر بیٹھے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ معاملہ ہمارے متعلقہ ہی نہیں ہے تو پھر میں اس کی اجازت کس طرح دوں؟ آپ ذرا Rule-83(f) پڑھ لیں اور پھر اس کے بعد مجھے بتائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ پنجاب کے عوام سے متعلقہ معاملہ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! خصوصی حالات میں rules کو relax کیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کل بھی یہاں پر rules کی بات کر رہے تھے۔ آپ مجھے rules کے حوالے سے بتا دیں کہ میں اس پر کیا کروں، وزیر قانون صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھ کر یہ بات طے ہو چکی ہے کہ کسی بھی تحریک التوائے کار کو out of turn لانا ہو گا تو تمام پارلیمانی لیڈر آپس میں بیٹھ کر اگر اس معاملے کی اہمیت کے پیش نظر متفق ہوں تو پھر اسے لایا جا سکتا ہے۔ اب قائد حزب اختلاف نے یہ notice for adjournment motion جمع کروایا ہے۔ اس کی کاپی مجھے ابھی ملی ہے اور میں نے اس کو پڑھا بھی نہیں ہے۔ قائد حزب اختلاف اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اس کو out of turn take up کیا جائے۔ یہ تشریف رکھیں۔ میں اسے دیکھ لیتا ہوں اور پھر بیٹھ کر ان سے بات کر لیتے ہیں۔ اگر یہ اتنی ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے تو ٹھیک ہے اس کو out of turn take up کرنے کے لئے ہم آپ سے درخواست کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ مجھے اس کو پڑھنے دیں اس پر بحث بے شک کل کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، میں نے rules کے مطابق چلنا ہے۔ یہ وفاقی حکومت سے متعلقہ معاملہ ہے۔ پہلے آپ آپس میں مل بیٹھ کر کوئی بات طے کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ معاملہ تو وفاقی حکومت کا ہے لیکن اس سے متاثر پنجاب کے لوگ ہو رہے ہیں۔ مارا تو پنجاب جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ آپ وزیر قانون کے ساتھ بیٹھ کر پہلے کچھ طے کر لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے مل کر اس حوالے سے بات کر لیتا ہوں۔ دوسرا میں قائد حزب اختلاف سے on the floor of the House یہ درخواست بھی کروں گا کہ مہربانی کر کے وہ Standing Committees کے نام مجھے دے دیں کیونکہ یہ process بھی بہت late ہو چکا ہے۔ میں پچھلے تین دن سے قائد حزب اختلاف کو درخواست کر رہا ہوں لیکن ابھی تک مجھے نام نہیں ملے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پہلے ہماری ایک میٹنگ ہوئی ہے۔ کل ہم چاہ رہے تھے کہ بات ہو جائے لیکن راناصاحب اجلاس کے بعد ایک منٹ نہیں رُکتے، نکل جاتے ہیں اور پھر تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اپنی تحریک التوائے کار کے حوالے سے آپ آپس میں مل کر اس کو طے کر لیں۔ اگر آپ متفقہ طور پر rules کو suspend کرنے کی تحریک لاتے ہیں تو پھر اس کو take up کر لیا جائے گا۔ آپ مل بیٹھ کر اس بارے میں جو بھی فیصلہ کریں وہ مجھے بتا دیجئے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 741/13 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

چک نمبر 21/8-R تلمبہ تحصیل میاں چنوں کی رہائشی خاتون رضیہ کتے کے کاٹنے کی دوائی نہ ملنے سے جاں بحق

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رضیہ نامی ایک خاتون جو چک نمبر 21/8-R تلمبہ رورل ہیلتھ سنٹر کے قریب کی رہائشی تھی کو ایک پاگل کتے نے کاٹ لیا جس پر اس کے لواحقین نزدیکی رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ لے گئے۔ ڈاکٹر نے اسے میاں چنوں تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں refer کر دیا کیونکہ رورل ہیلتھ سنٹر میں کوئی Anti Rabies Vaccine نہ تھی۔ بہر حال رضیہ اختر کے لواحقین اس کو میاں چنوں ٹی ایچ کیو لے کر گئے وہاں پر بھی کوئی vaccine نہ تھی جس پر وہ اسے نشتر ہسپتال ملتان لے گئے۔ مقام افسوس ہے کہ نشتر ہسپتال میں بھی رضیہ کو کوئی vaccine یا مطلوبہ دوائی نہ مل سکی اور اسے چند دن بعد آنے کا کہا گیا۔ لواحقین رضیہ اختر کو مجبوراً واپس گاؤں میں لے گئے جس پر رضیہ اختر نے لوگوں کو کاٹنا شروع کر دیا اور چودہ لوگوں کو جس میں اس کی بہنیں شکرانہ، سکینہ، منظوراں، نسیم اختر، بھتیجا محمد طاہر، سیف اللہ

کے علاوہ اس کی حقیقی والدہ رحمت بی بی، تین بھائی محمد شفیع، محمد صدیق، محمد رفیق اور تین پڑوسی بھی شامل تھے سب کو کاٹ کھایا اور پھر وفات پا گئی۔المیہ یہ ہے کہ شکرانہ بی بی میں بھی پاگل کتے کے کاٹنے کے symptoms ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ایک پورا خاندان ایک پورا چک اور اس کے تمام رہائشی کرب ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔THQ,RHCs اور ضلع کے بڑے ہسپتالوں میں پاگل کتے یا سانپ کے کاٹے کے علاج کی ادویات اور vaccine کا نہ ملنا ان خاندانوں کے لئے جن کا خدانخواستہ اس تکلیف سے واسطہ پڑ جائے، کی حالت زار کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! آپ نے ابھی تک ruling نہیں دی کہ کیا وزیر متعلقہ یا وزیر قانون کے علاوہ کوئی اور منسٹر جواب دے سکتا ہے۔آپ کی ruling ابھی تک pending ہے۔میں آپ کے حکم کے مطابق اپنے بھائی سندھو صاحب سے یہ جواب تو لے لوں گا لیکن جناب جو rules میں نے پڑھ کے سنائے تھے، میں وزیر متعلقہ کا ذکر ویسے ہی نہیں کرتا میں اس لئے یہ کہتا ہوں کہ وزیر متعلقہ کے علم میں آنے سے معاملہ کی سنجیدگی کو لیا جائے کہ اُس کے محکمہ کو پتا ہو کہ یہ ہو کیا رہا ہے۔ریکارڈ پر موجود ہے کہ میں نے لاء منسٹر صاحب کے بارے میں یہ بات کہی تھی کہ بے شمار دفعہ خود لاء منسٹر نے کہا کہ اس تحریک التوائے کار کا جواب غلط ہے آپ اس کو pending کریں تو میں اس کا صحیح جواب لے کر ایوان میں پیش کر دوں گا۔کسی بھی issue کو جب تک سنجیدگی سے نہیں لیا جائے گا تو عوام کا کیا فائدہ ہو گا؟ میں نے خالی جواب نہیں لینا، میں نے یا کسی اور معزز ممبر نے اُس معاملہ کو حل کرنا ہے جو لوگوں کے اوپر عذاب بن کر پڑتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں نے اس سے پہلے بھی شیخ صاحب سے انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ گزارش کی تھی اور ابھی چونکہ موقع آ گیا ہے۔شیخ صاحب اگر میری صرف ایک منٹ بات سُن لیں اُس کے بعد جو مرضی جواب دے دیں۔رولز میں کسی جگہ پر بھی یہ نہیں ہے کہ وزیر متعلقہ جواب دے گا۔

جناب سپیکر! دوسری بات notice کے بارے میں ہے۔

Rule 81.Notice of a motion: The notice of a motion under Rule 80, explaining the matter proposed to be discussed, shall be given in writing, in triplicate, to the Secretary

not less than one hour before the commencement of the sitting in which the motion is proposed to be moved, and the Secretary shall thereupon bring the notice to the knowledge of the Speaker, the Minister for Law and Parliamentary Affairs and the Minister concerned.

لیکن ابھی چونکہ ruling pending ہے کہ وزیر متعلقہ کس طرح جواب دے گا۔اس میں ایک التجاء کی جاتی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔اسمبلی کی کارروائی جناب سپیکر ملتوی کرتے ہیں کیونکہ وہ اختیار آپ کے پاس ہے۔اُس کا(3)85-Rule ہے۔

85(3). If members not less than one-sixth of the total membership of the Assembly so rise, the Speaker shall announce that leave is granted and the motion shall be taken up for discussion in the same session for not more than two hours on such day, as soon as possible, within three days after the leave is granted, as the Speaker may fix.

Provided that the Speaker may of his own or on a motion made by a member extend the sitting of the Assembly on such day by two hours.

جناب سپیکر!میں دوبارہ انتہائی احترام کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ notice serve کرنے کے بارے میں ہے کہ وزیر متعلقہ کو overload کے ساتھ serve کر دیں۔ جو اُس کا next rule ہے اور(3)85-Section کا جو procedure, adjournment motion کے بارے میں ہے اُس بارے میں بڑا clear ہے کہ اگر آپ ملتوی کریں گے اور آپ ایوان کی opinion لیں گے اور جتنے ممبر درکار ہیں اگر آپ کو اس بات کی permission ہوتی ہے یا آپ اسمبلی کی کارروائی suspend کرتے ہیں تو پھر محرک کی بحث کا وقت 10 منٹ ہو گا اور پورے ایوان کے لئے بحث کا وقت 2 گھنٹے ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!میں اس معاملہ کو examine کر رہا ہوں اس پر ruling pending ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!منسٹر صاحب misinterpretation کر رہے ہیں۔ آپ پڑھی لکھی شخصیت ہیں آپRule-88 دیکھ لیںA Speech during the debate on a motion of adjournment... یہ جس کی بات کر رہے ہیں وہ توجب آپ allow کریں گے تب کی بات ہے۔

88. Time limit for speeches. A speech during the debate on a motion for adjournment shall not exceed ten minutes in duration:

Provided that the mover and the Minister or Parliamentary Secretary concerned may speak for twenty minutes each.

یہ اس کو final کر رہا ہے جنہوں نے رولز بنائے وہ بیوقوف نہیں تھے وہ اس بات کو clear کر رہا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!ایسا ہے کہ میرے خیال میں جب 60 کے قریب ممبران اگر اُس کی approval دیں اور بحث کی اجازت دی جائے تو اُس کے بعد وزیر متعلقہ یا پارلیمانی سیکرٹری اُس کا جواب دے سکتے ہیں۔ میں نے یہ بھی عرض کر دیا ہے کہ اس میں مجھے تھوڑا ٹائم دے دیں میں اس کو examine کر رہا ہوں تو میں انشاء اللہ اس میں آپ کو ruling دوں گا۔ منسٹر صاحب!آپ زیر غور تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!شیخ علاؤالدین کی تحریک التوائے کار کا نمبر۔741 کے ضمن میں جواب عرض ہے کہ:

1۔ رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ کے OPD ریکارڈ کے مطابق رضیہ بی بی دُختر ماسٹر رحم دین چک نمبر R-8/21 کتے کاٹنے کے علاج معالجہ کے لئے نہیں لائی گئی۔

2۔ وہ مورخہ 25۔ ستمبر2013 کو اپنے گھر پر ہی وفات پا گئی۔

3۔ انچارج / سینئر میڈیکل آفیسر تلمبہ کے مطابق مذکورہ خاتون علاج معالجہ کے لئے ایمرجنسی میں لائی گئی نہ ہی OPD میں۔

سینئر میڈیکل آفیسر رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ کے مطابق ماہِ ستمبر میں مناسب مقدار میں ARV Vaccine اور Anti Rabbit Vaccine موجود تھی جبکہ رضیہ بی بی کے عزیز واقارب گئے اور اُن کو رورل ہیلتھ سنٹر تلمبہ میں vaccine پیش کر دی گئی۔ٹی ایچ کیو ہسپتال ریکارڈ کے مطابق مریضہ کے والدین وہاں پر نہیں گئے جبکہ وہاں پر بھی مناسب مقدار میں ARV Vaccine موجود تھی۔بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!یقین کریں کہ یہ بہت بڑا بلڈوزر ہے جو یہ چلا رہے ہیں۔ میری تحریک التوائے کار ہے آپ question put کریں۔اگر Treasury Benches میرا ساتھ نہیں بھی دیں گے کوئی بات نہیں کیونکہ میں آج اس مسئلہ کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔آپ question put کریں۔ آپ کی بات سر آنکھوں پر لیکن اب انہوں نے کہہ دیا تو آپ question put کریں۔ کوئی بات نہیں decline ہو جائے گا میں پھر بھی مان لوں گا لیکن میں ان کو جانے کے لئے آسانی سے راستہ نہیں دوں گا۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر:شیخ صاحب!اس کو pending کر دیتے ہیں۔ ملک محمد احمد خان صاحب!میں نے اس پر ruling دے دی ہے آپ تشریف رکھیں اس پر مزید بات نہیں ہو گی۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/742 ڈاکٹر محمد افضل، سردار وقاص حسن مؤکل اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔کوئی محرک بھی موجود نہیں ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 13/746 شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے،جی شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!شکریہ۔آپ کی اجازت سے اپنی تحریک پڑھنے سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ آج دونوں طرف سے معزز ممبران کے درمیان یہ جو question raise ہوا ہے اس میں شیخ علاؤالدین صاحب کا point یا ملک محمد احمد خان صاحب بات کرنا چاہ رہے ہیں تو اس پر میرا بھی بڑا highly concern ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:شیخ صاحب!آپ اس بات کو پیچھے نہ لے کر جائیں۔ میں نے اس پر کہا ہے کہ میں examine کر رہا ہوں اور اس پر میں جلد آپ کو ruling دے دوں گا۔آپ اپنی تحریک پر آ جائیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔ایوان کا مزید ٹائم ضائع ہو رہا ہے کیونکہ آگے بہت business ہے اس لئے آپ مہربانی کر کے اپنی تحریک پر ہی آ جائیں اور اس کو پڑھ دیں۔جی،شیخ اعجاز احمد صاحب!

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ تحصیل کمالیہ میں محکمہ کی ملی بھگت سے جنگلات کے رقبے میں مسلسل کمی

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" فیصل آباد مورخہ 5۔اکتوبر2013 کی خبر کے مطابق فیصل آباد ڈویژن بالخصوص تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں وسیع رقبہ پر جنگلات غائب کر دیئے گئے۔ تفصیلات کے مطابق تحصیل کمالیہ میں محکمہ جنگلات کا تقریباً 11ہزار ایکڑ رقبہ تھا جس پر جنگلات تھے لیکن افسران اور کرپٹ ملازمین کی ملی بھگت سے اب یہ رقبہ صرف دو ہزار ایکڑ رہ گیا ہے یعنی 9ہزار ایکڑ رقبہ پر جنگلات کو غائب کر دیا گیا جبکہ کسی ملازم یا افسر پر بھی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی اور ڈنگ ٹپاؤ پالیسی کے تحت ان کے خلاف محض انکوائری کا عمل جاری ہے۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ صرف کمالیہ کے 9ہزار ایکڑ رقبہ پر پھیلے ہوئے جنگلات کو ہی غائب نہیں کیا گیا بلکہ ڈویژن بھر میں سڑکوں کے کنارے لگے ہوئے ہزاروں کی تعداد میں درختوں کو بھی کاٹا جا رہا ہے لیکن مقامی انتظامیہ جنگلات کو کاٹنے والوں کے خلاف کارروائی کرنے سے گریزاں ہے جس پر نہ صرف محکمہ جنگلات کے ملازمین بلکہ ڈویژن بھر کے شہریوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار میں نے پڑھ کر سنا دی ہے۔ اب کیا ہی اچھی بات تھی کہ اگر وزیر جنگلات یہاں پر تشریف فرما ہوتے جن کا یہ محکمہ ہے اور وہ بذات خود اس کا جواب دیتے۔ ان کے علم میں یہ ساری ڈکیتی یا چوری کی وارداتیں جو وہاں پر جنگلات کے حوالے سے ہو رہی ہیں وہ آتیں، وہ اپنے محکمہ کے بندوں کو یہاں گیلری میں بٹھاتے اور پھر جو میرا یا ایوان کا concern تھا یہ اسی حوالے سے بات کا جواب دیتے۔ اگر concerned department یہاں پر موجود ہو تو پھر direct چیزیں ان کی طرف جائیں۔ ہم ایوان میں بڑی محنت کر کے جب اتنے اہم معاملات تحاریک کی صورت میں لے کر آتے ہیں جو اسمبلی بزنس کا حصہ بنتی ہیں تو ہم نے متعلقہ محکمہ کو باور کرانا ہوتا ہے کہ آپ کے محکمہ میں یہ باتیں ہو رہی ہیں اور یہ irregularities پائی جا رہی ہیں۔ اس پر ان کا concern آنا چاہئے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! شیخ اعجاز احمد صاحب نے جو بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں جس طرح پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کو بھی کہہ چکا ہوں تو جناب کو بھی میں یہی کہہ رہا ہوں اور اس کو examine کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ ایک دو دن میں اس پر میں ruling دوں گا۔ ابھی ان کا جواب لے لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اسے pending کر دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ pending نہیں ہو سکتی۔ مجھے اس کا جواب دے لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اس کا جواب آیا ہوا ہے۔ اس کا جواب لے لینے دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! دونوں شیخ صاحبان۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دونوں نہیں، شیخ اعجاز احمد صاحب کی یہ تحریک التوائے کار ہے۔ آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): نہیں، میں شیخ علاؤالدین صاحب۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ صرف اس کا جواب دیں۔ آپ دونوں شیخ صاحبان کو مخاطب نہ کریں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے شیخ اعجاز صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جب تحریک التوائے کار۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں mover ہوں۔ سندھو صاحب میرے بھائی ہیں انہیں جواب دینے کی اتنی جلدی نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس پر جواب ہی آنا ہے۔ بحث نہیں ہونی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرا اس پر concern یہ ہے کہ کیا محکمہ جنگلات کا کوئی سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری یا کوئی متعلقہ آفیسر ایوان میں موجود ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ جواب تو انہی کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ سندھو صاحب اپنی طرف سے لکھ کر جواب نہیں دے رہے۔ یہ جواب ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آیا ہوا ہے۔ بہر حال منسٹرز والی بات پر میں انشاء اللہ ruling دوں گا۔ جی، سندھو صاحب! آپ جواب دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! دونوں شیخ صاحبان senior parliamentarians ہیں، جب تحریک آتی ہے تو یہ اس ڈیپارٹمنٹ کو جاتی ہے اگر ڈیپارٹمنٹ کا جواب غلط آتا ہے تو پھر دونوں شیخ صاحبان کا حق بنتا ہے کہ یہ تحریک استحقاق دیں۔ یہ law کہتا ہے۔

جناب سپیکر! محترم شیخ اعجاز احمد صاحب کی تحریک کا جواب یہ ہے کہ تحصیل کمالیہ میں محکمہ جنگلات کے پاس plantation کا رقبہ 1945 میں آیا تھا کہ اس رقبہ پر جنگلات لگائے جائیں۔ اس کا کل رقبہ 10866 ایکڑ ہے۔ اس رقبہ پر جنگلات موجود تھے مگر مختلف ادوار میں مختلف وجوہات کی بناء پر جنگلات کے اس رقبہ پر درختان کم ہوئے یا پھر کٹائی ہو چکی ہے۔ اب اس موقع پر تقریباً اٹھائیس سو ایکڑ رقبہ پر سفیدہ اور شیشم کی فصل موجود ہے جس کی مناسب طریق سے دیکھ بھال کی جارہی ہے۔ اس سال کے دوران مزید رقبہ پر درخت لگائے جارہے ہیں۔ سابقا سالوں میں اگر جنگل کا جو کوئی بھی نقصان ہوا ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب کی معائنہ ٹیم اس کی باقاعدہ انکوائری کر رہی ہے جو کہ تقریباً آخری مراحل میں ہے۔ نہروں اور سڑکوں کے کنارے بھی جو کچھ نقصان درختوں کا ہوا ہے اس بارے میں بھی باقاعدہ انکوائری وزیر اعلیٰ پنجاب کی معائنہ ٹیم کر رہی ہے۔ اب درختان کی ناجائز کٹائی پر عرصہ چھ ماہ سے تقریباً مکمل کنٹرول کر لیا گیا ہے۔ اس میں سابقا عرصہ کے دوران جو بھی ملازمین اور افسران ملوث رہے ہیں انہیں سخت سے سخت سزائیں بھی دی گئی ہیں 62 ملازمین کو نوکری سے برخاست کرنے کے ساتھ ساتھ نقصان کی recovery بھی کی گئی ہے اور بشمول دیگر سزائیں بھی دی گئی ہیں۔ جن لوگوں کو نوکری سے برخاست کیا گیا ہے ان کی جگہ پر جو لوگ کام کر رہے ہیں وہ جانفشانی سے دن رات کام کر رہے ہیں اور جو مافیا ہے جنہوں نے یہ درخت کاٹے ہیں ان کے خلاف بھی کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے اس لئے یہ تحریک التوائے کار of dispose کی جاتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈا پر درج ذیل کارروائی ہے۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ڈھلوں صاحب!کیاپوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر!یہ ہمارے معزز ممبر ہیں اور سندھو صاحب دونوں کو کہہ رہے تھے کہ دونوں شیخ صاحبان لہذامیں یہ سمجھتاہوں کہ یہ گفتگوchangeہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب!میرے خیال میں آپ کو بھی سکون نہیں آتا۔ میں اپنے چیمبر میں بلالوں گااور رائے لوں گا۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خرم شہزاد صاحب!

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر!میں آپ کا تھوڑا سا ٹائم لوں گا کہ یہ بڑاsensitiveمسئلہ ہے۔ ہمارے پاکستان میں کل ایکسپورٹ 63 فیصد ہے جس میں 50 فیصد حصہ ٹیکسٹائل کا ہے اور اس میں سے 50 فیصد فیصل آباد سے ہے۔ وہاں پر 10 تاریخ کو اڑھائی سو ملیں بند کر دی گئی ہیں جس سے چار لاکھ خاندان directlyیاindirectlyوابستہ ہیں وہ بے روزگار ہو گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کس لئے بند کر دی گئی ہیں؟

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر!گیس کی بندش کی وجہ سے بند کر دی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم اپوزیشن لیڈر یہاں پر موجود ہیں۔ انہوں نے ایک تحریک التوائے کار یہاں پر دی تھی۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر!میرے شہر کا مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری عرض سن لیں، کیاآپ اس وقت یہاں موجود تھے؟

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر!2008 میں ہمیں فیصل آباد میں ایک سال میں 220 دن گیس دی گئی اور اس سال ہمیں 120 دن 27 فیصد کوٹے کے حساب سے گیس دی گئی۔ اس 27 فیصد کوٹے کے باوجود ہماری ملوں کو بند کر دیا گیا۔ وہاں پر چار لاکھ خاندان بے روزگار ہو گئے ہیں، ملیں اور فیکٹریاں downsizing کر رہی ہیں اور مہنگائی کا طوفان ہے۔ میرے بھائی جو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اُن کو بھی فیصل آباد کے حوالے سے بخوبی علم ہے کہ اس وقت چار لاکھ خاندان بے روزگار ہو گئے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!مجھے کم از کم صرف ایک بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا اسی کے متعلقہ بات ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! ان کی بات ختم ہو جائے تو ان کے بعد پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں بنیادی طور پر آپ سے جو بات کہنے جا رہا ہوں وہ یہ ہے کہ set of Rules جو آپ کو اور اس ایوان کو اجازت دیتے ہیں کہ پہلا بزنس Question Hour سے شروع ہو گا یعنی گورنمنٹ کی کارکردگی کو منسٹر بیان کرتا ہے اور ممبران سوال کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار کے متعلق شیخ صاحب کہہ رہے تھے کہ 84 rule کو آپ over look کر گئے ہیں یا اس بارے جو بھی rules کہتے ہیں۔ اگر میں پوائنٹ آف آرڈر لے رہا ہوں تو پہلے نمبر پر میرا پوائنٹ آف آرڈر rules of Procedure کے مطابق ہونا چاہئے۔ میں یہ نہیں کر سکتا کہ public importance کا جتنا مرضی اہم معاملہ ہو گا تو میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کے سامنے بات کروں گا تو rules آپ کے اوپر قدغن لگاتے ہیں کہ آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کو out of order قرار دے کر مجھے بیٹھنے کے لئے کہہ دیں لیکن rules کو bypass نہیں کرنا چاہئے۔ سپیکر بھی Rules of Procedure کی creation ہے؟ آپ نے اگر ایوان کو open کرنا ہے تو تمام قواعد کو معطل کر کے ابھی بات کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں اور یہ اختیار آپ کے پاس ہے لیکن اگر آپ Rules of Procedure کے تابع چل رہے ہیں تو جناب خود بھی انہی rules کی creation ہیں لہذا آپ ان کو follow کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! میں انہی کو ہی follow کر رہا ہوں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری ذرا عرض تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس اب آپ رہنے دیں۔ بات یہ ہے کہ میں انہی rules کو ہی follow کر رہا ہوں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار کے متعلقہ practice ہے۔ اب جو شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار تھی انہوں نے 84 rule آپ کے سامنے put کیا جس پر آپ نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: احمد خان صاحب! میں نے اس کو rules کے مطابق pending کر دیا تھا۔ میں نے اس پر ابھی ruling دینی ہے کیونکہ میں اس کو examine کر رہا ہوں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

میں اس پر اپنی ruling دے چکا ہوں۔آپ پلیز تشریف رکھیں۔ خرم شہزاد صاحب!آپ اپنی بات مکمل کریں۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر!یہ ہمارے فیصل آباد کا بڑا ہی sensitive مسئلہ ہے جس پر میں discuss کرنا چاہتا ہوں کیونکہ چار لاکھ خاندان ہیں جو directly یا indirectly اس گیس کی بندش کی وجہ سے متاثر ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آپ rules کے مطابق اس پر کوئی تحریک التوائے کار لے آئیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!یہ اس پر تحریک التوائے کار لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قابل احترام اپوزیشن لیڈر صاحب بھی اسی حوالے سے بات کر رہے تھے۔یہ بات ہو چکی ہے اور لاء منسٹر صاحب نے بھی اس پر بات کی ہے لہذا آپ آپس میں بیٹھ کر decide کر لیں تو جو بھی فیصلہ ہو گا اس کے مطابق ایوان میں rules suspend کر کے اس کی اجازت دی جائے گی۔

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار جمال خان لغاری صاحب!

سردار محمد جمال خان لغاری: شکریہ۔جناب سپیکر!میری آپ سے استدعا ہے اور آپ بھی بخوبی اس امر سے واقف ہیں کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں کچھ مہینے پہلے ایک انتہائی شدت کا سیلاب آیا تھا جس سے تباہ کاریاں ہوئیں اس میں آپ کا جو ٹھوس اور مؤثر کردار تھا یہاں سب لوگ اس بات سے آگاہ ہیں۔ جس سیلاب نے راجن پور کو تباہ کیا اس حوالے سے ہمارے خادمِ اعلیٰ/وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے وعدہ کیا تھا کہ اُس وقت تک میں چین کی نیند نہیں سوؤں گا جب تک ایک ایک بندے کو compensation نہیں مل جاتی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!راجن پور میں compensation مل چکی ہے جس پر مجھے فخر ہے لیکن کیا ہم کمی یا شُودر ہیں کیونکہ ڈیرہ غازی خان کے مواضعات کو وہ compensation نہیں ملی؟ زرعی اجناس میں لوگوں کو جو چُھوٹ ملنی تھی وہ ہمیں نہیں مل رہی اور کہا گیا ہے کہ نہیں ملے گی۔بتایا جائے کہ کیوں نہیں ملے گی؟ جب ڈیرہ غازی خان کے مواضعات کے مکانات گرے جن کی compensation مل چکی ہے تو زرعی اجناس کے اندر کیوں نہیں ملے گی؟ مہربانی کر کے آج آپ اس موقع پر ruling دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!آپ مجھے یہ بتائیں کہ ڈیرہ غازی خان میں جن کے گھر damageہوئے تھے کیااُن کے پیسے انہیں مل چکے ہیں؟

سردار محمد جمال خان لغاری: جناب سپیکر!اس compensationکی تمام فہرستیں بھی مل گئی ہیں اور اس ضمن میں رقم بھی ڈی سی او ڈیرہ غازی خان کے اکاؤنٹ میں آ چکی ہے لیکن میں زرعی اجناس کے بارے عرض کر رہا ہوں اور بار بار اس بات کو باور کرا رہا ہوں کہ زرعی اجناس کی رقم مختص نہیں کی گئی بلکہ ٹھوس بتا دیا گیا ہے کہ نہیں ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!چونکہ میرا بھی خود اس متاثرہ ضلع سے تعلق ہے تو جتنا نقصان میرے خیال میں ہمارے راجن پور خصوصاً میرے آبائی گاؤں کا ہوا ہے شاید کسی کا بھی نہ ہوا ہو۔ جس طرح آپ کو پتا ہے کہ ہماری تاریخی عمارات جو آباؤاجداد سے تھیں وہ بھی سیلاب کی نذر ہو گئی تھیں۔ راجن پور میں شاید 66 کروڑ روپے لوگوں کو دیئے گئے ہیں جن کے house damagesہوئے تھے۔ اس سیلاب میں راجن پور سب سے زیادہ effected تھا۔ چیف منسٹر صاحب وہاں خود آئے تھے جنہوں نے 66 کروڑ روپے لوگوں کو چار دن میں distribute کروائے تھے۔ میرے علم میں ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں یہاں سے پیسے ٹرانسفر ہو چکے ہیں جو لوگوں کو مل جائیں گے۔ جہاں تک زرعی اجناس میں کھاد یا بیج کا packageہے تو وہ میرے بھی علم میں ہے۔ چونکہ ابھی تک processکیا جا رہا ہے جو میرے خیال میں almost مکمل ہو چکا ہے۔ مجھے یہاں پر یہ بات کہنی نہیں چاہئے لیکن چونکہ یہ میرے notice میں ہے تو انشاء اللہ مجھے یہ امید ہے کہ جلد ہی مل جائیں گے۔ آپ یہ بھی confirm کریں کیونکہ راجن پور میں بھی کسی کو کھاد packageنہیں دیا گیا ہے۔ میں اُدھر سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے وہاں کے لوگوں کو house damagesکے پیسے ملے ہیں باقی زرعی اجناس میں کھاد اور بیج کا جو اعلان چیف منسٹر صاحب نے کیا تھا وہ ابھی تک نہیں ملا۔ اگر راجن پور میں شروع ہوتا ہے تو مجھے امید ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں effectedلوگوں کو بھی دیا جائے گا۔ بہر حال سردار صاحب!آپ اجلاس کے بعد میرے چیمبر میں آ جائیں اس پر بیٹھ کر ہم انشاء اللہ تعالیٰ detailمیں بات کر لیتے ہیں کیونکہ آپ اور ہم بھی متاثرہ ہیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!آپ نے کہا ہے کہ باری باری آپ کو موقع دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے جو کھڑے ہیں میں نے اُن کو بات کرنے کی اجازت دی ہے جس طرح شہزاد صاحب پہلے کھڑے ہوئے تھے۔آپ دونوں میں سے ایک بات کر لیں جو بھی کرنا چاہتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!یہاں پر بات کرنا ہم سب کاrightہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ دونوں میں سے پہلے کون بات کرنا چاہتا ہے یہdecideکر لیں؟

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ ایک مریض کرامت علی جسے جنرل ہسپتال میں لایا گیا اُس کوroad accidentکے ساتھ head injuryہے۔مسئلہ یہ ہے کہ جنرل ہسپتال کے نیورو سرجیکل وارڈ میںventilatorنہیں ہے اور صرف چھbedsہیں۔اب پورا پنجاب لاہور کی طرف دیکھتا ہے اور وہ مریض اس وقت زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب کوpoint outکروں گا کہ یہventilatorایکlife saving machine ہے جو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کی سطح پر ہونی چاہئے۔میں ایک سرجن اورpracticingڈاکٹر ہوں۔ہم اُدھرhead injuryکے مریضوں کوambu bagکے ساتھ ایمبولینس میں لاہور یا اسلام آبادshift کرتے ہیں لہذا براہِ مہربانی لاہور میں تو کم از کم یہ سہولیات ہونی چاہئیں۔میری requestہے کہ یہ ventilatorایکlife saving machineہے جو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کی سطح پر بھی ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب!اسے ذراnoteکریں،اس مریض کا نام بھیnoteکر لیں اور اسےcheckکریں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!ابھی اس کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،احسن ریاض فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!میں نے ایکprivilege motionدی تھی جسے ایوان کی ایڈوائزری کمیٹی نے پاس کر دیا ہے۔میں نے privilege motion اس لئے دی تھی کیونکہ Salaries, Allowances and Privileges of Members Act 1974 کے section 3(4) کے متعلق میراprivilege breachہوا ہے اور آرٹیکل 7 کا بھی breachہوا ہے۔اس کو ایڈوائزری کمیٹی نے منظور کر لیا ہے لہذا آپ اس پر تھوڑی سی توجہ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں سپیکر صاحب کے آفس میں ہے۔یہ میرے notice میں نہیں ہے کیونکہ سپیکر صاحب اس کو examine کر رہے تھے۔بہر حال اب آپ نے point out کیا ہے تو میں اور آپ بیٹھ کر اس پر بات کر لیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! تین چار ہفتے سے میری یہ privilege motion وہاں پڑی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اجلاس کے بعد میرے پاس آ جائیں تو دیکھ لیتے ہیں کیونکہ سپیکر صاحب اس کو examine کر رہے تھے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کوئی examine نہیں ہو سکا۔یہ تو بڑی اہم چیز ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔آپ میرے پاس آ جائیں ہم اس کو آج ہی solve کرتے ہیں۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودہ قانون شفافیت اور حق رسائی معلومات پنجاب مصدرہ2013

(۔۔۔جاری)

MR ACTING SPEAKER: We, resume Clause by Clause consideration on the Punjab Transparency and Right to Information Bill, 2013. Consideration on the Bill up to Clause 5 was completed on 11th December 2013.

Now, we take up Clause 6.

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain

Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it?

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم اس amendment کو withdraw کرتے ہیں۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment has been withdrawn. Now, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar,

Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

یہ بھی واپس تو نہیں لینی؟

جناب محمد عارف عباسی: نہیں۔جناب سپیکر!وہ ہو گئی تھی actual جو ہم چاہ رہے تھے وہ اسی طرح آ گئی ہے۔

I move:

"That in Clause 7 of the Bill, after sub Clause (1), the following proviso be added:

Provided that in the absence of the designated information officer, the head of the public body shall make immediate alternate arrangements to perform the duties of the designated information officer."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 7 of the Bill, after sub Clause (1), the following proviso be added:

Provided that in the absence of the designated information officer, the head of the public body shall make immediate alternate arrangements to perform the duties of the designated information officer."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اسے oppose کیا گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!کہیں تو پیروں کو ملائے بغیر کوئی کام کر لیا کریں۔ہر کام پیروں کو ساتھ ملا کر کرنا ہی ضروری ہے؟(قہقہہ)

جناب سپیکر! بڑی سادہ سی بات ہے اور یہ عوام کے بہترین مفاد میں ہے کہ appointed officer اگر چھٹی پر چلا جائے، بیمار ہو جائے، نہ available ہو تو اس کی جگہ alternate اگر black & white اس شق میں دے دیں کہ کس criteria کا آفیسر لگے گا اور کون اس کی عدم موجودگی میں کام کرے گا اور اس کی عدم موجودگی میں آپ نے کوئی alternate بھی نہیں لگایا تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ متعلقہ ای ڈی او کی ذمہ داری ہونی چاہئے۔ اس چیز کو ensure کریں کہ انفارمیشن کمیشن کا آفیسر اگر ضلع میں available نہیں ہے تو ان کے جانے سے پہلے ان کی جگہ کس کو لگائیں گے اس لئے اس کے لئے criteria واضح ہونا چاہئے کہ کل یہ چلا جائے گا ویسے بھی آپ نے سرکاری آفیسر ہی لگانے ہیں اور ہونا بھی وہی ہے جو آپ لوگ چاہیں گے لیکن ہم عوام کے بہترین مفاد میں یہ چاہتے ہیں کہ ایک چیز ریکارڈ میں آئے اور ہم اپنی کوشش کر رہے ہیں کہ اس بل کو credible بنایا جائے۔ اگر عوام کو ان کا حق دے رہے ہیں تو وہ اس کی اصل روح کے مطابق عوام کو حق ملنا چاہئے صرف لفاظی نہ ہو اور بل کی حد تک محدود نہ رہے اس لئے ہم نے یہ ترمیم دی ہے کہ انفارمیشن آفیسر کی عدم موجودگی میں ایک تو alternate ہونا چاہئے کہ کون لگائے گا اور دوسری بات یہ ہے کہ کون لگے گا اور اس کا criteria کیا ہو گا یعنی اس کی impartially کس طرح ensure ہو گی کہ کیا وہ غیر جانبدار ہے، عوام کو وہ انفارمیشن دے گا اور وہ حکومت کے مفادات کا تحفظ کرنے کی بجائے عوام کے مفاد میں بہتر فیصلے کرے گا؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہماری ترمیم بڑی simple ہے اور سادہ سی بات ہے کہ جب ایک آدمی اپنی post پر نہیں ہو گا تو پھر next کون ہو گا؟ اس میں ہم یہ چاہ رہے ہیں، میرا مائیک بند کر دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میرا خیال ہے کہ یہ مائیک خراب ہے اور کھگہ صاحب کو بھی یہی مسئلہ ہوتا ہے کہ وہ اسی پر ٹھہرتے ہیں تو ان کا مائیک بند ہو جاتا ہے اس لئے آپ ساتھ والے مائیک پر آ جائیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پورے پنجاب کی نمائندگی یہاں پر بیٹھی ہے اور یہ بہت ہی اہم اسمبلی ہے ماشاء اللہ۔ میرا خیال ہے کہ یہ تاریخی جگہ بنتی جا رہی ہے اور ہماری اسمبلی کافی بوڑھی ہوتی جا رہی ہے اس لئے مہربانی کر کے مائیک اور ساؤنڈ سسٹم کو تھوڑا سا مرمت کروالیں تاکہ جو جہاں بات کرنا چاہے at least وہ comfortably بول تو سکے۔ آگے بات سنی جائے، مانی جائے اور نہ سنی یا نہ مانی جائے وہ تو ایک علیحدہ chapter ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترم!آپ کی آواز پورے ایوان میں گونج رہی ہے۔

جناب محمد سبطین خان: مہربانی جی۔ میری گزارش یہ تھی کہ who would be the next? یہ ایک بہت important question ہے کہ یہ چیزیں ہمیں پہلے determine اور settle کر لینی چاہئیں کہ جیسے in order ہوتا ہے کہ اگر یہ بندہ خدانخواستہ if that very concerned man اللہ نہ کرے if he expires خدانخواستہ کوئی اور mishap ہو جاتا ہے یا کوئی حادثہ ہو جاتا ہے تو ہم وہ temporary arrangements کیوں کر رہے ہیں؟ جب ہم ایک قانون بنا رہے ہیں اور اس میں ترامیم کی جا رہی ہیں تو ہمیں ایک set pattern دینا چاہئے تاکہ اس میں کوئی confusion نہ ہو۔اس میں یہ ہو گا کہ lets suppose اگر یہ آدمی کسی وجہ سے جو چیئرمین ہے، کا کوئی upset ہو جاتا ہے تو کیا ہم وہاں پر لوکل گورنمنٹ کا بندہ لگا دیں گے، کیا وہاں حکومت پولیس کا آدمی لگا دے گی؟ دیکھیں پولیس کے تو پہلے ہی بڑے کام ہیں اور اب تو یہ نوبت آ گئی ہے کہ سبزیوں کی قیمتوں کو بھی پولیس کنٹرول کر رہی ہے اور عنقریب یہ ہو جائے گا کہ ان کے ہاتھ میں ڈینگی سپرے دے کر ان سے سپرے کروایا جائے گا۔ ایک چیز کی کوئی limit اور حد ہونی چاہئے۔ ہم چیزوں کو mingle up کیوں کر دیتے ہیں، ہماری اپنی چیزوں میں ایک clarity کیوں نہیں ہوتی، جب ہم ایک پیغام عوام کو دینا چاہتے ہیں تو ایک clear message کیوں نہیں دینا چاہتے؟ ہم جب جہاں confusion رکھتے ہیں تو I understand کہ وہ confusion ہمیشہ حکومت کے حق میں ہوتی ہے کہ حکومت اس confusion سے جو بھی ambiguity ہو یا confusion ہو، اپنی مرضی کا درمیان میں سے point نکالنا چاہے تو وہ نکال لیتی ہے لیکن کیا یہ عوام کے لئے فائدہ مند ہے؟ ہماری یہ گزارش ہے کہ ہماری ترمیم میں clarity پیدا کی جائے۔ مجھے پتا ہے کہ میرے دوست اب یہ کہیں گے کہ ہماری تو ہر چیز clear ہے اور اپوزیشن کی سمجھ میں clarity نہیں ہے تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جب یہ بل آپ کے سامنے ہے اور جب اسی میں ہی ambiguity ہے تو چاہے اپوزیشن ہو یا حکومت ہو تو اس میں تو clarity نہیں آ سکتی۔ دیکھیں آپ نے کتنا prompt action لیا کہ یہ جو کل شیشے والی بات ہوئی تھی تو آج الحمدللہ شیشہ تبدیل ہو گیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ابھی change نہیں ہوا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! change ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب!ابھی وہ تبدیل نہیں ہوا کیونکہ سیشن چل رہا ہے اور اسے تبدیل کرنے میں کافی وقت لگنا ہے، جب سیشن ختم ہو گا تو یہ تبدیل کر دیا جائے گا۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!تبدیل ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں ہوا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: اگر تبدیل نہیں ہوا تو وہ ٹھیک ہو گیا ہے۔(قہقہہ)

یا اسے اتنے خوبصورت طریقے سے camouflage کیا گیا ہے کہ وہ دراڑ چھپ گئی ہے۔ یہ الفاظ کے گورکھ دھندے سے ہمیں نکلنا چاہئے۔ ہمیں چیزوں میں clarity پیدا کرنی چاہئے تاکہ ہم جو کہنا چاہ رہے ہیں we mean that thing اور پنجاب کو بھی یہی پیغام جائے لہذا confusion والا کردار ختم ہونا چاہئے اور میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنا clear point of view دے۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بل کی Clause 7 میں جو یہ ترمیم چاہتے ہیں وہ اس طرح سے ہے کہ

> A Public Body shall within 60 days of the commencement of this Act designate and notify as many officers.

یعنی یہ کوئی ایک آفیسر کی بات نہیں ہے بلکہ

> As many officers as Public Information Officers in all administrative units or offices under it as may be necessary.

یعنی جو بھی متعلقہ ڈیپارٹمنٹ ہو گا، پبلک باڈی ہو گی وہ as many as officers designate کرے گی یا جتنے اس کے یونٹ ہوں گے، جتنے اس کے آفس ہوں گے یا جتنی ضرورت ہو گی۔ اب یہ اس میں کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ آفیسر کسی وجہ سے بیمار ہو جائے یا غیر حاضر ہو جائے تو اس باڈی کا head یہ کام کرے۔ یہ اس طرح سے نہیں ہوتا بلکہ وہاں ایک سے زیادہ آفیسرز ہوں گے۔ اگر خدانخواستہ ان میں سے کوئی بیمار پڑ جائے، چھٹی لے لے یا اس کو کوئی problem پڑ جائے تو اس کا چارج اسی level کا آفیسر

جو کسی دوسرے یونٹ میں ہو گا اس کو دے دیا جائے گا اور اُتنے دن تک وہ آفیسر ایڈیشنل چارج لے کر کام کر سکے گا لہذا یہ ترمیم، جس طرح سے انہوں نے بات کی ہے کہ "میں یہ کہوں گا کہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا" تو بات ایسی ہی ہے ورنہ اس میں کوئی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 7 of the Bill, after sub-Clause (1), the following proviso be added:

"Provided that in the absence of the designated information officer, the head of the public body shall make immediate alternate arrangements to perform the duties of the designated information officer."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: I move:

> "That in Clause 13 of the Bill, in sub-clause (2), the commas and the words "for reason to be recorded," be inserted between the word "if" and the words "the Commission".

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 13 of the Bill, in sub-clause (2), the commas and the words "for reason to be recorded," be inserted between the word "if" and the words "the Commission".

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم جو amendment لا رہے ہیں مجھے نہیں پتا کہ منسٹر صاحب نے اس کو کیوں oppose کر دیا۔ اس کے پیرا۔I میں تھا کہ:

> Public Information Officer may refuse an applicant for causes to information where disclose of the information shall or is likely to cause harm to.

نیچے اس کے reasons لکھی ہیں۔ جو پیرا۔2 ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ:

> If the Commission determined that Public Interest.

جناب سپیکر! If کے بعد اگر اس کی reason آ جاتی کہ وہ کس وجہ سے نہیں دینا چاہ رہا ہے اگر وہ ریکارڈ ہو جائے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ اگر کوئی آفیسر کسی وقت کسی بھی چیز کے لئے refuse کرتا ہے اور جو انہوں نے reasons دی ہیں یہ تو پورا ایک area cover ہو رہا ہے۔ اگر یہ کلاز اس میں نہیں ہے تو یہ depend کرتا ہے کہ Information Officer وہی معلومات دے گا جس کی حکومت نے اجازت دی ہو گی اور جس کی اجازت نہیں ہو گی تو وہ قطعی طور پر نہیں دے گا۔ یہ بالکل right of information کے بل کی روح کے خلاف ہے۔ یہ تو پھر صوابدیدی اختیارات ہی ہو گئے کہ وہ

reasonریکارڈ نہیں کرے گا اور ہم نے یہ کہا ہے کہ وہreasonریکارڈ کرے۔ مجھے نہیں پتا کہ حکومت اس ترمیم کے ساتھ کیوں disagree کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس شق کو اگر پورا پڑھا جائے تو وہاں پر یہ لکھا ہے کہ جب کمیشن determine کرے گا تو how he will determine? جب وہ determine کرے گا تو وہاں پر reasons اور decision دے گا اس کی بنیاد پر ہی determine کرے گا اس لئے ان الفاظ کا اضافہ غیر ضروری ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 13 of the Bill, in sub Clause (2), the commas and the words "for reason to be recorded," be inserted between the word "if" and the words "the Commission".
>
> (The motion was lost.)
>
> Now, the question is:
>
> "That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."
>
> (The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: I move:

> "That in Clause 23 of the Bill, the following proviso be added at the end:
>
> "Provided that a petition may be filed in the High Court challenging the plea of good faith."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 23 of the Bill, the following proviso be added at the end:

"Provided that a petition may be filed in the High Court challenging the plea of good faith."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!اس میں ہم نے simple اتنا کہا ہے کہ اس clause کو کسی بھی غلط اقدام کو identity کے نام پر بری ذمہ قرار دیا گیا ہے اور اقدام کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا ہے۔اب یہ سارا کچھ آپ نے سرکاری افسران کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے کہ آپ کسی ہائیکورٹ میں بھی نہیں جا سکتے تو یہ کہاں کا انصاف ہے ؟اگر ایک بندہ سمجھے کہ اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے اور کسی فیصلے کو بلکہ کسی انتظامی افسر کے فیصلے کو اور ایسا افسر جس کی غیر جانبداری بھی ensure نہیں ہے۔اگر اُس کے فیصلے کے خلاف آپ عدالت نہیں جا سکتے اور ہائیکورٹ بھی نہیں جا سکتے اس طرح تو آپ ہائیکورٹ پر بھی قدغن لگا رہے ہیں کہ وہ petition نہیں سن سکتا،کیوں نہیں سن سکتا؟اگر پاکستان کا ایک آزاد شہری یہ سمجھتا ہے کہ انتظامی افسر نے اُس کے خلاف غلط فیصلہ دیا ہے اور اُس کی حق تلفی کی ہے تو آپ اس پر کس طرح پابندی لگا رہے ہیں کہ ہائیکورٹ اس کی petition نہیں سن سکتا؟یہ تو میں کہتا ہوں کہ آپ بنیادی حقوق کے بھی خلاف بات کر رہے ہیں،آپ کو اعتبار ہی نہیں ہے،آپ کرنا ہی نہیں چاہ رہے آپ right of information کے نام پر یہ سارا ڈرامہ رچا رہے ہیں اس میں میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے عوام کو information مل سکے ۔ اتنی پابندیاں،اتنے rules and regulations، سب ہی انتظامیہ کے اپنے اختیار میں ہے تو پھر یہ ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت ہے ؟آپ یہ نہ کریں۔ ہائیکورٹ کو آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ نہیں سن سکتے۔

ایک معزز ممبر: ان کو پانی پلائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: ہم پانی پی کر آتے ہیں۔آپ لوگ اس کی فکر نہ کریں،آپ اپنی فکر کریں کہ آپ لوگ عوام کے ساتھ کر کیا رہے ہیں ؟ہم جب عوام کی بات کرتے ہیں تو اُس کا مذاق اُڑایا جاتا ہے

MR ACTING SPEAKER: No cross talk.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ دس کروڑ عوام کے حق کی بات ہے اور آپ قدغن لگا رہے ہیں کہ ہائیکورٹ میں نہیں جا سکتے، کیوں نہیں جا سکتے؟ یہ amendment صرف ہم نے اس لئے دی ہے کہ عوام کے بنیادی حقوق کو ensure کیا جائے۔ آپ ویسے ہی کہہ دیں کہ کل سے کوئی کھانا ہی نہ کھائے۔ یہ حق ہے تو میری اس ایوان سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے حقوق چھیننے نہ دو، جو آئین نے حقوق دیئے ہیں وہ تو نہ چھینیں؟ مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ ایک انتظامی افسر کے فیصلے کے خلاف کوئی شہری عدالت نہیں جا سکتا۔ یہ ڈکٹیٹر شپ ہے یہ جمہوریت نہیں ہے اس طرح کے کارنامے جمہوریت میں نہیں چلا کرتے۔ جمہوریت میں عوام کے لئے قانون بنتے ہیں جس میں عوام کو ریلیف ملے اور جس میں عوام کو حقوق ملیں اس لئے میری گزارش ہے کہ اس amendment کو خدا کے لئے مان لیں، یہ عوام کے حق کی بات ہے، ہم نے اس میں حکومت کے خلاف کوئی بات نہیں کی اور ہم صرف اتنی بات کر رہے ہیں کہ عوام کو حق دیں۔ اُن کے خلاف جو نام نہاد Bill لا رہے ہیں، یہ جو کمیشن بنے گا وہ نام نہاد کمیشن ہو گا اور ہم اُس کے خلاف ہیں۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ یہ پابندی نہ لگائیں کہ عوام ہائیکورٹ نہ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم لاء منسٹر سے پوچھتے ہیں۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے جس طرح سے جذبات کا اظہار کیا ہے اور جس طرح سے انہوں نے اپنے جسم کو جنبش دی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ ان کے جذبات کی قدر کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں لیکن وہ جس طرح سے جھنجھنا رہے تھے مجھے خطرہ تھا کہ کہیں کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ مجھے یہ بتائیں کہ اب ان کی ignorance یا قانون نہ جاننے کو کیا نام دُوں یعنی یہ قانون کے جس حصے پر بحث فرما رہے تھے یہ section 23 indemnity ہے۔

No suit prosecution or other legal proceeding shall be against any person for anything which is done in good faith.

جناب سپیکر! یہ کم و بیش ہر law کا حصہ ہے۔ اگر ایک سرکاری ملازم نیک نیتی سے اُس قانون کے تحت کوئی کام کرتا ہے تو اُسے تحفظ حاصل ہو گا۔ اگر آپ نیک نیتی سے کئے جانے والے کام کو بھی تحفظ نہیں دیں گے تو پھر کوئی بھی آدمی اپنی ڈیوٹی کو صحیح perform نہیں کر سکتا۔ اب اُس سے یہ مطلب نکال رہے ہیں کہ ہائیکورٹ نہیں جا سکتا، یہ تو بڑی ڈکٹیٹر شپ ہے حالانکہ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ایک article 199 ہے اور جو چیز آئین میں درج ہو وہ نیچے کسی law میں درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آئین سپریم لاء ہے۔ آئین میں جو چیز درج ہے وہ subordinate legislation میں درج کی جا سکتی ہے اور نہ ہی subordinate legislation کے ذریعے اُس حق کو چھینا جا سکتا ہے۔ Under article 199 ہائیکورٹ کو یہ مکمل اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی حکومت کے اہلکار کے act پر cognizance لے سکتا ہے اور یہ وہی writ petition کا حق ہے جو بڑا popular بھی ہے اور اس کے تحت ہائیکورٹ کو all powers حاصل ہیں اس لئے میری بھائی سے یہ گزارش ہے کہ انہوں نے اس سے متعلق جن صاحب کو بھی amendment دینے اور تیاری کے لئے رکھا ہوا ہے۔ آج ذرا جا کر اس کے کان کھینچیں کہ وہ انہیں صحیح بات بتایا کریں یعنی ایک چیز جو آئین میں موجود ہے اور اُس کی یہ نفی فرما رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 23 of the Bill, the following proviso be added at the end:

"Provided that a petition may be filed in the High Court challenging the plea of good faith."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Transparency and Right to Information Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013 (Bill No.17 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr. Speaker! I move:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR ACTING SPEAKER: Opposed.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ایل ڈی اے سے متعلق جو ترامیم یہاں پر لائی جا رہی ہیں۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی، لاہور کی ایک انتہائی اہم اتھارٹی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا بنیادی مقصد عوام کو facilitate کرنا تھا یہ کمرشل ادارہ نہیں تھا لیکن بد قسمتی سے

یہ کمرشل ادارہ بن چکا ہے۔ایک اتنا اہم ادارہ جس کے بارے میں ترامیم لائی جارہی ہیں لاہور شہر جو تقریباً ڈیڑھ کروڑ کی آبادی کا شہر ہے۔(شوروغل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): کیا ہی بہتر ہوتا کہ اس بل کو عوام کی مثبت تجاویز کے لئے مشتہر کیا جاتا، پچھلے تیس سال سے ایل ڈی اے کی ناقص کارکردگی کے بارے میں لوگوں کی جو شکایات ہیں یا لوگوں کی جو مثبت تجاویز ہیں ان کو invite کیا جاتا اس کے بعد اس ایوان کے اندر یہ ترامیم آتیں تو بہت بہتر ہوتا۔ایل ڈی اے جیسے میں نے شروع میں کہا کہ یہ مفاد عامہ کے لئے ایسا ادارہ تھا جو عام آدمیوں کو، عام شہریوں کو، شہر لاہور کے اندر جو آبادی کا بڑھتا ہوا دباؤ تھا اس کے پیش نظر ان کو رہائش کی سہولتیں فراہم کرتا تھا، ٹاؤن پلاننگ کرتا تھا یہ اس کا بنیادی مقصد تھا لیکن پچھلے تیس سال میں یہ ادارہ اپنے اس بنیادی مقصد سے بالکل غافل رہا اور یہ کمرشل ادارہ بن چکا ہے۔آج بھی اس ادارے کی کھربوں روپے کی properties ہیں، اربوں روپے کی hidden properties ہیں اور اس سے عوام کو کوئی ریلیف نہیں مل رہا ہے۔اس ملک میں، اس شہر میں بسنے والا کوئی مزدور، کوئی low paid person، کوئی سرکاری ملازم، کوئی عام آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ ایل ڈی اے کی کسی سکیم میں پلاٹ خرید سکتا ہے۔کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا، سوچ بھی نہیں سکتا اور میرا چیلنج ہے کہ آج شہر کے اندر پانچ مرلہ کے پلاٹس کی قیمت 20 لاکھ، 30 لاکھ، 40 لاکھ روپے ہے۔یہ ادارہ کس لئے بنایا گیا تھا اور یہ ادارہ کر کیا رہا ہے؟ عوام تو بے چارے مارے مارے پھر رہے ہیں انہیں تو اس شہر لاہور میں سر چھپانے کی کوئی جگہ تک نہیں مل رہی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ purely ایک کمرشل ادارہ بن گیا ہے۔حکومت نے کسی کو bribe کرنا ہوتا ہے، یہ آج کی بات نہیں ہے جب سے یہ ادارہ بنا ہے یہ اس وقت کی بات ہے، یہ پرانی ہسٹری ہے۔1988 میں دیکھ لیں، 1997، 1993، 1990، 1980 میں دیکھ لیں کہ لوگوں کو politically bribe کرنے کے لئے پلاٹ الاٹ کئے جاتے ہیں اور پھر یہاں پر جو پبلک کمیونٹی کے پلاٹس ہیں، sites for public buildings ہیں، آج میرے ساتھ آئیے، شہر لاہور کی جتنی سکیمیں ایل ڈی اے نے develop کی ہیں آپ وہاں چلے جائیں وہاں پر درجنوں پلاٹس پچھلے تیس سال سے خالی پڑے ہیں اور جو پلاٹ انہوں نے الاٹ کئے وہ منظور نظر افراد کو bribe کرنے کے لئے دیئے۔وہ سکولوں کے پلاٹ تھے، ہسپتالوں کے پلاٹ تھے یا دیگر sites تھیں وہ اپنے منظور نظر لوگوں کو ریوڑیوں کی طرح بانٹی گئی ہیں۔

جناب سپیکر!ایبک بلاک، گارڈن ٹاؤن میں original master plan میں تیس کنال کا پلاٹ تھا،پندرہ کنال کے پلاٹ، کنال کنال کر کے ایم کیوایم کے ایم این ایز کو الاٹ کر دیئے گئے،1990 میں جب پیپلز پارٹی کی بے نظیر بھٹو صاحبہ کے خلاف عدم اعتماد آنا تھا وہ تیس کنال کا پلاٹ تھا،اس تیس کنال کے پلاٹ کے کنال کنال تیس کے پلاٹ بنائے گئے۔ میں نے اُس وقت بھی ایوان میں آواز بلند کی کہ ہم Public Custodian ہیں یہ ہسپتال کی site ہے اس کی اس طرح سے تقسیم کار اور بندر بانٹ کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔اسی اسمبلی کے floor پر اس وقت میں نے تحریک التوائے کار بھی دی اس کے بعد پھر انہوں نے یہ کیا کہ پندرہ کنال تو الاٹ کر دیا اور پندرہ کنال پر کہا کہ یہ ہسپتال کی site ہے آج بھی وہاں وہ site خالی پڑی ہے۔ علامہ اقبال ٹاؤن سکندر بلاک میں بیس کنال کا پلاٹ آج بھی خالی پڑا ہے۔ کمیونٹی سنٹر کے جتنے پلاٹ ہیں وہ خالی پڑے ہیں،اپنے مختلف افراد کو نوازنے کے لئے انہوں نے سکولوں کے پلاٹ استعمال کئے۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے دائرہ کار کو لاہور شہر سے وسیع کر کے پورے ڈویژن پر یہ ادارہ بنا دیا جائے اور اس میں لاہور ڈویژن کے بقیہ تین اضلاع بھی شامل کر لئے جائیں۔ دُہائی خدا کی، ہمارے دین کی تعلیمات یہ ہیں، نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے کہ 'ایک خاص حد تک جب آبادی سے شہر بڑے ہوں تو نئے شہر بسانے چاہئیں' یہ نہیں کرنا چاہئے کہ ایک شہر جو پہلے ایک کروڑ سے ڈیڑھ کروڑ کی آبادی پر مشتمل ہے اب اگر ایل ڈی اے قصور، ننکانہ اور شیخوپورہ کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ بھی زیادتی ہو گی اور ان کے حقوق غصب کرنے والی بات ہے کہ آپ ایل ڈی اے کی jurisdiction لاہور نکال کر پورے ڈویژن کے اوپر یہ ادارہ بنا دیں تو یہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ ظلم و زیادتی ہے اور یہ ان کی حق تلفی ہے، یہ کسی صورت میں بھی نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہ ترمیم اخبارات میں مشتہر کی جاتی تو یقین مانیے کہ اس پر ہزاروں اعتراضات آتے اور لوگ اس پر سراپا احتجاج ہوتے کہ ہم اپنے اضلاع کی زمینیں ایل ڈی اے کے کنٹرول میں نہیں دینا چاہتے اور پھر یہاں پر یہ کر دیا گیا کہ اس اتھارٹی کا چیئرمین وزیر اعلیٰ ہو گا، وزیر اعلیٰ صاحب تو پہلے ہی وزیر اعلیٰ ہیں وہ by the virtue of Chair پورے صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ آپ انہیں ایل ڈی اے کا چیئرمین کیوں بنانا چاہتے ہیں؟ ایل ڈی اے کا چیئرمین لاہور کے elected Mayor کو ہونا چاہئے، آئین یہ کہتا ہے کہ powers devolve کر کے آپ عوام کے منتخب کردہ لوگوں کو دیں۔ پھر یہاں پر ترمیم میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ کمشنر اس اتھارٹی کا ممبر ہو گا۔ ?Why Commissioner یہ کمشنروں سے، بیوروکریسی سے، ان سیکرٹریوں

سے ،اس Colonial mindset سے for God sake باہر آ جائیے۔اپنے elected لوگوں کو empower کیجئے،اپنے elected بلدیاتی اداروں کو،اپنے elected ممبران کو آپ اس کا ممبر کیوں نہیں بناتے ؟میں یہاں پر یہ بھی کہوں گا کہ اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے جو ایک،دو ممبر ہیں ان کو اس اتھارٹی کا ممبر ہونا چاہئے تاکہ اس کی کارکردگی کو بہتر کیا جاسکے اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر اس کی jurisdiction ہم دوسرے اضلاع تک بڑھاتے ہیں تو پچھلے دِنوں اس ایوان میں مہنگائی پر کافی بات ہوئی تو ان سارے اضلاع میں اگر ہاؤسنگ سکیمیں ہی بن جانی ہیں تو اناج، سبزیاں اور خورد ونوش کی دیگر اشیاء ناپید ہو جائیں گی اور اس ڈویژن کے اندر ایک شدید قسم کا بحران پیدا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایل ڈی اے کی جو already jurisdiction ہے وہ اس کے اندر رہ کر کام کرے۔اس ادارے کو commercial بنانے کی exercise کرنے کی بجائے، مفاد عامہ جو اس کا اصل مقصد تھا،اس کی طرف آئے اور عام آدمی کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کا بندوبست کرے۔اس کام سے ہی عہدہ برآ ہو جائے تو یہ بھی بہت بڑی بات ہو گی۔اب پورے ڈویژن کو اس میں شامل کر رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ پتا نہیں ان کے پیش نظر کیا مقاصد ہیں؟اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ ہماری ترامیم انتہائی اہم ہیں لہذا اس بل کو جلد بازی میں معزز ایوان میں پیش کر کے، منظور کروانے کی بجائے کو مشتہر کیا جائے تاکہ کروڑوں لوگ اس بات کو سمجھ سکیں کہ آئندہ ان کے عزائم کیا ہیں اور آئندہ یہ کیا کرنے جا رہے ہیں۔اس کے بعد اس بل کو ایوان میں لایا جائے اور اسے پاس کروایا جائے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ لاہور شہر پر بہت زیادہ pressure اور burden ہے،اتنے زیادہ مسائل ہیں کہ اسی کو focus کیا جائے۔اسی ڈسٹرکٹ پر مشتمل اتھارٹی ہونی چاہئے ،دیگر اضلاع کو کسی صورت میں بھی شامل کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے ۔ مجھے امید ہے کہ treasury benches بھی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اس بل کو جلد بازی میں پاس نہ کیا جائے۔یہ ایک انتہائی اہم قانون سازی ہونے جا رہی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ پہلے اس بل کو مشتہر کیا جائے جو stakeholders ہیں،جو اس شہر لاہور کے عوام ہیں،جو ہمارا provincial headquarter ہے، جو انتہائی اہم شہر ہے یہاں سے لوگوں کی تجاویز لی جائیں۔اس وقت جو ایل ڈی اے کے ڈسے ہوئے لوگ ہیں،آج اگر ایل ڈی اے کا نام آتا ہے تو ایک عام آدمی جس نے بھول کر بھی ایل ڈی اے کی کسی سکیم میں پلاٹ لیا ہو تو وہ کانپ جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے دس پندرہ سال کے اندر ایل ڈی اے

کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے، لینڈ مافیا کی وجہ سے، کرپشن کی وجہ سے جگہ جگہ اب لوگ خوف کھاتے ہیں اور ایل ڈی اے کے اندر پلاٹ لینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔آج پرائیویٹ سیکٹر موجود ہے، واپڈا ٹاؤن، ڈیفنس، پی آئی اے اور دیگر جو پرائیویٹ سیکٹر کی ہاؤسنگ سکیمیں ہیں اس میں پلاٹ لینے کو ترجیح دیتے ہیں۔لوگوں کو پتا ہے کہ اگر ایک دفعہ ایل ڈی اے کے پاس چلے گئے تو فائل کو پاس کرواتے ہوئے اتنا پیسا خرچ ہو جائے گا۔یہاں پر تو لاکھوں کی تعداد میں ڈبل الاٹمنٹس ہیں، یہاں پر possession کے "رولے" ہیں اور file to file یعنی فائل کو جب تیزی سے "پہیے" نہ لگائے جائیں ایک سے دوسری جگہ move نہیں ہوتی۔ جس ادارے کا پہلے سے یہ حال ہو، جس ادارے کا record ہی خراب ہو، کرپشن میں نمبر ون پر آنے والا ہو، جو ادارہ اپنے اصل مقصد سے ہٹ چکا ہو، جو ادارہ ٹوٹل کمرشل بنیادوں پر ہو، جو ادارہ عوام کو facilitate کرنے کی بجائے غلط راستوں پر چلنے کے لئے راستے دکھاتا ہو، اس تیزی کے ساتھ اس میں ترامیم کر کے اس کے دائرہ کار کو پورے ڈویژن تک بڑھانا کسی طور پر بھی قرین انصاف نہ ہو گا۔ میری استدعا ہو گی کہ اس کو elicit کرنے کے لئے پہلے اخبارات میں بھیجا جائے اور پھر اس کے بعد ایوان کے اندر لایا جائے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔جناب سپیکر!لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ترمیمی بل2013 جو آج اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا ہے، اس حوالے سے کچھ گزارشات پہلی ترمیم کے حوالے سے کروں گا کہ اس بل کو public awareness کے لئے مشتہر کیا جائے تاکہ مفاد عامہ کے حوالے سے لوگوں کی جو رائے ہے وہ ہم تک پہنچ سکے اور بہتر انداز میں اس کی legislation کے عمل کو آگے بڑھایا جائے تاکہ عوام کی زندگیوں کے اندر ہم آسانیاں پیدا کر سکیں نہ کہ مشکلات پیدا کریں۔اس ادارے کے بارے میں آج اس ایوان میں جو بات ہو رہی ہے ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ اس بارے میں لوگوں کی perception کیا ہے؟ حکومت کے باقی ادارے بھی موجود ہیں، باقی محکمے بھی موجود ہیں لیکن اس محکمے کے بارے میں اگر ہم لوگوں کی perception لیتے ہیں تو کوئی شریف آدمی اس ادارے کے آگے سے گزرنا تک پسند نہیں کرتا۔آج بھی مختلف عدالتوں کے اندر، ایل ڈی اے کے اندر وہ لوگ خوار ہو رہے ہیں جنہوں نے کبھی یہاں پر پلاٹ لیا۔بے شمار مثالیں ایسی ہیں جن کو یہاں پر quote کیا جا سکتا ہے۔ میری اس بات سے اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے دوست یا حکومت میں بیٹھے ہوئے دوست کم از کم اختلاف نہیں کریں گے۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ پنجاب حکومت کا حق ہی نہیں بنتا کہ وہ اس طرح کے معاملات کے اندر اپنے آپ

کو الجھائے،اگر ہم تھوڑا سا پیچھے جائیں تو2002کے اندر ایل ڈی اے کا جو چیئرمین تھا وہ لوگوں کا elected، عوام کی نمائندگی کرنے والا میئر ہوتا تھا۔1975کے ایکٹ کے مطابق جب ایل ڈی اے معرض وجود میں آیا اس وقت سے لے کر1998تک مختلف ادوار کے اندر چیف منسٹر صاحب اس ادارے کے Headرہے یعنی چیئرمین رہے۔اگر آپ اس کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھیں تو شاید دو یا تین دفعہ چیف منسٹر صاحب نے اس کی میٹنگ کو Chair کیا ہوگا۔ باقی تمام چیزیں ایک سمری کی شکل میں moveہوا کرتی تھیں اور کبھی بھی زحمت نہیں کی گئی تھی کہ 1975 سے لے کر1998تک یہ ادارہ جو کہ لاہور کے اندر ہے اس کی چیئرمین شپ اگر چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے تو اس کو presideبھی کر لیں، صرف اور صرف سمریوں کے ذریعے کام چلایا جاتا تھا۔اب ہم کرنے کیا جارہے ہیں؟آپ نے چند مہینے پہلے اسی ایوان میں لوکل گورنمنٹ بل منظور کیا اور اس بل کے اندر آپ نے کچھ اختیارات ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دیئے۔آج وہی اختیارات آپ واپس لینے جارہے ہیں،اس بلدیاتی بل کے اندر ترمیم کئے بغیر واپس لینے جارہے ہیں۔ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں، میں اسی وجہ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ اس کو اخبارات میں مشتہر کریں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ ان کی حکومت ان کے ساتھ کیا کرنے جارہی ہے؟ دو چہروں کے ساتھ آپ نے اس ایوان کے اندر قانون سازی کی ہے، پہلا چہرہ یہ ہے کہ آپ نے یہ لوکل باڈیز بل پاس کیا ہے، یہ بل کیا کہتا ہے اس کے functions کیا کہتے ہیں، میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر!یہ بل کہتا ہے کہ اگر کسی جگہ پر Functions of Metropolitan and Municipal Corporations، یہ سارے ایوان کے لئے بات ہے کہ ہماری قانون سازی کے ساتھ کیا مذاق ہو رہا ہے۔ میرے پاس اس بل کا پورا pageموجود ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کیا کرے گی، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے مراد یہ ہے کہ وہاں کا میئر کیا کرے گا؟اس کے اندر لکھا ہے،اس میں مختلف چیزیں ہیں اور اس کی ایک لمبی چوڑی detail ہے، سہانے خواب جو کہ لوکل باڈیز الیکشن کے اندر آپ نے لوگوں کو دکھائے ہیں۔ میرے پاس اس کی بڑی لمبی چوڑی تفصیل ہے اور اگر میں اس کو یہاں پر پڑھوں تو ایوان کا وقت ضائع ہوگا۔ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کیا کرے گی، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے functions کیا ہیں،metropolitanکا کام کیا ہے؟

جناب سپیکر!میں اس کے اندر سے صرف ایک آدھ حصہ پڑھ دیتا ہوں۔

Approve master plan, zoning, land use plan including classification and re-classification of land environment

control urban design urban renewal and ecological balances.

جناب سپیکر!یہ کون کرے گا؟ یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کرے گی ۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے مراد میئر کرے گا۔اب میں آپ کے بل کی وہ شق پڑھتا ہوں جس کے اندر آپ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ایل ڈی اے کرے گا۔ایل ڈی اے کیا کرے گا؟1 Chapter کی amendment کے جز(q) میں لکھا ہوا ہے:

Master plan means the traditional method for presenting assets of land uses allocation and control measure in the form of map, graphical form and allocation and control measure.

جناب سپیکر!آپ نے چند ماہ پہلے اتنا بڑا پلندہ پاس کیا ہے۔جو functions ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کرے گی وہ ایل ڈی اے کرے گا۔کیا ایک صوبے کے اندر دو وزیر اعلیٰ ہوتے ہیں؟ جواب ہو گا نہیں۔ ہمارے قانون میں نہیں ہے۔ایل ڈی اے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اختیارات سلب کرنے جا رہا ہے۔ آپ اوپر رولا ڈالتے ہیں کہ پرائیویٹائزیشن کریں ادارے نقصان میں جا رہے ہیں ہم ان کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے لیکن آپ یہاں پر ان کے حقوق سلب کرتے ہوئے سارا کچھ centralize کرنا چاہ رہے ہیں۔آپ کی تو de-centralization کی پالیسی ہی کہیں نظر نہیں آتی۔کیا آپ میں اتنا حوصلہ نہیں ہے کہ اگر کسی شہر کا کوئی میئر آ جائے تو اسے یہ اختیارات دیئے جائیں اور وہ اپنے شہر کو خود سنبھالے۔پوری دنیا کے اندر جہاں بھی ترقی ہوئی ہے وہاں کا میئر یہ کام کرتا ہے؟

جناب سپیکر!میں ایک قدم اور آگے بڑھتا ہوں کہ ایل ڈی اے سونے کی ایک چڑیا ہے۔اس چڑیا کو اپنے پنجرے میں بند کرنے کے لئے ہر کوئی گھر سے نکل پڑا ہے۔میں آگے جا کر اس کی مثال دوں گا۔ میں عوام کو اس وجہ سے بتانا چاہ رہا ہوں کہ یہ بل اخبار کے اندر دیں تاکہ عوام کو پتا چلے کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔لاہور کا ایک کلچر رہا ہے، ہم لاہوریئے ہیں، یہاں کا ایک کلچر رہا ہے۔ایگریکلچر لینڈ ہوا کرتی تھی، ایل ڈی اے نے ایک fund generating ادارہ بن کر لاہور کی تمام زمینوں پر قبضہ کر کے عمارتیں کھڑی کر دی ہیں۔اس شہر کے پاس کوئی زرعی رقبہ نہیں رہ گیا سوائے وہ رقبہ جو حکمرانوں کا ہے۔اس کے علاوہ لاہور میں کوئی زرعی رقبہ نہیں رہ گیا۔یہاں پر صاف ہوا کے لئے ہمارے پاس کوئی buffer زون نہیں ہے کہ جہاں سے میرے ڈیڑھ کروڑ کی آبادی والے شہر کو صاف ہوا مل جائے۔

جہاں پر آپ کی پسند ناپسند ہوتی ہے آپ کہتے ہیں کہ یہاں پر بلڈنگ نہیں بنے گی، یہاں پر نقشے منظور نہیں ہوں گے، یہاں پر رجسٹریاں نہیں ہوں گی۔ ایک غریب کسان جس کی دو چار یا دس ایکڑ زمین ہوتی ہے آپ اس کی زمین ہتھیا لیتے ہیں۔ اس کے باپ دادا سے اس کی زمین ہے لیکن آپ زبردستی کرتے ہیں، آپ ایل ڈی اے کا سیکشن 4اور 6 کا قانون لگا کر اس کی زمین چھینتے ہیں۔ اسے بے گھر بھی کرتے ہیں۔ اسے اپنی من مرضی کی قیمت دیتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ یہاں سے نکل جا۔ یہ کہاں کا اصول ہے؟ پھر آپ اسے عدالتوں کے چکر لگواتے ہیں۔ باپ نے کیس کیا ہوتا ہے اور پوتا جا کر کیس finalize کراتا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ آپ اس کا دائرہ کار بڑھا رہے ہیں ذرا پہلے اس پر تو بحث کر لیں کہ ایل ڈی اے نے لاہور میں ایسے کون سے کام کئے ہیں کہ ہمیں ضرورت پڑ گئی ہے کہ سانگلہ ہل تک کے ایریا کو بھی اس میں شامل کر لیں۔ لوگوں کی زمین acquire کئے چالیس سال ہو گئے ہیں لیکن ایل ڈی اے تو ابھی تک وہ اپنے نام نہیں کر سکا۔ پچھلے ہفتے ہائیکورٹ کے ایک معزز جج نے ڈنڈا دے کر سارا انتقال ایل ڈی اے کے نام کرایا۔ ابھی تک ایل ڈی اے کے اندر allocation اور exemptions کی فائلیں چل رہی ہیں، یہ تو حال ہے ایل ڈی اے کا اور آپ اس کا دائرہ کار قصور سے لے کر سانگلہ ہل تک بڑھانے چلے ہیں۔ ایل ڈی اے نے ایسا کون سا کارنامہ کر لیا ہے؟ شہر کے اندر جائیں تو پورا شہر تباہی کی طرف ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ایل ڈی اے نے اپنے rules پر کہاں تک implement کیا ہے؟ ایل ڈی اے مافیا ہے، ایل ڈی اے کے ذریعے لوگوں کو bribe کیا جاتا ہے۔ آپ ایک چھوٹے سے سرکاری ملازم کے پیچھے پڑ کر اس کی جائیداد کے پیچھے پڑ کر اس کا سارا کچھ انٹی کرپشن سے چیک کراتے ہیں۔ جس نے آج تک ایل ڈی اے کے اندر نوکری کی ہے آپ اس کا ریکارڈ چیک کرائیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ وہ کتنے کروڑوں اور اربوں روپے کا مالک ہے۔ ایل ڈی اے پراپرٹی ڈیلر کا ایک دفتر ہے وہ صبح ایک منڈی کی طرح کھلتا ہے، وہاں پر پلاٹوں کے ریٹ لگتے ہیں اور وہاں پر لے دے ہوتی ہے۔ ایل ڈی اے کوئی اچھا ادارہ نہیں ہے۔ ایل ڈی اے ایسا کون سا کام کر بیٹھا ہے کہ آج میرے حکمرانوں کو یہ خیال آ گیا کہ ایل ڈی اے کے پر بڑھا دیئے جائیں۔ ایک اٹھارہ گریڈ کا آدمی ایل ڈی اے کو چلا رہا ہے جو کسی قانون میں نہیں ہے۔ اٹھارہ گریڈ کا آدمی بیس اور اکیس گریڈ کے آدمیوں کے تبادلے کر رہا ہے۔ آپ کے پاس کوئی افسر نہیں رہ گیا؟ سپلیمنٹری گرانٹیں بھری پڑی ہیں وزیر اعلیٰ صاحب کا دل چاہا تو چار کروڑ روپے اس کو انعام دے دو۔ یہ پبلک منی ہے ٹیکس منی ہے، اسمبلی سے پوچھیں۔ سپریم کورٹ کا بھی

فیصلہ ہے کہ discretionary grant کوئی grant نہیں ہوتی۔آپ جب تک عوام کو بتائیں گے نہیں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرنے جارہے ہیں تو وہ کہاں کھڑی ہو گی؟

جناب سپیکر!جوہر ٹاؤن، گلشن راوی، سبزہ زار، اقبال ٹاؤن ایل ڈی اے کی سکیمیں ہیں ان کے اندر جائیں اور دیکھیں کہ یہ کب بنی تھیں لیکن ابھی تک exemption کی فائلیں ٹھڈے کھارہی ہیں۔کیا آپ نے settle کر لیا ہے، کیا آپ نے ان کالونیوں کے اندر سہولتیں دے دی ہیں، کیا وہاں سڑکوں کا نظام ٹھیک ہو گیا ہے، پینے کے پانی کا نظام ٹھیک کر دیا گیا ہے اور کیا ایل ڈی اے اتنا اچھا تھا کہ لوگوں نے اتنی favour کی ہے کہ ہم قصور شیخوپورہ اور ننکانہ کو شامل کریں گے یہ کیا اختیارات ہیں؟ آپ سسٹم بنائیں بندے مت بنائیں۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ گورنمنٹ کے بندے کسی کے نہیں ہوتے یہ اسی کے ہوتے ہیں جن کی گورنمنٹ ہوتی ہے۔گزارش ہے کہ آپ سسٹم بنائیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا ٹائم ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں ایک جوبلی سکیم بنی تھی۔کیا ایل ڈی اے نے اسے develop کر لیا ہے؟آٹھ سال ہو گئے ہیں غریب آدمیوں نے ادھر پلاٹ لئے ہوئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ان غریبوں کے حال کا بھی پتا کر لیں۔ان سے پوچھیں کہ اس سکیم کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ وہاں پر دو چار یا دس جگہوں پر litigation ہو گی، وہاں ہر سکیم کے اندر litigation ہے۔جوبلی سکیم develop کیوں نہیں کی گئی اس کے پس منظر میں جائیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ کیوں نہیں develop کی گئی۔ وہ ایک بہت بڑی سازش ہے لینڈ مافیا کے ساتھ مل کر، پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے ساتھ مل کر ایک بہت بڑی سازش ہے۔ وہاں اس وجہ سے development نہیں کی جارہی کہ وہاں پر جو پرائیویٹ کالونیاں بنی ہوئی ہیں ان کا بزنس چمکے۔اس کو بنے ہوئے آٹھ سال ہو گئے ہیں۔ کسی نے کیا کیا ہے؟ کچھ نہیں کیا، غریب آدمی نے چپ سادھ لی ہے وہ بول نہیں سکتا۔ "کہندے نیں ویچ دیو" اس سے دس کلو میٹر آگے جو پرائیویٹ کالونیاں ہیں اُن کو نوازا جارہا ہے۔صرف اسی بنیاد پر کہ پرائیویٹ سکیم والوں کا بھلا ہو جائے لیکن جوبلی ٹاؤن سکیم کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔اگر غریب آدمی نے جوبلی ٹاؤن سکیم کے اندر پلاٹ لے لیا ہے تو وہ ویسے کا ویسا ہی رہے۔

جناب سپیکر!پہلے ایک گرین ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم بنی تھی، دوستوں کی نظر میں ہو گی۔یہ سکیم Canadian aid کے تحت بنی تھی۔1993 میں ایل ڈی اے نے اس کو بھی جلدی جلدی grab کر کے اپنے اندر ڈال لیا تھا اور اب آپ اس کا جا کر حال دیکھیں۔"ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا" گرین ٹاؤن سکیم

میں ایل ڈی اے نے کوئی سہولت فراہم نہیں کی۔انہیں شوق تو بڑا ہے کہ ہمارے ہاتھ میں اختیارات آ جائیں لیکن کرتے کچھ نہیں۔جب ہم پوچھتے ہیں کہ آپ نے جوبلی ٹاؤن سکیم میں ترقیاتی کام کیوں نہیں کئے ؟تو کہتے ہیں کہ پیسے نہیں ہیں۔"پلے نئیں دھیلا تے کر دی پھرے میلہ میلہ"ان کے پاس funds موجود نہیں، جوبلی ٹاؤن سکیم کو develop نہیں کر سکے جو کہ ہزاروں ایکڑ پر مشتمل ہے لیکن اب ایک نیا chapter کھولنے جا رہے ہیں۔یہ چاہتے ہیں کہ جتنی بھی زرعی زمینیں ہیں وہ سب ختم کر دیں تاکہ لاہور کے شہریوں کے لئے فروٹ، سبزیاں اور صاف ہوا میسر نہ ہو سکے۔یہ چاہتے ہیں کہ یہاں پر عمارتیں ہی عمارتیں بن جائیں اور پھر ہم انڈیا سے پھل، سبزیاں اور دوسری چیزیں منگوائیں کیونکہ ہم انڈیا کے ساتھ تعلقات ٹھیک کرنا چاہ رہے ہیں۔خُدا کے لئے اپنے زرعی شہر کو ختم کر کے عمارتیں نہ بنائیں۔اس شہر کے شہریوں نے کھانا بھی کھانا اور سانس بھی لینا ہے۔ہم اپنی نسلوں کو تحفے میں کیا دے کر جا رہے ہیں؟ہم اپنی نسلوں کو تحفے میں ایل ڈی اے دے کر جا رہے ہیں۔ایل ڈی اے کا مطلب ہے "کرپشن"۔یہ ایک مافیا ہے جو کہ ہم اپنی نسل کو دے کر جا رہے ہیں۔اس ایوان کے اندر قانون سازی کا فائدہ کیا ہے ؟آپ نے District Government کا Bill بنایا جس میں بہت سی خامیاں ہیں۔کیا ان کے افسروں نے اس موجودہ Bill کو پڑھا ہے ؟انہیں تو اپنے اختیارات کی پڑی ہوئی ہے۔ایل ڈی اے صرف ایک بندے کے ارد گرد گھومتا اور طواف کرتا ہے۔پورا ایل ڈی اے جس کا اربوں روپے کا بجٹ ہے وہ ایک بندے کے گرد گھومتا ہے۔ہمیں کوئی اور افسر ہی نہیں ملا۔میری گزارش یہ ہے کہ ہم "اگا دوڑ تے پچھا چوڑ"والا کام نہ کریں بلکہ ہم پیچھے بھی ٹھیک کر کے جائیں اور آگے بھی ٹھیک کریں۔

جناب سپیکر!میں ایک اور بہت ہی اہم نوعیت کے معاملے کو point out کرتا ہوں۔یہ اسی Bill کے حوالے سے ہے۔یہ میں ضرور بیان کروں گا تاکہ عوام کے علم میں آ سکے کہ کیا ہونے جا رہا ہے ؟اس Bill کے اندر ایک ٹربیونل بنایا جا رہا ہے۔پہلے ایل ڈی اے کے حوالے سے cases کے فیصلے ایک سینئر سول جج صاحب کرتے ہیں۔Land Acquisition Act کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں۔اب آپ اس Bill میں دیئے گئے ٹربیونل کو پڑھیں۔اس میں ایک سول جج صاحب ہوں گے اور اگر وہ انہیں پسند نہیں آتے تو یہ سات سال کا تجربہ رکھنے والے اپنی مرضی کے کسی بھی وکیل یا پھر کسی ریٹائرڈ جج کو لگا سکتے ہیں۔میں آپ کی وساطت سے حکومتی بنچوں تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ جس طرح پنجاب سروسز ٹربیونل میں چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کی مشاورت سے کوئی جج لگایا جاتا ہے۔اس کی ایک سروس ہوتی ہے اور اس کو پتا ہوتا ہے کہ میں نے آئین اور قانون کے مطابق انصاف کرنا

ہے۔اگر آپ سات سال کی وکالت کا تجربہ رکھنے والے کسی اپنے سیاسی آدمی کو اس عہدے پر لگا دیتے ہیں تو وہ لوگوں کو کیا انصاف دے گا؟ وہاں پر اربوں اور کھربوں روپے کی جائیداد کے فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔کیا ہی اچھا ہو کہ حکومت چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کی مشاورت سے کوئی جج یہاں پر لگائے تاکہ غریب آدمی کی بات بھی سنی جائے اور انصاف پر مبنی فیصلے ہو سکیں۔آپ اس ٹربیونل کا سیکشن(a)7 پڑھیں۔اگر پسند کا فیصلہ آ گیا تو ٹھیک اور نہ آیا تو پھر سیکشن(a)7 اس پر apply ہوتا ہے۔اس میں کہا گیا ہے کہ:

25C.Tribunal. - (7) The Government may-

(a) Dissolve the tribunal with effect from such date as may be mentioned in the notification to be published in the official Gazette;

جناب سپیکر!جب دل چاہے تو اسے کہہ دیں کہ "چلو گھر"۔میں کہتا ہوں کہ جس طرح ہم پنجاب سروس ٹربیونل کے کسی ممبر کو نامزد کرنا چاہتے ہیں تو چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ کے ساتھ بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں تو یہاں پر بھی یہی اصول اپنا لیں۔کوئی اچھا بندہ لگا دیں تاکہ کسی غریب آدمی کو remedy مل جائے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ایک بہت ہی ضروری بات میں ایوان میں کرنا چاہ رہا ہوں۔ابھی یہ Bill اسمبلی میں بحث کے لئے پیش کیا گیا ہے جبکہ اس حوالے سے کام پہلے سے ہو رہا ہے یعنی جو کام ہونا ہے وہ پہلے سے شروع ہو چکا ہے۔وہ کیا ہونا ہے؟ اسے میں اب بیان کرنے لگا ہوں۔پراپرٹی ڈیلر مافیا already اس کے لئے اپنا کام شروع کر چکا ہے اور میں ایک فہرست آپ کی اجازت سے اس ایوان کے اندر پڑھ دیتا ہوں۔عوام کا شکار کرنے کے لئے already چھ کمپنیاں میدان میں نکل چکی ہیں۔وہ کمپنیاں لوگوں سے زمینیں خرید رہی ہیں اور ایل ڈی اے ان چھ کمپنیوں کے علاوہ کسی اور سے زمین نہیں خریدے گا۔وہ چھ کمپنیاں کون سی ہیں؟ وہ عام آدمی کی کمپنی کیوں نہیں ہو سکتی؟ اس میں معمار پاک اسٹیٹ ایجنسی،پیراگون، ملینیم،الفا اسٹیٹ اور اربن ڈویلپر شامل ہیں۔ان کے پیچھے بھی جا کر دیکھیں۔یہ Bill ابھی اسمبلی نے پاس کرنا ہے لیکن ان کمپنیوں نے زمینوں کی خریداری کا کام شروع کر دیا ہے۔انہیں license to kill دے دیا گیا ہے کہ جس کی مرضی زمین grab کر لیں۔گزارش یہ ہے کہ کن rules کے تحت ان کمپنیوں کو ایل ڈی اے کے اندر enlist کیا گیا ہے اور کہاں پر prequalification ہوئی؟ کل دو سو کے قریب کمپنیاں ہیں جبکہ ان میں سے صرف منظور نظر چھ کو چُنا گیا ہے۔میں کہتا ہوں

کہ لاہور کی عوام پر ظلم نہ کریں۔ بہت ہو گیا، بہت ہو گیا اب تھوڑا ہتھ ہولا رکھیں۔ ابھی پانچ سال پڑے ہوئے ہیں۔ خدانخواستہ میں بے جا تنقید نہیں کر رہا بلکہ میں تو اپنے تحفظات اور خدشات بیان کر رہا ہوں۔ معاشرے کے اندر لوگ جو باتیں کر رہے ہیں میں وہی آپ تک facts and figures کے ساتھ پہنچا رہا ہوں۔ میں اپنے پاس سے generate کر کے باتیں کر رہا ہوں اور نہ ہی میں نے کوئی اپنی سٹوری بنائی ہے۔

جناب سپیکر! اس اسمبلی نے Local Body Act پاس کیا اور اس کے تحت تمام اختیارات ضلع کے میئر کو دے دیئے گئے۔ اب آپ نے اس Bill کے تحت ایک نیا ایجنڈا بنا دیا، ایک شہر کے اندر دھکے کھانے کے لئے دو دفتر بنا دیئے، کوئی ادھر جائے گا اور کوئی اُدھر جائے گا۔ کسی کو کچھ سمجھ نہیں آنی اور اس طرح مسائل دن بدن بڑھتے جائیں گے۔ پچھلے دنوں اسمبلی نے ضمنی بجٹ پاس کیا۔ ایل ڈی اے کے ادارے کے اندر یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے اداروں کے اندر جو by laws ہیں جو rules اسمبلی نے پاس کئے ہیں کیا وہ موجود ہیں؟ موجود ہیں۔ کیا کیا آپ نے؟ آپ اس ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 338 پر دیکھیں کہ کیا لکھا ہوا ہے؟ 338 پر جو grants issue 28, 29, 30 & 33 کی گئی ہیں وہ میں پڑھ دیتا ہوں۔

> Grant in aid to a company named Urban Sector Planning and Management Services Unit Private Limited.

اس کمپنی کو کتنے پیسے دیئے 10 کروڑ روپیہ۔ اس کمپنی نے کیا کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اُس نے اتنی محنت سے کمپنی رجسٹرڈ کرائی ہے تو کوئی 10 کروڑ روپیہ لیا ہو گا، باقیوں کا بھی اُس نے بھلا کیا ہو گا۔ یہاں تو give and take ہے ناں، اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے۔ ایل ڈی اے موجود ہے، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس سٹاف موجود ہے، ہر چیز ہے۔ ایک Urban Development Company درمیان سے اُٹھی ہے اُسے 10 کروڑ روپیہ in grant دے دیا ہے، لو جی 10 کروڑ روپیہ لے لو۔ کوئی خوفِ خدا کھاؤ۔ یہ public money ہے یہ بتا سکتے ہیں کہ اس نے کیا کیا ہے۔ ایل ڈی اے اتنی نکمی تھی تو اس سے ایسا کروایا ہے۔ اگر ایل ڈی اے اتنی اچھی ہوتی تو 10 کروڑ روپیہ grant دیتے؟ میں یہ باتیں ہوا میں نہیں کر رہا ان کی کتابیں بولتی ہیں اور میں یہ چیزیں ان کی کتابوں سے نکال کر لایا ہوں۔ آپ ان کا حال دیکھ لیں اپنے کسی پیارے کو نوازنا ہو گا، بندے کو اپنوں پر زیادہ پیار آ ہی جاتا ہے، اپنے جو ہوئے اُن کو نوازنے کے لئے یہ کیا ہے، اسمبلی بُھگتے گی اور ہم پھر اپنے حلقوں میں جا کر بُھگتیں گے۔ آج صبح ایک

صحافی مجھ سے انٹرویو کر رہے تھے کہ لاہور شہر کے اندر پینے کے صاف پانی کی بڑی shortage ہے۔ آپ نے 10 کروڑ روپیہ اُٹھا کر ایک ادارے کو دے دیا ہے اور شہر کے اوپر شہر بناتے جا رہے ہیں۔ جیل روڈ، مال روڈ وغیرہ چار بڑی سڑکیں چھوڑ دیں باقی گلی محلوں میں جا کر دیکھیں آپ کو لاہور شہر کے حال کا پتا چل جائے گا۔ میں اپنی بحث کو اُس طرف نہیں لے کر جانا چاہتا۔

جناب سپیکر! اگر آپ کی نیت ٹھیک ہے بلدیاتی الیکشن ہونے ہیں، جو آپ کے پبلک نمائندے بنیں آپ اُنہیں empower کریں، اُن پر trust کریں۔ آپ ایک سرکاری بندے پر تو trust کرتے ہیں تو اپنے بندے پر بھی trust کریں یار۔ یہ سارے لوگ ووٹ لے کر آتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ بات کی تھی کہ پاکستان کے اندر ووٹ لینا اور لوگوں کے مسائل سُننا بہت مشکل ترین کام ہے۔ وکیل اور ڈاکٹر مشورہ دینے کے پیسے لیتا ہے جبکہ یہ سیاسی لوگ اپنے جذبات کو ضبط کر کے روزانہ اپنے دفتروں میں بیٹھ کر دو دو، تین تین، چار چار، پانچ پانچ سو بندوں کی بات سُنتے ہیں۔ ہم اپنے بندوں پر trust کرنے کو تیار نہیں ہیں جبکہ ہم اٹھارہویں گریڈ کے بندے پر trust کرنے کو تیار ہیں۔ ایسا ظلم نہ کریں یار۔ اپنے پبلک نمائندوں پر trust کر کے اُنہیں اختیارات دیں۔ چیف منسٹر کی یہ ٹیم ہے وہ ٹیم نہیں ہے۔ وہ اُس کی ٹیم ہے جس کی حکومت ہے۔ آپ ان پر trust کریں ان کا feed back لیں۔ ہم local bodies پر جو اتنا huge expense کرنے جا رہے ہیں۔ اُس پر اربوں کھربوں روپیہ لگ جانا ہے۔ آپ نے اُس کو دینا کیا ہے اُس سے سب کچھ تو لے لیا ہے۔ ایل ڈی اے سے اپنا لاہور شہر سنبھالا نہیں جا رہا، لاہور کی boundary، لاہور کی سکیمیں، لاہور کا ماسٹر پلان اور لاہور کی litigation سنبھالی نہیں جا رہی تو اب ایک نیا شوشا چھوڑ دیا گیا ہے۔ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سانگلہ ہل تک جانا ہے اور ہم نے اس کے اندر قصور بھی ڈالنا ہے۔ اس پر غور کریں اور یہ ظلم نہ کریں۔ آپ فصلیں ختم کرتے جا رہے ہیں تو اس شہر کے لوگ اور اُس شہر کے لوگ کہاں سے کھائیں گے؟ اس وجہ سے آپ کہتے ہیں کہ انڈیا کے ساتھ ہمارے تعلقات اور تجارت ٹھیک ہو، اِدھر ساری عمارتیں بن جائیں اُن سے ہم لے کر کھائیں۔ کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے شہر کے اندر کچھ نہیں ہونا چاہئے، کوئی سبزہ نہیں ہونا چاہئے؟ ایل ڈی اے نے سکیمیں شروع کیں تو کتنی سکیموں کے اندر ایل ڈی اے نے اتنی plantation کی ہے، کوئی ہے رپورٹ؟ plantation کے حوالے سے zero کی رپورٹ ہے۔ چلیں، ہم مان لیتے ہیں کہ یہاں پر لاہور میں ایک ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی ہے اُس کے کوئی parameters ہیں اُس کی کوئی چلتی ہے۔ آپ ایل ڈی اے کی ایک سکیم بتا دیں جہاں ہم بڑی خوش دلی کے ساتھ پلاٹ لے کر رہنا پسند کریں، کوئی ایک سکیم بتا دیں؟

میں اپنے دوستوں سے کہہ کر یہ ساری amendments withdraw کرالوں گا کوئی ایک سکیم بتا دیں کہ وہ رہنے کے قابل ہے؟ ماسٹر پلان کے اندر جو چیزیں ہیں وہ آپ سے implement نہیں ہوتیں، آپ اُس کی طرف جاتے نہیں اور آپ نے ایک نیا پنڈورا باکس کھول کر عوام کو سہانے خواب دِکھا دیئے اور آپ نے لوگوں کی زرعی زمینیں خریدیں۔ آپ پابندی لگائیں کہ زرعی زمینوں پر ہاؤسنگ سکیمیں نہیں بننی چاہئیں۔ جس طرح آپ نے اپنی ذاتی زمین کے ارد گرد بلڈ نگیں بننے کی اجازت نہیں دی۔ تھوڑا سا اُن کا بھی سوچیں وہ بھی اِدھر کے شہری ہیں۔ اگر آپ اپنی زمینوں کو protect کرنے کے لئے سارا کچھ کر رہے ہیں تو اُن کی زمینیں بھی بچائیں وہ بھی آپ کا فرض ہے۔ ہاں! آپ نے اگر اُن کی زرعی زمینیں لینی ہیں تو اپنی زمینوں کی بھی قربانی دے دیں کہ آؤ یہاں بھی ہاؤسنگ سکیم بناؤ۔ جس کے پاس دو چار ایکڑ زمین ہے اُس کسان کو اپنی اُس زمین سے کتنا پیار ہے۔ میں زمیندار کا بیٹا ہوں مجھے پتا ہے کہ زمیندار کو اپنی زمین سے بڑا پیار ہوتا ہے۔ اُس کا جینا مرنا اُسی زمین کے ساتھ ہوتا ہے وہ اللہ پر توقع رکھ کر اُسی زمین میں ہل چلا کر اپنی روزی کماتا ہے اور آپ وہاں پر رہائشی سکیمیں بنا رہے ہیں۔ کوئی پلان نہیں ہے اگر آپ نے کہیں رہائشی سکیمیں بنائی ہیں اور میں آپ کے توسط سے اپنے وزیر موصوف تک یہ بات پہنچانا چاہ رہا ہوں کہ اگر آپ نے وہاں پر تین مرلہ، پانچ مرلہ، دس مرلہ، حد ایک کنال کی کچھ سکیمیں بنائی ہیں تو اس پر پابندی لگائیں۔ اگر آپ نے کسی ادارے کو fund generating ادارہ بنا لیا تو پھر وہ funds ہی generate کرے گا۔ آپ فلاحی ادارہ بنائیں fund generating ادارہ نہ بنائیں۔ ایل ڈی اے کا قطعاً یہ کام نہیں ہے کہ وہ funds generate کرتا رہے۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! اُن کا حق ہے، اُن کو بات کرنے دیں۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہاں بار بار repetition ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ اُن کی amendment ہے یہ اُس پر بات کر رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! معزز ممبر پوری تقریر کر رہے ہیں انہوں نے جو amendment دی ہے اُس پر بھی انہوں نے سیر حاصل بحث کر لی ہے یا پھر آپ ruling دے دیں کہ یہ اپنی amendment پر پوری تقریر کر سکتے ہیں۔

(اذانِ عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمیں احساس ہے کہ ایوان کا وقت بڑا قیمتی ہے۔ ہم روزانہ کوشش کرتے ہیں کہ اسی طرح ایوان میں وقت پر آئیں جس طرح سکول، کالج اور یونیورسٹی میں جاتے تھے۔ حکومتی ممبران کا یہ حال ہے کہ روزانہ کی بنیاد پر پونے بارہ بجے اجلاس شروع ہوا۔ اس ایوان کے اندر جو چیزیں استعمال ہوتی ہیں اور جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ غریب عوام کے ٹیکسوں سے ہوتا ہے۔ اجلاس پونے دو گھنٹے دیر سے شروع ہوتا ہے تو عوام پیسے خرچ کر رہی ہوتی ہے، ہم اپنے تّپلے سے نہیں دے رہے ہوتے بلکہ ہم لے رہے ہوتے ہیں۔ یہاں اتنی seriousness ہے کہ وارث کلو صاحب معزز ممبر ہیں، میرے بھائی ہیں اور میرے دوست ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بل پر آ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! seriousness کا اندازہ لگا لیں کہ یہاں کورم پورا کرنے کے لئے بیس بیس منٹ لگ جاتے ہیں، پانچ منٹ کی گھنٹیاں اور پندرہ منٹ میں گنتی مکمل نہیں ہوتی۔ ہم بات کو دوسری طرف نہ لے کر جائیں بلکہ اسی طرف رہیں جس طرح ہم چاہ رہے ہیں۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مولانا صاحب!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! جب اذان ہو تو نماز کا وقفہ کیا کریں۔ اس کے علاوہ اسمبلی کی مسجد نہیں ہے۔ مسجد بنانے کے لئے کئی سال پہلے چندہ بھی اکٹھا کیا گیا تھا لیکن ابھی تک اسمبلی میں مسجد نہیں بنائی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بات کو آگے بڑھا دیتا ہوں اور مسجد کے حوالے سے میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ آج صبح میں نے، چنیوٹی صاحب اور ڈاکٹر وسیم اختر صاحب نے پہلے یہی کام کیا ہے۔ ہم نے مسجد کمیٹی کی میٹنگ کی ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد آپ تمام ممبران سے بھی اس حوالے سے گزارش کریں گے۔ اس کے علاوہ جنہوں نے نماز پڑھنی ہے وہ نماز پڑھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ انہوں نے جو بات اٹھائی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو یہ اللہ کی طرف سے پکار ہوتی ہے کہ اب سب کام چھوڑو

حی علی الصلوۃ، حی علی الفلاح آؤاب نماز کی طرف، آؤاب فلاح کی طرف جبکہ یہاں تو سب کام چلتے رہتے ہیں اس لئے جماعت سے دس منٹ پہلے بیس منٹ کا وقفہ دیا جانا چاہئے تاکہ وضو کر کے نماز پڑھی جا سکے۔ اس سے کوئی قیامت نہیں ٹوٹے گی۔ یہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اسی سے بے برکتی ہوتی ہے۔ میری یہی درخواست ہے۔ آپ نے پرسوں بھی ماشاء اللہ وقفہ نماز کر دیا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کورم بھی نہیں ٹوٹے گا اور سب بھائی بیٹھے رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جن صاحبان نے نماز پڑھنے کے لئے جانا ہے وہ نماز پڑھ لیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اپنی بات کو چند منٹ میں سمیٹوں گا۔ میں نے جس طرح پہلے عرض کی ہے کہ آپ نے جو لوکل گورنمنٹ ایکٹ پاس کیا ہے۔ آپ نے جو یہاں پر offences کے حوالے سے amendments دی ہیں کہ اگر کوئی crime ہوتا ہے یا چیزیں ہوتی ہیں تو اس حوالے سے بھی یہاں پر دیکھ لیں۔ اگر آپ لوکل گورنمنٹ ایکٹ کا وہ شیڈول پڑھیں جس کے تحت لوگوں کو سزا اور جرمانے کئے جاتے ہیں تو اس کی repetition آپ offences amendment کے حوالے سے ایل ڈی اے میں دے رہے ہیں۔ وہ same چیزیں اِدھر بھی ہیں اور اُدھر بھی ہیں۔ وہی master plan اِس میں ہے اور وہی اُس میں ہے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب قانون سازی ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ تمام اداروں کی coordination آپس میں بہت ضروری ہے۔ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ، ایل ڈی اے، ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا جتنے بھی stackholders ہیں ان تمام کو ایک جگہ پر بٹھائیں اور اچھی قانون سازی لے کر آئیں جسے ہم بھی proper طریقے سے سمجھ سکیں کہ ہمارے شہر یا صوبہ کے لئے بہت بہتری ہو رہی ہے۔ یہاں پر inverted commas کی change ہے اور ہم نے آگے پیچھے legislation کی ہے۔ ہم end of the day اخبار والوں کو کہیں گے کہ ہم نے یہاں پانچ سو قانون پاس کئے ہیں۔ یہ کچھ بھی نہیں کیونکہ قانون کتابوں کا حصہ رہ جاتا ہے۔ کتابیں وہاں پڑی ہوئی خراب ہو جاتی ہیں اور گرد آلود ہو جاتی ہیں۔ وہاں پر اپنی مرضی کے فیصلے مسلط کئے جاتے ہیں۔ ہم نے جس شہر کے اندر ٹماٹروں کی چیکنگ کے لئے DPO کو لگا دیا ہے تو وہ کیا نظام حکومت ہے؟ اب پولیس ڈینگی بھی مارے گی، پولیس ٹماٹر بھی چیک کرے گی۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں کہہ رہا ہوں کہ system develop کریں۔ اس کو کسی سسٹم کے تحت لے کر آئیں۔ یہ سونے کی چڑیا ہے اس کو رہنے دیں، آپ اپنی بوٹی کے لئے یہ بکرا نہیں

بلکہ ہاتھی ذبح کرنے لگے ہیں ایسا نہ کریں اور مہربانی کریں۔ان زرعی زمینوں کو protection دیں، وہاں پر فصلیں اُگیں، لوگوں کو کھانے کو اناج ملے اور لوگوں کو صاف ستھری صحت والی چیزیں ملیں۔ ہم نے چھ پراپرٹی ڈیلر ڈھونڈ لئے ہیں ان کے ذریعے ہم نے عوام کے شکار شروع کر دیئے ہیں۔ میں اس پر یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ تمام چیزیں اخبار میں دیں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ آنے والے وقت میں ان کے ساتھ کیا ہونا ہے۔آپ سب کا بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب! ایل ڈی اے ہے بہاولپور کا BDA نہیں۔(قہقہہ)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے یہ احساس ہے کہ کافی تفصیل سے اس حوالے سے پوسٹمارٹم ہو چکا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے ہی کافی disparity موجود ہے۔ ہم نے لوکل گورنمنٹ کا ویسے تو لوکل گورنمنٹ کہنا بھی بڑی زیادتی ہے اس کی تفصیل میں چلے جائیں تو اس میں گورنمنٹ نام کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ ہم نے سروسز کا ایک قانون بنایا ہے۔اس کے بھی قواعد وضوابط اور ساری چیزیں ہیں سیکشن A-140 جس کے تحت لوکل گورنمنٹس یا ضلع کونسلیں بنی ہیں اس کی بالکل contravention ہے۔ ہم نے اسی میں ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی بنادی ہیں جو independent function کریں گی۔اس کے علاوہ لوکل گورنمنٹ کمیشن بنادیا جو ان سب کو لپیٹنے کے اختیارات رکھتا ہے اور بڑا hotchpotch سا معاملہ اس میں بنا ہوا ہے۔اب لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں نیا اضافہ اس حوالے سے کیا جارہا ہے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جو حشر نشر اس ایل ڈی اے کے اندر موجود ہے اس کا چھوٹی چھوٹی مثالوں سے اندازہ ہو جاتا ہے۔ میں 93-1990 میں جب اس ایوان کا ممبر بنا تو میرا room mate کرنل ڈاکٹر راشد حسین تھا اس کا ایک پلاٹ ایل ڈی اے میں موجود تھا۔وہ پلاٹ مل ہی نہیں رہا تھا، اس نے کہا کہ آپ ایم پی اے بن گئے ہیں اب یہ پلاٹ مجھے تلاش کر کے دیں، تین سال گزر گئے ایل ڈی اے والوں نے ہاتھ نہیں پکڑایا، انہوں نے کہا کہ آپ کی یہ فائل ہی جعلی ہے۔اس کے بعد اسمبلی ٹوٹ گئی، ہم گھر کو چلے گئے میں جب دوبارہ 2002 میں منتخب ہوا تو پھر وہ آگیا کہ اب کام کرائیں۔ وہ پانچ سال بھی گزر گئے اب اس نے دوبارہ مجھ سے رابطہ کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب میرا پلاٹ تو آپ مجھے دلوادیں۔ میں بار بار خود ذاتی طور پر گیا ہوں تو بڑی مشکل سے ایل ڈی اے مانا ہے کہ ہاں جی ان کا پلاٹ تھا لیکن مجھے انہوں نے کہا کہ سر! بات یہ ہے کہ اس پلاٹ پر کسی اور نے تعمیر کر لی ہے۔اب آپ ہم سے مک مکا کر لیں۔اب مک مکا کیسے کریں کیونکہ اب اس کا rate کدھر ہے؟ تو کہتے ہیں کہ اُس زمانے میں

جو rate تھا اس کے مطابق آپ کو ادائیگی کریں گے اور اگر وہ بنک میں رکھ لیں تو اس کے بعد جو سود بنتا ہے وہ ہم آپ کو دے دیتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔ یہ بات اس حوالے سے پہلے آ گئی ہے کہ جو لوکل گورنمنٹ کا قانون پاس ہوا ہے اس میں بھی یہی چیزیں ہیں جو اس میں ہیں۔ اس میں اب جو duplication ہو گی اس سے avoid کرنے کے لئے میں وزیر قانون موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ یہ پورے لاہور ڈویژن کو اس کے دائرہ کار میں لا رہے ہیں۔ اس میں بہت ہی اچھا ہو گا کہ یہ لوگوں کو خراب نہ کریں۔ انتخابات میں لوگ پیسے خرچ کریں گے اور پوری دوڑ لگے گی اور دشمنیاں بھی آپس میں ہوں گی۔ اس سب سے یہ لاہور ڈویژن کو بچا لیں اور لاہور ڈویژن کے لئے مسودہ قانون لے آئیں آپ کے پاس اکثریت ہے وزیر قانون صاحب نے نیچے دیکھتے دیکھتے اٹھنا ہے تو سب نے سمجھ جانا ہے کہ اب "Ayes" کہنا ہے اور وہ منظور ہو جانا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ کیوں اتنی مشکل میں عوام کو ڈال رہے ہیں۔ آپ یہ ترمیم لے آئیں کہ جو ہم نے لوکل گورنمنٹ کا قانون بنایا ہے لاہور ڈویژن کو اس سے مستثنیٰ کر دیں۔ یہ اتھارٹی رکھ لیں یا وہ کر لیں۔ اگر یہ ایسا کر لیں گے تو میں باقی اپوزیشن کی بات تو نہیں کرتا لیکن ذاتی طور پر میں اس کی یقین دہانی کراتا ہوں۔ اگر وزیر قانون اس حوالے سے Bill لے آئیں گے کہ ہم یہاں پر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنانا چاہتے ہیں جو بہت اچھی بات ہے، اب یہی رہے گی اور لاہور ڈویژن کے اندر بلدیاتی انتخابات نہیں ہوں گے تو میں ایوان کے اندر کھڑے ہو کر on oath کہتا ہوں کہ یہ Bill لے آئیں تو میں اس کی favour کروں گا۔ چاہے اپوزیشن اس کی مخالفت کرے لیکن میں yes کروں گا تاکہ duplication کا خاتمہ ہو۔ اس حوالے سے یہ کوئی اچھا sign نہیں ہے اور میں لمبی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ اب اس میں جو amendments آئی ہیں اُن کو پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس میں amendment یہ ہے کہ:

"(5)A person, local body or Government agency shall not, within the area, prepare a planning or development scheme except with the concurrence of the Authority."

اور اس میں آگے لکھا ہے کہ:

(b) For subsection (6), the following shall be substituted:-

(6) In case of a private housing scheme, the Authority may grant approval subject to the following conditions:

(a) mortgage of twenty percent plots of the scheme with the Authority against development and clearance of all kinds of default under applicable laws, rules and regulations;

یعنی پچیس فیصد پلاٹ اتھارٹی کے حوالے کر دینے ہیں۔اب اتھارٹی اس کی کیسے بندر بانٹ کرے وہ اس کا subject ہے۔اب آگے اسی کے subsection 9 کے اندر disparity دیکھیں کہ:

(9) The development of an approved scheme shall be completed within the period given hereunder:

یعنی پچیس فیصد پلاٹ development کے قاعدے اور قانون میں جو کچھ بھی ہونا ہے وہ ہونا ہے۔ آپ قاعدے قانون کی کیا بات کرتے ہیں بلکہ میں نے ایسے بے شمار آرڈر دیکھے ہیں کیونکہ میں تیسری دفعہ ایوان میں آیا ہوں اور وزرائے اعلیٰ کو دیکھا ہے۔کسی کو نوازنا ہوتا ہے تو چیف منسٹر کے پاس بے بہا اختیارات ہیں اُس نے simply لکھنا ہے کہ:

Approved in relaxation of all rules and regulations

جناب سپیکر!اس کے بعد پھر کوئی قاعدہ قانون دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔اب اس میں جو default under applicable laws, rules and regulations لکھا گیا ہے اس کو ٹھیک کرنا ہے تو اس کے لئے صرف ایک فقرہ لکھنا ہے کہ approved in relaxation of all rules and regulations پھر کوئی وکیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کسی افسر کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے یا کسی ماہر قانون کو بیچ میں engage کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اگر یہ فقرہ لکھ دیں تو پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔یعنی ایک فقرے کے against پچیس فیصد پلاٹ اتھارٹی کے پاس ہیں چاہے اُس کی mutation کروانی ہے یا mortgage کروانی ہے۔اس کے باوجود ڈویلپمنٹ اس نے خود کرنی ہے کیونکہ یہاں لکھا گیا ہے کہ:

(a) two years, in case of sub-division or an area up to 100 kanals.

یعنی دو سال میں اس کو مکمل کرنا ہے۔اگر وہ نہیں کرے گا تو پھر اس کے ساتھ جو معاملہ ہونا ہے وہ علیحدہ ہے۔یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں ایوان میں بیٹھے میرے بھائیوں نے detail میں study نہیں کیا کیونکہ اس کی وجہ اسمبلی کا یہ ہمارا سارا سسٹم ہے۔ہم آپس میں جب بیٹھتے ہیں تو یہ ساری باتیں ہوتی ہیں۔کل ہم لابی میں بیٹھے تھے تو اس side سے ہمارے ایک بھائی آئے تو یہ بات discuss ہو رہی تھی کہ یہاں پر بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اسمبلی نے صرف ایک کام چیف منسٹر کو منتخب کرنا ہوتا ہے،اس کے بعد بجٹ ہوتا ہے اور اس بجٹ میں کتنا کس کا حصہ ہوتا ہے یہ بھی مجھے اور آپ کو معلوم ہے۔یہ ساری بحث ہو رہی ہے اس کا کوئی فائدہ تو نہیں ہونا کیونکہ وہ اپنے گلے چیخ پھاڑ کے چلے گئے ہیں اور میں بھی باتیں کر رہا ہوں لیکن ان کا فائدہ کچھ نہیں ہونا۔جو کچھ بھی ہونا ہے اس ہاتھ نے کرنا ہے اور سب کچھ ہو جانا ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ ان ممبران نے اس Bill کو پڑھا نہیں ہے۔جو باتیں میں نے یا میرے دوسرے بھائیوں نے پیش کی ہیں یہ محض point scoring کے لئے نہیں ہیں بلکہ بڑی دردمندی سے کی ہیں کہ اس پر غور و فکر کر لیں۔یہ دوبارہ اس Bill کو review کر لیں اور میں نے جو disparity کی بات کی ہے اس کو دیکھیں تو میرے خیال میں بہتری ہو جائے گی۔یہ بڑے بڑے شہر بسانے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اس حوالے سے علامہ اقبال جب یورپ کے دورے پر اٹلی گئے تو Mussolini سے ان کی ملاقات ہوئی۔انہوں نے ذکر کیا کہ ہمارے اللہ کے نبیؐ نے یہ version دیا تھا کہ بستیاں اور شہر چھوٹے رکھو تاکہ آپ اس کو کنٹرول کر سکو اور لوگوں کو facilities دے سکو۔اس کے اوپر وہ اُچھل پڑا اور بار بار پوچھا کہ یہ آپ کے نبیؐ نے چودہ سو سال پہلے کہا تھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں پہلے کہا تھا۔اس بات پر وہ بڑا حیران ہوا کہ اس شخصیت کا اس حوالے سے کتنا vision تھا۔اب یہ پورے لاہور ڈویژن کو اس میں شامل کر کے ایک عجیب سا سلسلہ بنا دیں گے۔پہلے ہی یہ لاہور شہر سنبھلتا نہیں ہے کیونکہ اتنی زیادہ سہولیات یہاں موجود نہیں ہیں۔میں یہ گزارش کروں گا کہ جو گزارشات میں نے بڑی دردمندی سے آپ کی خدمت میں رکھی ہیں ان کو زیر غور لائیں اور مہربانی کریں۔اگر مستقبل میں کوئی ارادہ ہے کہ لاہور کو علیحدہ صوبہ بنانا ہے تو پھر ٹھیک ہے لیکن میں یہی عرض کروں گا کہ doubling نہ کریں۔خدا کے لئے اس ڈویژن کے اندر لوکل گورنمنٹ کے الیکشن نہ کروائیں۔اس کو اتھارٹی میں لے آئیں تو معاملات streamline ہو جائیں گے۔اللہ ان کا اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مجھے لگ رہا تھا۔ خیر کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

گنتی کی گئی ہے اور کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا اجلاس کی کارروائی آگے بڑھائی جاتی ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 2013

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہاں پر جتنی بھی گفتگو ہوئی ہے، پہلے اپوزیشن لیڈر فرما رہے تھے اور اس کے بعد میاں اسلم اقبال صاحب نے میرا خیال ہے کہ ایک ہی بات کو مختلف انداز سے کوئی دس دس، بیس بیس مرتبہ repeat کیا اور پھر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کا کوئی حافظہ نہیں ہے اور لوگوں کو چہروں کی شناسائی نہیں ہے؟ انہوں نے تقریر ختم کرتے ہوئے یہ کہا کہ یہ سونے کی چڑیا ہے۔ اس سونے کی چڑیا کو آپ اس طرح سے نہ نوچیں ذرا ہتھ ہولا رکھیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ سونے کی چڑیا، سونے کی چڑیا 12۔اکتوبر 1999 کو تھی۔ اب یہ سونے کی چڑیا نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ سونے کی چڑیا 12۔اکتوبر 1999 کو تھی جب اس سونے کی چڑیا میں کوئی لوڈشیڈنگ نہ تھی، اس ملک میں کوئی مہنگائی کا رونا نہیں روتا تھا، اس ملک میں کوئی دہشت گردی نہیں تھی، اس ملک میں کبھی کسی نے سوچا نہیں تھا کہ خودکش حملہ کیا ہوتا ہے، یہ ملک ترقی کر رہا تھا، یہ ملک Asian Tiger بننے جا رہا تھا، دنیا بھر کے اخبارات یہ لکھ رہے تھے کہ پاکستان Asian Tiger بننے جا رہا ہے اور 2008 میں دنیا بھر کے اخبارات لکھ رہے تھے کہ پاکستان default ہونے جا رہا ہے۔ وہ کون سے چہرے ہیں جو 12۔اکتوبر 1999 سے لے کر 2008 تک اس سونے کی چڑیا کے اوپر مسلط رہے جو

اس لاہور شہر کے اوپر مسلط رہے؟ وہ کون سا گھر ہے ظہور الہیٰ روڈ کے اوپر جہاں پر پانچ سال تک پٹواری اپنے سروں پر بستے رکھ کر بیٹھے رہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کیا لوگوں کو بھول گیا ہے، کیا لاہور کے باسیوں کو یہ نہیں معلوم کہ لاہور میں mushroom growth کس دور میں ہوئی ہے، لاہور میں کس دور میں رنگ روڈ کے route تین بار تبدیل کئے گئے اور ان routs کے اوپر پہلے زمین خریدی گئی پھر اس کے بعد اربوں اور کروڑوں روپے منافع لے کر فروخت کیا گیا۔ وہ کون لوگ تھے، وہ کون وزیر اعلیٰ تھا اور اس کی کابینہ میں کون لوگ موجود تھے؟ آج وہی لوگ یہ فرما رہے ہیں کہ اس سونے کی چڑیا، بھئی سونے کی چڑیا تو آپ نے رہنے نہ دیا۔ پٹواریوں کے سروں پر بستے اور وہ اس روڈ پر اس گھر کے باہر بیٹھے رہے۔ یہ بنکرز ہاؤسنگ سوسائٹی یعنی کون سی ہاؤسنگ سوسائٹی ہے جہاں پر آپ نے تین تین سو، پانچ پانچ سو شناختی کارڈ کے اوپر پلاٹس الاٹ کروائے اور اس کے بعد فروخت کئے؟ یہ پراپرٹی کا کاروبار جو تین شہزادے لاہور میں بیٹھ کر کرتے رہے ہیں، ان سے کون واقف نہیں ہے۔ پنجاب بنک کو کس طرح سے پلاننگ کر کے لوٹا گیا، کس طرح سے 50۔ارب روپے پنجاب بنک سے لوٹا گیا، آج وہ President سزا بھگت رہا ہے اور یہ لوٹنے والے یہاں پر کہہ رہے ہیں کہ اس شہر کا یہ حال ہو گیا اور وہ حال ہو گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حالت یہ ہے کہ اپوزیشن نے ان ترامیم کو پڑھا ہی نہیں ہے اور تقاریر ایک طرف سے شروع کر کے دوسری طرف چلے جاتے ہیں۔ ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ کالونیاں دیکھیں، انہوں نے گرین ٹاؤن سکیم کا حوالہ دیا کہ وہ 1993 میں بنی تھی اور ابھی تک وہاں بہت بُرا حال ہے۔ بھئی! 1999 سے لے کر 2008 تک وہ دس سال کہاں گئے، اس وقت آپ کو گرین ٹاؤن نظر نہ آیا اور کیوں یہ حال ہوا؟ اس لئے یہ حال ہوا کہ پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز کو regulate کرنے کے لئے کوئی قانون نہیں تھا۔ اگر ہم یہ قانون بنا رہے ہیں اور اس میں یہ بات رکھ رہے ہیں کہ جو بھی پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی بنے گی وہ اپنی 25 فیصد اراضی کو اتھارٹی کے پاس رہن رکھے گی اور جب تک وہاں پر لوگوں کو گیس، بجلی، سڑک، پارک، ہسپتال اور جو بھی انہوں نے وعدے کئے ہیں، وہ سہولتیں نہ دیں اس وقت تک اس کا 25 فیصد رقبہ حکومت کے پاس mortgage رہے گا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب اعتراض کر رہے ہیں کہ یہ دیکھیں جی، یعنی ایک یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹیز میں لوگوں کا استحصال کس طرح سے ہو رہا ہے اور دوسری طرف اس بات کا بھی اعتراض کر رہے ہیں کہ اس استحصال کو روکنے کے لئے آپ قانون کیوں بنا رہے ہیں۔ اسی طرح سے یہ کہہ رہے ہیں دیکھیں ہر جگہ

پر buildings بن جائیں گی یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ buildings کی پلاننگ ہو گی اور ہر جگہ پر buildings بنیں گی حالانکہ ماسٹر پلان میں پورے شہر کا، اس شہر کے اطراف کا، اس پورے ضلع کا، اس پورے ڈویژن کا کیلہ نمبر، کھتونی نمبر، کھیوٹ نمبر اور مربع نمبر درج کر کے یہ بات طے ہو جاتی ہے کہ یہاں پر رہائشی کالونی بن سکتی ہے، یہاں پر کمرشل ایریا بن سکتا ہے اور یہ ایریا زراعت کے لئے ہو گا اور کوئی آدمی، کوئی بھی اتھارٹی اور کوئی بھی پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی اس پلاننگ سے باہر نہیں جا سکتی۔ جو رقبہ زراعت کے لئے declare ہو گا وہاں پر کوئی گھر نہیں بنا سکے گا اور کالونی نہیں بنا سکے گا۔ جو رقبہ کمرشل declare ہو گا وہاں پر کوئی اور دوسرا کام نہیں ہو سکے گا۔ اگر ہم نے اب یہ قانون بنایا ہے اور یہ mushroom growth جو ہر طرف ہوئی ہے، کچی آبادیاں، کالونیز، پرائیویٹ کالونیز، بغیر نقشے کے اور بغیر کسی پلاننگ کے، اگر آج یہ قانون بنا کر ہم انہیں پابند کر رہے ہیں تو اس پر بھی انہیں اعتراض ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ پتا نہیں اب سانگلہ ہل جا کر پلاننگ کریں گے اور وہاں پر جا کر کالونیز بنا دیں گے۔ بھئی ماسٹر پلاننگ کے معنی سمجھیں اور ماسٹر پلاننگ اسی مقصد کے لئے ہے کہ کم از کم اگلے ایک سو سال کے لئے اس بات کا تعین ہو جائے کہ یہ رقبہ زرعی ہو گا، یہ کمرشل ہو گا اور یہ رہائشی ہو گا۔ اس سے پہلے یہ ماسٹر پلاننگ مربوط اور comprehensive طور پر نہیں تھی اور جو جزوی طور پر تھی اسے enforce کرنے کے لئے اختیارات نہیں تھے۔ ہم جو قانون بنا رہے ہیں، ہم نے اسے enforce کرنے کے لئے باقاعدہ ایک شیڈول دیا ہے جس میں اس چیز کو جرم قرار دیا گیا ہے اور جس کا اختیار اس اتھارٹی یعنی حکومت کو دیا ہے جس پر بھی آپ اعتراض کر رہے ہیں۔ یہ رنگ روڈ کا کرپشن کا جو قبرستان آپ نے چھوڑا تھا اسے ایک سڑک کے طور پر کس نے بنایا؟ پچھلے پانچ سالوں میں پچھلی حکومت میں میاں محمد شہباز شریف کے حصے میں ہی آئی۔ آپ لوگ تو بیچ کر، اس کی کمیشن جیب میں ڈال کر اور پٹواریوں سے انتقال وغیرہ کروا کر گھر جا چکے تھے۔ اِس وقت جو amendments لائی جا رہی ہیں ان amendments کے ذریعے ان تمام malpractices کو جن کو دس سال روا رکھا گیا 1999 میں لاہور کا یہ حال نہیں تھا، پاکستان کا یہ حال نہیں تھا، پنجاب کا یہ حال نہیں تھا جو حال یہ دس سال بعد 2008 کو چھوڑ کر گئے تھے۔ جو برائیاں اور خرابیاں تھیں ان کو comprehensively in detail cover کرنے کے لئے یہ قانون سازی کی جا رہی ہے تاکہ آئندہ سے یہ چیزیں رُک جائیں۔ اب ان کو اس پر بھی اعتراض ہے کہ master planning کیوں ہو رہی ہے اور ان چیزوں کو کیوں ختم کیا جا رہا ہے؟ اسی طرح سے انہوں نے فرمایا کہ کوئی دس سال سے دھکے کھا رہا ہے، کوئی بیس سال سے کھا رہا ہے اور کوئی تیس سال سے کھا رہا

ہے۔اب اس کے لئے ہم نے ایک کمیشن تشکیل دیا ہے جس میں سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ کے ریٹائرڈ جج ہوں گے۔اس قسم کے تمام disputes خواہ کوئی تیس سال سے ہے، دس سال سے ہے اور خواہ کوئی پانچ سال سے ہے ہم نے one time Commission بنایا ہے اُس کی یہ legislation ہے۔ وہاں پر ان تمام مسائل کی شنوائی ہو گی اور اس کے مطابق اس level پر For all times to come یہ تمام تنازعے یعنی کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے، کسی نے کسی کا حق مارا ہے ، کسی نے encroachment کی ہے یا کسی کو دادرسی کی ضرورت ہے تو وہاں یہ تمام مسائل حل ہوں گے۔اس طرح یہ legislation ان تمام چیزوں کو دور کرنے کے لئے ہے اور اُن چیزوں کو حل کرنے کے لئے ہے جن کا ذکر یہ فرمارہے ہیں، فرما کچھ اس انداز سے رہے ہیں جیسے اُس دوران اِن کا تو کوئی حصہ ہی نہیں رہا ہے۔ حالانکہ اس ملک کو 1999 کے بعد، 1999 وہ عہد ہے کہ جب ملائشیا اور انڈونیشیا سے یہاں پر لوگ آرہے تھے، ان کا کہنا تھا کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ پاکستان کیسے Asian tiger بننے جارہا ہے اور پاکستان کیسے آگے بڑھ رہا ہے ؟آج حالت یہ ہے کہ ملائشیا کی اکانومی دیکھیں، انڈونیشیا کی اکانومی دیکھیں، ترکی کی اکانومی دیکھیں کہ وہ کہاں پر ہیں اور ہم کہاں پر ہیں؟اس میں ماسوائے اس کے کہ دس سال کے لئے ایک ڈکٹیٹر آیا، اس نے اس ملک کے اوپر قبضہ کیا، ملک کا آئین توڑا، ملک کا قانون توڑا، پھر اسے چند سیاست دان جو آج پھر ایک نئے انداز سے عوام کو دوبارہ دھوکا دینا چاہتے ہیں وہ ان کے ساتھ ملے۔ ملنے کے بعد انہوں نے اس ملک کو خراب کیا، پنجاب کو خراب کیا اور لاہور شہر کی بربادی کی۔اب اگر ہم اس کو درست کر رہے ہیں اور درست کرنے کے لئے قانون سازی کر رہے ہیں تو اس پر بھی ان کو اعتراض ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید اس طرح سے یہ ملک، یہ شہر، یہ صوبہ کہیں بہتر نہ ہو جائے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ وہ تقاریر کریں لیکن یہ سوچ سمجھ کر کریں کہ ان تقاریر کے پیچھے جو مقاصد ہیں اُن مقاصد کی ہمیں بھی سمجھ ہے۔ یہ ایک طرف تو بات کرتے ہیں اور دوسری طرف کہتے ہیں کہ یہاں پر بات کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔اگر بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو پھر بھی انہوں نے اڑھائی گھنٹے بات کی ہے، اس کے بعد ہماری بات نہ سننے کے لئے انہوں نے کورم point out کر دیا اور سارے باہر بھاگ گئے۔اگر ان چیزوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو پھر یہ کھیل کیوں کھیل رہے ہیں؟

جناب سپیکر! یہی وہ معزز ایوان ہے جس کے ممبران کو لوگوں نے منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ ان کی یہ ترمیم ہے اور اس ترمیم پر انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ یہ اِدھر اُدھر بھاگتے رہے لیکن amendment پر کوئی بات نہیں کی۔ یہ اس ترمیم میں یہ کہہ رہے ہیں کہ اس قانون کو مشتہر کر دیا

جائے لوگوں سے آراء لینے کے لئے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوگوں کی یہ آراء اس ایوان میں بیٹھی ہے، یہ اس صوبے کے دس کروڑ عوام کی رائے ہے، اس صوبے کی دس کروڑ عوام نے legislation کرنے کے لئے، اس صوبے کو چلانے کے لئے اور اپنی رائے کے اظہار کے لئے ان لوگوں کو منتخب کر کے بھیجا ہے۔ ان کی رائے ہی حتمی رائے ہو گی اور عوام کے مفاد میں ہو گی اس لئے میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ اس ترمیم کو rule out کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from: Dr Murad Raas, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer ud-din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan and Mrs Baasima Chaudhary, Any mover except the one who has moved or discussed the earlier motion may move it.

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

> "That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st December 2013:
>
> 1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
> 2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
> 3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA

4. Dr Salah ud Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st December 2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah ud Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے ابھی بڑی خوبصورت باتیں کیں۔ انہوں نے ماسٹر پلان اور کمیشن کے بارے میں بڑی زبردست اور اچھی speech کی۔ یہاں ماسٹر پلان کے بارے میں تو بات ہو ہی نہیں رہی ہے کہ ماسٹر پلان implement نہ کیا جائے بلکہ بات یہ ہو رہی ہے کہ ایل ڈی اے کے اندر کتنی خرابیاں ہیں۔ The problem is LDA, not the Master Plan

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت اچھی بات ہے کہ کورم کی نشاندہی کی وجہ سے کافی ممبران واپس آ گئے۔ آج میں یہاں جو بھی بات کروں گا وہ facts پر ہو گی اور آپ کے سامنے facts آئیں گے۔ آپ نے یہ نہیں سمجھنا کہ وہ facts اپوزیشن کی طرف سے آ رہے ہیں یا حکومت کی طرف سے آ رہے ہیں۔ یہ تمام facts آپ کے سامنے ہوں گے آپ نے اپنے ضمیر کو ذرا جھنجوڑنا ہے۔ آپ نے ڈنڈے کے زور پر یہ بل پاس نہیں کر دینا بلکہ آپ نے دیکھنا ہے کہ what is right for people جن کی بات راناثناء اللہ خان نے کی کہ وہ لوگ پہلے حکومتوں کے ساتھ بیٹھے رہے ہیں میں اُن میں سے نہیں ہوں۔ میں آپ سے facts پر بات کرنے کے لئے آیا ہوں for the people ہم نے بہتری دیکھنی ہے ہم نے کسی اور کی بہتری نہیں دیکھنی۔ میں سب سے پہلے facts کی بات کروں گا کہ ایل ڈی اے کے پاس صرف چالیس فیصد لاہور ہے۔ مگر جو ڈیپارٹمنٹ کرنے جا رہا ہے اس کے اندر کتنی problems ہیں۔ the most important thing is جو ڈیپارٹمنٹ اس کی responsibilities لینا چاہ رہا ہے، ہمیں دیکھنا ہے کہ How corrupt the department is and what problems the department has? میں آپ کو بتاتا ہوں کہ سب سے پہلے یہاں پر بات master planning پر ہوئی، Nobody is against master planning. It is a very good thing. میں Human Resources پر بات کرتا ہوں کہ ایل ڈی اے کے اندر انہوں نے تقریباً 200 نئے Assistant Directors شامل کئے ہیں، لوگ add کئے اور نوکریاں دیں لیکن پھر بھی لوگوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں۔ ہر روز ہزاروں لوگوں کی لائنیں لگی ہوئی ہیں لیکن ان کے کام نہیں ہو رہے۔ ہزاروں لوگ اپنے کام کے لئے آتے ہیں جن کے ہونے ہوتے ہیں، جن کی جان پہچان ہے ان کے کام ہو جاتے ہیں اور جن کی جان پہچان نہیں ہے وہ اسی طرح وہاں سے واپس چلے جاتے ہیں پھر اگلا دن ان کا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر آپ لاہور ڈسٹرکٹ کو سائز کے لحاظ سے دیکھیں تو یہاں پر بہت زیادہ employees چاہئیں۔ یہ میں صرف 40 فیصد کی بات کر رہا ہوں اور 40 فیصد سے زیادہ کی بات نہیں کر رہا، 60% of Lahore is not even included ایل ڈی اے کی responsibility ہے کہ وہ competent لوگ hire کرے۔ ایسا سسٹم بنائے جس کی وجہ سے لوگوں کو سہولیات ملیں اور لوگوں کو کم از کم وہ ریلیف ملے جس کے لئے وہ بنایا گیا ہے۔ ایل ڈی اے کے نیچے 235 سوسائٹی سکیمیں آ رہی ہیں اور کوئی بلڈنگ کنٹرول نہیں ہے۔ میں آپ کو یہ exact numbers دے رہا ہوں، یہاں پر پہلے جو باتیں ہوئی ہیں ان میں سے بہت کم

چیزوں کی میں repetition کروں گا۔ جس طرح کہ پہلے بھی point out ہوا ہے۔ان سوسائٹی سکیم کے نیچے آپ دیکھیں کہ بلڈنگ کنٹرول کے نام کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں پر exception پلاٹس کے ساتھ لوگوں کو problem آرہی ہیں۔ یہ ان لوگوں کو پتا ہے جنہوں نے وہاں پر چیزیں خریدی ہوئی ہیں۔ جن لوگوں سے میری بات چیت ہوئی ہے جنہوں نے پلاٹس وہاں پر لئے ہوئے ہیں ان کو وہاں پر کتنی problems آرہی ہیں۔ میں آپ کو LDA Avenue-1 Society کی مثال دیتا ہوں۔ میں تو 235 میں سے صرف ایک example دے رہا ہے جو کہ 2000 میں لوگوں نے پلاٹس خریدے تھے اور 2003 میں ان کو پلاٹس ملنے تھے۔ مجھے پتا ہے کہ رانا صاحب کہیں گے کہ یہ 1999 کے بعد ہوا ہے لیکن پچھلے پانچ چھ سال سے تو ان کی حکومت ہے۔ یہ سکیم 2000 میں بنی تھی، سوسائٹی کا نام دوبارہ بول دیتا ہوں تاکہ یہاں ایوان میں سب کو پتا ہو۔LDA Avenue-1 Society نے 2003 میں پلاٹس دینے تھے اور آج 2013 ہو گیا ہے، آپ جاکر ذرا سوسائٹی کی حالت دیکھیں، ابھی تک کسی کو ایک پلاٹ نہیں ملا اور وہاں پر بجلی تک نہیں ہے۔ پانچ سال چھ مہینے سے یہ بھی تو بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ وہاں پر پانچ سال چھ مہینوں میں کچھ نہ کچھ تو ہو سکتا تھا؟ یہ ایک ڈکٹیٹر کو الزام تو دیتے جا رہے ہیں لیکن اپنی responsibility بھی تو لیں اور اپنی responsibility کو own کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ آپ اگر دس سال کسی اور پر ڈال رہے ہیں تو پانچ سال چھ مہینے آپ کو بھی ہو گئے ہیں۔ اس سوسائٹی کو بنے ہوئے 13 سال ہو گئے ہیں۔ آج ان لوگوں کا کیا قصور ہے جنہوں نے 2000 میں وہاں پر پلاٹ خریدے؟ یہ کوئی امیر لوگ نہیں تھے، یہ مڈل کلاس لوگ تھے اور ان مڈل کلاس لوگوں نے آکر پلاٹ خریدے۔ انہوں نے ایک خواب دیکھا اور جن کو ایک خواب دکھایا گیا کہ آپ یہاں پر آئیں گے اور آپ رہیں گے۔ ان کو تصور میں زبردست تصویریں دکھائی گئیں، ان تصویروں کے اندر وہاں پر پارک بھی تھے اور ان تصویروں کے اندر ہر قسم کی amenity تھی۔ آپ آج بھی جاکر دیکھیں تو وہ جگہ ویسی کی ویسی پڑی ہے جس طرح 2000 میں تھی۔ لاہور اور لاہور کے لوگوں کے ساتھ یہ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ جب آپ کہتے ہیں رانا صاحب کے لئے یہ کہنا بڑا آسان ہے کہ ہمیں یہ کرنا چاہئے اور وہ کرنا چاہئے مگر ہمیں پہلے existent چیزیں ٹھیک تو کرنی چاہئیں۔ اگر existent problems اتنے زیادہ ہیں تو پھر ہمیں آگے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ایک ڈیپارٹمنٹ جو اتنی زیادہ problems پہلے ہی دکھا رہا ہے، I don't know what is the problem? کیا جلدی پڑی

ہوئی ہے، کیا ضرورت ہے؟ یہ سب divide کر دیں، کسی اور کے حوالے کر دیں۔ ایک غلط ڈیپارٹمنٹ کو کیوں مزید responsibility دی جا رہی ہے جو کہ پہلے اتنی غلطیاں کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کو اپنے حلقے کی کچھ examples دیتا ہوں کیونکہ میں لاہور سے ہوں۔ میرے حلقے کے اندر گلبرگ آتا ہے اور گلبرگ کے اندر آپ دیکھ لیں کہ جتنے residential areas تھے، آپ سب چیزیں main boulevard اور جیل روڈ پر دیکھ لیں۔ اپنی مرضی سے جس کا دل چاہا، جس نے پیسے دیئے اور جس نے جو کہا اس کو کمرشل کر دیا۔ جس نے پیسے نہیں دیئے اسے residential رہنے دیا۔ مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ ایل ڈی اے کے پاس اتنی skill نہیں ہے کہ جو گھر residential بنا ہوا ہے اس کے اندر سکول بنا دیا جائے جس کے اندر دس بندے رہ رہے تھے اب پانچ سو بچے سکول کے اندر ہیں تو وہاں بجلی، سیوریج اور ساری چیزوں کو کس طرح maintain کر سکتے ہیں جبکہ وہ infrastructure کے لئے جگہ تیار ہی نہیں ہے۔ How is it possible? تبھی آپ دیکھیں کہ جگہ جگہ کتنی problems ہیں؟ لاہور میں اس وقت سب سے بڑی problem سیوریج کی ہے۔ ڈینگی کے ساتھ ساتھ سیوریج کی problem ہے۔ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ لوگوں کو زبردستی اپنی جگہیں بیچنی پڑیں۔ میرے جاننے والوں نے کہا کہ ہم اس جگہ سے نکلنا چاہتے ہیں کیونکہ ٹریفک کا اتنا problem ہے۔ لاہور میں ٹریفک problem کیوں ہے؟ آپ ذرا residential areas میں چلے جائیں، جا کر دیکھیں کہ ہر جگہ سکول بنانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ سوسائٹی کے درمیان میں سکول بنے ہوئے ہیں، آپ سب کو یہ problems آتی ہیں، یہ صرف مجھے نہیں آ رہیں یا میرے حلقے والوں کو نہیں آ رہی ہیں بلکہ آپ سب کو بھی یہی problems آتی ہیں۔ کوئی zoning رکھی نہیں ہے، zoning کا کوئی concept ہی نہیں ہے۔ اگر ہم اتنے زیادہ ماڈرن ہو چکے ہیں، ہم اتنی زیادہ آگے کی چیزوں کا سوچ رہے ہیں اور آگے کرنا چاہتے ہیں۔ At least ہمیں یہ چاہئے کہ ہم zoning کا concept clear کریں کہ یہ کمرشل zoning ہے، ادھر یہ ہو گا اور یہ residential area ہے تو کمرشل میں نہیں آ سکتا۔ ساری دنیا میں یہ نظام ہے۔ جب ہم کمیٹیوں میں بیٹھتے ہیں تو لندن اور Tokyo کی examples دی جاتی ہیں۔ کیا غلط examples دے رہے ہیں، وہاں پر بیٹھ کر کیسی examples دے رہے ہیں؟ ایل ڈی اے والے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم لاہور کو ٹوکیو بنانا چاہتے ہیں، ہم لاہور کو لندن بنانا چاہتے ہیں، کیسی بچوں والی باتیں کر رہے ہیں اور کس کو بیوقوف بنا رہے ہیں، مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ کس کو بیوقوف بنا رہے ہیں؟ ایسے ایسے شہروں کے نام لے کر کہتے ہیں کہ

ہم ایسے شہر بنانے جا رہے ہیں۔ایک شہر جس کے اندر Zones ٹھیک نہیں ہیں اور آپ اس zoning کی وجہ سے سیوریج اور ٹریفک کی problems دیکھ لیں؟ جب آپ یہاں سے 4 یا ساڑھے 4 بجے نکلیں گے تو آپ مجھے بتائیں کہ اس شہر کی کیا حالت ہونی ہے، صبح نکلیں تو تین گھنٹے صبح کی کیا حالت ہوتی ہے اور تین گھنٹے شام کی کیا حالت ہوتی ہے؟ اگر کوئی چیزیں بہتر کرنی ہیں تو پہلے وہ چیزیں جو 40 فیصد کے اندر آپ کے نیچے آ رہی ہیں پہلے ان کو fix کریں۔آپ اسی ڈیپارٹمنٹ کو اور چیزیں دینے جا رہے ہیں کہ تو نے یہ ٹھیک نہیں کیا، تمھارا یہ انعام ہے کہ تم جاؤ اور باقی جگہ کو بھی تباہ کرو۔

This is what we are giving you because you have completely messed up 40% of Lahore.

اب ہم آپ کو باقی علاقہ بھی دے رہے ہیں اس کو پکڑیں اور جا کر تباہ کریں۔ایک اور بڑی زبردست example جو پہلے بھی mention ہو چکی ہے اس کا ایک اور point بھی بتانا چاہوں گا تاکہ ممبران کو یہ بھی پتا لگے۔ جوہر ٹاؤن کا آپ سب لوگوں کو پتا ہی ہے کہ وہاں پر کیا ہوا؟ ایل ڈی اے نے وہاں پر کیا زبردست کام کیا۔ میں یہ تھوڑا سا point اس لئے explain کرنا چاہوں گا کیونکہ ممبران کو شاید یہ نہیں پتا کہ وہاں پر exactly ہوا کیا؟ for example اگر وہاں پر ایل ڈی اے کے آنے سے پہلے میری 10 کنال جگہ تھی تو مجھے اس کا 30 فیصد دیا گیا کیونکہ وہاں پر ایل ڈی اے کے آنے کی وجہ سے اس کی value بڑھ گئی ہے تو 10 کنال کی جگہ کو develop کر کے مجھے اس میں سے 3 کنال کی جگہ دے دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! آپ بڑے غور سے سن رہے ہیں میرے خیال میں آپ کے لئے بھی اچھی information نہیں لگ رہی۔اس میں سے 3 کنال جگہ developed ملی کیونکہ اس کی price بہت زیادہ بڑھ گئی، 10 کنال زمین بنجر پڑی ہوئی تھی تو 3 کنال develop کر کے دے دی کیونکہ اس کی value بہت اوپر چلی گئی۔ آپ یہ سوچیں کہ انہوں نے 30 فیصد کا حساب رکھا ہوا تھا یعنی جو آگے آئے گا جس کی زمین ہو گی اس کو 30 فیصد ملے گا یہ upto 55% تک پہنچ گئی because of corruption in LDA اگر مجھے دس کنال رقبہ میں سے تین کنال ملنا چاہئے تھا تو میں نے وہاں آپس میں ڈیل کر کے، پیسے اِدھر اُدھر کر کے، گپ شپ لگا کر، influence استعمال کر کے ساڑھے پانچ کنال لے لیا، اس کا کیا نقصان ہوا؟ ایل ڈی اے کو جو پیسے ملنے تھے اس اضافی اڑھائی کنال کے 30 فیصد سے 55 فیصد تک یہ بات اوپر چلی گئی، ایل ڈی اے کو جو 25 فیصد اوپر پیسے ملنے تھے وہ نہیں ملے کیونکہ وہ سب

کی جیبوں میں چلے گئے، یہ facts ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں پر یہ facts بتائے جائیں تاکہ سب کو پتا چلے اور جب یہ اس بل کے لئے ووٹ کرنے جائیں تو انہیں پتا ہو کہ اس میں کتنے مسائل ہیں مگر یہاں پر ایوان میں کئی ممبران ایسے ہیں جو یہ بات سُننا نہیں چاہتے جب وہ اس دروازے سے باہر نکلتے ہیں تو ہمیں کہتے ہیں کہ ہمیں تو بولنے کی اجازت ہے اور نہ کسی اور چیز کی اجازت ہے ہم تو بس "ہاں" یا "ناں" میں شامل ہیں جو کہ بہت افسوس کی بات ہے۔ ایوان کے اندر facts سُن رہے ہیں مگر اس کے against ووٹ نہیں کر سکتے بہت افسوس کی بات ہے۔ سب facts ان کے سامنے ہیں، سب پڑھے لکھے لوگ ہیں مگر پھر بھی عوام کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اسی عوام نے ان کو ووٹ دیا ہے اور اسی کی بہتری کے لئے ہم کہہ رہے ہیں، میں اپنی ذاتی بہتری کے لئے تو نہیں کہہ رہا۔

جناب سپیکر! Hopefully اس دفعہ سب اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں گے کہ actual facts کیا ہیں، ہمیں صرف اس لئے ووٹ نہیں کر دینا چاہئے کہ آپ اس سائیڈ پر بیٹھے ہیں اور میں اس سائیڈ پر بیٹھا ہوں۔ ہم سب کو مل کر سوچنا چاہئے کہ اس ایوان کے باہر کون ہے ؟ That is the most important thing. جنہوں نے آپ کو یہاں پر بھیجا ہے۔

جناب سپیکر! ایل ڈی اے بلڈنگ کا ایک بہت زبردست incident ہوا۔ بلڈنگ کو آگ لگ گئی، لگائی گئی، بجھائی گئی۔ ابھی تک کسی کو پتا نہیں ہے، ہمیں آج تک اس کا scenario ہی نہیں clear ہوا کہ ایل ڈی اے بلڈنگ کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ ایل ڈی اے بلڈنگ ایک ہیڈ کوارٹر تھا اور ہیڈ کوارٹر کے اندر یہ ڈیپارٹمنٹ کی responsibilities ہیں میں یہ issue کیوں سامنے لے کر آیا ہوں کیونکہ یہ ڈیپارٹمنٹ کی responsibility تھی، ایل ڈی اے بلڈنگ کو آگ لگی، آگ نہ بجھائی گئی ریکارڈ جل گیا یا جلایا گیا کسی کو نہیں پتا مگر کم از کم اس کا back up تو رکھنا چاہئے تھا، back up کیوں نہیں رکھا گیا؟ ایک اتنا بڑا ادارہ چل رہا ہے، سارے ریکارڈ ان کے پاس ہیں، اتنا بڑا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ back up نہ ہو، How's that possible? میں آج کل کی electronic age کی بات کر رہا ہوں، یہ آج سے چھ مہینے پہلے ہوا ہے، الیکشن سے کچھ دِن پہلے اور کیسا زبردست coincident ہے کہ یہ الیکشن سے کچھ دِن پہلے ہی ہوا ہے مجھے ابھی تک یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ اس electronic age میں جہاں پر اس ملک میں کروڑوں لوگوں کے پاس cell phones ہیں، جو اتنے laptops دیئے گئے، کچھ laptops میں یہی data retrieve کر کے ڈال دیتے، کہیں تو اس data کو بچاتے، کیا اس data کو بچانے کا ہی کوئی طریقہ نہیں تھا؟ It's shocking. پھر ہم کہہ رہے ہیں کہ اس

ادارے کو مزید بڑھاد یا جائے اور اس ادارے پر مزید responsibilities ڈال دی جائیں جس کے پاس back up system ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ایک بہت زبردست چیز ایل ڈی اے کے ذریعے کی جاتی ہے۔ جہاں پر کمزور لوگوں کے پلاٹس ہوں یا جہاں پر قبضہ گروپس کی مدد کرنی ہو، یہ باتیں facts ہیں، میں آپ کو facts بتا رہا ہوں میں کوئی ہوائی بات نہیں کر رہا، ان باتوں کو چیلنج کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ یہ facts ہیں۔ جو پلاٹس ہیں ان پر نیچے کے افسران جو بھی ہیں، جہاں پر بھی ہیں مل ملا کر اگر ایک دفعہ پلاٹ پر قبضہ ہو جائے تو کوئی اپنا قبضہ چھڑانے کے لئے ایل ڈی اے کے پاس جا نہیں سکتا، لوگ سالوں وہاں پر چکر لگاتے رہتے ہیں۔ سال گزر جاتے ہیں، باپ مر جاتا ہے، بیٹا آ جاتا ہے، بیٹا مر جاتا ہے اس کا بیٹا آ جاتا ہے مگر کوئی قبضہ نہیں چھڑا سکتا۔ آپ ڈی ایچ اے چلے جائیں، بہت سادہ سی مثال ہے اگر ایک اینٹ بھی کوئی کسی کے پلاٹ پر رکھ دے تو owner کو جانے کی ضرورت نہیں ہے انتظامیہ کے لوگ خود وہاں پر پہنچ جاتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں رکھی ہے، آپ کون ہیں؟ کیا ایل ڈی اے کو اس چیز سے چھٹی ہے؟ They only have 40% of Lahore. ان کے پاس لاہور کا صرف چالیس فیصد ہے وہ کیوں یہ نہیں کر سکتے؟ یہ جتنا بڑا ڈیپارٹمنٹ بنا ہوا ہے جتنے لوگ انہوں نے رکھے ہوئے ہیں یہ اور لوگ کیوں نہیں رکھ لیتے تاکہ لوگوں کو آسانی ہو؟ اگر مزید لوگ hire کرنے سے عوام کو آسانی مل سکتی ہے تو یہ مزید لوگ hire کر لیں مگر کسی طرح عوام کو آرام ملے، عوام کو سہولت ملے ان کے پلاٹس پر قبضہ نہ کروائیں، ان کے پلاٹس کو اسی طرح رہنے دیں انہوں نے پتا نہیں کتنی محنت مشقت کر کے وہ چھوٹے چھوٹے یا بڑے بڑے پلاٹس بنائے ہیں جو بھی پلاٹس بنائے ہیں۔ It doesn't matter کہ کون کون سے پلاٹ بنائے ہیں مگر قبضہ سے تو بچائیں۔ آپس میں ساری deals کر کے یہ چیزیں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور بہت زبردست issue ہے کہ کم از کم ایک ہزار بندہ اس وقت لائن میں لگا ہوا ہے، ایک ہزار بندے کو این او سی نہیں مل رہا۔ وہ روزانہ لائن میں جا کر کھڑے ہوتے ہیں اور وہاں سے نکل آتے ہیں لوگوں کو این او سی لینے کے لئے چھ ماہ ہو گئے ہیں کہ ہم نے پلاٹ بیچنا ہے ہمیں بیچنے تو دیں مگر وہاں پر کوئی ان کی مدد کرنے والا ہے ہی نہیں ہے۔ جب تک ان کا اندر کوئی نہ کوئی کنکشن نہیں ہے، جب تک وہ پیسے نہیں دیتے، جب تک کوئی deal نہیں کرتے ان کو این او سی نہیں ملتا، چھ چھ مہینے تک وہ اپنی جگہ بیچ نہیں سکتے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ آج اگر میں نے ایمرجنسی میں اپنا گھر بیچنا ہے، خدانخواستہ کوئی فیملی ایمرجنسی ہو گئی ہے تو مجھے این او سی لینے کے لئے چھ مہینے تک انتظار کرنا

پڑے گا، مجھے چھ مہینے تک اس دفتر کے چکر لگانے پڑیں گے یا پہلے مجھے اپنے گھر کی کوئی ڈیل کرنی پڑے گی، پیسے دینے پڑیں گے یا اپنا کوئی کنکشن استعمال کرنا پڑے گا۔That is the thing لوگوں کے لئے ہم کس طرح چیزوں کو smooth کریں، لوگوں کو کس طرح آرام دیں، لوگوں کی کس طرح مدد کریں؟?How are we going to do this یہ ساری problems ہیں جو ابھی آرہی ہیں اور آتی جارہی ہیں مگر ان کا کوئی حل نظر نہیں آرہا۔ جتنی مرضی کمیٹیاں اور کمیشن بنادیں کوئی فرق نہیں پڑتا جب تک سسٹم ٹھیک نہیں کیا جائے گا تب تک کوئی فرق نہیں پڑنے لگا۔ میں آپ کو یہ بتادوں کہ اس ملک میں کمیٹی problem create کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے، کمیشن problem create کرنے کے لئے بنایا جاتا ہے problem solve کرنے کے لئے نہیں بنایا جاتا۔

جناب سپیکر! یہ بات پہلے بھی ہو چکی ہے مگر میں چاہوں گا کہ اس کو تھوڑا سا repeat کیا جائے، اس میں minimum repetition ہو گی کہ ایل ڈی اے کو political advantages کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ Political pressures کے ذریعے اور political advantages کے لئے کس کو خوش کیا جائے، کس کو ناراض کیا جائے؟ جس کو ناراض کرنا ہے قبضہ کروادیں اور جس کو خوش کرنا ہے اس کو پلاٹس دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ نے ایک بات کی ہے کہ problem create کرنے کے لئے کمیٹی بنائی جاتی ہے اور اس ترمیم میں آپ خود بھی آٹھ، دس لوگوں کی کمیٹی بنانے کا کہہ رہے ہیں۔ (قہقہہ)

ڈاکٹر مراد راس: کون سی؟

جناب قائم مقام سپیکر: اسی ترمیم میں آپ خود کمیٹی بنانے کا کہہ رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ ہمیں وہ کمیٹیاں بنانی چاہئیں جو کام کر سکیں ابھی تک جو کمیٹیاں بن رہی ہیں وہ صرف problems create کر رہی ہیں اور کچھ نہیں کر رہی ہیں۔ کمیٹی وہ بنائیں جو فیصلے implement کروا سکے اور عوام کے لئے صحیح فیصلے کر سکے۔ ہم یہاں پر کمیٹیاں بناتے رہتے ہیں، کمیٹیوں کا کیا فائدہ ہوتا ہے کہ باہر جا کر وہ discuss کرتے رہیں اور آخر میں جو majority ہوتی ہے وہ حکومت کی ہوتی ہے، کمیٹی کے اندر کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ جو حکومت کی طرف سے فیصلہ آرہا ہے وہ صحیح ہے اور وہ اس کمیٹی کو بھی پہلے سے ہی سُنا دیا جاتا ہے۔ میں تو کمیٹی میں بیٹھتا ہوں اس لئے اپنے experience سے بتا رہا ہوں کہ اس کمیٹی کو پہلے ہی پتا ہوتا

ہے کہ فیصلہ کیا ہونا ہے ایک اپوزیشن کا بندہ بیچ میں بیٹھ کر کچھ نہیں کر سکتا مگر کم از کم ہم اس ایوان میں اپنی بات تو کر سکتے ہیں کہ جو facts ہیں وہ تو ایوان میں بتائے جائیں۔

جناب سپیکر! ایک بہت interesting بات اور ہے جو کہ fact ہے۔اس وقت ایل ڈی اے کے سات ہزار cases ہیں۔This is an exact number جو کہ اس وقت عدالتوں میں ہیں، ان کو کون solve کرے گا، کیا problems ہیں کیوں نہیں solve ہو رہی ہیں؟ سات ہزار families اس وقت ان cases میں پھنسی ہوئی ہیں اور کسی کو نہیں پتا کہ کب فیصلے ہوں گے، کون ان کی مدد کر رہا ہے، کون ان کی problems کو solve کر رہا ہے؟ یہ کوئی میں سو دو سو cases کی بات نہیں کر رہا بلکہ سات ہزار cases کی بات کر رہا ہوں۔ایک ڈیپارٹمنٹ جو کہ صرف چالیس فیصد لاہور پر قابض ہے اس کے سات ہزار cases اس وقت کورٹس میں ہیں، litigation اس وقت out of control ہو گئی ہے۔ پچھلے پانچ سال اور چھ مہینوں کے اندر ان سات ہزار cases پر نظر ثانی کیوں نہیں کی گئی کہ یہ سات ہزار cases ہو کیوں گئے ہیں؟ پچھلے پانچ سال اور چھ مہینوں کے اندر ان points کو کیوں نہیں اٹھایا گیا؟

جناب سپیکر! آخر میں دو باتیں کرنا چاہوں گا اس کے بعد میں اپنی تقریر summarize کر دوں گا، ابھی میں اپنی تقریر summarize نہیں کر رہا۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے کا جو procedural matter ہے اس کی جو processing ہے اس کو simple کیا جائے اور میری آپ سے یہ request ہے۔ایل ڈی اے کو بہتر کرنے کے لئے ایل ڈی اے کی جو processing ہے اور اس کا جو پورا process ہے اس کو simple کیا جائے کیونکہ اس وقت یہ بڑا complicated ہے۔اس کے علاوہ جو laws ہیں ان کو بھی implement کیا جائے کیونکہ ان کو implement کرنا بہت ضروری ہے۔چیف منسٹر صاحب کو اس بل کے ذریعے اتھارٹی کا چیئرمین بنا دیا گیا ہے میں ان کو پہلے ہی مبارکباد دے دیتا ہوں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ آپ نے بل پہلے ہی پاس کر دینا ہے، مگر بات یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب کے پاس تو ادھر آنے کا بھی ٹائم نہیں ہے آپ ان کو ایل ڈی اے کے اوپر بھی لگا رہے ہیں۔ میرے خیال میں ادھر بڑے competent لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کو ایل ڈی اے کا چیئرمین بن جانا چاہئے، کسی اور کو بھی موقع دیں، میری تو گورنمنٹ سے یہ request ہے، آپ رانا ثناء اللہ خان کو اس کا چیئرمین بنا دیں کیونکہ چیف منسٹر صاحب کے پاس تو یہاں پر آنے کا بھی ٹائم نہیں ہے اور رانا صاحب یہاں پر بہت ٹائم دیتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب کو یہ بات اچھی لگی ہے اس لئے وہ تھوڑا سا اس تجویز پر مسکرائے ہیں۔(قہقہے)

ڈاکٹر مراد راس: چیف منسٹر صاحب کے پاس ٹائم نہیں ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ان کو باقی کاموں کے لئے رہنے دیں، میری طرف سے یہ تجویز ہے کہ رانا صاحب کو اس کا چیئرمین بنا دیں۔ At the end دیکھیں، یہ لاہور کا ایک portion بدلنے جا رہے ہیں، یہ آپ سب کے لئے انفارمیشن ہے river front properties بننے لگی ہیں، راوی کی directions change کی جا رہی ہیں کیونکہ راوی میں پانی نہیں ہے، کیسی زبردست بات ہے؟ یہ discussions Committee کے اندر بھی ہوئی ہیں لیکن ایل ڈی اے والوں نے کیا کہا؟ راوی میں پانی نہیں ہے، direction change کر دیتے ہیں river front property بنے گی، ایک طرف پانی نہیں ہے تو river front property کہاں سے بننی ہے؟ river direction change کرنے کے لئے اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ میری بات غور سے سن رہے ہیں اس لئے آپ کے لئے بھی یہ نئی انفارمیشن ہے۔ میں کہتا ہوں river direction change کرنے کے لئے اس پر اربوں روپے لگتا ہے اور دریا جتنا سوکھ گیا ہے اتنی پراپرٹی پہلے ہی acquire کر لی گئی ہے۔ اس پورے پراجیکٹ پر ایک سال سے کام ہو رہا ہے یہ کوئی نیا کام نہیں ہے، آج جو بل ہم یہاں لے آئے ہیں ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ ایک دم سے decide ہوا ہے اور یہ بل آ گیا ہے، ایسا بالکل نہیں ہے۔ ایک سال سے اس بل پر کام ہو رہا ہے، رانا صاحب کو بھی یہ انفارمیشن ہے، رانا صاحب شاید تھوڑے سے پریشان ہوں کہ میرے پاس یہ انفارمیشن کہاں سے آ گئی؟ مگر ایک سال سے اس بل پر کام ہو رہا تھا۔ اس سلسلے میں properties بھی acquire کی گئی ہیں اور محکمہ اس وقت بھی acquire کر رہا ہے کیونکہ جب یہ بل پاس ہو گا تو وہاں developments کی جائیں گی، پلاٹ پہلے ہی لوگوں سے بہت کم قیمت پر خرید لئے گئے ہیں۔ آپ کو پتا ہے یا ساری series کیسے چلتی ہے اس لئے ہمیں river front properties نہیں چاہئیں۔ دریائے راوی کو اسی طرح ہی رہنے دیں جس طرح یہ ہے کیونکہ دریائے راوی کو اگر آپ نے change کیا تو وہی اربوں روپیہ جو آپ نے اس کی directions change کرنے میں یا position change کرنے میں لگانا ہے وہ باقی چیزوں پر لگا دیں۔ ایجوکیشن پر لگا دیں، ہیلتھ پر لگا دیں کسی بھی چیز پر لگا دیں river change کرنے پر نہ لگائیں کیونکہ اس کا فی الحال کوئی فائدہ نہیں ہو گا اس کی ضرورت

نہیں ہے اور بہت سی priorities موجود ہیں، بہت زیادہ different priorities اس وقت اور بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر! At the end میں صرف summarize کروں گا کہ سات ہزار cases کی problems solve کر دیں، ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کر دیں تاکہ ایل ڈی اے کی عمارت میں جو پہلے ایک دھماکا ہوا ہے، اس میں جتنا نقصان ہوا ہے یا کروایا گیا ہے وہ دوبارہ نہ ہو۔ لاہور جو اس وقت encroachments سے بھرا ہوا ہے کوئی اس کو نہیں دیکھ رہا اس وقت ایل ڈی اے کے نیچے جو 40 فیصد ہے وہ بھی encroachments سے بھرا ہوا ہے۔ اس کو ٹھیک کروا دیں، ایل ڈی اے ایونیو۔I کا خیال کر لیں جو 235 سکیموں میں سے صرف ایک میں نے بتائی ہے، ایسی جو others schemes ہیں ان کو بھی ذرا دیکھ لیں جو existing چیزیں ہیں میں ان کے متعلق بتا رہا ہوں، میں تو آگے جانے کا کہہ ہی نہیں رہا، میں تو کہہ رہا ہوں کہ جو existing problems ہیں ان کو solve کر دیں۔ جو zonings کی problems ہیں ان کو solve کریں، اس وقت لاہور میں جو problems آ رہی ہیں جو میں نے اس ایوان میں بتائی ہیں، جو ممبران کے لئے بھی hopefully ایک نئی خبر اور نئی چیزیں تھیں، ان سب چیزوں کو پہلے ٹھیک کریں پھر آگے چلیں۔ اسی ڈیپارٹمنٹ کو اگر آپ آگے لے کر چلے گئے تو سوچیں پھر کتنی تباہی مچے گی کیونکہ پہلے ہی بڑی تباہی مچی ہوئی ہے The most important thing is کہ پہلے تباہی مچی ہوئی ہے، میں صرف یہ request کروں گا کہ vote کرنے سے پہلے، کیونکہ مجھے پتا ہے کہ میری تقریر کے بعد ایک بڑی خوبصورت تقریر اس سائیڈ سے آئے گی اور وہ بڑی زبردست ہو گی۔ جس طرح آج اس چھت کے شیشے کو camouflage کیا گیا ہے اسی طرح ان points کو بھی camouflage کر دیا جائے گا کیونکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ ٹھیک نہیں ہوا اتنا زبردست camouflage ہوا ہے ہمیں لگ ہی نہیں رہا کہ وہ ٹوٹا ہوا ہے، ان points کو بھی آپ دیکھنا کہ اگلی تقریر میں کیسا زبردست camouflage کیا جائے گا۔ آپ کو پتا بھی نہیں لگے گا اور تمام ممبران یہ سمجھیں گے پتا نہیں کہ وہ کیا باتیں کر کے چلا گیا ہے کیونکہ اتنا زبردست انہوں نے اس پر آج camouflage پھینکنا ہے اس لئے میری آپ سے یہ request ہے آپ سب معزز ممبران سمجھ بوجھ والے ہیں، آپ سب کو پتا ہے کہ اس شہر کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اگر آپ باہر سے بھی آتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس شہر کا خیال رکھیں کیونکہ انہی لوگوں سے آپ نے دوبارہ ووٹ لینے ہیں، انہی لوگوں نے آپ کو دوبارہ elect کرنا ہے۔ شکریہ

کورم کی نشاندہی

جناب خرم شہزاد: جناب والا! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا ہے۔ کارروائی آگے بڑھائی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) شیخ صاحب آپ نے کوئی بات کرنی ہے۔

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! قانون سازی کے دوران اپوزیشن کی طرف سے بار بار کورم point out کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کر رہے ہیں تو یہ ان کا حق ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 2013

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے خیال میں ڈاکٹر مراد راس صاحب جا چکے ہیں یا شاید لابی میں بیٹھ کر بات سن رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر مراد راس ایوان کے اندر تشریف لے آئے)

جی، ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ اب ڈاکٹر صاحب! خود ہی اس بات کا فیصلہ کر لیں کہ ان سے پہلے جس amendment پر جو تقاریر ہوئیں ان تقاریر میں مجھے یہ suggest کیا گیا کہ اگر آپ ایل ڈی اے کو رکھ رہے ہیں، ایل ڈی اے کو اتنی powers دے رہے ہیں تو آپ لوکل گورنمنٹ کیوں بنا رہے ہیں۔ میٹروپولیٹن بنانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ کہا کہ آپ ایسا کریں کہ ایک بل لے آئیں اور ایل ڈی اے کو ہی سارا اختیار دے دیں کیونکہ آپ جو amendments لا رہے ہیں ان کے بعد تو پھر لوکل گورنمنٹ کی ضرورت نہیں رہتی جبکہ ڈاکٹر مراد راس صاحب فرما رہے ہیں کہ ایل ڈی اے کے پاس صرف 40 فیصد ہے اور 60 فیصد باقی لوکل گورنمنٹ کے پاس موجود ہے۔ پہلے تقاریر ہوئی ہیں کہ یہ جو ماسٹر پلاننگ ہو رہی ہے یہ تو بڑا ہی ظلم ہو رہا ہے لیکن انہوں نے کہا کہ

very good یہ بہت اچھا اقدام ہو رہا ہے۔اب ڈاکٹر مراد راس صاحب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں تقریر نہیں کروں گا بلکہ صرف ایک fact بیان کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب اس amendment کے ذریعے یہ فرما رہے ہیں کہ سپیشل کمیٹی کی جو رپورٹ، یہ amendments جن کو ہم legislate کرنے جا رہے ہیں وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ٹھیک نہیں ہے۔آپ اس پر ایک اور سپیشل کمیٹی بنائیں وہ سپیشل کمیٹی دوبارہ سے غور کرے۔اب اس سپیشل کمیٹی کی ہم نے جو رپورٹ ایوان میں lay کی ہے جس کو legislate کر رہے ہیں جس میں انہوں نے amendment دی ہے۔ میں fact بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس سپیشل کمیٹی میں کون لوگ ہیں۔اس کمیٹی میں میاں نصیر احمد، میاں طارق محمود، رانا محمد ارشد، مسٹر محمد قدیر خان، میاں کاظم علی پیرزادہ، مسٹر محمد خرم گلفام، مسز عائشہ جاوید اور ڈاکٹر مراد راس ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم جس رپورٹ پر amendment کر رہے ہیں اس میں لکھا ہے کہ:

After detailed discussion on the aims and objectives of Clauses of the Bill,

جس میں یہ تقریر فرما رہے تھے۔

The Committee unanimously decided to recommend that the Bill may be passed by the Assembly

ڈاکٹر مراد راس: میں نے وہاں abstain کیا تھا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جب اس قسم کی صورتحال میں ایسی تقاریر ہوں گی تو پھر ان تقاریر کو اگر ممبران نہ سمجھیں یا ان پر غور نہ کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے اپوزیشن کے بھائیوں کو اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instruction to report thereon by 31st December 2013:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hassan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah Ud Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Ms Jayeda Khalid Khan, MPA
7. Mrs Raheela Anwar, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into the consideration once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan. Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION(Mian Mehmood-ur-Rasheed): I move:

> "That in Clause 5 of the Bill, in the proposed section 3 of the Principal Act, for para (c) the following, be substituted:
>
> "(c) "area" means the area of Lahore District excluding the area under the jurisdiction of the Cantonment Boards, DHA and other similar bodies having their own rules and bye-laws;"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, in the proposed section 3 of the Principal Act, for para (c) the following, be substituted:

"(c) "area" means the area of Lahore District excluding the area under the jurisdiction of the Cantonment Boards, DHA and other similar bodies having their own rules and bye-laws;"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! راناثناء اللہ صاحب بڑے ذہین وفطین تجربہ کار جہاندیدہ پارلیمنٹیرین ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ اس طرح بات کر رہے ہیں کہ جیسے یہ ایکٹ آج لایا جا رہا ہے۔ ایل ڈی اے ایکٹ 1975 سے موجود ہے یہ ابھی جس کے محاسن بیان کر رہے تھے اہالیان لاہور پچھلے تیس پینتیس سال سے بھگت رہے ہیں۔ ہم لاہور کے شہری ایل ڈی اے کے ایکٹ کو بھگت رہے ہیں۔ رانا صاحب تو فیصل آباد میں ہیں انہیں کیا پتا کہ لاہور کے شہریوں پر کیا بیت رہی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایل ڈی اے Act پہلے بھی بنا جس میں انہوں نے کہا کہ بڑے زبردست قوانین ہیں، چیزوں کو regulate کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ادارہ ہے اور اس کو ہم مزید مضبوط کرنے جا رہے ہیں۔ لاہور بدقسمت ترین شہر ہے۔ میں وزراء کی پوری team کو ساتھ لے جا کر visit کرانا چاہتا ہوں تاکہ پتا چلے کہ کون کون سی سکیمیں develop ہوئیں اور کہاں کہاں commercial areas چھوڑے گئے؟ یہ ماسٹر پلان کی بات کرتے ہیں جبکہ انہوں نے تو ماسٹر پلان کی دھجیاں اُڑا دی ہیں۔ انہوں نے rules relax کر کے اور وزیر اعلیٰ کو سمریاں بھیج بھیج کر ماسٹر پلان کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ کس Act کی بات کر رہے ہیں؟ میں ان کو ساتھ لے جا کر visit کراؤں گا۔ میں ان کو سمن آباد، اقبال ٹاؤن، جوہر ٹاؤن، مسلم ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن، ٹاؤن شپ اور فیصل ٹاؤن کا visit کراؤں

گا۔آئیں، میرے ساتھ چلیں،پورا ایوان چلے اور جا کر دیکھے کہ ایل ڈی اے کے قوانین و ضوابط کے اُلٹ وہاں پر کیا تماشا بنا ہوا ہے؟وہ تمام علاقے جو کہ کمرشل تھے ان کو کسی نے نہیں پوچھا جبکہ تمام مین بلیوارڈز کو روپے لے کر یا سیاسی رشوت کے طور پر commercializeکر دیا ہے۔آج ان commercial areasکو کوئی نہیں پوچھتا۔جنہوں نے کروڑوں روپے دے کرauctionپر وہ کمرشل پلاٹ خریدے تھے وہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔حکومت کا منظور نظر اُٹھتا ہے،وہ دباؤ ڈالتا ہے،وزیر اعلیٰ کے پاس جاتا ہے،ایک درخواست دیتا ہے، نیچے سمریmoveہوتی ہے،commentsکے لئے آجاتی ہے اور پھر سمری پاس ہو کر چلی جاتی ہے کہ فلاں سڑک کو کمرشل قرار دے دیا جائے۔اسی ایل ڈی اے کو آپ دوبارہ پورا ڈویژن دینے جا رہے ہیں کہ جس نے اس شہر کے حُسن اور لوگوں کا ستیاناس کر دیا۔آج پورے لاہور میں جوhaphazardآبادیاں ہیں،جو ٹریفک کا نظام تباہ و برباد ہو گیا ہے اور ایک سے دوسری جگہ moveکرنے کے لئے گھنٹوں رُکنا پڑتا ہے یہ سب اسی ایل ڈی اے کی وجہ سے ہے۔ایل ڈی اے نے ہی اس شہر لاہور کا یہ حلیہ بنایا ہے۔آج اگر کسی ایمبولینس کو ہسپتال جانا پڑ جائے تو اسے اس شہر کے اندر ایک ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت طے کرنی پڑتی ہے۔آج پورے شہر لاہور کے اندر سکول، پرائیویٹ ادارے اورsemi commercial organizationsمشروم کی طرح اُگی ہوئی ہیں اور یہ آج اس کے محاسن بیان کر رہے ہیں۔رانا ثناء اللہ شاید لاہور میں گھومتے نہیں، یہ صرف جاتی امراء،ماڈل ٹاؤن اور اپنے گھر تک رہتے ہیں۔آئیں ذرا پورے لاہور کو دیکھیں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ لاہور کے شہری کس طرح سے جی رہے ہیں اور کس طرح سے ایل ڈی اے کے اہلکاروں کے ظلم و ستم کا شکار ہیں۔انہوں نے کہہ دیا کہ ایل ڈی اے کو پورا ڈویژن دے دیا جائے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایل ڈی اے تو پہلے ہی پرائیویٹ سیکٹر کوcrushکر رہا ہے۔اتنی سخت پابندیوں اور قوانین کی وجہ سے کوئی پرائیویٹ سیکٹر ان کے سامنے ٹھہر اور پنپ نہیں سکتا۔یہsister-organizationsکو encourageکرنے کی بجائے discourageکرتے ہیں۔ایل ڈی اے نے جو ظالمانہ قوانین بنائے ہیں۔میں انہیں دعوت دوں گا اور یہ صحافی بھائیوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ایل ڈی اے نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اور جو سکیمیںdevelopکی ہیں وہ بھی دیکھ لیں اور پرائیوٹ سیکٹر نے جو سکیمیں developکی ہیں ان کو بھی دیکھ لیا جائے۔ایل ڈی اے کی تمام تر پابندیوں اور سختیوں کے باوجود آج لوگوں کا رجوع پرائیویٹ سیکٹر کی طرف ہے۔میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ ماڈل ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن، ویلنشیا ٹاؤن، طارق گارڈن، ڈی ایچ اے جا کر دیکھیں۔لوگ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں اور

کہتے ہیں کہ ہم ایل ڈی اے کی کسی سکیم میں کسی صورت پلاٹ نہیں لیں گے۔آج یہ اسی ایل ڈی اے کو پورا ڈویژن سونپنے چلے ہیں۔ان کو آج یہ کروڑوں لوگوں کی مزید عمل داری دینے چلے ہیں۔یہ کیا کرنا چاہتے ہیں،ایل ڈی اے قصور گنڈا سنگھ والا میں جا کر کیا کرے گا، کھڈیاں،تلونڈی اور کنگن پور میں جا کر کیا کرے گا؟ہم یہ کہیں گے کہ ایل ڈی اے کی jurisdictionپورے ڈویژن تک بڑھانے کا کیا جواز ہے؟No, never at all.

جناب سپیکر!ایل ڈی اے نے اس پورے لاہور کے اندر بہت سی جگہوں پر پہلے لوگوں کے قبضے کرائے،اسے کچی آبادی declareکرایا اور پھر اس کے بعد مالکانہ حقوق دے دیئے۔ایل ڈی اے والے پرائیویٹ سیکٹر سے کہتے ہیں کہ پچیس فیصد پلاٹ رہن رکھیں گے۔رانا صاحب!اپنی informationدرست کریں۔یہ mortgageآج سے نہیں بلکہ 1975 سے ہے۔پرائیویٹ سیکٹر میں جو کالونیاں بنتی ہیں ان کے پلاٹس یہ mortgageکرتے ہیں۔بدقسمتی یہ ہے کہ آج بھی درجنوں developers دربدر پھر رہے ہیں۔انہوں نے پرائیویٹ سکیموں کو developکیا اور اپنے mortgageپلاٹ چھڑوانے کے لئے ایل ڈی اے کے چکر لگا رہے ہیں۔ایل ڈی اے والے mortgageپلاٹ چھوڑنے کے لئے ان سے پلاٹوں کی demandکرتے ہیں۔واساوالوں سے کہا جاتا ہے کہ ہم نے یہ سیوریج ڈال دیا ہے آپ اس کی reportکریں۔وہ سالوں لگا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ report positiveکرنے کے لئے کتنے پلاٹ دو گے؟اس کے بعد انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ اور TEPAوالے آ جاتے ہیں۔وہ الگ bargainingکرتے ہیں۔Overseerسے لے کر Chief TEPAتک کہتے ہیں کہ ہم نے اس سکیم کو exemptionدینی ہے اورNOCدینا ہے کہ developmentٹھیک ہو گئی ہے لہذا اب bargainingکرو کہ کتنے پلاٹ دیتے ہو؟اس کے بعد واپڈا اور ٹاؤن پلاننگ کا محکمہ آ جاتا ہے۔میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ دو تین چیزوں پر میرا challengeہے۔حکومتی بنچوں سے تعلق رکھنے والے دوست ایل ڈی اے کے بڑے گُن گا رہے ہیں کہ شاید ایل ڈی اے کوئی بہتر کام کرتا ہے۔90-1988 میں انہی کی حکومت تھی۔جنرل جیلانی کی رپورٹ on recordہے کہ چھ ارب روپے سے زائد کی embezzlementہوئی۔اصل مالکان آج تک دھکے کھاتے پھرتے ہیں جبکہ اپنے منظور نظر لوگوں کو پلاٹوں سے نواز دیا گیا۔آپ جوہر ٹاؤن فیز۔I میں چلے جائیں۔وہاں مالکان آج بھی دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں۔علامہ اقبال ٹاؤن، سکندر بلاک،رضا بلاک،عمر بلاک میں جن لوگوں کے کھوہ تھے،جن کی زمینیں تھیں اور جن کے

آباؤاجداد کی وراثت تھی وہ دربدر ہو گئے ہیں۔ایل ڈی اے کی سکیمیں بن جانے پر آج تیسری نسل کے اندر بھی وہ لوگ فائلیں اُٹھا کر پھر رہے ہیں کہ ہمیں exemption or compensation میں کوئی پلاٹ مل جائے۔ایل ڈی اے نے 1988 کے دور میں اربوں روپیہ لُٹایا ہے۔اُس وقت کے ذمہ داران حکومت اَن داتا بنے ہوئے تھے۔راناثناء اللہ خان 1999 تک آتے ہیں۔ میں ان کی یادداشت درست کرنا چاہتا ہوں۔اسی جگہ پر جہاں اس وقت میں کھڑا ہوں راناثناء اللہ خان aggressive انداز سے یہی باتیں کرتے تھے جو آج میں کر رہا ہوں۔اُس وقت میں حکومتی بنچوں پر تھا اور آج یہ حکومتی بنچوں پر تشریف فرما ہیں۔یہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ ایل ڈی اے کو کنگال کس نے کیا ہے؟ان کے دور حکومت میں اور ان کے قائدین نے ایل ڈی اے کو کنگال اور تباہ برباد کر دیا۔ہزاروں پلاٹ اپنے چہیتوں میں بانٹ دیئے اور جو مستحق لوگ تھے انہیں کچھ نہیں ملا۔ ساری گوالمنڈی بھر دی گئی۔

ایک معزز ممبر:اذان ہو رہی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!انہوں نے اذان کا کہہ کر میرا motion توڑ دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:شاید یہ چنیوٹی صاحب نے کہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں نے آپ کی وساطت سے تین چار بڑی باتیں ایوان کے سامنے رکھی ہیں۔ایل ڈی اے کے کھربوں روپے کے assets اب بھی اس شہر کے اندر موجود ہیں۔اربوں روپے کی جائیدادیں hidden property کے نام سے موجود ہیں اور جن کا کوئی والی وارث نہیں۔ کہیں بھینسیں باندھی ہوئی ہیں، کئی جگہوں پر encroachment ہے اور بعض جگہوں کو ایل ڈی اے کے افسران un-officially اپنے منظور نظر افراد کو کرائے یا lease پر دے کر مال بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!اگر ہم ایسے ادارے کو کہیں کہ آپ قصور بھی چلے جائیں، گنڈا سنگھ بھی لے لیں، شیخوپورہ اور ننکانہ بھی چلے جائیں تو پھر اس ڈویژن کے اُوپر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ پرائیویٹ سیکٹر کے اندر جو چھوٹے لوگ ہیں، جو چھوٹے زمیندار ہیں۔ جن کی دو دو، چار چار ایکڑ زمینیں ہیں جن کا روزگار اور جن کا دارومدار وہی زمینیں ہیں اب ان کی نظریں اُن کی زمینوں کو ہڑپ کرنے پر لگی ہوئی ہیں۔آج یہ ڈویژن تک extend کرنا چاہ رہے ہیں اس کا مقصد کیا ہے؟ بھئی!آپ نے اُس ضلع کو develop کرنا ہے تو اُس ضلع کے جو بلدیاتی لوگ منتخب ہو کر آئیں گے آپ اُن کے اوپر کوئی مہربانی کر کے اُنہیں کہیں کہ

جناب!آپ اس کے اندر ٹاؤن پلاننگ کا کوئی کام کریں،اس ضلع کی ترقی اور بہتری کے لئے کچھ کریں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ایک شہر جو پہلے ہی ڈیڑھ کروڑ کی آبادی پر مشتمل ہے جس کی حدود already قصور، گوجرانوالہ اور شیخوپورہ تک پہنچ گئی ہیں اب باقاعدہ اس کو ایل ڈی اے کا حصہ بنا کر ایل ڈی اے کے افسران کی ملی بھگت سے لینڈ مافیا trillions of dollars and rupees سمیٹنا چاہتا ہے ہم اس سازش کو بے نقاب کریں گے، کرتے رہیں گے اور یہ کہتے رہیں گے کہ ایل ڈی اے پہلے اپنی منجی کے نیچے ڈانگ پھیر لے اور یہ دیکھ لے کہ اُس نے اب تک جو کیا ہے وہ کیا ہے؟ یہ جن رولز کا حوالہ دے رہے تھے یہ سارے قوانین تو 1975 سے موجود ہیں۔Land Acquisition Act بھی ہے، سکیمیں approve کرانے کا قانون بھی ان کے پاس ہے، commercial sites کا قانون بھی ہے، ماسٹر پلان بھی ہیں۔ ہر دو مہینے بعد ماسٹر پلان کے اندر تبدیلی کر کے site for public buildings کے درجنوں پلاٹ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ میں نے دو حوالے دیئے ہیں جن کا وزیر قانون کی طرف سے جواب نہیں آیا۔ ایک بلاک گارڈن ٹاؤن میں 30 کنال کا پلاٹ site for hospital کی subdivision کر کے 1990 کے آغاز میں بے نظیر صاحبہ کی حکومت گرانے کے لئے ایم کیو ایم کو ساتھ ملانے کے لئے اور میں یہ بات on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ ایک ایک کنال کا پلاٹ دیا۔ اُس کے بعد سینکڑوں پلاٹ ہیں جو political bribe کے طور پر دیئے گئے ہیں۔ آج سینکڑوں پلاٹ ایسے ہیں جو مختلف سکیموں کے اندر پڑے ہیں، شان آرکیڈ Site for public building گارڈن ٹاؤن میں چھ کنال کا پلاٹ تھا آج وہاں مسلم لیگ (ن) کے ایک لیڈر کا بلند و بالا کمرشل پلازہ کھڑا ہے تو میں عرض کروں گا کہ خدارا یہ وزیر قانون ایل ڈی اے کے جو اتنے گُن گا رہے ہیں تھوڑا سا خیال کر لیں کہ ایل ڈی اے نے کوئی اچھا کام نہیں کیا۔ میں نے ان کے سامنے ایک سوال رکھا تھا کہ یہ بتا دیں کہ ایل ڈی اے نے عام آدمی کو facilitate کرنے کے لئے آج تک کیا کیا ہے؟ صرف ایک سوال ہے کہ ایل ڈی اے کی develop ہونے والی سکیموں کے اندر start پر جو ریٹ شروع ہوتا ہے وہ 4/5 لاکھ روپیہ مرلہ ہے۔ مجھے بتائیے ایک آدمی جو دس بیس تیس ہزار روپیہ مہینہ بھی لینے والا ہے وہ ساری زندگی کی جمع پُونجی بھی جمع کرے، کمیٹیاں ڈالے، اپنے گھر والوں کے زیورات بیچے، آیا پھر بھی وہ ایل ڈی اے کی کسی سکیم میں کوئی پلاٹ لے سکتا ہے؟ جواب آئے گا،No۔ یہ Treasury Benches والے کہاں سو رہے تھے؟ آج کل عوام بالکل خودکشیوں پر مجبور ہے۔ اُن کو اپنی چھت کے لئے جگہ نہیں مل رہی۔ ان کو چاہئے تھا کہ ایل ڈی اے کو پابند کرتے کہ غریب آدمی کے لئے، مزدور کے لئے، عام شہری کے لئے،

لاہور کے عام باسی کے لئے سستی سکیمیں develop کرے۔ میں یہاں کھڑا ہو کر چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی ایک سکیم اے کیٹیگری کی develop نہ کرتے، بی کیٹیگری کی develop کر لیتے، سی کیٹیگری کی کر لیتے، سولنگ لگا دیتے، open drains بنا دیتے لیکن کسی غریب کو 50ہزار یا ایک لاکھ روپیہ مرلہ کے حساب سے پلاٹ مل جاتا۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ ایل ڈی اے کی jurisdiction لاہور ڈویژن بالکل نہیں ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ amendment کے حوالے سے اِس پر ہی آ جائیں تو بہتر ہے۔ آپ کی جو پہلی amendment تھی آپ اُس کے اوپر جتنی بات کرتے رہے میں نے اُس پر آپ کو interrupt نہیں کیا۔

قائدِ حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو باتیں کیں اُن کا جواب دینا ضروری تھا۔ وہ اس طرح سے بات کر رہے تھے کہ شاید LDA Act کوئی نیا قانون آ رہا ہے۔ بھئی! LDA Act کے تمام اختیارات اُن کے پاس موجود تھے۔ ہمیں اُس ادارے کی کارکردگی دیکھنی ہے تو میں اس amendment پر کہہ رہا ہوں کہ اس کو کنٹونمنٹ بورڈ اور دیگر اداروں کے علاوہ صرف لاہور شہر تک restrict کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ نے اُس وقت چونکہ مجھے point of personal explanation نہیں دیا تھا تو میں صرف یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ میں نے پچھلے جو بھی points بتائے ہیں میں انہیں repeat کرنا چاہتا ہوں اور نہ میں وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ مگر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان کا politics اور سب چیزوں کے اندر بہت experience ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کو confuse کرنا کتنا آسان ہے تو اس لئے وہ ایک دو چیزیں پیش کر کے بڑا easily لوگوں کو confuse کر دیتے ہیں کیونکہ اُن کا experience بہت زیادہ ہے مگر انہوں نے میرے facts کو negate نہیں کیا تو میں اُن کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب! میاں صاحب آپ کوشش کریں گے کہ باتیں repeat نہ ہوں اور آپ اسی amendment پر ہی رہیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ۔ میری گزارش یہ ہے کہ جب میں اپنی تقریر ختم کر کے نماز کے لئے نکل گیا، پھر دوبارہ آیا تو راناثناء اللہ خان کی کچھ باتیں میں سُن سکا، کچھ نہیں سُن سکا۔ ماشاء اللہ وہ بڑے اچھے انداز میں چیزیں بیان کرتے ہیں۔ میاں محمود الرشید صاحب نے ابھی ایک بات کی ہے ناں کہ "اپنی منجی تھلے ڈانگ پھیرو۔" پہلے اپنی منجی تھلے ڈانگ پھیرو، اَدھی اسمبلی جیسڑی میرے نال بیٹھدی سی اوہ ہن تہاڈے نال اے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ میں اُس جمہوری حکومت کا حصہ تھا جس کے دور میں 20کلو آٹے کا تھیلا180روپیہ کا تھا،جب چینی28روپیہ کلو تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ اس amendment پر آ جائیں پلیز۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر میں کسی جماعت میں تھا تو راناثناء اللہ خان بھی پہلے کسی اور جماعت میں تھے۔ وہ اب اس جماعت میں آئے ہیں۔ یہ جس جماعت کا دعویٰ کرتے ہیں میری فیملی نے اُس جماعت کے لئے قربانیاں دی ہوئی ہیں۔ انہوں نے کیا قربانیاں دی ہیں؟ ہم نے تحریکِ نجات میں قربانیاں دی ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اگر ہم اس ایوان کو اچھے سیاسی انداز میں لے کر چلیں گے تو یہ سب کے لئے بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایوان کا ٹائم ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں کہتا ہوں کہ پرویز مشرف اچھا آدمی نہیں تھا۔2008میں جب الیکشن ہوئے تو مسلم لیگ(ن) کی کیبنٹ نے جا کر حلف لیا تھا میں نے پرویز مشرف سے حلف نہیں لیا۔ میں ان کی جماعت کے ساتھ مقابلہ کر کے آزاد حیثیت سے جیت کر آیا تھا۔ میں نے ووٹ لئے تھے، لاہور شہر نے میرے اوپر اعتماد کا اظہار کیا تھا اور میں اب بھی ان کی جماعت کو ہرا کر آیا ہوں، میں پہلے بھی ہرا کر آیا ہوں اور میں لاہور میں ان کی جماعت کو ہرا کر آیا ہوں۔ یہ بات کرنے سے پہلے اپنی منجی کے تھلے ڈانگ پھیریں۔ یہ میرے ساتھ بات نہ کریں میں ان کے گھر کا بھیدی ہوں اس لئے میرے ساتھ وہ بات نہ کریں۔ میرے ساتھ اصول اور قانون کی بات کریں۔

جناب سپیکر!ہم ایل ڈی اے کے اوپر بات کر رہے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ مردِ مومن، مردِ حق کا نعرہ انہوں نے لگایا تھا میں ضیاء کی قبر پر نہیں جاتا۔ ان کے وزیراعظم نے کہا تھا کہ ضیاء ہمارا

والی وارث ہے تو پوچھیں ان سے۔ جس وقت اقتدار کی ضرورت ہوتی ہے یہ کسی ڈکٹیٹر کو بھی سر پر بٹھا لیتے ہیں اور جب اقتدار کی ضرورت ہوتی ہے تو اُن کے ساتھ گھر میں بیٹھ کر کھانے کھائے جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ amendment پر آ جائیں۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔ آپ کا یہ روّیہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو میں نے پہلے 40 منٹ بولنے کا موقع دیا اور یہاں پر کوئی مقابلہ نہیں ہو رہا۔ (قطع کلامیاں)

پلیز مجھے رولز کے مطابق چلنے دیں۔ میاں صاحب! آپ amendment پر بولیں، نہیں تو میں question put کرتا ہوں۔ جی، میاں صاحب! (قطع کلامیاں)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House میں بات کر رہا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم ایل ڈی اے پر بات کر رہے ہیں اور ایل ڈی اے کی amendment پر بات کر رہے ہیں لہذا ہم وہ بات کریں جو سب کے لئے بہتر ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ اسی طرف آ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم سیاسی لوگ ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بار ہا request کر رہا ہوں کہ آپ اس پر آ جائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اسی پر بول رہا ہوں۔ کیا آپ بولنے نہیں دیں گے؟ آپ ایوان کو in order کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: میں اس وقت تک نہیں بولوں گا جب تک House in order نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House آپ سب خاموشی اختیار کریں۔ جی، میاں صاحب! اب آپ اسی پر رہیں تو بہتر ہے۔

(اذان مغرب)

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!عصر کے وقت جماعت ہو رہی تھی تو اس وقت کورم کی نشاندہی ہوئی چاروں رکعتوں میں گھنٹی بجتی رہی۔آپ بتائیں کہ لوگوں کی توجہ اللہ کی طرف ہے یا گھنٹی کی طرف ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نماز مغرب کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز مغرب کے لئے اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(نماز معرب کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر
5بج کر27منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! میرا خیال ہے کہ غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہو گا اور اب امید ہے کہ آپ اسی پر بات کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔جناب سپیکر!ہم خود چاہتے ہیں کہ ایوان اچھے طریقے سے چلے۔ہم کہتے ہیں کہ ایک اچھی فضا کے اندر بیٹھے ہیں تو بات بھی اچھی کریں اور legislation کے اوپر بولیں نہ کہ دائیں بائیں پر بولیں۔[******]لہذا ہم وہ بات ہی نہ کریں کہ جس کی بنیاد پر ایک دوسرے سے تلخی ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسی لئے میں نے آپ سے بارہا کہا ہے کہ to the point بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں ایک دو جملوں میں اپنی بات کو سمیٹتا ہوں تاکہ آپ proceeding کو مزید آگے چلا سکیں۔ایل ڈی اے کے role کے بارے میں جو بات ہوئی ہے تو ہمارا مؤقف یہ ہے کہ اس ترمیم کے اندر یہی کہا گیا ہے کہ ایل ڈی اے کے role کو اسی جگہ پر confine کیا جائے جو کہ 1975 کے ایکٹ کے مطابق ایل ڈی اے چل رہا ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پیر صاحب! بات مکمل ہو لینے دیں تو پھر آپ کو موقع دیا جائے گا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر![*****]الفاظ کو حذف کیا جائے۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پیر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں خود دیکھ لوں گا۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: ہمارا اس ترمیم میں یہ مؤقف ہے کہ ایل ڈی اے کی جو jurisdiction آپ بڑھانے جا رہے ہیں وہ کسی طرح بھی عوام کے لئے بہتر نہیں ہو گی۔ آپ ایل ڈی اے کے جو پہلے functions ہیں جہاں پر ایل ڈی اے کام کر رہی ہے، انہیں improve کریں اور اتنا improve کریں کہ پھر ہم کہہ سکیں کہ ہاں اب ایل ڈی اے اس قابل ہو گئی ہے کہ یہ اپنے wings پھیلا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے عرض کی ہے کہ بلڈنگیں بنانے سے خوبصورتی پیدا نہیں ہو گی بلکہ آپ کا جو اپنا کلچر ہے جہاں سے آپ نے فوڈ لینی ہے، دوسرے معاملات لینے ہیں وہ چیزیں آخر اس شہر کو کہیں نہ کہیں سے تو supply ہونی ہیں۔ آنے والے وقت میں خوراک کا بحران آ رہا ہے، چیزوں کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں لہذا آپ identify کریں کہ ان areas کے اندر کالونی نہیں بن سکتی۔ آپ کسان کو سہولتیں فراہم کریں تاکہ وہ اپنی زمین بیچنے پر مجبور نہ ہو۔۔۔ آپ House in order کریں تاکہ میں بات کر سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ جی، بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ آپ ان کسانوں کو جن کی چھوٹی چھوٹی land holdings ہیں وہ لاہور کے قرب و جوار، قصور، شیخوپورہ اور ننکانہ میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ ان کو سہولتیں دیں تاکہ وہ اناج پیدا کریں۔ ہمارے پاس already اتنی بڑی سکیمیں ہیں ہم ان کے معاملات کو ٹھیک کریں۔ ہم حکومت کے ساتھ ہیں، اگر ایل ڈی اے میں کوئی نقائص ہیں تو ان نقائص کو ہم آپ کے سامنے ایک شہری کے طور پر دکھا رہے ہیں، کوئی نمبر بنانے کے لئے نہیں کر رہے ہیں۔ ایل ڈی اے میں ابھی اتنی capacity نہیں ہے کہ آپ اس کے wings اتنے بڑے کر دیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ آپ ان کسانوں کے ساتھ زیادتی کرنے جا رہے ہیں جن کی زمینیں آپ لے رہے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ آپ یہ بل اسمبلی میں اب پیش کر رہے ہیں اور زمینیں ایک سال پہلے سے خریدی جا رہی ہیں۔ پہلے سارا پلان کر لیا گیا تاکہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے زمین فروخت نہیں کرنی کیونکہ اس کی قیمت کل کو بڑھ جائے گی۔ پہلے سے ان کے پاس ان چھ بندوں کی لسٹ بھیج دی گئی جس کے ذریعے ایل ڈی اے زمین خریدے گی۔ میرا اس ترمیم میں مؤقف یہ ہے کہ مہربانی کر کے زرعی areas کو protection دیں اور یہ protection ہر ملک دیتا ہے۔ ہمارا ہمسایہ ملک جہاں سے ہم خوراک منگواتے ہیں اس نے اپنے ملک میں جو land reforms کی ہیں اس میں کسانوں

کو protect کیا ہے۔ ہم اپنی زرعی زمینیں ختم کرتے جارہے ہیں اس طرح ہم دوسرے ملکوں کے انحصار پر آجائیں گے۔ اگر کل کو ہمارے اور انڈیا کے حالات ٹھیک نہ رہیں تو ہم پھر اُن سے کیسے چیزیں منگوائیں گے؟ جب تک آپ اپنی سستی چیزیں خود produce نہیں کریں گے اس وقت تک آپ لوگوں کو provide نہیں کر سکتے۔ میں تنقید کے لئے بات نہیں کرتا۔ یہ بتائیں کہ کیا یہ پولیس کا کام ہے کہ وہ ٹماٹر چیک کرے، ڈینگی چیک کرے؟ پلیز، آپ سسٹم بنائیں ہمارے ہاں system collapse کر گیا ہے۔ وہی چیزیں جو پانچ سال پہلے دو سو روپے کی تھیں اب وہ نو سو روپے میں بھی نہیں مل رہی ہیں۔ لوگ اتنے مجبور ہو چکے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو خوراک دیں یا سکولوں کی فیسیں دیں؟ ہم اپنے سسٹم پر توجہ دیں اور ایل ڈی اے کو ابھی اتنا وسیع نہ کریں۔ زرعی زمینوں کو protection دیں، آنے والے وقت کے لئے سوچیں، صرف اور صرف اپنی ذات کے لئے مت سوچیں بلکہ یہ سوچیں کہ ہم دے کر کیا جارہے ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہی گزارش کروں گا کہ باقی جو گفتگو میاں صاحب اور معزز ممبران اپوزیشن نے فرمائی ہے اس کی تان آکر وہ یہیں پر توڑتے ہیں کہ اس وقت ایل ڈی اے خراب ہے، ایل ڈی اے کا کردار ٹھیک نہیں ہے، ایل ڈی اے کو ماضی میں جو کردار ادا کرنا چاہئے تھا وہ ادا نہیں کیا۔ اس بات پر کوئی dispute نہیں ہے کہ اداروں کی کارکردگی up to mark نہیں ہوئی۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ آپ کسی بھی ادارے کی بات کر لیں جب تک جمہوریت ایک تسلسل کے ساتھ اس ملک میں جاری نہیں رہے گی اُس وقت تک اداروں کی کارکردگی میں بہتری کی گنجائش ہمیشہ رہے گی۔ ایل ڈی اے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی گنجائش بہر حال موجود ہے اس سے تو کوئی انکار نہیں ہے، اب اس کی بہتری کس طرح سے ہو سکتی ہے؟ اس بہتری کا اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ جو ایکٹ موجود ہے اس ایکٹ میں ایسی تبدیلیاں لائی جائیں اور اس میں ایسی legislation کی جائے جس سے وہ ادارہ بہتر طور پر function کر سکے۔ اگر اب ہم اس کی بہتری کے لئے یہ legislation لے کر آئے ہیں تو میرے معزز بھائی جو اپوزیشن سے ہیں وہ وہی بات جس کو درست کرنے کے لئے ہم یہ legislation کر رہے ہیں وہ اس legislation کے عمل کے خلاف ایک اور argument بیان کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے اس بات کا بہت

زیادہ چرچا کیا کہ لوگ دھکے کھا رہے ہیں، لوگ تیس تیس سال سے مر رہے ہیں کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہے۔اس legislation میں سیکشن 32 ہے۔

32. Commission on issues of bonafide purchasers, illegal schemes and illegal constructions.

جناب سپیکر! in short words جتنی بات اپوزیشن کے ممبران نے کی ہے یا جتنی بھی تنقید کسی بھی ادارے پر کی جا سکتی ہے تو وہ تمام بات ان تین لفظوں میں bracket ہو جاتی ہے کہ bonafide purchaser کو اس کا پلاٹ نہیں ملا، اُس کو اُس کا حق نہیں ملا جس کی وجہ سے وہ دھکے کھا رہا ہے جس طرح یہاں بات کی گئی ہے۔ Illegal schemes جو سب سے بڑا مسئلہ ہے اور یہ بھی bonafide purchaser سے جُڑا ہوا ہے۔ جو لوگ سالہا سال سے سول کورٹس میں دھکے کھا رہے ہیں، اِدھر اُدھر دھکے کھا رہے ہیں اُن کا کوئی پرسان حال نہیں ہے ہم اُن لوگوں کے لئے یہ legislation لا رہے ہیں یعنی اس کا سیکشن 32 جو پہلے نہیں تھا اب اس کو لا رہے ہیں۔ یہ کہنا کہ قانون تو پہلے سے موجود ہے۔ ایسا نہیں ہے، یہ قانون پہلے سے موجود نہیں تھا بلکہ یہ نئی amendment ہے اور نئی legislation ہے۔اس میں یہ ہے کہ:

After the commencement of this Act, the Government shall constitute a Commission, as a one-time dispensation, for considering and deciding matters and disputes pertaining to bonafide purchase for value owing…

یعنی bonafide purchasers کے مسائل کو حل کیا جائے۔اسی طرح پہلے master planning نہیں تھی پورے پنجاب میں کسی جگہ کسی شہر میں بھی master planning نہیں کی گئی۔2004 میں پہلی دفعہ لاہور میں ایک half-hearted effort ہوئی تھی لیکن اس پر کوئی implement نہیں ہوا۔ یہ پہلی دفعہ کیا جا رہا ہے اور اس سے اس بات کا تعین ہو جائے گا کہ commercialization کہاں پر ہونی ہے، residential کہاں پر ہونی ہے اور agricultural کہاں پر ہو گی۔یہی وہ مسائل ہیں جن مسائل میں ایل ڈی اے سالہا سال سے الجھا ہوا ہے اس کو بہتر کرنے کے لئے ہی یہ legislation کی جا رہی ہے and without legislation which is the tool for rectification

اس کے بغیر اداروں کو بہتر کرنے کا دنیا میں اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔یہی طریقہ ہے جس کو موجودہ گورنمنٹ اپنا رہی ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause of the Bill, in the proposed Section 3 of the Principal Act, for para (c), the following be substituted:-

"(c) "Area" means the area of Lahore District excluding the area under the jurisdiction of the Cantonment Boards, D.H.A. and other similar bodies having their own rules and bye-laws;"

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr. Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker, I move:

"That in Clause 5 of the Bill, in proposed Section 3 of the Principal Act, para (f) be omitted."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, in proposed Section 3 of the Principal Act, para (f) be omitted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR ACTING SPEAKER: Opposed.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا صاحب چونکہ بہت زیادہ معترض ہیں کہ ہم اس پر بہت زیادہ بولتے ہیں اور یہ ملتی جلتی باتیں ہیں۔ اس میں اس کو omit کر دیا جائے۔ Overall میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کمشنر کو LDA Authority کا ممبر بنایا ہوا ہے۔ ہم یہ propose کرتے ہیں اس کی جگہ پر اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے ممبر کو اس کا ممبر بنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم اپوزیشن لیڈر کی یہ تجویز تو نہیں ہے کہ اپوزیشن کے کسی ممبر کو اس کا ممبر بنایا جائے۔ انہوں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ اس لفظ کو omit کر دیا جائے۔ اب چونکہ اس کا ایکٹ میں ذکر ہے تو پھر اس طرح سے اس کو omit کرنا rule سے مطابقت نہیں رکھتا۔ اگر وہ اپوزیشن کے ممبر کو اس کا ممبر بنانا چاہتے ہیں تو پھر ان کو اس کی علیحدہ سے amendment دینی چاہئے تھی۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, in proposed section 3 of the Principal Act, para (f), be omitted."

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from Mian Mehmood-Ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr. Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer ud Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of section 4 of the Principal Act, for para (a), the following be substituted:-

"(a) "Mayor, Metropolitan Corporation, Lahore Chairman"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of section 4 of the Principal Act, for para (a), the following be substituted:-

"(a) "Mayor, Metropolitan Corporation, Lahore Chairman"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ڈاکٹر مراد راس!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ کم از کم ایک چیز پر رانا صاحب ہاں کر دیں تو باقی لوگ بھی خوش ہوں گے، لوگ بھی empower ہوں گے اور ان کو بھی شاید گھر جانے کا موقع مل جائے لیکن ہم نے تو نہیں جانے دینا، ہم نے تو ہر چیز پر بحث کرنی ہے کیونکہ ہم لوگوں کے مفاد میں بحث کرنے کے لئے یہاں بیٹھے ہیں۔ مگر رانا صاحب ایک چیز تو مان لیں so we are hoping کہ جو amendments لے کر آئے ہیں ان میں سے ایک پر کم از کم I oppose نہیں آئے گا۔

جناب سپیکر! دیکھیں! یہ discussion پہلے بھی ہوئی ہے لیکن کوئی فائدہ نہیں۔ جب ہم دروازوں سے نکلتے ہیں تو سب یہ کہتے ہیں کہ نہ ہمیں پتا ہے کہ ہم "Ayes" کس پر کہہ رہے ہیں اور نہ ہی ہمیں یہ پتا ہے کہ ہم "No" کس پر کہہ رہے ہیں؟ یہ حالات ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! باہر آ کر مذاق اڑا رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں یہ نہیں پتا کہ اندر جا کر کیا کرنا ہے، "Ayes" کہتے ہیں تو "Ayes" کہہ دیتے ہیں اور no کہتے ہیں تو "No" کہہ دیتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! please آپ اپنی amendment پر آ جائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR ACTING SPEAKER: No cross talk.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس میں issue یہ تھا کہ چیف منسٹر صاحب کے پاس as discuss before بہت زیادہ responsibilities ہیں۔ پہلے ان کے پاس پندرہ سولہ منسٹریاں تھیں اب کم ہو کر شاید چھ سات رہ گئی ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ میرے کافی competent بھائی اور بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں جن کو یہ وزارتیں مل جانی چاہئیں اور ہم ان کو مبارکباد دیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ منسٹریاں آپ کے پاس آئیں تاکہ ان کا بوجھ کم ہو۔ اگر ان کو چیئرمین ایل ڈی اے بنانا ہے جو کہ ایک میئر کی پوزیشن ہے، آپ ان کو اتنے نیچے والے level پر کیوں لے کر آ رہے ہیں؟ چیئرمین ایل ڈی اے بنانے کے لئے

چیف منسٹر کو اس چیز میں involve کیا جا رہا ہے اور ہمیں ابھی تک اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ان کے پاس پہلے ہی اتنی responsibility ہیں اور ان کے پاس اس ایوان میں آنے کا وقت نہیں ہے۔ میں نے تو اپنی پہلی speech میں کہا تھا کہ اگر ان میں سے کوئی نہیں تو رانا صاحب چیئرمین بن جائیں اس لئے ان کو responsibility دی جائے جو کہ یہ کام کر سکتے ہوں اور اس کو ٹائم دے سکتے ہوں۔ جب اتنے قابل ممبران جو کہ یہ پوزیشن handle کر سکتے ہیں تو ہم ان کو کیوں نہیں دے رہے؟ ان کا اس میں کافی تجربہ ہے ان کو دیں۔ ہر ایک کو opportunity دیں کیوں opportunity نہیں دیتے؟ یہاں پر کافی قابل ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ہم کیوں ہر چیز میں چیف منسٹر صاحب کو involve کرنا چاہتے ہیں، ہر چیز کا Head اور ہر چیز کا کنٹرول ان کے پاس کیوں ہونا چاہئے؟ The argument is not that is the argument. کہ کس کو دیا جا رہا ہے؟ کیوں ہر چیز چیف منسٹر صاحب کے کنٹرول میں دی جا رہی ہے جبکہ اور اتنے قابل لوگ ہیں جن کو یہ ذمہ داری دی جائے۔ ہم آگے جو بلدیات کا الیکشن کروانے جا رہے ہیں اس میں لاہور کے میئر کے پاس یہ اتھارٹی ہونی چاہئے کہ لاہور میں کیا ہو رہا ہے اور لاہور کو کس طرح handle کرنا ہے۔ چیف منسٹر صاحب کے پاس تو پورا پنجاب ہے، ان کے پاس پورا پنجاب دیکھنے کے لئے ہے ایک ایل ڈی اے کی اتھارٹی پر ان کو چیئرمین کس لئے بنانا ہے؟ What is the point? What is the sense behind that? یہ بھی تو پتا لگے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ اتنی چھوٹی سی چیز کے لئے چیف منسٹر صاحب کو involve کیا جا رہا ہے۔ میری یہ request ہے کہ میرے قابل بہن بھائی ممبران جو یہاں بیٹھے ہیں اور جن کو وزارتیں نہیں ملی ہیں۔ ان میں سے ایک کو چیئرمین ایل ڈی اے بنایا جائے۔ انشاءاللہ تعالیٰ آپ دیکھنا کہ یہاں پر کافی قابل لوگ ہیں جو ایل ڈی اے کو بہتر چلا سکتے ہیں۔ شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے لاہور کے اندر یہ تو دیکھا تھا کہ پولیس کی picket لگی ہوئی ہے اور پولیس نے ناکے لگائے ہوئے ہیں۔ یہ پہلی بار دیکھا ہے کہ ڈی ایم جی گروپ کے ہمارے دوست بھائی آفیسر نیچے کھڑے ہیں اور کسی ایم پی اے کو باہر نہیں جانے دے رہے۔ بہر حال اچھی بات ہے کہ سارے دوست اس میں proper contribute کریں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر آپ بھی احساس کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو ہم کر سکتے ہیں، اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں وہ ہم کر رہے ہیں لیکن جو ادھر کے حوالے سے بات ہے ان کی legislation پر majority ہے تاکہ اس لئے اسمبلی کے اندر majority matter کرتی ہے۔ ہم اپوزیشن کی حیثیت سے جو بھی positive بات سمجھتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ضرور contribute کریں گے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اگر ہم اس amendment کو تھوڑا سا غور سے دیکھیں کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے علاوہ پنجاب کے اندر کچھ اور بھی اتھارٹیاں کام کر رہی ہیں، جیسا کہ فیصل آباد اتھارٹی، ملتان اتھارٹی، گوجرانوالہ بھی ہے اور وہ بھی اتھارٹیاں ہیں۔ کیا ایسی بات آ گئی ہے کہ لاہور شہر کا میئر اس اتھارٹی کا چیئرمین نہیں ہو سکتا؟ پہلے بھی تو 2002 سے لے کر 2009 تک اس اتھارٹی کا چیئرمین ایک میئر رہا ہے اور ہر ہفتے ان کی باقاعدہ ایک میٹنگ ہوتی رہی۔ میں یہ ریکارڈ کی بات کر رہا ہوں otherwise نہیں، ریکارڈ نکال کر دیکھیں تو ریکارڈ کے اندر آپ کو یہ بات بڑی ہی خوش آئند نظر آئے گی کہ اس اتھارٹی کا بطور چیئرمین ہونے کے ناتے جو بھی میئر تھے۔ لاہور کے اندر جتنی ڈویلپمنٹ سکیمیں ہیں، چاہے وہ سبزہ زار سکیم ہو، جوہر ٹاؤن سکیم ہو، اقبال ٹاؤن کی سکیم ہو یا کسی دوسری جگہ پر ہو، میں بڑے دعوے سے یہ بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر بنیادی سہولیات گیس، بجلی، سڑکیں کچھ نہیں تھا اور ان سکیموں کو بنے ہوئے تیس تیس سال ہو گئے تھے لیکن کبھی کسی نے اس طرف توجہ نہیں دی، اس وقت بھی یعنی 1999 تک جو چیئرمین تھے وہ وزیر اعلیٰ تھے۔ بات یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کے پاس کاموں کی بہتات ہے سارے معاملات انہوں نے چلانے ہیں ہم ضد کے طور پر کہ ایک elected member جو لاہور کے نمائندوں نے منتخب کیا ہو، لاہور کی 273 یونین کونسلیں ہیں، 273 یونین کونسلوں نے اپنا ایک میئر چُننا ہے ہم اس پر اعتبار کرنے کو تیار نہیں ہیں کہ ہم اس کو اختیارات دے دیں، ہاں! اس کے اختیارات کے بارے میں آپ بات کر لیں، آپ کہہ رہے ہیں کہ نہیں، ہم نے اس کو اختیارات نہیں دینے۔

جناب سپیکر! پوری دنیا میں، میں نے شنگا گو میں انٹرنیشنل میئر کانفرنس میں شرکت کی، میں وہاں پر دو بار گیا ہوں، آپ وہاں پر میئر کی ڈویلپمنٹ چیک کریں اس کی سٹیٹ کا گورنر اس کا چیئرمین نہیں ہوتا میئر ہوتا ہے۔ اس کا ماسٹر پلان یا اس کی جتنی بھی ترقی ہے، انفراسٹرکچر کے حوالے سے وہ ساری کی ساری اس کے ذمہ ہوتی ہے۔ اب ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ فیصل آباد چونکہ پسماندہ ہے، لاہور کی زمینیں تھوڑی زیادہ مہنگی ہوں گی گوجرانوالہ کی زمین اس سے تھوڑی کم مہنگی ہو گی لہذا یہاں پر ہم ایک اتھارٹی بنا

کر اس کا چیئر مین وزیر اعلیٰ کو لگا دیں گے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ جو 273 یونین کونسلوں کا بلدیاتی الیکشن کروانے جا رہے ہیں۔ وہاں سے جو میئر آنا ہے اس میئر کو authority and power دیں جو پہلے بھی تھا، آپ اوپر والے level پر باتیں سُنتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے powers کو decentralized کرنا ہے، ہم نے ادارے بیچنے ہیں، یہ گھاٹے کے سودے سے باہر نکلنا ہے، آپ نے 'ایل ڈی اے کو پتا نہیں کیوں جپھی پالتی مینوں سمجھ نئیں آندی پئی' اس کا پیچھا چھوڑ دیں، آپ بڑے کام کریں، پلاننگ کریں اپنی پالیسی بنائیں، اپنا vision دیں، کسی چیز کے اختیارات اپنے پاس centralize کرنے سے ترقی نہیں ہوا کرتی، ترقی اس وقت ہوتی ہے جب ہم اپنی powers دیتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ہمارے منسٹر ہوں گے، ایڈوائزر ہوں گے یا آگے کام چلے گا، اکیلا کوئی بندہ کام نہیں کر سکتا۔ ایک سیکرٹری ہوتا ہے، اس کا ایڈیشنل سیکرٹری ہے، ڈپٹی سیکرٹری ہے ایک سسٹم ہے۔ ہر چیز اپنی اپنی جگہ پر چلتی ہے ہم عوام کے نمائندے ہیں ہم پر حکومت اعتبار کرے، ہمیں کوئی پوچھنے والا ہو گا۔ ایک میئر کو پکڑنا، اس سے کام کروانا زیادہ آسان ہے۔ اگر کسی کو کوئی مسئلہ ہے تو کون بندہ وزیر اعلیٰ کے پاس جائے گا؟ بیوروکریسی کسی سے نہیں ملتی، یہ سب کو پتا ہے۔ اپنے دِل پر ہاتھ رکھ کر میرے سارے دوست بھائی بتائیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ ہم سمجھتے ہیں، ہم اس process سے گزرے ہیں، وہ اندر ٹھنڈے کمرے میں بیٹھے ہوتے ہیں اور باہر کہا جاتا ہے کہ اندر گول میز میٹنگ ہو رہی ہے۔ گزارش ہے کہ آپ یہ اختیارات میئر کو دیں۔ اسے تبدیل کر کے آپ وزیر اعلیٰ کو چیئر مین بنانا چاہ رہے ہیں۔ میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ یہ disaster ہو گا، یہ بہتر نہیں ہو گا، ہم عوام کے نمائندے ہیں ہم سے عوام مل سکتی ہے، ہمارے پاس آ سکتی ہے، لہذا آپ مہربانی کر کے اس معاملہ کو دیکھیں۔ رانا صاحب جو فرما رہے ہیں کہ ہم ایل ڈی اے کو ٹھیک کرنے جا رہے ہیں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں لیکن آپ یہ تو دیکھیں کہ ہمارا نکتہ اعتراض کہاں پر ہے؟ پہلے ہم اپنا گھر ٹھیک کر لیں، اگر کوئی بندہ ایک فیکٹری لگاتا ہے جب تک وہ profitable نہیں ہوتی تب تک وہ دوسری طرف نہیں جاتا۔ ایل ڈی اے کو بڑھانے کے لئے آپ تین اور اضلاع شامل کر رہے ہیں کم از کم پہلے ہمیں as a model ایک بنا کر دکھائیں، Laws, Act ہر چیز پہلے سے موجود ہے، 1975 سے ہے لیکن اس کی implementation نہیں ہے۔ اس بل کے اندر صرف اور صرف دائرہ کار بڑھانے کی بات کی جا رہی ہے، اختیارات centralize کرنے کی بات کی جا رہی ہے، اختیارات دینے کی بات نہیں کی جا رہی۔ کیا ہی خوب ہوتا اگر یہ بات کی جاتی کہ ہم اختیارات نچلی سطح تک منتقل کر رہے ہیں، ہم trust کر رہے ہیں۔ یہ بات ہی نہیں ہو رہی، بات صرف یہ ہو رہی ہے کہ خوش کرنے کے

لئے ، بابو بھی وزیر اعلیٰ کو خوش کرنے کے لئے یہی کرتے ہیں کہ تمام اختیارات وزیر اعلیٰ کو دے دیئے جائیں اور جب وزیر اعلیٰ موجود نہ ہوں تو ان کے اختیارات خود exercise کریں۔اس میں کوئی ممبر نہیں ہے، آپ اپنے بندے لائیں جن کو لوگ پوچھ سکیں اس کو بھی باڈی کا حصہ بنائیں۔ ہم نہیں کہتے کہ اپوزیشن کو شامل کریں بے شک اس کا آپ ایک بندہ بھی نہ لیں۔آپ اپنا بندہ لائیں، آپ تک پہنچ ہو گی، کوئی بندہ کسی ایم پی اے کو مل سکے گا، کوئی شکایت کر سکے گا، داد رسی ہو سکے گی۔یہاں پر ہم اپنے آپ کو کس side پر لے کر جا رہے ہیں؟ دُنیا آگے کی طرف جا رہی ہے اور ہم پیچھے کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم پھر وہی سسٹم کر رہے ہیں ، ہم نے کیا کیا کہ ایک لوکل باڈی سسٹم لے آئے جو لوکل باڈی سسٹم اب ایکٹ بن گیا ہے اس کے مطابق آپ نے اس کے functions لکھے ہیں ،اگر آپ نے power دینے کی کوشش کی ہے تو پھر آپ powers centralize کیوں کر رہے ہیں آپ اس کو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا حصہ کیوں نہیں بناتے، آپ نے علیحدہ علیحدہ جنگیں شروع کر دی ہیں، میئر کچھ اور کر رہا ہو گا ، ایل ڈی اے کچھ اور کر رہا ہو گا۔ میں اپنی بات کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے ایل ڈی اے کا ہی چیئرمین بننا ہے تو باقی جو تین اتھارٹیز ہیں اس کے چیئرمین بھی وزیر اعلیٰ بن جائیں تاکہ once for all اس matter کو resolve ہی کر لیا جائے۔ بہت شکریہ

میاں نوید علی: جناب سپیکر! میں نے ایک گزارش کرنی ہے کہ یہاں پر پچھلے تین گھنٹے سے ایک ہی بات بار بار repeat ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر! میری بات سُنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بس رہنے دیں، اس کو لاء منسٹر دیکھ لیں گے۔آپ تشریف رکھیں۔

میاں نوید علی: جناب سپیکر![********** *]

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سارے الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں۔ عباسی صاحب! آپ نے کوئی بات کرنی ہے؟

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! یہ جو ترمیم ہم نے دی ہے صرف اس وجہ سے دی ہے کہ وزیر صاحب نے جس طرح کہا ہے، اگر واقعی اس بل میں عوام کی فلاح و بہبود ان کے مدنظر ہے، عوام کے لئے یہ بڑا درد رکھتے ہیں اور بہت کچھ کرنا چاہتے ہیں جو پچھلے ساڑھے پانچ سالوں میں نہیں کر پائے تو میں صرف اتنی سی بات کرنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس کیا اور کوئی کام نہیں ہے؟۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔(شور وغل)

جی، خاموشی اختیار کریں۔.Order in the House عباسی صاحب! آپ نے شاید کہا تھا کہ میں نے مختصر بات کرنی ہے، میں نے ایسا ہی سُنا تھا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر بات کرنے دی جائے تو میں نے مختصر بات ہی کرنی ہے۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ repetition کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ مختصر سی بات کرنے لگے ہیں۔(قطع کلامیاں)

نہیں، ان کو بات کرنے دیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ اتنے اچھے پارلیمنٹیرین ہیں اب ان کو نہیں بولنا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیوں نہیں؟ یہ ان کا حق ہے، آپ یہ نہیں کہہ سکتے۔ عباسی صاحب! آپ بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: اچھا یا بُرا ہونے کا سرٹیفکیٹ ہمیں ان سے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ Thank you very much. (قطع کلامیاں)

میں اپنا opinion دے رہا ہوں کہ ہمیں آپ سے کوئی سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں ہے کہ کون اچھا پارلیمنٹیرین ہے یا کون بُرا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! انہوں نے مختصر بات کرنی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سُن لیں، سچ کڑوا ضرور ہوتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر !میں یہ کہہ رہا تھا کہ میرا خیال ہے کہ پنجاب کے سارے معاملات بہت ٹھیک ہو گئے ہیں۔دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں،سارا کام ختم ہو گیا ہے وزیر اعلیٰ کے پاس کرنے کے لئے کچھ نہیں بچا تو آپ ان کو ایل ڈی اے کا چیئر مین بنا رہے ہیں۔خدا کے لئے ایسا نہ کریں اگر یہ بل واقعی عوام کی فلاح و بہبود اور لاہور کی بہتری کے لئے ہے تو اس میں جو لاہور کے منتخب نمائندے ہیں،جو عوام کو جوابدہ ہیں اگر اس کی ذمہ داریاں ان کو دے دی جائیں تو بہتر ہے ورنہ ہمیں تو یہ کوئی اور ہی کہانی سمجھ میں آ رہی ہے۔یہ سارا پلان جس پر پچھلے ایک سال سے کام ہو رہا تھا اس appointment کے بعد یہ چیز سمجھ میں آنا شروع ہو گئی ہے کہ یہ کوئی بڑی گیم ہو رہی ہے،ماسٹر قسم کی گیم ہو رہی ہے کہ پورا ڈویژن ہی ایل ڈی اے میں شامل کر دو۔اوپر سے اس کا چیئر مین وزیر اعلیٰ کو بنا دیں،وزیر اعلیٰ کے پاس ٹائم ہی نہیں ہے کیونکہ ہم سب کو پتا ہے ان کے پاس ٹائم ہی نہیں ہے ایل ڈی اے کو وہ کتنا وقت دے سکیں گے ؟ یہ کہانی سمجھ میں آ رہی ہے کہ وزیر اعلیٰ کے نیچے اگر ایل ڈی اے ہو گا، بیوروکریسی کے through یہ کیا کرنے جا رہے ہیں۔اس ملک میں property icon ہیں،پراپرٹی مافیا بن گیا ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بل صرف اور صرف پراپرٹی مافیا کو نوازنے کے لئے پاس کیا جا رہا ہے۔وہ کام جو یہ پچھلے پانچ سالوں میں نہیں کر سکے،اب ان کو پتا ہے کہ آنے والے وقت میں شاید ان کو موقع نہ ملے اس لئے ہم اسے لوٹ مار کا پلان سمجھتے ہیں۔ایک ایسا پلان سمجھتے ہیں کہ لوگوں کے آباؤاجداد کی زمینیں جو کہ صدیوں سے ان کے پاس ہیں ان کو قانون کے تحت مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ حکومت کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔میں پوچھتا ہوں کہ حکومت کون ہوتی ہے کسی کو پابند کرنے والی؟ پورے ڈویژن کا ماسٹر پلان بنا رہے ہیں،میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہلے کبھی ایسے ہوا ہے،پوری دنیا میں کہیں ایسا ہوا ہے جیسے آپ کئی اضلاع ملا کر ماسٹر پلان بنا رہے ہیں؟اگر آپ نے بنانا ہے تو اس کو ضلع وار بنا دیں،باقی اضلاع کو آپ علیحدہ بنا دیں لاہور کا جو اصل ماسٹر پلان بنا ہوا ہے،جو ایل ڈی اے نے بنایا ہے خدا کے لئے اسی کو ہی ٹھیک کر دیں اور اس کا سربراہ اُسی کو بنائیں جو عوام میں سے ہو،جو عوام میں رہتا ہو اور جس کے پاس عوام پہنچ سکے۔وزیر اعلیٰ کے پاس تو میرے خیال میں ایم پی ایز اگر ملنے جائیں تو چار چھ مہینے سے پہلے ٹائم نہیں ملتا۔ہماری یہ گزارش ہے کہ لاہور کے شہریوں کو اتنا زیادہ دیوار کے ساتھ نہ لگایا جائے جو پہلے ہی ایل ڈی اے کے ظلم میں پس رہے ہیں۔اس کے علاوہ کئی اور کام جو پچھلے کچھ عرصہ سے ایل ڈی اے نہیں کر رہا ان کو کرے جیسے ہسپتال ہیں،پارکس ہیں،سکول ہیں اس کے علاوہ باقی جتنے معاملات ہیں وہ بھی adverse سے adverse ہوتے جا رہے ہیں۔اگر یہ محکمہ بھی وزیر اعلیٰ کے پاس

چلا گیا تو ہو سکتا ہے کہ دو دو سال ایک فائل بھی نہ دیکھ سکیں اس لئے ہماری گزارش ہے کہ یہ ایک خوفناک قسم کا پلان ہے جیسا کہ ہم سمجھ رہے ہیں، اگر ایسا ہے تو اس پر عمل نہ کیا جائے۔ انہیں ایسا نہیں کرنے دیا جائے گا عوام کے نمائندے یہاں پر موجود ہیں اگر یہ بل عددی اکثریت سے bulldoze کر بھی دیا گیا اور ہم نے یہ سمجھا کہ یہ بل لاہور کے عوام کے مفادات کے خلاف ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم لاہور کی گلیوں میں اُٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے، عوام کے ساتھ نکلیں گے اور اتنا بڑا فراڈ نہیں ہونے دیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب احمد خان بھچر صاحب! آپ کی آگے بھی ترامیم ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب والا! میں اسی پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پکی بات ہے؟

جناب احمد خان بھچر: اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری طرف سے اجازت ہے۔

جناب احمد خان بھچر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں دو چار باتیں ہی کروں گا اور آپ کا تھوڑا سا ٹائم لوں گا۔ بنیادی طور پر اس وقت ہم لوکل باڈیز کی کلاز 140(A) کی طرف جا رہے ہیں۔ (شور وغل)

جناب والا! پہلے ایوان کو in order کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خاموشی اختیار کریں۔ Order in the House.

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! یہ لوکل باڈیز بل کی direct contradiction ہو رہی ہے، چاہئے تو ہمیں یہ تھا کہ جس طرح ہم ایک کام کرنے جا رہے ہیں کہ ہر چیز کو devolution of powers کے تحت نیچے grass roots level پر لے کر جا رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ جب ایک میئر منتخب ہو کر آنا ہے تو کیوں نہ ہم اس کو ایل ڈی اے کا چیئرمین بنا دیں کیونکہ اس سے ایک اچھا message جائے گا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ human being کی کام کرنے کی ایک capacity ہوتی ہے۔ میں کوئی تنقید کرنے نہیں جا رہا، ہمارے جو چیف منسٹر پنجاب ہیں وہ پہلے ہی اتنے مصروف ہیں ان کے پاس چھ سات محکمے ہیں، جو انہوں نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ سارے funds چونکہ block allocation میں ہیں لہذا اس کی distribution بھی وہ خود کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وفاق میں بھی ان کی مصروفیت بڑھ گئی ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم میئر کو ہی ایل ڈی اے کا چیئرمین بنا دیں تو اس سے حکومت پنجاب کا ایک اچھا message جائے گا۔

جناب سپیکر!دوسری بات اس میں یہ ہے کہ اگر ابھی سے ہم یہ فیصلے کرنے لگ جائیں گے تو ایک چیز پنجاب گورنمنٹ پر ضرور آئے گی کہ مستقبل کے کچھ فیصلوں سے، شاید کل کو عوام کی طرف سے لوکل باڈیز کے الیکشن میں جو عوامی رد عمل سامنے آنا ہے کہ شاید یہاں لاہور میں ان کے anti Mayor نہ بن جائیں جس کی وجہ سے ایل ڈی اے اس کے حوالے نہ کرنا پڑ جائے۔لاہور کے دوستوں نے بھی کافی باتیں کی ہیں، پورے پنجاب کے مسائل ایک طرف ہیں اور لاہور کے مسائل ایک طرف ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ اس کو ہم اس طرف لے کر جائیں کیونکہ چیف منسٹر کے پاس تو ٹائم ہی نہیں ہوتا، خدانخواستہ ہم ان کی صلاحیتوں پر کسی قسم کا کوئی شک نہیں کرتے بلکہ اس وقت تو ہمارے چیف منسٹر پنجاب پورا پاکستان بھی چلا رہے ہیں، پنجاب چلا رہے ہیں تو ایل ڈی اے کو چلانا ان کے لئے کون سا مشکل کام ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ صرف ایل ڈی اے کو چلائیں، لاہور کے مسائل پورے پنجاب کے برابر ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم کسی سیاسی affiliation کے بغیر review کریں کہ جو next Mayor ہو اس کو ہی ایل ڈی اے کا چیئرمین ہونا چاہئے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر!میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں کہ اس سے آپ کا عوام میں ایک اچھا message جائے گا، میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ میں زیادہ باتیں نہیں کرنا چاہتا دوستوں کی باتیں سن کر میں بھی کچھ تجاویز اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا تھا کہ اگر چیف منسٹر کی بجائے لاہور کے میئر کو ہی ایل ڈی اے کا چیئرمین بنایا جائے تو اس سے عوام میں ایک اچھا message جائے گا۔ چیف منسٹر کے پاس تو ٹائم ہی نہیں ہو گا جس کی وجہ سے مسائل میں اضافہ ہو جائے گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ راشد حفیظ صاحب!

راجہ راشد حفیظ: میں صرف اور صرف دو چار منٹ ہی لوں گا۔یہاں پر main مسئلہ صرف یہ آ رہا ہے کہ ہم جو بحث کر رہے ہیں کہ ایل ڈی اے کا چیئرمین صرف اور صرف چیف منسٹر ہی کیوں؟ جبکہ آپ کا میئر بھی بننے والا ہے، آپ کی تمام ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں وہ میئر کے پاس چلی جائیں گی اور لاہور صرف اور صرف چیف منسٹر صاحب کے پاس جائے گا اور انہیں اس اتھارٹی کا چیئرمین بنایا جائے گا۔ میں سمجھتا کہ چیف منسٹر صاحب کے پاس اور بے شمار کام بھی ہیں، وہ کام بھی ہیں جن کے لئے وہ قوم سے وعدہ کر کے آئے تھے۔اپنی election campaign کے دوران انہوں نے بجلی کا مسئلہ حل کرنے کا کہا تھا، اس کی ذمہ داری لیں اس سے ہم سمجھتے ہیں کہ لاہور کا ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کا بھلا ہو جائے گا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وقت جو main problems ہیں ان کو حل کیا جائے۔ میری رائے ہے کہ

چیف منسٹر صاحب اس وقت اگر مسائل کو حل کرنا چاہیں تو وہ مسائل حل کر سکتے ہیں جو کہ اس وقت پورے پاکستان کا مسئلہ ہیں۔اس میں صرف اور صرف لاہور کا ایل ڈی اے نہیں ہے،اس میں کوئی personal interestہو سکتا ہے یاایسی کوئی چیز ہو سکتی ہے کہ جس کی وجہ سے یہ تمام تر کوشش کی جارہی ہے کہ میئر کو ہٹا کر چیف منسٹر صاحب کو چیئرمین بنا دیا جائے۔مجھے نہیں پتا کہ مجھے یہ بات کرنی چاہئے یا نہیں، ہم سب جب چھوٹے ہوتے ہیں تو کوئی نہ کوئی کہانی سنتے ہیں۔آج کل کے بچے جب کہانی سنتے ہیں تو وہSpidermanاورSupermanکی کہانیاں ہوتی ہیں تو وہ اپنے آپ کو بھی SpidermanاورSuperman سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔پہلے چھوٹے بچے سنتے تھے اب چیف منسٹر صاحب کی یہ پوزیشن ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ تمام چیزوں کو میں خود سنبھال لوں یا گلے سے لگالوں۔ کچھ عرصہ پہلے علی بابا چالیس چور تک کی باتیں اخباروں میں چلیں اور آج انہوں نے اپنے آپ کو علی بابا سمجھنا شروع کر دیا ہے کہ یہ تمام کام میں خود کر لوں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر:راجہ صاحب!آپ اصل موضوع پر آ جائیں تو میں آپ کا بے حد ممنون ہوں گا۔

راجہ راشد حفیظ:جناب والا!میں اسی پر آ رہا ہوں۔اب جو حکومتی ممبران اس وقت بیٹھے ہیں انہیں آپ لوگوں نے صرف اور صرف کورم پورا کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے ان سے آپ اور بھی کام لے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:وہ ان کا مسئلہ ہے آپ ان باتوں کو چھوڑ دیں۔

راجہ راشد حفیظ:جناب والا!میری گزارش یہی ہے کہ چیف منسٹر صاحب کی جگہ جو میئر ہیں ان کو باقاعدہ طور پر rightsدیئے جائیں اور ان کوpowersدی جائیں تاکہ وہ عوام کے مسائل حل کر سکیں۔عوام انہیں منتخب کر کے اوپر بھیج رہی ہے۔ابھی کچھ دیر پہلے رانا صاحب نے کہا کہ یہ وہ ایوان ہے جو پنجاب کے عوام کی نمائندگی کر رہا ہے اس کے پاس پورے rightsہیں،اس کے پاس پورے اختیارات ہیں لیکن آپ منتخب ہو کر آنے والے میئر کو اختیارات دینے سے انکار کر رہے ہیں۔اس کی کوئی logic،کوئی نہ کوئی reasonتو ہونی چاہئے کہ اس کی ایسی کیا وجہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہ سیٹ اپنے پاس رکھنا چاہ رہے ہیں اور ایل ڈی اے کا نظام خود سنبھالنا چاہ رہے ہیں۔میں اس میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اگر تو وزیر اعلیٰ صاحب ایل ڈی اے کو باقاعدہ طور پر روزانہ ایک دو گھنٹے دے سکیں پھر تو میں سمجھتا ہوں کہ بالکل ان کوrightپہنچتا ہے کہ وہ آ کر ایل ڈی اے سنبھال لیں اور باقی انتظامات کسی اور کے حوالے کر

دیں۔ایل ڈی اے کے پاس ایک پورا شہر ہے اگر وہ روزانہ کی بنیاد پر اتنا وقت نہیں دے سکتے تو میں نہیں سمجھتا کہ کسی حوالے سے بھی یہ right پہنچتا ہے کہ ایک وزیر اعلیٰ صاحب آ کر اس سیٹ پر بیٹھیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اور amendment بھی ہے۔آپ نے اسی پر بات کرنی ہے؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!ایک چھوٹی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے یہاں پر ایک شعر پڑھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اسے رہنے دیں۔ میں نے ان کے شعر کو کارروائی سے بھی ختم کر دیا۔جناب سبطین خان صاحب!آپ نے اسی amendment پر بات کرنی ہے؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو میں اسی پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! میری طرف سے اجازت ہے۔

جناب محمد سبطین خان: بڑی مہربانی، میری بات بالکل بڑی مختصر اور بڑے logic والی ہو گی۔گزارش یہ ہے کہ ہم یہ کرنا چاہ رہے ہیں کہ جو منتخب میئر ہو گا اس کی بجائے ایل ڈی اے کی Chairmanship ہمارے honourable Chief Minister Punjab کے پاس آ جائے۔یہ ترمیم بالکل ٹھیک ہے لیکن میں اس کی re-precautions پر تھوڑی سی گفتگو کرنا چاہوں گا۔ جیسے ہر گھر کا ایک سربراہ ہوتا ہے اگر اس سربراہ کے پاس وہ ٹائم نہیں ہے جس کی اس کے گھر کو requirement ہے تو وہ آوے کا آوا بگڑ جاتا ہے۔جہاں تک ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا تعلق ہے ان کا اپنا ایک وژن ہے چاہے ہمیں اس سے اختلاف ہو اور ہمارے ان دوستوں کو اس سے اتفاق ہو لیکن ان کی ایک اپنی سوچ ہے ان کا اپنا ایک وژن ہے اور ان کا ہونا بھی چاہئے because he is leading Punjab اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن بات صرف اتنی ہے۔جناب!ذرا یہ گفتگو تو بند کرائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کو interrupt نہیں کر رہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!گزارش صرف اتنی ہے کہ کیا ہمارے معزز چیف منسٹر کے پاس اتنا ٹائم ہو گا کہ۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: بس کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں محترمہ! No cross talk, no, no cross talk آپ خاموشی اختیار کریں اور ان کی بات سنیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اگر یہ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو پہلے یہ کر لیں میں بیٹھ جاتا ہوں اور پھر دوبارہ شروع ہو جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات کریں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ LDA is not a sole authority ایل ڈی اے کے ساتھ ایف ڈی اے ہے، ایم ڈی اے ہے، گوجرانوالہ اتھارٹی بھی ہے۔ اگر وہ منتخب میئرز کے پاس ہوں گی اور ایک لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی معزز چیف منسٹر کے پاس ہو گی تو میرا خیال ہے کہ یہ پنجاب میں message بھی ٹھیک نہیں جائے گا۔ ابھی آپ دیکھیں کہ after all جو ہمارے منتخب میئر ہوں گے۔ آپ میری تقریر نکلوا کر دیکھ لیں اس کے اندر کوئی غلط لفظ تو ہے ہی نہیں، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کو کیوں پریشانی ہو رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپس میں کوئی بات کر رہے تھے آپ کو interrupt نہیں کر رہے آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ پنجاب میں already اتنے problems ہیں، energy crisis ہے جس کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب نے چائنا کے کتنے tour کئے اور انہوں نے energy crisis کا محکمہ اپنے پاس رکھ لیا۔ اس کا ایک logic بنتا ہے کیونکہ پنجاب energy crisis کا بہت بڑا problem face کر رہا ہے اگر وہ ڈیپارٹمنٹ چیف منسٹر صاحب اپنے پاس رکھتے ہیں تو اس کا ایک logic ہے۔ پھر آئے دن ہمارے ترکی کے ساتھ صفائی، سلاٹر ہاؤسز کے معاہدے ہو رہے ہیں چلو وہ بھی ایک ٹھیک بات ہے لیکن اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ صاحب کی فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ commitment، آئے دن اسلام آباد کے چکر، صرف ایل ڈی اے کی بات نہیں ہے بلکہ بات ان لاکھوں کروڑوں لوگوں کی ہے جن کو ایل ڈی اے کے ساتھ problems ہیں، جو ایل ڈی اے کے ساتھ difficulties face کر رہے ہیں، جن کے ایل ڈی اے کے ساتھ مسئلے مسائل ہیں اگر انہوں نے ایک ریلیف لینا ہے جو کہ جائز ریلیف ہے۔ ہمارے جو معزز ممبران ہیں شاید وزیر اعلیٰ

ان کو بھی مشکل سے ملتے ہوں گے یہ اپنی عزت اور بھرم کے لئے بے شک کہیں کہ ہم تو ہر وقت ملتے ہیں مجھے تو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ان لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کی جو بالکل grass roots level کے غریب اور جن کے ایل ڈی اے میں problems ہیں انہیں میئر کو tackle کرنا آسان کام ہے، میئر کو approach کرنا آسان کام ہے، میئر سے کام نکلوانا آسان کام ہے لیکن وزیر اعلیٰ level پر یہ چیزیں مشکل ہوتی جائیں گی۔

جناب سپیکر! پہلے جو ہماری لوکل گورنمنٹ تھی اس کی بجائے اب لوکل باڈیز آ گئی اب اسی میں بھی بہت بڑا فرق پڑ گیا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کیا ہے اور لوکل باڈیز کیا ہے۔اب جب منتخب میئر ہو گا تو یہ مزید decentralization of power کی بجائے It would be centralization of power جس پر ہمیں یہ تھوڑا سا اعتراض ہے اور میرا خیال ہے کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کا وہ level بھی نہیں ہے کہ وہ چیئرمین ایل ڈی اے ہیں.I doubt it کیونکہ وہ national fame کے لیڈر ہیں international fame کے لیڈر ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ عہدہ ان کی اپنی عزت اور وقار کو نیچے کرے گا ان کو اوپر نہیں کرے گا۔چونکہ سدا وقت ایک طرح تو نہیں ہوتا، چلو پچھلے پانچ سال بھی ہمارے ان بھائیوں کی گورنمنٹ تھی یہ پانچ سال بھی ان بھائیوں کی گورنمنٹ آ گئی۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: ہم دس سال نکالیں گے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: یہ مشکل کام ہے۔

MR ACTING SPEAKER: No cross talk, no cross talk.

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! Lets suppose اگلی دفعہ ان بھائیوں کی گورنمنٹ نہیں آتی۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: ہماری گورنمنٹ آئے گی، آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سبطین خان صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ Lets suppose

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بعد میں دیکھا جائے گا آپ آگے چلیں۔

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! یہ میانوالی بھی دیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب محمد سبطین خان: میانوالی ہمارا گھر ہے۔ ہم نے تو میانوالی دیکھا ہوا ہے، ہمیں میانوالی کا پتا ہے، ہمیں میانوالی کا یہ بھی پتا ہے کہ ہم کون سی سیٹیں جیتے، کون سی ہارے اس میں تو کوئی ambiguity نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز آپ اس amendment پر آ جائیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! Lets suppose کل ان بھائیوں کی گورنمنٹ نہیں آتی تو اس میں جو irregularities ہوتی ہیں وہ آپ وزیر اعلیٰ صاحب کے گلے میں کیوں ڈالنا چاہ رہے ہیں اس لئے جو منتخب میئر ہو گا۔

He shall take that responsibility. Those irregularities should lie with that Mayor not Chief Minister Punjab

میرے خیال میں میری بڑی جائز سی بات ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارے کچھ معزز ممبران کو شاید لکیر کے فقیر والے چکر میں اس بات کی سمجھ نہ آئے۔ اس کے ساتھ ہی Thank you very much.

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! سارے ایتھے ای؟ معزز ممبران اپوزیشن سے میری request ہے کہ باتیں repeat نہ کریں، ساری باتیں repeat ہو رہی ہیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں بالکل ایک مختلف بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں امید تو یہی کرتا ہوں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میئر صاحب کی اپنی مصروفیات ہوں گی اور ماشاء اللہ وزیر اعلیٰ صاحب کی بڑی capable personality ہے پہلے بھی ان کے پاس کافی محکمے ہیں۔ کام کرنے کی ایک human capability ہوتی ہے اس لئے میری رائے یہ ہے کہ کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے کہ check and balance ہو اور حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنا دل بڑا کرے اور یہ جو chairmanship ہے یہ اپوزیشن کو دے دیں تاکہ check and balance قائم ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! رانا صاحب نے آپ کی بات note کر لی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ تو repetition نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ہاں واقعی یہ نئی بات تھی۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں اپنے حکومتی بنچوں پر تشریف فرما ساتھیوں کی نذر ایک چھوٹا سا شعر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں،اس کی اجازت نہیں ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہمارے حکومتی بنچوں کے دوست اس وقت بور ہو رہے ہیں اس لئے اگر کوئی اچھا سا شعر آ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! پہلے قانون سازی ہونے دیں اس کے بعد اگر آپ کہیں گے تو بوریت دُور کرنے کے لئے شعر و شاعری کے لئے آدھا گھنٹہ رکھ لیں گے۔جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے کہ ہمارے دوست بور ہو رہے ہیں اس لئے کوئی اچھا سا شعر ہو جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں انہیں ایک اچھی سی بات سُنا دیتا ہوں۔جب حزب اختلاف کے معزز ممبران تقاریر فرما رہے تھے تو میرے ذہن میں بار بار اُس دیہاتی کا خیال آ رہا تھا۔ پنجاب میں رواج ہے کہ میلے ٹھیلوں میں لوگ ہیر پڑھتے ہیں۔ایک دیہاتی ساری رات ہیر سُنتا رہا۔جب صبح ہوئی تو وہ ہیر پڑھنے والے سے کہنے لگا کہ یار بہت مزا آیا اور ساری رات آپ نے بہت اچھی ہیر پڑھی ہے لیکن مجھے نہیں پتا چلا کہ ہیر مرد تھا یا عورت تھی؟ (قہقہے)

جناب سپیکر! آپ اندازہ کریں کہ ہمارے ان بھائیوں نے پہلے اتنا زیادہ اس بات پر تکرار کیا کہ ایل ڈی اے کے دائرہ کار کو چار اضلاع تک بڑھایا جا رہا ہے۔اس میں قصور، شیخوپورہ اور ننکانہ کو بھی شامل کر دیا گیا ہے۔اتنی زیادہ تکرار کرنے کے بعد اب کیا فرما رہے ہیں؟ اب یہ فرما رہے ہیں کہ چار اضلاع کے اُوپر محیط جو اتھارٹی ہے اس کا چیئرمین لاہور کے میئر کو لگا دیں۔How it is possible? آپ جس کو ایل ڈی اے کا چیئرمین لگوانا چاہتے ہیں وہ تو صرف لاہور کا میئر ہو گا۔اس نے صرف لاہور ڈسٹرکٹ سے ووٹ لئے ہوں گے لیکن یہ اتھارٹی تو پورے لاہو ڈویژن کے لئے ہے۔اس میں قصور، شیخوپورہ اور ننکانہ بھی شامل ہے تو ایک لاہور کے میئر کو آپ کس طرح باقی چار اضلاع کی development کی اتھارٹی کے اُوپر چیئرمین لگا سکتے ہیں؟ یہ جو بات پہلے خود ہی کرتے رہے ہیں اب اس کی نفی کر رہے ہیں کہ لاہور کے میئر کو ایل ڈی اے کا چیئرمین لگا دیا جائے۔ایل ڈی اے وہ اتھارٹی

ہے جو کہ چار اضلاع کے اوپر محیط ہو گی۔اس کے اُوپر شیخوپورہ، ننکانہ، قصور یا لاہور کے میئر کو چیئرمین نہیں لگایا جا سکتا۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of section 4 of the Principal Act, for para (a), the following be substituted:-

"(a) "Mayor, Metropolitan Corporation, Lahore Chairman"

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The second amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION(Mian Mehmood-ur-Rasheed): Sir, I move:

"That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of section 4 of the Principal Act, para (g) be omitted and subsequent paras be renumbered accordingly."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub section (3) of section 4 of the Principal Act, para (g) be omitted and subsequent paras be renumbered accordingly."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!رانا صاحب نے ابھی ایک دیہاتی کی بات سنائی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے تین گھنٹوں سے ہم سارے لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ ایل ڈی اے کا دائرہ کار ضلع لاہور سے باہر نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ادارہ لاہور سے متعلق ہے اور اس کی jurisdiction and boundaries ضلع لاہور پر ہی مشتمل ہونی چاہئے۔ایل ڈی اے کو کمشنر کے دائرہ اختیار تک نہیں بڑھانا چاہئے،اس کا دائرہ اختیار ڈویژن تک نہیں جانا چاہئے۔رانا صاحب!میں تو آپ کی نذر یہ کروں گا کہ:

ان عقل کے اندھوں کو اُلٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

جناب سپیکر!ہم تین گھنٹوں سے یہ واویلا مچا رہے ہیں کہ ایل ڈی اے کا دائرہ کار ڈویژن تک نہ پھیلائیں۔آپ اس کو ضلع لاہور تک محدود رکھیں اور جب ضلع لاہور کی باری آئے گی تو پھر میئر اس کا سربراہ بنے گا۔ہم میئر کو empower کرنے کی بات کر رہے تھے جبکہ رانا صاحب دوسری طرف بات لے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!میں اپنی ترمیم کے حوالے سے یہ کہوں گا کہ انہوں نے کمشنر صاحب بہادر کو پھر اس کا ممبر بنا دیا ہے اور ہمیں اس پر اعتراض ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ خدارا بیوروکریسی سے جان چھڑا لیں۔انگریز خود تو چلا گیا اور ہمارے پاس کالا انگریز چھوڑ گیا۔کمشنروں کی غلامی سے اس ملک کے عوام کو نجات دلائیں۔کوئی ضرورت نہیں ہے کہ کمشنر اس اتھارٹی کا ممبر ہو۔کمشنر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(اذان عشاء)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس اتھارٹی کا دائرہ اختیار ڈویژن تک نہ بڑھایا جائے اور اس کو صرف ضلع لاہور تک محدود رکھا جائے تو پھر کمشنر کو اس اتھارٹی کا ممبر بنانے کا کوئی جواز نہ ہے۔ کمشنر صاحب بہادر سے تو عام آدمی مل ہی نہیں سکتا۔ اگر کسی عام آدمی کا کوئی مسئلہ ایل ڈی اے سے متعلق ہو، compensation سے متعلق ہو، acquisition سے متعلق ہو تو وہ کمشنر صاحب بہادر تک نہیں پہنچ سکتا۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کی موجودہ حکومت تاریخ کا پہیا پیچھے کی طرف گھما رہی ہے یعنی انہی کے دور حکومت میں کمشنر صاحب بہادر ہماری appellant authority ہوتے تھے یعنی لاہور شہر کی ایک کروڑ آبادی کا بجٹ جو منتخب لوگ پاس کرتے تھے وہ مشروط ہوتا تھا کہ اُس کی final approval کمشنر صاحب بہادر دیں گے۔ اب یہ دوبارہ کمشنر صاحب بہادر کا دور لانا چاہتے ہیں اس لئے ہم اس کو condemn کرتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ کمشنر صاحب کو اس اتھارٹی کا ممبر نہیں ہونا چاہئے اُس کی جگہ کسی منتخب نمائندے کو اس اتھارٹی کا ممبر بنا دیا جائے۔ کمشنر کا اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایل ڈی اے کو ضلع لاہور تک محدود رکھنے کی ان کی جو amendment تھی اُس کو تو ایوان نے پہلے ہی reject کر دیا ہے۔ اب تو یہ پورے ڈویژن کی اتھارٹی ہے اور جب یہ پورے ڈویژن کی اتھارٹی ہے تو اُس کے مطابق کمشنر صاحب اُس کے ممبر ہوں گے۔ اس کے علاوہ اس اتھارٹی کا تقریباً کوئی پندرہ ممبران کا بورڈ ہے جن میں کمشنر ایک ممبر ہوگا۔ یہ نہیں ہے کہ کمشنر صاحب اس اتھارٹی کے all in all ہیں۔ اس بورڈ کے ممبران میں اس معزز ایوان کے بھی معزز ممبران ہیں اور لوکل کونسلز کے میئر اور ڈپٹی میئر بھی اس بورڈ کے ممبرز ہوں گے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 6 of the Bill, in the proposed sub-section (3) of section 4 of the Principal Act, para (g), be omitted and subsequent paras be renumbered accordingly.

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed.

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ amendment اندر میعاد نہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمود الرشید صاحب! آپ کی یہ amendment time barred ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہمیں رولز پڑھ کر بتادیں کہ ہماری یہ amendment کیسے time barred ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میں رولز پڑھ دیتا ہوں۔

105(2) If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered.

یہ نوٹس چونکہ 10-12-2013 کو receive ہوا ہے تو یہ time barred ہے۔

Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میری بات سُن لیں۔ جس طرح کل آپ کی amendments time barred تھیں لیکن لاء منسٹر نے اُنہیں oppose نہیں کیا تھا۔ آج انہوں نے oppose کر دیا تو oppose ہونے کے بعد رولز یہ کہتے ہیں کہ آپ اُس کو نہیں لا سکتے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اسمبلی سیکرٹریٹ کو پتا ہے کہ کسی بندے نے کتنے دن پہلے business جمع کروانا ہے وہ business جمع کروائے۔ فرض کریں کہ میں اُس ٹائم پر business جمع نہیں کروا سکا تو پھر آپ نے اس کو چھاپ کر پیپر کیوں ضائع کئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! میں آپ کی بات کا جواب دیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسمبلی سیکرٹریٹ میں جہاں ایک معزز ممبر اپنی amendment جمع کراتا ہے وہاں پر amendment جمع کرنے والے اُس اہلکار کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ اختیار اس ایوان اور آپ کے پاس ہے اس لئے اس کو چھاپنا ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کی یہ amendments time barred ہیں اس لئے میں معذرت چاہتا ہوں۔

CLAUSE 13

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it, the amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

DR MURAD RAAS: I move:

> "That in Clause 13 of the Bill, in the proposed section 18 of the Principal Act, sub-section (3) and (4), be omitted.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 13 of the Bill, in the proposed section 18 of the Principal Act, sub-section (3) and (4), be omitted.

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ابھی تک یہ hope کر رہا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان ہماری ایک بات مان جائیں گے مگر ابھی تک بات بنی نہیں ہے اس لئے میں اس پر ضرور بات کروں گا۔

جناب سپیکر! حکومت نے اس بل کے ذریعے ایل ڈی اے کو یہ اختیار دیا ہے کہ اپنے کسی بھی function کے لئے، کسی بھی ایجنٹ یا کسی حکومتی ایجنسی کو کسی بھی آبادی میں اختیار دے سکتا ہے۔ اس پر پہلے ہی کافی زیادہ discussion ہوئی ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ اس discussion کو دوبارہ سامنے لایا جائے کہ جب ایل ڈی اے کے پاس یہ اتھارٹی ہے کہ وہ کوئی بھی سکیم یا کوئی بھی development اپنے کسی ایجنٹ یا کسی اور کو دے سکتی ہے۔ اس کے اندر کرپشن کس طرح آئے گی؟ اس کے اندر کرپشن اس طرح آئے گی کہ اپنے جاننے والوں کو یہ چیزیں دی جائیں گی، اپنے جاننے والوں کو favour دی جائے گی اور اپنے جاننے والوں کو خوش کیا جائے گا۔ جس مسئلہ کی وجہ سے آج ایل ڈی اے یہاں پہنچا ہے، اس کے اندر جو کرپشن ہوئی ہے، جو کرپشن ہو رہی ہے کیونکہ یہ ساری کرپشن favouritism کی وجہ سے ہے یہ اس لئے کہ میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ مجھے جانتے ہیں یا کوئی کسی کو جانتا ہے تو وہ اُس کے ذریعے سکیم کے اندر گھس جائے گا یا کسی طرح سے وہ کوئی اور favour لے لے گا۔ جب تک ہم ان چیزوں کو streamline نہیں کریں گے تب تک بات نہیں بنے گی۔ پہلے بھی بات ہوئی کہ ساری چیزیں قبضے کی ہیں۔ لاہور کی 235 سکیمیں ہیں اور میں صرف لاہور کی بات کروں گا کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ایل ڈی اے صرف لاہور تک ہی محدود رہے لاہور سے آگے ایل ڈی اے کو لے کر جانے کا at least ہماری طرف سے کوئی پروگرام نہیں ہے۔ انہوں نے اس کے اندر جو ایجنٹ یا کسی حکومتی ایجنسی کو شامل کیا ہے تو ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس طرح سے ہم کرپشن کا ایک اور نیا پودا لگانے جا رہے ہیں This is the way. It's going to be and this is what we are doing. کر لیں جو آپ نے کرنا ہے تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ پہلے سے ہی جو ایک سسٹم چلتا آ رہا ہے وہ

اتنا خراب ہو چکا ہے اُس کو ہم اورsupport کرنے جا رہے ہیں اور خراب کرنے جا رہے ہیں For what reason? ہم یہاں پر سب بیٹھے ہوئے ہیں باہر 10 گارڈ کھڑے ہیں جو کسی کو گھر نہیں جانے دے رہے۔ یہ کیا بات ہے۔ انہیں زبردستی یہاں بٹھایا ہوا ہے۔ اگر آپ gates کھول دیں تو میں دیکھتا ہوں کہ یہاں پر چار بندے بھی بیٹھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پلیز amendment پر رہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کل بھی چار بجے اس لئے اجلاس ختم کرنا پڑا تھا کہ کورم پورا نہیں ہو رہا تھا کیونکہ کل نو گارڈز باہر کھڑے نہیں تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ کل کورم پورا ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان نو گارڈز نے آج سب کو ادھر بٹھایا ہوا ہے۔ ہم نے یہاں آج جو discussion کی ہے وہ اپنے لئے نہیں کی، اس میں صرف ہمارا point of view نہیں، لوگوں کا point of view اور ووٹروں کا point of view ہے۔ یہ عوام کی آواز ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ چیزیں ان کے relief کے لئے ٹھیک کی جائیں ہمیں اس سے کیا ملنا ہے کچھ بھی نہیں ملنا۔ کیا اس سے عوام کی بہتری ہونی ہے؟ اس سے ان کی اور ان کے ووٹروں کی بہتری ہونی ہے۔ اس سے کسی اور کی بہتری نہیں ہونی ہے اس لئے جتنی بھی discussion آج ہوئی ہے اس میں سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ اگر ہم اس میں کچھ بہتر amendments کر سکتے ہیں تو کم از کم وہ ضرور کریں تاکہ لوگوں کو relief ملے۔ فی الحال لوگوں کو ایل ڈی اے کے ذریعے کوئی relief نہیں مل رہا اور جتنا مل رہا ہے وہ کافی نہیں ہے۔ وہاں صرف 40 فیصد پر اتنی زیادہ problems آ رہی ہیں تو پہلے ان کو solve کیا جائے کیونکہ اس کا کسی کو فائدہ نہیں ہے۔ ان کا بھی فائدہ نہیں ہے کیونکہ ان کو بھی جا کے باتیں سننی پڑتی ہیں، صرف ہمیں نہیں بلکہ ان کو بھی سننی پڑیں گی شاید ہم سے زیادہ سننی پڑیں گی کیونکہ انہوں نے بل پاس کرنا ہے۔ اس سے عوام کو کوئی relief نہیں ملے گا۔ اس میں سب کا نقصان ہے اور کسی کا فائدہ نہیں ہے۔ اس کا فائدہ صرف ان کو ہے جو درمیان میں سارا چکر چلا رہے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مجھے تو وزیر قانون کی تقریر سن کر ایسا لگتا ہے کہ اس بل کے پاس ہونے سے لاہور ڈویژن شاید پیرس بن جائے گا، ہمارے تمہارے سارے معاملات ٹھیک ہو جائیں گے اور ہم ایک نئی دنیا میں چلے جائیں گے تو ایک شعر ان کی نذر ہے کہ:

نئی سحر کے بہت لوگ منتظر ہیں مگر
نئی سحر بھی جو کجلا گئی تو کیا ہوگا

جناب سپیکر! اس بل کے بعد بھی کچھ نہ ہوا تو کیا ہوگا؟ اس بل میں آگے جو کرپشن کی راہیں رکھی گئی ہیں۔ مجھے کسی طرح نہیں لگ رہا کہ اس میں عوام کے فائدے کی کوئی چیز ہے۔ اس میں کوئی نیا بڑا کاروبار اور کوئی نیا بڑا plan ہے جس میں شاید بہت سے بڑے پردہ نشینوں کے مفادات پوشیدہ ہیں جس کے لئے اتنی جلدی میں جائز ترامیم بھی مسترد کر کے اور bulldoze کر کے عددی اکثریت کے بل بوتے پر اس بل کو پاس کرایا جا رہا ہے۔ اس میں جو ایجنٹوں، پرائیویٹ اور سرکاری لوگوں والی بات ہے یہ تو بالکل ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اگر یہ اس ترمیم کو منظور کر کے اس بل کو تھوڑا سا credible کر دیں تو میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی بُری بات نہیں ہے۔ یہ عوام کے فائدے کی چیز ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی عباسی صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا تو اتنا کھول کھول کر ہر چیز کو بیان کیا گیا ہے تو اس کے باوجود بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ سمجھ نہیں آ رہا۔ ڈاکٹر صاحب ہمارے لئے بڑے محترم ہیں انہوں نے دوسری تیسری مرتبہ اس ترمیم پر بحث کرتے ہوئے کہا کیونکہ اب یہ ان کی آخری ترمیم تھی۔ انہوں نے کہا کہ رانا صاحب ہماری ایک بات مان لیں تو ڈاکٹر صاحب کوئی پیار کی بات کریں تو ہم مان بھی لیں۔ (قہقہہ)

یہ باتیں جو آپ کر رہے ہیں یہ کوئی ماننے والی باتیں تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ زمانہ outsource کا زمانہ ہے، public private partnership کا زمانہ ہے اس لئے اس ترمیم کے ذریعے سے اس چیز کو اس اتھارٹی میں لا رہے ہیں، اس سے پوری دنیا میں بہتری آئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی ادھر بہتری آئے گی۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 13 of the Bill, in the proposed section 18 of the Principal Act, sub-section (3) and (4), be omitted."

(The motion was lost.)

Now, the question is

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. There are three amendments in it. The first amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan…

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بھی time barred ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ time barred ہے۔ کلاز 16 کی دوسری amendment time barred نہیں ہے۔

The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan

Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal. Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khuram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hassan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): I move:

> "That in Clause 16 of the Bill, in sub-section (3) of the proposed section 25(B)of the Principal Act, for the words "in accordance with the prevailing market prices", be inserted between the words "Collector" and "at the time".

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 16 of the Bill, in sub-section (3) of the proposed Section 25(B) of the Principal Act, for the words "in accordance with the prevailing market prices", be inserted between the words "Collector" and "at the time".

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس کو oppose کر رہا ہوں اور میں ساتھ ہی محترم لیڈر آف اپوزیشن کے علم میں لانا چاہوں گا کہ یہ کسی بھی پراپرٹی غیر منقولہ کو acquire کرنے سے متعلق ہے تو acquire جس قانون کے تحت ہوتا

ہے وہ Land Acquisition Act ہے۔اس میں already یہ بات ہے کہ market price کے مطابق ہی چیز acquire ہو گی اس لئے دوسرے قانون کی وجہ سے یہ چیز already موجود ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پھر ہماری ترمیم کو accept کر کے add کر لیں۔یہ بے ضرر ترمیم ہے۔لاء منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ already یہ ہے۔اس طرح مزید clarity اس میں آ جائے گی کہ اس وقت جو market price ہے اس کے مطابق award کیا جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ایسے ہے کہ جو acquisition ہونی ہے وہ Land Acquisition Act کے تحت ہونی ہے اور اس کی قیمت کا تعین یہاں پر نہیں ہونا Land Acquisition Act میں ہونا ہے اور وہاں پر already market value کا ذکر ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر لاء منسٹر صاحب نے oppose کیا ہے تو میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ خود جناب وزیر قانون نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ already یہ قانون میں ہے۔اگر اتھارٹی کا نیا قانون اور اس میں ترامیم آ رہی ہیں تو اس Land Acquisition Act کے تحت لوگوں کو بہت سی شکایات ہیں۔وہاں یہ اوسط بیچ لیتے ہیں پچھلے تین یا پانچ سال کی اس علاقہ میں قیمتیں ہیں۔ان کو جمع کر کے اوسط بیچ نکالتے ہیں اس کے بعد ان کو price دیتے ہیں۔یہاں تو ہر چھ یا تین ماہ کے بعد قیمتیں بدلتی ہیں اور ہماری (ن) لیگ کی حکومت رہی تو شاید ہر مہینے قیمتیں بدلتی رہیں گی۔یہ تین اور چھ ماہ کا فرق ہے۔یہ پچھلے تین سال کی اوسط بیچ لیتے ہیں جس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ لاہور کے لاکھوں لوگ متاثر ہوں گے کیونکہ اُن کو ان کا جائز حق نہیں ملے گا۔اگر یہاں پر یہ clarity ہو جائے کہ اُس وقت کی market price کیا ہو گی تو پھر ٹھیک ہے کیونکہ Land Acquisition Act کے اندر collector جو award دیتے ہیں وہ تین سال کی اوسط بیچ لگاتے ہیں۔آج سے تین سال پہلے جو قیمت تھی اور آج کی جو قیمت ہے اس میں بعض جگہوں پر سو فیصد سے بھی زیادہ price بڑھ چکی ہے لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قرین انصاف ہو گا کہ آج کے دَور میں یہاں لاہور کے باسیوں کو اگر ان کی قیمتی زمینوں سے ہم نے محروم کرنا ہے اور اتھارٹی نے ان کی زمینیں acquire کرنی ہیں تو پھر اُن کو ان کی جائز قیمت دی جائے۔Land Acquisition Act

میں اس طریقے کے ساتھ انہیں market price نہیں ملتی پھر ان متاثرین کو عدالتوں کے چکر لگانے پڑتے ہیں کہ award کے اندر قیمتوں کا جو تعین کیا گیا ہے یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ آج کی قیمت یہ ہے اور Land Acquisition Act کے تحت ہمیں جو قیمت آج سے تین سال پہلے کی دے رہے ہیں وہ یہ ہے پھر وہاں پر litigation کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے اور وزیر قانون بھی اس بات پر convinced ہیں کہ انہیں market price ملنی چاہئے لہذا اپوزیشن کی طرف سے جو ترمیم ہے اس کو accept کر لیا جائے اور آج کی market price کے مطابق award کیا جائے۔ اسی طرح affectee یا جس کی زمین acquire کی گئی ہے اس کے مطابق اس کو price دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ ہم سب کی مشترکہ request ہے۔

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) کورم پورا نہ ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جاتی ہے۔ ممبران اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں کیونکہ گنتی کی جا رہی ہے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ اجلاس کا ٹائم ایک گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ محترم اپوزیشن لیڈر صاحب سے میری گزارش ہے کہ اب اندر آ جائیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 2013

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کر دوں کیونکہ انہوں نے بات کر لی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ Land Acquisition Act میں land کو acquire کرنے اور market price مقرر کرنے کا پورا procedure ہے اس لئے Land Acquisition Act کے تحت ہی کوئی بھی سرکاری ادارہ وہ land acquire کر سکتا ہے۔ اگر یہاں پر اس کا اندراج ہو گا تو پھر یہ ابہام پیدا کرے گا کیونکہ وہ ایک مکمل اور perfect procedure ہے اسی کے تحت ہی وہ land acquisition ہونی چاہئے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 16 of the Bill, in sub-section (3) of the proposed…"

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ابھی آپ نے ہمیں اندر ایوان میں بات کرنے کے لئے بلایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب! اب سارے بات تو کر چکے تھے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے تو ابھی اس پر بات کرنی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کو بلایا تھا لیکن لاء منسٹر صاحب اس کا جواب دے چکے ہیں اور اب میں question put کر چکا ہوں۔ میاں صاحب! اب بہت بات ہو چکی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ ایک دفعہ میری طرف دیکھیں اور ہمیں حکم کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میری request ہے کہ آپ تشریف رکھیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 16 of the Bill, in sub-section (3) of the proposed Section 25(B) of the Principal Act, for the words "in accordance with the prevailing market prices", be inserted between the words "Collector" and "at the time".

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The third amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi and Mr Ejaz Hussain Bukhari…

وزیرلوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!یہ time barredہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،یہ بھیtime barredہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!آپ ایک دفعہ پھر میری طرف دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:میاں صاحب!یہ واقعیtime barredہے۔

Now the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب مصدرہ2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013 (Bill No.15 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Workmen's Compensation (Amendment) Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ریلیف) (ترمیم) مصارف زندگی ملازمین مصدرہ 2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Employees' Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013 (Bill No.12 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Employees' Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Employees' Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Employee's Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Employees' Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Employees' Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Employees' Cost of Living (Relief) (Amendment) Bill 2013, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون(ترمیم)نفاذ(انٹرنیشنل سسٹم)اوزان وپیمانہ جات پنجاب مصدرہ2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013 (Bill No.16 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013, as

recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Weights and Measures (International System) Enforcement (Amendment) Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا ختم ہوا۔ اب اجلاس کل مورخہ 13۔دسمبر 2013 بروز جمعۃ المبارک صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1117

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،13۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات زکوٰۃ وعشر اور آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون پر غور وخوض اور ان کی منظوری

1۔ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر10 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب2013 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون (ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب2013(مسودہ قانون نمبر14 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم)دکانیں وکاروباری ادارے پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

3۔ **مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب2013**

(مسودہ قانون نمبر13 بابت2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب2013 منظور کیا جائے۔

1118

4۔ **مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 11 بابت 2013)**

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

(بی) عام بحث

"پرائس کنٹرول پر عام بحث"

1119

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

جمعتہ المبارک،13۔دسمبر2013

(یوم الجمع،9۔صفر المظفر1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر30منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوتِ قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡإِنسَٰنُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ ٱلۡكَرِيمِ ۝٦ ٱلَّذِي خَلَقَكَ
فَسَوَّىٰكَ فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيٓ أَيِّ صُورَةٖ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا
بَلۡ تُكَذِّبُونَ بِٱلدِّينِ ۝٩ وَإِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحَٰفِظِينَ ۝١٠ كِرَامٗا
كَٰتِبِينَ ۝١١ يَعۡلَمُونَ مَا تَفۡعَلُونَ ۝١٢ إِنَّ ٱلۡأَبۡرَارَ لَفِي نَعِيمٖ ۝١٣
وَإِنَّ ٱلۡفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٖ ۝١٤ يَصۡلَوۡنَهَا يَوۡمَ ٱلدِّينِ ۝١٥ وَمَا هُمۡ
عَنۡهَا بِغَآئِبِينَ ۝١٦ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ۝١٧ ثُمَّ مَآ أَدۡرَىٰكَ
مَا يَوۡمُ ٱلدِّينِ ۝١٨ يَوۡمَ لَا تَمۡلِكُ نَفۡسٞ لِّنَفۡسٖ شَيۡـٔٗاۖ
وَٱلۡأَمۡرُ يَوۡمَئِذٖ لِّلَّهِ ۝١٩

سُوْرَۃُ الانفِطار 6 تا 19

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیا؟(6)(وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھا(7) اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا(8) مگر ہیہات تم لوگ جزاء کو جھٹلاتے ہو (9) حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں (10) عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے (11) جو تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں(12) بے شک نیکوکار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔ (13) اور بدکردار دوزخ میں(14)(یعنی) جزاء کے دن اس میں داخل ہوں گے(15) اور اس سے چھپ نہیں سکیں گے(16) اور تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے؟(17) پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزاء کا دن کیسا ہے(18) جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز اللہ ہی کا ہو گا(19)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لم یَاتِ نَظیرُکَ فی نَظر مِثلِ تو نہ شُد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا
اَلبحرُ عَلاَوالموَجُ طغیٰ من بے کس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیّا پار لگا جانا
اَنا فی عَطَش وّسَخَاکُ اَتَم اے گیسوئے پاک اے اَبرِ کرم
برسن ہارے رِم جھم رِم جھم دو بوند اِدھر بھی گرا جانا
اَلروح فداک فَزد حرقا یک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا
بس خامہ خام نوائے رضا نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا
ارشاد احبا ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

سوالات

(محکمہ جات زکوٰۃ وعشر اور آبکاری ومحصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات زکوٰۃ وعشر اور آبکاری و محصولات کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، سوال نمبر 544۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ورک صاحب! پارلیمانی سیکرٹریز صاحبان بن چکے ہیں۔ یہ سیٹیں ان کی ہیں آپ تھوڑا پیچھے آ جایئے۔

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر! سوال نمبر 544 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ: سکولوں کے مستحق طلباء وطالبات کو زکوٰۃ کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*544: **جناب فیضان خالد ورک:** کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 12-2011 اور 13-2012 میں ضلع شیخوپورہ کے سکولوں کے مستحق طلباء وطالبات کو کتنی رقم زکوٰۃ فنڈ سے فراہم کی گئی، جن طلباء وطالبات کو رقم فراہم کی گئی ان کے نام اور رقم کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں مستحق طلباء وطالبات کو دی جانے والی زکوٰۃ کا کیا محکمہ نے آڈٹ کروایا، کیا وہ تمام رقم مستحق طلباء وطالبات کو ہی فراہم کی گئی یا کسی دوسرے استعمال میں لائی گئی، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) معزز ایوان کی اطلاع کے لئے پیش ہے کہ سال 12-2011 کے دوران ضلع شیخوپورہ کے 78 تعلیمی اداروں (سکولوں/کالجوں) کے 3528 مستحق طلباء وطالبات کو زکوٰۃ فنڈ سے مبلغ 48 لاکھ 20 ہزار 640 روپے اور سال 13-2012 کے دوران 62 تعلیمی اداروں کے

3606 طلباء و طالبات کو مبلغ43لاکھ22ہزار844روپے جاری کئے گئے۔ طلباء و طالبات کے ناموں اور اداروں کو فراہم کردہ رقم کی تفصیل تتمہ (الف وب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع شیخوپورہ میں سال12۔2011 کے دوران تعلیمی وظائف کی مد میں78 تعلیمی اداروں کو فنڈز کا اجراء کیا گیا جن میں سے46 اداروں کا انٹرنل آڈٹ کیا جاچکا ہے جبکہ سال 13۔2012 کے دوران 62 تعلیمی اداروں کو فنڈز جاری کئے گئے جن میں سے 23 تعلیمی ادارہ جات کا آڈٹ ہو چکا ہے ہر دو سالوں کے بقیہ اداروں کا آڈٹ جاری ہے جبکہ مذکورہ فنڈز کی تقسیم کا ایکسٹرنل آڈٹ آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے ماتحت ادارے ڈائریکٹوریٹ آف زکوٰۃ آڈٹ اسلام آباد کی طرف سے ہونا باقی ہے نیز یہ کہ مذکورہ رقم طلباء وطالبات کو ہی فراہم کی گئی ہے اور یہ رقم کسی دوسری مد استعمال میں نہیں لائی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب فیضان خالد ورک: جناب سپیکر!انہوں نے جن طلباء کو وظائف دیئے ہیں یہ ٹھیک ہے اور میں مان لیتا ہوں کہ انہوں نے وظائف دیئے ہیں لیکن میں منسٹر صاحب سے ایک چیز پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے ڈیپارٹمنٹ کو اپنے آپ پر کوئی شک تھا کہ وہ سفارشیں لے کر میرے پیچھے دوڑ رہے تھے یا انہوں نے جو جواب بھیجا اس میں انہیں کوئی مسئلہ تھا کہ شاید کیا ہو گا؟ میں وزیر صاحب سے یہ تفصیل پوچھنا چاہوں گا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں پوچھوں گا۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں میری ان سے پہلے کوئی بات ہوئی ہے اور نہ میرے علم میں ایسی کوئی بات ہے کہ کوئی محکمے والا ان کے پیچھے گیا ہے۔ اگر کوئی گیا ہے تو وہ غلط گیا ہے۔ میں ان سے بھی کہوں گا کہ یہ مجھے اس کی نشاندہی کریں otherwise جواب حاضر ہے۔ مجھے یہ سن کر حیرانی ہوئی ہے کہ ایسی بات ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!On his behalf سوال نمبر 577 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: موٹر رجسٹریشن برانچ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*577: جناب اعجاز خان: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور، موٹر رجسٹریشن برانچ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) گزشتہ تین سال میں کتنے ملازمین کے خلاف جعل سازی سے گاڑیاں رجسٹرڈ کرنے کی شکایات محکمہ ہذا کو موصول ہوئی ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

(ج) ان میں سے کن کن ملازمین کے خلاف مذکورہ عرصہ میں محکمانہ کارروائی ہوئی؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف)

1۔ عمران مصطفیٰ، موٹر رجسٹریشن اتھارٹی /ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، گریڈ17 (او پی ایس)
2۔ رانا محمد عالم، اسسٹنٹ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر، گریڈ16
3۔ احمد علی، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر، گریڈ14 (روڈ چیکنگ اینڈ ٹوکن ٹیکس)
4۔ شوکت علی، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر، گریڈ14 (نیو رجسٹریشن، ٹرانسفر)
5۔ عبدالوحید، ڈیٹا انٹری آپریٹر، گریڈ11
6۔ شوکت علی، موٹر ٹیکسیشن کلرک (OPS)، گریڈ05

(ب) پچھلے تین سال کے دوران براہ راست موٹر برانچ کے سٹاف کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی تاہم ایک عدد لیٹر محکمہ انٹی کارلیفٹنگ لاہور کی طرف سے بابت جعل سازی سے گاڑیاں رجسٹرڈ کرنے کا موصول ہوا جس پر محکمانہ کارروائی کا آغاز کیا گیا اور جز(ج) کے جواب میں دیئے گئے تین آفیسرز /آفیشلز کو چارج شیٹ کیا گیا۔

(ج) مندرجہ ذیل ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے ان کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔

1۔ محمد اسلم سکھیرا، موٹر رجسٹریشن اتھارٹی /ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفیسر قصور
2۔ محبوب عالم ورک، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر
3۔ خواجہ تحسین احمد، ڈیٹا انٹری آپریٹر

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں جز(ب) کے حوالے سے پوچھنا چاہوں گا کہ کتنے افراد کے خلاف شکایات آئی تھیں؟ ذرا اس کی تفصیل بتائیں۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!انہوں نے جز(ب)میں پوچھاہےاوراس کا جواب جز(ج)میں ہے کہ محمد اسلم سکھیرا موٹر رجسٹریشن اتھارٹی ایکسائزاینڈ ٹیکسیشن آفیسر قصور، محبوب عالم ورک ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر اور خواجہ تحسین احمد ڈیٹا انٹری آپریٹر کو removal from service کر دیا گیا تھا۔کار لفٹنگ کی جانب سے شکایت آئی تھی کہ انہوں نے گاڑیوں کے ریکارڈ میں forgery کی تھی اس پر ان کے خلاف یہ انکوائری ہوئی تھی۔اس کی details میرے پاس ہیں اگر معزز ممبر کو چاہئیں تو میں دے دوں گا۔

ڈاکٹر مراد راس:ابھی اس وقت آپ کے پاس details ہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جی، میرے پاس ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو گاڑیاں رجسٹرڈ کیں،انہوں نے جو جعل سازیاں کیں اس کا ریکارڈ کتنا ہے،انہوں نے کیا فراڈ کیا اس کی رقم کیا ہے اور ان لوگوں نے کتنا نقصان کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!انہوں نے کیا کیا؟اس کی تفصیل بتادیں۔

ڈاکٹر مراد راس:یہ تفصیل بتادیں کہ ان تین بندوں کی وجہ سے محکمے کو کتنا نقصان ہوا ہے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!10-2009 کی 42 کے قریب گاڑیاں تھیں جن کی مختلف رجسٹریشن میں forgery کی گئی تھی جس وجہ سے انہیں removal from service کیا گیا۔

ڈاکٹر مراد راس:ان کی وجہ سے محکمے اور لوگوں کو کتنا نقصان ہوا ہے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):حکومت نے ان سے recovery کر لی تھی۔چونکہ سوال میں اس کی amount پوچھی نہیں گئی تھی اس لئے میرے پاس اس کی details نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:چلیں،اس amount کی details بعد میں بتادیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن کے ساتھ یہ mishape ہوا، جن کا نقصان ہوا ان کو ابھی تک رقم واپس کی گئی ہے یا نہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!انہوں نے یہ رقم گاڑیوں کی رجسٹریشن کی بابت اکٹھی کی تھی۔یہ شکایت محکمہ کار لفٹنگ کی جانب سے آئی تھی،ان 42گاڑیوں کی جو رجسٹریشن بنی تھی ان میں سے کچھ گاڑیاں ایسی بھی تھیں جن گاڑیوں کی duty pay نہیں ہوئی ہوتی اس میں ہمارا کسٹم ڈیپارٹمنٹ بھی involve ہوتا ہے اس میں کار لفٹنگ کا ڈیپارٹمنٹ بھی involve ہوتا ہے۔اس میں major کارروائی پولیس کی جانب سے کی گئی ہم نے صرف محکمانہ کارروائی اپنے تین بندوں کے خلاف کی جو اس میں ملوث تھے۔باقی سوال پولیس سے related ہے کیونکہ انٹی کار لفٹنگ پولیس کا ڈیپارٹمنٹ ہے ہم نے اس کی complaint پر یہ کارروائی کی تھی۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میرا اس پر آخری سوال ہے کہ جن تین بندوں کو برخاست کیا گیا ان کو کس تاریخ کو فارغ کیا گیا،کیا ان کے dismissal letters یہاں موجود ہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ 10-2009 کی رجسٹریشنز تھیں تو 2011 میں ان لوگوں کے خلاف محکمانہ کارروائی کر کے انہیں removal from service کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!ان آرڈر کے نمبر آپ کے پاس ہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):اس وقت میرے پاس اس کی تفصیل موجود نہیں ہے لیکن اگر ان کو چاہئے تو مل جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر:ڈاکٹر صاحب!آپ کو تفصیل مل جائے گی۔اگلا سوال جناب فیضان خالد ورک صاحب کا ہے۔

جناب فیضان خالد ورک:جناب سپیکر!سوال نمبر 546 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ:شادی گرانٹ کی مد میں رکھی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*546:جناب فیضان خالد ورک:کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ کو سال12۔2011اور 13۔2012 میں شادی گرانٹ کی مد میں کتنی رقم زکوٰۃ فنڈ سے دی گئی، یہ رقم جن مستحقین میں تقسیم کی گئی ان کے نام اور رقم کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت شادی گرانٹ فنڈ کی رقم بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جو رقم مستحقین کے لئے رکھی گئی ہے مہنگائی کے اس دور میں ناکافی ہے اور اس میں شادی کی ایک آئٹم بھی تیار نہیں کی جا سکتی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) معزز ایوان کی اطلاع کے لئے پیش ہے کہ ضلع شیخوپورہ کو سال12۔2011 اور 13۔2012 کے دوران زکوٰۃ فنڈ سے شادی گرانٹ کی مد میں مبلغ64لاکھ 91ہزار67روپے کی رقم موصول ہوئی جس میں سے مبلغ33لاکھ 70ہزار روپے کی رقم 337 مستحقین کو 10ہزار روپے فی کس کے حساب سے جاری کی گئی۔ مستحقین کے ناموں اور جاری کردہ رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) آئین پاکستان میں اٹھارہویں ترمیم کے بعد زکوٰۃ کا نظام صوبوں کو منتقل کر دیا گیا ہے اس ضمن میں زکوٰۃ و عشر بل2013 ابتدائی منظوری کے لئے صوبائی کابینہ کو بھجوا دیا گیا ہے۔ مذکورہ بل کی صوبائی اسمبلی پنجاب سے حتمی منظوری کے بعد زکوٰۃ کی تقسیم کے قواعد و ضوابط اور زکوٰۃ کی مختلف مدات بشمول شادی گرانٹ کی موجودہ شرح میں دستیاب فنڈز کے مطابق نظر ثانی کی جائے گی۔

(ج) یہ درست ہے کہ شادی گرانٹ کی مد میں مستحقین کے لئے مختص کردہ رقم کم ہے جیسا کہ جز(ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ زکوٰۃ و عشر بل2013 کی صوبائی اسمبلی پنجاب سے حتمی منظوری کے بعد شادی گرانٹ کی موجودہ شرح میں دستیاب فنڈز کے مطابق نظر ثانی کی جائے گی۔

جناب فیضان خالد ورک: میرا صرف اتنا ضمنی سوال ہے کہ ڈسٹرکٹ شیخوپورہ کے چیئرمین زکوٰۃ سعید شرقپوری صاحب تھے ان کے جانے کے بعد شادیوں کی گرانٹ کا یہ سارا سلسلہ stop ہو گیا ہے۔ میں نے ایک دو مرتبہ محکمے سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب تک چیئرمین نہیں بنیں گے اس وقت تک یہ

سلسلہ stop رہے گا۔آیاان کی اتھارٹی بعد میں کسی اور کے پاس بھی ہوتی ہے یاجب چیئرمین بنے گاتب ہی ہوتی ہے۔اگر چیئرمین نہیں بناتواس میں اتنی تاخیر کیوں کی گئی؟

وزیر زکوٰۃو عشر(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!ان کی بات بڑیrelevant ہے۔دراصل شرقپوری صاحب نے استعفیٰ دے دیاپھر دوبارہ ان کی بحالی ہو گئی پھر انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔یہ بھی اور بھی بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ وہ کس nature کے شخص تھے۔یقیناًان کی کوئی اپنی problems تھیں جن کی وجہ سے انہوں نے بار بار استعفیٰ دیا۔اب انہوں نے دو چیزیں پوچھی ہیں ایک تو یہ کہ ان کے جانے کے بعد کسی اور کو اتھارٹی دی ہے۔ہم عارضی طور پر اتھارٹی دیتے ہیں۔ہم نے عید گرانٹ release کرنی تھی تو وہ ہم نےtemporary authority کے ذریعے کی لیکن اب ہمارااگلا مرحلہ جو 30۔دسمبر کے بعد شروع ہونا ہے وہاں پر چیئرمین کا ہونا سو فیصد لازم ہے لہذا میں ان کو اور ایوان کو ensure کرتا ہوں کہ ہم انشاءاللہ 30۔دسمبر سے پہلے پہلے چیئرمین کی appointment کر دیں گے۔

جناب ذوالفقار غوری:جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ آیا زکوٰۃو عشر کے فنڈز سے اقلیتوں کی شادیوں کے لئے بھی گرانٹ دی جاتی ہے یانہیں؟

وزیر زکوٰۃو عشر(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!میں فاضل دوست کو بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ زکوٰۃ purely مسلمانوں سے اکٹھی کی جاتی ہے اوراسے انہی کے مذہبی طریقے سے serve کیا جاتا ہے۔ اقلیتوں کے لئے بیت المال سے اسی طرح کے پروگرامز ہیں اوراسی طرح ان کو دیئے جاتے ہیں جن میں تعلیمی وظائف ہیں،شادی گرانٹ اور دیگر ہیں لیکن وہ بیت المال سے ہوتا ہے زکوٰۃ و عشر سے ایسا کوئی سلسلہ نہیں ہے۔

محترمہ نجمہ بیگم:جناب سپیکر!میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ جہیز فنڈ کے لئے نکاح کی شرط رکھی ہوئی ہے۔ہمارے ہاں اکثر جگہوں پر یہ رواج نہیں ہے کہ شادی کے دن سے پہلے نکاح پڑھادیا جائے۔عموماً شادی والے دن ہی نکاح پڑھایا جاتا ہے۔اس شرط کی وجہ سے مشکلات پیدا ہوتی ہیں کیا حکومت اس شرط میں نرمی کر سکتی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر(ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!یہ لازم ہے کہ نکاح کے بعد ثبوت کے طور پر نکاح نامہ پیش کیا جائے۔اس میں ایک طریقہ یہ بھی اپنایا جا سکتا ہے کہ باقاعدہ تحریری طور پر دے دیا جائے۔شروع میں اس پالیسی کو لاگو کیا گیا تھا،ہوا یہ کہ کئی لوگوں نے پیسے وصول کر لئے لیکن وہ نکاح نہ

ہو سکا جس کی وجہ سے اس طریق کار کو بعد میں ختم کر دیا گیا۔اب نکاح نامہ ہونا ضروری ہے۔ البتہstamp paperپر لکھ کر علاقے کے معززین دیں اور اس کی کوئی سو فیصد ضمانت بھی دے تو پھر ہم اس کوconsiderکر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! ضلع میانوالی میں ابھی تک زکوٰۃ کمیٹیاں نہیں بنائی گئیں بلکہ پچھلی حکومت کی جو زکوٰۃ کمیٹیاں ہیں ان کوextensionدی جارہی ہے۔منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ نئی زکوٰۃ کمیٹیاں ہمارے ضلع میں کب تک بن جائیں گی اور اس میں حزب اختلاف کو بھی کردار ملے گا یا نہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ حزب اختلاف یا حکومتی جماعت کا مسئلہ نہیں ہے۔سابقا حکومت کے نامزد کردہ چیئرمینوں کی سربراہی میں کمیٹیاں بنائی گئی تھیں۔پورے پنجاب میں انہی زکوٰۃ کمیٹیاں کوextensionدی گئی جو کہ 30۔دسمبر 2013 کو ختم ہو رہی ہے اور اس کے بعد پورے پنجاب میں زکوٰۃ کمیٹیاں بنائی جائیں گی۔ میں اپنے معزز ممبر سے کہوں گا کہ اگر وہ اس حوالے سے کسی قسم کی مشکل محسوس کریں تو براہ راست مجھ سے رابطہ کریں۔انشاء اللہ ان کوaccommodate کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب اعجاز خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر578ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب اعجاز خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ملتان: پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*578: جناب اعجاز خان: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان ملازمین میں سے کن کن کے خلاف 13۔2012 میں کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) کن کن ملازمین کے خلاف ناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کی شکایات ہیں؟

(د) اس وقت پراپرٹی ٹیکس کے کتنے لوگ نادہندہ ہیں،50ہزار اور زائد کے نادہندگان کے نام اور پتاجات بتائیں؟

(ہ) سال13-2012 کے دوران اس ٹیکس کی مد میں کتنی آمدن ہوئی ہے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع ملتان میں92ملازمین پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کام کر رہے ہیں ان کے نام عہدہ اور گریڈ کی تفصیلات "A" Annexure ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ان ملازمین میں سے دوانسپکٹران مسعود احمد مشتاق کے خلاف آرڈر نمبر 2428 اور 2427 دونوں مورخہ 2012۔11۔14 بابت پراپرٹی ٹیکس ریکارڈ میں بے قاعدگیوں کی بنیاد پر محکمانہ کارروائی کی گئی اور آرڈر نمبر236اور237 دونوں مورخہ 2013۔06۔22 کے تحت تین سالانہ ترقیاں اور ایک سالانہ ترقی بند کی گئی۔ دوسرے انسپکٹر احسان خان کے خلاف آرڈر نمبر627 مورخہ 2013۔05۔17 کے تحت پراپرٹی ٹیکس ریکارڈ میں بے قاعدگی پر محکمانہ کارروائی کی گئی اور آرڈر نمبر 697 مورخہ 2013۔06۔14 کو ایک باقاعدہ انکوائری کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے جس کی رپورٹ آنی ہے۔

(ج) دو ملازمین مسعود احمد مشتاق اور احسان سدوزئی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن انسپکٹر کے خلاف ناجائز پراپرٹی ٹیکس کی شکایت ملی ہے جس پر محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی۔

(د) ضلع ملتان میں پراپرٹی ٹیکس نادہندہ تعداد میں 1275 ہیں جبکہ 50ہزار سے اوپر کا کوئی نادہندہ موجود نہ ہے۔

(ہ) سال13۔2012 میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں مبلغ۔/89,69,14,887 روپے کی وصولی ہوئی جو کہ ٹارگٹ کا102 فیصد بنتی ہے اور پچھلے مالی سال کے مقابلے میں۔/2,23,00,844 روپے زیادہ وصولی ہوئی ہے۔ٹارگٹ برائے سال13۔2012 مبلغ87,68,83,910 روپے تھا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پراپرٹی ٹیکس کے ریکارڈ میں جو بے قاعدگی کی گئی ہے اس سے حکومت کو کتنا نقصان ہوا ہے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! دو ملازمین کے خلاف کارروائی کی گئی۔اس میں مسعود احمد مشتاق، انسپکٹر کے خلاف دو inquiries تھیں اور اس کی رپورٹ

میرے پاس ہے۔انہوں نے property tax میں غلط assessments کی ہوئی تھیں جن علاقوں میں غلط assessments کی گئی تھیں ان کو محکمہ نے ٹھیک کر لیا ہے۔ان میں سے ایک افسر کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے اس کی تین سالانہ ترقیاں روکی گئیں اور دوسرے کو major penalty دیتے ہوئے اس کی تین سال کی سروس ضبط کر لی گئی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اس جواب میں کوئی ایسی نشاندہی نہیں کی گئی کہ غلط assessments کرنے سے tax کے کتنے پیسے غائب ہوئے ہیں؟ ایک بندے کی صرف تین ترقیاں روک دی گئیں اور یہ کوئی penalty نہیں ہے۔یہ معلوم نہیں کیا گیا کہ وہ حکومت کا کتنا نقصان کر گیا ہے۔ایسے لوگوں کے خلاف strict action نہ لینے کی وجہ سے ہی مسائل بڑھتے جا رہے ہیں۔ میرے خیال میں صرف تین ترقیاں روکنا اور اس آدمی کو پھر اسی point پر تعینات رہنے دینا تو کوئی سزا نہیں ہے۔اس بندے کو اس جگہ سے کیوں نہیں ہٹایا گیا؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ میرے پاس اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ڈاکٹر صاحب دیکھنا چاہیں تو میں ان کو دکھا سکتا ہوں اور اگر آپ حکم دیں تو میں ایک ایک کر کے پڑھ دیتا ہوں لیکن یہ کافی لمبی تفصیل ہے۔انہوں نے جہاں پر غلط assessments کی تھیں وہاں سے بعد میں محکمہ نے اصل recoveries کر لیں ہیں۔ میرے پاس یہ تفصیل بھی موجود ہے کہ غلط assessments کر کے وہ محکمہ کو کتنا نقصان پہنچانا چاہ رہے تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر مراد راس صاحب پوچھ رہے ہیں کہ اس غلط assessments کی وجہ سے محکمہ کا کوئی مالی نقصان ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! as such مالی نقصان نہیں ہوا، چونکہ ہمارے سامنے ایک چیز آ گئی اگر یہ point out نہ ہوتا تو پھر محکمہ کا نقصان تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا ان آدمیوں کو وہاں سے ہٹایا گیا ہے یا نہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ان کے جو existing circles تھے، جہاں سے ان کی شکایت آئی تھی وہاں سے ان کو ہٹا دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: کیا ان ملازمین کو یہی ذمہ داری کہیں اور دے دی گئی ہے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!محکمانہ کارروائی کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے اور اس میں پورا procedure adopt کیا جاتا ہے۔ میرے پاس ان کی detailed inquiry reports ہیں۔ محکمہ کے افسران پر مشتمل کمیٹی بنی اور ڈائریکٹر ملتان نے inquiry کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے۔ محکمہ کی طرف سے زیادہ سے زیادہ سزا removal farm service ہے۔ان ملازمین کے خلاف اتنی penalty نہیں بنتی تھی۔ محکمہ کی جانب سے یہ کیا گیا کہ ان کو اس جگہ سے ہٹا دیا گیا اور اس کے علاوہ ایک کی سالانہ ترقیاں روک لی گئیں اور دوسرے ملازم کی تین سال کی سروس ضبط کر لی گئی جو کہ کسی بھی سرکاری افسر کے لئے ایک major penalty ہوتی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!جواب کے جز(د) کے اندر بتایا گیا ہے کہ "ضلع ملتان میں پراپرٹی ٹیکس نادہندہ کی تعداد 1275 ہے ان سے ٹیکس کی وصولی کب کی جائے گی؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! پراپرٹی ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کو notices بھیج دیئے جاتے ہیں۔یہ سوال پچھلے مالی سال کے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ان 1275 پراپرٹی نادہندہ میں سے پچھلے پانچ ماہ میں اب تک تقریباً 385 لوگ پراپرٹی ٹیکس ادا کر چکے ہیں اور ابھی 890 لوگوں کے cases pending ہیں۔ان کے پاس اپنی payment کرنے کے لئے پورا سال ہوتا ہے۔ پہلے ان کو محکمہ کی طرف سے notices بھیجے جاتے ہیں اور اس کے بعد اگر پھر بھی کوئی آدمی پراپرٹی ٹیکس ادا نہیں کرتا تو محکمہ اس کی پراپرٹی کو seal کر دیتا ہے اور وہ تب تک seal رہتی ہے جب تک کہ پراپرٹی کا مالک اپنا ٹیکس ادا نہیں کر دیتا۔انشاءاللہ اگلے مالی سال کے ختم ہونے سے پہلے پہلے ان سے پراپرٹی ٹیکس وصول کر لیا جائے گا۔

ڈاکٹر مراد راس:منسٹر صاحب نے finally ایک تاریخ دے دی ہے کہ ایک سال کے اندر اندر before the next tax year start یہ 1275 نادہندہ لوگوں سے پراپرٹی ٹیکس وصول کر لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:امید تو یہی ہے۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر! بالکل میں ڈاکٹر صاحب کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جو 1275 نادہندہ ہیں ان سے ہم انشاءاللہ recovery کر لیں گے اور اس میں further ہمارے پاس tax defaulter کے لئے ہماری ایکسائز کی جیلیں بھی ہوتی ہیں اگر وہ

property seal کرنے پر بھی ہمارا ٹیکس نہیں ادا کرتا تو ہم ان کو وہاں پر بھی ڈال سکتے ہیں۔ اس وقت percentage of recovery اتنی بُری نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ next financial year آنے سے پہلے پہلے ہم یہ recoveries کر لیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ہ) کے اندر بتایا گیا ہے کہ 2012-13 کے اندر 89 کروڑ 69 لاکھ 14 ہزار روپیہ وصول کیا ہے۔ اس کا کوئی documentary proof ہے کہ ہم نے یہ روپیہ وصول کیا ہے جبکہ میرے علم میں ہے کہ یہ سراسر untrue ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میرے معزز ممبر سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کے affairs شاید ہوا میں چلتے ہیں تو عرض ہے کہ یہ ہمارا major tax collecting department ہے جو totally computerized ہے۔ ہمارے پاس ہر چیز کا ریکارڈ موجود ہے اگر معزز ممبر یہ ریکارڈ دیکھنا چاہیں تو اس کی ایک ایک چیز کی پوری detail مل سکتی ہے۔ Tax collection کا monthly, quarterly اور پھر yearly review کا بھی ہمارا پورا database بنا ہوا ہے اُس کے مطابق ہمارے پاس تمام ریکارڈ موجود ہے۔ اگر یہ پیسے گورنمنٹ کے خزانے میں جمع ہی نہیں ہوئے تو پھر ہم یہاں پر کیسے figures دے سکتے ہیں۔ اس کے banks accounts اور ہر چیز سامنے ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر کوئی amount بنک اکاؤنٹ میں جاتی ہے تو ہمیں نہیں پتا لگتا کہ وہ amount کدھر گئی ہے مگر میں یہ چاہ رہا ہوں کہ اس کی statement ہمیں دے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جس وقت مرضی اس کی statement لے سکتے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہاں پر ابھی میرے محکمہ کے لوگ بیٹھے ہیں۔ میں اُن سے کہوں گا اور آج ہی ہم اس کی statement ان کو مہیا کر دیں گے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جز(ب) میں احسان خان، انسپکٹر کے متعلق لکھا ہے کہ 2013-06-14 کو اُس کے خلاف محکمانہ انکوائری شروع کی گئی۔ 2013 ختم ہو گیا انہوں نے لکھا ہے کہ رپورٹ آنی ہے۔ اگر رپورٹ آنی ہے تو وہ رپورٹ کب تک مکمل ہو گی کیونکہ سات مہینے تو گزر گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس سوال کا جواب جب یہاں بھیجا گیا تھا تو اُس وقت تک انکوائری رپورٹ نہیں آئی تھی۔ 2013-06-14 کے تحت property tax میں بے قاعدگی پر محکمانہ کارروائی کا آغاز کیا گیا اور فائنل آرڈر نمبر 1097 کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے۔ 2013-11-25 کے تحت میں نے ابھی پچھلے جز میں ڈاکٹر مراد راس صاحب کو بھی اس کا جواب دیا کہ اُس کو major penalty دی ہے اور اُس کی تین سال کی سروس ضبط کر لی گئی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! انسپکٹر مسعود احمد مشتاق اور انسپکٹر احسان سدوزئی دونوں کو ایک ہی سزا دی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جواب جو اسمبلی میں پرنٹ ہوا ہے اُس میں بھی لکھا ہوا ہے کہ مسعود احمد مشتاق کی تین سالانہ ترقیاں اور احسان سدوزئی کی تین سال کی سروس ضبط کی گئی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! انہوں نے ستمبر میں بتایا ہے کہ ابھی رپورٹ آنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہمیں یہ جواب 9۔ ستمبر 2013 کو موصول ہوا تھا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! 9۔ ستمبر 2013 کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے کہ ابھی رپورٹ آنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تب رپورٹ آنی تھی۔ اب وہ رپورٹ آ گئی ہے تو انہوں نے بتا دیا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اُس جواب میں ہی انہوں نے اُن دونوں انسپکٹروں کی سزا بتا دی تھی جب اُن کو پتا تھا تو پھر انہوں نے اُس میں کیوں لکھا ہے کہ ابھی رپورٹ آنی ہے؟ انہوں نے لکھا ہے کہ اس سزا کے علاوہ باقاعدہ کارروائی شروع ہے جس کی رپورٹ آنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں۔2013-06-14 کو ایک باقاعدہ انکوائری کمیٹی تشکیل دی گئی۔یہاں پر جو جواب آیا ہے وہ ہم نے 9۔ ستمبر کو بھیجا تھا اُس میں یہ لکھا گیا ہے کہ اس کی رپورٹ آنی ہے اور اس وقت وہ رپورٹ میرے پاس موجود ہے۔ فائنل انکوائری کی رپورٹ 25۔نومبر کو ہمارے پاس آ گئی تھی اگر معزز ممبر کو اس کی کاپی چاہئے تو وہ مجھ سے لے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بلوچ صاحب! منسٹر صاحب کے پاس پوری رپورٹ آ گئی ہے۔ اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 841 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر کے دفتر میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*841: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر ضلع فیصل آباد کے دفتر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، نام، عہدہ، گریڈ وار بیان کریں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین ایسے ہیں جو عرصہ تین سال سے اس دفتر میں تعینات ہیں کیا حکومت ایسے ملازمین جو عرصہ تین سال سے ایک ہی جگہ تعینات ہیں ان ملازمین کی ٹرانسفر کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) مذکورہ دفتر میں اس وقت ملازمین کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(د) مذکورہ ضلع میں اس وقت کتنے ملازمین ایسے ہیں جن کے خلاف کرپشن کی بناء پر محکمانہ کارروائی کی گئی، ان ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں اور ان ملازمین کو کوئی جرمانہ یا سزا ہوئی تو ایوان کو تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) معزز ایوان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر زکوٰۃ (ایم اینڈ ای) فیصل آباد کے دفتر میں کل 9 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کے نام، عہدہ اور گریڈ وار تفصیل حسب ذیل ہے:

تفصیل ریگولر ملازمین

نام ملازم	عہدہ	گریڈ
1۔فخر اقبال احمد شیخ	ڈپٹی ایڈمنسٹریٹرز زکوٰۃ(ایم اینڈای) فیصل آباد	BS-18
2۔فوزیہ فخر	اسسٹنٹ	BS-14
3۔نوید افضل	جونیئر کلرک	BS-07
4۔علی حیدر	نائب قاصد	BS-01
5۔سجاد حیدر	چوکیدار	BS-01

مذکورہ سٹاف کے علاوہ ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر فیصل آباد کے ساتھ زکوٰۃ پیڈ سٹاف کا مندرجہ ذیل عملہ تین سال معاہدہ ملازمت پر ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے اس سٹاف کو تنخواہ مقررہ شرح سے زکوٰۃ فنڈ سے ادا کی جاتی ہے۔

تفصیل زکوٰۃ پیڈ سٹاف

نام	عہدہ
1۔محمد کاشف رفیق	آڈٹ آفیسر
2۔محمد کاشف	آڈیٹر
3۔اسد عباس	آڈیٹر
4۔محمد ذیشان	جونیئر کلرک

(ب) عرصہ تین سال سے اس دفتر میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد چار ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔حکومت پنجاب کی The Punjab Civil Servants (Appointment & Conditions of Service) Rules,1974 کی ٹرانسفر پالیسی کے تحت نچلے درجے کے ملازمین کی دور دراز اضلاع میں تعیناتی سے اجتناب کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔حکومت ایسے ملازمین کی فی الحال ٹرانسفر کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی البتہ ان کے خلاف شکایت یا کسی بے ضابطگی کی صورت میں ٹرانسفر کے علاوہ قواعد کے تحت تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

نام ملازم	عہدہ
1۔فخر اقبال احمد شیخ	ڈپٹی ایڈمنسٹریٹرز زکوٰۃ فیصل آباد
2۔فوزیہ فخر	اسسٹنٹ
3۔نوید افضل	جونیئر کلرک
4۔سجاد حیدر	چوکیدار

حکومت پنجاب کے متذکرہ رولز کے تحت دو سال کے عرصہ میں ریٹائر ہونے والے ملازمین کو ان کے رہائشی اضلاع یا نزدیکی ضلع میں تعینات کیا جائے گا چونکہ ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر

زکوٰۃ فیصل آباد مورخہ 7۔اپریل2014 کو سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہو رہے ہیں لہذاان کی تعیناتی فیصل آباد میں ہی رہے گی۔

(ج) مذکورہ دفتر میں اس وقت صرف ڈرائیور کی اسامی خالی ہے جو حکومت کی طرف سے نئی بھرتی پر پابندی ہونے کی وجہ سے خالی ہے۔

(د) ضلع فیصل آباد کی تحصیل جڑانوالہ کی33 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں میں زکوٰۃ کی رقم کی خُورد بُرد میں پانچ فیلڈز زکوٰۃ کلرکس اور ایک آڈیٹر ملوث پائے گئے ہیں جن کو متعلقہ مجاز اتھارٹی یعنی ضلع کمیٹی فیصل آباد نے نوکری سے برطرف کر دیا ہے۔ ان ملازمین کے نام اور عہدہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

نمبر شمار	نام	عہدہ
1۔	مظہر حسین ولد محمد بشیر	فیلڈز زکوٰۃ کلرک
2۔	محمد عبداللہ ولد حسن محمد	۔ایضاً۔
3۔	محمد ارشد ولد محمد یوسف	۔ایضاً۔
4۔	ظفر اقبال ولد جہاں خان	۔ایضاً۔
5۔	غلام رسول ولد رحمت علی	۔ایضاً۔
6۔	زاہد سعید ولد محمد رشید	آڈیٹر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں دیئے گئے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خرم شہزاد صاحب!

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! اس سوال پر میرا ایک ضمنی سوال ہے۔ جز(ب) میں بتایا گیا ہے کہ 1974 کے ایکٹ کے تحت چار ورکرز کو ٹرانسفر نہیں کیا گیا۔ بتایا جائے کہ اُن ورکرز کا تعلق کن اضلاع سے تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اُن کا تعلق فیصل آباد سے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 738 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: گاڑیوں کی رجسٹریشن وآمدنی کی تفصیلات

*738: جناب احمد شاہ کھگہ: کیاوزیر آبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن کو سال12۔2011اور13۔2012 کے دوران گاڑیوں کی رجسٹریشن میں کل کتنی آمدن ہوئی؟

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران اس ضلع میں کتنے اخراجات کن کن مدات میں ہوئے؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران اہلکاران وافسران نے محکمہ کی آمدنی بڑھانے کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے اوران اقدامات سے آمدنی میں کتنا اضافہ ہوا، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خزانہ /آبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع پاکپتن میں سال12۔2011میں گاڑیوں کی رجسٹریشن فیس کی مد میں مبلغ 2,77,80,688/- روپے کی آمدنی ہوئی جبکہ سال13۔2012میں گاڑیوں کی رجسٹریشن فیس کی مد میں آمدن3,50,76,959روپے تھی۔

(ب) سال12۔2011میں ضلع پاکپتن میں مختلف مدات میں اخراجات پر کل 80,39,616/- روپے خرچ ہوئے۔ تفصیل اخراجات جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اسی طرح سال13۔2012میں کل 82,69,929/-روپے خرچ ہوئے تفصیل اخراجات جھنڈی(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران محکمہ کے اہلکاروں وافسران نے محکمہ کی آمدنی بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اُٹھائے:

(1) روزانہ گاڑیوں کی چیکنگ کا عمل مسلسل جاری رکھا۔

(2) پورے ضلع میں ہفتہ میں ایک بار جنرل ہولڈاَپ کر کے ٹوکن اکٹھا کرنا۔

(3) ٹوکن کی وصولی کو بڑھانے کے لئے فلیکس تیار کروا کے ضلع کے اہم مقامات پر آویزاں کئے تاکہ لوگوں کو ٹوکن ٹیکس کی ادائیگی کا شعور حاصل ہو۔

(4) پمفلٹ چھپوائے گئے اور مختلف مقامات اڈوں اور پبلک جگہوں پر تقسیم کئے گئے تاکہ وصولی کو زیادہ سے زیادہ کیا جاسکے۔

(5) پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس وصولی کے لئے جائیدادوں کی تالہ بندی کرنا۔

ان اقدامات سے ضلع پاکپتن کی ٹیکس وصولی میں سال12۔2011اور سال13۔2012کا تقابلی جائزہ جھنڈی(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!اس سوال کے جواب جز(ب)میں بتایا گیا ہے کہ وہ اخراجات کہاں کہاں اور کس کس مد میں کئے گئے ہیں ان میں سے مجھے صرف ایک چیز کی سمجھ نہیں آ سکی۔یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ 65ہزار روپیہ others میں لگایا گیا ہے مجھے اس کی ذرا وضاحت کر دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر:جی،وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہ miscellaneous expenses ہوتے ہیں جن میں دفاتر کے چھوٹے چھوٹے خرچے ہوتے ہیں۔ہو سکتا ہے کسی جگہ کوئی فوٹو کاپیاں کرائی گئی ہوں،کسی جگہ پر ball points خریدے گئے ہوں یا کوئی چھوٹے چھوٹے خرچے کئے گئے ہوں۔یہ سب صرف ہمارے محکمہ میں نہیں ہے بلکہ ہر جگہ چاہے وہ public sector organizations ہو یا private sector organizations ہو جو چھوٹی چھوٹی details ہوتی ہیں ان کو miscellaneous expense کر کے show کیا جاتا ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج)میں فرمایا گیا ہے کہ محکمہ کے اہلکار اور افسران پراپرٹی ٹیکس کے نادہندگان سے ٹیکس کی وصولی کے لئے جائیدادوں کی تالا بندی کرتے ہیں۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس تالا بندی سے محکمہ کو کتنے مثبت نتائج برآمد ہوئے ہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!یہاں ممبران بول رہے تھے،مجھے ان کے سوال کی سمجھ نہیں آئی،میں گزارش کروں گا کہ یہ اپنا سوال دُہرا دیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!جز(ج)میں بتایا گیا ہے کہ محکمہ کے ذمہ تالا بندی بھی ہے۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ٹیکس نادہندگان سے ٹیکس وصولی کے لئے جائیدادوں کی تالا بندی کی جاتی ہے۔یہ فرمائیں گے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران کتنی جائیدادوں کی تالابندی کی گئی،اس میں کتنی پیشرفت ہوئی اور کیا محکمہ کو تالابندی کرنے سے مثبت نتائج برآمد ہوتے ہیں؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!انہوں نے جو پوچھا تھا اس کے مطابق جواب دیا گیا ہے۔یہ نیا سوال بنتا ہے کیونکہ اس کی پوری تفصیلات ہوتی ہیں۔میں نے ابھی پچھلے سوال میں بھی یہ چیز بتائی ہے کہ محکمہ نادہندگان کی جائیداد seal کرتا ہے۔اس حوالے سے اسے تالابندی کہا جاتا ہے۔اگر یہ نیا سوال کریں گے تو اس کی details ان کو مل جائیں گی بلکہ میں پورے پنجاب کی details دے دوں گا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! مجھے صرف پاکپتن کی detail چاہئے کہ وہاں تالابندی کتنی جائیدادوں کی ہوئی اور اس سے کتنا فائدہ ہوا؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ پاکپتن کے حوالے سے پوری detail لے کر جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کو دے دیں۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ کا ہے۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! سوال نمبر 842 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد: بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*842: محترمہ زیب النساء اعوان: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈپٹی ایڈمنسٹریٹرز زکوٰۃ و عشر ضلع فیصل آباد کو مالی سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کل کتنا فنڈز فراہم کیا گیا اور یہ فنڈ کس کس مد میں فراہم کیا گیا، سال وار علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ فنڈ سے کتنا فنڈز مستحقین زکوٰۃ تقسیم کیا گیا اور کتنا فنڈ ملازمین کے ٹی اے /ڈی اے پر خرچ ہوا، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ دفتر میں کتنی گاڑیاں ہیں اور کن کن ملازمین کے زیر استعمال ہیں 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی رقم گاڑیوں کی مرمت اور کتنی ڈیزل پر خرچ ہوئی، تفصیل سے بیان کریں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) معزز ایوان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر زکوٰۃ ضلع فیصل آباد کو زکوٰۃ فنڈ سے مستحقین میں تقسیم کے لئے کوئی فنڈز فراہم نہیں کئے جاتے البتہ ضلع زکوٰۃ کمیٹی فیصل آباد کو مستحقین میں تقسیم کے لئے سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران بالترتیب

مبلغ16کروڑ 41لاکھ32ہزار296روپے اور مبلغ25کروڑ58لاکھ68ہزار436روپے موصول ہوئے جس کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	مد	2011۔12	2012۔13
1	گزارہ الاؤنس	5کروڑ94لاکھ94ہزار552روپے	10کروڑ96لاکھ50ہزار029روپے
2	عید الاؤنس	0	1کروڑ50لاکھ61ہزار751روپے
3	گزارہ الاؤنس برائے نابینا	0	1کروڑ17لاکھ99ہزار950روپے
4	تعلیمی وظائف (جنرل)	1کروڑ78لاکھ48ہزار403روپے	1کروڑ64لاکھ47ہزار508روپے
5	دینی مدارس	79لاکھ32ہزار606روپے	73لاکھ10ہزار010روپے
6	ہیلتھ کیئر	59لاکھ49ہزار493روپے	54لاکھ82ہزار492روپے
7	شادی گرانٹ	79لاکھ32ہزار606روپے	73لاکھ09ہزار996روپے
8	تعلیمی وظائف (فنی)	4کروڑ80لاکھ50ہزار436روپے	6کروڑ58لاکھ82ہزار500روپے
9	تنخواہ زکوۃ پیڈ سٹاف	1کروڑ68لاکھ39ہزار600روپے	1کروڑ68لاکھ39ہزار600روپے
10	ڈیلی الاؤنس ڈویژنل آڈٹ سٹاف	84ہزار600روپے	84ہزار600روپے
	میزان	16کروڑ41لاکھ32ہزار296روپے	25کروڑ58لاکھ68ہزار436روپے

(ب) مذکورہ فنڈز سے مستحقین زکوۃ میں مالی سال12۔2011 اور13۔2012 کے دوران بالترتیب14کروڑ23لاکھ31ہزار272 روپے اور23کروڑ55لاکھ36ہزار648روپے تقسیم کئے گئے جس کی مدوار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مد	2011۔12	2012۔13
1	گزارہ الاؤنس	5کروڑ94لاکھ94ہزار500روپے	10کروڑ89لاکھ91ہزار106روپے
2	عید الاؤنس	0	1کروڑ44لاکھ58ہزار500روپے
3	گزارہ الاؤنس برائے نابینا	0	1کروڑ17لاکھ22ہزار646روپے
4	تعلیمی وظائف (جنرل)	1کروڑ35لاکھ88ہزار272روپے	1کروڑ62لاکھ70ہزار476روپے
5	دینی مدارس	79لاکھ32ہزار600روپے	73لاکھ08ہزار900روپے
6	ہیلتھ کیئر	53لاکھ38ہزار400روپے	48لاکھ62ہزار520روپے
7	شادی گرانٹ	79لاکھ30ہزار روپے	60لاکھ40ہزار روپے
8	تعلیمی وظائف (فنی)	4کروڑ80لاکھ47ہزار500روپے	6کروڑ58لاکھ82ہزار500روپے
9	میزان	14کروڑ23لاکھ31ہزار272روپے	23کروڑ55لاکھ36ہزار648روپے

زکوۃ فنڈ سے ڈویژنل آڈٹ سٹاف کو سال12۔2011 کے دوران مبلغ43ہزار120روپے اور سال13۔2012 میں مبلغ50ہزار140روپے بطور ٹی اے / ڈی اے ادا کئے گئے۔

(ج) ڈپٹی ایڈمنسٹریٹر زکوۃ فیصل آباد کے دفتر میں کوئی سرکاری گاڑی ہے اور نہ ہی ہر دو سالوں میں کوئی رقم گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / سی این جی پر خرچ کی گئی جبکہ ضلعی زکوۃ کمیٹی فیصل آباد کے زیر استعمال صرف ایک گاڑی ہے جس کی مرمت اور پٹرول / سی این جی پر

گورنمنٹ بجٹ سے سال12۔2011اور13۔2012 کے دوران خرچ کردہ رقم کی تفصیل حسب ذیل ہے:

	2011۔12	2012۔13
گاڑی کی مرمت	41ہزار940روپے	35ہزار936روپے
پٹرول / سی این جی	1لاکھ20ہزار266روپے	1لاکھ15ہزار254روپے

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! میں دیئے گئے جواب سے مطمئن ہوں لیکن ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ پھر مطمئن تو نہ ہوئیں۔

محترمہ زیب النساء اعوان: جناب سپیکر! جہیز فنڈ کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے وہ کم ہے۔ منسٹر صاحب! کیا جہیز فنڈ کو بڑھانے کا ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ محکمہ اب صوبوں کے پاس آ چکا ہے۔ اس وقت تک جو پالیسیاں چل رہی ہیں یا جو رقوم رکھی گئی ہیں وہ اسی طریقے سے رکھی گئی ہیں جس طرح وفاقی حکومت اسے چلا رہی تھی۔ ہماری حکومت کے پچھلے دور میں ایک نیا بل تیار ہو چکا ہے جو Cabinet Committee کو پیش کیا جا رہا ہے۔ الیکشن کی وجہ سے وہ delay ہو گیا تھا اور انشاء اللہ اگلے اسمبلی اجلاس میں وہ بل پیش کر دیا جائے گا۔ وہ فائنل ہو چکا ہے۔ یہ رقم بہت کم ہے جو دس ہزار روپیہ جہیز فنڈ کے سلسلہ میں کسی کو دیا جاتا ہے۔ اس بل کے پاس ہونے کے بعد ہمارے پاس یہ گنجائش ہو گی کہ ہم اس کو بڑھا سکیں لیکن اس میں collection پر انحصار ہے اور کس طرح ہم نے اس کو تقسیم کرنا ہے۔ یہ بات بھی حقیقت ہے کہ یہ رقم بہت تھوڑی ہے اس کو ہم بڑھانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں اپنے بھائی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ صوبہ بھر میں جو زکوٰۃ و عشر کمیٹیاں ہیں وہ اس وقت operational نہیں ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! پارلیمانی سیکرٹریز چونکہ کل بن چکے ہیں آپ جس سیٹ پر کھڑے ہیں یہ پارلیمانی سیکرٹریز کی سیٹیں ہیں۔آپ پیچھے چلے جائیں کیونکہ آپ رولز کے مطابق یہاں سے بات نہیں کر سکتے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مجھے یہ پتا نہیں تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ اعجاز احمد ممبران کی نشستوں پر چلے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ وقوعہ کل ہوا ہے۔اب آپ تسلی سے اپنا سوال کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مجھے آج بڑی دلی مسرت ہو رہی ہے کہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب ایوان میں تشریف لائے ہیں۔ میں نے انہیں بڑے ٹیلیفون بھی کئے اور بڑے پیار بھرے سر نامے بھی بھجوائے۔ میں اب ان کی نذر یہ شعر کرنا چاہتا ہوں کہ

نامہ بر تُو ہی بتا تُو نے تو دیکھے ہوں گے
کیسے ہوتے ہیں وہ خط جن کے جواب آتے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پورے پنجاب میں ہماری جو زکوٰۃ و عشر کمیٹیاں ہیں وہ اس وقت operational نہ ہیں جس کی وجہ سے جو لوگ زکوٰۃ کے حقدار ہیں انہیں بہت مشکلات درپیش ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ یہ بتا دیں کہ کب تک یہ کمیٹیاں معرض وجود میں آ جائیں گی؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی معلومات تھوڑی کمزور ہیں۔ابھی تک کمیٹیاں فعال ہیں ان کو extension دے دی گئی تھی۔ میرے فاضل دوست پہلے نہیں تھے تو میں نے اس وقت بھی اس بات کا جواب دیا تھا کہ 30۔دسمبر تک یہ کمیٹیاں جو اس وقت موجود ہیں وہ کام کریں گی۔30۔دسمبر کے بعد ہمیں نئی کمیٹیوں کی ضرورت ہو گی جس کے لئے ہم نے پہلے ہی process شروع کر دیا ہے لیکن اس وقت یہ کمیٹیاں فعال ہیں اور اپنا کام کر رہی ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یعنی 30۔دسمبر تک یہی کمیٹیاں کام کریں گی اور اس کے بعد کتنی دیر میں نئی کمیٹیوں کے الیکشن کرائے جائیں گے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! 30۔دسمبر تک یہی کمیٹیاں کام کریں گی اور اس کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر یہ کمیٹیاں مکمل ہو جائیں گی۔ یہ بہت بڑا setup ہوتا ہے اس میں تقریباً

24700 کیٹیاں پنجاب میں بننی ہیں۔اس لحاظ سے یہ بہت بڑا process ہے لیکن ہمارا target یہی ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر یعنی جنوری میں اس کام کو مکمل کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال of dispose کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں محمود الرشید صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ سوال بھی of dispose کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1189 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم: پراپرٹی ٹیکس کی وصولی و دیگر تفصیلات

*1189: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع جہلم میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ب) ان ملازمین میں سے کن کن کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

(ج) کن کن ملازمین کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی زیادہ وصولی یا ناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کی شکایات ہیں؟

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع جہلم میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کل 19 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کسی بھی ملازم کے خلاف کسی بھی قسم کی کوئی محکمانہ کارروائی نہ ہو رہی ہے۔

(ج) کسی بھی ملازم کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی زیادہ وصولی یا ناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کی کوئی شکایت نہ ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال محترم منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ اس محکمہ میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کی پراپرٹی پر تالے لگا دیئے جاتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کسی کی جائیداد پر

جب تالا لگتا ہے تو محکمہ کس وجہ سے یہ تالا لگاتا ہے، اس کا جواز کیا ہوتا ہے، اس کی منظوری کون دیتا ہے اور پھر جب یہ تالا کھولا جاتا ہے تو اس کا criteria کیا ہوتا ہے اور اس کا mechanism مجھے سمجھا دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال بنتا نہیں لیکن میں پھر بھی ان کو details دے دیتا ہوں۔ جب مالی سال شروع ہوتا ہے تو لوگوں نے اپنا پراپرٹی ٹیکس جمع کرانا ہوتا ہے۔ پہلے تین ماہ میں جو لوگ اپنا پراپرٹی ٹیکس جمع کراتے ہیں تو انہیں چھوٹ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنا ٹیکس جمع نہیں کراتے ان کو ہم نوٹس بھیجتے ہیں۔ میرے خیال میں صرف ہمارے ٹیکس میں نہیں overall ہمارے یہاں ٹیکس سسٹم میں ہر جگہ problem ہے کہ لوگ اپنا ٹیکس properly on time جمع نہیں کراتے۔ اس میں پھر یہ ہوتا ہے کہ ہم نوٹس بھیجتے ہیں، ہم تین نوٹس بھیج لیتے ہیں تو ان کے بعد ہم ان کو red notice بھیجتے ہیں کہ اگر اب آپ finally ہمارا یہ ٹیکس جمع نہیں کرائیں گے تو ہم آپ کی پراپرٹی کو seal کریں گے بلکہ ہم further کارروائی بھی کر سکتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے۔ محکمے کے پاس یہ پورا اختیار ہے کہ ہم اُن لوگوں کی پراپرٹی seal کر سکتے ہیں اور جب ہم پراپرٹی seal کرتے ہیں تو اس کے بعد وہ seal تب ہی کھلتی ہے جب اس کی جانب سے واجب الادا ٹیکس مل جاتا ہے لیکن defaulter کے لئے minimum ہم نے یہی رکھا ہوا ہے کہ اگر وہ پورا ٹیکس ادا نہیں کر سکتا تو وہ ہمیں واجب الادا ٹیکس کا پچیس سے تیس فیصد ادا کرے اور باقی تمام installments کے اسی financial year کے cheques دے دے تو ہم اس کی کمرشل یا رہائشی پراپرٹی کو de-seal کر دیتے ہیں۔ اگر محکمانہ کارروائی میں کوئی شخص یا مالک کسی قسم کی hindrance کرتا ہے جس کی پراپرٹی کو ہم تالا بندی کرتے ہیں تو further ہم اس کے خلاف کارروائی پولیس کے ساتھ مل کر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری ایکسائز کی پولیس کے پاس بھی اختیارات ہیں اور جیل بھی ہے جہاں پر ہم ایسے لوگوں کو بند بھی کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! سوال نمبر 1471 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ: زکوٰۃ کی تقسیم میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*1471: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال2008 تا سال2012 میں چک کھولے اور چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں کتنے لوگوں میں زکوٰۃ کی رقم کس کس مد میں تقسیم کی گئی؟

(ب) مذکورہ سالوں میں تقسیم کی گئی زکوٰۃ کی رقم کی تفصیل بتائی جائے کن لوگوں میں یہ رقم تقسیم ہوئی ان کے نام، ولدیت وپتاجات اور رقم کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چکوک میں صرف من پسند لوگوں میں زکوٰۃ تقسیم کی گئی مستحق لوگوں کو زکوٰۃ نہ دی گئی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مستحق لوگوں میں زکوٰۃ تقسیم نہ کرنے کے ذمہ دار لوگوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) معزز ایوان کی اطلاع کے لئے پیش ہے کہ سال09-2008 تا13-2012 مقامی زکوٰۃ کمیٹی چک کھولے مرید کے اور چک فیض آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں گزارہ الاؤنس کی مد میں بالترتیب11 اور21 مستحقین میں زکوٰۃ کی رقم تقسیم کی گئی۔

(ب) مذکورہ سالوں کے دوران دونوں چکوک کے جن مستحقین میں زکوٰۃ کی تقسیم کی گئی ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور تقسیم کردہ رقم کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے کیونکہ زکوٰۃ حاصل کرنے کے لئے مستحق زکوٰۃ ہونا لازمی ہے جس کے استحقاق کا تعین قانون کے تحت اس کے رہائشی علاقہ کی مقامی کمیٹی کرتی ہے لہذا ان مستحقین کو متعلقہ مقامی کمیٹیوں نے استحقاق کا تعین کرنے کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی کی۔

(د) وضاحت جز(ج) میں پیش کر دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!بنیادی طور پر اس کے annexure-1 کے اندر مستحقین کے نام اور پتاجات کی details دی گئی ہیں۔ میرے اس حوالے سے دو چھوٹے چھوٹے سوال ہیں۔ایک یہ کہ اس کے note میں لکھا ہوا ہے کہ مقامی زکوٰۃ کمیٹی نے گزارہ الاؤنس کی مد میں مبلغ 7500 روپے مستحقین میں تقسیم نہ کئے ہیں جس کی وزیر صاحب ذرا وضاحت کر دیں۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے اندر تین خواتین کو سال 12-2011 میں تین تین ہزار روپے ملے ہیں جن کے اگر آپ کہتے ہیں تو میں نام بھی پڑھ دیتا ہوں جبکہ 13-2012 میں پانچ پانچ سو روپے ملے ہیں۔اس پر بھی میں چاہوں گا کہ ایک سال میں اگر تین ہزار روپے ہیں تو دوسرے سال پانچ سو روپے کیوں ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): اِن کے نام پڑھ دیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جی، میں ان کے نام پڑھ دیتا ہوں۔ سیریل نمبر 14 میں عزیز فاطمہ دختر فلک شیر، زینب بی بی بیوہ محمد جعفر اور محمد امیر ولد غلام محمد تین لوگ ہیں جن کو سال 12-2011 میں تین تین ہزار روپے جبکہ 13-2012 میں پانچ پانچ سو روپے ملے ہیں۔ اس کے علاوہ وزیر صاحب criteria کے اوپر بھی روشنی ڈال دیں کہ مستحق ہونے کے لئے کیا eligibility criteria ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں پہلے اِن کو مستحقین کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم اِن کو کیسے identify یا nominate کرتے ہیں، چونکہ ہر قصبے اور یونین کونسل کی سطح پر تین تین، چار چار کمیٹیاں بناتے ہیں جس میں نو نو ممبران ہوتے ہیں جو اپنے علاقے پر ہی محدود ہوتے ہیں۔ وہ وہاں سے خود لوگوں کو identify کرتے ہیں جس میں پوری کمیٹی کا consensus ہوتا ہے کہ یہ شخص یا خاتون اس قابل ہے کہ اس کو زکوٰۃ کا فنڈ دیا جائے کیونکہ یہ غریب ہے یا نادار ہے اس لئے اس کو دینا چاہئے۔ دوسرے نمبر پر اس کی acceptance ہونی بہت ضروری ہے کہ جس کو آپ زکوٰۃ دیں تو وہ اس کو accept بھی کرے کیونکہ اسلامی طور پر جب تک کوئی شخص زکوٰۃ کا پیسا accept نہ کرے اُس کو نہیں دیا جا سکتا لہذا totally اس کمیٹی پر ہی انحصار کیا جاتا ہے۔ وہ کمیٹی کے ممبر اپنے محلے، علاقے اور گاؤں میں سے identify کرتے ہیں تب اس پر فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہیں کہ یہ فنڈ ان کو دیا جائے۔

جناب سپیکر!دوسرا انہوں نے خواتین کو identify کیا جن کو پانچ پانچ سو روپے دیئے گئے ہیں تو ان کے لئے میں بتانا یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک خاتون کو final کر لیا جائے کہ یہ مستحق ہے تو اسی کو continue کیا جائے بلکہ وہ مستحقین change ہوتے رہتے ہیں۔ کمیٹی کے اوپر یہ depend کرتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ مستحقین وہاں سے shift ہو کر چلے گئے یا کوئی فوت بھی ہو سکتا ہے جن کا زکوٰۃ کا سلسلہ بند کر دیا جاتا ہے۔چونکہ انہوں نے detail پوچھی تھی کہ کن کن لوگوں کو کتنے کتنے پیسے دیئے گئے جن کے حوالے سے ایک ایک شخص اور ایک ایک خاتون کا نام دیا گیا ہے۔اگر یہ مزید اس کو thrash out کرنا چاہتے ہیں تو یقیناً میں اس حوالے سے thrash out کر کے ان کو بتا دوں گا کہ اس میں ایسی کوئی بات تو نہیں ہے جو ہم سے اوجھل رہ گئی ہو۔ شکریہ

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک بیوہ عورت کے لئے آپ نے پانچ سو روپیہ ماہانہ رکھا ہے تو اس مہنگائی کے دَور میں کیا یہ رقم کافی ہے اور کیا اس پر نظر ثانی ہو رہی ہے اور اس کے علاوہ میں شادی کی گرانٹ کا بھی پوچھنا چاہ رہی تھی کہ یہ بھی بہت کم ہے۔اسے بڑھانے کا ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ جواب تو پہلے دے چکے ہیں اور کیا آپ ایوان میں موجود تھیں؟ منسٹر صاحب! یہ پانچ سو روپے کے حوالے سے بتا دیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ پانچ سو روپے ماہوار ہے جو تقریباً چھ ہزار روپے سالانہ رقم بنتی ہے۔یہ ہم دو قسطوں میں تین تین ہزار کر کے دیتے ہیں۔یقیناً یہ بھی اسی طرح link کرتا ہے جس طرح میں نے پہلے جہیز فنڈ کے بارے میں بات کی تھی کہ اب چونکہ نیا Bill آ رہا ہے جس میں یہ changes آئیں گی اور جب یہ Bill پاس ہو جائے گا تو اس کے بعد یہ تمام فنڈز revise کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ آج سے پندرہ یا اٹھارہ سال پہلے کے جو figures بنائے گئے تھے اس کے مطابق دیئے جا رہے ہیں۔یقیناً یہ کمی محسوس کی جا رہی ہے انشاء اللہ ہم اس کو revise کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جاوید اختر صاحب!

جناب جاوید اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے منسٹر صاحب نے کہا کہ عام طور پر کمیٹیاں ہی مستحقین کو identify کرتی ہیں تو دیکھا یہ گیا ہے کہ عام طور پر وہ اپنی ہی بندر بانٹ کر لیتے ہیں اور اس میں کوئی criteria نہیں ہوتا۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس سلسلے میں check and balance کا کوئی سسٹم موجود ہے کہ انہوں نے زکوٰۃ فنڈ کی صحیح تقسیم کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ وہی بات repeat کر رہے ہیں جو پہلے میرے بھائی نے کی تھی۔ بالکل مستحقین کو دیکھا جاتا ہے اور ان کو identify کیا جاتا ہے۔ جب ان کے نام آتے ہیں تو باقاعدہ وہاں زکوٰۃ کے آفس میں لگایا جاتا ہے تاکہ اگر کسی شخص کو کوئی شبہ ہو یا ان سے زیادہ بڑھ کر کوئی مستحق ہو تو اس کی کوئی identify کر سکے لہذا اس میں کوشش کی جاتی ہے کہ یہ فنڈ کسی غیر مستحق کو نہ چلا جائے لیکن اس کے باوجود اگر ان کے علم میں ایسی کوئی بات ہے تو یقیناً یہ ہمارے لئے بڑی اچھی بات ہو گی کہ ہمیں یہ identify کریں تاکہ ہم اس پر کارروائی کر سکیں اور اگر کہیں یہ غلط کام ہو رہا ہے تو ہم مل کر اس پر کام کر سکتے ہیں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ آپ کے پاس ایسا کوئی سسٹم موجود ہے کہ زکوٰۃ صحیح تقسیم کی گئی ہے یا نہیں کی گئی یعنی آپ کس طرح انہیں check کرتے ہیں کہ کمیٹیوں نے زکوٰۃ صحیح تقسیم کی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ بات اپنے فاضل دوست اور ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ cash کسی کو نہیں جاتا بلکہ یہ سارے پیسے بنک میں ہوتے ہیں۔ جب کمیٹیوں کو بھی shift ہوتے ہیں تب بھی بنک میں جاتے ہیں اور جب بنک سے نکلوائے جاتے ہیں تب بھی cross cheque کے ساتھ نکلوائے جاتے ہیں لہذا اس کا سو فیصد ریکارڈ موجود ہوتا ہے جس کو دیکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ تو نیچے والی سطح کی بات کر رہے ہیں بلکہ ہماری ضلع کی ایک زکوٰۃ کمیٹی ہوتی ہے جو اس کو خود monitor کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارا internal and external audit بھی ہوتا ہے یعنی دونوں قسم کے audit بھی کرائے جاتے ہیں تاکہ اگر کوئی بے ضابطگی ہے تو اس کو identify کر کے rectify کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔

SHEIKH EJAZ AHMED: On her behalf.

SHEIKH ALA-UD-DIN: On her behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!اب آپ دونوں شیخ صاحبان آ گئے ہیں لہذاآپس میں ہی decide کرلیں۔ کل توآپ ایک معاملے پر متفق تھےاورابھی بھی ہو جائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!جیسے آپ کہیں گے کرلیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میرے لئے آپ دونوں محترم ہیں لہذاآپس میں ہی طے کرلیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!سوال نمبر1511 ہے، جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے محترمہ نگہت شیخ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتاہے۔

ضلع لاہور: پراپرٹی ٹیکس وصولی کے لئے سروے کروانے کی تفصیلات

*1511: **محترمہ نگہت شیخ**: کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ پراپرٹی ٹیکس وصولی کے لئے پانچ سالہ بنیاد پر سروے کیا جاتاہے؟

(ب) ضلع لاہور کا سروے برائے پراپرٹی ٹیکس آخری بار کب کیا گیا سروے کے لئے کیاطریق کار اپنایا گیاعلاقہ وار تمام تفصیل مع نام آفیسر سروے کنندہ ایوان میں پیش کیا جائے؟

وزیر خزانہ /آبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں!یہ درست ہے کہ پراپرٹی ٹیکس وصولی کے لئے پانچ سالہ بنیاد پر سروے کیا جاتاہے۔

(ب) ضلع لاہور کا آخری سروے برائے پراپرٹی ٹیکس2001 میں ہوا تھا، تاہم زون نمبر12 ریٹنگ ایریا۔Iلاہور(اندرون شہر)کاآخری سروے2005 میں ہوااس لئے لاہور کی مختلف آبادیوں کی درجہ بندی کی گئی اور علاقہ جات میں اس وقت کے ماہانہ کرایہ کی شرح کی بنیاد پر تشخیصی جدول(Valuation Tables)کی مختلف کیٹیگریز تیار کی گئیں۔ جس کے مطابق پراپرٹی ٹیکس لاگو کیا گیا۔ موجودہ سروے اور پنجاب اربن اموواایبل پراپرٹی ٹیکس ایکٹ 1958 کی دفعات 3,5اور5/Aاور گورنمنٹ کے وضع کردہ ایکشن پلان کے مطابق کیا جارہا ہے۔ تشخیصی جدول(Valuation Table)اور سروے کنندہ آفیسران کے نام جھنڈی (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب) کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ ضلع لاہور کا آخری سروے برائے پراپرٹی ٹیکس 2001 میں ہوا تھا تاہم زون نمبر 12 ریٹنگ ایریا۔I لاہور (اندرون شہر) کا آخری سروے 2005 میں ہوا۔

جناب سپیکر!آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جز(الف) میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ پراپرٹی کا سروے ہر پانچ سال بعد کیا جاتا ہے تو اس حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر سروے ہر پانچ سال بعد کیا جاتا تھا یا کیا جاتا رہا ہے تو 2005 میں اندرون شہر کا سروے کروایا گیا، اس کے بعد اب تک کیوں نہیں کروایا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!پراپرٹی کا سروے تین سے پانچ سال بعد کروایا جاتا ہے لیکن معزز ممبر کی اطلاع کے لئے میں عرض کر دوں کہ ہم نے 2001 کے بعد پراپرٹی ٹیکس کا دوبارہ سروے کروالیا ہے مگر اس کا نیا evaluation table ابھی تک لاگو نہیں کیا گیا۔ میں معزز ایوان کو بتادوں کہ اس وقت جو پراپرٹی ٹیکس وصول کر رہے ہیں وہ 2001 کے rate کے مطابق ہے۔یہاں پر اس جواب میں خاص طور پر بتایا گیا ہے کہ زون 12 کا 1، rating area جو اندرون شہر کا چونکہ گزشتہ سروے بھی late ہوا تھا، اور سروے پانچ سال بعد کرنا ہوتا ہے تو چونکہ اس کا گزشتہ سروے 2000 میں ہوا تھا تو 2005 میں اس rating area کے پانچ سال پورے ہوئے تو اس rating area کا نیا سروے کر کے نیا evaluation table دے دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ پراپرٹی سروے کے متعلق کہا گیا کہ ہو رہا ہے presumption کی بنیاد پر انڈسٹریل یا کمرشل یونٹ ابھی finishing stage پر جو ہوتا ہے، ایک تو جیسے evaluation table ہے منسٹر صاحب کو بھی پتا ہے اور اس معزز ایوان کے ممبران کو بھی پتا ہے کہ پراپرٹی میں کمرشل، انڈسٹریل اور رہائشی علاقہ کو علیحدہ ہونا چاہئے۔دوسرا میرا specific question یہ ہے کہ take of period کہاں سے شروع ہو گا کیونکہ ابھی finishing

stage پر انڈسٹری یا پراپرٹی ہوتی ہے یا کمرشل آرگنائزیشن ہوتی ہے تو ان کے لوگ فیتے لے کر آ جاتے ہیں۔ابھی وہاں رگڑائی ہو رہی ہوتی ہے اور ان کے لوگ فیتے لے کر آ جاتے ہیں، دنیا میں even پاکستان میں انکم ٹیکس لاء میں ایک take of period دیا جاتا ہے، اگر financial year کے تین ماہ کم ہیں تو وہ اگلے مالی سال میں جائے گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ take of period کو بھی نہیں دیکھتے اور سروے کے اندر جا کر فیتے بازی شروع کر دیتے ہیں، یہ بتائیں کہ ان کا پیریڈ کہاں سے شروع ہوتا ہے۔From this date they start the period

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پراپرٹی ٹیکس اس پراپرٹی پر لاگو کیا جاتا ہے جہاں پر construction complete ہو گئی ہو کیونکہ یہ per square feet کے حوالے سے پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ کئی لوگ چھ ماہ میں اپنا گھر مکمل کر لیتے ہیں اور کئی لوگ چھ سال میں بھی مکمل نہیں کرتے تو اس کا ہم کوئی take of period نہیں دے سکتے۔ جب ایک خالی پلاٹ پر کوئی construction ہو گی تو ہم نے اس کا پراپرٹی ٹیکس لینا ہے، اگر کوئی انڈسٹریل یونٹ ہے تو جب وہاں پر انڈسٹریل یونٹ لگ جائے گا تو اس کا پراپرٹی ٹیکس لیں گے، کمرشل پلاٹ پر پلازہ کھڑا ہو جائے گا تو ہم اس سے پراپرٹی ٹیکس لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب نے کہا ہے کہ ابھی وہ مکمل ہی نہیں ہوتا لیکن آپ ٹیکس لینے کے لئے پہلے ہی پہنچ جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ سمجھ گئے ہیں اور منسٹر صاحب بھی سمجھ گئے ہیں جو کہ خود business man ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔(قہقہہ)

جناب سپیکر! ابھی وہاں پر کوئی production شروع نہیں ہوئی اور کسی قسم کی business activity شروع نہیں ہوئی تو ان کی یہ زیادتی نہیں ہے کہ کمرشل یا انڈسٹریل پلاٹ پر یہ پراپرٹی ٹیکس کا نوٹس بھیج دیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں سب سے زیادہ business friendly ہونا چاہئے۔ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں لیکن جس طرح psychiatric نے کہا تھا ناں کہ اسے پتا تھا کہ وہ کیا چاہ رہا ہے لیکن وہ بولا نہیں تھا۔ انہیں بھی پتا ہے کہ میں کیا چاہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شیخ صاحب میرے بڑے بھائی ہیں اور میرے لئے بڑے محترم ہیں۔ میں انہیں بلکہ آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے تمام ممبران سے یہی عرض کروں گا کہ اگر کہیں پر کوئی اس طرح کی شکایت ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ ایک پراپرٹی پر ابھی construction complete نہیں ہوئی اور وہاں پر ہمارے لوگ گئے ہیں تو اس حوالے سے محکمہ کا ایک criteria ہے۔ متعلقہ ای ٹی او کے پاس شکایت کریں، وہ نہیں کرتا تو ڈائریکٹر کے پاس کریں، ڈائریکٹر اگر مسئلہ حل نہیں کرتا تو ڈی جی ایکسائز ہے، اگر وہ بھی نہیں کرتا سیکرٹری ہے، سیکرٹری نہیں کرتا تو پھر منسٹر ہے۔ یہ پوری ایک chain of command ہے اگر کوئی کہتا ہے کہ اسے ایکسائز کے لوگ آکر ناجائز تنگ کرتے ہیں تو بالکل ان کے خلاف ہم کارروائی کریں گے اور جب تک اس پراپرٹی پر construction complete نہیں ہوتی تو اس پر ٹیکس نہیں لگے گا۔

جناب فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آخری ضمنی سوال ہوگا۔

جناب فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! شیخ اعجاز صاحب نے سوال کیا تھا کہ 2005 میں سروے کرایا گیا۔ منسٹر صاحب فرمارہے ہیں کہ اب ہو رہا ہے جو تین سال کی تاخیر ہوئی ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کا تعین کیا جائے اور یہ سلسلہ بند کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈوگر صاحب! یہ ضمنی سوال تو نہیں بنتا۔ اگر کوئی سوال ہے تو وہ کریں۔

ملک محمد علی کھوکھر: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے تو فرمادیا کہ کوئی شکایت ہے تو بھجوادیں لیکن آپ principle تو lay کریں کہ اس کا start of period جس طرح وہ فرمارہے ہیں وہ کیا ہونا چاہئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ 2001 میں ہمارا پچھلا سروے مکمل ہوا اور اس وقت پراپرٹی ٹیکس کا جو Evaluation Table ہے وہ 2001 میں نافذالعمل ہونے والے rate کے مطابق ٹیکس کی collection کر رہے ہیں۔ اس کے بعد 2006 میں دوبارہ اس کا سروے ہو کر اس کا نیا Evaluation Table آنا چاہئے لیکن اس وقت کی حکومت نے شاید الیکشن کا سال یا کوئی ملکی حالات کو دیکھتے ہوئے as a special case کیونکہ اس میں وزیر اعلیٰ کے پاس اختیار ہے کہ وہ اس کو for the time being آگے لے جا سکتے

ہیں۔انہوں نے اسے آگے کیااور پھر اس کے بعد جب 2008 میں ہماری حکومت آئی اور ہم نے اس وقت اس پر working شروع کی مگر اس وقت بھی ملکی حالات کو دیکھتے ہوئے یہ نہ کرایا جاسکا۔2011 میں اسے دس سال ہو گئے تھے اور ہم نے وہ سروے دوبارہ کروانا تھا لیکن اب اس وقت اس سروے کو 12 سال ہو گئے ہیں اور اس پراپرٹی ٹیکس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا اور 2001 کے مطابق پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ ہم آج کل اس کا سروے کر رہے ہیں اور جیسے ہی مکمل ہو گیا تو ہم اسے finalize کریں گے کہ کس شرح سے پراپرٹی ٹیکس وصول کرنا ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کی سالانہ rental value جو اس area کی ہوتی ہے اور پھر ہم نے اسے categories کیا ہوا ہے تو اس حوالے سے ہم اسے determine کرتے ہیں۔ ہم finalize کریں گے تو تب آپ کے سامنے آ جائے گا اور تمام stakeholders کو on board لے کر نئی شرح کو نافذالعمل کیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ منسٹر صاحب کو بھی معلوم ہے کہ میں کیا پوچھنا چاہ رہا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بتادیں کہ آپ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں تاکہ سب کو پتا چل جائے۔

شیخ علاؤالدین: نہیں جناب! وہ بات منسٹر صاحب کرنا نہیں چاہ رہے۔ایک تو جسٹس محمد غنی کا فیصلہ تاخیر سے آیا، یہ مسئلہ ہائیکورٹ میں رہا اس لئے سروے نہیں ہوا۔ میں یہ بات ذمہ داری سے کر رہا ہوں۔دوسری بات یہ ہے کہ منسٹر صاحب کو بھی اس بات کا پتا ہے کہ جتنا یہ assesses کو اور محکمے کو delink کریں گے اتنا ہی حکومت کا فائدہ ہو گا۔ جیسا کہ میں چاہ رہا ہوں کہ اگر ایک آدمی نے دس مرلے کا مکان بنایا ہے اور ابھی وہ وہاں shift نہیں ہوا، ریٹائر ہونے والا ہے یا اور کوئی بات ہے تو ایک cut date ہونی چاہئے کہ اس تاریخ سے اس کو ٹیکس لگے گا۔ اسی طرح کمرشل اور انڈسٹریل میں cut date ہونی چاہئے اور take of period ہونا چاہئے۔یہیں سے کرپشن شروع ہوتی ہے، میں منسٹر صاحب سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ ایک سال کو take of period دیں، property residential ہو، انڈسٹریل ہو یا کمرشل ہو۔ تمام محکمے، تمام ٹیکسیشن اور even سیلز ٹیکس بھی کہتا ہے کہ آپ اسے اگلے financial year سے club کر دیں تاکہ ان کے محکمہ کی کرپشن کم ہو اور مک مکا کم ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب نے تجویز دے دی اور منسٹر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!شیخ صاحب کی تجویز پہلے بھی میں نے noteکی ہے۔ ہمارا جو نیا سروے ہو رہا ہے اور جب ہم نیاEvaluation Tableدیں گے تو اس میں بالکلtake of periodکی شق بھی رکھی جائے گی اور انشاءاللہ اس بات کو دیکھا جائے گا۔ پہلے اس طرح نہیں تھا لیکن بات یہ ہے کہ میں repeatنہیں کرتا۔اگر کوئیcomplaintہے تو ہمیں بتائیں ہم اس پر کارروائی کریں گے۔ مگرtake of periodرکھنا چاہئے میں شیخ صاحب سے agreeکرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!آپ کو مبارک ہو منسٹر صاحب آپ کی بات سمجھ گئے جو آپ سمجھانا چاہتے تھے۔اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر::بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور۔پی پی۔144 کی ٹیکس ادا نہ کرنے والی فیکٹریوں اور ملوں کے خلاف کارروائی

*872: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144یو سی۔37لاہور میں قائم کتنی فیکٹریاں اور ملز ٹیکس ادا کر رہی ہیں اور کتنی ٹیکس ادا نہیں کر رہی ہیں؟

(ب) کیا حکومت ان فیکٹریوں اور ملوں کو جو ٹیکس ادا نہیں کر رہے ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پی پی۔144لاہور یو سی۔37 میں کل42 فیکٹریاں اور ملز ہیں جن سے محکمہ آبکاری و محصولات سے متعلقہ دو قسم کے ٹیکس یعنی پراپرٹی ٹیکس اور پروفیشنل ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے یو سی۔37لاہور کا کچھ علاقہ شالامار ٹاؤن اور کچھ واہگہ ٹاؤن میں واقع ہے اور محمود بوٹی ایریا میں سلطان محمود روڈ کہلواتا ہے۔

(ب) چونکہ مذکورہ42 فیکٹریوں اور ملز کے مالکان نے30.06.2013تک پراپرٹی ٹیکس اور پروفیشنل ٹیکس ادا کر دیا ہوا ہے، لہذا ان کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی جواز نہ ہے۔

لاہور: غریب اور مستحقین کو دی گئی امداد کی تفصیلات

*1075: میاں محمود الرشید: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔151 لاہور میں سال13۔2012 کے دوران غریب اور مستحقین کل کتنے لوگوں کو امداد دی گئی؟

(ب) یہ امداد کن کن مدات میں فراہم کی گئی اور اس کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) سال14-2013 کے بجٹ میں صوبہ کے غریب لوگوں کی امداد کے لئے کل کتنی رقم رکھی گئی ہے اور پی پی۔151 کے غریب لوگوں کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) معزز ایوان کی اطلاع کے لئے پیش ہے کہ پی پی۔151 لاہور میں سال13۔2012 کے دوران زکوٰۃ کی مختلف مدات میں 2134 مستحقین کو زکوٰۃ فنڈ سے امداد دی گئی۔

(ب) سال13۔2012 میں حلقہ پی پی۔151 لاہور کے مستحقین کو درج ذیل مدات میں امداد دی گئی۔

نمبر شمار	نام مد	تقسیم کردہ رقم
1۔	گزارہ الاؤنس	40لاکھ 73ہزار350روپے
2۔	عید گرانٹ	5لاکھ 59ہزار650روپے
3۔	گزارہ الاؤنس برائے نابینا	4لاکھ 38ہزار495روپے
4۔	شادی گرانٹ	3لاکھ 40ہزار روپے
5۔	تعلیمی وظائف (جنرل)	37لاکھ 87ہزار632روپے
	میزان	91لاکھ 99ہزار127روپے

مندرجہ بالا مدات میں فنڈز تقسیم کرنے کا طریق کار کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) سال14۔2013 کے بجٹ میں صوبہ کے غریب لوگوں کی امداد کے لئے مبلغ2۔ارب 59کروڑ60لاکھ 37ہزار روپے مختص کئے گئے ہیں یہ رقم قانون کے مطابق ضلع زکوٰۃ کمیٹیوں کو آبادی کی بنیاد پر جاری کی جاتی ہے۔(پی پی۔151)میں موجود41 مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے لئے ضلع لاہور کی دیگر مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی طرح ضلع کمیٹی نے گزارہ الاؤنس کی مد میں سال 14۔2013 کے دوران۔/44,920روپے فی کمیٹی کے حساب سے مبلغ18لاکھ 41ہزار 720 روپے مختص کئے جس میں سے پہلی ششماہی قسط مبلغ9لاکھ 20ہزار 860 روپے بحساب22ہزار460 روپے فی کمیٹی جاری کئے جا چکے ہیں جبکہ دوسری ششماہی قسط دسمبر2013 کے بعد جاری کی جائے گی علاوہ ازیں اس سال عید الفطر کے موقع پر عید گرانٹ کی مد میں بھی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو13ہزار650روپے فی کمیٹی جاری کئے گئے۔

گوجرانوالہ:زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1619: محترمہ ناہید نعیم:کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ میں بنائی گئی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد کیا ہے نیز کتنی آبادی کے لئے ایک زکوٰۃ کمیٹی بنائی جاتی ہے؟

(ب) صوبہ میں زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین اور ممبران کے چناؤ کا طریق کار کیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ زکوٰۃ کی رقم حق داروں کی بجائے استحقاق نہ رکھنے والوں میں تقسیم کی جا رہی ہے جس کی وجہ سے بیوہ،یتیم اور نادار لوگوں کی حق تلفی ہو رہی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زکوٰۃ کی موجودہ پالیسی پر نظر ثانی کرنے کو تیار ہے تاکہ زکوٰۃ کی رقم اس کے صحیح حق داروں تک پہنچ سکے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):

(الف) معزز ایوان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ضلع گوجرانوالہ میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی تعداد 1302 ہے۔زکوٰۃ و عشر آرڈیننس 1980 کی دفعہ 18(1) کے تحت مقامی زکوٰۃ کمیٹی ہر دیہہ یا گاؤں اور شہری علاقہ میں ہر حلقہ (وارڈ) میں تشکیل دی جاتی ہے آبادی کم یا زیادہ ہونے کی

صورت میں کمیٹیوں کی حد بندی میں تبدیلی کر کے ایک یا زیادہ کمیٹیاں تشکیل دی جا سکتی ہیں لیکن اگر کسی کمیٹی کی آبادی دس ہزار سے تجاوز کر جائے تو صوبائی کونسل ایسے ضمنی احکام جاری کر سکے گی جو آرڈیننس کے اغراض کے لئے ضروری ہیں۔

(ب) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے چیئرمین و ممبران کا چناؤ قانون و قواعد کے تحت ضلع زکوٰۃ کمیٹی کی مقرر کردہ تین رکنی چناؤ ٹیم کرتی ہے جو کہ ایک گزٹیڈ آفیسر ایک عالم دین اور ممبر ضلع زکوٰۃ کمیٹی یا نمائندہ پر مشتمل ہوتی ہے۔چناؤ ٹیم شیڈول کے مطابق مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی حد بندی میں مرد و خواتین کے لئے علیٰحدہ علیٰحدہ اجتماع کا انعقاد کر کے سات مرد اور دو خواتین ممبران کا انتخاب کرتی ہے جو اپنے میں سے کسی ایک شخص کو چیئرمین منتخب کرتے ہیں۔

(ج) زکوٰۃ حاصل کرنے کے لئے مستحق زکوٰۃ ہونا لازمی ہے جس کے استحقاق کا تعین قانون کے تحت اس کے رہائشی علاقہ کی مقامی زکوٰۃ کمیٹی کرتی ہے۔کسی بھی غیر مستحق کو زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کی جاتی اور زکوٰۃ کی رقم حقدار اور مستحق افراد کو ہی تقسیم کی جا رہی ہے۔

(د) جواب جزہائے بالا میں پیش کیا جا چکا ہے۔

پنجاب کے ہوٹلوں سے سیلز پر ایکسائز ٹیکس کا نفاذ و دیگر تفصیلات

*1664:ڈاکٹر نوشین حامد:کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں ہوٹلوں اور ریسٹورینٹس کی سیلز پر ایکسائز ٹیکس نافذ کیا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ایسے ریسٹورینٹس کی درجہ بندی(categorization) کی جاتی ہے اگر درجہ بندی کی جاتی ہے تو اس درجہ بندی کا criteria کیا ہے تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات(میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پنجاب میں ہوٹلوں اور ریسٹورینٹس کی سیل پر ایکسائز ٹیکس کے نام سے کوئی ٹیکس نافذ نہ ہے۔تاہم وہ رہائشی ہوٹلز جو کمرہ کرایہ پر دیتے ہیں ان سے کل بلنگ کی رقم کا 8 فیصد بیڈ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے نیز وہ ہوٹلز جن کے پاس L-2 شاپ کا لائسنس ہے وہاں شراب کی فروخت پر vend fee کے نام سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔شراب کی 750ml بوتل

پر۔/225روپے فی بوتل اور بیئر کی500mlبوتل پر32روپے50پیسے وینڈ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ب) Vend Shopاور بیڈ ٹیکس کی وصولی کے لئے کوئی درجہ بندی نہ کی جاتی ہے۔بیان بالا فکس ریٹس کی بنیاد پر ریکوری کی جاتی ہے۔

لاہور:پی پی۔144میں زکوٰۃ کی تقسیم کی تفصیلات

*1703:ڈاکٹر نوشین حامد:کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔144لاہور میں سال13۔2012کے دوران کن کن کو کتنی زکوٰۃ تقسیم کی گئی؟

(ب) زکوٰۃ کی رقم کی تقسیم کا طریق کار کیا ہے نیز زکوٰۃ کی رقم سرکاری نمائندے تقسیم کرتے ہیں یا ممبران اسمبلی؟

وزیر زکوٰۃ وعشر(ملک ندیم کامران):

(الف) معزز ایوان کی اطلاع کے لئے پیش ہے کہ پی پی۔144لاہور میں مستحقین زکوٰۃ کو سال 13۔2012 کے دوران زکوٰۃ کی مختلف مدات میں مبلغ75لاکھ49ہزار9سو75روپے کی رقم تقسیم کی گئی جس کی مدوار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مد	تقسیم کردہ رقم	تعداد مستحقین
1۔	گزارہ الاؤنس وعید گرانٹ	61لاکھ10ہزار روپے	940
2۔	شادی گرانٹ	4لاکھ20ہزار روپے	42
3۔	گزارہ الاؤنس برائے نابینا	1لاکھ62ہزار روپے	33
4۔	تعلیمی وظائف(جنرل)	6لاکھ8ہزار952روپے	419
5۔	تعلیمی وظائف(دینی مدارس)	2لاکھ49ہزار23روپے	292
	میزان		1726

جن مستحقین کو زکوٰۃ کی رقم تقسیم کی گئی ان کے کوائف مع تقسیم کردہ رقم کی تفصیل تتمہ(الف وب اورج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) زکوٰۃ کی رقم کی تقسیم کا طریق کار تتمہ(د)ایوان کی میز پر رکھ دیا گیاہے۔نیز زکوٰۃ کی رقم سرکاری نمائندے یا ممبران اسمبلی تقسیم نہیں کرتے بلکہ زکوٰۃ کی تقسیم مجوزہ طریق کار کے تحت مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں اور تعلیمی ودینی ادارہ جات میں قائم سکالرشپ کمیٹیاں کرتی ہیں لیکن تقسیم زکوٰۃ کے موقع پر کسی معتبر شخصیت کی موجودگی پر اعتراض نہیں کیا جاتا۔

صوبہ میں ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے لائسنس دینے کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1706:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیاوزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ہمارے دین میں شراب حرام ہے؟

(ب) اگر جواب مثبت ہے تو پھر حکومت پنجاب شراب کی فروخت کے لائسنس کیوں جاری کرتی ہے؟

(ج) پنجاب میں کس کس ہوٹل اور ادارے کو شراب کی فروخت کے لائسنس دیئے گئے ہیں؟

(د) شراب کی فروخت سے مالی سال13۔2012 میں اس کی فروخت پر لگائے گئے ٹیکس سے کل کتنی آمدنی حکومت پنجاب کو ہوئی؟

(ہ) کیا حکومت اللہ کے حکم کے مطابق اور نبیؐ کی ہدایت کے مطابق سرکاری سطح پر شراب کی فروخت کے لائسنس کے اجراء پر پابندی کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ /آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! دین اسلام میں شراب قطعی حرام ہے۔

(ب) حکومت پنجاب صرف ملکی و غیر ملکی غیر مسلم افراد کو شراب فروخت کرنے کے لئے Prohibition (Enforcement of Hadd) Order, 1979 کے تحت لائسنس جاری کرتی ہے۔

(ج) پنجاب میں کل 9 ہوٹلز کو شراب کی فروخت کے لائسنز (L-2) جاری کئے گئے ہیں جن میں لاہور میں چار ہوٹلوں جن میں پی سی ہوٹل، آواری ہوٹل، ہوسپیٹالیٹی ان ہوٹل اور ایمبیسڈر ہوٹل کو شراب فروخت کرنے کے لائسنس جاری کئے گئے ہیں جبکہ راولپنڈی ضلع میں پی سی راولپنڈی، فلیش مین راولپنڈی، اور پی سی ہوٹل بھوربن مری شامل ہیں۔ اسی طرح فیصل آباد میں سیرینا ہوٹل اور ملتان میں رمادہ ہوٹل کو شراب کی فروخت کا لائسنس جاری کیا گیا ہے۔

(د) مالی سال13-2012 میں شراب کی فروخت سے پنجاب گورنمنٹ کو (Vend Fee) کی مد میں ایک ارب بیس کروڑ کی آمدنی ہوئی۔

(ہ) اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق مسلم و غیر مسلم تمام شہریوں کو اپنے مذہبی عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کا حق حاصل ہے تاہم شراب پر پابندی پالیسی مسئلہ ہے جس پر بحث کروائی جاسکتی ہے۔

بہاولپور۔زکوٰۃ کی رقم تقسیم نہ ہونے کی تفصیلات

*1734:ڈاکٹر محمد افضل:کیاوزیر زکوٰۃ وعشر ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ سال2013میں بہاولپور میں زکوٰۃ سے متعلقہ ضلعی انتظامیہ کی نااہلی کی بناء پر4کروڑروپے کی رقم زکوٰۃ مستحقین میں تقسیم نہ ہو سکی اور وہ رقم لیپس ہو گئی؟

(ب) کیازکوٰۃ کی رقم بروقت تقسیم نہ کرنے والے افسران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی اور آئندہ بروقت تقسیم زکوٰۃ کے لئے کیااقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ وعشر(ملک ندیم کامران):

(الف) اس ضمن میں پیش ہے کہ سال13۔2012میں ضلع زکوٰۃ کمیٹی بہاولپور کو زکوٰۃ کی مختلف مدات میں مبلغ10کروڑ10لاکھ96ہزار274 روپے جاری کئے گئے جس سے مبلغ 5کروڑ60لاکھ34ہزار176روپے مختلف مدات میں مستحقین زکوٰۃ میں تقسیم کئے گئے جبکہ مبلغ4کروڑ50لاکھ62ہزار98روپے کی رقم تقسیم نہ ہو سکی اور صوبائی زکوٰۃ فنڈ میں واپس کر دی گئی۔اس رقم کے تقسیم نہ ہونے کی بنیادی وجہ چیئرمین ضلعی کمیٹی بہاولپور کا استعفیٰ،جنرل الیکشن2013 کی وجہ سے زکوٰۃ کی تقسیم کے عمل میں عارضی طور پر تعطل اور بعدازاں6۔مئی2013کو صوبائی زکوٰۃ کونسل کا اپنی تین سالہ مدت پوری کرنے پر تحلیل ہو جانا تھا۔

(ب) جیسا کہ جز(الف)میں بیان کیا گیا ہے کہ ضلع بہاولپور میں زکوٰۃ کی رقم بروقت تقسیم نہ ہونے کی بنیادی وجہ چیئرمین ضلعی کمیٹی بہاولپور کا استعفیٰ مورخہ 22۔مارچ2013ہے جو2۔اپریل2013کو منظور کیا گیا تھا اور استعفیٰ کی منظوری تک وہ اپنے فرائض سرانجام دینے کا قانون کے تحت پابند تھا۔مزید برآں جنرل الیکشن2013کے پیش نظر محکمہ کی طرف سے زکوٰۃ کی تقسیم کا عمل عارضی طور پر روک دیا گیا تھا۔چیئرمین ضلع زکوٰۃ کمیٹی کی نامزدگی صوبائی زکوٰۃ کونسل کرتی ہے مگر صوبائی زکوٰۃ کونسل اپنی تین سالہ مدت کار مورخہ

6۔ مئی2013 کو مکمل ہونے پر تحلیل ہو گئی تھی جس کی تشکیل نو مورخہ 29۔اگست2013 کو حکومت بننے کے بعد کی گئی جس سے عیاں ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی بروقت تقسیم نہ ہونے میں محکمہ کے افسران کی کوتاہی نہ ہے البتہ آئندہ زکوٰۃ کی بروقت تقسیم کے لئے تمام ضروری اقدامات بروئے کار لائے جائیں گے۔

سیالکوٹ:ڈسکہ شہر میں پراپرٹی ٹیکس کی شرح میں اضافہ کی تفصیلات

*1708:جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیایہ درست ہے کہ ڈسکہ شہر (سیالکوٹ) میں پراپرٹی ٹیکس کی ratio میں اضافہ کیا گیا ہے؟

(ب) یہ کب، کس کے احکامات کے تحت ٹیکس کی ratio میں اضافہ کیا گیا ہے؟

(ج) اس شہر میں فی مرلہ کتنا ٹیکس وصول کیا جارہا ہے اور کم از کم کتنے مرلہ پر ٹیکس لگایا جارہا ہے؟

(د) ارشاد ٹاؤن ڈسکہ میں ٹیکس کی شرح کس حساب سے متعین کی گئی ہے؟

(ہ) کیایہ درست ہے کہ اس ٹاؤن میں ٹیکس کی شرح بہت زیادہ لگادی گئی ہے جس بناء پر محکمہ کے ملازمین کے خلاف زیادہ ٹیکس لگانے کی وجہ سے دفتر ایکسائز میں شکایات موصول ہوئی ہیں؟

(و) کیا حکومت اس شہر میں ٹیکس کا تعین از سر نو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور ارشاد ٹاؤن کے مکینوں کو بھجوائے گئے۔ ٹیکس کی ادائیگی کے نوٹس واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو کیوں؟

وزیر خزانہ /آبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یہ بات درست نہ ہے کہ ڈسکہ شہر (سیالکوٹ) میں پراپرٹی ٹیکس کی ratio میں اضافہ کیا گیا ہے۔

(ب) جواب جز(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) ڈسکہ شہر میں ٹیکس کی فی مرلہ شرح بمطابق ویلیوایشن ٹیبل 02۔2001 کی کیٹیگری D,E,F,G ہے

	زیادہ سے زیادہ (کیٹیگری D)		کم از کم (کیٹیگری G)	
	ذاتی	کرایہ	ذاتی	کرایہ
رہائشی	130روپے فی مرلہ	1304روپے فی مرلہ	46روپے فی مرلہ	457روپے فی مرلہ
کمرشل	652روپے فی مرلہ	3261روپے فی مرلہ	209روپے فی مرلہ	1044روپے فی مرلہ

	زیادہ سے زیادہ (کیٹیگری E)		کم از کم (کیٹیگری F)	
رہائشی	115روپے فی مرلہ	1150روپے فی مرلہ	95روپے فی مرلہ	885روپے فی مرلہ
کمرشل	485روپے فی مرلہ	2650روپے فی مرلہ	345روپے فی مرلہ	1615روپے فی مرلہ

پانچ مرلہ رہائشی مکانات پر معافی ہے جبکہ کمرشل استعمال والے حصے پر کوئی معافی نہ ہے

(د) ارشاد ٹاؤن ڈسکہ میں کیٹیگری (ایف) لگائی گئی ہے جس کی ویلیوایشن ٹیبل میں شرح درج ہے۔

کمرشل		رہائشی			
کیٹیگری		ذاتی	کرایہ	ذاتی	کرایہ
F	Main Road	1.50	6.50	0.25	2.50
	OFF Road	1.00	4.00	0.15	1.25

(ہ) یہ درست نہ ہے کہ ارشاد ٹاؤن میں بہت زیادہ شرح ریٹ سے ٹیکس لگا دیا گیا ہے جہاں تک ملازمین کے خلاف شکایات کا سوال ہے تو اس میں کوئی صداقت نہ ہے۔

(و) حکومت ڈسکہ شہر میں ٹیکس کا تعین از سر نو کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ پورے پنجاب میں پراپرٹی ٹیکس سروے 14۔2013 جاری ہے جس کے مکمل ہونے پر ٹیکس کی شرح کے بڑھنے یا کم ہونے کے بارے میں کچھ کہا جا سکتا ہے۔ جہاں تک ارشاد ٹاؤن میں دیئے گئے پراپرٹی ٹیکس کے نوٹسز کی واپسی کا تعلق ہے تو حکومتِ وقت کے زیرِ غور ایسی کوئی قانونی ترمیم یا تجویز نہ ہے۔

صوبہ میں ضلع وار تقسیم کی گئی زکوٰۃ کی تفصیلات

*1735: **ڈاکٹر محمد افضل:** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 13۔2012 میں کل کتنی رقم زکوٰۃ فنڈ سے پنجاب کے مختلف اضلاع کو دی گئی ضلع وار تفصیل دی جائے؟

(ب) جو رقم مختلف اضلاع کو دی گئی کیا وہ تمام کی تمام زکوٰۃ مستحقین میں تقسیم کر دی گئی، اگر نہیں تو ایسا کیوں ممکن نہ ہو سکا؟

وزیر زکوٰۃ وعشر (ملک ندیم کامران):

(الف) سال13۔2012میں پنجاب کے36اضلاع کو زکوٰۃ فنڈز سے کل مبلغ3۔ارب54کروڑ 20لاکھ 14 ہزار78روپے کی رقم دی گئی جس کی ضلع وار تفصیل تتمہ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال13۔2012میں پنجاب کے36اضلاع کو زکوٰۃ فنڈز سے جاری کردہ رقم مبلغ3۔ارب 54کروڑ20 لاکھ 14ہزار78 روپے میں سے مبلغ3۔ارب32کروڑ 5لاکھ 33ہزار379 روپے تقسیم کئے گئے صرف مبلغ22 کروڑ14لاکھ 80ہزار 699روپے کی رقم چند اضلاع میں چیئرمین ضلع زکوٰۃ کمیٹی ہائے کے استعفیٰ / معزولی اور جنرل الیکشن2013کے موقع پر زکوٰۃ کی تقسیم کا عمل عارضی طور پر روکنے کی وجہ سے تقسیم نہ ہو سکی۔

لاہور: شہر میں بغیر لائسنس کیمیکلز فروخت کرنے والوں کی تفصیلات

*1740: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں کتنے افراد / کمپنیاں تیزاب اور کیمیکلز کے کاروبار کے لئے لائسنس یافتہ ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے مختلف علاقوں میں بے شمار افراد بغیر لائسنس شراب اور کیمیکلز فروخت کر رہے ہیں؟

(ج) حکومت نے اس غیر قانونی کاروبار کے خاتمے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر خزانہ / آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) تیزاب اور کیمیکلز کے لائسنس کا اجراء اور نگرانی محکمہ ایکسائز کے دائرہ کار میں نہ آتا ہے تاہم لاہور میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میتھیلیٹڈ سپرٹ، ڈی نیچرڈ سپرٹ اور ریکٹیفائیڈ سپرٹ کے لائسنسز / پرمٹ برائے استعمال ایلوپیتھک، ہومیوپیتھک اور صنعتی مقاصد کے لئے جاری کرتا ہے جن کی تعداد واستعمال درج ذیل ہے:

قسم پرمٹ / لائسنس	تعداد	استعمال
L-42-A	12	میڈیکل اور انڈسٹری کے لئے *(ڈی نیچرڈ اسپرٹ کے استعمال کا پرمٹ)
L-42-B	13	میڈیکل اور انڈسٹری کے لئے **(ریکٹیفائیڈ اسپرٹ کے استعمال کا پرمٹ)
L-42-D	46	ہومیوپیتھک ادویات کی تیاری کے لئے (ریکٹیفائیڈ اسپرٹ کے استعمال کا پرمٹ)
L-42-J	44	ہومیوپیتھک ادویات کی تیاری کے لئے (ریکٹیفائیڈ اسپرٹ کے استعمال کا پرمٹ)
L-17	52	میتھلیٹڈ سپرٹ ہول سیل وریٹیل سیل کی فروخت کے لئے (ڈی نیچرڈ اسپرٹ کے استعمال کا پرمٹ)
ٹوٹل	167	

(ب) لاہور میں کسی بھی فرد کو بغیر لائسنس شراب یا اوپر بیان کی گئی سپرٹ کی مختلف اقسام فروخت کرنے کی اجازت نہ ہے۔تاہم اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اُس کے خلاف باقاعدہ بمطابق قانون کارروائی کی جاتی ہے۔دیگر کیمیکلز کی نگرانی کا کام محکمہ آبکاری و محصولات کے دائرہ کار میں نہ آتا ہے۔

(ج) محکمہ آبکاری و محصولات کے افسران پر مشتمل سپیشل ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جو محکمہ کی طرف سے جاری کردہ تمام لائسنس / پرمٹس کی پڑتال کر رہی ہیں اور جہاں کسی قسم کی غیر قانونی سرگرمی نوٹس میں آئی ہے تو اس کے خلاف بمطابق قانون کارروائی کی گئی ہے۔ سال13۔2012میں محکمہ ایکسائز نے پنجاب بھر میں کل579کارروائیاں کیں اور مختلف مقدار میں مختلف اقسام کی نشہ آور اشیاء برآمد کر کے قانونی کارروائی شروع کی جن کی تفصیل جھنڈی(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

* ڈی نیچر ڈاسپرٹ کیجوٹین اور پیراڈین کے ملانے سے بنتا ہے جس کا مقصد اسپرٹ کے غلط استعمال کو روکنا اور ٹیکس ریکوری کو یقینی بنانا ہے اور یہ انسانی جان کے لئے خطرناک ہے۔

** ریکٹیفائیڈاسپرٹ انسانی استعمال کے لئے فٹ ہے

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: تینوں اکٹھے ہی کھڑے ہو گئے ہیں۔پہلے آپس میں مشورہ کر لیں کہ کس نے پہلے بات کرنی ہے تینوں ڈاکٹر صاحبان ہی ہیں۔جی،ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!کل بھی میں آپ کے سامنے اسمبلی ملازمین کے کوارٹروں کا issue لے کر آیا تھا۔میں نے صرف آپ سے یہ request کرنی تھی کہ آپ اس پر کوئی کمیٹی بنا دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب!انتہائی معذرت کے ساتھ،یہ ہماری اسمبلی کا معاملہ ہے جتنا آپ اس مسئلے کے لئے پریشان ہیں اُتنا ہم بھی ہیں۔یہ اسمبلی کا معاملہ ہے،وہ اسمبلی کے ملازمین ہیں ہمیں بھی ان کا احساس ہے۔میرے خیال میں اس کا کوئی اچھا راستہ نکل آئے گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!اگر آپ کو یاد مجھے پندرہ دن کا نوٹس آیا ہو اور ہماری فیملی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ہم اس مسئلے کو دیکھ رہے ہیں، آپ اس پر بالکل پریشان نہ ہوں اس کا بہتر حل نکالا جائے گا۔ وہ اسمبلی کے ملازمین ہیں ہمیں بھی ان کا احساس ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

تعزیت

بنگلادیش میں وفائے پاکستان کی بنیاد پر پھانسی کی سزا پانے والے جماعت اسلامی کے سینئر راہنما جناب عبدالقادر کے لئے دعائے مغفرت

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقیناً آپ نے بھی ٹی وی اور اخبارات میں خبر پڑھی ہو گی۔ میں مشکور بھی ہوں کہ اس معزز ایوان نے چند دن پہلے میری تحریک پر ایک قرارداد بھی پاس کی تھی۔ بنگلادیش میں جو اس وقت کے حالات ہیں اور بالخصوص جماعت اسلامی کے راہنماؤں کو وفائے پاکستان کی سزا دی جا رہی ہے۔ وہاں کینگرو کورٹس بنائے گئے اور war crime tribunals بنائے گئے۔ جو معاملہ 1971 کا تھا اس کی بنیاد پر پھانسی کی سزا سنائی گئی۔ ایوان نے اس کی شدید مذمت بھی کی تھی لیکن انہوں نے کل شام عبدالقادر صاحب کو جو وہاں پر جماعت اسلامی کے سینئر راہنما تھے کو پھانسی پر لٹکا کر شہادت کے مرتبہ پر فائز کر دیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ وہ لوگ جو اس کا شور وغل کرنے والے ہیں کہ پھانسی کی سزا ختم ہونی چاہئے اور یورپی یونین نے تو یہ شرط رکھی ہے کہ پاکستان کو امداد اس وقت دیں گے جب وہ موت کی سزا ختم کر دے گا۔ وہاں جماعت اسلامی کے راہنما کو جو سزائے موت ہوئی ہے اس پر یہ تمام لوگ خاموش ہیں، وہ ایک علیحدہ chapter ہے لیکن آج میں درخواست کروں گا کہ وہ چونکہ جماعت اسلامی کے سینئر راہنما تھے اور وفائے پاکستان کی سزا میں ان کو پھانسی دی گئی ہے اس لئے ان کے لئے ایوان میں مغفرت کی دعا کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ یہاں سے قرارداد بھی پاس ہو گئی ہے میں ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ دعائے مغفرت کرائیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر سید وسیم اختر نے ایوان میں دعائے مغفرت کرائی)

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توسط سے وزیر خزانہ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ پچھلے بجٹ میں وزیر خزانہ نے میانوالی سے لے کر عیسیٰ خیل تک روڈ کے لئے تقریباً2۔ارب روپے سے زیادہ رقم مختص کی تھی لیکن ابھی تک اس روڈ پر کوئی کام شروع نہیں ہوا اس روڈ کی انتہائی بُری حالت ہے اور وہاں روزانہ ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ایک ماہ پہلے بھی ایک ایکسیڈنٹ ہوا ایک فیملی موٹر سائیکل پر جارہی تھی جب وہ لوگ ایک گڑھے کو passover کرنے لگے تو ان کے دو بچے ٹرک کے نیچے آکر مر گئے۔ میں ان کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جتنی جلدی ہو سکے وہ روڈ بنایا جائے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اس رقم کی block allocation کر دی گئی ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ پراجیکٹ کب تک شروع کر رہے ہیں؟

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی بات منسٹر صاحب کے نوٹس میں آگئی ہے تو اجلاس کے بعد آپ منسٹر صاحب سے اس کی detail لے لیں۔ اب ہم تحریک استحقاق نمبر12 لیتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق نمبر12 میاں محمد رفیق کی ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منشی صاحب!

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! تین دن سے ہماری minority کی ایم پی اے محترمہ شُنیلا رُوت minority کے حقوق پر بات کر رہی ہیں لیکن ہمیں اس کا جواب نہیں ملا۔ چونکہ میں ایک minority representative ہوں پاکستان جب بنا تھا تو اس وقت پاکستان بننے میں جو minority کا کردار رہا ہے وہ پاکستان کی تاریخ میں پوشیدہ نہیں ہے۔ قائد پاکستان محمد علی جناح نے فرمایا تھا کہ پاکستان میں بسنے والی تمام communities کو یہاں پر مساوی حقوق حاصل ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ مختصر طور پر بتادیں کہ کیا بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر!1972 میں ہمارے سکول و کالج کو nationalize کیا گیا اور اس کے بعد 2004 میں ان کو denationalize کر دیا گیا۔ یہ سکول و کالج کی تعداد 17 تھی جن میں سے 16 سکول و کالج تو واپس ہو گئے لیکن Government Saint Francis School جو انار کلی میں واقع ہے وہ 2004 میں denationalize ہونے کے باوجود مشنری اداروں کو واپس نہیں کیا گیا۔ اس کا یہ رزلٹ نکلا کہ ضلعی حکومت پر یہ الزام عائد ہو چکا ہے کہ اس نے وہاں stay ہونے کے باوجود construction کا کام شروع کروا دیا ہے جس کی وجہ سے ہمارے تمام مشنری ادارے، فادر صاحبان، سسٹرز اور اس کے ساتھ ساتھ تمام پاکستان میں بسنے والی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شہزاد منشی صاحب!اس پر تقریر نہ کریں بلکہ اپنی بات مکمل کر لیں اس کا جواب میرے پاس بھی ہے میں آپ کو دے دیتا ہوں۔

جناب شہزاد منشی: ابھی تک ہمیں اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب تک آپ کسی فورم پر بیٹھ کر بات نہیں کریں گے اس وقت تک جواب کیسے ملے گا؟ میں نے کل بھی محترمہ سے کہا تھا کہ آپ رُک جائیں۔ میں، لاء منسٹر صاحب اور آپ کے minority کے منسٹر صاحب آپ کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ہم چاروں بیٹھ کر اس مسئلے کو دیکھ لیتے ہیں۔ کل انہوں نے واک آؤٹ کیا اور میں نے ڈاکٹر صاحبہ کو بھیجا کہ وہ ان کو منا کر لائیں لیکن وہ ایوان کو ہی چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔ مجھے بتائیں کہ جب آپ بیٹھیں گے نہیں، بات نہیں کریں گے تو پھر مسئلہ کیسے حل ہو گا؟ آپ تو یہ معاملہ آج اٹھا رہے ہیں جبکہ یہ دو دن پہلے کی بات ہے۔ منسٹر صاحب کے ساتھ کسی فورم پر بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کر لیتے ہیں لیکن وہ بات ہی نہیں سننا چاہتیں تو پھر اس کا حل کیسے نکلے گا؟ آپ آج ہی سیشن کے بعد آ جائیں اور بیٹھیں۔۔۔

جناب شہزاد منشی: ہمارے جو minority کے منسٹر ہیں انہوں نے ہی ابھی تک اس پر ایکشن نہیں لیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب!میں نے کل محترمہ کو کہا تھا کہ سڑکوں پر نہ جائیں بلکہ اِدھر ہی بات کر لیتے ہیں۔ چلیں، آپ سیشن کے بعد منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھیں اور لاء منسٹر صاحب بھی اِدھر ہی ہوں گے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!کل محترمہ شُنیلا رُوت واک آؤٹ کر گئی تھیں چند دوستوں کو بھیج دیں تاکہ وہ ان کو منا کر لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ یہاں نہیں ہیں بلکہ وہ تو باہر احتجاج کر رہی ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! وہ یہاں ہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے کل ڈاکٹر نوشین حامد کو منانے کے لئے بھیجا تھا اور انہوں نے بتایا تھا کہ وہ ایوان سے باہر چلی گئی ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اب وہ یہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ! آپ دوبارہ زحمت کریں اور ان کو منا کر لائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر نوشین حامد محترمہ شُنیلارُوت کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئیں)

منسٹر صاحب! میرے خیال میں سیشن کے بعد ہم اس معاملے کو حل کرنے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں۔ جی، میاں رفیق صاحب! اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ میں اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے سے پہلے فیض صاحب کا ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بس سیدھی سیدھی تحریک ہی پیش کریں، آپ کی مہربانی ہو گی۔ آپ میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ شُنیلارُوت احتجاج ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

میں محترمہ شُنیلارُوت کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ٹیلیفون کال پر اپنے آپ کو جی ایچ کیو راولپنڈی کے کیپٹن آصف ظاہر کرنے والے کا معزز ممبر اسمبلی کو دھمکی لگانا

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 27۔نومبر 2013 بوقت تقریباً پونے چار بجے شام میں اپنے ہمراہیوں محمد زبیر ولد محمد طفیل سکنہ چک 305 گ ب اور اپنے ایک عزیز محمد عثمان یامین ولد محمد یامین سکنہ 343 گ ب جڑاہاں تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ بلدیاتی الیکشن کے سلسلہ میں چک 290 گ ب بطرف رجانہ جا رہے

تھے۔ ہم جیسے ہی ضلع کچہری ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مین گیٹ سے نکل کر ٹوبہ رجانہ روڈ پر چڑھے تو مجھے اپنے فون نمبر0345-7872343 پر ایک کال موصول ہوئی جس کو میں نے attend کیا یہ کال موبائل فون0303-8222278 سے کی گئی تھی۔ایک شخص جس نے ظاہر کیا کہ میں "کیپٹن آصف بٹالین فور(4)جی ایچ کیو راولپنڈی بول رہا ہوں"میں نے کہا کہ فرمائیے تو موصوف نے دھمکی دیتے ہوئے کہا"تم ڈی پی او،ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈاکٹر شہزاد کا پیچھا چھوڑ دو وہ میرا بھائی ہے، میرا عزیز ہے تم نے ذاتی مسئلہ بنالیا ہے، تم ہمارے ساتھ دشمنی ڈال رہے ہو اس کے نتائج اچھے نہ ہوں گے،اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے اور تم کو آئی ایس آئی کے ذریعے سے اُٹھوادیں گے۔"میں نے موصوف کی دھمکی پر ہی اپنے موبائل فون کا سپیکرon کر دیا تاکہ میرے ہمراہی بھی گفتگو سُن سکیں۔ میں نے جواب دیا کہ کیپٹن آصف صاحب میں عوام کا منتخب نمائندہ ہوں، سیاسی جمہوری ذہن رکھتا ہوں، قانون اور انصاف پسند ہوں،بنیادی انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے اتھارٹی جہاں جہاں بھی ظلم زیادتی،ناانصافی اور استحصال کرتی ہے اور بنیادی انسانی حقوق پامال کرتی ہے میں مظلوم کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں۔ جس کے لئے میں ہڑتالی بھی ہوں اور جہادی بھی، میں نے موصوف کوwarn کیا۔

"You shall be held responsible for any damage caused to me or my family if any incidence happens."

جناب سپیکر!میں نے موصوف کو بتایا کہ چک نمبر342 گ ب جوہڑ والا تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں حاجی مختار احمد حقیقی مالک رقبہ خریدار بذریعہ رجسٹری ازاں لیگل وارث متوفی کیپٹن نثار علی خان وانتقال شدہ رقبہ بحق حاجی مختار احمد گرداوری اور منظور شدہ وارہ بندی پانی کو اپنے ہی رقبہ میں پانچ عدد بوڑھے ساتھیوں اور مستورات کے خلاف بھی رقبہ متذکرہ پر قبضہ کرنے کے مقدمات کئے گئے۔ مستورات کو گھروں سے نکال کر تشدد کیا گیا۔20/15 کو گرفتار کر کے جیل بھیجا گیا۔ چار خواتین کی ہڈیاں توڑی گئیں۔ اس ساری پولیس گردی کے پیچھے ڈی پی او کی آشیر باد شامل ہے اور ڈی ایس پی نے اپنی نگرانی میں پولیس گردی کا آپریشن کروایا ہے۔ دراصل یہ رقبہ تنویر احمد سابق ناظم دیہہ ہتھیانہ چاہتا تھا جس نے جعلی اشٹام اور متوفی کیپٹن نثار علی خان کا ناجائز بیٹا بھی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک یونین کونسل میں درج کروایا تھا۔ جعلی فرضی ثابت ہونے پر موصوف کے خلاف مقدمات نمبری 700/2010، 436/2011،927/2011 بجرم 420،468، ت پ تھانہ سٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ درج ہوئے مگر سیاسی

اثر ورسوخ اور پولیس کے ساتھ مک مکا کی وجہ سے بچتا چلا آ رہا ہے۔ موصوف ایک بنک ڈکیتی میں بھی ملوث تھا۔ برآمدگیوں کے باوجود سیاسی اثر ورسوخ اور پولیس مک مکا کی وجہ سے بچ نکلا تھا۔

جناب سپیکر! ڈی پی آئی نے میڈیکل بورڈ جو پانچ ڈاکٹروں پر مشتمل تھا پر بھی دباؤ ڈالا کہ مضروبان کو میڈیکو لیگل نہ دیئے جائیں۔ حاجی مختار احمد وغیرہ نے پولیس کے خلاف مقدمہ درج کروانا چاہا، ڈی پی او و دیگر کردار بدنام زمانہ انسپکٹر جمشید چشتی (سونیا ناز فیم) انسپکٹر، ایس ایچ او تھانہ چٹیانہ آفتاب صدیقی باہم ساز باز تھے۔ مقدمہ درج نہ کیا تو حاجی مختار احمد وغیرہ نے عدالت سیشن جج صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ برائے اندراج تحرک کیا، باوجود حکم اندراج پرچہ عامر حبیب ایڈیشنل سیشن جج ٹوبہ ٹیک سنگھ ڈی پی او و دیگران ذمہ داران نے مختلف حیلوں بہانوں سے مقدمہ درج نہ کیا۔ بالآخر عدالت عالیہ کے حکم پر پولیس افسران و دیگران کے خلاف مقدمہ نمبر 299/13 بجرم 354-5-337F6، 33722، 149-148 ت پ درج ہوا۔ DPO نے کوئی پیش بھی نہ چلنے دی اور تفتیش بھی بددیانتی اور اپنی مرضی سے کروائی۔

1. متذکرہ پولیس گردی ظلم و زیادتی، ناانصافی اور بنیادی انسانی حقوق کی پامالی پر میں نے مورخہ 13۔ ستمبر 2013 کو مظلوم پارٹی حاجی مختار احمد وغیرہ کے ساتھ ڈی پی او کے خلاف ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پریس کانفرنس کر ڈالی جس کی تفصیل اگلے روز 14۔ ستمبر کے تمام اردو، انگریزی روزناموں میں شائع ہوئی۔
2. مظلوم پارٹی حاجی مختار احمد وغیرہ کے تحرک اور درخواست پر میں اور چودھری احمد جاوید ایم پی اے ٹوبہ ٹیک سنگھ، آئی جی پولیس لاہور سے ملے جس کی انکوائری آئی جی پولیس نے ڈی آئی جی انوسٹی گیشن کے سپرد کر دی۔ ڈی آئی جی انوسٹی گیشن نے انکوائری متعلقہ فریقین کو سماعت کر کے مکمل کر دی ہے جس میں ذمہ داران کو ہی ذمہ دار ٹھرایا گیا ہے۔ ڈی پی او کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

ڈی پی او نے متذکرہ بالا کیس میں حقیقی مالکان کے خلاف کارروائی کی ہے اور جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی کی ہے۔ ٹوبہ میں تھانے رشوت کا گڑھ بن چکے ہیں۔ ڈی پی او اور ڈی ایس پی ذمہ دار ہیں۔ موجودہ کیس میں ڈی پی او مزید گڑبڑ کروا رہا ہے۔ ریکارڈ میں tempering کروا رہا ہے اور عوام میں bad governance کا تاثر اور پیغام پہنچ رہا ہے۔ تمام ذمہ داران کو انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لئے اوّلین ترجیح ہونی چاہئے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر!short statement میں، میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ چک نمبر342 گ ب جوہڑ والا تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک سابق فوجی کیپٹن نثار علی خان کو رقبہ الاٹ ہوا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!آپ نے یہ تحریک پڑھ دی ہے اس کا جواب ذرا آنے دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آپ کا بھی بہت شکریہ۔جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں صاحب نے ایک بڑی لمبی اور detail روداد پیش کی ہے۔ اب اس میں کوئی pervious litigationاور مقدمات کا معاملہ ہے لیکن privilege سے متعلقہ جو انہوں نے بات کی ہے وہ یہی ہے کہ کسی صاحب نے ان سے اپنا آرمی کے حوالے سے تعارف کرایا اور کہا کہ ہم آپ کو اٹھوا دیں گے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی نے بھی اس طرح سے معاملہ کرنا ہو تو اس طرح کوئی تعارف نہیں کرواتا جس طرح سے انہوں نے تحریک استحقاق میں درج کیا ہے۔لازماً گوگ اپنے آپ کو غلط طور پر show کر کے ٹیلی فون پر اس طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں۔انہوں نے اس تحریک استحقاق میں نمبرز وغیرہ دیئے ہیں تو وہ آدمی ان نمبرز وغیرہ سے trace ہو سکتا ہے جس آدمی نے اپنا غلط طور پر تعارف کروا کر میاں صاحب کو دھمکیاں دی ہیں۔ میاں صاحب کا بطور ممبر عوامی مسائل کے حوالے سے جو کردار ہے جس میں لوگوں کی راہنمائی کرنا اور داد رسی کرنا ہے اس نے اسے روکا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس کو Privilege Committee کے سپرد کر دیں۔ ہم وہاں پر ان نمبرز کی investigation یا اس کی history لے کر اس معاملے کو trace out کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق سپیشل کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور وہ ایک مہینے کے اندر اندر اس پر رپورٹ دے گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اس پر تھوڑا سا کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اب اس پر بات ہو گئی ہے اور یہ سپیشل کمیٹی کو refer ہو گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!ڈی پی او میرے ساتھ بھی biased ہے، میرے حلقے میں چھ تھانے آتے ہیں اور چھ تھانوں کے مسائل ہیں جب ڈی پی او کو پتا چلتا ہے کہ وہ میرے سے متعلقہ ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!اب یہ بات لاء منسٹر صاحب کے notice میں آ گئی ہے اور کمیٹی کو بھی refer ہو گئی ہے اب اس پر ایک مہینے کا ٹائم ہے۔اگر آپ کا ڈی پی او صاحب کے حوالے سے کوئی معاملہ ہے تو لاء منسٹر صاحب کے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر بات لیں۔۔۔

MR AHMED KHAN BALOCH: Mr Speaker! Point of order?

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بلوچ صاحب!فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اس تحریک کے حوالے سے میرا ایک شعر تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب کا ایک شعر سن لیتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں اپنی تحریک کے حوالے سے ایک شعر پیش کرنا چاہتا ہوں۔یہ فیض احمد فیض صاحب کا شعر ہے:

نثار میں تری گلیوں پہ اے وطن کہ جہاں
چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اُٹھا کے چلے
جو کوئی چاہنے والا طواف کو نکلے
نظر چرا کے چلے ، جسم و جاں بچا کے چلے

اب یہ صورتحال ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بس کریں۔ میرے خیال میں ایک شعر میں سب کو آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!میری ایک تحریک استحقاق چار پانچ دِن سے جمع ہے وہ نہایت اہم ہے۔آج شاید آخری دن ہے،اس کے علاوہ میری ایک تحریک التوائے کار بھی ہے وہ بھی اہم ہے وہ دونوں پیش نہیں ہو سکیں۔ مہربانی کر کے آج انہیں پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس کو check کروا لیتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر!بہت اہم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بلوچ صاحب!اس کو ابھی check کروا لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں نے بھی عرض کی تھی کہ میری ایک تحریک استحقاق جمع ہے اس کو بھی دیکھ لیں اگر وہ آ سکتی ہے تو اس کو لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے تین چار روز پہلے گنے کی قیمت کے حوالے سے معاملہ اُٹھایا تھا۔آپ سے بھی میں نے بات کی تھی میں نے تحریک التوائے کار بھی دی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسے out of turn لے لیں وہ گنے کے کاشتکاروں کے مسائل کے حوالے سے ہے۔آج پیش ہو جائے پھر جواب جب بھی آ جائے، گورنمنٹ کی توجہ ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،آپ اس پر وزیر قانون سے بات کر لیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،جناب آصف محمود!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں نے بھی تحریک استحقاق کے بارے میں بات کی تھی، میں سیکرٹری صاحب سے بھی ملا ہوں اور میں نے Legislation Branch میں بھی check کیا ہے آپ سے بھی request کی تھی مہربانی کر کے اس کو بھی take up کر لیں۔اس کے علاوہ جناب وزیر قانون بیٹھے ہوئے ہیں، راولپنڈی کے اندر حال ہی میں ایک دو واقعات ہوئے ہیں میں ان کی طرف آپ کی اور اس ایوان کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا۔ جیسے ہم سب کو پتا ہے کہ راولپنڈی کے اندر sectarian violence کی ایک سازش ہوئی۔اللہ پاک کے فضل وکرم سے ہم اس سے باہر نکل آئے۔ میں انتہائی شروع میں آپ کو یہ identify کر رہا ہوں کہ راولپنڈی کو کراچی بنانے کی سازش شروع ہو چکی ہے۔اس بات کا آغاز 11۔ مئی کی رات کو عثمان مرزا شہید کی شہادت سے ہوا اس کو صرف اس جرم کی پاداش میں قتل کیا گیا کہ عمران خان صاحب این اے56 میں حنیف عباسی صاحب سے الیکشن جیتے ہیں۔اس کے بعد گزشتہ ایک ہفتہ سے۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں،آصف صاحب یہ بات نہ کریں۔اگر کوئی اور معاملہ ہے تو بتائیں میں نے آپ کو floor دیا ہے اگر آپ کی کوئی قرارداد ہے تو اس کو Rules کے مطابق لے آئیں، میں اس کو شامل کروں گا۔(قطع کلامیاں)

نہیں،اس کی اجازت بالکل بھی نہیں ہو گی۔اب تحریک التوائے کار نمبر 751/13 ڈاکٹر نوشین حامد، محترمہ ناہید نعیم اور محترمہ شُنیلا رُوت کی طرف سے ہے۔ جی،اسے پیش کریں۔

پنجاب میں ایڈز کی ادویات کی عدم دستیابی سے مریضوں کو پریشانی کا سامنا

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دُنیا" مورخہ 2۔اکتوبر2013 کی خبر کے مطابق پنجاب میں ایڈز کی ادویات ایک ماہ سے نایاب ہیں جس کے باعث مریضوں کو شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کے تحت مختلف اضلاع میں رجسٹرڈ مریضوں کے لئے تین اقسام کی میڈیسن صبح و شام کھانا ضروری ہوتا ہے۔ایڈز کے مریض پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام سے جو میڈیسن حاصل کر رہے تھے اس کی تین گولیاں ہوتی ہیں اگر ایک بھی کم ہو تو مریض کی حالت بگڑنا شروع ہو جاتی ہے۔ایڈز کے ایک مریض نے بتایا کہ ہمیں ڈاکٹروں کی طرف سے ہدایات جاری کی جاتی ہیں کہ آپ نے ایک دن تو دور کی بات ایک وقت کا ناغہ نہیں کرنا مگر انہوں نے ایک ماہ تک expired medicine کھائیں۔اس سے قبل ہمیں expired date سے ایک ماہ قبل ہی نئی میڈیسن دے کر پرانی بند کروادی جاتی تھی مگر اب ہم پریشان ہیں۔آخر یہ میڈیسن کیوں short ہے اور ہمارا کیا بنے گا؟ کیونکہ یہ میڈیسن مارکیٹ میں بھی دستیاب نہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کے ڈائریکٹر ڈاکٹر سلمان شاہد کا کہنا ہے کہ ہمیں یہ میڈیسن نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام سے ملتی ہے اور اسے یہ میڈیسن گلوبل فنڈ سے مہیا کی جاتی ہے اس لئے اس کی shortage کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا بہت مشکور ہوں اس کے بعد خاص طور پر خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا انتہائی تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے قابل احترام وزیر قانون و پارلیمانی امور کی معاونت کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے ایوان کے تمام قابل احترام ممبران کو اپنی submission پیش کرنے کا موقع دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ بہت مہربانی۔ جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کے زیر انتظام علاج کے 9 مراکز کام کر رہے ہیں۔ جہاں پر 2698 مریض رجسٹرڈ ہیں۔ جہاں مریضوں کی تشخیص اور علاج کی تمام سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ پنجاب ایڈز کنٹرول پروگرام کو ایڈز کے علاج کے لئے ادویات نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام سے مہیا کی جاتی ہیں جو کہ گلوبل فنڈ گرانٹ کی مد میں حکومت پاکستان کو فراہم کرتا ہے۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ ان ادویات کی خریداری اور ترسیل میں صوبائی ایڈز کنٹرول پروگرام کا براہِ راست کوئی کردار نہیں ہے۔ ایڈز کے علاج کے لئے سات ادویات تمام صوبائی ایڈز کنٹرول پروگرام کو فراہم کی جاتی ہیں۔ مریضوں کو ان کے مرض کی نوعیت کے مطابق تین مختلف ادویات کا کورس تجویز کیا جاتا ہے۔ ایک دوائی Tenofiol ستمبر 2013 کے آخری ایام میں چند دِنوں کے لئے تمام صوبوں کو نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام کی طرف سے مہیا نہ کی جا سکی۔ اس کی وجہ نئی سپلائی کی درآمد اور کلیئرنس میں کچھ تاخیر تھی مگر یہ دوا فوری طور پر مورخہ 4۔اکتوبر کو دوبارہ مہیا ہو گئی ہے۔ نیشنل ایڈز کنٹرول پروگرام نے یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ آئندہ ادویات کی بلاتعطل سپلائی کو یقینی بنانے کے لئے انتظامات کر لئے گئے ہیں۔

تحاریک استحقاق

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب آ چکا ہے لہذا اسے dispose of کرتے ہیں۔ احمد خان بلوچ صاحب! آپ نے اپنی تحریک استحقاق کا کہا تھا وہ پیش کریں۔

سیکرٹری پراسیکیوشن کا معزز ممبر اسمبلی سے ملاقات سے انکار

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 9۔دسمبر 2013 بروز پیر سیکرٹری پراسیکیوشن کو ملنے گیا۔ سیکرٹری صاحب دفتر میں موجود تھے۔ میں اندر جانے لگا تو چپڑاسی نے کہا آپ پہلے پی اے کو ملیں۔ میں پی اے کے پاس گیا اور اپنا تعارف کروایا تو انہوں نے کہا کہ صاحب نے منع کیا ہوا ہے کہ ایم پی اے ہو

یا کوئی ہو، پہلے چٹ دے چٹ کے بغیر اندر نہ آنے دیں۔ میں نے چٹ لکھ کر دی، چپڑاسی اندر گیا، واپس آیا تو کہا صاحب کہتے ہیں انہیں کہیں ایڈیشنل سیکرٹری سے مل لیں میں فارغ نہ ہوں۔ ہم عوامی نمائندے ہیں عوامی کاموں کے لئے جاتے ہیں اس سے میرا اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آپ ایوان کے کسٹوڈین ہیں، اس سے ہماری insult ہوتی ہے، اس سے عوامی کاموں میں مشکلات کھڑی ہوتی ہیں تو ہم نے آپ تک ہی یہ معاملہ پہنچانا ہوتا ہے۔ آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ ممبران کی عزت و احترام کا خیال رکھیں لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! یہ بہت زیادتی ہوئی ہے، سیکرٹری دفتر میں موجود تھا، میں نے عوامی کام کے لئے اندر جانا تھا۔ اس نے کہا کہ میں فارغ نہ ہوں وزیر قانون بھی سُن رہے ہیں کہ چیف منسٹر صاحب نے کہا ہوا ہے کہ اگر کسی ایم پی اے کا فون بھی آئے اور آپ نہ ہوں یا میٹنگ میں بھی ہوں تو فون کا واپس جواب دیں۔ وہ موجود تھے اور فارغ بیٹھے ہوئے تھے مگر انہوں نے ملنا گوارا نہ کیا۔ اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے، اس سے زیادہ اور کیا زیادتی ہو سکتی ہے؟ آپ مہربانی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بالکل۔ قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے بیوروکریسی کو بہت واضح ہدایات ہیں کہ معزز ممبران اگر فون کریں اور کوئی افسر کسی میٹنگ میں مصروف ہوں تو وہ فارغ ہو کر ring back کریں اور اگر اپنے دفتر میں موجود ہوں تو ان پر لازم ہے کہ جو معزز ممبران عوامی مسائل کے حل کے لئے ان کے دفاتر جائیں تو ان سے ملاقات کریں اور ان مسائل کو سمجھیں اور دور کریں۔ اگر ایسا ہوا ہے جیسا بلوچ صاحب نے کہا ہے تو بالکل اس تحریک کو استحقاقات کمیٹی کے سُپرد کیا جائے اور اس کی پوری طرح سے انکوائری ہو۔ میں معزز ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ثابت ہوئی تو متعلقہ سیکرٹری پر اسیکیوشن کے خلاف حسبِ ضابطہ Rules کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق سپیشل کمیٹی نمبر 1 کو refer کی جاتی ہے۔ ایک مہینے تک اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میری وزیر قانون صاحب سے بات ہو گئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ آپ اپنی تحریک التوائے کار out of turn take up کر لیں۔ اگر اجازت ہو تو میں اپنی تحریک التوائے کار پڑھ دوں؟

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں کیونکہ ابھی تحریک التوائے کا وقت ہے۔

پنجاب میں گنے کی قیمت بڑھانے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں اس معزز ایوان کی توجہ چاہوں گا، یہ کسانوں کا ایوان ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے بیشتر اضلاع میں کسان بورڈ اور دیگر تنظیموں نے مظاہرے کئے ہیں کہ ڈیزل اور پٹرول کی قیمتیں ہر ماہ بڑھ جاتی ہیں، بجلی کے ٹیرف میں ہر ماہ اُتار و چڑھاؤ ہو جاتا ہے۔ جس وجہ سے کھاد، بیج اور کرم کش ادویات کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ نتیجتاً فصل کی کاشت کے مجموعی اخراجات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اب جبکہ گنے کی کرشنگ کا آغاز ہو چکا ہے۔ کین کمشنر پنجاب نے سابقہ ریٹ -/170 روپے فی من کا notification جاری کیا ہے۔ جو کسانوں کا معاشی قتل ہے۔ یہ ایوان پنجاب کے کسانوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ کسان یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ گنے کا ریٹ -/230 روپے فی من مقرر کیا جائے، صرف ان شوگر مل کو کرشنگ کی اجازت دی جائے جو کسانوں کے سابقہ سال کے بقایاجات کو ادا کریں گی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک موصوف نے یہ بات کی ہے کہ صرف اسی شوگر مل کو کرشنگ کی اجازت دی جائے جو اپنے پچھلے سال کے بقایاجات clear کرے۔ پنجاب حکومت نے already orders کر دیئے ہیں کوئی بھی

مل اپنا پچھلا arrear clear کئے بغیر کرشنگ شروع نہیں کر سکے گی اور دوسرا یہ ہے کہ رواں سیزن میں پندرہ دن سے زیادہ کوئی outstanding payment کسی مل کے ذمہ نہیں رہے گی۔ جہاں تک گنے کے ریٹ کا معاملہ ہے تو اس سلسلے میں کسانوں اور ان کی تنظیموں نے پچھلے دنوں مطالبہ کیا تھا۔ ان تنظیموں کے جو نمائندگان ہیں ان کو یہاں لاہور میں بلوا کر میں نے، وزیر خوراک اور وزیر زراعت نے ان کے ساتھ میٹنگ کی تھی۔ اس میٹنگ میں ان کے ساتھ یہ طے پایا تھا اور اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، سیکرٹری ایگریکلچر اس کمیٹی کے کنوینر ہیں، ان کے ساتھ ان کی meetings ہو رہی ہیں۔ اس میں ایک rational rate طے کر کے اس کے مطابق گورنمنٹ اس کو notify کر دے گی۔ پچھلے دنوں صوبہ سندھ نے اپنا rate revise کیا ہے جو مجھے information ملی ہے وہ تقریباً-/180 روپے فی من ہے۔ بہر حال قیمتوں میں اضافے کے مطابق جو بھی ریٹ طے ہو گا اور کمیٹی جو فیصلہ کرے گی اس کے مطابق اس کا ریٹ notify کر دیا جائے گا۔ یہ نوٹس چونکہ آج ہی موصول ہوا ہے اس پر حکومت already notice لے چکی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس تحریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending فرما دیں۔ اس وقت تک یہ مسئلہ حل ہو چکا ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

Now, we take up the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013, (Bill No.13 of 2013).

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر اجازت ہو تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پنجاب میں گیس کی بندش سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! میں نے کل بھی عرض کی تھی اور آج محترم وزیر قانون سے بھی بات ہوئی ہے کہ سوئی گیس کی بندش کی وجہ سے پورے پنجاب کے اندر بے چینی

اضطراب اور اشتعال پایا جاتا ہے۔لاکھوں لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں،ہزاروں فیکٹریاں بند ہو گئی ہیں اور ہزاروں سی این جی سٹیشن بھی بند ہو گئے ہیں۔ میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ پنجاب کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے،اس کو خاموشی کے ساتھ نہیں سہنا چاہئے۔ایوان کے اندر اس پر بات ہونی چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ مرکزی حکومت تک ہمارے جذبات پہنچانے چاہئیں کہ گیس کی اس طرح سے بندش سے پنجاب میں تباہی و بربادی آئے گی۔آپ مجھے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت دیں اور اس پر بات کرنے کی بھی اجازت دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس معاملے کا نوٹس وفاقی حکومت already لے چکی ہے، ہمارے جو مختلف صنعت کار، چیمبر آف کامرس اور دوسرے stakeholders ہیں ان سب کو onboard لیا جا رہا ہے اور غالباً کل اسلام آباد میں اس معاملے پر میٹنگ ہو رہی ہے۔یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ گیس کی بندش سے پوری صنعت کا نقصان ہے اور ان کے لئے بہت زیادہ مشکلات ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت گیس کی shortage ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ کل اسلام آباد میں جو میٹنگ ہو گی اس میں کوئی نہ کوئی درمیانی راستہ نکال کر اس کا حل نکالا جائے گا۔وفاقی حکومت کے نوٹس میں لانے کی حد تک اس معاملے کو ایوان میں قائد حزب اختلاف اٹھانا چاہتے تھے تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ already یہ معاملہ وفاقی حکومت کے نوٹس میں آ چکا ہے۔اس کے اوپر بات ہو رہی ہے اور انشاء اللہ اس کو ایک دو دِنوں میں resolve کر لیا جائے گا۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید): جناب والا! ہم نے وزیر قانون کی بات سن لی ہے آئندہ بھی اس نوعیت کا معاملہ جس سے پنجاب کے دس کروڑ عوام متاثر ہو رہے ہوں، خدارا اہم لوگ اسی لئے یہاں پر elect ہو کر آئے ہیں۔اب صنعت کاروں نے اور چیمبر کے لوگوں نے وہاں پر meetings کی ہیں، پنجاب حکومت کی طرف سے کوئی بات نہیں ہوئی،جب اسمبلی in session ہو اور پنجاب کے عوام کا اتنا important مسئلہ ہو تو میرا یہ خیال ہے کہ treasury benches کی طرف سے یہ بات آ جانی چاہئے تھی کہ یہ پنجاب کے حقوق کی بات ہے اس پر کوئی compromise نہیں ہو گا اور یہاں پہلے ہی اتنی بے روزگاری ہے۔کاش! راناثناء اللہ صاحب اس مسئلہ پر پہلے بات کرتے اور treasury benches کی طرف سے یہ بات آتی کہ یہ پنجاب کے حقوق کا مسئلہ ہے ہم یہاں سے آواز اٹھائیں گے اور مرکزی حکومت کو باور کروائیں گے کہ پنجاب کا یہ ایوان اپنے حقوق اس طرح سے سلب نہیں ہونے دے گا۔

مجھے افسوس ہے کہ یہاں یہ کہا گیا ہے کہ چیمبر آف کامرس اور انڈسٹری کے لوگوں نے گورنمنٹ تک بات پہنچائی ہے.Why not, we are the elected people پنجاب کے ایوان کے یہ جو لوگ ہیں، یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ پنجاب کے عوام کے ساتھ اگر کوئی زیادتی ہوتی ہے تو ہم اس پر بات کریں، ہم یہاں پر مسئلہ اُٹھائیں، ہم یہاں پر resolution pass کریں اور مرکزی حکومت کو مجبور کریں کہ وہ ہمارے حقوق سلب نہ کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون نے اس کا جواب دے دیا ہے کہ کل مرکزی حکومت اس سلسلے میں میٹنگ کر رہی ہے۔ اگر اس میٹنگ سے آپ مطمئن نہیں ہوتے تو اس سلسلے میں اگلے اجلاس میں آپ اپنی بات کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ انڈسٹری کے لوگوں نے ہی یہ معاملہ وفاقی حکومت تک پہنچایا ہے۔ قومی اسمبلی میں، فیڈرل گورنمنٹ میں بھی پنجاب کی بھی نمائندگی ہے۔ راولپنڈی سے لوگ منتخب ہو کر، جڑواں شہر سے منتخب ہو کر قومی اسمبلی کے ایوان میں بیٹھے ہیں، جو لوگ پنجاب سے elect ہو کر قومی اسمبلی میں گئے ہیں ان کے بھی کچھ حقوق ہیں، ان کے بھی کچھ فرائض ہیں۔ وہ وہاں پر بھی اس مسئلہ پر بات کر سکتے ہیں اور یہ معاملہ جو ہے، ہمیں تو اپنی پارٹی کے لوگوں کا پتا ہے فیصل آباد سے میاں منان صاحب ہمارے ایم این اے ہیں وہ صنعت کار بھی ہیں یہ لوگ وفاقی حکومت کے نوٹس میں لائے ہیں، وہاں قومی اسمبلی میں بھی اس مسئلہ پر بات ہوئی ہے۔ اس کی بنیاد پر وفاقی حکومت نے نوٹس لیا ہے اور اس کے اوپر meetings ہو رہی ہیں، بات ہو رہی ہے اور انشاءاللہ اگلے ایک دو روز میں یہ معاملہ resolve ہو جائے گا۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی پر آتے ہیں۔

مسودہ قانون(ترمیم)کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان پنجاب مصدرہ2013

MR ACTING SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013 (Bill No.13 of 2013). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013, as recommended by Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

There is an amendment in it. The amendment is from Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, and Mr Ijaz Khan….

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ چونکہ minimum wages اور اس کی implementation کا معاملہ ہے، اس کے متعلق قائد حزب اختلاف سے بات ہوئی ہے اور انہوں نے اس بات پر agree کیا ہے کہ وہ اپنی ترامیم کو withdraw کر لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب والا! میں نے اس کے متعلق یہ عرض کی تھی کہ اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جو ہماری ترامیم آئی ہیں اس پر اگر ہمارے ممبران اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں اور دو دو، چار چار منٹ بات کرنا چاہتے ہیں تو اس پر کوئی قدغن نہیں ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khuram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it?

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

MR ACTING SPEAKER: Opposed.

جی،ڈاکٹر مراد راس!

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں ایک دو issues پر ہی بات کرنا چاہوں گا کہ جو unskilled labour ہے اس کو کم از کم skilled بنانے کے لئے ہم نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں یا ہم کیا اقدامات اٹھانے جارہے ہیں؟انہیں کم از کم skilled بنانے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ان کی بہتری کے لئے کیا،کیا جا سکتا ہے کس قسم کے سکول،کس قسم کے ادارے،کس قسم کی چیزیں ان کو help out کرنے کے لئے کی جا سکتی ہیں؟The most important thing is کہ ان لوگوں کا جو کہ unskilled ہیں کیونکہ یہاں پر اتنا زیادہ unskilled worker اس ملک کے اندر پھر رہا ہے،صوبے کے اندر پھر رہا ہے کیونکہ ان کے پاس وہ know-how ہے ہی نہیں۔ان میں majority جو کام کر رہی ہے ان کی skill ہے ہی نہیں لیکن ان کو skilled کہا جا رہا ہے،جن کے پاس skill کی کوئی qualification نہیں ہے مگر پھر بھی انہیں ان چیزوں کے اندر skilled کہا جارہا ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں اس کی طرف دیکھنا چاہئے کہ How to get them and move from unskilled to skilled. یہ اس میں سب سے زیادہ ضروری point ہے تاکہ ہم لوگوں کی بہتری کر سکیں اور اس میں دیکھ سکیں۔اگر ہم unskilled لوگوں کو skill کی طرف لے کر آئیں گے تو اسی طرح ان کے financial حالات بہتر ہوں گے اور کسی طرح بہتر نہیں ہوں گے۔

That is the most important point.

جناب قائم مقام سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس صاحب نے جو بات کی ہے ٹھیک ہے unskilled labour کو skilled کرنے کے لئے اقدامات کئے جانے چاہئیں لیکن یہ اقدامات TEVTA کی responsibility ہے اور وہاں پر unskilled workers کو skill کرنے کے لئے کافی پروگرام کئے جاتے ہیں لیکن اس میں unskilled workers کی minimum wages کا تعین کیا جارہا ہے۔اس میں کوئی اور دوسرا معاملہ زیر غور نہیں ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st December 2013."

(The motion was lost.)

Now, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013, as recommended by the Special Committee No.1, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif

Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khuram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it?

MR MUHAMMAD ARIF ABBASI: Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, for sub-clause (e) of Section 2 of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(e) industrial area" means any area notified by the Government as an industrial area:"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 4 of the Bill, for sub-clause (e) of Section 2 of the Principal Ordinance, the following be substituted:-
>
> "(e) "industrial area" means any area notified by the Government as an industrial area:"

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب قائم مقام سپیکر: oppose ہوا ہے۔جی، عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!اس بل میں انہوں نےdefinitionمیں جوareas specifyکئے ہیں یہ بڑے شہروں کے ہیں جہاں بڑے بڑے انڈسٹریل زونزاور انڈسٹریل یونٹس لگے ہوئے ہیں۔مزدوراور specially unskilledغیر ہنر مند مزدور کادور دراز اضلاع میں جہاں یونین سازی کی بھی اجازت نہیں ہے جہاں لوگوں کو اپنے حقوق کی زیادہawarenessنہیں ہے استحصال ہوتا ہے۔انareasکونکال دیا گیا ہے یاصرفspecificکر دیا گیا ہے اور باقیdesireکر دیا گیا ہے۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت نے جتنے بھی انڈسٹری زونزas an industrial zones declareکئے ہیں ان سب پر یہ بل لاگو ہو۔اس بل میںspecificصرف چند اضلاع لکھے گئے ہیں لیکن ہم چاہتے ہیں کہas a wholeپورے پنجاب میں جہاں جہاں بھی مزدور کام کر رہا ہے اس کے حقوق کا تحفظ ہو اس کوminimum wagesملیں،اس کے فوائد اس تک پہنچیں۔اس بل میں جو بڑے شہر لکھے ہوئے ہیں صرف ان شہروں میں مزدوروں کا استحصال نہیں ہو رہا بلکہ مزدور کا زیادہ استحصال،اس کے ساتھ زیادہ زیادتی دور دراز کے چھوٹے اضلاع جہاں چھوٹی انڈسٹریل سٹیٹس ہیں وہاں ہو رہا ہے اس لئے ہم نے یہ تجویز دی تھی کہ اس میں وہ تمام انڈسٹریز ایریاز جو حکومت نےas an industrial areas declareکئے ہیں ان سب پر اس کو لاگو کیا جائے۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!جو amendment کی گئی ہے وہ اس صورتحال کو پوری طرح سے coverکرتی ہے اور اس کا جوlast partہے کہ:

An includes any other area notified by the government as an industrial area

جو بھی ایریا ہو گا جب وہnotifyہو جائے گا تو وہ اس چیز کوcoverکرے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:ایوان کا ٹائم آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

The motion moved and the question is:

"That in Clause 4 of the Bill, for sub-clause (e) of Section 2 of the Principal Ordinance, the following be substituted:

"(e) "industrial area" means any area notified by the Government as an industrial area:"

(The motion was lost.)

Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khuram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Muhammad Siddique Khan, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hassan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Ms Jayeda Khalid Khan, Mrs Baasima Chaudhary and Dr. Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it?

DR MURAD RAAS: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 5 of the Bill, for the words "ten thousand", the words "upto fifty thousand", be substituted."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

> "That in Clause 5 of the Bill, for the words "ten thousand", the words "upto fifty thousand", be substituted."

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری تو کل سے ہی رانا صاحب سے request ہو رہی ہے کہ ایک بات پر تو oppose نہ کہیں تو Ayes will win also from this side once، جتنے مرضی پیسے بڑھاتے جائیں۔ its does not matter آپ دس لاکھ روپے بھی fine رکھ دیں گے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جب تک ان laws کو implement نہیں کیا جائے گا تب تک کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم دو ہزار سے دس ہزار، پچاس ہزار، ایک لاکھ یا دس لاکھ روپے کر دیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں جب تک کہ ان laws کو implement نہیں کیا جائے گا۔ جب تک غلط کام کرنے والے کی باز پُرس نہیں ہو گی اس وقت تک کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔ ہماری یہ ترمیم ہے کہ اس کو up to fifty thousand تک لے کر آیا جائے تاکہ ان کو یہ معلوم ہو کہ اتنی penalty ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی by chance پکڑا جاتا ہے اور اس کو fifty thousand تک جرمانہ ہوتا ہے تو باقی لوگوں کو بھی خوف رہے گا۔ میرے خیال میں دس ہزار روپے کافی نہیں ہیں. It should be up to fifty thousand. ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ ہر ایک کی penalty fifty thousand ہو گی بلکہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ:

> It should be up to fifty thousand, depending upon how wrong the things have been done. What penalty has to be given according to the crime?

ہم یہ قوانین تو بنا رہے ہیں، یہاں پر ساری چیزیں پاس کر رہے ہیں لیکن سب سے ضروری کرنے والی بات یہی ہے کہ اگر ہم اس کو implement نہیں کریں گے تو پھر at the end of the day یہ بھی کتابوں میں چلا جائے گا۔ ہم جس قانون کو amend کر رہے ہیں یہ 1969 کا بنا ہوا ہے۔ اس قانون کے تحت جو جرمانے ہیں ان کو ہم کئی سالوں کے بعد آج increase کر رہے ہیں۔ جب تک ہم ان چیزوں کو regularly update نہیں کریں گے تب تک بات نہیں بنے گی اس لئے ہماری یہی درخواست ہے

کہ اس کو"ten thousand" کی بجائے "up to fifty thousand"کر دیں۔ان کو کم از کم اتنا خوف تو ہونا چاہئے کہ اگر ہم نے زیادہ خرابی کی تو ہمیں یہاں تک جرمانہ ہو سکتا ہے۔اس کو آپ جتنے employeesہیں ان کے ساتھ multiplyکریں لہذا میری یہ درخواست ہے کہ اسے"up to fifty thousand" رکھا جائے تاکہ لوگوں کو پتا ہو کہ penaltyکافی ہے۔جب آپ employees کے ساتھ multiplyکریں گے تو.It becomes a big sumاس کے ساتھ ساتھ میری یہ بھی درخواست ہو گی کہ جو بھی penaltyدی جائے وہ لازماً collectکی جائے اور اس کو کسی طرح بھی ختم نہ کیا جائے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: عارف عباسی صاحب!آپ مختصر بات کریں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!میں بالکل مختصر بات کروں گا۔کوئی بھی سزا تجویز کرنے کا مقصد قانون کی implementationہوتا ہے تاکہ سزا کے خوف سے جرم نہ کیا جائے۔اگر کسی دکاندار کو کوئی چیز مہنگی بیچنے پر دس ہزار روپے جرمانہ ہو تو بات سمجھ میں آتی ہے لیکن ایک فیکٹری مالک یا صنعت کار کے لئے دس ہزار روپے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ہم نے اس کو"up to fifty thousand"اس لئے تجویز کیا ہے تاکہ سزا کے خوف سے اس قانون کی خلاف ورزی نہ ہو۔اتنا جرمانہ ضرور کیا جائے تاکہ اس کو تھوڑا بہت احساس ہو کہ اگر میں نے اس قانون کی خلاف ورزی کی تو مجھے جرمانے دیتے وقت تکلیف ہو گی۔ہم کہتے ہیں کہ ایسی سزا رکھیں کہ جس کا کوئی خوف بھی ہو۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ درست ہے کہ implementation کی بہت زیادہ اہمیت ہے اور سزا کا implementہونا تو بہت ہی ضروری ہے۔پہلے یہ جرمانہ دو ہزار روپے تھا اب اس کو five timeبڑھا کر دس ہزار روپے کیا گیا ہے۔اب اگر اس کو un-proportionateکے طور بہت زیادہ بڑھایا جائے تو پھر اسے سرکاری اہلکار misuseکر سکتے ہیں اس لئے دو ہزار سے دس ہزار روپے بڑھایا جانا مناسب ہے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 5 of the Bill, for the words "ten thousand", the words "up to fifty thousand", be substituted."

(The motion was lost.)

Now, the motion moved and the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND COMMUNITY DEVELOPMENT/LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013 be passed."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Minimum Wages for Unskilled Workers (Amendment) Bill 2013 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب قائم مقام سپیکر: ایک تحریک قاعدہ نمبر150 sub clause(1) کے تحت آئی ہے۔وزیر قانون پنجاب اسمبلی کی مجالس کی تشکیل کے حوالے سے ایک تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت اسمبلی کی مجالس قائمہ و دیگر کی تشکیل کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی جو مجالس قائمہ اور دیگر مجالس تجویز کی گئی ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ان مجالس کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی جو مجالس قائمہ اور دیگر مجالس تجویز کی گئی ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ان مجالس کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی جو مجالس قائمہ اور دیگر مجالس تجویز کی گئی ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ان مجالس کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون نو منتخب مجالس کو معاملات سپرد کرنے کے حوالے سے اپنی تحریک پیش کریں۔

اسمبلی کی مجالس قائمہ کی عدم تشکیل کی وجہ سے دیگر مجالس کو سونپے گئے معاملات مجالس قائمہ کے سپرد کرنے کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"اسمبلی کی کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی وجہ سے جو معاملات خصوصی کمیٹیوں کے سپرد کئے گئے تھے وہ اسمبلی کی متعلقہ کمیٹیوں کے سپرد کر دیئے جائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"اسمبلی کی کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی وجہ سے جو معاملات خصوصی کمیٹیوں کے سپرد کئے گئے تھے وہ اسمبلی کی متعلقہ کمیٹیوں کے سپرد کر دیئے جائیں۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اسمبلی کی کمیٹیوں کی عدم تشکیل کی وجہ سے جو معاملات خصوصی کمیٹیوں کے سپرد کئے گئے تھے وہ اسمبلی کی متعلقہ کمیٹیوں کے سپرد کر دیئے جائیں۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں PAC کے سپرد کرنے کی تحریک پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں نئی منتخب ہونے والی PAC-IاورPAC-II کے سپرد کرنے کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ /قانون و پارلیمانی امور(راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتاہوں کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی وہ رپورٹیں جو گزشتہ اسمبلی کی PAC-IاورPAC-II کے سپرد کی گئی تھیں اور ابھی زیر التواء ہیں نیز وہ رپورٹیں جو موجودہ اسمبلی کی مجلس خصوصی نمبر1 کے سپرد کی گئی ہیں ان کو آج منتخب ہونے والی PAC-IاورPAC-II کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ ان کی جانچ پڑتال کریں اور اپنی رپورٹ ایک سال کے اندر ایوان میں پیش کریں۔یہ ایوان ان دونوں کمیٹیوں میں ان رپورٹوں کی تقسیم کا اختیار جناب سپیکر کو دیتا ہے۔"

جناب قائم مقام سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی وہ رپورٹیں جو گزشتہ اسمبلی کی PAC-IاورPAC-II کے سپرد کی گئی تھیں اور ابھی زیر التواء ہیں نیز وہ رپورٹیں جو موجودہ اسمبلی کی مجلس خصوصی نمبر1 کے سپرد کی گئی ہیں ان کو آج منتخب ہونے والی PAC-IاورPAC-II کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ ان کی جانچ پڑتال کریں اور اپنی رپورٹ ایک سال کے اندر ایوان میں پیش کریں۔یہ ایوان ان دونوں کمیٹیوں میں ان رپورٹوں کی تقسیم کا اختیار جناب سپیکر کو دیتا ہے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"حکومت پنجاب کے حسابات اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی وہ رپورٹیں جو گزشتہ اسمبلی کی PAC-IاورPAC-II کے سپرد کی گئی تھیں اور ابھی زیر التواء ہیں نیز وہ رپورٹیں جو موجودہ اسمبلی کی مجلس خصوصی نمبر1 کے سپرد کی گئی ہیں ان کو آج منتخب ہونے والی PAC-IاورPAC-II کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ ان کی جانچ پڑتال کریں اور اپنی رپورٹ ایک سال کے اندر ایوان میں پیش کریں۔یہ

ایوان ان دونوں کمیٹیوں میں ان رپورٹوں کی تقسیم کا اختیار جناب سپیکر کو دیتا ہے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب انشاء اللہ پھر ملاقات ہو گی۔ یہ ایک Order ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(29)/2013/965. Dated: 13th December 2013. The following Order, made by the Acting Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Rana Muhammad Iqbal Khan,** Acting Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect from 13.12.2013 after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 13th December 2013

RANA MUHAMMAD IQBAL KHAN
ACTING GOVERNOR OF THE PUNJAB"